فتاویٰ علماءِ ہند

جلد-۳

تیار کردہ

منتخب علماءِ ہند

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی

زیرِ نگرانی

حضرت مفتی محمد اسامہ شمیم الندوی

باھتمام

منظمۃ السلام العالمیۃ

ممبائی۔الہند

نام کتاب	:	فتاویٰ علماء ہند (جلد-۳)
زیر سرپرستی	:	حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب
زیر نگرانی	:	حضرت مولانا محمد اُسامہ شمیم الندوی صاحب
سن اشاعت	:	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق جون ۲۰۱۴ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپوزنگ وڈیزائننگ	:	محمد رضاء اللہ قاسمی
ناشر	:	منظمة السلام العالمية، ممبائی، الهند

یہ کتاب ''منظمة السلام العالمية'' کی طرف سے ہدیہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقف ہے، اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

منظمة السلام العالمية

Global Peace Organisation (GPO)

Email: gpo.org@yahoo.com Mob. : +91-7303 7076 05

کتاب الطہارۃ

بسم اللّٰه الرحمٰن الرّحيم

فہرست عناوین

صفحات	عناوین	نمبر شمار

فہرست مضامین (۵ - ۴۸)

حوض کے احکام (۵۹ - ۱۰۴)

کنویں کے احکام (۱۰۵ - ۲۰۴)

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نمبر شمار	عناوین	صفحات

ہڈی، کھال اور اون کے احکام (۴۳۵ - ۴۴۸)

دودھ، شہد اور گھی کے احکام (۴۶۵ - ۴۸۰)

×××

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین!

بندہ مشکور ہے رب قدیر کے الطاف کے فیضان کا کہ ''فتاویٰ علمائے ہند'' کتاب الطہارۃ تکمیل کو پہنچی۔
''فتاویٰ علمائے ہند'' کی یہ تین جلدیں۔جلد اوّل، جلد ثانی، جلد ثالث طہارت کے ابواب پر مشتمل ہیں۔
یہ ہمارے اکابرین کا علمی سرمایہ ہے۔جس کی ہندو پاک کے ممتاز علمائے کرام نے ستائش فرمائی ہے اور مفید کلمات سے نوازا ہے۔الحمدللہ! طہارت کے موضوع کے فتاویٰ ان تین جلدوں میں جمع ہوگئے ہیں جو ہر فرد اور ہر گھر کی ضرورت بن گئی ہے۔

''ادارہ منظمۃ السلام العالمیہ'' کی فکر ہے کہ یہ علمی مجموعہ تمام دینی درسگاہوں میں دستیاب ہوجائے۔چنانچہ دینی درسگاہیں، دارالافتاء، دارالقضاء، کے ذمہ داران اور اصحابِ فقہ وفتاویٰ احباب سے التماس ہے کہ اپنے حلقہ کے دینی ضرورت کے پیشِ نظر کتاب کی تعداد کا تعین فرما کر مطلع فرمادیں۔تاکہ کتاب بہ آسانی بھیجی جاسکے۔

درحقیقت اس علمی کتاب کے منصۂ شہود پر آنے میں بندہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔بلکہ مالکِ حقیقی جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اپنے کسی بندے پر اپنے ارادے کا اظہار کر دیتا ہے۔اس لئے کہ مخلوق سے جو کچھ بھی صادر ہوتا ہے وہ خالقِ کائنات کے ارادے کا ظہور ہے۔اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنادے۔آمین

بتاریخ: ۲۱/اپریل ۲۰۱۴ء
بمطابق: ۲۰/جمادی الآخر ۱۴۳۵ھ

بندہ شمیم احمد
ناشر: فتاویٰ علماء ہند
خادم منظمۃ السلام العالمیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین،والصلوٰۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین،وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین،وعلی من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین،أمابعد!

فتویٰ درحقیقت قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے، یہ بہت اہم، نازک اورساتھ ہی پرخطر کام ہے،لیکن علماء کرام اور مفتیان عظام نے ہر دور میں بلالومۃ لائم امت کی رہبری فرمائی ہے،جن حضرات کواللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کی صلاحیت عطافرمائی،انہوں نے پرخطراورمشکل حالات میں بھی اپنے نقارے کے ذریعہ امت مسلمہ کی صحیح اورٹھوس رہنمائی فرمائی، یہ امت ان ہی مفتیان کرام کی قیادت میں رہ کررواں دواں رہی اوراپنے خیرامت ہونے کا ثبوت پیش کیا،**فالحمد للّٰہ علیٰ ذلک.**

زیرنظرکتاب ''فتاویٰ علماء ہند'' پچھلے دوسوسال میں دیے گئے علماء ہندوپاک کے فتاوے کا مجموعہ ہے،اورصرف مجموعہ ہی نہیں بلکہ یہ زبردست فقہی موسوعہ یعنی انسائیکلوپیڈیا ہے،اس سے پہلے حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلندشہریؒ مفتی مدینہ منورہ کے صاحبزادے مفتی عبدالرحمٰن صاحب کوثرؔ نے چھ سات مفتیان کرام کے تعاون سے اپنے پچھلے اکابر کے تمام فتاویٰ کواکٹھا کرکے تیس بتیس جلدوں میں جمع کیا ہے،اورانہیں قرآن وحدیث اورفقہی کتابوں کے حوالوں سے مزین کیا ہے۔

مگر یہ مجموعہ جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ساٹھ جلدوں میں تیارہونے کی توقع ہےاورپھر یہ پلان ہے کہ اسے عربی وانگریزی میں بھی ترجمہ کرکے شائع کیا جائے گا، یہ حوصلہ اورعزم قابل مبارکباد ہیں، مجھے امید ہے کہ یہ مجموعہ امت مسلمہ کے لیے بہرحال مفیداورنفع بخش ہوگا۔مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ بہارنے اس کی ترتیب اورتخریج وتعلیق کا بیڑااٹھایا ہے اورمولانا اسامہ شمیم ندوی کے زیراہتمام یہ اہم کام انجام دیا جارہا ہے،اللہ تعالیٰ دونوں کو بہت بہت جزاءخیرعطافرمائے اوراس مجموعہ کوقبولیت سے نوازے۔ (آمین)

۱۵رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ (مولانا) حبیب الرحمٰن خیرآبادی عفااللہ عنہ

مطابق: ۱۷رمارچ ۲۰۱۴ء مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز مکرم جناب مولانا اسامہ شمیم الندوی حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی!

آپ کا مرسلہ قیمتی ہدیہ ''فتاویٰ علماء ہند'' جلد اول پاکر بڑی مسرت ہوئی، مختلف مقامات سے پڑھ کر اس کی اہمیت کا اندازہ ہوا، معتبر فتاویٰ کی کتابوں سے مکررات کو حذف کر کے مسائل کو اکٹھا کرنے کی قابل قدر کوشش نے اس کتاب کو فتاویٰ کے موضوع پر نہایت جامع کتاب بنادیا ہے اور جب یہ کتاب مکمل ہوگی، انشاء اللہ فتاویٰ کی انسائکلو پیڈیا ہوگی، اب کسی مسئلہ کی تلاش کرنے کے لیے فتاویٰ کے مختلف مجموعوں کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں پیش آئے گی، بلکہ ایک ہی کتاب میں تمام مطلوبہ مسائل مل جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ مختلف قسم کی ذمہ داریوں اور گوناگوں مشاغل میں گھرے رہنے کے باوجود اس اہم علمی ودینی کام کے لیے انہوں نے اپنے وقت کو فارغ کرنے کی ہمت کی ہے، اللہ تعالیٰ صحت وقوت اور عافیت کے ساتھ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ (آمین)

اسی طرح آپ اور آپ کے والد محترم جناب شمیم انجینئر صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ حضرات نے اتنے بڑے اور اہم کام کی تکمیل کا بیڑہ اٹھالیا ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند - **وفی ذٰلک فلیتنافس المتنافسون.**

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ حضرات کی عمر میں برکت عطا فرمائیں، اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائیں اور صحت وقوت اور عافیت کے ساتھ اس عظیم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی خدمت لے لیں اور ہر طرح کی رکاوٹوں اور پریشانیوں سے حفاظت فرمائیں۔ (آمین)

میرے لیے حسن خاتمہ اور عافیت دارین کی دعا فرمائیں۔

والسلام

(مولانا) اشتیاق احمد (صاحب)
استاذ مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم مظفر پور، بہار

۶ر جمادی الاخریٰ ۱۴۳۵ھ
مطابق ۷راپریل ۲۰۱۴ء

فتاویٰ علماء ہند

ایک گرانقدر فقہی کارنامہ

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، محمد وآلہ وصحبہ أجمعین، وبعد!

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ العظیم: أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طآئفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوآ الیھم لعلھم یحذرون". (سورہ التوبۃ : ۱۲۲)

سو یہ کیوں نہ ہو کہ ہر گروہ میں ایک حصہ نکل کھڑا ہوتا کہ یہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی (اس) قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس واپس آئیں، ڈرادیں، تاکہ وہ (ان سے دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے) محتاط رہیں۔

عن معاویۃ رضی اللّٰہ عنہ قال : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہٖ خیراً یفقّہ فی الدین. (**صحیح البخاری، کتاب العلم :حدیث ۷۱**)

اسلام کی حقانیت کی ایک روشن دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے رکھی ہے اور وہ ہر دور میں ایسے ایسے علمائے کرام پیدا کرتا رہا ہے جنہوں نے اسلامی نظام حیات، ربانی تعلیمات وہدایات کی ترویج واشاعت میں محنت اور جان فشانی سے حصہ لیا ہے۔انہوں نے امت مسلمہ کی ہر دور میں نہ صرف یہ کہ دست گیری اور رہنمائی کی بلکہ ہر فتنے سے خبردار کیا، اورانہوں نے اسلامی شریعت کی روشنی میں حوادث اور موجودہ مسائل کا حل پیش کرکے اس خدائی وعدے کو تقویت بخشی ہے کہ بے شک اسلام کا نگہبان ومحافظ وہی خداوند قدوس ہے اور اس کی تعلیمات وحی الٰہی پر مبنی ہیں۔

علمائے ربانیین، محافظین دین مبین، شارحین شرع متین کی بیش بہا اور جلیل القدر خدمات سے اسلامیان ہند کی

تاریخ بھی روشن اور تابناک ہے۔ ہندوستان میں اسلام کی آمد سے لے کر اس وقت تک ہر دور میں مسلسل علمائے کرام نے اپنے دینی فرائض منصبی کی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ان کی خدمات کو اسلامیان ہند کی تاریخ میں ہمیشہ سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔

مسلمانان ہند کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی رہی ہے کہ انہوں نے ہمیشہ شرعی قانون کے مطابق حتی المقدور زندگی گزارنے کی کوشش کی ہے اور اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھا ہے کہ پیش آمدہ صورت حال میں اسلام کی تعلیمات کیا ہدایت دیتی ہیں؟ کس چیز کو حلال قرار دیتی ہیں اور کس کو حرام؟ مسائل پوچھنے کا یہ سلسلہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک جمہور امت میں باقی ہے۔ علمائے کرام جن کی ذمہ داری ہی یہ تھی کہ وہ عوام الناس کو ہر مسئلہ میں دینی معلومات فراہم کریں اور انہیں صراط مستقیم سے دور نہ ہونے دیں۔انہوں نے اس خوش گوار فریضے کی انجام دہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھا۔

اولاً مسائل دریافت کرنے کا انحصار زبانی تھا اور لوگ یوں ہی مفتی حضرات سے فتویٰ لے لیتے تھے، لیکن جب علم وضابطے میں پختگی آئی اور یہ بات شدت سے محسوس کی جانے لگی کہ فرد واحد کا دریافت کردہ مسئلہ دیگر لوگوں کے لیے بھی رہ نما ثابت ہوسکتا ہے تو باقاعدہ فتویٰ نویسی اور کتب فتاویٰ کی تدوین وترتیب کا آغاز ہوا چناں چہ بہت ہی قلیل عرصے میں لاکھوں صفحات پر محیط سیکڑوں فتاویٰ کی کتابیں معرض وجود میں آگئیں۔

موضوع کی مناسبت سے اس تاریخی حقیقت کا اظہار کیا جاسکتا ہے کہ استاذ الہند علامہ نظام الدین محمد فرنگی محلی (متوفی ۱۱۶۱ھ) بانی درس نظامی کا خاندان فرنگی محل شمالی ہند کا وہ عظیم خاندان ہے، جس کے فرزندوں کی علمی جلالت وعظمت کے لیے یہ کافی ہے کہ انہوں نے مختلف اسلامی علوم وفنون پر پانچ سو سے زائد کتابیں تحریر کیں۔

افتاء وقضاء علمائے فرنگی محل کی خصوصی دل چسپی کا مرکز رہا ہے۔ مفتیان فرنگی محل میں مفتی محمد یعقوب، مولانا محمد مبین، مولانا عبدالعلی بحرالعلوم، مفتی محمد ابوالرحم، مفتی محمد اصغر، مفتی محمد یوسف، مولانا عبدالحلیم، مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحئ، مفتی نعمت اللہ، مولانا قیام الدین محمد عبدالباری اور مفتی عبدالقادر زیادہ مشہور ہوئے۔

مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی استاد حدیث وفقہ دارالعلوم مئو نے اپنے تحقیقی مقالے''اودھ میں افتاء کے مراکز اور ان کی خدمات'' (اشاعت ۲۰۰۹ء) میں خاندان فرنگی محل کے ۳۲؍اصحاب افتاء وقضاء کا تذکرہ کیا ہے۔

استاد الہند کے اس جلیل القدر دینی وعلمی خاندان کے گل سرسبد علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحئ فرنگی محل تھے۔ان کے رسوخ فی العلم، تعمق وتبحر اور دینی علوم وفنون پر زبردست دسترس نے ان کو علمائے کرام کی بارگاہ سے''فخر المتاخرین'' کا لقب دلوایا۔ علامہ فرنگی محلی نے ۱۳؍مختلف موضوعات پر ۱۲۰؍کتابیں تحریر کیں، جن میں صرف فقہ پر ۵۰؍کتابیں ہیں۔

ان کی فقہی کتابوں میں مجموعۃ الفتاویٰ (فتاویٰ عبدالحئی ۳ جلدیں) السعایہ فی کشف فی شرح الوقایہ، عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ، مقدمہ عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ، مقدمۃ الہدایۃ، نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل، حاشیہ علی الجامع الصغیر، حاشیہ الہدایہ، غایۃ المقال فی ما یتعلق بالنعال اور نزہۃ الفکر فی سبحۃ الذکر قابل ذکر ہیں۔

ہماری کتب فقہیہ جن کی تعداد سیکڑوں میں ہے اور ہر کتاب میں اکثر وبیش تر مسائل مکرر ہیں اس لیے اس بات کی اہمیت وضرورت عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی کہ ان تمام کتابوں سے ضروری اور اہم فتوؤں کو یکجا کردیا جائے تاکہ ان سے استفادے میں دشواری محسوس نہ ہو اور آج کی عجلت پسند دنیا میں انسان سیکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کے بجائے ایک ہی کتاب میں علمائے کرام اور فقہائے عظام کی آراء بآسانی دریافت کرلے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے معروف عالم دین **مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی** صاحب ناظم امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کو اس کی توفیق بخشی کہ وہ اس اہم کام کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی محنت شاقہ سے کتاب کی پہلی جلد منظر عام پر آگئی۔

پیش نظر کتاب **''فتاویٰ علماء ہند''** حفاظت دین، اسلام کی ترجمانی، شریعت کی وضاحت، مشکلات کی گرہ کشائی، مسائل کی تفسیر، علمائے کرام کی دینی خدمات اور ان کی عزیمت، شریعت کی حفاظت میں ان کا کردار، اسلامی آداب قضاء ومفتیان کرام کی خصوصیات واوصاف، فتویٰ نویسی کے لوازم، ارباب افتاء وقضاء کی جان فشانی اور کدوکاوش کا ذکر، کتب فتاویٰ کی فہرست، فقہ اور اصحاب فقہ کی تاریخ کا اس طرح مفصل تذکرہ ہے جس کی بنا پر کتاب کو بجا طور پر فقہ، اصول فقہ اور فقہائے کرام کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جاسکتا ہے۔

۲۷۵ صفحات پر مشتمل اس اہم کتاب کا ''مقدمہ'' جو فاضل مرتب کے قلم سے ہے، خاصے کی چیز ہے۔ یہ گراں قدر مفصل مقدمہ کتاب کے ۳۴۸ صفحات کو محیط ہے۔ اس میں فقہ کی تعریف، کتب فتاویٰ کا تذکرہ، تصوف کی حقیقت، فقہی مصادر کا تعارف، تدوین فقہ، اور امام ابوحنیفہ کا تذکرہ، فقہ اسلامی کے ادوار، افتاء واستفتاء، افتاء کی اہمیت ومفتی کی صفات، فتوے کے احکام وآداب، استفتاء کے آداب واحکام، علمائے ہندوپاک کی فقہی خدمات، ہندوپاک کے مستند دارالافتاء کا تعارف، معتبر کتب فتاویٰ کا تذکرہ اور مشہور مفتیان کرام کے حالات عمدہ اسلوب میں بیان کیے گئے ہیں۔
فاضل مرتب اپنے مقدمے کے آخر میں لکھتے ہیں: ''یہ تفصیلی مقدمہ جسے آپ نے پڑھا اگرچہ مختلف موضوعات پر مشتمل ہے پھر بھی اس کا احساس ہے کہ علماء ہندوپاک کے فتاویٰ کی خصوصیات اور ان بزرگوں کی خدمات کو جس تفصیل کے طور پر پیش کیا جانا چاہیے ابھی تک وہ کام نہیں ہوسکا ہے۔ اس کی ضرورت بہرحال باقی ہے تاکہ امت کے سامنے یہ واضح ہوکر آسکے کہ بارہ سو سالہ عہد میں ان ہندوستانی علماء وفقہاء نے کس طرح کی علمی ودینی خدمت انجام دی ہے''۔

کتاب کے مطالعے سے مرتب کتاب کی فقہی بصیرت، وسعت مطالعہ، مستند فقہی کتابوں پر ان کی گرفت، بالغ نظری، جدید مسائل سے مکمل آگاہی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے اور ان کی اس کتاب کی ترتیب میں مختلف مصادر سے استفادہ اس بات کا گواہ ہے کہ مرتب فاضل وسیع النظری کے ساتھ وسیع المشربی کی صفات حمیدہ سے بھی متصف ہیں۔

مفتی انیس الرحمٰن صاحب مدظلہ کی اس قاموسی کتاب کی وقعت اور اہمیت کے لیے کیا یہ کم ہے کہ اکابر ملت خصوصاً میر کارواں حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، حضرت مولانا سید نظام الدین، امیر شریعت بہار، اڑیسہ، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی سابق قاضی القضاۃ پاکستان، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی آف انڈیا اور مولانا محمد قاسم مظفرپوری قاضی شریعت کی ابتدائی تحریریں اس کو استناد، اعتبار اور وقار بخشتی ہیں۔

فتاویٰ علماء ہند کی ابھی پہلی جلد منظر عام پر آئی ہے جس میں صرف طہارت کا بیان ہے۔ باب کے مشمولات سے عیاں ہوتا ہے کہ مسئلہ کے اخذ وترک میں جدید ذہن اور موجودہ صورت حال کی رعایت کی گئی ہے، جو اس کتاب کی سب سے اہم خوبی ہے۔ چوں کہ یہ کتاب ہزاروں صفحات کا عطر ہے۔ اس لیے اس کے مرتب کے بقول کتاب کئی ضخیم جلدوں میں مکمل ہوگی۔ خداوند کریم اس کتاب کو جامہ تکمیل عطا فرمائے۔ اگر کتاب اپنے منشور کے مطابق منصۂ شہود پر آجاتی ہے تو اس سے فقہی مسائل فہمی کی راہیں آسان ہوں گی اور یہ کتاب علماء، طلباء اور جمہور امت کو سیکڑوں کتابوں سے بے نیاز کر کے ایک ایسی روش قائم کرے گی جس سے مختلف سطح اور ذہن کے لوگ یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔

ساٹھ جلدوں میں تیس ہزار صفحات پر مشتمل یہ کام خالص علمی ہے، جس کی تکمیل جناب مولانا محمد اسامہ شمیم الندوی صاحب کے زیرِ نگرانی ہو رہی ہے۔ ان کی ہمت قابلِ تحسین ہے۔ کتاب کے مؤلف محترم جناب مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی اور جناب مولانا محمد اسامہ شمیم الندوی دونوں صاحبان کو اللہ تعالیٰ عمر دراز عطا فرمائے اور ان کے اس اہم کام کی تکمیل فرمائے۔ فتاویٰ علماء ہند جیسی بیش بہا اور قیمتی کتاب کی اشاعت پر علامہ عبدالحی فرنگی محلی فقہ اکیڈمی، لکھنؤ کے تمام ذمہ داران اور کارکنان آپ کی خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس اہم اور جلیل القدر کتاب کو قبول عام عطا فرمائے۔ آمین

مولانا خالد رشید فرنگی محلی
صدر علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلی فقہ اکیڈمی
ناظم دارالعلوم نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

الحمد للہ! بے حد خوشی کی بات ہے کہ ’’فتاویٰ علمائے ہند‘‘ جلد سوم تکمیل کو پہنچ رہی ہے۔

حلال وحرام کے احکام کو جاننے کے لئے علماء کا مرجع تو قرآن وسنت اور کتبِ فقہ وفتاویٰ ہیں۔لیکن عوام کے لئے وہ علماء ہیں جن کی فقہ پر نظر ہو۔

یہ ایک ایسا عمل ہے جس کو سب سے پہلے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے کیا اور آپ کے اصحاب نے اس کو جمع کیا۔فتاویٰ علماء ہند بھی اسی کی ایک کڑی ہے جو ایک علمی، فقہی،موسوعہ ہے،جس میں دوسو(۲۰۰) سالہ برّصغیر کے علماء واہلِ افتاء کا علمی سرمایہ محفوظ ہو رہا ہے۔جسے ہمارے بزرگوں نے امت کے مسائل کے حل کے لئے چھوڑا تھا۔ دراصل یہ کام ایک عہد کا ہے۔جب کام کسی عہد پر ہوتا ہے تو اس کے لئے بھی ایک عہد کی ضرورت پڑتی ہے۔چنانچہ ایسے وقت میں زندگیاں بھی لمحات تصور کی جاتی ہیں۔

کام بڑا صبر آزما اور بہت نازک ہے اور خالص علمی بھی۔اس لئے اس کا معیاری ہونا لازمی ہے۔

.... اس لئے ضروری ہے کہ اسے اہلِ افتاء و متخصصین حضرات کی نگاہوں سے گزارا جائے۔چنانچہ بندہ نے ’’المجلس العالمی للفقہ الاسلامی‘‘ کی بنیاد ڈالی ہے۔جس کے ذریعہ ماہرِ فن کی نشاندہی کر کے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ تاکہ یہ علمی مجموعہ مؤثق ہو کر مؤید من اللہ ہو جائے۔

’’فتاویٰ علمائے ہند‘‘ کی تکمیل ونگرانی بندۂ ناچیز کے لئے ایک بڑی سعادت ہے۔دعا گو ہوں خدا تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔(آمین)

اہلِ علم واہلِ افتاء حضرات سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں بھی اصلاح کی ضرورت پیش آئے،اطلاع فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

بتاریخ:۲۱؍اپریل ۲۰۱۴ء — محمد اسامہ شمیم الندوی

بمطابق:۲۰؍جمادی الآخر ۱۴۳۵ھ — رئیس المجلس العالمی للفقہ الإسلامی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالأنبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ أجمعین،أمابعد!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے **فتاویٰ علماء ہند** کی طہارت کے مسائل پر مشتمل تیسری جلد کی تکمیل کی توفیق دی ،فتاویٰ کی اہمیت امت مسلمہ میں قرن اول سے لے کر آج تک برقرار ہے آئندہ بھی رہے گی۔فتاویٰ کی تاریخ میں ہندوستانی علما ومفتیان کرام کی ایک روشن تاریخ رہی ہے،ان کے فتاویٰ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہیں۔یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ علماء ہند کی جب پہلی جلد حواشی کے ساتھ منظر عام پر آئی تو علما وخواص میں اس کی بے حد پذیرائی ہوئی اورانہوں نے اپنے تأثرات سے نوازا۔یہ بعض تأثرات جلد دوم میں دے دیئے گئے ہیں اور چند تأثرات اس تیسری جلد میں شامل کئے جارہے ہیں۔جس میں خاص طور پر حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن خیرآبادی مفتی دارالعلوم دیوبند،حضرت مولانا اشتیاق احمد مظفرپوری اور مولانا مفتی خالدرشید فرنگی محلی لکھنؤ کی تحریریں شامل ہیں۔

فتاویٰ علماء ہند کی ان تین جلدوں میں مقدمہ کے علاوہ طہارت کے مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔فتاویٰ کے علاوہ حاشیہ میں طہارت سے متعلق دیگر مفتیٰ بہ مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔جس کی وجہ سے طہارت کے باب میں جدید اور قدیم تمام اہم مسائل شامل ہوگئے ہیں۔میرے علم کے مطابق طہارت کے موضوع پر فتاویٰ کا اس طرح کا دوسرا مجموعہ اب تک شائع نہیں ہوا ہے۔امید ہے کہ علماء،ائمہ،اہل مدارس اور اصحاب افتا خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔حواشی میں فقہی عبارتوں کے علاوہ آیات قرآنی ،احادیث نبوی ،صحابہ وتابعین کے آثار واقوال کو نقل کیا گیا ہے،جس کی وجہ سے یہ فتاویٰ مدلل بھی ہوگئے ہیں۔(**وللّٰہ الحمدعلی ذٰلک**)

میں خاص طور پر شکرگذار ہوں اپنے احباب ومعاونین کا جو میرے ساتھ صبح وشام فتاویٰ کی ترتیب میں ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن کے تحت شریک ہیں،اسی طرح شکرگذار ہوں اپنے بزرگ الحاج شمیم احمد صاحب اور مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی زیدمجدہم کا،جن کی خصوصی توجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہونچ رہا ہے اوران فتاویٰ کی عربی وانگریزی ترجمہ کا کام بھی ہورہا ہے۔اللہ ان کی اس سعی کو قبول فرمائے اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین

(انیس الرحمٰن قاسمی)

ناظم امارت شرعیہ بہار،اڑیسہ وجھارکھنڈ

صدر ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، پٹنہ

۵؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

۵؍مئی ۲۰۱۴ء

عن سهل بن سعد رضى اللّٰه قال:قالوا:يارسول اللّٰه إنک تتوضأ من بئربضاعة ؟وفيها ما ينجي الناس والمحائض والخبث.

فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم :

" المَاءُ لايُنَجّسهٗ شئیٌ".

(نصب الراية:۱/۱۱۳ـالتلخيص الحبيركتاب الطهارةباب الماء الطاهر:۱/۱۵)

حوض کے احکام

شرعی حوض:

سوال: یہاں ایک مسجد میں حوض بن رہا ہے، شرعی حوض کے بارے میں کتب فقہ میں ''عشرة أذرع فی عشرة أذرع'' کا لفظ آتا ہے۔ جس کی تعبیر اردو میں ہمارے علماء کرام دس ہاتھ دردس ہاتھ (دہ دردہ) کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ذراع اور ہاتھ سے کیا مراد ہے؟ احقر سے بھی اس مسجد والوں نے دریافت کیا تو میں نے دس ہاتھ در دس ہاتھ بتایا تھا اور دو تین جگہ سے انہوں نے فتاویٰ منگوایا، وہاں سے بھی یہی جواب ملا تھا کہ دس ہاتھ دردس ہاتھ کا حوض بنایا جائے۔

اب ان حضرات نے ایک ہاتھ ڈیڑھ فٹ کا ناپ نکالا۔ اس حساب سے پندرہ فٹ در پندرہ فٹ یعنی سوا دوسو (۲۲۵) اسکوائر فٹ بنتا ہے اور اسی حساب سے انہوں نے حوض کی تعمیر شروع کر دی ہے لیکن کسی نے اعتراض کیا ہے کہ یہ حوض بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے چنانچہ دوبارہ یہ حضرات احقر کے پاس آئے، میں نے ذراع اور ہاتھ کے بارے میں جستجو کی تو حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی مصنفہ تعلیم الاسلام میں ذراع یعنی شرعی گز نوگرہ کا بتایا ہے اور نوگرہ کے سوا بیس انچ ہوتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہاتھ سوا بیس انچ کا مانا جائے، حالانکہ عام طور پر ہاتھ اٹھارہ انچ کا ہوتا ہے، نوگرہ والے ذراع سے اگر حساب نکالا جائے تو کل دوسو پچھتر (۲۷۵) اسکوائر فٹ بنتے ہیں۔

لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہاتھ سے اور ذراع سے کیا مراد لیا جائے؟ یعنی اس کا ناپ کیا ہو۔ ڈیڑھ فٹ یا سوا بیس انچ۔ امید کہ اس بارے میں جواب سے مشرف فرمائیں۔ ((مولانا) قمر الدین محمد غفرلہ، مغلواڑہ، بڑودہ)

الجواب

مقدار ذراع شرعی میں اختلاف ہے اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے ''ست قبضات'' (۲۴ رانگل بعد حروف ''لا إله إلا الله محمد رسول الله'') کو اختیار کیا ہے جو ڈیڑھ فٹ بنتا ہے۔

والمعتبر ذراع الكرباس، كذا في الظهيرية وعليه الفتوىٰ، كذا في الهداية، وهو ذراع العامة، ست قبضات: أربع وعشرون أصبعاً كذا في التبيين. (فتاویٰ عالمگیری: ۱/۱۱)

لہذا آپ کے یہاں کا حوض بھی شرعی حوض ہے اگر جگہ میں وسعت ہو تو بڑھا کر تعلیم الاسلام کے حساب کے مطابق کر لینا انسب اور احوط ہوگا تا کہ کسی کو چوں وچرا کی گنجائش نہ رہے حوض کے معاملہ میں احتیاط برتنا اچھا ہے، لہذا وسعت ہو تو تھوڑا بڑھا دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۵۹/۳-۲۶۰)

ذراع کی مقدار:

سوال: ذراع کرباس اور ذراع مساحت میں کیا فرق ہے؟

الجواب

ذراع مساحت کی مقدار سات قبضہ اور ایک انگشت ہوتی ہے اور بعض کے یہاں سات قبضہ اور سات انگشت ہے اور قبضہ کی صورت یہ ہوا کرتی ہے کہ ہاتھ کی چاروں انگلیوں کو بند کرلیا جائے تو اس مقدار کو قبضہ کہتے ہیں۔

برجندی شرح نقایہ میں لکھتے ہیں: **ثم ذراع المساحة سبع قبضات مع أصبع قائمة فی القبضة السابعة، وقيل: سبع قبضات مع كل منها أصبع قائمة، انتهٰی.**

دوسری جگہ لکھتے ہیں: **والمراد بالقبضة أربع أصابع مضمومة صرح بذلک فی شرح الهداية،انتهٰی.**

اور عالمگیری میں ذراع کرباس کے بارے میں مذکور ہے: **وهو ذراع العامة ست قبضات،أربع وعشرون أصبعا.** یعنی ذراع کرباس چھ قبضہ یا چوبیس انگشت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ: ۱۸۰)

حوض کی مقدار:

سوال: جس حوض کا طول وعرض عموماً چار اور تین گز ہوتا ہے اور گہرائی تقریباً دو گز ہوتی ہے بسا اوقات اس سے چھوٹے حوض بھی ہوتے ہیں، کسی جگہ دو حوض بھی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں پہلے ایک میں کپڑے کو دھو کر دوسرے میں صفائی کی غرض سے ڈال کر نچوڑ لیتے ہیں لیکن چونکہ اکثر کپڑے نجس اور پلید ہوتے ہیں اور ان کی چھینٹیں اڑ کر دوسرے حوض میں جا پڑتی ہیں اس لئے احتمال ہے کہ تمام پانی شرعاً پلید ہوجاتا ہے اور ایسے حوض میں کپڑا دھونے سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب

حنفیہ کے مذہب کے موافق چھوٹا حوض جو دہ در دہ نہ ہو نجاست گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے، لہٰذا موافق مذہب حنفیہ کے جس چھوٹے حوض میں نجس کپڑا دھویا گیا اس سے کپڑا پاک نہ ہوگا۔(۱) لیکن عموم بلویٰ اور احتراز ممکن نہ ہونے کی صورت میں امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ کے مذہب کو پیش نظر رکھتے ہوئے طہارت پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے جیسا کہ پانی کے بارہ میں امام مالکؒ کے ہی مذہب کے موافق اکثر عمل درآمد ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۹۲)

---

(۱) **سئل عن فسقية صغيرة الخ أما إذا وقعت فيها نجاسة تنجست لصغرها.(رد المحتار،مطلب فی مسئلة الوضوء من الفساقی:۱/۶۸،ظفیر)**

(۲) **أما القليل فينجس وإن لم يتغير خلافاً لمالک (درمختار) فإن ما هو قليل عندنا لاينجس عنده مالم يتغير والقليل ما تغير والكثير بخلافه.(رد المحتار، باب المياه:۱/۱۷۱)**

دہ دردہ کی تعریف:

دہ دردہ کی تعریف کیا ہے، سو ہاتھ کی تحدید کیا ہے کس طرح ہونا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وبا للّٰہ التوفیق

شریعت میں دہ دردہ حوض کو حوض کبیر شمار کیا جائے گا، صورت اس کی یہ ہے کہ حوض کی طولاً وعرضاً چاروں جانب دس دس ذراع مربع ہوں، اس طرح کہ پانی کا گرد چاروں طرف سے چالیس ذراع مربع ہو اور اس کی سطح سو ذراع مربع ہو، ذراع شرعی، ۹ گرہ کا ہوتا ہے، جب طول بھی دس ذراع اور عرض بھی دس ذراع ہو اور دس کو دس میں ضرب دینے سے سو حاصل آتا ہے، تو سطح سو ذراع مربع کی ہوگی۔

"وفی الفتاویٰ: الحوض الكبير مقدر بعشرة أذرع في عشرة أذرع، وصورته أن يكون من كل جانب من جوانب الحوض عشرة أذرع، وحول الماء أربعون ذراعاً ووجه الماء مأة أذرع هذا مقدار الطول والعرض". (خلاصة الفتاوى: ۳/۱)(۱)

فلذا أفتىٰ به المتأخرون الأعلام أي في المربع بأربعين وفي المدور بستة وثلاثين وفي المثلث من كل جانب خمسة عشر وربعاً وخمساً بذراع الكرباس، ولوله طول لا عرض لكنه يبلغ عشراً في عشر جاز تيسراً. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار: ص۱۷۸ ج۱)(۲)

عام اس سے کہ موجودہ شکل اس کی لمبی ہو سہ گوشہ ہو یا جیسی بھی ہو مگر مربع نکالیں تو دس دس ذراع نکل آوے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیوبند، سہارنپور (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۱۹۔۱۲۰)

دہ دردہ حوض:

سوال: اگر اس قیاس سے کہ حوض دہ دردہ دریا کے حکم میں ہے نجس شئے کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا، عمل کیا تو کیا کیا جائے۔

الجواب ـــــــــــــــــــ

پاک رہے گا۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۹۰)

---

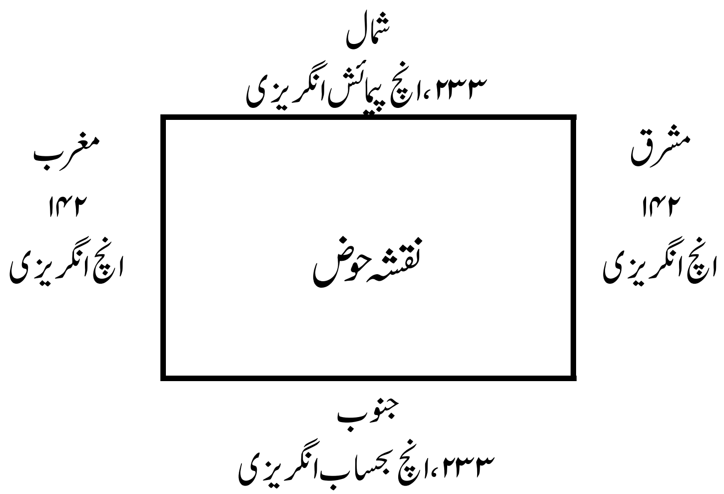
(۱) البحر الرائق: ۱/۱۴۰، مکتبہ زکریا دیوبند۔

(۲) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار: ۱/۱۷۷-۱۷۸، مطبع عثمانیہ۔

(۳) **ولا بماء راكد وقع فيه نجس إلا إذا كان عشرة أذرع في عشرة أذرع ولا ينحسر أرضه بالغرف فحكمه حكم الماء الجاري. (شرح الوقاية، كتاب الطهارة: ۱/۱۸۶، ظفير)**

دہ دردہ شرعی حوض کا رقبہ انگریزی پیمائش کے حساب سے چونتیس ہزار دو سو پچیس مربع انچ ہونا چاہیے:

سوال: ایک حوض کا نقشہ درج ذیل ہے اس کا پانی جائز ہے یا نہیں، زید کہتا ہے کہ ناپ میں کم ہے، عمرو کہتا ہے کہ ناپ ٹھیک ہے، لہذا اعرض یہ ہے کہ ذراع کرباس انگریزی پیمائش کے حساب سے کتنے انچ کا ہوتا ہے، نقشہ ذیل میں انگریزی پیمائش کے مطابق انچوں کا حساب دیا گیا ہے؟



هو المصوب

شرعی گز کی ادنیٰ مقدار چھ مٹھی ہے یعنی چوبیس انگل، ایسے گز کے حساب سے مربع حوض کا رقبہ مذہب مفتیٰ بہ کے مطابق سو گز مربع ہونا چاہیے، حوض خواہ مربع یعنی چوگوشہ ہو یا مستطیل یعنی لانبا جیسا کہ نقشہ مرسلہ ہے اور متوسط آدمی کے چوبیس انگل کے ساڑھے اٹھارہ انچ انگریزی ہوتے ہیں اس رو سے حوض شرعی کا رقبہ چونتیس ہزار دو سو پچیس مربع انچ ہونا چاہیے، سوال میں منقوش شدہ حوض کا رقبہ تینتیس ہزار چھیاسی مربع انچ کا ہے۔ پس ایک ہزار ایک سو انتالیس مربع انچ کم پڑتا ہے، جس کے تقریباً ساڑھے تین مربع گز ہوتے ہیں، لہذا حوض مذکور میں وضو کرنا اور اس میں اتر کر غسل کرنا جائز نہ ہوگا، لیکن اگر اس کو مٹکے وغیرہ کے پانی کے مانند احتیاط سے رکھیں اور اس سے کسی برتن وغیرہ میں لے کر وضو و غسل کریں تو جائز ہوگا، جیسا کہ درمختار میں ''النهر الفائق'' سے نقل کیا ہے:

''وأنت خبير بأن اعتبار العشر أضبط ولا سيما في حق من لا رأى له من العوام فلذا أفتىٰ به المتأخرون الأعلام''، انتهىٰ(۱)

اور قہستانی سے نقل کیا ہے: **''والمختار ذراع الكرباس وهو سبع قبضات فقط''**، انتهىٰ

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، باب المياه، قبل مطلب يطهر الحوض بمجرد الجريان: ۱۹۲/۱، دار الفكر بيروت، انيس۔

اورشامی میں ہے: (قولہ وھو سبع قبضات فقط)أی بلا أصبع قائمة، وھذا ما فی الولوالجية،وفی البحر:أن فی کثیرمن الکتب أنه ست قبضات لیس فوق،کل قبضة أصبع قائمة فھوأربع وعشرون أصبعاً"،انتھیٰ.(۱)

اوراسی میں لکھاہے: وفی البحر:وإن نقص حتی صارأقل من عشرة فی عشرة لایتوضأ فیه ولکن یغترف منه ویتوضأ،آھ ، انتھیٰ.(۲)فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبدالوھاب کان اللہ لہ۔(فتاویٰ باقیات صالحات،ویلور:ص:۲۔۳)

دہ دردہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہئے:

سوال: دہ دردہ پانی کی کس قدر گہرائی اورعمق ہونی چاہئے؟

الجواب

عمق اور گہرائی کی کچھ تحدیدنہیں ہے، ہدایہ میں کہا ہے کہ اس قدر گہرا ہونا کافی ہے کہ چلو میں لینے سے زمین نہ کھلے۔(۳)فقط(فتاویٰ دارالعلوم:۱۷۴/۱و۱۷۵)

مدوّرحوض کا قطرکتنا ہونا چاہئے:

سوال(۱): وضوکرنے کے لئے دائرہ کےشکل کی حوض کا قطرکم ازکم کتنے فٹ ہونا چاہئے؟

پندرہ فٹ مدوّرحوض کافی ہے یانہیں:

سوال(۲): کیاپندرہ فٹ اندرونی قطرکےحوض پرجوازحوض دہ دردہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا؟

حوض کی گہرائی کتنی رکھی جائے:

سوال(۳): حوض کاعمق کس قدرہونا چاہئے؟

الجواب

(۱تا۳) درمختارمیں ہے کہ حوض مدوّرمیں دور۳۶ ذراع اورقطرگیارہ ذراع اور۵/۱ ذراع کافی ہے،یعنی سواگیارہ ذراع کےقریب قطرہونے سے حوض دہ دردہ ہوجاتا ہےاورذراع سات قبضہ کا ہوتا ہے جوکہ آج کل کے گز سےتقریباًدس گرہ کا ہوتاہے۔

---

(۱) الدرالمختارمع ردالمحتار،باب المیاہ،مطلب فی مقدارالذراع وتعیینه:۱۹۶/۱،دارالفکربیروت،انیس
(۲) الدرالمختارمع ردالمحتار،باب المیاہ،قبل مطلب یطھر الحوض بمجرد الجریان:۱۹۴/۱،دارالفکر بیروت،انیس
(۳) والمعتبر فی العمق أن یکون بحال لا ینحسر بالاغتراف ھو الصحیح.(الھدایة، باب الماء:۴۲/۱)
إذ المعتمد عدم اعتبارالعمق وحده.(الدرالمختارعلیٰ ھامش رد المحتار،باب المیاہ:۱۷۸/۱تا۱۸۱،ظفیر)

پس آج کل کے گز کے حساب سے قطر حوض مدوّر کا تقریباً ساڑھے سات گز ہونا چاہئے جو کہ غالباً ۲۱ فٹ تقریباً ہوگا۔(۱) اور عمق کی کچھ تحدید نہیں ہے۔

إذالمعتمدعدم اعتبار العمق. درمختار. (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۸۸،۱۸۹)

حوض دہ دردہ کی پیمائش:

سوال: حوض کے دہ دردہ ہونے میں ذراع کرباس معتبر ہے یا ذراع مساحت؟

الجواب

مفتیٰ بہ قول کے مطابق ذراع کرباس معتبر ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے ذراع مساحت کا بھی اعتبار کیا۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

وعامة المشائخ قالوا: إن كان عشراً فی عشر فهو كبير يعتبر فيه ذراع المساحة لا ذراع الكرباس هو الصحيح لأن ذراع المساحة بالممسوحات أليق، وفی العالمگيرية: والمعتبر ذراع الكرباس، كذافی الظهيرية، وعليه الفتویٰ، كذافی الهداية، انتهیٰ. واللہ اعلم

ابوالحسنات محمد عبدالحی (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو، ص ۱۸۰)

گول حوض کی پیمائش:

سوال: اگر حوض گول ہو تو اس کی پیمائش کا کیا طریقہ ہوگا کہ دہ دردہ کے برابر ہو جائے؟

الجواب

مدوّر حوض کے بارہ میں تین قول ہیں: (۱) اس کا دائرہ ۴۸/ ذراع ہو۔ (۲) ۴۴/ ذراع۔ (۳) ۳۶/ ذراع۔

رسائل ارکان میں ہے:

أما فی المدور فيعتبر ثمانية وأربعون مساحة دوره وقيل: أربع وأربعون، وقيل: ست وثلثون، قال الشيخ عبد الحق الأول أحفظ والأخير أوفق بقواعد الحساب، والله أعلم انتهیٰ. (۳)

---

(۱) أی فی المربع بأربعين وفی المدور بستة وثلاثين وفی المثلث من كل جانب خمسة عشر وربعاً وخمساً بذراع الكرباس ولوله طول لا عرض لكنه يبلغ عشراً فی عشر جاز تيسيراً، الخ والمختار ذراع الكرباس وهو سبع قبضات فقط، الخ. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب المياه:۱/۱۷۸ تا ۱۸۱، ظفیر)

(۲) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب المياه:۱/۱۸۲/ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اتنا گہرا ہو کہ چلو سے پانی اٹھایا جائے تو زمین نہ کھلے۔ والمعتبر فی العمق أن يكون بحال لاينحسر بالاغتراف هو الصحيح. (الهداية، باب المياه:۱/۴۲)

درمختار کی عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ صرف عمق کا اعتبار نہیں، اس کے الفاظ یہ ہیں: إذالمعتمد عدم اعتبار العمق وحده. (دیکھئے: الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب المياه:۱/۱۸۲، ظفیر)

(۳) رسائل الاركان:۲۹، بيان ماء البئر، فصل فی المياه، المطبع العلوی لکھنو، انیس

ابوالمکارم شرح نقایہ میں فرماتے ہیں:

وإن كان مدوراً ففي الملتقط: أنه ينبغي أن يكون حوله ستاً وثلثين ذراعاً في الخزانة: هو الصحيح، وعليه فتوى الدينار، وفي الخلاصة: ثماني وأربعين ذراعاً، و في الكبرىٰ: قدره بعض بأربع وأربعين فعلى الأول يكون قطره أحد عشر ذراعاً ونصفها تقريباً و على الثاني خمس عشر ذراعاً وربعها تقريباً والأول أشد حينئذٍ تحصل مساحته عشراً في عشر مع زيادة، وعلى الثاني يتفاحش الزيادة وذالک لما عرف من أن حول المدور ثلثة أمثال مع قطره مع سبعه وأنه إذا ضرب نصف القطر في نصف حوله فالمبلغ الحاصل مقدار مساحة المدور فيتدبر''، انتهىٰ

حساب کے مطابق اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ اس کا دائرہ چھتیس ذراع کا ہو۔ (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو، ص ۱۸۰۔۱۸۱)

مسقّف حوض کے پانی سے وضو جائز ہے، اگر چہ پانی چھت سے لگا ہوا ہو:

سوال: ایک حوض دہ دردہ بنا ہوا ہے اس پر چھت پاٹ دی ہے لوہے کے پٹروں سے، جب حوض خوب بھرتا ہے تب پٹروں کے کنارے پانی میں نوانچ ڈوبتے ہیں حرکت دینے سے پٹروں کے نیچے کا پانی ہلتا نہیں ہے، بعضے آدمی کہتے ہیں کہ پانی حوض کا ناپاک ہے حرکت دینے سے ہلتا نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ پانی سب ملا ہوا نیچے اوپر تک پٹریاں نوانچہ ڈوبنے سے پانچ حصہ بن جاتے ہیں یہ بات صحیح ہے مگر یہ مانع نہیں ہے، بہت اختلاف ہو رہا ہے بعضے وضو نہیں کرتے ہیں بعضے بناتے ہیں، مفصل جواب معہ حوالہ کتب بیان فرمائیں؟ اللہ تعالیٰ جزاء خیر عنایت کریں (آمین)

الجواب ______________

في الدر المختار: ولو جمد ماء ه فثقب إن الماء منفصلاً عن الجمد جاز لأنه كالمسقف وإن متصلاً لا، لأنه كالقصعة، في رد المحتار: قوله وإن متصلا لا: أي لايجوز الوضوء منه وهو قول نصير والإسكاف وقال ابن المبارك وأبوحفص الكبير: لابأس به، وهذا أوسع والأول أحوط (إلىٰ قوله) وفي الحلية: أن هذا منبى على نجاسة الماء المستعمل .(۲۰۰/۱)

قلت: والمفتىٰ به طهارة الماء المستعمل فلم يبق خلاف، فافهم.

بنا بر روایت تقریر بالا اس حوض سے وضو بلا تکلف جائز ہے اگر چہ پانی نہ ہلتا ہو۔ فقط (امداد الفتاویٰ جدید، جلد اول، ص ۵۹)

حوض میں عشراً في عشرٍ کی شرط مفتیٰ بہ نہیں ہے:

سوال: ہمارے علاقے میں ٹیوب ویل کے ذریعہ سے چھوٹے چھوٹے تالاب بنائے گئے ہیں جو عشراً في عشرٍ سے کم ہوتا ہے لیکن ٹیوب ویل ہر وقت جاری نہیں ہوتے ہیں اور لوگ ان تالابوں سے پانی لے جاتے ہیں تو کیا اس پانی کے استعمال سے نماز وغیرہ ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز عشراً في عشرٍ کا مأخذ قرآن وحدیث وفقہ میں سے ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: محمد زمان، سرائے نورنگ بنوں۔ ۲۷/شعبان ۱۴۰۳ھ)

الجواب

محققین احناف نے تصریح کی ہے کہ پانی کی قلت وکثرت کا دارومدار مبتلیٰ بہ کی رائے پر ہے، نہ کہ عشر اًفی عشرٍ پر۔(۱) پس ان حوضوں کے متعلق استعمال کنندگان کی رائے یہ ہو کہ اگر ان میں نجاست گرے تو بالمقابل طرف کوفوری طور سے وضو کرنے کے وقت نہیں پہنچتی ہے تو یہ بڑے حوض ہیں ورنہ چھوٹے ہیں۔ وھوالموفق

(فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم:۸۶)

مسجد کے حوض کا طول وعرض کیا ہونا چاہئے، اور اس سلسلہ میں کیا اختلاف ہے:

سوال (۱): حوض مسجد برائے وضو کتنا لمبا اور کتنا چوڑا، اور کتنا گہرا ہونا چاہئے؟

(۲): اس مسئلہ حوض میں کوئی حدیث آئی ہے یا نہیں؟

(۳): ائمہ اربعہ میں اس بارے میں کیا اختلاف ہے؟

الجواب

امام شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک تو اس بارے میں بہت وسعت ہے وہ تو چھوٹے سے حوض کے پانی کو بھی پاک کہتے ہیں اور وضو وغسل کو اس سے جائز فرماتے ہیں، البتہ امام اعظمؒ نے اس بارے میں زیادہ احتیاط فرمائی ہے، اور وہ فرماتے ہیں کہ وہ حوض دہ در دہ سے کم نہ ہو، یعنی دس گز چوڑا اور دس گز لمبا ہو اور گز شرعی مراد ہے جو آجکل کے گز سے دس گرہ کے قریب ہوتا ہے پس اگر ساڑھے چھ گز یا سات گز عرض وطول حوض کا ہوگا تو وہ دہ در دہ ہے اس سے وضو اور غسل سب جائز ہے(۲) اور اس کو صدر الشریعۃ نے حدیث ''**من حفر بیراً فله حوله أربعون ذراعاً**'' (۳) سے ثابت کیا ہے، بہرحال یہ امر متفق علیہ ہے کہ اس قدر بڑا حوض سب ائمہ کے نزدیک پاک ہے بلکہ دیگر ائمہ تو اس سے کم کو بھی پاک فرماتے ہیں۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۸۷و۱۸۸)

---

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله:(والمعتبر)في مقدار الراكد(أكبر رأى المبتلىٰ به فيه فإن غلب على ظنه عدم خلوص) أى وصول (النجاسة إلى الجانب الآخر جاز،وإلا لا)هذا ظاهر الرواية عن الإمام، وإليه رجع محمد،وهو الأصح كما في الغاية وغيرها،وحقق في البحر أنه المذهب، وبه يعمل. وأن التقدير بعشر في عشر لا يرجع إلى أصل يعتمد عليه.(الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار: جلد ا ص ۱۴۱ ،باب المياه)

(۲) ولا بماء راكد وقع فيه نجس إلا إذا كان عشرة أذرع ولا ينحسر أرضه بالغرف فحكمه حكم الماء الجارى الخ وإنما قدر به بناءً علىٰ قوله عليه السلام:"من حضر بئراً فله حوله أربعون ذراعاً".(شرح وقاية، كتاب الطهارة :۱/ ۸۶،۸۷)هذا الحديث أخرجه أحمدؒ من حديث أبى هريرةؓ، وابن ماجةؒ والطبرانيؒ من حديث عبد الله بن المغفل رضى الله عنه، الخ.(عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية:۱/۸۷،ظفیر)

(۳) شرح الوقاية، كتاب الطهارة:۱/۸۷۔

حوض گہرا ہومگر وہ دہ در دہ نہ ہوتو وہ شرعی حوض نہیں ہے:

سوال: ہمارے یہاں مسجد میں جو حوض ہے اس کی لمبائی پونے چودہ فٹ، چوڑائی آٹھ فٹ اور گہرائی ساڑھے چار فٹ ہے اس میں تقریباً چودہ ہزار لیٹر سے زائد پانی کی گنجائش ہے، میرے خیال میں اتنا پانی کسی بڑے کنویں میں بھی موجود نہ رہتا ہوگا، تو یہ ماء کثیر کے حکم میں ہوگا یا نہیں؟ اس میں اگر نجاست گر جائے تو کیا حکم ہوگا؟ کتب فقہ میں آب کثیر کے متعلق دہ دردہ کی تشریح آئی ہے وہ باعتبار حدود کے ہے یا باعتبار مقدار کے بھی ہے؟ یعنی اگر لمبائی اور چوڑائی میں مقدار مذکور (دہ دردہ) میں کمی ہومگر گہرائی زیادہ ہونے کی وجہ سے پانی کی مقدار زیادہ ہوتو طول وعرض میں جو کمی ہے اس کی تلافی ہو کر اس کا شمار شرعی حوض میں ہو سکے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ حوض دہ دردہ (شرعی حوض) نہیں ہے، گہرائی کی زیادتی سے طول وعرض کی کمی کی تلافی نہ ہوگی، وضوو غیرہ میں اس کا پانی استعمال کر سکتے ہیں، لیکن جب تھوڑی سی نجاست گرے گی تو حوض کا تمام پانی ناپاک ہو جائے گا، (۱) لہذا ممکن ہوتو اسے دہ دردہ کر لیا جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو حوض کے بجائے مسقّف ٹنکی بنادی جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۴۵/۷)

اگر پانچ ہاتھ چوڑا اور بیس ہاتھ لمبا حوض ہوتو وہ دہ دردہ ہے:

سوال: ہماری مسجد کا حوض دہ دردہ ہے یعنی دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہے۔ لیکن اس کی طول میں اضافہ اور عرض میں کمی۔ یا عرض میں اضافہ اور طول میں کمی کرنے کا کمیٹی کا ارادہ ہے۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

حوض کا طول وعرض یکساں ہونا ضروری نہیں ہے کمی بیشی کی گنجائش ہے، جس طرح دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا شرعی حوض ہے اسی طرح پانچ ہاتھ چوڑا اور بیس ہاتھ لمبا، یا چار ہاتھ چوڑا اور پچیس ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا اور پچاس ہاتھ لمبا بھی شرعی حوض ہے، اگر حوض مدور (گول) ہے تو اس کا محیط (گھراؤ) چھتیس گز ہو (اور بقول صاحب محیط احتیاط اس میں ہے کہ اڑتالیس گز ہو) اور اگر حوض مثلث (تین گوشہ) ہوتو ہر جانب سے ساڑھے پندرہ گز ہونا چاہیے گہرائی کم از کم اتنی ضروری ہے کہ چلو سے پانی لیا جائے تو زمین نظر نہ آئے۔

وأما إذا كان عشرًا في عشر بحوض مربع أوستة وثلاثين في مدور وعمقه أن يكون بحال

---

(۱) **ولو أعلاه عشراً وأسفله أقل جاز حتى يبلغ الأقل ولو بعكسه لا (أي أسفله عشراً وأعلاه أقل فوقع فيه نجس) لم يجز حتى يبلغ العشر. (الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/۱۷۹، انیس)**

لاتنكشف أرضه بالغرف منه على الصحيح. (مراقي الفلاح) (قوله أو ستة وثلاثين في مدور) هذا القدر إذا ربع يكون عشرًا في عشر وفي المثلث كل جانب منه يكون ذرعه خمسة عشر ذراعاً وربعاً وخمساً. (طحطاوي على المراقي: ۱۷، شامی: ۱/۱۷۸) (۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ۴/۲۵۵)

سوال میں درج شدہ حوض، حوض شرعی ہے یا نہیں:

سوال: ہمارے یہاں نئی مسجد بن رہی ہے اس میں وضو کے لیے جو حوض بنایا گیا ہے اس کا نقشہ حسب ذیل ہے:



نقشہ کے مطابق چار حوض ہیں ہر ایک کی لمبائی تیس فٹ اور چوڑائی ڈھائی فٹ ہے اور ان کے درمیانی فاصلوں کو پائپ سے ملایا گیا ہے اس طرح ان چاروں حوضوں کا کھلا ہوا حصہ لمبائی چوڑائی کے ضرب سے تین سو اسکوائر فٹ ہوجاتا ہے۔ مگر اس پر اشکال یہ ہوتا ہے کہ ان حوضوں کا آپس میں ملانے والا جو پائپ ہے پانی ان پائپوں کے اوپر کے

(۱) ردالمحتار، باب المياه، مطلب في مقدار الذراع وتعيينه.

عن أبي سعيد الخدريؓ قال: قيل يا رسول الله! أنتوضأ من بئر بضاعة؟ وهي بئر يلقى فيها الحيض ولحوم الكلاب والنتن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الماء طهور لا ينجسه شيء". (ترمذي، باب ماجاء أن الماء لا ينجسه شيء/المنتقیٰ (۴۷))

قال أبو داؤدؒ: وقدرت أنا بئر بضاعة بردائي مددته عليها ثم ذرعته فإذا عرضها ستة أذرع". (أبو داؤد، باب ماجاء في بئر بضاعة) امام ابوداؤدؒ نے بئر بضاعہ کو ناپا تو وہ چھ ہاتھ تھا اور اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ اس سے استدلال کرتے ہوئے حنفیہ نے مزید احتیاط فرمایا اور دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا کا مسلک اختیار کیا ہے۔ انیس

حصہ سے لگا ہوا رہے گا اس لیے یہ پائپ حوضوں کو ملا کر ایک کرنے کے لیے کافی نہ ہونے چاہیں اور اس کے بعد ہر حوض دہ در دہ نہیں رہ سکتا، کیا یہ اشکال صحیح ہے؟ یہ مذکورہ شکل پر بنے ہوئے حوض کا شمار دہ در دہ میں ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب

آپ کا اشکال درست ہے یہ حوض شرعی (دہ در دہ) نہیں ہے نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حوض چار صغیر حوضوں پر (قطعات اربعہ) پر مشتمل ہے اور ہر قطعہ ایک دوسرے سے جدا اور منقطع ہے چاروں کو ملانے کی غرض سے پائپ رکھا گیا ہے مگر وہ کافی نہیں ہے۔ ہاں اگر حوض میں ایک جانب سے پانی داخل ہو کر دوسری جانب نکل جاتا ہو تو کافی ہوسکتا ہے۔

کحوض صغیر یدخل فیه الماء من جانب ویخرج من آخر یجوز التوضؤ من کل الجانب مطلقاً، وبه یفتیٰ. (درمختار)

حوض کی سطح (بالائی حصہ) جہاں سے وضو کیا جاتا ہے اس کا اعتبار ہوتا ہے۔ اگر بالائی حصہ کا رقبہ دہ در دہ کے برابر ہے تو وہ شرعی حوض ہے۔ (**لأن العبرة لوجه الماء**) اگرچہ تحتانی حصہ کم ہو۔ اگر تحتانی حصہ دہ در دہ کے مقدار کا ہو لیکن بالائی حصہ (جہاں سے وضو کیا جاتا ہے) کم ہو تو وہ حوض شرعی نہیں، تھوڑی سی نجاست گرنے سے ناپاک ہوجائے گا۔

ولو أعلاه عشراً وأسفله أقل جاز حتی یبلغ الأقل ولو بعکسه لا (أی أسفله عشراً وأعلاه أقل فوقع فیه نجس) لم یجز حتی یبلغ العشر. (درمختار مع الشامی:۱/۱۷۹)

فقہا نے بھی لکھا ہے کہ شرعی حوض کو اوپر سے بند کر دیا ہو اور وہ بند حصہ پانی سے ملا ہوا ہو اور کھلا ہوا حصہ دہ در دہ سے کم ہو تو وہ حوض بھی شرعی نہیں رہے گا۔

ولو جمد ماء ہ فثقب إن الماء منفصلاً عن الجمد جاز لأنه کالمسقف وإن متصلاً لا. (درمختار مع الشامی:۱/۱۷۹)

وعلیٰ ہذا التفصیل إذا کان الحوض مسقفاً وفی السقف کوة فإن کان الماء متصلاً بالسقف والکوة دون عشر فی عشر یفسد الماء بوقوع المفسد وإن کان متصلاً لا یفسد، الخ. (کبیری:۹۸) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ:۴/۲۷۴۔۲۷۶)

حوض کے درمیان ستونوں کا ہونا حوض کی مساحت پر اثر انداز نہ ہوگا:

سوال: ایک مسجد کا حوض تعمیر ہو چکا ہے اور فقہ حنفیہ کے اعتبار سے اس کی مساحت ۲۲۵/ دو سو پچیس فٹ ہے لیکن اندرون حوض چار ستون قائم ہیں، ان کی وسعت ۱۵ x ۱۵، انچ ہے، کیا یہ اصلی حوض کی مساحت پر اثر انداز ہوگا؟ موجودہ حوض کی مساحت ۲۳۰ فٹ ہے اور ستونوں کی مجموعی مساحت قریب دس فٹ ہے اور ان ستونوں پر چھت تعمیر ہو چکی ہے؟

الجواب ــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

درمیان میں ستونوں کا ہونا پانی کے اتصال کو مانع نہیں ہے اور ان کا وجود حوض کی اصلی مساحت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

ولو توضأ في أجمة القصب أو من أرض فيها زرع متصل بعضه ببعض إن كان عشراً في عشر يجوز واتصال القصب بالقصب لايمنع اتصال الماء بالماء. (فتاویٰ عالمگیری: ۱۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(محمود الفتاویٰ جلد اول، ص ۳۷۷)

چودہ ہاتھ لمبا ساڑھے سات ہاتھ چوڑا حوض جس میں وضو کا پانی گرے تو اس سے وضو کا حکم:

سوال (۱): ہماری مسجد میں ایک حوض چودہ ہاتھ لمبا اور سوا سات ہاتھ چوڑا بنا ہے اور پانی اسی حصہ میں رہتا ہے، اس کے چاروں طرف پانی کے اوپر ایک سلیپ (Slap) بنادی گئی ہے جس کی وجہ سے حوض کی لمبائی اوپر سے گیارہ ہاتھ اور چوڑائی سوا چار ہاتھ ہوگئی ہے، لوگ اس سلیپ پر بیٹھ کر سلیپ کے نیچے والے پانی سے اس طرح وضو کرتے ہیں کہ ان کے وضو کا پانی حوض کے اندر گرتا ہے، آیا اس حوض کا پانی جو سلیپ کے نیچے اس حوض میں ہے جس کی لمبائی چودہ ہاتھ اور چوڑائی سوا سات ہاتھ ہے، دہ دردہ حوض والے پانی کے حکم میں ہے یا نہیں، یہ حوض پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ اور اوقات میں بھی استعمال کیا جاتا ہے تو اس حوض سے وضو کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

(۲) کبھی پانی سلیپ کے برابر بھی آجاتا ہے اور لوگ سلیپ پر بیٹھ کر اس پانی سے وضو کرتے ہیں جو سطح سلیپ کے برابر ہے، ایسی صورت میں اس حوض سے وضو کرنا کیسا ہے جبکہ وضو کرنے والوں کے وضو کا پانی اسی میں گرتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــ

(۱) عامۂ مشائخ احناف ماء کثیر کی تحدید اس حوض سے کرتے ہیں جو دس ذراع مربع ہو، پھر علما کا اختلاف اس امر میں ہے کہ ذراع سے مراد ذراع مساحت ہے جو سات قبضہ سے کم نہیں ہوتا، یا ذراع کرباس ہے جو چھ قبضہ سے کم نہیں ہوتا، صاحب ہدایہ نے ذراع کرباس کا اعتبار کیا ہے اور بعض علما نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، قاضی خان نے ذراع مساحت کا اعتبار کیا ہے اور اسی کو صحیح لکھا ہے اور بعض علما نے اس قول پر فتویٰ دیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ علما نے یہ لکھا ہے کہ قاضی خان کی تصحیح دوسرے علما کی تصحیح پر مقدم ہوتی ہے لہٰذا قاضی خان کے قول پر عمل کرنا بہتر ہے۔

اگر حوض مربع ہو تو اس کے چاروں کنارے دس ذراع کے ہونے چاہئیں اور حول ماء چاروں طرف سے چالیس ذراع ہونا چاہیے تاکہ کل حوض کا پانی سو ذراع ہوجائے اور اگر حوض مربع نہ ہو تو اس کے کل پانی کی مقدار چاروں طرف سے دہ دردہ حوض کے برابر ہونا چاہیے۔

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱/۲														
۷														
۶	۱۰	فیٹ												
۵	فیٹ	۸/۸۷												
۴	۱۰،۲/۱	=												
۳	=انچ	ہاتھ				کے	مربع انچ	اور ۵۴	مربع فیٹ	۲۲۸	=	۸/۱۸۲۷	مربع فیٹ	
۲	۸/۸۷	۲/۱،۷						مربع فیٹ	۸/۱۸۲۷	=	فیٹ، ۸/۸۷	فیٹ۲۲x		
۱	فیٹ						فیٹ	۲۱						

بناءً علیہ حوض مذکور جو چودہ ہاتھ لمبا اور سوا سات ہاتھ چوڑا ہے جس کے اوپر سلیپ بنادی گئی ہے اور پانی سلیپ کے نیچے ہی رہتا ہے، اس کا کل پانی چاروں طرف سے ۱۴ x ۷۔۱/۴ = ۷ x ۲۹/۴ = ۲۰۳/۲ = ۱۰۱، ۱/۲ ہاتھ ہوگا چونکہ دو ہاتھ کا ایک گز انگریزی ہوتا ہے (جو سولہ گرہ کا ہوتا ہے) اور ایک گز انگریزی = ۳ فٹ کے، لہذا ایک ہاتھ = ۱/۲، ۱ فیٹ کے ہوگا، لہذا اس حوض کا کل پانی ۲۲۸، ۳/۸ فیٹ مربع کے ہوا، اس لیے کہ ۱۰۱، ۱/۲ یعنی ۲۰۳/۲ ہاتھ X ۳/۲ X ۳/۲ = ۲۰۳/۲ x ۹/۴ = ۱۸۲۷/۸ = ۲۲۸، ۳/۸ فیٹ مربع کے، پس جن علما کے مسلک پر ذراع چھ قبضہ کا ہوتا ہے جو تقریباً ۱، ۱/۲ فیٹ کے برابر ہوتا ہے ان کے نزدیک دہ دردہ ذراع والے حوض کا کل پانی ۲۲۵ مربع فیٹ ہونا چاہیے اور اس حوض کا کل پانی ۲۲۸، ۳/۸ مربع فیٹ ہے، لہذا یہ حوض ان علما کے مسلک پر دہ دردہ کے برابر ہوجائے گا، لیکن چونکہ علما نے تصریح کردی ہے کہ قاضی خان کی تصحیح دوسروں پر مقدم ہوتی ہے اور قاضی خان ذراع مساحت کا اعتبار کرتے ہیں جو سات قبضہ سے کم نہیں ہوتا ہے جس کی مقدار علما نے دو فیٹ کے برابر لکھی ہے، لہذا اس مسلک پر دہ دردہ حوض کا کل پانی ۴۰۰ مربع فیٹ ہوتا ہے اور اس حوض کا کل پانی ۲۲۸، ۳/۸ مربع فیٹ ہی ہے، لہذا معتمد علیہ مسلک پر یہ حوض دہ دردہ نہ ہوگا بلکہ حوض صغیر کہلائے گا، حوض صغیر میں اگر کوئی نجس چیز نہ پڑے تو اس میں وضو کرنا مفتیٰ بہ قول پر درست ہے، بشرطیکہ وضو کرنے والوں کے اعضائے وضو کے غسالہ کا پانی حوض کے پانی پر غالب یا مساوی نہ ہوجائے اور اگر غسالہ کا پانی حوض کے دوسرے پانی کے مساوی یا غالب ہوجائے تو اس حوض سے وضو درست نہیں، نیز حوض کے گردا گرد ایک جماعت کے وضو کرنے کی صورت میں سب کا غسالہ جمع کیا جائے گا اگر دوسرے پانی کے مساوی نہیں تو اس حوض سے وضو کرنا درست ہے اگر مساوی ہوجائے تو وضو درست نہیں، اسی طرح حوض کا پانی اگر کئی بار استعمال کیا گیا تو بھی ماء مستعمل اگر غیر مستعمل سے کم ہے تو وضو درست ہے ورنہ وضو درست نہیں۔

پس جبکہ یہ حوض معتمد علیہ مسلک پر دہ دردہ کے حکم میں نہیں ہے، بلکہ حوض صغیر ہے تو اس حوض میں وضو کے مستعمل پانی کو غیر مستعمل سے جدا کرنا دشوار ہے، خاص کر جبکہ حوض پنجوقتہ نماز کے وقت استعمال کیا جاتا ہے بلکہ اس سے زائد وقت بھی استعمال کیا جاتا ہے اور مستعمل پانی کو غیر مستعمل پانی کے برابر کرنا یا کم کرنا بھی کثرت استعمال کی وجہ سے دشوار ہے تو احتیاط اسی میں ہے کہ حوض کے گرداگرد ایک نالی بنادی جائے کہ وضو کرنے والے حوض سے پانی لے کر اس نالی میں وضو کریں تا کہ یہ وضو ان علما کے نزدیک بھی صحیح ہو جائے جو وضو کے ماء مستعمل کو نجس جانتے ہیں۔

(۲) اور اگر اس حوض میں پانی سلیپ کے برابر ہو جس کی وجہ سے حوض کی لمبائی ساڑھے گیارہ ۱۱، ۱/۲ ہاتھ اور چوڑائی سوا چار ۴، ۱/۴ ہاتھ رہ جاتی ہے، تو حوض کے اوپر کا حصہ جو سلیپ کی گہرائی کے بقدر ہے، کسی مسلک پر بھی دہ دردہ نہیں ہے، البتہ سلیپ کے نیچے کا حصہ اگر صاحب ہدایہ کے مسلک پر دہ دردہ ہے، اس لیے اگر کوئی نجس چیز اس حوض کے اوپر کے حصہ میں پڑ جائے تو بر مذہب صاحب ہدایہ اکثر علما کے نزدیک یہ حوض طاہر رہے گا۔ اس لیے کہ سلیپ کے بقدر جو پانی حوض میں ہے وہ کم ہے، اس پانی سے جو نیچے والے دہ دردہ حوض میں ہے اور بعض علما کے نزدیک یہ حوض نجس ہوگا۔

اور معتمد علیہ مسلک پر چونکہ سلیپ کے نیچے والا حوض ہی دہ دردہ کے حکم میں نہیں ہے، بلکہ وہ حوض صغیر ہے۔ اس لیے اگر سلیپ کے اوپر والے حصہ میں کوئی نجس چیز پڑ جائے تو کل حوض نجس ہو جائے گا۔

(فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ: ۱۴۳-۱۴۶)

دہ دردہ سے کم پانی جس میں ظاہری نجاست نہ ہو، پاک ہے:

سوال: پانی میں اگر نجاست ظاہری نہ ہو اور پانی دہ دردہ بھی نہ ہو اور گہرائی بھی زیادہ نہ ہو جیسے جنگل میں ڈوک ہوتے ہیں تو پانی پاک ہوگا یا ناپاک ہوگا؟

الجواب

پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۷۴)

جو حوض دہ دردہ سے کم ہو اس سے وضو جائز ہے:

سوال: یہاں سب لوگ شافعی ہیں اسی وجہ سے اکثر مساجد میں حوض دہ دردہ نہیں ہیں تو حنفی کو ان حوضوں سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں، اگر نہیں تو پھر شافعی کے پیچھے حنفی کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۱) (لالو تغير) بطول (مكث) فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز، ولو شك، فالأصل الطهارة. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب التوضي من الحوض أفضل: ۱/۲۰۱، ظفير)

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

ان حوضوں سے وضو کرنا درست ہے۔(۱) اور شافعی کے پیچھے نماز جائز ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۸۷)

دہ دردہ حوض میں ناپاک پانی ڈالا جائے تو وضو جائز ہے یا نہیں:

سوال: حوض دہ دردہ میں پانی ایک ہاتھ یا اس سے زائد ہو، اگر ایسی حالت میں ناپاک کنویں میں سے پانی نکال کر اس حوض کو بھر دیا جائے تو پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

پاک رہے گا۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۹۰)

دہ دردہ حوض میں نجاست گرنے کا حکم:

سوال (۱): عرض ہے کہ میرے محلّہ کی مسجد میں ایک حوض ہے جو اصل میں ناپ کے حساب سے دہ دردہ (10x10) ہے لیکن اس کے اوپر پاٹ دیا گیا ہے، پاٹنے کے بعد تقریباً ایک فٹ اوپر دیوار دے کر اس کا منہ کھلا رکھا گیا ہے اور یہ حصہ ناپ میں دہ دردہ سے کم ہے تو اس کا پانی نجاست گرنے سے، کم ہو یا بیش، ناپاک ہو جائے گا؟

جس حوض میں نلکی کے ذریعہ پانی کی آمد و رفت ہو اس کا حکم:

سوال (۲): اگر اس حوض میں کوئی نلکی پانی کی لگا دی جائے جس سے برابر پانی اس حوض میں جاتا رہے اور دوسری نلکی سے تھوڑا تھوڑا پانی برابر نکلتا رہے تو کیا یہ جاری پانی کے حکم ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) صورت مسئولہ میں اگر حوض جہاں پانی جمع ہوتا ہے وہ دہ دردہ ہے تو اس میں اگر تھوڑی نجاست گر جائے جس سے پانی کے اوصاف رنگ، بو، مزہ نہ بدلے تو اس صورت میں پانی ناپاک نہیں ہوگا، گرچہ اوپر کا حصہ جہاں پانی جمع نہیں ہوتا ہے وہ دہ دردہ سے کم ہو۔ البتہ اتنی مقدار میں نجاست گر جائے کہ پانی کے اوصاف ہی بدل جائیں تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔

---

(۱) كمستعمل فبالأجزاء فإن المطلق أكثر من النصف جاز التطهير بالكل وإلا لا. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب المياه: ۱/۱۶۸) پس معلوم ہوا کہ مستعمل پانی جو قلیل مقدار میں ملتا ہے اس سے حوض ناپاک نہ ہوگا۔ ظفیر

(۲) وكذا تكره خلف أمرد الخ ومن أم بأجرة وزاد ابن ملك ومخالف كشافعي لكن في وتر البحر: إن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شك كره. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۶، ظفیر)

(۳) ولا بماء راكد وقع فيه نجس إلا إذا كان عشرة أذرع في عشرة أذرع ولا ينحسر أرضه بالغرف فحكمه حكم الماء الجاري. (شرح الوقاية، كتاب الطهارة: ۱/۸۶ ـ ظفیر)

وإن كان أعلى الحوض أقل من عشر وأسفله في عشر أو أكثر فوقعت نجاسة في أعلى الحوض وحكم بنجاسة الأعلى ثم انتقص الماء وانتهىٰ إلى موضع هو عشر في عشر فالأصح أنه يجوز التوضؤ به والاغتسال فيه الخ. (الفتاویٰ الهندية:۱/۱۹)

الماء الراكد إذا كان كثيراً فهو بمنزلة الجارى لايتنجس جميعه بوقوع النجاسة فى طرف منه إلا أن يتغير لونه أو طعمه أو ريحه، وعلىٰ هذا نقل العلماء وبه أخذ عامة المشايخ. (الفتاویٰ الهندية :۱/۱۸)

(۲) مذکورہ بالا حوض جو دہ دردہ ہے اگر اس میں ایسی نلکی لگی ہو جس سے برابر پانی کی آمدورفت ہوتو ایسی صورت میں مذکورہ حوض کا پانی جاری پانی کے حکم میں ہوگا۔

وفي شرح المنية: يطهر الحوض بمجرد ما يدخل الماء من الأنبوب ويفيض من الحوض، هو المختار لعدم تيقن بقاء النجاسة فيه وصيرورته جارياً. (ردالمحتار:۱/۳۳۸)(۱)

كحوض صغير يدخله الماء من جانب ويخرج من آخر يجوز التوضى من كل الجوانب مطلقاً، به يفتىٰ (الدر المختار:۱/۳۳۸)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۵/۷/۱۴۱۲ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۹۳۔۹۴)

حوض دہ دردہ میں نجاست کا گرنا:

سوال: اگر دہ دردہ حوض میں پانی کم ہوجانے کے بعد نجاست گرگئی اور پھر اس میں پانی بھر گیا تو کیا اس سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

بعض فقہا کے نزدیک جائز ہے اور بعض نے ناجائز قرار دیا۔

شرح الصغیر للمنیة میں ہے:

حوض كبير فيه نجاسات فامتلأت قيل: هو نجس لتنجس الماء شيئاً فشيئاً، وقيل: ليس بنجس لكونه كبيراً وبه أى بعدم التنجس أخذ مشائخ بخارا، ذكره في الذخيرة، انتهىٰ

اور مجمع البرکات میں ہے:

حوض عشر في عشر قل ماءه فوقعت فيه نجاسة ثم دخل الماء حتى امتلأ الحوض ولم يخرج منه شيء لايجوز التوضى منه لأنه كلما دخل الماء يتنجس، كذا في كنز العباد، انتهىٰ

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو، ص۱۸۱)

(۱۔۲) الدر المختار متن ردالمحتار، باب المياه، مطلب لو ادخل الماء من أعلى الحوض الخ. انیس

دہ دردہ سے کم پانی میں نجاست پڑنے سے ناپاک ہوجاتا ہے:

سوال: مثلاً قصبہ گوردہ میں شدید خشک سالی کی وجہ سے تالاب وغیرہ خشک ہوگئے، دھوبیوں کو کپڑے دھونے کی سخت دشواری ہے، ایسی حالت میں ندی کے قریب انہوں نے پانچ پانچ گز جھیرا کھود کر کپڑے دھونا شروع کئے اور جس وقت کپڑے سفید ہوگئے تو وہاں پانی نکال ڈالا اور دوسرا پانی بھرلیا، پھر وہی کپڑے اس پانی میں پاک کر لئے، اس پانی میں ہر قسم کے کپڑے صاف ہوتے ہیں، اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہ پانی پاک ہے یا نہیں اور اس طرح یہ کپڑے پاک ہوتے ہیں یا نہیں اور اس پانی کے دھلے ہوئے کپڑے سے جو نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرنا ہوگا یا نہیں؟

الجواب

ٹھہرا ہوا قلیل پانی جو دہ دردہ سے کم ہو نجاست کے واقع ہوجانے سے ناپاک ہوجاتا ہے، نجس کپڑا اس میں پاک نہ ہوگا، اور اگر ناپاک کپڑا اس میں ڈال دیا جائیگا تو پانی نجس ہوجائیگا۔(۱) دوسرے ناپاک کپڑے اور خود وہ ناپاک کپڑا اس سے پاک نہ ہوگا۔(۲) پچھلی پڑھی ہوئی نمازیں جو اس پانی میں دھلے ہوئے کپڑوں سے پڑھی گئی ہیں، جب تک یقین کے ساتھ یہ ثابت نہ ہو کہ ناپاک کپڑا اس پانی میں ڈالا گیا ہے اور اس کے بعد ان نمازیوں کا کپڑا اس ناپاک پانی میں گرا ہے، اس وقت تک اعادہ ان پچھلی نمازوں کا لازم نہیں ہے، الغرض چوں کہ یہ تحقیق اور یقین دشوار ہے، اس لئے پچھلی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔(۳) البتہ آئندہ کو احتیاط رکھنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲/۱۷۲،۱۷۳)

دہ دردہ سے کم حوض ہو اور بچہ پیشاب کردے:

سوال: جو حوض عشر فی عشر سے کم ہو اور عمق اس کا چار پانچ بالشت ہو اگر اس میں کوئی بچہ پیشاب کردے اور کوئی نجاست گر جائے تو وہ مذہب احناف میں پاک ہے یا نہ؟

الجواب

موافق روایت **عشر فی عشر** کے، جو کہ **مختار أصحاب متون، مرجح عند أهل الترجيح، كصاحب الهداية وقاضي خان** وغیرہ ہے، حوض مذکور جو دہ دردہ سے کم ہے، نجاست کے واقع ہونے سے ناپاک ہوجاویگا اور

---

(۱) وكل ماء (قليل) وقعت النجاسة فيه لم يجز الوضوء به قليلاً كانت النجاسة أو كثيراً. (الهداية، باب الماء الخ:۱/۴۱)

(۲) وبول انتضح كرؤس إبر الخ لكن لو وقع في ماء قليل نجسه في الأصح (در مختار) قال في الحلية: لو وقع هذا الثوب المنتضح عليه البول مثل رؤس الإبر في الماء القليل هل ينجس؟ ففي الخلاصة: الخ ينجس الخ المختار أنه ينجس إن كان أكثر من قدر الدرهم. (رد المحتار، باب الأنجاس:۱/۲۹۷،۲۹۸)

(۳) اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة:ص۷۵)

عمق کا اعتبار نہیں ہے یعنی صرف گہرائی کا اعتبار نہیں۔ کما فی الدر المختار:

إذ المعتمد عدم اعتبار العمق. (۱)

وفی ردالمحتار: ولا یخفیٰ أن المتأخرین الذین أفتوا بالعشر کصاحب الهداية وقاضی خان وغیرهما من أهل الترجیح هم أعلم بالمذهب منا فعلینا اتباعهم، الخ. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۹۰، ۱۹۱)

ڈھکے ہوئے دہ دردہ حوض میں نجاست گر جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر حوض دہ دردہ لانبا چوڑا ہوئے اور اوپر چاروں طرف سے ڈھکا ہوا ہوئے اور بیچ میں تھوڑا سا کھلا ہوا ہو تو اس حوض کے پانی سے وضو درست ہے یا نہیں اور اگر ایسے حوض میں نجاست گر جائے تو وضو درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اس حوض کے پانی سے وضو درست ہے اور اگر چھت اس حوض کی، پانی سے ملی ہوئی نہیں ہے، تو نجاست کے گرنے سے پانی اس کا پلید نہ ہوگا اور وضو اس سے جائز ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۹۱)

شرعی حوض کب ناپاک ہوگا:

سوال: ہمارے یہاں ایک دہ دردہ حوض ہے اور اس حوض میں پانی کنویں سے آتا ہے، اب حوض میں جس کنویں کا پانی آتا ہے، ایک مردہ پھلا ہوا چوہا پایا گیا، تو کنویں کا پانی تین دن سے ناپاک شمار ہوگا، لیکن حوض کے پانی کے بارے میں اختلاف ہے، ایک مفتی صاحب شامی کی عبارت:

وکذا یجوز براکد کثیر (کذلک) أی وقع فیه نجس لم یر أثره ولو فی موضع وقوع المرئیة، به یفتیٰ، بحر (درمختار) (قوله أی وقع فیه نجس الخ) شمل ما لو کان النجس غالباً ولذا قال فی الخلاصة: الماء النجس إذا دخل الحوض الکبیر لا ینجس الحوض وإن کان الماء النجس غالباً علی ماء الحوض لأنه کلما اتصل الماء بالحوض صار ماء الحوض غالباً علیه، آه. (شامی: ۱/۱۷٦، باب المیاه)

ایسے ہی فتاویٰ دارالعلوم کی عبارت:

سوال: حوض دہ دردہ میں پانی ایک ہاتھ یا اس سے زائد ہو اگر ایسی حالت میں ناپاک کنویں میں سے پانی نکال کر حوض کو بھر دیا جائے تو حوض پاک ہے یا ناپاک؟

---

(۱) الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار، باب المیاه، قبیل مبحث الماء المستعمل: ۱/۱۸۲۔
"العمق" کے بعد "وحده" کا لفظ بھی ہے۔ظفیر

(۲) ردالمحتار، باب المیاه، تحت قوله لکن فی النهر الخ: ۱/۱۷۸، ظفیر

(۳) وکذا یجوز براکد کثیر (کذلک) أی وقع فیه نجس لم یر أثره (در مختار) أی من طعم أولون أوریح. (ردالمحتار، باب المیاه: ۱/۱۷٦)

الجواب: پاک رہے گا۔

اور ایسے ہی آپ کے فتاویٰ رحیمیہ میں بھی اسی قسم کے تالاب کے بارے میں مسئلہ ہے۔

الغرض ان مذکورہ عبارتوں سے ایک مفتی صاحب حوض کی طہارت کے قائل ہیں اور دوسرے مفتی صاحب عدم طہارت کے قائل ہیں۔ لہذا آپ کی ذات ستودہ صفات سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ آپ جواب عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

حوض میں پانی نہ ہو، اگر ہوتو شرعی مقدار سے کم ہو، تو ناپاک کنویں کے پانی کے شامل ہونے سے حوض ناپاک شمار ہوگا اور اگر دہ دردہ حوض میں بقدر مقدار شرعی پانی موجود تھا اور اس کے بعد اس میں ناپاک پانی ملا ہے اور ناپاک پانی کے ملنے سے اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی وصف نہ بدلا ہوتو وہ حوض پاک ہے، (۱) بلا تامل وضو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۹۱/۸-۹۲)

حوض کب ناپاک ہوگا، ناپاک حوض کے پانی سے استنجا کر کے نماز پڑھائی تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں:

سوال: مسجد کے حوض کا پانی کسی جانور کے گر کر مر جانے اور سڑ گل جانے کی وجہ سے نجس اور غلیظ ہو گیا اور ظہر سے قبل عام لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ امام صاحب نے ظہر سے قبل اسی پانی سے استنجا کیا اور پھر پاک پانی سے وضو کر کے نماز پڑھائی، نماز کے بعد ایک شخص نے امام صاحب سے اس سلسلہ میں دریافت کیا انہوں نے اس پانی سے استنجا کرنے کا اعتراف کیا یہ نماز صحیح ہوئی یا اعادہ کرنا ہوگا، امام صاحب لاعلمی میں اس کے مرتکب ہوئے ہوں یا دیدہ و دانستہ اس پانی کا استعمال کیا ہو دونوں صورت نماز ہونے یا نہ ہونے کے متعلق جواب مرحمت فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

حوض کے اندر کوئی جانور گر کر مر گیا اور گل سڑ گیا اگر اس کے گل سڑ جانے سے پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا ہوتو حوض کا پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر پانی کے تینوں اوصاف میں سے کوئی بھی نہ بدلا ہوتو چونکہ حوض کا پانی ماء کثیر (یعنی زیادہ پانی) ہے اس لیے وہ ناپاک نہیں ہوگا۔

جب اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل گیا تو پانی ناپاک ہوگا۔ اس سے وضو یا غسل کرنا یا استنجا کرنا صحیح نہیں ہے، اگر کیا جائے تو طہارت حاصل نہیں ہوگی۔ لہذا اگر اس ناپاک پانی سے استنجا کرنے کے بعد (چاہے وہ استنجا دیدہ و دانستہ کیا ہو یا عدم واقفیت کی وجہ سے کیا ہو) وضو کر کے نماز پڑھائی ہو تو نماز نہ ہوگی اور اس نماز کا اعادہ ضروری ہوگا، مقتدی بھی اعادہ کرلیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۷۷/۴-۲۷۸)

---

(۱) عن أبي أمامة الباهليؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: "إن الماء لا ينجسه شيء إلا ما غلب على ريحه وطعمه ولونه. (ابن ماجة، باب الحياض (۵۲۰)/ابن خزيمة (۹۱)/ابن حبان (۱۲۴۱)/مستدرك حاكم (۵۶۵)/شرح معاني الآثار: ۱۶/۱ /سنن كبرى نسائي (۴۹)) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رنگ و بو و مزہ میں سے کوئی ایک وصف کے بدلنے کی صورت میں پانی ناپاک ہوگا۔ انیس

جس حوض کے کھودتے وقت بوسیدہ ہڈی کا شک ہو تو کیا کیا جائے:

سوال: دریں دیار چاٹگام مسجدے است، قریب از مدت دو صد وشصت و پنج سال بنام جامع مسجد جاری است، ودر اطراف صحن آں مسجد دیوارے سنگین پختہ است، گاہ گاہ چوں مصلیان در مسجد نگنجند در صحن ہم صف کنند، چند سال شد مسلمانان نصف صحن را از فرش سنگین وسقف پختہ شامل ساختہ اند ومصلیان بآسانی نماز می گذارند، ودر جانبِ جنوب آں صحن حوضے کلاں ساختہ اند، بوقتِ کندیدن در تہہ آں قدرے خاک ممیّز از جنس خاک یافتہ شد، بعضے گفتند استخواں رمیمہ است، بالآخر آں خاک بجائے دیگر در زیر خاک نہادہ شد، آیا دریں حوض وضو کردن درست است یانہ، وبر کسے کہ چنیں کار عظیم برائے تائید دین کردہ است طعن وتشنیع کردن بحقارت نظر کردن شرعاً چہ حکم دارد؟ (جس حوض کے کھودتے وقت کچھ ایسی مٹی نکلے جس میں ہڈی کا شبہ ہو تو اس حوض سے وضو درست ہے یا نہیں؟ ظفیر)(۱)

الجواب

وضو کردن ازاں حوض...... جائز است، واگر ثابت شود کہ آں خاک خاکِ عظام رمیمہ است تاہم بنا حوض دراں جا صحیح است وقبرستان موقوفہ بودن آں ازیں قدر ثابت نمی شود وبدظنی کردن بر مسلم بانی حوض حرام وناجائز است وفعل برّ وخیر مسلمے را محمول بر ریاء وسمعہ کردن از سوء ظن بہ مسلم است کہ از نصوص قطعیہ حرام است۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْراً مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ". (۲)

وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام: إنما الأعمال بالنیات وإنما لکل امرء مانویٰ" الخ. (۳)

قال فی الدر المختار: کما جاز زرعہ والبناء علیہ إذا بلی وصار تراباً، زیلعی. (۴) فقط

(اس حوض سے وضو درست ہے۔ظفیر)(۵) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۸۹و۱۹۰)

---

(۱) خلاصۂ سوال: چاٹگام کے علاقے میں ایک مسجد ہے، تقریباً دوسو پینسٹھ سال کی مدت سے جامع مسجد کے نام سے جاری ہے اور اس مسجد کی صحن کے اطراف میں ایک پتھر کی پختہ دیوار ہے، کبھی کبھی جب نمازی مسجد میں نہیں پورے ہو پاتے ہیں تو صحن میں بھی صف لگاتے ہیں، چند سال ہوئے مسلمانوں نے آدھے صحن کو پتھریلی فرش اور پختہ چھت بنا دیا ہے، جہاں نمازی سہولت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور اس صحن کے جنوب میں ایک بڑا حوض تیار کئے ہیں، حوض کی کھدائی کے وقت اس کی تہہ میں تھوڑی سی مٹی عام مٹی سے علیحدہ اور ممتاز پائی گئی، کچھ لوگوں کا کہنا ہوا کہ یہ بوسیدہ ہڈی ہے، آخر کار اس مٹی کو دوسری جگہ زیر زمین رکھ دی گئی، اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس حوض سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور جس شخص نے یہ عظیم کام تائید دین کے واسطے انجام دیا ہے، اس کو طعن وتشنیع کرنا اور حقارت کی نظر سے اس کو دیکھنا شرعاً کیسا ہے؟ انیس

(۲) سورۃ الحجرات: ع۲۔ظفیر

(۳) مشکوٰۃ المصابیح، قبیل کتاب الإیمان. ظفیر

(۴) الدر المختار علیٰ ہامش رد المحتار، باب صلوٰۃ الجنائز: ج ۱ ص ۸۴۰. ظفیر

(۵) خلاصۂ جواب: اس حوض سے وضو کرنا درست ہے، اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ وہ مٹی بوسیدہ ہڈی ہی والی مٹی ہے تو بھی اس جگہ حوض بنانا صحیح ہے اور صرف اتنی بات سے اس جگہ کا موقوفہ قبرستان ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے، ==

جس پائپ سے پانی آئے اگر اسی سے حوض کا پانی نکالا جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کسی وضو کے حوض کو بھرنے کے لئے ایک لوہے کا پائپ رہٹ سے لیکر حوض تک زمین میں دبا دیا جائے اور جب اس حوض کے پانی کو خارج کرنا مطلوب ہو تو اسی پائپ کے ذریعہ سے خارج کیا جائے جو حوض میں وضو کے بعد بچا ہو تو اس میں کوئی شرعی عیب تو نہیں، یعنی کراہت تو عائد نہیں ہوتی؟

الجواب

وہ پانی پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۸۹)

کیا ٹنکی سے آنے والا پانی ''ماءِ جاری'' کے حکم میں ہے:

سوال: آج کل پائپ سسٹم میں یہ رواج ہے کہ مکان کی چھت پر پانی کی ایک ٹنکی ہوتی ہے اور ہینڈ پمپ کے ذریعہ نیچے سے اس میں پانی جمع کرلیا جاتا ہے۔اس ٹنکی سے تمام مکان میں پانی پہنچایا جاتا ہے، تو اگر اوپر سے پانی ٹنکی میں ڈالا جارہا ہو اور نیچے سے پائپ کے ذریعہ پانی نکل رہا ہو تو کیا یہ پانی ''ماء جاری'' ہوگا یا نہیں؟

(۲) اور اگر ایسی ٹنکی میں نجاست اس وقت گرے جبکہ پانی ٹھہرا ہوا ہو، کسی ایک جانب سے یا دونوں جانبوں سے پانی نہ نکل رہا ہو تو کیا جس وقت پانی جاری ہوگا اس وقت وہ ٹنکی پاک ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب

(۱) **قال فی منیة المصلی :عن أبی یوسفؒ ماء الحمام بمنزلة الماء الجاری ...، (واختلف المتأخرون فی بیان هذاالقول،قال بعضهم:مراده حالة مخصوصة وهوإذاكان الماء یجری من الأنبوب إلٰی حوض الحمام والناس یغترفون منه غرفاًمتداركاً،وقال تحته العلامة الحلبی نقلاً عن فتاویٰ قاضی خان:وإن كان الناس یغترفون من الحوض بقصاعهم ولایدخل من**

== اور حوض کے بنانے والے مسلمان پر بدگمانی کرنا ناجائز وحرام ہے، اور کسی مسلمان کے نیک کام کو شہرت وریاکاری پر محمول کرنا اس مسلمان پر بدگمانی ہی کرنا ہے جو کہ قطعی نصوص سے حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجرات میں فرمایا ہے کہ: اے ایمان والو! بہت بدگمانی سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ: سارے اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ نیت کرے، جیسا کہ مشکوٰۃ میں مذکور ہے، اور صاحب درمختار نے جنازے کے بیان میں لکھا ہے کہ جب قبرستان کی قبریں پرانی اور بوسیدہ ہوجائیں اور مٹی ہوجائیں تو اس میں کھیتی کرنا اور اس پر مکان بنانا جائز ہے، اسی طرح یہاں بھی حوض بنانا جائز ہے اور اس حوض سے وضو وغیرہ کرنا بھی جائز ہوگا، واللہ اعلم۔ انیس

(۱) حوض کا بچا ہوا پانی پاک ہے، اس لئے کہ اگر وہ حوض دہ در دہ نہ ہو، تو بھی ماء مستعمل کے تھوڑا بہت گرنے سے ناپاک نہیں ہوا۔

كماء مستعمل فبالأجزاء فإن المطلق أكثر من النصف جاز التطهیر بالكل. (الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار، باب المیاه:۱/۱۲۸، ظفیر)

الأنبوب ماء أوعلی العکس اختلفوا فیه،وأکثرهم علیٰ أنه یتنجس ماء الحوض.وإن کا ن الناس یغترفون بقصاعهم ویدخل الماء من الأنبوب اختلفوا فیه وأکثرهم علیٰ أنه لا یتنجس،انتهیٰ،فهذا هو الذی ینبغی أن یعتمد علیه.(کبیری شرح منیة:ص۱۰۰)(۱)

وقال العلامة طاهرالبخاریؒ:وفی الفتاویٰ:وحوض الماء إذا اغترف رجل منه وبیده نجاسة وکان الماء یدخل من أنبوبه فی الحوض والناس یغترفون من الحوض غرفاً متدارکاً لم یتنجس.(۲)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ وہ حوض صغیر جس کے ایک جانب سے پائپ کے ذریعہ پانی آرہا ہواور دوسری جانب سے اس میں سے پانی بھر رہے ہوں تو ''ماء جاری'' کے حکم میں ہے۔آجکل جو ٹنکیوں کی صورت مروج ہے وہ بھی بظاہراس میں داخل ہے۔مگراس پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ علامہ شامیؒ نے اس حکم کواس صورت میں خاص کیا ہے کہ جیسے پانی اوپر کی طرف سے نکالا جارہا ہو۔اوراگر نیچے سے کسی سوراخ وغیرہ کے ذریعہ سے پانی نکل رہا ہو جیسا کہ مروجہ چھت کی ٹنکیوں سے بذریعہ پائپ نکلتا ہے تواس صورت میں یہ حکم نہ ہوگا۔

اس کا جواب میرے خیال میں یہ ہے کہ علامہ شامیؒ نے یہ حکم حوض کے بارے میں بیان فرمایا(۳)اوراس کی تلی میں اگرسوراخ ہوتو یقیناً وہ اس حکم میں نہ ہوگا، کیونکہ اس وقت حوض سے پانی کا خروج نہایت سست رفتار سے اور بہت کم ہوگا۔بخلاف اس صورت کے کہ ٹنکی سے پانی پوری قوت وشدت کے ساتھ نیچے بہتا ہو، ان دونوں میں فرق ہوگیا(۴)واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳۸۰/۵/۸ (۵)الجواب صحیح، بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔(فتاویٰ عثمانی:ج۱/ ۳۶۰ و ۳۶۱)

جاری حوض کا پانی پاک ہے:

سوال:　ہمارے قصبہ میں ایک چشمہ گرم مثل کنویں کے ہے جو بہت گہرا ہے لیکن پانی اوپر تک رہتا ہے اس کے گرد تین پختہ حوض بنے ہوئے ہیں جو کہ دہ دردہ سے کم ہیں اوران تینوں حوضوں میں اصلی چشمہ سے بذریعہ موری جو کہ رات دن جاری رہتی ہے پانی آتا رہتا ہے اوران تینوں حوضوں سے بھی بذریعہ دوسرے موریوں کے ہروقت پانی باہر نکلتا رہتا ہے ان حوضوں میں ہروقت تقریباً ایک گز گہرا پانی رہتا ہے اور لمبائی چوڑائی ہرایک حوض کی مختلف ہے مگر چھوٹا

---

(۱)　غنیة المستملی:ص۱۰۲ و۱۰۳،طبع سهیل اکیڈمی،لاهور

(۲)　خلاصة الفتاویٰ:۱/ ۵،طبع أمجد أکیڈمی،لاهور،ومثله فی الدرالمختارعلی صدرردالمحتار:۱/ ۹۰۔

(۳)　شامی، مطلب لودخل الماء من أعلیٰ الحوض وخرج من أسفله فلیس بجارٍ:ج۱ص۱۹۰۔

(۴)　تفصیل کے لئے''خیر الکلام فی حوض الحمام''مصنفہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۵)　یہ فتویٰ حضرت والا دامت برکاتہم کی تمرین افتا(درجہ تخصص)کی کاپی سے لیا گیا ہے۔

حوض تقریباً چار گز چوڑا اور پانچ گز لمبا ہے ان تینوں حوضوں کا پانی نہانے اور پینے کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب

ان حوضوں کا پانی پاک ہے اور جاری پانی کے حکم میں ہے اور نہانے اور پینے کے قابل ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۹۱،۱۹۲)

حوض بھر کر بہہ جاوے تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک حوض جس کا عمق بقدر آدمی ہے اور وہ دہ در دہ سے ایک فٹ کم ہے اور نلکا اس پر لگا ہوا ہے، دو وقت اس میں پانی پڑتا ہے اور بھر کر جاری ہوجاتا ہے۔ اگر یہ حوض ناپاک ہوجاوے تو نلکا کا پانی پڑنے کی وجہ سے اگر جاری ہوجائے تو شرعاً وہ پاک ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب

وہ حوض جاری ہونے سے پاک ہوجاوے گا۔(۲) (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۶۷)

ایک بڑے حوض سے ایک چھوٹا حوض نکالا جائے تو کیا چھوٹے حوض سے وضو کرنا جائز ہے:

سوال: قصبہ گودھرے میں گنج شہداء کی مسجد میں حوض کبیر سے ایک حوض صغیر بطور شاخ نکالا ہے، صغیر کا پانی کبیر سے متصل ہے، تو اس صغیر میں کوئی شخص وضو کرے تو اس کا وضو درست ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب وفیه الصواب

صورت مسئولہ میں اس صغیر حوض میں وضو جائز نہیں ہے، صغیر حوض میں جو شخص وضو کر کے، نماز پڑھے گا، نادرست ہوگی۔ کما فی فتاویٰ خوارزمة الروایات لمولانا القاضی چکن مولانا إلی الخانیة ورق ۱۷ غیر مطبع (۳):

حوض کبیر ینشعب منه حوض صغیر فتوضأ إنسان فی الحوض الصغیر لایجوز وإن کان ماء الحوض الصغیر متصلاً ماء الحوض الکبیر وهکذا فی مجموع الفتاویٰ للشیخ الأجل طاهر ابن

(۱) وألحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء نازلاً والغرف متدارک کحوض صغیر یدخله الماء من جانب ویخرج من آخر یجوز الوضوء من کل الجانب مطلقاً، به یفتیٰ (در مختار) أی سواء کان أربعاً فی أربع أو أکثر، الخ. (ردالمحتار، باب المیاه:۱/۱۷۵، ظفیر)

(۲) ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جریانه، وکذا البئر وحوض الحمام (درمختار)(قوله: بمجرد جریانه) أی بأن یدخل من جانب ویخرج من آخر حال دخوله وإن قل الخارج (بحر) الخ ولایلزم أن یکون الحوض ممتلئاً فی أول وقت الدخول، لأنه إذا کان ناقصاً فدخله الماء حتی امتلأ وخرج بعضه طهر أیضاً کما لو کان ابتداءً ممتلئاً ماءً نجسًا. (ردالمحتار، باب المیاه، قبیل مطلب یطهر الحوض بمجرد الجریان:۱/۱۸۰، ظفیر)

(۳) مولانا قاضی چکن گجراتی (م:۸۴۲ھ) کی کتاب کا نام ''خزانة الروایات'' ہے، فتاویٰ خوارزمة الروایات کی تحقیق نہیں ہو پائی ہے۔ انیس

عبد الرشيد البخاری صفحة ۵ :''النهر الذی هو متصل بالحوض فكان ابتداء الحوض و لايدخل ماء النهر فتوضأ إنسان فيه إن كان النهر قدرذراعين ونصف لايجوز ولايجعل تبعاً للحوض وإن كان أقل يجوز ويجعل تبعاً للحوض وقيل لايجوز ولايجعل تبعاً للحوض وإن كان قد ذراع''،والله أعلم بالصواب.

کلام اس میں ہے کہ شاخ منقسمہ میں وضو جائز ہے یا نہیں،عنایت فرما کر اگر ممکن ہوتو کوئی عبارت تائید عبارت میں بڑھائیں،تاکہ کامل تائید ہوجائے۔

الجواب ـــــــــــــــــــ من جامع إمداد الأحكام

فاضل مجیب نے جو عبارت نقل فرمائی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دوحوض علیحدہ علیحدہ ہوں اور حوض کبیر سے بواسطہ کسی منفذ یا نالی کے حوض صغیر میں پانی بھرا گیا ہو، تو اس صورت میں حوض صغیر سے وضو جائز نہیں اور قرینہ اس مراد کا لفظ ''ينشعب'' عبارت اولیٰ میں اور لفظ ''النهر الذی هو متصل بالحوض الخ'' عبارت ثانیہ میں ہے کہ اس جگہ نہر سے مراد وہ نالی ہے، جس سے حوض کو بھرا جاتا ہے، اور صورت مسئولہ میں انشعاب حوض صغیر من الکبیر نہیں ہے بلکہ حقیقت میں وہ ایک ہی حوض ہے، جس کا ایک حصہ عرضاً وطولاً عشر فی عشر ہے اور ایک حصہ عرض میں کم اور طول میں حصہ عریضہ کے ساتھ مل کر عشر فی عشر ہے، پس صورت مسئولہ میں اس حوض کے ہر جانب میں وضو درست ہے اور وقوع نجاست سے کوئی حصہ ناپاک نہ ہوگا۔

قال فی الدر(المختار): ولوله طول لاعرض ولكنه يبلغ عشرًا فی عشر(كأن يكون طوله خمسين ذراعاً وعرضه ذراعين مثلاً،شامی)جاز تيسيرًا،قال فی ردالمحتار: أی جاز الوضوء منه بناءً علٰی نجاسة الماء المستعمل أوالمراد جاز وإن وقعت فيه نجاسة وهذا أحد قولين وهو المختار كما فی الدرر وعن عيون المذهب والظهيرية وصححه فی المحيط و الاختيار وغيرهما واختارفی الفتح القول الأخروصححه تلميذه الشيخ قاسم لأن مدارالكثرة علٰی عدم خلوص النجاسة إلی جانب الآخر ولاشک فی غلبة الخلوص من جهة العرض ومثله لو كان له عمق بلاسعة أی بلا عرض ولاطول لأن الاستعمال من السطح لامن العمق،وأجاب فی البحر: بأن هذا وإن كان الأوجه إلا أنهم وسعوا الأمرعلی الناس وقالوا بالضم كما أشارإليه فی التجنيس بقوله تيسيرًاعلی المسلمين آه وعليه بعضهم بأن اعتبارالطول لاينجسه اعتبارالعرض ينجسه فيبقی طاهراً علی الأصل للشک فی تنجيسه ،آه. (ص:۱۹۹ ج ۱) واللہ اعلم

۱۶ رشوال ۱۳۴۱ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۷۶ تا ۳۷۸)

ہندوستانی مسجد کے حوض سے وضو:

سوال: ہندوستانی مسجد بھیونڈی کا حوض جو کہ دہ دردہ ہے، اس کے اندرونی حصہ میں دوفٹ کے فاصلے سے جالی لگی ہوئی ہے، جالی کے اوپر ایک فٹ چوڑی پھولوں کی کیاری ہے اس کی سطح پانی کے اندر چار انچ ڈوبی ہوئی ہے۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ پانی ہلتا نہیں اس لئے اس میں وضو نہیں کرنا چاہئے۔ قائل کا قول صحیح ہے یا غلط؟

کیاری کی سطح جو ڈوبی ہوئی ہے اسے تڑوادیں یا باقی رکھیں؟ آپ اور دیگر علمائے دیوبند مناظرہ کے وقت دیکھ چکے ہیں۔ لہٰذا مفصل جواب سے نوازیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

کیاری کی سطح جو ڈوبی ہوئی ہے اس کو توڑنے کی ضرورت نہیں، موجودہ صورت میں بھی وضو بلا تکلف درست ہے، پانی کے ہلنے نہ ہلنے کا شبہ نہ کریں (۱) کسی اور مصلحت سے کیاری کی ڈوبی ہوئی سطح کو توڑنا چاہیں تو اختیار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۹۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۷۳/۵)

حوض میں کلی، مسواک اور پیر کو دھونا:

سوال: مسجد کے اندر حوض پر وضو کرتے وقت دانتوں کو مسواک کی لکڑی سے صاف کرنے کے بعد اسی مسواک کی لکڑی کو پانی کے اندر ہی حوض میں ڈبو کر دھونا، کلی کرتے وقت بجائے نالی کے، حوض کے پانی میں ہی کلی کرنا، پیر دھوتے وقت دونوں پاؤں کو حوض کے اندر ہی پانی میں ڈبو کر دھونا، یہ تینوں باتیں کہاں تک درست ہیں، پانی میں خرابی ہوگی یا پاک رہے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

وہ حوض جو دہ دردہ ہے وہ ان چیزوں سے ناپاک نہیں ہوگا، لیکن ادب اور سلیقہ یہ ہے کہ کلی حوض میں نہ کی جائے بلکہ نالی میں کی جائے، مسواک کی لکڑی بھی نالی میں دھوئی جائے حوض میں نہ ڈبوئی جائے، پیر بھی اس طرح دھوئے جائیں کہ پانی نالی میں گرے اور حوض میں ان کا پانی نہ گرے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۹/۸۵ھ، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۹/۸۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۷۳/۵)

مسجد کے حوض میں مسواک ڈبونا:

سوال: ایک جامع مسجد ہے اور مسجد کے احاطہ میں ایک حوض ہے جس کی طول عرض .....ہے، نمازی اس میں وضو

---

(۱) جب مقدار حوض دہ دردہ ہے تو ماء کثیر کے حکم میں ہے، لہٰذا پانی کے ہلنے یا نہ ہلنے سے پانی کی طہارت پر کچھ اثر نہیں پڑے گا۔

(۲) ومن منهياته ...... إلقاء النخامة والامتخاط في الماء. (الدر المختار: ۱۳۳/۱، مطلب في الإسراف في الوضوء، سعيد)

کرتے وقت مسواک ڈبوتے ہیں جس سے لوگوں کو کراہت معلوم ہوتی ہے ایسا کرنا کیسا ہے؟

هو المصوب

حوض کے دہ دردہ ہونے کی وجہ سے مندرجہ صورت میں وضو پر کوئی قباحت نہیں لازم آئے گی، البتہ نظافت کے پیش نظر مسواک کو حوض میں ڈبونے سے احتیاط لازم ہے تاکہ دوسروں کو کراہت نہ ہو۔(۱)

تحریر: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۲۸)

بندر یا لنگورا گر چھوٹے حوض یا گھڑے میں منہ ڈال دیں تو کیا حکم ہے:

سوال: ہمارے یہاں کی مسجد میں جو حوض چھوٹا سا بنا ہوا ہے اور گھڑے وغیرہ پانی کے رکھے ہوئے ہیں ان میں بندر اور لنگورا کثر منہ ڈال کر پانی پی جاتے ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس حوض اور گھڑوں کے پانی سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں اور اس پانی کو پیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

عالمگیری میں ہے: **فذو الناب من سباع الوحش مثل الأسد والذئب والضبع والنمر والفهد و الثعلب والسنور البری والسنجاب والسمور والدلق والذب والقرد.**

یعنی بندر اور لنگور سباع بہائم سے ہیں اور سباع بہائم کا جوٹھا پانی نجس ہے، جیسا کہ تمام کتب فقہ میں ہے:

”**وسؤر الكلب والخنزير وسباع البهائم نجس**“.(۲)

اس لیے بندر اور لنگور کا جوٹھا پانی نجس ہوگا۔

پس اگر بندر لوٹے یا گھڑے یا مٹکے یا چھوٹے حوض کے پانی میں منہ ڈال دے اور اس کا پانی پی لے تو ان ظروف کا پانی نجس ہو جاتا ہے، اس کا پانی پینا اور اس سے وضو کرنا درست نہیں اور نہ اس وضو سے نماز درست ہوتی ہے۔

بندر اور لنگور کے جوٹھے کا قیاس بلی کے جوٹھے پر کرنا درست نہیں، اس لیے کہ بندر گھروں میں بلی کی طرح نہیں پھرتا ہے۔ (فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ: ص۱۴۲)

کتّا حوض میں گر گیا تو کیا حوض ناپاک ہو گیا:

سوال: مسجد کے حوض میں اگر کتا گر جائے اور گرتے ہی فوراً زندہ نکل آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اس حوض کے پانی پینے کا کیا حکم ہے؟ عوام کو سمجھانے کے بعد بھی استفتا لکھنے پر مجبور کرتے ہیں، چنانچہ روشنی ڈالیں؟

الجواب حامدًا ومصلياً

جس حوض کی لمبائی دس گز شرعی گز کے مطابق ہو اس میں اگر کتا گر جائے تو اس پر ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جائے گا،

(۱) الدر المختار:۱/۱۳۳، مطلب في الإسراف في الوضوء، انیس

(۲) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر:۱/۲۰۵-۲۰۶، بیروت، انیس

لیکن عوام میں چہ میگوئیاں ہوتی ہی ہیں اس لئے حوض کو خالی کر کے صاف کر دیا جائے تو پھر سکون ہو جائے گا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۷۴)

حوض میں غسل جنابت وغیرہ اور کتا یا خنزیر کے گر کر مر جانے کا حکم:

سوال: حوض کے اندر غسل جنابت یا حیض ونفاس درست ہے یا نہیں اور اگر حوض میں خنزیر یا کتا گر کر ما جائے تو پانی اس کا پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

دہ دردہ حوض کے اندر یہ سب امور درست ہیں۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۷۳)

آدمی حوض میں گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: مسجد کی حوض میں مصلی گر کر مر گیا ہے، سر میں چوٹ لگنے کی وجہ سے خون نکلتا تھا، شاید پیشاب پاخانہ بھی ہو گیا ہو، مگر پانی میں کوئی اثر نمایاں نہیں ہوا تو حوض پاک ہے یا ناپاک؟ بعض کہتے ہیں کہ آدمی حوض میں مرا، اس لیے پانی ناپاک ہے اور سب پانی نکالنا ضروری ہے۔

الجواب

آدمی کے پانی میں گر کر مر جانے سے پانی ناپاک ہوتا ہے یہ حکم کنویں کا ہے۔ جو دہ دردہ اور ماء جاری کے حکم میں نہ ہو یہ تو حوض ہے اور حوض دہ دردہ ہوتا ہے اور یہ ماء جاری کے حکم میں ہے۔ایسے حوض میں آدمی کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، پاک رہتا ہے۔حدیث میں ہے:

''إن الماء طهور لاينجسه شيء''. (مشکوٰۃ شریف:ص۵۱/ترمذی،أبو داؤد،نسائی)

ترجمہ: بیشک پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔(تاوقتیکہ اس کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی وصف نہ بدل جائے۔

اور مالا بد منہ میں ہے:

آب جاری وآب کثیر از افتادن نجاست دراں نجس نشود مگر وقتیکہ از نجاست رنگ یا بو یا مزہ دراں ظاہر شود۔(ص:۲۱)

ترجمہ: جاری پانی وکثیر پانی نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔تاوقتیکہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کسی وصف میں ناپاکی کا اثر ظاہر نہ ہو جائے۔

---

(۱) قيد بالموت، لأنه لو أخرج حياً وليس بنجس العين ولا به حدث وخبث، لم ينزح شيء إلا أن يدخل فمه الماء، فيعتبر بسوره الخ .(الدر المختار:۱/۲۱۳،فصل في البئر،سعید)

(۲) وكذا يجوز براكد كثير كذالک أي وقع فيه نجس لم ير أثره الخ وأنت خبير بأن اعتبار العشر أضبط ولا سيما في حق من لارأى له من العوام فلذا أفتىٰ به المتأخرون الأعلام. (الدر المختار علىٰ رد المحتار، باب المياه:۱/۱۷۶،۱۷۷،ظفیر)

خلاصہ یہ ہے کہ جب پانی میں ناپاکی کا اثر نمایاں نہیں، رنگ وبو اور مزہ میں فرق نہ ہوا تو شک وشبہ کی کیا ضرورت ہے۔ مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی متفق ہیں کہ مذکورہ حوض پاک ہے نجس کا کوئی قائل نہیں۔ (رحمة الأمة فی اختلاف الأئمة: ص ٦)

لہذا حوض کو ناپاک سمجھنا غلط اور بلا دلیل ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۳/۱۰۔۱۱)

غسل کرنے والے کی چھینٹ اگر حوض میں پڑے تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کوئی شخص حوض مسجد کے قریب غسل کرے اور چھینٹ غسل کی، حوض میں پڑے تو پانی حوض کا ناپاک ہوگا یا نہیں؟

الجواب

حوض کا پانی پاک ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۶۵)

چھوٹے حوض میں پاک آدمی کا داخل ہونا:

سوال: ایک حوض دو گز چوڑا ڈھائی گز لمبا ہے اس میں زید نے غسل کرلیا، ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے، تو یہ حوض ناپاک ہوا یا نہیں جبکہ آدمی پاک ہو؟

الجواب باسم ملهم الصواب

اگر زید باوضو تھا اور اس نے صرف ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کیا اور تازہ وضو کی نیت نہ تھی تو یہ پانی پاک ہے بلکہ مستعمل بھی نہیں ہوا لہذا اس سے وضو کرنا درست ہے۔ البتہ اگر پہلے باوضو نہ تھا یا وضو ہونے کے باوجود تازہ وضو کی نیت کی ہو تو یہ پانی مستعمل ہوگیا جو پاک ہے مگر اس سے وضو اور غسل صحیح نہیں اور پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

لقربة أو رفع حدث، وفی الشرح: ولو مع قربة کوضوء محدث ولو للتبرد فلو توضأ متوضئ لتبرد أو تعلیم أو لطین بیده لم یصر مستعملاً اتفاقاً، وقال فی شرح قول الماتن: أو إسقاط فرض هو الأصل فی الاستعمال کما نبه علیه الکمال بأن یغسل بعض أعضائه أو یدخل یده أو رجله فی جب لغیر اغتراف ونحوه فإنه یصیر مستعملاً لسقوط الفرض اتفاقاً، وفی الحاشیة: (قوله: بأن یغسل): أی المحدث أو الجنب بعض أعضائه التی یجب غسلها احترازاً عن غسل المحدث نحو الفخذ. (ردالمحتار: ۱/۱٦۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ ہجری (احسن الفتاویٰ: ۲/۴۵۔۴٦)

---

(۱) وبماء استعمل لأجل قربة الخ إذا انفصل عن عضو وإن لم یستقر الخ وهو طاهر ولو من جنب وهو الظاهر. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه: ۱/۱۸۵، ظفیر)

غیر مسلم کے حوض میں اترنے سے پانی پاک رہے گا یا نہیں:

سوال: ہماری جامع مسجد میں ہندو بڑہی کا آلہ گر گیا، اسے لینے کے لیے وہ بڑہی خود حوض میں اترا تو وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ حوض پانی سے بھرا ہوا ہے۔

الجواب

دہ دردہ حوض کا پانی ماء جاری کے حکم میں ہے، اس لیے پانی میں جب تک ناپاکی کا اثر محسوس نہ ہو وہ پاک ہے اگر نجاست کے گرنے سے پانی کے رنگ یا بو یا مزہ میں فرق نہ آئے تو حوض کا پانی ناپاک شمار نہیں ہوگا، لہذا صورت مسئولہ میں حوض کا پانی پاک ہے شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱/۱۲۶، ۱۲۷)

مچھلی کی بیٹ سے حوض ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: إذا وقع في الحوض الكبير خرء السمك علىٰ كثرة فيجوز التوضي به أم لا؟ وهل يتنجس منه الثياب والماء أم لا؟

(مچھلی کی بیٹ جس پانی میں بکثرت پڑتی ہو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں اور وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟ ظفیر)

الجواب

لايتنجس منه الماء والثوب ويجوز التوضي بالماء الذي وقع فيه.

(پانی پاک ہے اور وضو جائز ہے، ظفیر)(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۷۹)

حوض میں گندا ہاتھ ڈالنا:

سوال: ہمارے یہاں ایک حوض ہے جس میں بیک وقت ڈیڑھ ہزار لیٹر پانی آتا ہے، اس حوض میں غیر مسلم بھی ہاتھ ڈالتے ہیں اور رفع حاجت کے لیے پانی استعمال کرتے ہیں ہمیں اس حوض سے وضو کرتے ہوئے کراہت ہوتی ہے کیوں کہ غیر مسلم استنجے والا ہاتھ بغیر دھوئے اس حوض میں ڈال دیتے ہیں ایسے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

هو المصوب

اگر حوض چھوٹا ہے تو اس میں ناپاک ہاتھ ڈال دینے سے وضو اور غسل نہیں ہوگا۔(۳) ایسے حوض سے وضو نہیں کرنا چاہئے، کیوں کہ نجاست سے ملوث ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس ہوجائے گا۔

تحریر: ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۶۶)

---

(۱) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه: ۱/۱۷۶، ۱۷۷، انیس

(۲) ويجوز رفع الحدث بما ذكر وإن مات فيه أي في الماء ولو قليلاً غير دموي الخ ومائي مولد، الخ، كسمك. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه: ۱/۱۷۰، ظفیر)

(۳) ''لايبولن أحدكم في الماء الدائم ولا يغتسل فيه من الجنابة''. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة، باب البول في الماء الراكد، حدیث: نمبر ۶۹) وكل ماء وقعت النجاسة فيه لم يجز الوضوء به قليلاً كانت النجاسة أو كثيراً. (الهداية مع الفتح: ۱/۹۷)

حوض کا پانی بذریعہ نل بیت الخلاء کیلئے:

سوال: ہمارے مدرسہ میں فلش سسٹم سنڈاس بنے ہوئے ہیں۔(۱) ان کیلئے پانی پہلے کی ٹنکی سے آتا ہے، اس کا تعلق مسجد کے حوض سے ہوگیا ہے اور حوض کا پانی اس میں استعمال ہوتا ہے، اس کے استعمال سے طبیعت پر ایک قسم کا تکدر محسوس ہوتا ہے، بظاہر اس کے استعمال میں شرعی قباحت معلوم نہیں ہوتی، اگر حضرت والا کی نظر میں کوئی فقہی جزئیہ ہوتو مطلع فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

یہ تکدر طبعی ہے، ماء کثیر کے استعمال میں کیا اشکال ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۱۷۵/۵)

حوض کے پانی کا بدبودار ہونا:

سوال: اگر دہ دردہ حوض کا پانی بدبودار ہوگیا مگر نجاست کا علم نہیں تو کیا اس سے وضو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

اس سے وضو کرنا درست ہے۔ عالمگیریہ میں ہے:

یجوز التوضی فی الحوض الکبیر المنتن إذا لم یعلم نجاسة، کذافی فتاویٰ قاضی خان. (۳)

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ:۱۸۱)

حوض اور ٹنکیوں کی تطہیر کا طریقۂ شرعی:

سوال: چھوٹے حوض یا پانی کے ٹنکیوں میں اگر نجاست گرجائے تو اس کا کیا حکم ہوگا، آیا اس صورت میں پانی پاک رہے گا یا ناپاک؟ اگر پانی ناپاک ہوجائے گا تو اس کے پاک کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ مفصل مدلل جواب عنایت فرمائیں؟ نوازش ہوگی۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

چھوٹے حوض یا پانی کی ٹنکیاں جو چھوٹی ہوں یعنی وہ دہ دردہ (عشر فی عشر) نہ ہوں ان میں نجاست گرنے سے وہ ناپاک ہوجائیں گی، (۳) ورنہ ناپاک نہیں ہوں گی اور پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ ناپاکی نکال کر اس کا کل پانی نکال

---

(۱) سنڈاس: پاخانہ، بیت الخلاء، وہ پاخانہ جس کے صاف کرنے کا منہ گھر کے باہر دیوار میں ہو۔ (فیروز اللغات، ص:۷۱۲)

(۲-۳) **یجوز التوضی في الحوض الکبیر المنتن إذا لم یعلم نجاسة.** (فتاویٰ قاضی خان. علی الھندیة، انیس)

(۴) تھوڑا پانی، چاہے وہ کسی برتن میں ہو، ٹب میں ہو، کنواں میں ہو، ٹنکی میں ہو، یا چھوٹے حوض میں ہو، اگر اس میں نجاست گرجائے، چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو، یا زیادہ، پورا پانی ناپاک ہوجائے گا۔ (البحر الرائق:۷۸/۱)۔ (طہارت کے احکام ومسائل:۸۷۔ انیس)

دیں اور پاک پانی سے اس کی دیواریں وغیرہ دھوکر اس پانی کو بھی گرادیں یا نکال دیں پھر پاک پانی بھر دیں اور اگر یہ حوض وٹنکی اس قسم کی ہوں کہ جن میں پانی اوپر سے آتا ہے اور نیچے سے گرتا ہے تو اسکے اندر پانی آنے اور نکلنے کے دونوں راستے کھول دیں اور مرئی نجاست نکال دیں۔ پھر دیکھیں اگر اتنا پانی نکل گیا ہو جتنا اس میں تھا تو اب یہ سب پانی پاک شمار ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین، مفتی دار العلوم دیوبند، الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن خیرآبادی۔(منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۲۳-۲۴)

چھوٹا حوض پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: مکان کے صحن میں پانی کی ٹنکی یا چھت پر بنی ہوئی ٹنکی ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اگر زمین کی ٹنکی اور چھت والی ٹنکی اور ان دونوں کے درمیان میں پائپ لائن اور پھر چھت کی ٹنکی سے غسل خانوں وغیرہ تک آنے والے پائپ ان سب کے مجموعہ کے طول وعرض کا کل رقبہ سو ہاتھ ہو جائے تو کیا یہ دہ در دہ کے حکم میں ہوگا کہ نجاست گرنے سے ناپاک نہ ہو؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

دونوں ٹنکیوں کے درمیانی پائپ اور اوپر کی ٹنکی سے غسل خانوں وغیرہ تک جانے والے پائپ کو دہ در دہ میں شمار کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ طول وعرض وہ معتبر ہے جو اوپر کی چھت کے ساتھ ملصق نہ ہو۔ پائپ لائن چونکہ پانی سے بھری رہتی ہے اس لئے اس کی مثال ایسے مسقّف حوض کی ہوگی جس کا پانی اس کی چھت کے ساتھ ملا ہوا ہو، نیز نچلی ٹنکی سے اوپر کی ٹنکی کی طرف جانے والی لائن جہاں اوپر کی ٹنکی میں پہنچتی ہے وہاں اس کے پانی کا اتصال اوپر کی ٹنکی کے پانی سے نہیں ہوتا، اس لئے دونوں ٹنکیوں کے رقبہ کا بالکل الگ الگ حساب کیا جائے۔

ان ٹنکیوں کی تطہیر کا طریقہ یہ ہے کہ زمین دوز ٹنکی میں جب باہر سے پانی آرہا ہو اس وقت اسکا گولہ اتار لیا جائے یا اس کے ساتھ کوئی وزن وغیرہ باندھ دیا جائے تاکہ گولہ پانی کے ساتھ بلند ہوکر باہر سے آنے والے پانی کا راستہ نہ روکے، اس طرح سے بیرونی پانی آتا رہے گا، جب ٹنکی بھر کر پانی اوپر سے بہنے لگے تو پانی جاری ہو جانے کی وجہ سے ٹنکی پاک ہو جائے گی، اوپر کی ٹنکی کو یوں پاک کیا جاسکتا ہے کہ موٹر کے ذریعہ اس ٹنکی کو اس حد تک بھرا جائے کہ اوپر کے پائپ سے پانی جاری ہو جائے، بظاہر تطہیر کی اس صورت میں یہ اشکال معلوم ہوتا ہے کہ پانی کھینچنے کی مشین سے لیکر زمین دوز ٹنکی کے تلے تک پائپ ہوتا ہے جو نجس پانی سے بھرا ہوگا، اسی طرح اوپر والی ٹنکی نجس ہوگئی تو اس ٹنکی سے

---

(۱) اور اگر ٹنکی یا چھوٹا حوض اس طرح پر ہوں کہ ان میں دو پائپ لگے ہوئے ہوں ایک سے پانی برابر آتا ہو اور دوسرے سے نکلتا رہتا ہو تو یہ جاری پانی کے حکم میں ہے پانی ناپاک نہ ہوگا، کمافی العالمگيرية: إذا كان الحوض صغيراً يدخل فيه الماء من جانب ويخرج من جانب يجوز الوضوء به من جميع جوانبه، وعليه الفتوىٰ. (۱/۱۷)

غسل خانوں وغیرہ میں آنے والی لائن میں نجس پانی ہوگا، ان ٹنکیوں کواوپر سے جاری کردینے سے ان پائپوں کے اندر کے پانی پر کوئی اثر نہیں پڑیگا، تو یہ اندرونی پانی کیسے پاک ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تطہیر ماء کا مسئلہ خارج از قیاس ہے، قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ کوئی چیز ایک دفعہ ناپاک ہونے کے بعد پھر کسی صورت سے بھی پاک نہ ہو سکے اس لئے کہ اس کی تطہیر کے لئے جو پانی بھی اس سے ملاوہ پانی خود ناپاک ہو گیا، تطہیر کے شرعی قاعدہ کے مطابق نجس پانی کو جاری کر دینے سے اس کے ساتھ متصل پانی بھی پاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر حوض بہت گہرا ہو کہ اس کے اوپر کی جانب پانی جاری ہونے سے اس کی تہہ تک اثر پہنچنے کا کوئی امکان نہ ہو، تو بالاتفاق اس کے اوپر کا پانی جاری کر دینے سے اس کے تلے تک کا کل پانی پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح پائپوں کے اندر کے پانی کا چونکہ ٹنکی کے پانی سے اتصال ہے اس لئے ٹنکی کا پانی جاری کر دینے سے پائپوں کے اندر کا پانی بھی پاک شمار ہوگا۔

ٹنکی کی تطہیر کی ایک دوسری صورت بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ زمین دوز ٹنکی نجس ہو جائے تو جس وقت اس میں باہر سے پانی آ رہا ہو اس وقت موٹر کے ذریعہ اس ٹنکی کا پانی کھینچنا شروع کر دیا جائے تو یہ ماء جاری شمار ہوگا اور اوپر کی ٹنکی کو یوں پاک کیا جائے کہ موٹر کے ذریعہ اس میں پانی چڑھانا شروع کر دیں اور اس ٹنکی سے غسل خانوں وغیرہ کی طرف آنیوالی لائن کھول دیں، اس صورت میں زمین دوز ٹنکی میں پانی اوپر سے داخل ہوتا ہے مگر مشین اس ٹنکی کے تلے سے پانی کھینچتی ہے، اسی طرح اوپر کی ٹنکی میں مشین کے ذریعہ سے پانی اوپر سے داخل ہوگا اور نیچے آنے والی لائن کو کھولنے سے ٹنکی کے نچلے حصہ سے پانی خارج ہوگا۔

اس طریقے سے پانی کا جاری ہونا طہارت کے لئے کافی ہے یا نہیں؟ اس میں حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تردد ظاہر فرمایا ہے۔

قال في الشامية تحت(قوله:ويخرج من آخر): ثم إن كلامهم ظاهره أن الخروج من أعلاه فلو كان يخرج من ثقب في أسفل الحوض لا يعد جارياً لأن العبرة لوجه الماء(إلىٰ قوله) ولم أر المسألة صريحاً، نعم! رأيت في شرح سيدي عبد الغني في مسألة خزانة الحمام التي أخبر أبويوسفؒ برؤية فارة فيها،قال: فيه إشارة إلىٰ أن ماء الخزانة إذا كان يدخل من أعلاها ويخرج من أنبوب في أسفلها فليس بجارٍ اهـ وفي شرح المنية: يطهر الحوض بمجرد ما يدخل الماء من الأنبوب ويفيض من الحوض هو المختار لعدم تيقن بقاء النجاسة فيه وصيرورته جارياً اهـ وظاهر التعليل الاكتفاء بالخروج من الأسفل لكنه خلاف قوله ويفيض فتأمل وراجع.(ردالمحتار: ۱/۱۷۵)

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ردالمحتار کے منیہ میں حاشیہ اشباہ سے مندرجہ ذیل جزئیہ نقل فرمایا ہے:

أقول: رأيت بعد كتابتي لهٰذا المحل في حاشية الأشباه والنظائر في آخر الفن الأول للعلامة الكفيري التي تلقاها عن شيخه الشيخ إسمٰعيل الحائک مفتي دمشق ما نصه:"مسألة: إذا كان في

الکوز ماء متنجس فصب علیه ماء طاهر حتی جری الماء من الأنبوب بحیث یعد جریاناً ولم یتغیر الماء فإنه یحکم بطهارته،اهـ ، منه. (ردالمحتار: ۱ ص ۱۸۰)

اس جزئیہ سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ٹنکی کی طہارت کے لئے نیچے سے پانی کا جاری ہونا کافی ہے اس لئے کہ لوٹے کی ٹونٹی لوٹے کے وسط میں ہوتی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸ / جمادی الاخریٰ ۹۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۴۸-۵۰)

انگریزی دوا سے بڑے حوض کا پانی صاف کیا تو پاک ہے یا نہیں:

سوال: کوئی حوض بڑا ہو اور اس کا پانی بدبو کرنے لگے اور بدبو دور کرنے کے لیے کوئی انگریزی دوائی پاک یا ناپاک حوض میں ڈالی جس سے پانی کا رنگ اور مزہ بدل گیا۔ایک روز کے بعد حوض کا پانی اصلی حالت پر آیا،مگر بدبو ایسی ہی رہی ایسے حوض سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟اور جس وقت سے پانی کی رنگت اور مزہ بدل گیا تھا جن لوگوں نے اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی ہو وہ صحیح ہوئی یا نہیں؟اور اس کی قضا ہے؟

الجواب ـــــــــــ حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

اس قدر بڑا حوض کہ جس کی ایک طرف نجاست گرے تو دوسری طرف اس کا کچھ اثر نہ ہو یعنی نجاست کا رنگ،بو، مزہ پانی کی اور طرفوں میں معلوم نہ ہو،ایسے حوض کا پانی پاک ہے۔(۱)

جو دوائیں پانی کی بدبو دور کرنے کے لیے ڈالی جاتی ہیں،اگر وہ پاک ہیں،تو کسی وصف کے بدلنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر وہ دوائیں یقیناً ناپاک ہوں اور ان کے ڈالنے سے پانی کے اوصاف رنگ،بو،مزہ بدل جاویں تو یقیناً ناپاک ہے،ایسے پانی سے جس قدر نمازیں پڑھی گئی ہوں ان کا اعادہ ضروری ہے۔

---

(۱) **والغدیر العظیم الذی لایتحرک أحد طرفیه بتحریک الطرف الأخر إذا وقعت نجاسة فی أحد جانبیه جاز الوضوء من الجانب الأخر.** (الهدایة: ۱/ ۲۶،باب الماء الذی یجوز به الوضوء)

بڑے حوض کے پانی میں اگر کوئی نجس چیز گر جائے،جیسے پیشاب،شراب،پاخانہ،مردار جانور وغیرہ،چاہے یہ نجاست تھوڑی ہو یا زیادہ مقدار میں،شریعت لوگوں کی سہولت کے پیش نظر ایسے پانی کو پاک قرار دیتی ہے اور وہ پانی جاری پانی کے حکم میں ہے۔البتہ جب پانی کا رنگ یا مزہ یا بو میں سے کوئی وصف نجاست کی وجہ سے بدل جائے تو پھر پورا پانی ناپاک قرار پائے گا اور اس کو وضو غسل یا طہارت کے لیے استعمال جائز نہیں ہوگا۔(البحر الرائق: ۱/ ۷۸)

اسی طرح بڑی مقدار والے پانی بھی جہاں نجاست واقع ہو وہاں سے وضو یا غسل کے لیے پانی لینا جائز نہیں ہے،اس بارے میں اصولی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بڑے حوض کا پانی نجاست گرنے کے باوجود اس لیے پاک قرار پاتا ہے کہ نجاست کا اثر دوسرے کنارے تک نہیں پہنچتا ہے اور جب نجاست کا اثر دوسرے کنارے تک پہنچ جائے گا تو اس پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے گا اور ایسی صورت میں تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔(طہارت کے احکام ومسائل: ۷۷-۷۸-انیس)

لیکن موجودہ صورت میں اولاً تو دواؤں کے ناپاک ہونے کا کوئی یقینی ثبوت نہیں، صرف اس شبہ پر کہ شاید دوا ناپاک ہوگی، پانی ناپاک نہیں سمجھا جائے گا۔(۱) اور نماز صحیح ہوگی۔ قضا کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

(مرغوب الفتاویٰ: ۲/۳۳-۳۴)

تالاب کے پانی کا حکم:

سوال: ایک تالاب ہمارے یہاں ایسا ہے کہ جب وہ خشک ہوجاتا ہے تو لوگ اس میں پیشاب پاخانہ اور بھی دوسری نجاست ڈالتے ہیں اور بارش آتی ہے تو پہلے محلوں سے بیلوں کا پیشاب وگوبر وغیرہ نجاست پانی کے ساتھ اس زمین میں جہاں پہلے بہت نجاست پڑی تھی جمع ہوتا ہے اور پھر زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے کھیتوں کا پانی بہت کثرت سے آتا ہے اور تالاب میں جمع ہوتا ہے اور تالاب میں قریب بیس بیگھہ زمین میں پھیلتا ہے اور کہیں ایک آدمی اور کہیں نصف آدمی کے قد کے پانی ہوتا ہے تو وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اور دھوبی اس سے کپڑے دھوتے ہیں تو اس کو پھر دھونا چاہئے یا نہیں؟

تنقیح: اس کا پانی کہیں نکلتا بھی ہے یا نہیں اور جمع ہونے کے وقت کیا ہر طرف سے نجس پانی آتا ہے یا کسی طرف سے طاہر بھی اور غالب کونسا ہوتا ہے؟

جواب تنقیح: متعلق مسئلہ تالاب، پانی نکلنے کی دو صورتیں ہیں، تھوڑا پانی یعنی نصف تالاب یا پونا تالاب بھر جاتا ہے تو نکالنے سے نکلتا ہے، اور جب پورا بھر جاتا ہے تو خود بخود نکل جاتا ہے، اور جمع ہوتے وقت ہر طرف سے نجس نہیں آتا بلکہ پاک بھی آتا ہے، اور غالب پاک ہی ہوتا ہے اور کثرت سے پاک ہی جمع ہوتا ہے۔

الجواب

اگر دہ دردہ کی مقدار میں پاک پانی کسی جگہ جمع ہوکر اس تالاب میں آجاوے تو پاک ہوجاوے گا اور اگر اتنا پانی پاک اس میں اس طرح نہیں آیا تو جس وقت اس کا پانی پورا بھر کر بہنے لگے گا تو پاک ہوجاوے گا۔

فی العالمگیریة: ص۱۱ج۱: وفی الفتاویٰ: غدیر کبیر لایکون فیه الماء فی الصیف وتروث فیه الدواب و الناس ثم یملأ فی الشتاء ویرفع منه الجمد، إن کان الماء الذی یدخله یدخل علی مکان نجس فالماء والجمد نجس وإن کثر بعد ذلک وإن کان فی مکان طاهر واستقر فیه حتی صار عشراً فی عشر ثم انتهیٰ إلی النجاسة فالماء والجمد طاهران، کذافی فتح القدیر.

وفیه أیضاً: حوض صغیر یتنجس ماؤه فدخل الماء الطاهر فیه من جانب وسال ماء الحوض

---

(۱) اس لیے کہ فقہ کا مشہور و معروف قاعدہ ہے:

"الیقین لایزول بالشک". (الأشباه والنظائر، القاعدة الثانیة: ص ۵۰، الهدایة: ۱/ ۲۸، آخر فصل فی البئر)

من جانب آخر کان الفقیہ أبو جعفرؒ یقول کما سال ماء الحوض من الجانب الأخر یحکم بطهارة الحوض وهو اختیار الصدر الشهیدؒ، کذافی المحیط. فقط

کتبہ الأحقر عبدالکریم گمتھولی، عفی عنہ، الجواب صحیح: ظفر احمد، عفا عنہ۔ ۱۹/ ذی الحجہ ۴۳ھ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۸۰، ۳۸۱)

کس تالاب کا کس قدر پانی پاک ہوتا ہے:

سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے، کہ جو تالاب بستی کے آس پاس ہوا کرتے ہیں، کہ جن میں برسات کے موسم میں پانی بھر جاتا ہے اور بعد برسات خشک ہو جاتے ہیں، اور پھر لوگ ان میں پاخانہ پیشاب کیا کرتے ہیں، تو ایسے تالاب کا یہ حکم ہے کہ ان میں پانی خواہ کتنا ہی ہو جائے (مگر) جب تک وہ پانی بہہ کر نکل نہ جائے، تب تک وہ تالاب ناپاک رہتا ہے، آیا یہ مسئلہ صحیح ہے، یا غلط؟

الجواب

اگر چہ مسئلہ صحیح ہے، مگر فتویٰ اس پر ہے کہ اگر پانی بہت ہو تو پاک ہے۔ (۱) واللہ اعلم

(بدست خاص ص: ۱۰) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۲۳)

پانی کی کتنی مقدار پاک یا ناپاک ہے:

سوال: برسات میں جو پانی چھپ چھپا سا ہو جاتا ہے مثلاً قریب چھ سات گز کے پانی، ایک پتھریلی زمین میں بھر گیا، حالانکہ اس میں گوبر وغیرہ بھی خورد، ریزہ ریزہ پڑا ہوا ہے، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

اگر پانی کثیر ہے قدر دس دس ہاتھ لمبا، چوڑا، چار انگشت گہرا، تو پاک ہوگا، جیسا کہ حوض کا پانی۔ جب تک رنگ، بو، مزہ گوبر کا اس میں اثر نہ آوے۔ (۲)

رشید احمد عفی عنہ۔ بدست خاص سوال: ۲۳۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۲۳)

تالاب نصف بھرا ہوا ہے اور اس میں گوبر وغیرہ بھی ملا ہوا ہے تو ایسا پانی پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ہمارے گاؤں میں تالاب اس طرح نصف بھرا ہے کہ گاؤں کے گوبر اور پیشاب والا پانی بھی ہمراہ تالاب میں گیا ہے، کھیتوں میں سے بھی پانی آ کر جمع ہوا ہے، اس طرح تقریباً نصف یا نصف سے زیادہ بھرا ہوا ہے اور پورا بھر کر باہر نہیں نکل آیا اگر چہ جتنا پانی ہے وہ صاف معلوم ہوتا ہے اور تالاب کے پر ہونے کے بعد جیسا رنگ ہوتا

(۱-۲) والغدیر العظیم الذی لایتحرک أحد طرفیہ بتحریک الطرف الأخر إذا وقعت نجاسة فی أحد جانبیہ جاز الوضوء من الجانب الأخر. (الهدایة: ۱/ ۲۶، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء، انیس)

ہے ایسا ہی رنگ فی الحال ہے، تو ایسا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس پانی سے کپڑے دھوئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

مذکورہ تالاب میں جن جن راستوں سے پانی آیا ہے وہ تمام راستے ناپاک ہوں تو پانی ناپاک سمجھا جائیگا اور اگر تالاب میں پانی آنے کا ایک بھی راستہ پاک ہو اور اس راستہ سے دہ دردہ جتنا پاک پانی آکر جمع ہو گیا ہو یا دہ دردہ جتنا پاک پانی تالاب میں جمع ہو کر ایک ساتھ تالاب کے دوسرے ناپاک پانی کے ساتھ مل گیا ہو تو تالاب پاک سمجھا جائے گا، ہاں ناپاکی کی وجہ سے پانی کے رنگ، مزہ یا بو میں فرق آگیا ہو تو تالاب کا پانی ناپاک سمجھا جائے گا۔

غدیر عظیم یبس فی الصیف وراثت الدواب فیہ ثم دخل فیہ الماء وامتلأ ینظر إن کانت النجاسة فی موضع دخول الماء. (ص: ۴)... **إلیٰ قوله.... کالغدیر الیابس إذا کان فیہ نجاسات وموضع دخول الماء طاهر فاجتمع الماء فی مکان طاهر وعشر فی عشر ثم تعدی بعد ذلک إلیٰ موضع النجاسة.** (فتاویٰ قاضی خان: ۱/۵)

جب تالاب کا پانی پاک ہے، ناپاکی کا اثر ظاہر نہیں ہے تو پاک ہی سمجھنا چاہیے۔ پانی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکلات اور دشواریوں کا لحاظ رکھا ہے اور آسان صورتیں تجویز فرمائی ہیں، فقہا نے بھی عموم بلویٰ کا لحاظ کیا ہے، لہذا شک وشبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱/۱۲۷۔۱۲۸)

جس تالاب میں گندا پانی جمع ہوتا ہو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ایک جھیرے میں پانی برساتی ونہری آتا ہے اور برسات میں تمام شہر کا گندہ پانی بھی اس میں جاتا ہے اس پانی میں کپڑے دھونا اور وضو اس سے کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ پانی پاک ہے وضو کرنا اور کپڑے دھونا اس سے درست ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۷۵)

گاؤں کا بڑا گڈھا جس میں غلیظ پانی آکر جمع ہو پاک ہے یا ناپاک:

سوال: اکثر گاؤں کے قریب گڈھے کھدے ہوئے ہوتے ہیں اس میں برسات کے موسم میں تمام گاؤں کا غلیظ پانی آکر جمع ہو جاتا ہے اور اتنا پانی نہیں ہوتا کہ جو بہہ کر ادھر ادھر نکل جایا کرے، لیکن ہوتے وہ بڑے ہیں، کیا وہ ماء جاری کے حکم میں ہیں اور ان میں وضو وغسل جائز ہے کہ نہیں؟

(۱) إن الغدیر العظیم کالجاری لا یتنجس إلا بالتغیر. (عالمگیری کشوری: ۱/۱۶، ظفیر)

الجواب

وہ پانی پاک ہے اور وضو و غسل اس میں درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۷۶)

بڑا تالاب جس میں جانور بٹھائے جاتے ہیں اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ایک تالاب بستی کے کنارے پر ہے جس میں پانی بستی کا ہی زیادہ تر آتا ہے، مویشی وغیرہ کثرت سے اس میں بٹھاتے ہیں، غرض صفائی کا انتظام نہیں ہوسکتا۔ ایسے تالاب کا پانی پاک ہے؟

الجواب

پاک ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۱)

ناپاک تالاب بارش سے بھر گیا تو پاک ہوگیا:

سوال: تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے بارش ہوئی اور پانی پاک اوپر سے آیا اور ناپاک کو جو ایک کنارے تالاب کے تھا نکال کر دوسرے کنارے تک لے گیا، پھر بکثرت پانی سے بھر گیا، مگر کچھ حصہ پانی کا تالاب سے باہر نہیں نکلا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

وہ پانی پاک ہوگیا۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۸۶)

وہ تالاب جس میں گندگی تھی وہ بھر کر بہہ گیا، تو اس کا پانی پاک ہے:

سوال: ہمارے گاؤں کا تالاب بارش کے پانی سے بھر گیا ہے، مگر اس کے بھرنے کی کیفیت یہ ہے کہ وہ تالاب بڑا ہے اور اس میں ناپاکی بھری ہوئی ہے، پیشاب و پاخانہ آدمیوں و جانوروں کا، پھر زیادہ بارش سے کھیتوں کا پاک پانی

---

(۱) وكذا يجوز براكد كثير كذلك أى وقع فيه نجس لم يرأثره. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب المياه:۱/۱۷۶،ظفیر)

(۲) الغدير العظيم الذى لايتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر إذا وقعت نجاسة فى أحد جانبيه جاز الوضوء من الجانب الآخر. (الهداية:ص۴۱،باب المياه،ظفیر)

عن أبى سعيد الخدرى أن النبى صلى الله عليه وسلم توضأ أوشرب من غدير كان يلقى فيه لحوم الكلاب،قال: ولا أعلمه إلا قال: والجيف فذكر ذالک له فقال له: إن الماء لا ينجسه شىء. (مصنف عبدالرزاق،باب الماء لا ينجسه شىء وماجاء فى ذلك،انیس)

اس حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے تالاب سے وضو فرمایا اور پانی پیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

(۳) إن الغدير العظيم كالجارى... الخ. (فتاویٰ ہندیہ:۱/۱۶،انیس)

بھی اس تالاب میں گیا، مگر تالاب بھر کر باہر نہیں نکلا، اور اب اس تالاب میں کوئی ناپا کی کی صفت نہیں ہے بلکہ پانی صاف ہے، آیا یہ پانی پاک ہے یا نہیں اور اس سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں؟

الجواب

مسئلہ یہ ہے جیسا کہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ زیادہ پانی جیسا کہ حوض دہ در دہ کا یا ایسی مقدار کے تالاب کا نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں صفات نجاست میں سے کوئی ایک صفت نہ آجائے اور وصف اس کا بدل نہ جاوے، پس جبکہ اس تالاب کا پانی صاف ہے اور اثر نجاست کا اس میں کچھ نہیں معلوم ہوتا تو وہ پانی پاک ہے، وضو اور غسل اس سے درست ہے۔

كما في الدر المختار: وكذا يجوز براكد كثير كذلك أى وقع فيه نجس لم ير أثره الخ أى من طعم أولون أوريح. شامی. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۷۹)

ایسا تالاب جو گرمی میں خشک ہو جائے اور لوگ اس میں پاخانہ پیشاب کریں اور بارش میں بھر جائے:

سوال: ایک کثیر مقدار کا بڑا وسیع تالاب ہے جو بارش کے موسم میں بھر جاتا ہے اور گرمی کے موسم میں خشک ہو جاتا ہے تو لوگ اس میں پیشاب پاخانہ کرتے ہیں اور جانوروں کا گوبر و پیشاب وغیرہ گرتا ہے جس سے سارا تالاب پلید ہو جاتا ہے اور وہ تالاب گاؤں سے قریب ہے جب بارش برستی ہے تو سارا پانی تالاب میں جاتا ہے اور کھیتوں کا پاک پانی بھی جاتا ہے، لیکن تالاب میں کوئی اثر نجاست کا بھی نہیں معلوم ہوتا، اور ایک صفت بھی بدلی ہوئی نہیں معلوم ہوتی، تو پانی اس تالاب کا پاک ہے یا نہیں اور وضو وغیرہ اس سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے:

وكذا يجوز براكد كثير كذلك أى وقع فيه نجس لم يرأثره ولو في موضع وقوع المرئية، الخ.

اور ردالمحتار میں ہے:

قوله: (وقع فيه نجس) مثل مالو كان النجس غالباً، ولذا قال في الخلاصة: الماء النجس إذا دخل الحوض الكبير لاينجس الحوض وإن كان الماء النجس غالباً على ماء الحوض. (۲)

(۱-۲) رد المحتار، باب المياه:۱/۱۷۶-ظفیر

اوراسی موقع پر علامہ شامیؒ نے آخر میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

ويشهد له ما في سنن ابن ماجة عن جابر رضي الله عنه: انتهيت إلىٰ غدير فإذا فيه حمار ميت فكففنا عنه حتى انتهىٰ إلينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "إن الماء لا ينجسه شيء" فاستقينا وأروينا وحملنا الخ. شامي جلد اول/ص ۱۲۸. (۱)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ تالاب مذکور کے پانی کو پاک ہی سمجھنا چاہیئے اور وضووغیرہ اس سے درست ہے اور پانی کے بارے میں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہولتیں فرمائی ہیں اور فقہا نے اس میں عموم بلویٰ کا لحاظ فرمایا ہے اور وسعت فرمائی ہے، ایسا ہی رکھنا چاہیئے ،لوگوں پر تنگی نہ کرنی چاہیئے خود اپنا اختیار ہے احتیاط کر لیوے لیکن عموماً نجاست کا حکم نہ دیوے اور نہ تمام تالابوں کو بعد پُر ہونے کے بھی نجس کہا جاوے اور اس میں جو کچھ دشواریاں اور دقتیں اور حرج ہے وہ ظاہر ہے، حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

"**لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ**". (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۱۸۱، ۱۸۲)

بڑا تالاب جس کا پانی موسم گرما میں گندہ ہوجاتا ہے اور موسم برسات میں بھر جاتا ہے، کیا حکم ہے:

سوال: ایک بڑا جوہڑ متصل قصبہ ہے جس میں تین اطراف قصبہ کا پانی بارش میں جمع ہوجاتا ہے طول وعرض ۱۰۰ و ۶۰ گز ہے عمق تین گز ہے رنگ وبو میں کچھ فرق نہیں البتہ خشک موسم میں جب پانی کم رہتا ہے تو رنگت پانی کی بدل جاتی ہے اور بدبو بھی ہوجاتی ہے وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

جس وقت تک اس تالاب کے پانی میں نجاست کی وجہ سے بدبو وغیرہ نہ ہو اور صاف ہو اس وقت تک وہ پاک ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۱۸۳، ۱۸۴)

تالاب جس کے گرد گندگی ہو اور وہ بارش سے بہہ کر تالاب میں جائے تو وہ تالاب پاک رہے گا یا نہیں:

سوال: ایک تالاب کے گرد لوگ پاخانہ پھرتے ہیں، اس میں وہی پانی جمع ہوتا ہے تو وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار، باب المياه: ۱/ ۱۷۶، ظفیر

(۲) سورة الحج: ركوع: ۱۷، ظفیر

(۳) وكذا يجوز براكد كثير كذلك أي وقع فيه نجس لم ير أثره ولو في موضع وقوع المرئية، به يفتىٰ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه: ۱/ ۱۷۶، ظفیر)

قوله لم ير أثره: أي من طعم أو لون أو ريح. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه: ۱/ ۱۷۶، ظفیر)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

جبکہ وہ تالاب دہ دردہ ہے یا اس سے زیادہ ہے اور نجاست کی بو وغیرہ اس میں پائی نہیں جاتی تو وہ شرعاً پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۴۸)

جس تالاب میں نجاست گرے اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں یا نہیں:

میری بستی کے تمام نالیوں کا پانی ودیگر گندگیاں سب ایک تالاب میں گرتے ہیں تالاب کافی لمبا چوڑا ہے، اب سوال طلب امر یہ ہے کہ اس تالاب کا پانی پاک ہے یا ناپاک اور غسل جائز ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ و باللہ التوفیق

جب اس تالاب میں بستی کی گندی نالیوں کا پانی گرتا ہے اور جمع رہتا ہے تو یہ تالاب گندہ ہے، اس میں وضو وغسل نہیں کرنا چاہیے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔محمد عثمان غنی، ۲۴/۳/۵۷ء ۱۳۵۷ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۰،۵۱)

جوہڑ کے پانی کا حکم:

سوال: ایک جوہڑ ہے،(۳) اس میں بدبودار پانی ہے اور اس جوہڑ کے پاس ایک نل ہے، اس نل کے پانی میں جوہڑ کی وجہ سے معمولی بدبو آتی ہے وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر پانی میں برسات یا گرمی کی وجہ سے بدبو پیدا ہوگئی اور وہی اثر نل میں آ گیا تو وہ پانی ناپاک نہیں۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۶۷)

گڈھے وغیرہ کے پانی کا استعمال کیسا ہے:

سوال: جہاں کنویں وغیرہ نہیں ہیں اور پانی جوہڑ وغیرہ سے، نہر یا بارش کا بدبودار میسر ہوتا ہے، اس کا پینا اور وضو وغسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) إن الغدير العظيم...الخ.(عالمگیری کشوری، الباب الثالث فی المیاہ:۱/۱۶، ظفیر)

(۲) لیکن اگر وضو یا غسل کرلے تو طہارت حاصل ہوجائے گی اس لیے کہ بڑا تالاب جاری پانی کے حکم میں ہے، نجاست گرنے کی وجہ سے جب تک کہ پانی کا رنگ، بو اور مزہ ان تینوں میں سے کوئی وصف نہ بدل جائے اس وقت تک اس کا پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے، اس سے وضو بھی جائز ہے اور غسل بھی۔(مجاہد) ''إن الغدير العظيم...''الخ.(الفتاویٰ الهندية:۱/۱۸)

(۳) جَوہڑ: بارانی تالاب، کچا تالاب، جھیل۔(فیروز اللغات، ص:۴۸۶ فیروز سنز لاہور)

(۴) فإن تغيرت أوصافه الثلاث بوقوع أوراق الأشجار فيه وقت الخريف، فإنه يجوز به الوضوء ...... ولو تغير الماء المطلق بالطين أو بالتراب أو بالجص أو بالنورة أو بطول المكث، يجوز التوضوء به، كذا في البدائع.(الفتاویٰ العالمگیرية:۱/۲۱، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الثانی فیما لایجوز به التوضوء، رشیدية)

الجواب

پانی مذکور جبکہ دہ دردہ یا اس سے زیادہ ہے اور بظاہر اس کا بدبودار ہونا نجاست کیوجہ سے نہیں ہے تو اس پانی سے غسل و وضو اور پینا درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱؍۱۸۵)

جس پانی کے اوصاف بدل گئے ہوں اس سے وضو:

سوال: ایک گاؤں میں ایک بہت بڑا گڑھا ہے اور اس میں پانی بھی بہت ہے، مگر بوجہ آمد و رفت چوپایوں کے اس کے تین اوصاف میں سے ایک وصف بدل جاتا ہے اور صاحبِ قریٰ کو بغیر اس کے، وضو کرنے کیلئے اور پانی نہیں ملتا، سوا اس کے کہ دوسرے گاؤں میں سے لائیں۔ باقی وہ اپنے پینے کیلئے تو لا سکتے ہیں مگر اس سے زیادہ نہیں لا سکتے اور کنویں سے بھی غربت کی وجہ سے نہیں نکال سکتے۔ تو اب کیا کریں، آیا صرف وضو کر لیں یا وضو مع تیمّم کریں یا باہر سے لا کر وضو کریں اگرچہ ان کا نقصان ہو؟

تنقیح:

(۱) وہ گڑھا کتنا بڑا ہے یعنی اس کا طول و عرض، عمق کس قدر ہے، وہ دہ دردہ ہے یا اس سے کم ہے، یا زیادہ ہے؟
(۲) اس میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے یا کسی نہر وغیرہ سے آتا ہے؟
(۳) گرمی اور خشکی کے زمانہ میں اس میں پانی باقی رہتا ہے یا خشک ہو جاتا ہے؟
(۴) دوسرا گاؤں جس میں پانی ہے وہ کتنی دور ہے؟
(۵) کیا اس گاؤں میں اس گڑھے کے علاوہ اور کہیں پانی نہیں ہے؟
(۶) دوسرے کنویں سے غربت کی وجہ سے پانی نہیں نکال سکتے؟ کیا وہاں پانی قیمۃً ملتا ہے؟
(۷) تمام گاؤں کے غسل کیلئے اور کپڑے اور برتن دھونے کیلئے پانی کہاں سے آتا ہے؟

ان امور کے جواب پر اصل سوال کا جواب موقوف ہے۔ (از مدرسہ مظاہر علوم)

جواب تنقیح:

(۱) وہ دہ دردہ سے بھی زیادہ ہے۔
(۲) پانی اس میں بارش کا جمع ہوتا ہے۔
(۳) ہاں! بالکل خشک ہو جاتا ہے جبکہ بارش ۶؍ ماہ یا ۷؍ ماہ نہ ہو۔

---

(۱) لا لوتغير بطول مكث فلوعلم نتنه بنجاسة لم يجزولو شك فالأصل الطهارة. (درمختار) قوله: لا لوتغير أي لايتنجس لوتغير. (رد المحتار، باب المياه: ۱؍۱۷۱، ظفیر)

(۴) وہ گاؤں تقریباً ایک کوس ہے یعنی ڈیڑھ میل۔

(۵) نہیں ہے۔

(۶) ہاں! اس میں پانی نکالنے کے ایسے اسباب ہیں کہ جن پر قیمت خرچ آتی ہے۔

(۷) اسی گڑھے سے۔

الجواب ـــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ایسے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے، جبکہ وہ دہ دردہ سے بھی زیادہ ہے تو وہ ماء جاری کے حکم میں ہے، کسی وصف کے بدلنے سے اس کا حکم نہیں بدلے گا، پس اس پانی کے موجود ہوتے ہوئے تیمّم جائز نہیں، البتہ اگر اس میں نجاست کا کوئی اثر نمایاں طور پر ظاہر ہو جائے، مثلاً تمام پانی میں نجاست کا مزہ آجائے یا اس کا رنگ غالب ہو جائے تو اس سے وضو جائز نہیں:

''أما إذا کان عشراً فی عشر بحوض مربع،أوستة وثلاثين فی مدوّر،وعمقه أن يکون بحال لا تنکشف أرضه بالغرف منه علی الصحيح،وقيل:يقدرعمقه بذراع أوشبر،فلاينجس إلا بظهوروصف النجاسة فيه حتی موضع الوقوع،وبه أخذ مشايخ بلخ توسعةً علی الناس. والتقدير بعشرفی عشرهو المفتیٰ به،اھ''. (مراقی الفلاح علی حاشية الطحطاوی:۱۶)(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۱۶/محرم/۱۳۵۶ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۹/۵ تا ۱۳۱)

تالاب سے پانی لیتے وقت اگر گھڑے میں مینگنی آجائے تو کیا کرے:

سوال: ہمارے علاقے میں پانی جمع کرنے کی غرض سے تالاب بنے ہوئے ہیں۔ بارش کا پانی اس میں جمع ہوتا ہے، کبھی کبھی جب ہم اس سے پانی لیتے ہیں تو اس میں ایک آدھی مینگنی یا گوبر آجاتا ہے کیا یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ

تالاب سے پانی لیتے وقت کوئی مینگنی آجائے تو اسے گھڑے سے نکال کر پھینک دے تو پانی پاک ہوگا، اور اگر مینگنی گھڑے میں رہ گئی تو احتیاط اس میں ہے کہ اس سے وضو اور غسل نہ کیا جائے۔

فی الهداية:''فإن وقعت فيها بعرة أوبعرتان من بعرالإبل أوالغنم لم تفسد الماء إلٰی قوله ولايعفی القليل فی الإناء علٰی ما قيل لعدم الضرورة،وعن أبی حنيفةؒ أنه کالبيرفی حق البعرة والبعرتين''.(الهداية: ۱/ ۴۲) (۲)

---

(۱) حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح:ص ۲۷، کتاب الطهارة.قديمی

(۲) مکتبة شرکة علمية.

وفی فتح القدیر: فی الشاۃ تبعر فی المحلب قالوا: ترمی البعرۃ أی من ساعتہ فلو أخر... لایجوز... الخ. (ص ۶۹)(۱) واللہ أعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۴/۱۲/۱۳۸۷ھ (فتویٰ نمبر ۱۴۵۵/۱۸، الف)

الجواب صحیح، بندہ محمد عاشق الٰہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ج ۱ ص ۳۵۷)

دہ دردہ تالاب میں کتا مرجانے کا حکم:

سوال　ایک کچا تالاب جس میں پانی دو کنال ہے ایک کنال جگہ میں پانی کی گہرائی دو فٹ اور دوسرے میں تین فٹ ہے بلکہ کچھ زیادہ، زیادہ پانی کی طرف ایک باؤلا کتا داخل ہوا اور مر گیا چند گھنٹہ اس پانی میں رہا پھر نکال لیا مگر سوج گیا، لوگ پانی کو استعمال نہیں کرتے، یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

اگر یہ تالاب جس کی گہرائی دو اور تین فٹ بتلائی گئی ہے پیمائش میں دس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لمبا ہو یعنی دس ہاتھ مربع تو کتے کے اس میں مرجانے اور سوج جانے سے یہ تالاب اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک اس کے پانی میں اس مردار کی بدبو نہ آجائے یا ذائقہ اور رنگ میں فرق نہ آجائے۔ لما فی الدر المختار:

وکذا یجوز براکد کثیر کذلک أی وقع فیہ نجس لم یر أثرہ، بحر، (إلیٰ قولہ) وفی النہر: وأنت خبیر بأن اعتبار العشر أضبط لاسیما فی حق من لارأی لہ. (۲) (فتاویٰ دار العلوم یعنی امداد المفتین: ۲/۲۴۶)

حمام میں چوہا ملا:

سوال (۱): ایک حمام کے اندر ایک چوہا گرا تھا جس کے گرنے کا وقت معلوم نہیں اور اس حمام کا پانی معمولی گرم بھی تھا اور چوہا منتفخ (۳) ملا۔ اس پانی سے جس نے وضو یا غسل کیا ہوگا، کیا یہ وضو اور غسل صحیح ہیں؟ اگر صحیح نہیں تو صحیح مذہب پر کتنے دن کی نماز و غسل کا اعادہ کیا جائے گا؟

سوال (۲): وہ فارہ منتفخ پانی (۴) سے وضو کئے ہوئے امام کی اقتدا کی، کسی ایسے مقتدی نے جس نے اور کسی پانی سے وضو کیا تھا تو کیا اس مقتدی کی نماز میں فتور آیا یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو کتنے اوقات کا؟

---

(۱)　فتح القدیر: ج ۱ ص ۸۷، مکتبہ رشیدیۃ کوئٹہ.

(۲)　الدر المختار علیٰ ہامش رد المحتار، باب المیاہ: ۱/۱۷۶، انیس

(۳)　پھولا ہوا، انیس۔

(۴)　وہ پانی جس میں چوہا مر کر پھول گیا ہو، انیس

سوال (۳): سوالِ اول کا جواب اگر اعادۂ صلوٰۃ کا ہو تو یہ اگر چند اشخاص ہوں تو یہ اپنی نماز باجماعت پڑھیں گے یا انفرادی طریقہ سے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱) احتیاط یہ ہے کہ تین دن تین رات کی نماز کا اعادہ کیا جائے اور گنجائش اس کی بھی ہے کہ جس وقت سے معلوم ہوا ہے اس وقت سے اس کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے۔(۱)

(۲) اس کا بھی اعادہ ضروری ہے۔

(۳) جماعت بھی کرا سکتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/ ذی الحجہ ۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/ ذی الحجہ ۵۹ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۵۵/۵)

تالاب کی مٹی لگ جائے تو بھی کپڑا پاک ہی رہے گا:

سوال: تالاب میں نجس کپڑے کو دھونے کے بعد اگر تالاب کے اندر کی مٹی پاک کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

پاک ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم: ۳۷/۱)

تالاب کا زینہ تر ہو اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتا ہے یا نہیں:

سوال: اگر تالاب کا زینہ تر ہو تو اس پر ننگے پیر وضو کر سکتا ہے یا اس تری کو آب دست کی تری سمجھ کر دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

احتمال سے ناپاکی کا حکم نہیں ہوتا وہم نہ کریں۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۷/۲/۱)

سوئمنگ میں صفائی کے لیے دوائی ڈالی گئی ہو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم:

سوال: تفریحی تالاب (Swimming Pool) کا پانی اکثر دوائی (Chemicals) کے ذریعہ صاف

---

(۱) ومذ ثلاثة أيام بلياليها إن انتفخ أو تفسخ استحساناً، قالا: من وقت العلم، فلا يلزمهم شيء قبله. (الدر المختار: ۲۱۹/۱، فصل في البئر، سعيد)

(۲) ولذا قال في الخلاصة: الماء النجس إذا دخل الحوض الكبير لاينجس الحوض الخ. (ردالمحتار، باب المياه، تحت قوله: وكذا يجوز براكد كثير كذلك أي وقع فيه نجس: ۱۷۶/۱، ظفير)

(۳) ولو شك فالأصل الطهارة. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، باب المياه: ۱۷۱/۱، ظفير)

کیا جاتا ہے اور دوائی (Chemicals) کی وجہ سے پانی کی بو اور ذائقہ بدل جاتا ہے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس پانی سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر دوائی (Chemicals) صفائی کی خاطر ڈالی جاتی ہے تو اس پانی سے وضو درست ہے اگر چہ مزہ اور بو بدل جائے ہاں اگر پانی گاڑھا ہو گیا تو پھر وضو درست نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وإن طبخ في الماء ما يقصد به المبالغة في النظافة كالأشنان والصابون جاز الوضوء به بالإجماع إلا إذا صار ثخيناً فلايجوز، كذافي محيط السرخسي. (فتاویٰ ہندیہ: ۲۱/۱)

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

لايجوز التوضؤ بماء الورد والزعفران ولابماء الصابون والحرض (أشنان) إذاذهبت رقته وصار ثخيناً، وإن بقيت رقته ولطافته جاز به التوضؤ وكذا لوطبخ بالماء ما يقصد به المبالغة في التنظيف كالسدروالحرض وإن تغيرلونه ولكن لم تذهب رقته يجوز به التوضؤ وإن صارثخيناً مثل السويق لايجوزالتوضؤ. (فتاویٰ قاضی خان: ۱۶/۱) واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد اول: ۵۱۷-۵۱۸)

تالاب میں مقتولہ کی لاش ڈال دی گئی اور پانی بدبودار ہو گیا تو وہ ناپاک ہوا یا نہیں:

سوال: ایک تالاب میں عورت مقتولہ کاٹ کر ڈالی گئی اور کئی روز اس قدر بدبو آئی کہ کوئی آدمی اور جانور نزدیک پانی کے نہیں جاسکا۔ تو اس صورت میں پانی تالاب کا ناپاک ہو گیا یا نہیں؟

الجواب

جبکہ پانی اس تالاب کا کثیر ہے یعنی دہ در دہ یا اس سے زیادہ ہے اور اس پانی میں نعش مقتولہ سے بدبو نہیں ہوئی، اگر چہ خود اس نعش کی بدبو باہر تک ہو تو وہ بحالت مذکورہ ناپاک نہیں ہوا، درمختار میں ہے:

”وكذا يجوزبراكد كثير كذلك أي وقع فيه نجس لم ير أثره الخ ولوفي موضع وقوع المرئية، به يفتىٰ الخ“. (درمختار) قوله: ”لم يرأثره أي من طعم أولون أوريح وهذا القيد لابد منه وإن لم يذكرفي كثيرمن المسائل الآتية، الخ“. شامي. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۶۰/۱)

بڑے تالاب میں خنزیر کی آنت دھونے کا حکم:

میرے گاؤں میں ایک تالاب ہے جس کا طول دوسو گز اور عرض پچاس گز ہے اتنے رقبہ میں پانی قریب پانچ گز گہرائی تک ہے جس میں ایک ہندو نے خنزیر کی آنت وغیرہ دھویا، کیا اس تالاب کے پانی سے ہم مسلمان وضو یا غسل،

(۱) ردالمحتار، باب المياه: ۱۷۶/۱، ظفیر۔

کپڑا وغیرہ صاف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ خلاصہ بیان فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

ایسے تالاب کے پانی کا رنگ، مزہ یا بو جب تک نجاست کی وجہ سے بدل نہ جائے وہ پاک ہے اور اس کے ذریعہ پاکی حاصل کرنا جائز ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۲؍۱۰؍۱۴۰۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۹۵/۲)

چھوٹے گڈھے کا پانی کس طرح پاک کیا جائے:

سوال: ایک مسجد میں باوڑی لمبی چوڑی ہے اور بارش کے پانی سے بہت بھر جاتی ہے اور پانی بہت کم ہے، اس میں ایک لڑکا ڈوب کر مر گیا، اگر سب پانی نکالا جائے تو بارش ہونے تک نمازیوں کو تکلیف ہوگی۔ اب کیا کرنا چاہئے؟ باوڑی طولاً ۹ ہاتھ، عرضاً ۷ ہاتھ، گہری بہت ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

جبکہ وہ باوڑی دہ در دہ نہیں ہے تو صورت مذکورہ میں پانی اس کا ناپاک ہوگیا وہ تمام پانی نکالنا چاہئے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۶۴)

کیا استنجا کئے بغیر گڈھے میں داخل ہونے سے پانی ناپاک ہوگا:

سوال: اگر کوئی سنسان میدان میں قضائے حاجت کے بعد بغیر ڈھیلے سے استنجا کئے کسی ایسے گڈھے میں گھس کر پانی لے لے جو یقیناً دہ در دہ نہیں ہے تو اس عمل کے بعد وہ پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہوجائے گا؟ اور دہ در دہ مقدار سے کم گڈھے میں کتنی مقدار نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہوجائے گا؟ اور نجاستِ غلیظہ وخفیفہ، اسی طرح نجاستِ مرئیہ ان تمام قسموں کی نجاست میں اس گڈھے کے پانی کو ناپاک کرنے کی مقدار بیان فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

جو گڈھا چھوٹا ہو (دہ در دہ سے کم ہو) ہر قسم کی نجاست سے نجس ہوجائے گا خواہ کتنی ہی مقدارِ نجاست اس میں گرے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۱۷۵-۱۷۶)

---

(۱) وبتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح (ينجس بكثير) ولو جارياً إجماعاً. (الدر المختار: ۱/ ۳۳۲)

(۲) وبذلک استدل في المحيط علٰى أن نجاسة الميت نجاسة خبث لأنه حيوان دموى فينجس بالموت كغيره من الحيوانات. (ردالمحتار، فصل في البئر: ۱/ ۱۹۵، ظفیر)

(۳) (إذا وقعت نجاسة) ليست بحيوان ولو مخففة أو قطرة بول أودم أو ذنب فأرة لم يشمع،...... (في بئر دون القدر الكثير) علٰى مامر. (الدر المختار، كتاب الطهارة، فصل في البئر)

کنویں کے احکام

کنویں کا پانی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہے:

سوال: اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کنویں کا پانی پینا جائز نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کنویں کا پانی پینا درست ہے، اگر وہ ناپاک ہوجائے، تو پاک کرنے سے پاک بھی ہوجائے گا۔(۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۶/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۱۳۸)

کنویں کا پانی زیادہ ہونے کی ترکیب:

سوال: کنویں کا پانی کبھی کم ہوجاتا ہے، جس کی بنا پر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، دعا کریں اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو دور فرمائے؟

---

(۱) إذا وقعت في البئر نجاسة نزحت، وكان نزح ما فيها من الماء طهارة لها بإجماع السلف، ومسائل البئر مبنية على اتباع الآثار دون القياس الخ ......أن آبار الفلوات ليست لها رؤس حاجزة، والمواشي...... فجعل القليل عفواً للضرورة، ولا ضرورة في الكثير، وهو ما يستكثره الناظر إليه في المروي عن أبي حنيفة رحمه اللّٰه، وعليه الاعتماد. (الهداية: ۱/ ۴۱-۴۲، فصل في البئر، مكتبة شركة علمية، ملتان)

کنویں کا پانی پاک وصاف ہے، جو وضو وغسل اور پینے کے لیے استعمال میں آتا ہے، کنویں کے ذریعہ پانی نکالنے کا طریقہ قدیم زمانہ سے دنیا کے سارے ملکوں میں رائج ہے، اور یہ شہر و دیہات ہر جگہ پایا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں، مکہ ومدینہ میں، پانی کنویں سے ہی حاصل ہوتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کے ایک ایسے کنویں کے بارے میں سوال کیا گیا، جو باغ میں تھا، اور اس میں نجاست کے واقع ہونے یا نہ ہونے کا یقینی علم نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانی پاک ہوتا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد: ۱/ ۲۲۴، معارف السنن) اس لیے کنواں شہر یا دیہات میں کہیں بھی ہو، اور اس کا پانی استعمال میں آتا ہو، تو جب تک اس میں کسی نجاست کے واقع ہونے کا یقینی علم نہ ہو، وہ پانی پاک ہی رہے گا۔ البتہ اگر کوئی گندی یا نجس چیز کنویں میں گر جائے، جیسے انسان کا پیشاب، پاخانہ، شراب، خون وغیرہ نجاست غلیظہ یا خفیفہ، تو ایسی صورت میں کنویں کا تمام پانی ناپاک ہوجائے گا، اسے وضو وغسل یا طہارت وکھانے پینے کے لیے استعمال میں لانا جائز نہیں ہوگا۔ (ردالمحتار مع الدرالمختار: ۱/ ۲۱۲) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۷۸-۷۹۔ مؤلفہ انیس الرحمٰن قاسمی)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

حق تعالیٰ کنویں میں عمدہ پانی عطا فرمائے، جس سے سب کی ضروریات آسانی سے پوری ہوجائے۔ آپ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان سورہ فاتحہ مع بسم اللہ ۴۱/ بار، اول وآخر درود شریف گیارہ بار پابندی سے روزانہ پڑھا کریں اللہ تعالیٰ روزی میں برکت دے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۶/۵)

حرام مال سے جو کنواں تیار ہوا ہو، اس کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک عورت نے حرام کی کمائی یعنی سود سے روپیہ جمع کیا ہے اور اس روپے سے ایک کنواں بنوایا ہے اور ایک مسجد اس کنویں کے متصل ہی بنوائی ہے، ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس کنویں سے پانی پینا اور وضو کرنا جائز نہیں ہے اور مسجد بھی جائز نہیں ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس پانی سے وضو کر کے نماز ادا کی جاوے گی، نماز ادا ہوجاوے گی۔ (''الماء طهور''الحديث)(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱۹۷/۱)

طوائف کے بنائے ہوئے کنویں کا حکم:

سوال: اگر کوئی طوائف مسجد میں کنواں کھدوائے تو اس سے وضو اور غسل کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

کر سکتے ہیں۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۲۱۹/۱)

ناپاک پانی سے بنے ہوئے اینٹ وغیرہ کو کنویں میں لگانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک کنواں کھودا جا رہا تھا اسی دوران وہ ناپاک ہوا بعد ازاں اس کنویں کی مرمت وغیرہ اینٹیں، بھرائی اس ناپاک پانی اور مٹی سے کی گئی، جب کنواں تیار ہوا تو تمام پانی نکالا گیا، اب سوال یہ ہے کہ پانی نکالنے سے یہ سارا کنواں بھی سرے تک پاک متصور ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: ہلال احمد طورو مردان۔ ۵/ نومبر ۱۹۷۴ء)

---

(۱) مشکوٰۃ، باب المیاہ: ص ۵۔ انیس

(۲) اس لئے کہ اس کا پانی پاک ہے۔

وتجوز الطهارة الحكمية بماء مطلق الخ طاهر الخ كماء السماء الخ وماء الأودية أى الأنهار وماء العيون أى الينابيع وماء الآبار الخ. (غنية المستملى، باب المياه: ص ۸۶، ظفیر)

الجواب

واضح رہے کہ یہ مسئلہ بالتصریح نہ ملا، البتہ قواعد کی رو سے یہ کنواں پاک ہوگا، نیز اگر پاک پانی میں چوہا وغیرہ کے مرنے سے ناپاک ہونے کے وقت دیوار وغیرہ ناپاک ہوجاتی ہیں اور کنویں کے پاک ہونے کے وقت دیوار وغیرہ بھی پاک ہوجاتی ہے تو دلالت کی بنا پر ارادہ تطہیر سے سابق اور لاحق کا ایک حکم ہوگا۔(۱) وھو الموفق

(فتاویٰ دیوبند، پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ص۷۶، ۷۷)

غیر محتاط کنویں کے پانی کا حکم:

سوال: اس ملک میں کنویں میں احتیاط نہیں ہے، آیا مسافر پردیسی و مقیم کے واسطے بوجہ عموم بلویٰ ایسے پانی سے وضو و غسل اور اکل و شرب درست ہے یا نہ؟

الجواب

اس پانی سے غسل و وضو اور اکل و شرب سب جائز ہے وہم نہ کرنا چاہئے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۲۰)

من ٹوٹے کنویں کا حکم:

سوال: ایک کنویں کی من ٹوٹ گئی ہے، اور گڑھے بھی ہوگئے ہیں، جب ان گڈھوں میں پانی بھرتا ہے، تو وہ کنویں کی طرف بوجہ نیچا ہونے کے جاتا ہے، بعض مرتبہ ایسا بھی دیکھا کہ ان گڈھوں میں کتے نے پانی پیا، لہذا اس کنویں کا حضور کیا حکم دیتے ہیں؟

الجواب

جب کتے کا پانی پینا اور اس پانی کا کنویں میں جانا یقینی یا غالب گمان ہو، تو کنواں نجس ہے۔(۳) فقط

(فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص۲۴۲)

---

(۱) قال الشرنبلالي: وكان ذلك المنزوح طهارة للبئر والدلو والرشاء والبكرة ويد المستقي، روى ذلك عن أبي يوسف والحسن لأن نجاسة هذه الأشياء كانت بنجاسة الماء فتكون طهارتها بطهارته نفياً للحرج. (حاشية الطحطاوى علىٰ مراقي الفلاح: ص۳۸، فصل في مسائل الآبار)

(۲) اليقين لا يزول بالشك. (الأشباه والنظائر القاعدة الثالثة: ص۷۵، ظفیر)

أن عمرؓ بن الخطاب خرج في ركب فيهم عمروؓ بن العاص حتى وردوا حوضاً فقال عمروؓ بن العاص لصاحب الحوض: هل ترد حوضك السباع؟ فقال عمرؓ بن الخطاب: ياصاحب الحوض لاتخبرنا فإنا نرد على السباع و ترد علينا. (سنن للبيهقي، باب سور سائر الحيوانات سوى الكلب والخنزير، ج اول ص۳۷۹ نمبر ۱۱۸۱)

اس قول صحابی کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا حوض ناپاک نہیں ہوتا۔ انیس

(۳) إذا وقعت في البئر نجاسة نزحت... الخ. (الهداية فصل في البئر: ۱/۴۱، انیس)

کنویں سے سنڈاس کی دوری کتنی ہونی چاہیے:

سوال: مسجد میں کنواں ہے اس کے نزدیک ایک پاخانہ ہے کیا اس کنویں کا پانی طاہر ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

عام پاخانہ اور پیشاب خانہ کنواں سے اتنے فاصلہ پر بنانا چاہیے کہ نجاست اور گندگی کا کنویں میں جانے کا کوئی خطرہ نہ رہے۔ سنڈاس کنویں سے کم سے کم دس بارہ ہاتھ کے فاصلہ پر بنانا چاہیے۔ اور جہاں اتنی دوری پر بھی پانی میں نجاست کے اثر کا اندیشہ ہو وہاں زیادہ فاصلہ ہونا چاہیے اس لیے ہر جگہ کے لیے یکساں حکم نہیں ہے، صرف یہ خیال رکھنا چاہیے کہ نجاست کا کوئی اثر کنویں میں پڑنے نہ پائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۲/۸/۵ ۱۳۷ ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۳)

کنواں بیت الخلا سے کتنا دور رہنا چاہئے:

سوال: پائخانہ سنڈاس کا جو گڑھا، اس قدر نہیں کھودا گیا ہو کہ پانی نکل آیا ہو، اس سے بفاصلہ چار ہاتھ کے کنواں پختہ ہو، تو اس کنوئیں کا پانی استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس فاصلہ کی شرعاً کوئی حد نہیں، زمین کی نرمی وسختی کے تفاوت سے حکم متفاوت ہو جاتا ہے۔ فاصلہ اس قدر ہونا چاہئے کہ نجاست کا اثر کنوئیں کے پانی میں نہ آوے۔ کذا فی ردالمحتار: ج۱ص ۲۲۸۔(۲)

۱۴/شعبان ۱۳۳۰ھ۔ تتمہ اولیٰ صفحہ ۱۰۱۔ (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۶۳-۶۴)

بیت الخلا کی ٹنکی کے قریب کنواں کھدوانا:

سوال: ایک بیت الخلا زمین دوز مثل کنواں ستائیس ہاتھ عمیق ہے۔ اس میں دن رات پاخانہ بول و براز روزمرہ لوگ گھر کے کرتے ہیں اور پانی اس زمین میں جس میں پائخانہ ہے قریب ۳۵ ہاتھ کے نکلتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ

(۱-۲) قال فی الدرالمختار: (فرع) البعد بین البئر والبالوعة بقدر ما لایظھر للنجس أثر. (قوله البعد) اختلف فی مقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلی البئر، ففی روایة: خمسة أذرع، وفی روایة: سبعة، قال الحلوانی: المعتبر الطعم أو اللون أو الریح، فإن لم یتغیر جاز وإلا لا ولو کان عشرة أذرع، وفی الخلاصة والخانیة: والتعویل علیه وصححه فی المحیط. (بحر) والحاصل أنه یختلف بحسب رخاوة الأرض وصلابتها و من قدره اعتبر حال أرضه. (ردالمحتار علی الدرالمختار، مطلب فی السؤر: ۱/۳۸۱)

اسی بیت الخلاز مین دوز کے قریب چاہ بنانا چاہتے ہیں، کتنی دور فاصلہ پر یعنی کتنے ہاتھ دور چاہ بنایا جاوے، تو جائز عندالشرع شریف ہے؟

الجواب

اس میں کئی قول ہیں۔ایک یہ کہ پانچ ہاتھ کا فصل ہو، ایک قول یہ کہ سات ہاتھ کا ہومگر راجح یہ کہ اتنا فصل ہو کہ جو رنگ یا بو یا مزہ کے پہونچنے سے مانع ہواور یہ زمین کی نرمی وسختی کے تفاوت سے متفاوت ہوتا ہےاور اندازہ معین کرنے والوں کے اقوال کو بھی اسی پر مبنی کہا جاویگا کہ انہوں نے اپنی اپنی زمین کے اعتبار سے اندازہ بتلایا تو اس پر سب اقوال باہم متطابق ہوجاویں گےاوراس کا معیاراہل تجربہ کا قول ہے۔

هذا كله في رد المحتار تحت قول الدر المختار: البعد بين البئر والبالوعة بقدر ما لايظهر لنجس أثر، ا۵، فصل في البير، قبيل مسائل السؤر: ج ۱/ ص ۲۲۸. (۱)

۲۶/ جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۳۳ھ۔ تتمہ ثالث صفحہ نمبر ۳۹۔ (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/ ۶۴)

بیت الخلا کی ٹنکی سے کنویں کا فاصلہ:

سوال: بیت الخلا اور کنویں کے درمیان میں کس قدر فصل ہونا چاہئے، جس سے نجاست کا اثر کنویں تک نہ پہنچ سکے، عندالشرع کوئی فصل مقرر ہے یا نہیں؟ جواب سے مشرف فرماویں، یہاں ضلع سورت میں اکثر بیت الخلا کنویں دار ہوتے ہیں۔

الجواب

في الدرالمختار، قبيل أحكام السور: (فرع) البعد بين البئر والبالوعة بقدر مالايظهر للنجس أثر، وفي رد المحتار: اختلف في مقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلى البئر ففي رواية: خمسة أذرع، وفي رواية: سبعة، وقال الحلواني: المعتبر الطعم أو اللون أو الريح فإن لم يتغير جاز وإلا لا ولو كان عشرة أذرع، و في الخلاصة والخانية: والتعويل عليه وصححه في المحيط (بحر) والحاصل أنه يختلف بحسب رخاوة الأرض وصلابتها ومن قدره اعتبر حال أرضه. (ج:۱ص:۲۲۸)

اس عبارت سے امور ذیل مستفاد ہوئے:

(۱) جنہوں نے اس فصل کی مقدار معین کی انہوں نے اپنی زمینوں کی حالت دیکھ کر معین کی ہے ہر جگہ اس پر حکم نہیں کر سکتے۔

(۱) (قوله البعد) اختلف في مقدار البعد المانع... الخ. (ردالمحتار، مطلب في السور: ۱/ ۳۸۱، انیس)

(۲) صحیح یہی ہے کہ اسکی مقدار معین نہیں بلکہ مدار اس پر ہے کہ نجاست کا کوئی اثر رنگ یا بو یا مزہ پانی میں ظاہر نہ ہو اور زمین کی سختی نرمی کے تفاوت سے اسکی حالت مختلف ہوگی۔

۱۸؍شوال ۴۵ھ۔ (تتمہ خامسہ ۵۳۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱؍۶۴-۶۵)

بیت الخلا، مسجد کے کنویں سے کتنا دور ہونا چاہیے:

سوال: مسجد سے خارج ایک بیت الخلاء بنانے کا خیال ہے تو مسجد کے کنویں سے کتنے فاصلے پر پاخانہ بنا سکتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

فقہاء کرام نے کنویں اور پاخانہ کے درمیان پانچ گز، سات گز فاصلہ اپنے یہاں کی زمین کے اعتبار سے لکھا ہے۔ اصلی مدار اس پر ہے کہ فاصلہ اتنا ہو کہ پیشاب، پاخانہ وغیرہ کی ناپاکی کا اثر یعنی رنگ یا بو یا مزہ کنویں کے پانی تک نہ پہنچے۔

''البعد بين البئر والبالوعة بقدر مالا يظهر للنجس أثر''. (درمختار)

اس کے لیے خاص اندازہ اور فاصلہ متعین نہیں ہے۔ ہر جگہ کی زمین کی سختی، نرمی اور تاثیر کے تفاوت سے فاصلہ میں بھی تفاوت ہوگا۔

شامی میں ہے: ''و الحاصل أنه يختلف بحسب رخاوة الأرض و صلابتها''. (ردالمحتار، مطلب فی الفرق بین الروث: ۱؍۲۰۴)

لہذا آپ کو اپنے یہاں کی زمین کے ماہرین سے تحقیق کرنا چاہیے کہ کتنا فاصلہ ہونا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ۱؍۱۲۷)

گٹر کے قریب کنواں کھودنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس واقعہ میں کہ ایک کنواں جس میں وضو کا مستعمل پانی جمع ہوتا تھا بعض اوقات نجاست بھی ڈالی جاتی تھی اب چند مہینوں سے وہ کنواں خشک ہوگیا اور مٹی بھر کر بند کر دیا گیا اور اس کنواں بند کردہ شد کے تقریباً ساٹھ فٹ کے فاصلہ پر ایک دوسرا کنواں کھودا گیا جس سے میٹھا پانی نکل رہا ہے اس پانی سے وضو و غسل کر رہے ہیں اور پی رہے ہیں۔ ایک تیسرا کنواں دوسرے کنویں سے گیارہ ہاتھ یعنی سولہ فٹ کے فاصلہ پر پہلے سے موجود ہے جس میں اس وقت وضو کا پانی گرتا ہے اور کبھی کبھار اس میں ناپاکی بھی گرتی ہے، اب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس دوسرے کنویں کے پانی کی طہارت میں بعض شک کر رہے ہیں اور بعض مطلقاً طہارت کے قائل ہیں، قول فیصل کیا ہے؟ خصوصاً جبکہ یہاں پانی کی بڑی قلت ہے۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس میں اصل معیار یہ ہے کہ کنویں کے پانی میں نجاست کا اثر یعنی رنگ یا بو یا مزہ ظاہر نہ ہو جن حضرات نے فاصلہ کی کچھ مقدار متعین فرمائی ہے انہوں نے اپنی زمین کے تجربہ کی بنا پر یہ تحدید بیان فرمائی ہے جو ہر جگہ کارآمد نہیں، اس لئے کہ زمین رخاوت وصلابت میں مختلف ہوتی ہے۔

قال فی الدرقبیل أحکام السؤر: ”(فرع)البعد بین البئر والبالوعة بقدرمالایظهر للنجس أثر،وفی الشامیة:اختلف فی مقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلی البئر،ففی روایة:خمسة أذرع،وفی روایة:سبعة،وقال الحلوانی: المعتبر الطعم أواللون أوالریح فإن لم یتغیر جازوإلالاولو کان عشرة أذرع. وفی الخلاصة والخانیة:والتعویل علیه وصححه فی المحیط(بحر) والحاصل أنه یختلف بحسب رخاوة الأرض و صلابتها ومن قدره اعتبر حال أرضه“. (ردالمحتار: ج۱/۲۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ:۲/۵۲-۵۳)

بئر بالوعہ (کھاڑ کنواں)، پانی کے کنویں سے کتنے فاصلہ پر ہونا چاہیے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے یہاں تقریباً دو سال سے ایک مسجد بنائی گئی ہے اس میں ایک حوض ہے اس کا مستعمل پانی گرنے کے لیے ایک گڈھا مثل کنویں کے بنا ہوا ہے اسی طرح مسجد کے پیشاب خانوں وغسل خانوں کے ناپاک ونجس پانی گرنے کا ایک الگ گڈھا مثل کنویں کے بنایا ہے اب مسجد کے لیے ایک پانی کا کنواں کھودا جا رہا ہے؟

(۱) حوض کا مستعمل پانی گرنے کے لیے جو گڈھا کھودا گیا ہے جو قریب چھ فٹ گہرا ہے جس کے نیچے کا حصہ کچا ہے وہ پانی کے کنویں سے بیس فٹ کی دوری پر ہے۔ اسی حوض والے گڈھے میں اور نجاستیں بھی گرتی ہیں۔

(۲) پیشاب خانہ وغسل خانہ وغیرہ کا ناپاک پانی گرنے کے لیے جو گڈھا کھودا ہوا ہے وہ تقریباً بیس فٹ گہرا ہے اور اس کا بھی نیچے کا حصہ کچا ہے اور پانی کے کنویں سے پنچانوے فٹ کے فاصلہ پر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ حوض کا مستعمل پانی جہاں گرتا رہتا ہے اور اس میں اور بھی ناپاکیاں گرتی رہتی ہیں اس سے اور غسل خانہ و پیشاب خانہ کے ناپاک کنویں سے پانی کا کنواں کتنے فاصلہ پر ہونا چاہیے؟ ہمارے شہر کی دو چار مسجدوں کا واقعہ ایسا بن چکا ہے کہ پانی کے کنویں میں ایسے نجس کنووں کا ناپاک پانی زمین کے اندرونی منافذ سے آکر ملتا تھا اور اس کا احساس اس وقت ہوا جب پانی کا کنواں صاف کر رہے تھے اور کنویں کا پانی بالکل نکل چکا تھا تو اسی منفذ سے بدبودار پانی آتا ہوا معلوم ہوا، تحقیق سے پوری طرح معلوم ہو گیا کہ اس منفذ سے پانی نہیں بلکہ پیشاب ہی آتا ہے کنواں تو دہ در دہ ہوتا نہیں اس لیے اس ناپاک پانی سے کنواں ناپاک ہو گیا ہے۔ ایسا معلوم کر کے ان تمام مساجد کے ناپاک کنویں بالکل

بند کر دیئے گئے تھے۔اس طرح اگر اس کنویں کا حال بھی وہی ہو جائے تو کیا علاج ہے؟ ایسے گندے کنوؤں سے پانی کا کنواں کتنے فاصلہ پر ہونا چاہیے کنواں کھودنے سے پہلے گندے کنوؤں کا بند کرنا ضروری ہے؟ اگر بند نہ کریں اور جب کبھی اس کنویں کو صاف کرنے کی ضرورت ہو اور کوئی منفذ ناپاک پانی کا معلوم ہو جاوے اور کنویں کا پانی لیبوریٹ میں تحقیق کرائیں اور ناپاک ہونا محقق ہو جائے تو کتنے عرصہ پہلے سے یہ پانی ناپاک شمار ہوگا اور کب سے اس کنویں کے پانی سے وضو کرنے والوں کی نمازوں کا لوٹانا واجب ہوگا؟

ہمارے یہاں نل کا پانی صاف وشفاف ملتا ہے وہ پانی استعمال کرنا بہتر ہے یا کنواں کھودنا بہتر ہے جب کہ مذکورہ تمام خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جب ناپاک پانی اور نجاست کا اثر پاک پانی میں ظاہر ہو یعنی پانی کا رنگ یا مزہ یا بو بدل جائے تو کنویں کا پانی ناپاک سمجھا جائے گا۔ پاک اور ناپاک کنویں کے درمیان فاصلہ کم ہو یا زیادہ مدار فاصلہ پر نہیں ہے۔ بلکہ پانی کے اوصاف بدلنے پر پانی کے پاک رہنے یا ناپاک ہو جانے کا حکم لگایا جائے گا۔

"البعد بين البئر والبالوعة بقدر مالا يظهر للنجس أثر (قوله البعد الخ) اختلف في مقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلى البئر، ففي رواية: خمسة أذرع، وفي رواية: سبعة، وقال الحلواني: المعتبر الطعم، أو اللون، أو الريح فإن لم يتغير جاز وإلا لا ولو كان عشرة أذرع. وفي الخلاصة والخانية: والتعويل عليه و صححه في المحيط، بحر، والحاصل أنه يختلف بحسب رخاوة الأرض وصلابتها ومن قدره اعتبر حال أرضه". (درمختار مع الشامي: ۱/۲۰۴، مطلب في الفرق بين الروث)

جس وقت کنویں کے ناپاک ہونے کا علم ہو اس وقت سے پانی ناپاک سمجھا جائے گا، احتیاط اس میں ہے کہ ایک روز کی نمازیں قضا کی جائیں، اگر ہمت ہو تو تین روز کی نماز قضا کریں، اس میں احتیاط زیادہ ہے۔کنویں کے پانی پر اطمینان نہ ہو تو نل کا پانی استعمال کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔فقط (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/۲۵۹ تا ۲۶۱)

بئر بالوعہ سے متعلق دو عبارتوں میں تطبیق:

سوال: زید نے ایک ہینڈ پائپ لگوایا اور اسی کے قریب تقریباً چار ہاتھ کی دوری پر بکر نے ایک پائخانہ بنوایا ہے۔ ہینڈ پائپ اور پائخانہ کے درمیان ایک گلی ہے، جس میں ہینڈ پائپ کا پانی اور پائخانہ کی غلاظت دونوں گرتی ہے۔ پانی اور غلاظت بہنے کا راستہ نہ ہونے کی وجہ سے بکر نے کہا کہ اسی گلی کے اندر ایک پائپ زمین کے اندر لگوایا جائے جس میں ہینڈ پائپ اور پائخانہ کا پانی دونوں اسی پائپ میں گر جائے گا، جس سے پریشانی ختم ہو جائے گی۔اس پر زید نے کہا کہ اس

طریقہ پر ہینڈ پائپ کا پانی خراب اور متاثر ہو جائے گا۔ جس کی وجہ سے ایسے پائپ کا یہاں لگوانا قطعاً درست نہیں ہے۔
اس سلسلہ میں راقم الحروف نے فقہ کی کتابوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''من حفر بئراًفله حوله أربعون ذراعاً''.

صاحب شرح وقایہ اسی کے تحت وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''کہ اگر کوئی شخص اس کنویں کے پاس دوسرا کنواں یا نجاست والا کنواں کھودے تو صاحب بئر اول کو حق منع حاصل ہے کہ وہ دوسرا کنواں یا بئر بالوعہ نہ کھودنے دے، پانی کے جذب کرنے کی وجہ سے یا نجاست کے متاثر ہونے کے سبب پر۔ (شرح وقایہ جلد اول، صفحہ ۱۸، مکتبہ تھانوی)

برحاشیہ عالمگیریہ: ۳/۴ و ۴، فتاویٰ بزازیہ کی عبارت یہ ہے کہ ''والتعویل علی نفوذ الأثر''.

اور عالمگیری جلد اول، ص: ۲۰ کی عبارت کا بھی یہی ماحصل ہے۔

ان عبارتوں کی روشنی میں مندرجہ ذیل شبہات کو رفع کریں۔

(۱) التعویل علی نفوذ الأثر کی اقل مقدار اور اکثر مقدار کا تعین کرتے ہوئے ہینڈ پائپ اور نجاست والے پائپ کے مابین اقل مقدار وا کثر مقدار کا تعین کریں۔

(۲) اس حدیث مذکورہ سے صاحب شرح وقایہ حریم بئر کی وضاحت ہر چہار طرف دس ہاتھ کرتے ہیں، جیسا کہ عالمگیریہ کی بعض عبارت مصرح ہے اور صاحب ہدایہ حریم بئر پر چہار اطراف چالیس ہاتھ سے کرتے ہیں۔ کما قال صاحب الهداية هو الصحيح ، فكيف التطبيق بين القولين.

(۳) بئر ماء اور بالوعہ کی مسافت کا تعین ارجح طریقہ پر کریں؟

(۴) اس فتوے کے نہ ماننے والے کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب

(۱) ''التعویل علی نفوذ الأثر'' کی اقل مقدار اور اکثر مقدار کی کوئی تعیین نہیں ہے۔ اصل چیز نجاست کا سرایت کرنا ہے، مثال کے طور پر اگر بئر بالوعہ دس ہاتھ کی دوری پر کھودی گئی ہے اور زمین ایسی نرم ہے کہ نجاست کا اثر اس کنویں میں محسوس ہو رہا ہے تو دس ہاتھ کی دوری پر بھی بئر بالوعہ کا کھودنا درست نہ ہوگا، اور اگر زمین ایسی سخت ہے کہ فقط ایک ہاتھ کی دوری پر بھی نجاست کا اثر ظاہر نہیں ہو رہا ہے تو ایک ہاتھ کے فاصلے پر بھی بئر بالوعہ کا کھودنا درست ہے۔ درمختار میں ہے:

''(الفرع): البعد بين البئر والبالوعة بقدرما لايظهر للنجس أثر''. (درمختار: ۱/۳۸۱)

''(قوله البعد) اختلف فی مقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلى البئر، ففی

روایة: خمسة أذرع، وفی روایة: سبعة، وقال الحلوانیؒ: المعتبر الطعم أو اللون أو الریح فإن لم یتغیر جاز وإلا لا ولو کان عشرة أذرع، وفی الخلاصة والخانیة: والتعویل علیه وصححه فی المحیط، بحر، والحاصل: أنه یختلف بحسب رخاوة الأرض وصلابتها ومن قدره اعتبر حال أرضه". (ردالمحتار: ۱/ ۳۸۱)

"بئر الماء إذا کانت بقرب البئر النجسة فهی طاهرة مالم یتغیر طعمه أو لونه أو ریحه، کذا فی الظهیریة، ولا یقدر هذا بالذرعان حتی إذا کان بینهما عشرة أذرع وکان یوجد فی البئر أثر البالوعة فماء البئر نجس وإن کان بینهما ذراع واحد ولا یوجد أثر البالوعة فماء البئر طاهر، کذا فی المحیط، وهو الصحیح، هکذا فی محیط السرخسی". (الفتاویٰ الهندیة: ۱/ ۲۰)

۲۔ دونوں نے اپنے اپنے تجربات کی بنیاد پر مذکورہ حد بندی کی ہے، جیسا کہ بہت سارے فقہا نے بھی اپنے اپنے تجربات کی بنیاد پر مختلف باتیں کہی ہیں، کسی نے پانچ ہاتھ کہا ہے، کسی نے سات ہاتھ، اسی وجہ سے علامہ شامیؒ نے کہا ہے کہ فقہا کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ زمین کی سختی ونرمی کی بنیاد پر دوری کا حکم مختلف ہوگا۔

والحاصل أنه یختلف بحسب رخاوة الأرض وصلابتها ومن قدره اعتبر حال أرضه. (ردالمحتار: ۱/۳۸۱)

۳۔ راجح قول یہ ہے کہ اتنا فصل ہو کہ جو رنگ، بو، مزہ کے پہنچنے سے مانع ہو اور یہ زمین کی سختی ونرمی کے تفاوت سے متفاوت ہوتا ہے۔ اور اندازہ متعین کرنے والوں کے اقوال کو بھی اسی پر مبنی کہا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اپنی زمین کے اعتبار سے اندازہ بتلایا تو اس پر سب اقوال باہم مطابق ہو جائیں گے اور اس کا معیار اہل تجربہ کا قول ہے۔

۴۔ اگر کوئی شخص دارالافتاء کے فتویٰ کو نہ مانے تو اسکو حکمت عملی سے سمجھانا چاہئے اور اس سلسلہ میں ایسے افعال سے بچنا چاہئے جو باہم مسلمانوں کے درمیان انتشار کا سبب بن جائیں۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۷۳ تا ۲۷۶)

ناپاک کنویں کے قریب نلکے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک کنواں ناپاک ہوگیا ہے اس کے تقریباً پانچ گز یعنی دس ذراع (ہاتھ) قریب نلکا ہے از روئے شرع اس نلکے کا کیا حکم ہے؟ اس کا پانی قابل استعمال ہے یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئولہ میں اگر اس نجس کنویں کے پانی کا اثر نلکے کے پانی میں ظاہر ہوگیا یعنی اس نجس کنویں کے پانی کے اوصاف ثلاثہ یعنی رنگ، بو، ذائقہ میں سے کوئی صفت بدل جاتی ہے یا دونوں یا تینوں اوصاف بدلے ہوئے ہیں اس

بدلی ہوئی صفت کا نلکے کے پانی میں بھی ظہور ہو گیا ہے یعنی نلکے کے پانی کا رنگ، بو، ذائقہ اس کنویں کے پانی کی وجہ سے بدل گیا ہے تو نلکے کا پانی بھی نجس ہے اور اگر نلکے کے پانی میں نجاست کا اثر ظاہر نہیں یعنی نلکے کے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ نہیں بدلا تو اس کا پانی پاک ہے۔ الدر المختار مع شرحه رد المحتار: ص۱۶۲ جلد اول میں ہے:

"البعد بين البئر والبالوعة بقدر مالا يظهر للنجس أثر الخ، شامی میں ہے: (قوله البعد الخ) اختلف فى مقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلى البئر، ففى رواية: خمسة أذرع، وفى رواية: سبعة، وقال الحلوانى: المعتبر الطعم أو اللون أو الريح، فإن لم يتغير جاز وإلا لا ولو كان عشرة أذرع، وفى الخلاصة والخانية: والتعويل عليه وصححه فى المحيط (بحر) والحاصل أنه يختلف بحسب رخاوة الأرض وصلابتها ومن قدره اعتبر حال أرضه"، انتهٰى۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ، نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان۔ ۲۲/صفر ۲۴ھ (فتاویٰ مفتی محمود جلد اول: ۶ ۴۳۔۷ ۴۳)

ناپاک کنویں سے متصل جو پاک کنواں ہے اس کا حکم:

سوال: دیہہ ہذا کے وسط میں ایک کنواں ہے مگر مستعمل نہیں اور ناپاک ہے، اس کے متصل چند گز کے فاصلہ پر مسجد کے احاطہ میں ایک جدید کنواں تعمیر ہوا ہے تو اول کنویں کی ناپاکی کا اثر دوسرے کنویں میں اثر کرے گا یا نہیں؟

الجواب

مسجد کے کنویں کا پانی بوجہ قریب ہونے دوسرے کنویں ناپاک کے ناپاک نہ ہوگا، کیوں کہ باتفاق یہ ثابت ہے کہ ایک کنویں کا پانی ناپاک ہو جانے سے دوسرے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور اس میں کوئی تحدید نہیں کی گئی۔ (۲) اور جو کچھ بحث کی گئی ہے وہ کنویں کے پاس چوبچہ بنانے میں کی گئی ہے نہ کہ کنویں میں۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۲۲۰)

---

(۱) فى الهندية: بئر الماء إذا كانت بقرب البئر النجسة فهى طاهرة مالم يتغير طعمه أو لونه أو ريحه، كذا فى الظهيرية، ولا يقدر هذا بالذرعان حتى إذا كان بينهما عشرة أذرع وكان يوجد فى البئر أثر البالوعة فماء البئر نجس وإن كان بينهما ذراع واحد ولا يوجد أثر البالوعة فماء البئر طاهر، كذا فى المحيط وهو الصحيح. (كتاب الطهارة، الباب الثالث فى المياه، ج ۱ ص ۲۰۰، طبع علوم اسلامية چمن)

لما فى خلاصة الفتاوىٰ: وأدنى ماينبغى أن يكون بين بئر الماء والبالوعة سبعة أذرع والتعويل على نفوذ الرائحة إن تغير لونه أو طعمه أو ريحه نجسة وإلا فلا. (كتاب الطهارة، الفصل الثالث فى الآبار، ج ۱ ص ۱۲، طبع رشيديه كوئٹه / الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، فصل فى البئر، قبل مطلب فى السؤر، ۱/ ۲۲۲، بيروت، انیس)

(۲) بئر الماء إذا كانت بقرب البئر النجسة فهى طاهرة مالم يتغير طعمه أو لونه أو ريحه، كذا فى الظهيرية، ولا يقدر هذا بالذرعان حتى إذا كان بينهما عشرة أذرع وكان يوجد أثر البالوعة فماء البئر نجس وإن كان بينهما ذراع واحد ولا يوجد أثر البالوعة فماء البئر طاهر، كذا فى المحيط. (عالمگیری كشورى، ماء الآبار: ۱/ ۱۹، ظفیر)

(۳) وإن أراد أن يحفر بئراً بالوعةً يمنع أيضاً لسراية النجاسة إلى البئر الأولىٰ وتنجيس مائها ولا يمنع فى ماوراء الحريم وهو عشر فى عشر. (شرح الوقاية، كتاب الطهارة: ۱/ ۸۸، ظفیر)

اگر دو کنویں ایک ہاتھ کے فاصلے پر ہوں، تو ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک ہوگا یا نہیں:

اگر دو کنویں بفاصلہ یک دست بھی ہوویں تو ایک (کی) نجاست سے دوسرا نجس نہیں ہوتا، جب تک تحقیق قطعاً نہ ہوجائے کہ اس قدر زمین میں نجاست سرایت کرسکتی ہے۔ دس ذراع کی روایت، یا... کی، شرح وقایہ کی، قابل اعتبار نہیں۔(۱)

مگر ہاں جو ایسی زمین متخلخل ہووے، کہ دس ذرعہ تک اثر پہنچے، ہم اپنے دیار میں ایسا نہیں پاتے اور اگر ایسا اتصال ہے کہ سرایت جزماً ہوتی ہے تو دونوں کو طاہر کرے، (دونوں) ناپاک ہوئے۔

(مجموعہ مکتوبات بنام مولانا خلیل احمد صاحب مکتوب نمبر ۲۶، قلمی) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۲۹-۱۳۰)

کنویں کے قریب نجاست ہو تو اس کا اثر کتنی دور تک ہوتا ہے:

سوال: مردار جانور (ایک کنویں کے قریب) پڑے ہوئے ہیں، اس کنویں یا گڈھے کے قریب دوسرا کنواں یا نل لگا ہوا ہے تو کیا اس کنویں یا نل کا پانی ناپاک ہے، اگر ناپاک ہے تو کتنے ہاتھ کے فاصلہ تک ناپاک سمجھا جائے گا اور کتنے پر پاک قرار دیا جائے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

نل، کنویں، گڈھے کی گہرائی اور زمین کی نرمی سختی کا اس میں زیادہ دخل ہے، اس لئے اہل تجربہ واہل بصیرت سے دریافت کرلینا بہتر ہے۔ فقہا کی لکھی ہوئی تحدید ہر جگہ یکساں طور پر چسپاں نہیں، انہوں نے بھی اہلِ تجربہ واہلِ بصیرت کے قول پر اعتماد کیا ہے۔ نیز نل اگر زیادہ گہرا اتار دیا جائے اور اس کے قریب کوئی معمولی گڈھا ہو جو زیادہ گہرا نہ ہو تو وہاں بھی اس کا اثر نہیں پہونچے گا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۳/۵)

فلش کے ٹینک کے قریب موجود ہینڈ پائپ کا پانی:

سوال: ہمارے گاؤں میں مسلم آبادی ہے، پردھان مسلمان ہے، آج کل پردھان جگہ جگہ پائپ بور کر کے سوختہ بنوار ہے ہیں، اس کی لمبائی تقریباً چالیس فٹ ہے جس میں نابدان، غسل خانہ، استنجا خانہ اور فلش کے ٹینکوں کے

---

(۱) شرح الوقایة: ص ۸۸ ج ۱، فصل مایجوز به الوضوء (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۷ھ، نور)

(۲) قوله: البعد. اختلف فی مقدار البُعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلی البئر، ففی روایة: خمسة أذرع، وفی روایة: سبعة. وقال الحلوانی: المعتبر الطعم أو اللون أو الریح، فإن لم یتغیر جاز، وإلا لا... والحاصل أنه یختلف بحسب رخاوة الأرض وصلابتها، ومن قدّره اعتبر حال أرضه. (ردالمحتار: ۲۲۱/۱، کتاب الطهارة، مطلب فی الفرق بین الروث......، اهـ، سعید احمد پالنپوری)

پانی کوملا دیا گیا ہے جوزمین کے اندر چلا جاتا ہے،لوگوں کے گھروں ومسجد میں تقریباً اتنی دوری پر ہی ہینڈ پمپ لگے ہیں بلکہ بعض جگہ اس سے بھی کم پر ہیں لوگ مسجد کے پانی اورنلوں کے پانی استعمال کرنے میں کراہت محسوس کرتے ہیں، کیا نلوں کا پانی وضوکرنے، غسل، کھانے، پینے میں استعمال کرسکتے ہیں اورصحت کے اعتبار سے استعمال کرنا کیسا ہے؟

ھوالمصوب

گھروں یامسجدوں میں استعمال کیے جانے والے پانی کے اندراگرنجاست کے اثرات ظاہرہوتے ہوں تواستعمال درست نہ ہوگا اوراگرنجاست کے اثرات ظاہرنہ ہوتے ہوں تو درست ہے۔(۱) مذکورہ نلوں کے پانی کا استعمال مفید ہے یاغیرمفید کسی واقف سے رابطہ قائم کرکے دریافت کرلیں۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصرعلی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۱۲۷و۱۲۷)

بورنگ کےقریب گندے پانی کا گڈھا:

سوال: مسجدکوہ نورسوسائٹی ایوت محل میں مسجد کیلئے پانی کا مستقل انتظام کیلئے ۶ /انچ کا بورہول ۲۷۰ /فٹ گہرائی کا کروائے ہیں۔کوہ نورسوسائٹی میں کل چالیس مکانات ہیں۔ان مکانات میں رہنے والےلوگوں کے پانی کا کوئی مستقل انتظام نہیں ہے۔لہٰذا مشورہ سے یہ بات طے ہوئی کہ مسجد کے بور سے واٹر پمپ کے ذریعہ ان لوگوں کو پانی دیا جائے۔لیکن ان مکانات کومسجد کے بورسے پانی دینا خصوصاً موسم گرما میں پانی دینا مشکل ہوگا۔لہٰذا بور میں پانی کی سطح اورذخیرہ بڑھانے کے لئے مسجد کے بور کےقریب ۴ فٹ کے فاصلہ پرایک گڑھا ۵/فٹ کا کھودکراس میں وضوکا پانی جمع کرنا اورمسجد کی چھت کا پانی، بارش کا پانی جمع کرنے کا ارادہ ہے،گڈھے میں موٹی پرت اورپتھرڈال کر پانی جذب کرنا تاکہ وہ پانی بورمیں جذب ہوکر پانی کی سطح بڑھتی رہے۔کیا ایسا کرنا پاکی وطہارت کے شرعی شرائط کے مطابق درست ہوگا یانہیں؟

ھوالمصوب

صورت مسئولہ میں مسجد کی بورنگ کوضررلاحق ہوسکتا ہے،لہٰذاایسا کرنا درست نہیں ہے،اگرقوی امکان ضررنہ پہنچنے

(۱) وقد أطال الكلام سيدى عبدالغنى النابلسیؒ فى شرح هذه المسالة بما حاصله أنه إذا رسب الزبل فى القساطل ولم يظهر أثره فالماء طاهر، وإذا وصل إلى الحياض فى البيوت متغيراً ونزل فى حوض صغيرأو كبير فهونجس وإن زال تغيره بنفسه،لأن الماء النجس لايطهربتغيرنفسه إلا إذا جرى بعد ذلك بماء صاف فإنه حينئذ يطهرفأذاانقطع الجريان...نعم فى بعض الأوقات يزداد التغيرفينزل الماء إلى الحوض أخضروفيه عين الزبل فينجس الحوض لوصغيراً وإن كا ن جارياً،لأن جريانه بماء نجس ولا ضرورة إلى الاستعمال منه فى تلك الحالة،فينتظرصفاءه ثم يعفى عما فى القساطل وما فى أسفل الحوض لما علمت من الضرورة من أن المشقة تجلب التيسير،ومن أنه إذا ضاق الأمر اتسع. (ردالمحتار:۱/۳۲۷)

کا ہواور ضرورت متقاضی ہے تو یہ عمل کر سکتے ہیں اور جہاں تک پانی کی طہارت کا معاملہ ہے تو شرعاً حکم یہ ہے کہ دوسرا گڈھا دس ہاتھ بعد کھودا جائے (۱)، ایسی صورت میں طہارت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۷۲و۲۷۳)

کنویں میں عموم بلویٰ کا اعتبار:

سوال: (تذکرۃ الرشید جلد اول، ص:۱۸۴) مسائل چاہ میں بضرورت وسعت کو اختیار کیا جاتا ہے اور جو مسئلہ مختلف فیہ مجتہدین کا ہوتا ہے اس میں وسعت کی رائے کو اختیار کر لینا وقت حرج وعموم بلویٰ کے درست لکھتے ہیں پس ایسی صورت میں جب تک کہ عین نجاست کا گرنا چاہ میں معلوم ومشاہد نہ ہواس کو ناپاک نہ کہنا چاہئے، بلکہ اگر خود گرتا بھی دیکھ لے جب بھی برائے ضرورت وبلویٰ اس کو ناپاک نہ کہنا چاہئے، دیکھو کہ مینگنی اونٹ، بکری کی امام صاحب کے یہاں نجس ہے مگر جنگل کے چاہ میں نصف آب چاہ تک مینگنیوں سے بڑھ جاوے جب بھی پاک لکھتے ہیں، بضرورت، کیوں کہ امام مالکؒ کے یہاں مینگنی نجس نہیں، تو اب ہندوستان میں خصوصاً گاؤں میں جب گوبر کا اور پیشاب گائے بیل کا یہ عمل درآمد ہے تو چاہ ہرگز پاک نہیں رہ سکتا۔ لہذا ایسے امور سے چشم پوشی ہواور جب تک مشاہدہ نہ ہوجاوے بلکہ دیکھ کر بھی استعمال آپ کرتا رہے "کذا یفھم من کتب الفقہ" آنجناب نے "الرشید۱۰ جلد۴ /۲۰" "مسجد کے چاہ میں چڑیا کا بچہ گر کر مر جانے" سے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ چاہ کو چھ ماہ بیکار چھوڑا جائے بعد میں تین سوڈول نکالے جاویں پھر پانی استعمال میں لایا جاوے، انتھیٰ، ان ہر دو جواب میں سے حضرت عالی قدس سرہ کا جواب صحیح سمجھنا ضروری ہے یا جناب کا، اگر ہر دو صحیح ہیں اور بندہ ان کے سمجھنے سے قاصر ہے تو وجہ فرق تحریر فرمائیں

الجواب

شامیؒ: ص۱۵۶، جلد اول فصل فی البئر میں ہے:

"وأشار بقوله متنجسة إلی أنه لابد من إخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير آه، قلت: فلو تعذر أيضاً، ففي القهستاني عن الجواهر: لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن إخراجه فمادام فيها فنجسة فتترك مدةً يعلم أنه استحال وصار حمأةً وقيل: مدة ستة أشهر". (۲)

بندہ نے جو کچھ الرشید میں لکھا ہے، وہ علامہ شامیؒ کی اس روایت کے موافق لکھا ہے اور تذکرۃ الرشید سے جو کچھ

---

(۱) "قوله البعد" اختلف في مقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلى البئر... الخ. (ردالمحتار: ۱/۳۸۱)

(۲) رد المحتار، فصل في البئر: جلد اول، ص۱۹۶، ظفیر

آپ نے نقل کیا ہے وہ بھی صحیح ہے اور بے شک مسائل آب ومسائل چاہ میں وسعت کی ضرورت ہے، جہاں کچھ بھی شبہ ہو جاوے وہاں طہارت کا ہی حکم کرنا چاہیئے، کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے:

''**الیقین لا یزول بالشک**''.(۱)

اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی غرض بھی یہی ہے کہ عموم بلویٰ اور شبہ کے مواقع میں حکم طہارت کا کرنا چاہیئے ،اور شامی کی اس عبارت کا محل وہی ہے کہ کچھ شبہ باقی نہ رہے بلکہ بالیقین عصفور کا چاہ میں ہونا معلوم ہو، اور پھر اخراج نہ ہوسکے، کیوں کہ اس میں نہ عموم بلویٰ ہے، جیسا کہ بعرہ وغیرہ میں ہوتا ہے اور نہ شبہ ہے، لیکن اگر کچھ بھی شبہ کو گنجائش نکل آوے، تو پھر تذکرۃ الرشید کے مسئلہ کے موافق حکم ہے، اور احقر کے نزدیک کچھ نہ کچھ شبہ ضرور نکل سکے گا، کامل یقین وقوع وتحقیق نجاست کا اور پھر تعذر اخراج کی صورت بہت کم پیدا ہوتی ہے، کیوں کہ جب پتہ اس نجاست کا چاہ میں نہ چلا، تو کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نجاست گری ہی نہیں یا باقی ہی نہ رہی، بہر حال تعارض کچھ نہیں ہے اور تطبیق ممکن ہے اور تاویل ہوسکتی ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۳۷ تا ۲۳۹)

کافر ناپاک کپڑوں میں کنویں کے اندر اترے تو کنویں کے پانی کا حکم:

سوال: اگر کوئی کافر مع نجس کپڑے کے کنویں میں داخل ہو اس کے پانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اس کا پانی نکالنا چاہیئے، پانی نکالنے سے وہ کنواں پاک ہوگا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۰۵)

ہندو نے کنویں میں غوطہ لگایا تو کنواں پاک رہا یا نہیں:

سوال: اگر کوئی ہندو کنویں میں ڈول وغیرہ نکالنے کے واسطے گیا اور غوطہ لگا کر نکال لایا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہ؟

الجواب

فی الشامی: نقل فی الذخیرۃ: إن الکافر إذا وقع فی البئر وھو حی نزح الماء، وفی البدائع: أنه روایة عن الإمام لأنه لا یخلو عن نجاسة حقیقیة أو حکمیة حتی لو اغتسل فوقع فیھا من ساعته لا ینزح منھا شیء، أقول: ولعل نزحھا للاحتیاط الخ، شامی، أی فیما وقع بلا غسل.(۳)

---

(۱) الأشباہ والنظائر، القاعدۃ الثالثة: ص۷۵۔ انیس

(۲) وإن الکافر إذا وقع فی البئر وھو حی نزح الماء الخ لأنه لا یخلو من نجاسة حقیقیة أو حکمیة، الخ. (ردالمحتار، فصل فی البئر: ۱/۱۹۷، ظفیر)

(۳) ردالمحتار، فصل فی البئر، تحت قوله کآدمی محدث الخ: ۱/۱۹۷، ظفیر

پس معلوم ہوا کہ کافر اگر بعد غسل کے کنویں میں گھسا اور غوطہ لگایا تو پانی ناپاک نہ ہوگا، البتہ اگر بلا غسل کے وہ کنویں میں گھسا تو احتیاطاً پانی نکالنے کا حکم دیا جاوے گا اور نیز شامی میں بیان سور میں نقل کیا ہے:

''ولایشکل نزح البئربه لوأخرج حیاً لأن ذلک لما علیه فی الغالب من النجاسة الحقیقیة أو الحکمیة، کما قدمناه. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۲۱)

کنویں میں جنبی شخص کے اترنے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص کو احتلام ہوا، جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو بغیر استنجا پاک کئے غسل کرنے کیلئے کنویں میں اترا، یہ کنواں دہ در دہ نہیں تھا۔ اس صورت میں کیا وہ شخص طاہر ہوگیا یا نہیں؟ نیز کنویں کا پانی طاہر ومطہر رہے گا یا نہیں؟ نیز اگر وہ شخص استنجا اور بدن سے نجاست دور کرنے کے بعد غسلِ جنابت کے لئے کنویں میں اترے تو اس صورت میں کنویں اور شخصِ مذکور کا کیا حکم ہے؟ براہِ کرم مفصل ومدلل جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

اگر پانی سے استنجا نہیں کیا بلکہ بدن پر نجاست حقیقۃً موجود تھی تو وہ طاہر نہیں ہوا اور تمام پانی نجس ہوگیا، اس پانی کی وجہ سے تمام بدن بھی نجاست میں ملوث ہوگیا۔ اگر پانی سے استنجا کر کے نجاستِ حقیقیہ کو زائل کر چکا تھا تو اصح یہ ہے کہ وہ آدمی طاہر ہوگیا اور پانی مستعمل ہوگیا، لیکن صرف اس قدر پانی مستعمل ہوا جو کہ اس کے اعضا کے ساتھ متصل ہو کر منفصل ہوا ہے، تمام پانی مستعمل نہیں ہوا، اور مستعمل پانی طاہر ہوتا ہے اگرچہ مطہر نہیں ہوتا اور اختلاط کے وقت غلبہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

''اختلف فی محدث انغمس فی بئرلدلو،أوتبرد مستنجیاً بالماء ولانجس علیه ولم ینوولم یتدلک،والأصح أنه طاهر والماء مستعمل لاشتراط الانفصال للاستعمال، والمراد أن ما اتصل بأعضائه وانفصل عنها مستعملٌ لا کل الماء،الخ''.(درمختار)(قوله:فی محدث)أی حدثاً أصغرأوأکبر.(قوله:فی بئر)أی دون عشر:أی ولیست جاریة.(قوله:لدلو)أی لاستخراجه،وقید به،لأنه لوکان للاغتسال صارمستعملاً اتفاقاً.(قوله:مستنجیاً بالماء) قید به،لأنه لوکان بالأحجار تنجس کل الماء.(قوله:ولانجس علیه)عطف عام علی خاص،فلوکان علی بدنه أوثوبه نجاسة تنجس الماء اتفاقاً.(قوله:والأصح الخ)قال فی البحر:وعن أبی حنیفةؒ: إن الرجل طاهر،لأن الماء لایعطی له حکم الاستعمال قبل الانفصال من العضو،قال الزیلعي والهندي و

---

(۱) رد المحتار، تحت قوله: أوکافراً، فصل فی البئر،مطلب فی السور:۱/۲۰۵

غیرهما تبعاً لصاحب الهداية:وهذه الرواية أوفق الروايات:أى للقياس.وفى فتح القدير وشرح المجمع:أنها الرواية المصححة،ثم قال فى البحر:فعلم أن المذهب المختارفى هذه المسألة أن الرجل طاهر والماء طاهرغيرطهور،أماكون الرجل طاهرًا،فقد علمت تصحيحه،أما كون الماء المستعمل كذلك على الصحيح، فقد علمته أيضاً مماقدمناه،الخ". (ردالمحتار:۱/۲۰۷)(۱)

"والغلبة فى مخالطة الماء الذي لاوصف له كالماء المستعمل وماء الورد المنقطع الرائحة تكون بالوزن، فإن اختلط رطلان مثلاً من الماء المستعمل برطل من الماء المطلق،لايجوز به الوضوء،وبعكسه جازالخ.مراقى الفلاح (قوله: تكون الغلبة بالوزن) وهذا الاعتباريجري فيما لوأبقى الماء المستعمل في المطلق؛أوانغمس الرجل فيه على ماهوالحق،وأما ما في كثير من الكتب من أن الجنب إذا أدخل يده أورجله في الماء فسد الماء فمبني علىٰ رواية نجاسة الماء المستعمل،وهي رواية شاذة،وأما على المختارللفتوىٰ فلا.قال فى البحر:فإذاعرفت هذا فلا تتأخرعن الحكم بصحة الوضوء:أى الغسل من الفساقي الصغارالكائنة في المدارس والبيوت؛ إذ لافرق بين استعمال الماء خارجاً،ثم صبه في الماء المطلق وبين ما إذا انغمس فيه، فإنه لايستعمل منه إلا ما تساقط من الأعضاء أولاقى الجسد فقط، وهو بالنسبة لباقي الماء قليل. ويتعين عليك حمل كلام من يقول بعدم الجوازعلى القول الضعيف لاالصحيح.فالحاصل أنه يجوزالوضوء والغسل من الفساقي الصغارمالم يغلب علىٰ ظنه أن الماء المستعمل أكثرأو مساوٍ،ولم يغلب علىٰ ظنه وقوع نجاسة فيه،وتمامه فيه.(قوله:جازبه الوضوء)ظاهره أنه يجوز بالكل،ويجعل المستعمل مستهلكاً لقلته،الخ". (طحطاوي،ص:١٦)(۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۴۷،۱۴۸)

غسل کی نیت سے کنویں میں داخل ہوا تو اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص پاک کنویں میں گھُسا یعنی بنیت غسل، تو کنویں کا پانی مستعمل ہوا، اب وضو اور غسل اس سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں پانی اس چاہ کا مستعمل ہو جاوے گا۔ شامی میں ہے:

(۱) الدر المختارمع رد المحتار:۱/۲۰۱،۲۰۲،مبحث الماء المستعمل،سعید

(۲) حاشية الطحطاوى مع مراقى الفلاح : ص:۲٦،الطهارة،قديمى

"قوله لدلو الخ: وقيد به لأنه لو كان للاغتسال صار مستعملاً اتفاقاً، الخ. (شامی)(۱)
پس وضو اور غسل اس سے درست نہیں ہے۔(۲) مگر بعد نکالنے چالیس ڈول کے۔

کما فی الدر المختار: "وأربعين في السنور ودجاجة مخلاة كآدمي محدث الخ وفي الشامي: وقيل: أربعون عنده ومذهب محمدؒ أنه يسلبه الطهورية وهو الصحيح عند الشيخين فينزح منه عشرون ليصير طهورًا"، الخ. (۳)

پس اس روایت کی بنا پر بیس ڈول نکالنا کافی ہے اس کے بعد وضو اور غسل درست ہے، اور واضح ہو کہ جب وہ شخص طاہر ہے یعنی جنبی اور محدث نہیں ہے تو اگر محض تبرد کے لئے غسل کرنے کنویں میں گھسا ہے تو اس سے پانی مستعمل نہیں ہوا، اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔(۴)

البتہ اگر قربت یعنی ثواب کے لئے غسل کرنے گھسا ہے تو پھر پانی مستعمل ہو جاویگا اور جو حکم اوپر لکھا گیا وہ مرتب ہوگا کیوں کہ قربت کے لئے غسل اور وضو کرنا بھی موجب استعمال ماء ہے۔ کمافی الدر المختار:

"أو بماء مستعمل لأجل قربة أي مع ثواب"، الخ. (۵) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۲۸، ۲۲۹)

گہرے کنویں میں غسل کرنے سے کنواں پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ہمارے گاؤں میں گرام پنچایت نے ایک کنواں تیار کیا ہے کہ دس فٹ چوڑا ہے اور بیس تا پچیس فٹ گہرا ہے، اس میں لوگ اتر کر نہاتے ہیں جس میں مسلمان بھی ہوتے ہیں اور ہندو بھی اور عیسائی بھی، کیونکہ یہ مشترکہ کنواں ہے۔ یہاں کے چند مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اس میں غسل کرنے والے کا غسل نہیں ہوتا اور اس کی نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ پاک ہوسکتا ہے، کیونکہ کنویں کے اندر نہانے والے ہوسکتا ہے پیشاب پائخانہ کرتے ہوں یا اپنی نجاست کی لنگی پاک کرتے ہوں۔ کیا واقعی اتنے بڑے کنویں میں غسل کرنے سے مسلمان پاک نہیں ہوسکتا؟

اگر ڈول سے باہر پانی نکال کر باہر نہایا جائے تو غسل ہوگا یا پانی کو گھر پر لے جانے اور گرم کرنے کے بعد اس سے غسل کیا گیا تو غسل ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) ردالمحتار، باب المياه، مبحث الماء المستعمل، مطلب مسئلة البئر: ۱/۱۸۶، ظفیر

(۲) اتفق أصحابنا أن الماء المستعمل ليس بطهور حتى لايجوز التوضى به. (عالمگیری کشوری، الفصل الثانی فيما لايجوز التوضى به: ۱/۲۱، ظفیر)

(۳) ردالمحتار، فصل في البئر: ۱/۱۹۶، ۱۹۷، ظفیر

(۴) أو اغتسل الطاهر للتبرد لايصير الماء مستعملاً، كذا في فتاویٰ قاضيخان. (عالمگیری کشوری، الفصل الثانی فيما لايجوز التوضى به: ۲/۲۱، ظفیر)

(۵) الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه، مبحث الماء المستعمل: ۱/۱۸۲، ظفیر

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

دس فٹ چوڑا کنواں یا تالاب ماء جاری کے حکم میں نہیں آئے گا، اس میں ناپاک لنگی پہن کر آدمی اترے گا یا اس کے بدن پر نجاست لگی ہوگی تو کنواں ناپاک ہوجائے گا۔(۱) نہ غسل صحیح ہوگا نہ اس کا پانی استعمال کرنا درست ہوگا۔ ہاں اگر اس کو ناپاک نہ کیا گیا تو ڈول کے ذریعہ پانی نکال کر غسل کرنا اور دوسرے کام میں لانا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۱/۵-۱۶۲)

بچہ کنویں میں گر گیا اور اس پر ناپا کی نہیں تھی:

سوال: کنویں میں ایک نابالغ سمجھدار بچہ گر گیا اور زندہ نکل آیا، اس کے بدن پر کپڑے تھے، وہ نمازی نہیں اور نہ استنجا پاک کرتا ہے۔ کنویں کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

نابالغ مگر سمجھدار لڑکا کنویں میں گر کر زندہ نکل آیا اور اس کے کپڑوں اور بدن پر ناپا کی نہیں تھی تو کنواں ناپاک نہیں۔(۲) تاہم احتیاطاً چالیس، پچاس ڈول پانی نکال دیا جائے تاکہ لوگوں کو وہم نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۴/۹۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴۶/۵)

بچہ گرا اور زندہ نکال لیا گیا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں:

سوال: ایک بچہ کنویں میں گر گیا تھا پندرہ منٹ کے بعد اس کو زندہ نکالا گیا جس کے لئے ڈاکٹر اور نکالنے والے کی شہادت موجود ہے اس صورت میں کنواں ناپاک ہوگا یا نہ؟ اگر ناپاک ہوگیا تو کتنا پانی نکالنا چاہئے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

اگر وہ لڑکا زندہ نکالا گیا تھا، جیسا کہ ڈاکٹر اور نکالنے والے کے بیان سے ثابت ہے تو وہ کنواں پاک رہا کچھ ڈول نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اگر اس کے کپڑے یا بدن ناپاک ہوں، بظن غالب جیسا کہ بچوں کے ہوتے ہیں تو تین سو ڈول پانی اس کنویں سے نکالے جاویں گے۔(۳)

---

(۱) إذا كان الجنب قد استنجى بالماء، أما إذا لم يتنجس البير ونزح جميع الماء. (الخلاصة: ۸/۱، الطهارة، أمجد اكيڈمی)

(۲-۳) (أومات فيها) الخ (حيوان دموى) غيرمائى (وانتفخ) الخ (ينزح كل مائها) الخ قيد بالموت لأنه لو أخرج حياً وليس بنجس العين ولا به حدث أو خبث لم ينزح شيء إلا أن يدخل فمه الماء فيعتبر بسؤره فإن نجساً نزح الكل وإلا لا هو الصحيح. زاد في التاتارخانية: وعشرين في الفأرة وأربعين في سنور ودجاجة مخلاة كآدمي محدث (درمختار) أى أنه ينزح فيه أربعون الخ فينزح أدنىٰ ماورد به الشرع وذلك عشرون احتياطاً. (الدرالمختار: ۲۱۳/۱، فصل البئر، سعيد) (الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل فى البئر: ۱۹۵/۱، ۱۹۶، ظفير)

الأعمش قال: سمعت عن إبراهيم قال: كان أصحاب النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يتوضؤون من المهراس. (مصنف عبدالرزاق: ۷۴/۱ (۲۴۱)/ عن ابن عمر قال: كان المهراس على عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يتوضأ منه الرجال والنساء. (مسندابن الجعد: ۴۴۳/۱ (۳۰۲۳) انيس)

اور اگر وہ بچہ کنویں میں مرگیا تھا تب بھی تین سوڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوجاویگا، بہرحال احتیاط اسی میں ہے کہ تین سوڈول پانی اس کنویں سے نکالا جاوے خواہ ایک دفعہ یا متفرق۔

وقیل: یفتیٰ بمائتین إلیٰ ثلٰث مائة(درمختار)جزم به فی الکنزو الملتقٰی وهو المروی عن محمدؒ وعلیه الفتویٰ الخ. شامی. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۲۵،۲۲۶)

کنویں میں میت کی نجاست نکل گئی تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک کنویں میں لاش میت آدمی کی پائی گئی تو اس کی ٹانگ میں رسی باندھ کر کھینچا تو اس کے دبر سے تقریباً ایک انگشت لمبی نجاست نکل کر کنویں میں گرگئی اس صورت میں اس کنویں کا کس قدر پانی نکالنا چاہئے؟

الجواب

اس صورت میں کنویں میں چونکہ عین نجاست یعنی پاخانہ وغیرہ میت کا بھی گرا ہے اس لئے چندروز اس کنویں کو ویسا ہی چھوڑ دیا جاویگا جس میں وہ پاخانہ وغیرہ مٹی میں ملکر مٹی ہوجاوے یا پانی میں مل جاوے اور اگر وہ نجاست نکل سکے تو اس کو پہلے نکال لیا جاوے، اس کے بعد تمام پانی اس کنویں کا نکالا جاوے، اور فتویٰ اس پر ہے کہ دوسوڈول سے لیکر تین سوڈول تک نکالنے میں تمام پانی نکالنے کا حکم ہوجاتا ہے بسبب سہولت کے، پس بعد نکالنے نجاست مذکورہ کے اگر وہ نکل سکے یا بعد چھوڑنے اس قدر مدت کے کہ اس میں وہ نجاست گارے میں مل کر گارہ مٹی ہوجائے تین سوڈول اس کنویں میں سے نکال دیئے جاویں اس سے وہ کنواں پاک ہوجاویگا اور استعمال اس کے پانی کا درست ہوجاوے گا۔ شامی میں ہے:

وأشار بقوله متنجسة إلٰی أنه لابد من إخراج عین النجاسة کلحم میتة وخنزیر الخ. قلت: فلو تعذر أیضاً ففی القهستانی عن الجواهر: لو وقع عصفور فیها فعجزوا عن إخراجه فمادام فیها فنجسة فتترک مدة یعلم أنه استحال وصار حماة، الخ. (۲)

وفی الدر المختار: وقیل: یفتٰی بمأتین إلٰی ثلٰث مأة وهذا أیسر، وقال فی الشامی: قوله وقیل: جزم به فی الکنز والملتقٰی وهو مروی عن محمدؒ وعلیه الفتوٰی. (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۱۵،۲۱۶)

غسلِ جنابت کرتے وقت قطرہ کنویں میں گر گیا:

سوال: کسی جنبی نے سر پر پانی ڈالا پھر ڈول کھینچا، ایک دو قطرہ کنویں میں گر گیا تو کیا حکم ہے؟

---

(۱) ردالمحتار، فصل فی البئر ۱/۱۹۸، ظفیر
(۲) ردالمحتار، فصل فی البئر: ۱/۱۹۶۔ ظفیر
(۳) ردالمحتار، فصل فی البئر: جلد اول، ص ۱۹۸۔ ظفیر

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اس قطرے کے ساتھ اگر نجاست حقیقیہ نہیں ہے تو راجح قول کی بنا پر اس سے کنواں ناپاک نہیں ہوا۔

"وهو أي الماء المستعمل طاهر ولو من جنب ، الخ". (درمختار)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۲/۵)

غسل جنابت کے وقت قطرات کا کنویں میں گرنا:

سوال: اگر کوئی جنبی کنویں سے پانی نکال کر اسی جگہ غسل کرتا ہے اور اس کے چند قطرے کنویں میں گر جاتے ہیں تو کیا وہ کنواں پاک رہے گا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ

کنویں کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔ شرح المنیۃ میں ذخیرہ کے حوالہ سے مذکور ہے:

جنب نزح من البئر دلواً فصب على رأسه ثم استقى دلوًا آخر فتقاطر من جسده في البئر لا يتنجس البئر أي على تقدير نجاسة الماء المستعمل أيضاً للضرورة ، لأن التحرز عن مثله متعذر أو متعسر ،انتهى. (۱) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو ص ۱۸۱)

جس کنویں میں مستعمل پانی اندر جائے اس سے وضو وغیرہ کا حکم:

سوال: دیہات میں اکثر لوگ کنویں پر غسلِ جنابت وغیرہ کرتے ہیں اور مستعمل پانی کنویں میں گرتا ہے، نیز عورتیں بھی بہت بے احتیاطی سے غسل کرتی ہیں، مستعمل پانی کنویں میں گرتا ہے مگر تمام ضروریات اس کنویں سے پوری ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس کا استعمال وضو و غسل میں کیسا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ اس کو پاک سمجھا جائے یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جب تک یہ تحقیق نہ ہو کہ نجاست (پیشاب، پاخانہ، منی وغیرہ) اس پانی بھرنے اور نہانے کی وجہ سے کنویں میں گر رہی ہے اس سے کنویں کو نجس نہیں کہا جائے گا۔ جو لوگ غسل جنابت وہاں کرتے ہیں ان کو بتا دیا جائے کہ وہ نجاست

---

(۱) الدر المختار: ۲۰۰/۱، مبحث الماء المستعمل، سعید

(۲) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل في البئر: ۱۶۲۔ انیس

عن إبراهيم عن ابن عباسؓ أنه سئل عن رجل يغتسل أو يتوضأ من الإناء وينتضح فيه ؟ قال فلم ير به بأسًا۔ (مصنف عبد الرزاق، باب ما ينتضح في الإناء من الوضوء والغسل، ج اول، ص ۲۷، نمبر ۳۱۵)

اس قول صحابی سے بھی معلوم ہوا کہ مستعمل پانی برتن میں گر جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ انیس

حقیقیہ پہلے علاحدہ پاک کرلیا کریں اور غسل اس طرح کریں کہ پانی کنویں میں نہ جائے، جب تک کنویں میں نہ جائے اس وقت تک کنویں کو نجس قرار نہیں دیا جائے۔ اس کا پانی وضوو غیرہ میں استعمال کرنا درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۲/۵، ۱۶۳)

کنویں میں پاخانہ گرنے کا حکم:

سوال: ایک شخص کنویں سے پانی بھر رہا تھا کہ پاخانہ خطا ہو گیا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاخانہ کنویں میں بھی کم وبیش گیا ہوگا، پانی بھرنے کی جگہ سے ڈھائی تین انچ تک تھوڑا تھوڑا پاخانہ دیکھا گیا، اس صورت میں کنویں کا پانی نکالنا ضروری ہے یا نہیں، اس کنویں سے چمار بھی پانی بھرتے ہیں ان کے برتن کو پاک سمجھا جائے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ و باللہ التوفیق

اگر پاخانہ کنویں میں گرا ہے تو کنواں ناپاک ہو گیا، کل پانی نکالا جائے، پانی نکالنے سے پہلے مسلمانوں کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں ہے، اور اگر پاخانہ کنواں میں نہیں گرا ہے تو کنواں ناپاک نہیں ہوا اس کے پانی کا استعمال جائز ہے، اس معاملہ میں شک وشبہ میں پڑنا صحیح نہیں ہے، اگر پاخانہ کے گرنے کا کنویں میں یقین نہیں ہے تو پانی ناپاک نہیں ہے۔

کنویں کا پانی نکالتے نکالتے بھی پاک ہو جاتا ہے، چمار یا برہمن یا مسلمان جس کا بھی ناپاک ڈول کنویں میں پڑے گا پانی ناپاک ہو جائے گا اور کسی کے پاک ڈول سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی ۔ ۲۶/۱/ ۱۳۷۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۵۱/۲۔۵۲)

کنویں میں پیشاب پاخانہ گر جانے کا حکم:

سوال: کنویں میں پیشاب پاخانہ وغیرہ گر جاوے، تو سارے پانی کے علاوہ، اس کی کہگل بھی نکالی جاوے،

---

(۱) جنب اغتسل فانتضح من غسله شئ في إنائه، لم يفسد عليه الماء ...... وكذا حوض الحمام والماء المستعمل إذا وقع في البئر، لا يفسده، إلا إذا غلب، وهو الصحيح. (الفتاویٰ العالمکیریة: ۲۳/۱، الفصل الثاني فيمالايجوز به، رشيديه)

عن إبراهيم عن ابن عباسؓ أنه سئل عن رجل يغتسل أويتوضأ من الإناء وينتضح فيه ؟ قال فلم ير به بأسًا ۔ (مصنف عبد الرزاق، باب ماينتضح في الإناء من الوضوء والغسل، ج اول، ص ۲۷، نمبر ۳۱۵، انیس)

(۲) (إذاوقعت نجاسة)....(في بئردون القدرالكثير)....(ينزح كل مائها) الخ. (الدرالمختارعلیٰ هامش ردالمحتار، فصل في البئر: ۳۶۶/۱۔۳۶۸)

ولونزح بعضه ثم زاد في الغد نزح قدرالباقي في الصحيح، خلاصة. (الدرالمختار) (قوله: خلاصة) ومثله في الخانية وهومبني علیٰ أنه لايشترط التوالي وهوالمختار، كمافي البحروالقهستاني. (ردالمحتار: ۳۶۹/۱)

یا صرف پانی نکالنا کافی ہوگا؟

الجواب

پیشاب میں تو صرف کل پانی کا نکال دینا کافی ہے، کھگل وغیرہ نکالنے کی ضرورت نہیں، اور رقیق ہو جس کی نسبت یہ گمان غالب ہو کہ پانی کے اندر منتشر ہو گیا ہوگا تہہ نشیں نہ ہوا ہوگا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو پیشاب کا ہے، اور اگر غلیظ ہو جس کے تہہ نشیں ہونے کا گمان غالب ہو تو کھگل بھی نکالنا ضروری ہے، یا یہ کہ پانی نکال کر اتنی مدت تک کنویں کو چھوڑ دیا جائے کہ بظن غالب پاخانہ مٹی ہو جائے۔ ۸؍محرم الحرام ۴۸ھ (امداد الاحکام جلد اول، ص: ۳۸۵)

برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا:

سوال: ایک لڑکے نے برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا، کتنے ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا؟

الجواب

اب تین سو ڈول پر فتویٰ ہے، تین سو ڈول نکالنے سے کنواں پاک اور پانی پاک ہو جاوے گا۔ (۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱؍۲۱۵)

حرام پرندوں کی بیٹ کنویں میں پڑ جائے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں:

سوال: پاخانہ حرام پرندوں کا مثل زاغ وزغن وکرگس کے اگر کنویں میں گرے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں اور اگر ناپاک ہوگا تو کتنا پانی نکالا جائے؟

الجواب

کنویں کے بارے میں فقہا نے لکھا ہے کہ حرام پرندوں کے پاخانہ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

"لتعذر صونها عنه". (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱؍۱۹۵)

---

(۱) مفتی علام نے ایسر پر عمل کر کے تین سو ڈول پر فتویٰ دیا ہے، ورنہ اگر کنواں چشمہ والا نہیں ہے، تو کل پانی نکالنا ضروری ہے، اور یہی احتیاط ہے، یا دو ایسے ثقہ آدمی سے پانی کا اندازلگوالیا جائے، جن کو ان میں بصیرت حاصل ہو، اور اتنی مقدار میں پانی نکال دیا جائے۔

(إذا وقعت نجاسة)الخ(فی بئر دون القدر الكثير)الخ(ينزح كل مائها)الخ(وإن تعذر)نزح كلها لكونها معيناً(فبقدرما فيها)الخ(يؤخذ ذلک بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء)،وقيل: يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلاث مأة،وهذا أيسروذلک أحوط(درمختار)قوله:ذلک أحوط أى مافى المتن أحوط للخروج عن الخلاف ولموافقته للآثار. (رد المحتار،فصل فى البئر: ۱؍۱۹۸،ظفیر)

(۲) (ولا نزح) فى بول فأرة فى الأصح ...ولا (بخرء حمام وعصفور) وكذا سباع طيرفى الأصح لتعذرصونها عنه (درمختار)قوله:فى الأصح ... ==

کوے کی بیٹ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: کوّا یعنی زاغ کی بیٹ کنویں میں گر جائے یا زاغ خود گرے، پانی پینا کیسا ہے؟

الجواب

فی الدر المختار: (وخرء) کل طیر لایذرق فی الھواء کبط أھلی (ودجاج) أما ما یذرق فیه، فإن مأکولاً فطاھر وإلا فمخفف، ثم قال فیه: ثم الخفة إنما تظھر فی غیر الماء فلیحفظ، فی رد المحتار: واستثنیٰ الحلبی خرء طیر لایؤکل بالنسبة إلیٰ البئر فإنه لاینجسها لتعذر صونها عنه کما تقدم فی البئر (ج۱ص۳۲۰و۳۲۲)(۱)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ صورت مسئولہ میں کنواں پاک ہے۔

سواء کان الغراب مأکولاً أو غیر مأکول علی الاختلاف فی زماننا.

تتمہ ثانیہ، ص ۱۸۰۔ (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۶۳)

چیل اور گدھ کی بیٹ گرنے پر کنویں کا حکم:

سوال: چیل اور گدھ کی بیخال (پاخانہ) اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک رہا یا ناپاک؟

الجواب

فی الدر المختار: (ولا نزح)......(بخرء حمام وعصفور) وکذا سباع طیر فی الأصح لتعذر صونها عنه.

فی ردالمحتار: ومفاد التعلیل أنه نجس معفو عنه. (۲)

وفی الدر المختار: (وخرء) کل طیر لایذرق فی الھواء کبط أھلی (ودجاج) أما ما یذرق فیه، فإن مأکولاً فطاھر وإلا فمخفف...الخ. (باب الأنجاس، مطلب فی بول الفأرة:۱/۳۲۰)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جو پرندہ حرام اڑتا ہوا بیخال کر دیتا ہے، اس سے کنواں ناپاک نہ ہونے کا قول بضرورت اختیار کیا گیا ہے۔

۱۲/صفر ۱۳۳۰ھ۔ تتمہ اولیٰ ص ۹ (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۶۶)

== راجع إلیٰ قوله وکذا سباع طیر أی مما لا یؤکل لحمه من الطیور. (ردالمحتار، فصل فی البئر:۱/۲۰۳، ظفیر)

(۱) الدر المختار باب الأنجاس، مطلب فی بول الفأرة، انیس

(۲) ردالمحتار فصل فی البئر، فرع:۱/۲۲۰، بیروت۔ انیس

کنویں میں کبوتر یا طوطے کی بیٹ گر جائے:

مسئلہ: کنویں میں کبوتر یا طوطے کی بیٹ گر جائے تو کنواں نجس ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر کنویں میں کبوتر یا طوطے کی بیٹ گر جائے تو کنواں نجس نہیں ہوتا ہے۔(۱) (فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ: ۱۴۷)

گوبر اور لید کے کنویں میں گرنے کا حکم:

سوال: چلتے یعنی ہرٹ یا چرس والے کنویں میں گوبر گرتا رہتا ہے پانی پاک ہے یا ناپاک بچنا ضرور ہے یا نہیں؟

الجواب

فی ردالمحتار، مسائل البئر: وفی التاتارخانية: ولم يذكر محمدؒ فی الأصل روث الحمار والخثی (أی البقر والفيل) واختلفوا فيه فقيل: ينجس ولو قليلاً أويابساً، وقيل: لويابساً فلا وأكثرهم علٰی أنه لوفيه ضرورة وبلویٰ لاينجس وإلا نجس آه (جلد اول ص ۲۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس سے بچنا مشکل ہو تو قلیل عفو ہے۔(۲)

۱۴/ محرم ۱۳۳۵ھ۔ امداد: ۱/ ۱۳۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ٦٦)

کنویں میں مینگنی گرنے کا حکم:

سوال: مسجد کے کنویں کی حفاظت ممکن ہے، بکری کی اس میں سے ایک مینگنی قدرے شگاف ہوئی نکلی ہے، مینگنی کے گرنے کی خبر نہیں معلوم ہے، مولانا صاحب اس کنویں کا پانی پاک ہے یا نجس ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

ظاہر روایت کے موافق اگر مینگنی ٹوٹی ہوئی کنویں سے نکلے یا گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے، سارا پانی نکالنا چاہئے، مگر صحیح مذہب یہ ہے کہ تھوڑی سی مینگنیاں گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا خواہ سالم ہوں یا شکستہ، البتہ زیادہ

---

(۱) (ولانزح)...... (بخرء حمام وعصفور) وكذا سباع طير فی الأصح لتعذر صونها عنه. فی رد المحتار: ومفاد التعليل أنه نجس معفو عنه. (الدر المختار مع رد المحتار، فصل فی البئر، فرع: ۱/ ۲۲۰، انیس)

(۲) اصلاح: اس جواب پر بھی بحث کی گئی ہے جو کہ...... ملحقات تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ میں مذکور ہے اور اس حصہ کے تتمہ اولیٰ...... میں حضرت مولانا نے اس کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قلیل سے مراد مقدار ضروری ہے اور اس کی مقدار مبتلیٰ بہ کی رائے پر ہے پس اس عبارت کے معنیٰ یہ ہوئے کہ اگر وقوع نجاست سے بچنا مشکل ہے تو مقدار ضروری معاف ہے اور ضرورت کی مقدار رائے مبتلیٰ بہ پر ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ اضافہ تصحیح الاغلاط صفحہ ۴ سے کیا گیا۔ محمد شفیع عفی عنہ

ہوں تو کنواں ناپاک ہے، اور زیادہ کی حد یہ ہے کہ اکثر ڈولوں میں ایک یا دو مینگنی ضرور آتی ہوں، اور یہ حکم سب کنوؤں کے لئے عام ہے، خواہ بستی کے ہوں یا جنگل کے، حفاظت ممکن ہو یا نہ ہو۔

قال في مراقي الفلاح: ولا تنجس البئر بالبعر والروث والخثي ولافرق بين آبار الأمصار والفلوات في الصحيح ولا فرق بين الرطب واليابس والصحيح والمنكسر في ظاهر الرواية لشمول الضرورة فلا تنجس إلاأن يكون كثيرًا وهومايستكثره الناظر والقليل مايستقله وعليه الاعتماد أوأن لايخلودلوعن بعرة ونحوها كما صححه في المبسوط آه، قال الطحطاوي: قوله في ظاهر الرواية: الأولىٰ أن يقول في الصحيح فإن ظاهر الرواية كماذكره السرخسي أن الروث المتفتت من البعرمفسد مطلقًا، آه. (ص:۲۳)

اس جواب سے آپ کے تمام سوالات کا جواب ہوگیا جو اس کے متعلق تھے، اور بہشتی زیور میں استیعاب مسائل کا قصد نہیں کیا گیا، ضروری باتیں لکھدی ہیں۔ (امداد الاحکام جلد اول، ص:۳۷۶)

گیلا گوبر کنویں میں ڈالا گیا اس کا حکم:

سوال: (۱)　ایک کنویں میں ایک لڑکے نے گیلا گوبر پھینکا تو کتنا پانی نکالیں گے؟ چونکہ کنویں کا پانی اتنا گہرا ہے کہ پانی پینے کیلئے نکالنا دشوار ہے، دوسرے اگر نکال کر پھینکیں تو پانی ختم ہوجانے کا احتمال ہے کیونکہ اکثر گرمیوں میں سوکھ جاتا ہے، مگر امسال نہیں سوکھا اور پانی چودہ ہاتھ ہے اور اس کے علاوہ بددینی کا اتنا زور ہے کہ کوئی پانی نہیں نکالتا ہے اور نہ نکالنے کو تیار ہوتا ہے، بلکہ اسی طرح برابر پیتے ہیں، تب اس حالت میں آدمی کیا کرسکتا ہے؟

سوال: (۲)　اگر پردیسی ہو اور مکتب میں تعلیم کا کام کرتا ہو، نجس کنویں کے علاوہ دوسرے کنویں سے صرف سترہ دن پانی پیا اور وضو کیا اور کھانا نجس کنویں کے پانی سے پک کر آتا رہا، مجبورًا کھانا پڑا، ایسا کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۳)　گاؤں کے لوگوں کے سترہ دن پانی پینے سے پانی پاک ہوا یا نہیں؟ جبکہ ڈیڑھ دو سو بالٹی پانی روز نکلتا رہا؟

سوال: (۴)　دوسرے کنویں میں ایک چڑیا کا بچہ مردہ نکلا جو کہ دُم کی طرف سے پھٹا تھا، اب پانی کتنا نکالنا چاہئے، مجبورًا پچاسی بالٹی پانی نکال کر وضو کیا جائے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

(۱)　جب چودہ ہاتھ پانی اس سے نکل جائے گا تو پانی پاک ہوجائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک دم ہی نکلے، مثلاً کنواں پاک کرنے کیلئے تو نہیں نکالتے، البتہ اپنی ضروریات کیلئے ہمیشہ نکالتے رہتے ہیں تب بھی جب مقدارِ مذکورہ

نکل جائے گی تو کنواں پاک ہو جائے گا۔(۱)

(۲) سترہ دن تک کھا لینے کے بعد اب دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

(۳) اگر اس مدت میں اندازاً چودہ ہاتھ پانی نکل گیا تو کنواں پاک ہو گیا۔

(۴) تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۸۸/۵/۱۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۸۸/۵/۱۸ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۵۷۔۱۵۸)

کنویں میں جوہرٹ دار گوبر کا گرنا:

سوال: زید کہتا ہے کہ گوبر یا لید بقدر دو لینڈی بکری یا اونٹ کے برابر گوبر خشک ہو یا تر، کنویں میں گر جاوے اور وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے تو پانی پاک رہتا ہے، نجس نہیں ہوتا ہے۔ دلیل بحوالہ فتاویٰ قاضی خاں مطبع نول کشور ص ۶:

وعن محمد التبنة والتبنتان عفو. (۳)

یہی دلیل سے کہتا ہے کہ پانی پاک رہتا ہے اور بکر کہتا ہے کہ گوبر تر ہو یا لینڈی تر ہو، کم ہووے یا زیادہ کنویں میں گر جاوے تو سب پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور یہ نجاست یعنی گوبر غلیظہ ہے جیسا کہ........(۴) میں ہے:

وأما الأرواث والأخثاء فكلها نجس نجاسة غليظة عند أبى حنيفة رحمة الله عليه.

اور فتاویٰ قاضی خاں میں مطبع نول کشور ص ۶:

والروث وأخثاء البقر بمنزلة البول.

اس مسئلہ میں جیسا کہ آپ کے نزدیک تحقیق ہو، ارسال فرماویں؟

الجواب

فى الدر المختار حيث عدّ النجاسة الغليظة: (وروث وخثىٰ) أفاد بهما نجاسة خرء كل حيوان غير الطيور، وقالا: مخففة، (إلىٰ قوله) وطهرهما محمد آخرًا للبلوىٰ.

---

(۱) (وإن تعذر) نزح كلها لكونها معينا (فبقدر ما فيها) وقت ابتداء النزح، قاله الحلبى. (يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء) به يفتىٰ. (الدر المختار، كتاب الطهارة، فصل فى البئر: ۱/۲۱۴، سعید)

(۲) (إذا وقعت نجاسة)......(أو مات فيها)......(حيوان دموى)......(وانتفخ)......(أو تفسخ)......(ينزح كل مائها) أى الذى كان فيها وقت الوقوع، ذكره ابن بطال (بعد إخراجه). (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، فصل فى البئر: ۱/۲۱۳، سعید)

(۳) تبن، کہتے ہیں بھوسہ کے تنکے کو، اس سے مراد یہ ہے کہ نجاست سے ملوث بھوسہ کا ایک دو ٹکڑا کنویں میں گر جائے تو معاف ہے۔ انیس

(۴) یہ عبارت کبیری شرح منیۃ المصلی: ۱۴۸، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور کی ہے۔ انیس

وفی رد المحتار: أن الروث للفرس والبغل والحمار، والخثی بکسرفسکون للبقر والفیل، وفیه عن النکت للعلامة قاسم: أن قول الإمام بالتغلیظ رجحه فی المبسوط وغیره آه وفیه عن التاترخانیة: ولم یذکر محمد فی الأصل روث الحمار والخثی، واختلفوا فیه فقیل ینجس ولو قلیلاً أو یابساً، وقیل: لو یابساً فلا، وأکثرهم علیٰ أنه لوفیه ضرورة وبلویٰ لا ینجس وإلا نجس اه.(۱)

روایات بالا سے یہ امور مستفاد ہوئے:

نمبر(۱) لید اور گوبر میں علماء کا اختلاف ہے۔

نمبر(۲) راجح امام صاحب کا قول ہے کہ وہ نجس غلیظ ہے۔

نمبر(۳) کنویں میں اگر قلیل گر جاوے،(۲) تو اگر اس کنویں کی حفاظت اس سے ممکن ہے تو وہ ناپاک ہوجاوے گا اور اگر حفاظت نہیں ہوسکتی تو ناپاک نہ ہوگا۔

یکم صفر ۱۳۲۲ھ۔ تتمہ اولیٰ ص۲۔ (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۶۷-۶۸)

اصلاح تسامح متعلقہ مسئلہ نمبر ۵۸ و ۵۹ مندرجہ ملحقات تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ ص ۳۳۴:

خلاصۂ سوال: کنویں میں جو ہرٹ دار ہو گوبر گرتا ہے پاک ہے یا نہ؟

خلاصۂ جواب: اگر اس سے بچنا مشکل ہو تو قلیل عفو ہے۔

<u>تسامح در لفظ قلیل:</u>

سوال: سائل ازاں بیر ست کہ بذریعۂ بقر روز وشب جاری ست وروث آن همیشه در بیر می افتد چنانچه دریں دیار واقع است بسیار روث ملطخ بمع بول بقر وآب در بیر می افتند نهایت بلویٰ عام ست و پرهیز نهایت مشکل ست برائے سهولت امور مسلمین جواب ایں طورضروری بو د اگر بلویٰ عام ست وپرهیز مشکل وبیرجاری ست عفو ست بعینه سند ایں آں عبارت ست که در جواب خود مجیب مد ظله تحریر فرمودند:

وأکثرهم علیٰ أنه لو فیه ضرورة وبلویٰ لاینجس وإلا نجس. (ردالمحتار)

معلوم نیست که لفظ قلیل از کدام عبارت استخراج فرمودند هر گا ه بضرورت بلویٰ نجس نماند قلیل و کثیر برابر شد در حکم، ودیگر سند ایں مسئله روایت ذیل ست:

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، باب الأنجاس: ۱/۳۲۰، ۳۲۱، داراحیاء التراث العربی بیروت، انیس

(۲) اور قلیل کی مقدار امام صاحب کے نزدیک رائے مبتلیٰ بہ پر ہے۔ سعید احمد پالنپوری

وعن زفرؒ: روث مايؤكل لحمه طاهر، وفى المبتغىٰ: الأرواث كلها نجسة إلا رواية عن محمد أنها طاهرة للبلوىٰ، فى هذه الرواية توسعة لأرباب الدواب فقلما يسلمون عن التلطخ بالأرواث والأخثاء، فتحفظ هذه الرواية آه كلام المبتغىٰ، وإذا قلنا بذلك ههنا لايبعد لأن الضرورة داعية إلٰى ذلك كما أفتوا بقول محمد بطهارة الماء المستعمل للضرورة ونحو ذلك، (إلٰى أن قال) وقد قال فى شرح المنية: المعلوم من قواعد أئمتنا التسهيل فى مواضع الضرورة والبلوىٰ العامة كما فى مسئلة آبار الفلوات ونحوها آه أى كالعفوعن نجاسة المعذور عن طين الشارع (إلٰى أن قال) من أن المشقة تجلب التيسير ومن أنه إذا ضاق الأمر اتسع. (ردالمحتار: ج ۱ ص ۱۹۵) (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۶۸-۶۹)

گوبر لگا ہوا کپڑا کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر ملعب یعنی اینڈوا جو کہ عورت کے سر کے اوپر رکھ کر گوبر وغیرہ کا ٹوکرا وغیرہ اٹھاتی ہیں اور اس پر گند وغیرہ لگا ہوتا ہے وہ کنویں میں گر جاوے تو کس قدر پانی نکالنا چاہئے؟

الجواب

قال فى الخلاصة: والسرقين إذا وقع فى البير تنجس الماء كله قليلاً كان أو كثيراً وعن أبى يوسفؒ: لا أبالى بالتبنة والتبنتين بلطخه بالسرقين إذا وقع فى البير، آه. (ص: ۱۰)

قلت: والوجه لما يتعذر الاحتراز عن وقوع التبن وأما الثوب المتلطخ به فالاحتراز عنه غير متعذر ووقوعه نادر فالظاهر نجاسة البير بوقوعه.

جس کپڑے میں گوبر لگا ہوا اس کے گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا، سارا پانی نکالنا چاہئے۔ واللہ اعلم

۱۸ رشوال ۱۳۴۱ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۷۸)

گوبر لیپے ہوئے حصۂ زمین پر پانی کا مٹکا رکھا پھر اس کو کنویں میں ڈالا:

سوال: گوبر کا لیپا ہوا زمین پر پانی سے بھرا ہوا مٹکا یا بالٹی وغیرہ رکھتے ہیں اور پھر وہ زمین بھیگ کر گیلی ہو جاتی ہے اور گوبر آلودہ پانی مٹکے کے نیچے ٹپکتا رہتا ہے پھر اس کو کنویں میں ڈالتے ہیں، کیا کنواں ناپاک ہے؟

---

(۱) قلیل معاف ہے، وہ یہ ہے کہ ہر ڈول یا اکثر ڈول میں پانی کے ساتھ مینگنی نہ آوے۔ ولا تنجس البئر بالبعر والروث والخثى ولافرق بين آبار الأمصار والفلوات فى الصحيح ولا فرق بين الرطب واليابس والصحيح والمنكسر فى ظاهر الرواية لشمول الضرورة فلا تنجس إلاأن يكون كثيرًا وهو مايستكثره الناظر والقليل مايستقله وعليه الاعتماد أوأن لايخلو دلو عن بعرة ونحوها كما صححه فى المبسوط، آه، قال الطحطاوى: قوله فى ظاهر الرواية: الأولىٰ أن يقول فى الصحيح فإن ظاهر الرواية كماذكره السرخسى أن الروث المتفتت من البعر مفسد مطلقًا، آه. (مراقى الفلاح ص: ۲۳-انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر بالٹی میں گوبر لگا ہوا نہیں ہے، صرف پانی کی تری اس میں موجود ہے تو اس سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴۲/۵ تا ۱۴۳)

اپلہ کنویں سے سالم نکل آئے تو کنواں پاک ہے:

سوال: اگر کنویں میں ایک گرہ اپلی خشک گر جائے اور وہ تر ہو کر ثابت نکل آئے، تو اس صورت میں پانی نکالا جائے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

اپلہ جب کنویں میں گرتے ہی ثابت نکال لیا جائے اگر چہ تر ہو جائے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ کذا في كتب الفقه. (۲) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

۳/ شعبان ۵۰ھ (فتاویٰ دارالعلوم یعنی امداد المفتین ۲۴۷)

کنویں میں اوپلا کا گرنا، نجس کنویں کے پانی سے وضو کرنا اور قطروں کا کپڑے پر ٹپکنا، بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں انگلی ڈالنا، مصافحہ کا شرعی طریقہ:

مسئلہ: کنویں میں اوپلے کا چار انگشت یا اس سے قدرے زائد کا ایک ٹکڑا گر پڑا مسلم نکال لیا گیا صرف نم ہو گیا تھا کنواں نجس ہوا یا نہیں؟

نجس کنویں کے پانی سے وضو کیا اس کے قطرات کپڑوں پر ٹپکے اعضائے مغسولہ پر آستین جو چڑھی ہوئی تھی اتار لی گئی یہ چیزیں نجس ہوئیں یا نہیں؟

محدث نے بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں انگلی یا ہاتھ ڈال دیا، صاحب بہار شریعت نے لکھا ہے کہ پانی مستعمل ہو گیا، لیکن اس سے اجتناب تو مشکل ہے، تمام پانی بھرنے والے یوں ہی ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں جہاں نل نہیں ہیں وہاں تو یہ صورت عامۃ الوقوع ہے، آنجناب علمائے فرنگی محل کی تحقیق سے مطلع فرمائیں؟

احادیث شریفہ سے مصافحہ دونوں ہاتھ سے ثابت ہے لیکن اس کی کیفیت غیر مذکور ہے، دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

---

(۱) ولا ينجس ثوب رطب بنشره على أرض نجسة ببول أو سرقين، لكنها يابسة، فتندت الأرض منه أي من الثوب الرطب ولم يظهر أثرها فيه. (مراقی الفلاح، ص۱۵۹، باب الأنجاس، قدیمی)

(۲) وفي التاتارخانية: ولم يذكر محمد في الأصل روث الحمار والخثى واختلفوا فيه، فقيل: ينجس ولو قليلاً أو يابساً وقيل: لو يابساً فلا وأكثرهم على أنه لو فيه ضرورة وبلوىٰ لا ينجس وإلا ينجس. انيس

(۱) ہرفریق اپنی داہنی کف دست دوسرے کی داہنی کف سے ملائے اور بائیں کف دست دوسرے کے ظہر کف پر رکھے جیسا کہ رواج ہے۔

(۲) ہر دو مصافحہ کرنے والے اپنی کف دست دوسرے کی کف دست سے ملائیں،یعنی دونوں ہاتھ پہلی صورت کی طرح جوڑے نہ جائیں بلکہ الگ الگ رہیں۔شیخ علیہ الرحمہ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے:

لیکن کف بر کف باید نہادن وسر انگستان نشاید گرفتن کہ بدعت است۔

اس سے کون صورت ثابت ہوتی ہے؟

الجواب

وفي التاتارخانية: ولم يذكر محمد في الأصل روث الحمار والخثي واختلفوا فيه، فقيل: ينجس ولو قليلاً أويابساً وقيل: لويابساً فلا وأكثرهم علىٰ أنه لو فيه ضرورة وبلوىٰ لاينجس وإلاينجس.(۱)

پس کنویں میں اوپلے کا گرنا ان چیزوں سے نہیں ہے کہ کنواں اس سے محفوظ نہ رکھا جاسکے یا محفوظ نہ رہ سکے اس لیے اوپلے کا ٹکڑا گرنے سے کنواں نجس ہوجائے گا، برخلاف چیل کوے کی بیٹ یا بکری کی ایک آدھ مینگنی کے،اس سے کنویں کی حفاظت ناممکن ہے،اس لیے ان کے گرنے سے کنواں نجس نہیں ہوتا ہے۔

جبکہ کنویں کا پانی یقینی طور پر نجس تھا تو اعضائے وضو اس کے پانی سے دھونے کی وجہ سے نجس ہوجائیں گے اور جس کپڑے پر وہ نجس پانی یا اس کے قطرے پڑیں گے وہ نجس ہوجائے گا۔

محدث اگر پانی کے برتن میں برتن سے پانی نکالنے یا برتن کا پانی یا کوڑا وغیرہ نکالنے یا ڈونگا وغیرہ نکالنے کی ضرورت کی طرح دوسرے ضروریات کے لیے اپنے ہاتھ برتن میں ڈالے تو اس برتن کا پانی ماء مستعمل نہ ہوگا۔اسی طرح اگر صرف انگلیاں یا نصف کف دست تک ہاتھ پانی میں ڈالے گا،تو بھی پانی مستعمل نہ ہوگا،ورنہ مستعمل ہوجائے گا،پس گھڑا خالی کرنے کے لیے پن بھرے کے پانی میں ہاتھ (کا) ڈالنا یا گھڑا اٹھاتے وقت انگلیوں کے پانی کا اندر چلا جانا، پانی (کو) مستعمل نہیں بناتا ہے۔

اشعۃ اللمعات کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ مصافحہ کف دست سے ہونا چاہیے،صرف انگلیاں پکڑنے اور ملانے سے مصافحہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ صرف انگلیوں سے دوسرے شخص کی انگلیوں کو ملانا اور کف دست کو علیٰحدہ رکھنا بدعت ہے۔

---

(۱) تاتارخانیہ میں ہے کہ امام محمدؒ نے کتاب الاصل میں گدھے کی لید اور گوبر کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے،فقہا کی اس سلسلے میں مختلف رائیں ہیں،ایک گروہ کہتا ہے کہ لید اور گوبر کم ہو یا سوکھا ہو،تب بھی کنواں نجس ہوجاتا ہے،بعض کہتے ہیں کہ سوکھے سے نجس نہیں ہوتا اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی چارہ نچنے کا نہ ہو اور ایسا ہوتا ہی رہتا ہو تو کنواں نجس نہیں ہوجاتا ہے ورنہ نجس ہوجاتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی شفیع دیوبندیؒ نے اوپلہ جب سوکھا ہو اور کنواں میں گر جائے اور ثابت نکال لیا جائے،تو کنواں کو پاک کہا ہے، جیسا کہ ''امداد المفتین: ۲۴۷'' میں مذکور ہے۔انیس

شامی میں ہے:

وهى إلصاق صفحة الكف بالكف وإقبال الوجه بالوجه والسنة أن تكون بكلتا يديه وعند اللقاء بعدالسلام وأن ياخذ الإبهام فإن فيه عرقا ينبت المحبة.(۱)

یعنی مصافحہ کا طریقہ یہ ہے کہ بعد سلام ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا داہنا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان پکڑے اس طرح کہ دونوں مسلمانوں کے داہنے ہاتھ کی ہتھیلیاں مل جائیں اور ہر ایک کا داہنا ہاتھ دوسرے شخص کے دونوں ہاتھوں کے درمیان آجائے اور ہر ایک انگوٹھے اور سبابہ سے دوسرے شخص کے انگوٹھے کو پکڑے اور تھوڑی جنبش دے۔ (فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ:۱۳۹-۱۴۰)

کنویں سے بدبو آنے لگے تو پاک ہے یا ناپاک:

سوال (۱): ایک کنویں کے اندر اوپر سے کوّے نے گوشت کا ایک ٹکڑا کہیں سے لاکر گرا دیا ہے۔ اس گوشت کے بارے میں کچھ علم نہیں کہ کس قسم کا تھا۔ یہ مذبوح کا بھی ہوسکتا ہے اور مردار کا بھی ہوسکتا ہے۔ اس واقعہ کو کافی عرصہ ہوا۔

(۲) ابھی ابھی پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہے کہ ایک کنویں سے بدبو آنے سے پتہ چلا کہ اس میں گوشت کی ایک ہڈی جس میں کچھ گوشت بھی تھا گر چکی تھی اور اب بدبو آنے لگی ہے اس ہڈی کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا

(۳) کیا مذبوحہ کا پاک اور حلال گوشت تعفن کی وجہ سے نجس ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی دوسرے ماکولات مثل حلوہ، ساگ وغیرہ کیا تعفن کی وجہ سے یہ چیزیں حرام ہوجاتی ہیں؟

الجواب

(۱-۲) حدیث پاک ہے:

عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ”لاوضوء إلا من صوت أوريح“. قال أبوعيسىٰ: هذا حديث حسن صحيح. وقال ابن المبارك: إذا شك فى الحدث فإنه لايجب عليه الوضوء حتى يستيقن استيقاناً بقدرأن يحلف عليه. (ترمذی شریف: ج۱/۲۹)

اس حدیث سے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ایک قاعدہ مستنبط کیا ہے:

”اليقين لايزول بالشک“. (۲)

لہذا جب تک وقوع نجاست کا یقین نہ ہوجائے اس وقت تک کنواں نجس نہیں ہوگا۔ اور **تغير بأحد أوصاف ثلاثة** سے مراد مطلق تغیر نہیں بلکہ تغیر بالنجاسۃ ہے۔ بوآنا نجاست یا نجس ہونے کی دلیل نہیں، **كما سيأتى.**

---

(۱) ردالمحتار:۵/۲۴۴، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء / وكذافى مجمع الانهر:۲/۵۴۱، کتاب الكراهية، فصل فى احكام النظر، داراحیاء التراث العربی بیروت / جامع الرموز:۳/۳۱۶، کتاب الكراهية، مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران، انیس

(۲) الاشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص۷۵، مطبوعہ دیوبند، انیس

(۳): مذبوحہ کا پاک اور حلال گوشت تعفن کی وجہ سے نجس نہیں ہوتا۔ یوں ہی دوسرے ماکولات اور پھر بعض متعفنہ چیزوں کا کھانا حرام ہوجاتا ہے ایذاء کی وجہ سے نہ کہ نجس ہونے کی وجہ سے۔

كما في الطحطاوي:ص۲۲: قال في النهاية: الإستحالة إلٰى فساد لاتوجب نجاسة فإن سائر الأطعمة تفسد بطول المكث و لاتنجس اهـ لكن يحرم الأكل في هذه الحالة للإيذاء لا للنجاسة كاللحم إذا أنتن يحرم أكله و لايصير نجساً بخلاف السمن واللبن والدهن والزيت إذا أنتن لايحرم و كذا الأشربة لا تحرم بالتغير كذا في البحر. فقط والله أعلم(خیر الفتاویٰ:۲/۹۲-۹۳)

کوئی کنویں میں روڑا ڈال دے تو کیا کیا جائے:

سوال: ایک بچے نے ایک کنویں میں روڑا ڈال دیا تھا، اس کے بعد کنویں کو کئی مرتبہ پاک کرادیا گیا، مگر وہ روڑا نہیں نکلا، تو بغیر روڑا نکالے کنواں پاک ہے یا نہ؟

الجواب

اس روڑے کو نکالنے کی اب ضرورت نہیں ہے پانی کنویں کا پاک ہوگیا ہے کچھ وہم نہ کریں۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۳۲ و۲۳۳)

کنواں نل کے ہینڈل کو گوبر لگے ہاتھ سے پکڑنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے مکان میں کنواں نل موجود ہے اور گڈریے مکان کے قریب آباد ہیں وہ ہمارے نل پر آکر گوبر وغیرہ کے خراب ہاتھوں سے ہینڈل پکڑ کر پانی بھرتے ہیں۔ ناپاک بوند پانی کے کنویں کے اندر چلی جاتی ہے جس سے اندیشہ پانی کے ناپاک ہوجانے کا ہے، اب فرمائیے کہ پانی بھرنے دیں یا نہیں؟

الجواب

برتنے دینے کا(۲) تو مالک کو اختیار ہے۔ باقی اگر ناپاک ہوجاوے گا تو جتنا پانی اس وقت نل میں موجود ہے، اس کے نکال دینے سے پاک ہوجاوے گا۔(۳)

۲۲/ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ۔ حوادث الفتاویٰ جلد خامس ص ۴۶۔(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۶۲)

---

(۱) **اليقين لا يزول بالشك. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص ۷۵، ظفير)**

(۲) یعنی گڈریوں کو پانی بھرنے دینے نہ دینے کا اختیار نل کے مالک کو ہے۔ سعید احمد پالنپوری

(۳) **(إذا وقعت نجاسة)(في بئر دون القدر الكثير ... (ينزح كل مائها). (الدر المختار علٰى رد المحتار، فصل في البئر: ۱/۱۹۸، انیس)**

کنویں میں آنگن کا پانی گرنے کا حکم:

سوال: ہمارے کنویں کا پانی برسات میں بہت زیادہ ہوجاتا ہے اور آنگن کا پانی بھی اس میں گرتا ہے اس صورت میں کنواں پاک رہا یا نہیں؟ اسی طرح ندی نالے کے قریب جو کنواں ہوتا ہے، جس میں سیلاب کا پانی آتا ہے، جس سے کنواں بھر جاتا ہے، تو ایسی صورت میں یہ کنواں پاک رہے گا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

برسات میں تمام کنوؤں میں پانی زیادہ ہوجاتا ہے جو مقامات ندی نالے کے قریب ہوتے ہیں وہاں سیلاب آنے سے کنویں میں پانی بھر جاتا ہے تو اس سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۳)

کنویں میں مستعمل پانی کا گرنا، غیر مسلموں کے لیے راستہ بند کرنا اور ان سے پانی بھروانا:

سوال (۱): یہاں احاطۂ مسجد میں جو کنواں ہے کھلا ہوا ہے، مسلم و غیر مسلم لوگ کنویں سے پانی لے جاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں، اکثر دیکھا گیا کہ غیر مسلم کنویں کے چبوترہ پر غسل کرتے ہیں اور اندرونی فصیل پر لنگیاں رکھ کر دھوتے ہیں، جس سے بلاشبہ لنگیوں یا دیگر کپڑوں کا نجس پانی کنویں کے اندر جاتا ہے، کنواں مسجد کا ہے، ایسی حالت میں اس کنویں کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا مقامی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ غیر مسلموں کی آمدورفت کا راستہ (جو احاطۂ مسجد میں ہے) بند کردیں، اختیاراً وہ ایسا کرسکتے ہیں؟

(۳) کنویں سے پانی نکال کر مسجد میں برائے وضوڈالنے والا غیر مسلم ہے یعنی برہمی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس شخص سے بدستور بھرایا جائے یا کوئی مسلم شخص رکھا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و باللّٰہ التوفیق

(۱) جب تک کنویں میں کسی ناپاک چیز کے گرنے کا یقین نہ ہو اس وقت تک اس کنویں کو ناپاک نہ کہیں گے، جب کنویں پر مسلم، کافر، چھوٹے، بڑے محتاط، غیر محتاط لوگ پانی بھرتے ہوں اور ناپاک پانی کنویں میں گرنے کا شک واحتمال

---

(۱) اس لیے کہ جب سیلاب کا پانی آکر کنواں میں بھر جاتا ہے اور ایک طرف سے پانی آکر دوسری طرف سے نکل جاتا ہے تو وہ جاری پانی کے حکم میں ہے اور جاری پانی میں نجاست کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے الا یہ کہ رنگ، بو اور مزہ میں سے کوئی وصف بدل جائے۔ (مجاہد) (وبتغير أحد أوصافه)من لون أوطعم أوريح (ينجس) الكثير ولوجارياً (إجماعا) . (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار:۱/۳۳۲)

لیکن آپ کے کنویں میں اگر آنگن کا پانی گرتا ہے اور وہ پانی ناپاک ہے تو آپ کا کنواں ناپاک ہوجائے گا اور اگر وہ جاری پانی ہے تو پاک ہے، آپ ایسی تدبیر کیجئے کہ آنگن کا پانی نہ جائے۔(إذا وقعت نجاسة)....(فی بئر دون القدر الكثير)....(ينزح كل مائها). (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل فی البئر:۱/۳۶۶ تا ۳۶۸)

ہواوران غیرمحتاط لوگوں کے قدموں میں نجاست لگی ہو،تاہم جب تک ناپاکی کے کنویں میں گرنے کا یقین نہ ہو،اس وقت تک اس پانی کو ناپاک نہ کہا جائے گااوراس کنویں کے پانی کو استعمال کرنا جائز ہےاوراس سے وضووغسل درست ہے۔

فی رسائل الأركان: وكذا ماء الآبار لايحتاط فيها النازعون وكان بحيث تكون أقدامهم نجسة ويظن وقوع الماء السائل من الدلو على القدمين طاهريتوضأولايسئل عن احوال ماء الفلوات ولاتعتبر احتمال بلوغ الماء النجس إلى ماء البئر مالم يعلم نجاسةماء الفلوات أويقطع به ببلوغ الماء النجس لأن الاحتمال لايزول به العمل باليقين،انتهىٰ مختصراً. (۱)

اورطریقہ محمدیہ میں ہے:

من شك في إنائه أوفي ثوبه أوبدنه أصابته نجاسة أم لا فهو طاهر مالم يستيقن وكذلك الآبار والحياض التي يستقى منها الصغار والمسلمون والكبار والكفار،آه. (۲)

(۲) اگرآمدورفت کا راستہ ہمیشہ سے ہےاوراسی راستہ سے لوگ بے کھٹکے ہمیشہ سے آمدورفت رکھتے ہوں تو راستہ بند کرنا جائز نہیں اوراگراحاطۂ مسجد کے راستہ کے سوااورراستہ ہوتوبند کرنے کا حق ہے،لیکن قرب وجوار میں مسجد کے کنویں کے سوااورکوئی کنواں نہ ہواورمسجد کے کنویں پرآنے کا یہی راستہ ہوتوراستہ بند کرکے کنویں کے پانی سے کفار کومحروم کرنا جائز نہیں۔

(۳) غیرمسلم سے وضوکا پانی بھروانا جائز ہےاورمسلمانوں کورکھنا افضل ہے،ضروری نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم (مرغوب الفتاویٰ:۲/۲۷-۲۹)

مشرک جس کنویں سے پانی نکالے وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: اگرمشرک مسلمانوں کے چاہ سے اپنے برتن سے پانی نکالیں توچاہ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

مشرک اگراپنے برتن سے چاہ سے پانی نکالےاوربظاہراس برتن پر کچھ نجاست نہیں ہےتوپانی چاہ کا پاک ہے وہم نہ کرنا چاہئے۔

اليقين لا يزول بالشك. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۹۷)

جس کنویں میں حلال خوراپناڈول ڈال لے،وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: خاکروب یعنی حلال خوراپناڈول جس کنویں میں ڈالتا ہے جوکہ اس کے گھر کا ہے،پھر بعد بھرنے پانی وہ

---

(۱) رسائل الأركان،ص:۳۲،فصل في المياه،المطبع العلوی لکھنؤ،انیس
(۲) الطريقة المحمدية (مخطوطه)الصنف الثاني ماورد عن أئمتناالحنفية.
(۳) الأشباه والنظائر، جمیل الرحمٰن،ص:۷۵،القاعدةالثالثة۔انیس

ڈول اپنے گھر لے جاتا ہے، اسی طرح کرتا رہتا ہے، آیا وہ چاہ پاک ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کو اس کنویں سے پانی بھرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

(دوسرے مفتی کا) حلال خور ایک نیچ قوم نجس ہے، پاک ہونے کی کوئی شرط ان کو معلوم نہیں ہے، خداوند تعالیٰ مشرک کو نجس فرماتا ہے، جو خود ناپاک ہوگا، کب پاک کو معلوم کرے گا، وہ خود ناپاک اس کے برتن ناپاک، جو چیز مذہب اسلام میں حرام ہے ان کے نزدیک ایسا نہیں ہے اس لئے ڈول اس کا نجس ہوا، خدا جانے اس پر کیا کچھ ہوتا ہے، چاہے سگ پیشاب کردے، اس لئے اس چاہ کا پانی نہ برتنا چاہئے۔ یہی مطلب مبارک اس آیت کا ہے:

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ" الخ. (۱)

(تحقیق بزرگ تمہارا نزدیک اللہ تعالیٰ کے پرہیزگار تمہارے۔)

جب قرآن شریف پرہیز کا حکم فرماتا ہے تو معلوم کرلو کس بات پر پرہیز حاصل ہوتا ہے وہ کنواں ناپاک ہے، مسلمان پانی نہ برتیں، جب تک شرط پاک کرنے کی ادا نہ ہو۔

"اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ"۔(۲)

الجواب

(از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ؒ دارالعلوم) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے، جب تک ناپاکی اس کے ڈول کی دیکھ نہ لی جائے یا علم اس کا نہ ہو جاوے، اس وقت تک کنویں کو ناپاک نہ کہیں گے۔ فقہ کا مسلم مسئلہ ہے:

"الیقین لا یزول بالشک". (۳) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۹۶)

طوائف اور بے نمازی کے پانی بھرنے سے کنواں، ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: طوائف اور بے نمازیوں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، پانی تو مشرکین کے بھرنے سے بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۲۲۶)

(۱-۲) سورۃ الحجرات: ۱۳۔

(۳) الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص ۵۷۔ ظفیر

(۴) اس لئے کہ ان لوگوں کے پانی نکالنے سے کنویں کے پانی میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی، سارے انسان پاک ہیں اور ان کا جوٹھا بھی پاک ہے۔ (فسؤر آدمی مطلقاً ولو جنباً أو کافراً أو امرأةً الخ (طاهر) طهور بلا کراهة. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، مطلب فی السور: ۱/۲۰۵، ظفیر)

چاول وغیرہ پرستش کردہ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: کنویں میں سے غیر مسلم کے پانچ سات گھر اپنی ضرورت کیلئے پانی لیجاتے ہیں اور اپنی خوشی کے موقع پر چراغ جلاتے ہیں اور کنویں میں ڈالتے ہیں۔ چاول، ناریل ڈالتے ہیں، اس کی اچھی طرح پرستش کرتے ہیں۔ آیا اس کا پانی مسلمانوں کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

یہ کام غلط ہے، اس کے باوجود ان چیزوں کی وجہ سے کنواں ناپاک نہیں ہوا، اس کا پانی استعمال کرنا درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۱۶۵/۵)

مستعمل پاک جھاڑو کنویں میں گرگئی، تو کنواں پاک رہا یا ناپاک ہوگیا:

سوال: مسجد کی وضو کرنے کی نالی میں جو جھاڑو دی جاتی ہے اس کو پاک کر کے رکھا تھا وہ کنویں میں گرگئی تو کنواں پاک ہے یا ناپاک؟ زید کہتا ہے کہ دھونے سے ہر شئے پاک ہوجاتی ہے، لہذا اس صورت میں کنواں پاک ہے

الجواب ــــــــــــــ

اس صورت میں وہ کنواں پاک ہے، زید کا قول صحیح ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۲۲۱/۱)

کنویں میں جوتا گرجانا:

سوال: کنویں میں سلیپر گرگیا جس کے متعلق طہارت اور نجاست کا کوئی علم نہیں تو کنواں پاک ہے یا پلید؟

الجواب ــــــــــــــ باسم ملھم الصواب

اگر سلیپر کے پلید ہونے کا یقین نہیں تو کنواں پاک ہے۔

قال فی الشامیة نا قلاً عن البحر: وقید نا بالعلم لأنهم قالوا فی البقر ونحوه یخرج حیاً لایجب

---

(۱) قال العلامة الکاسانیؒ: ولو غیر الماء المطلق بالطین أوبالتراب أوبالجص أوبالنورة وبوقوع الأوراق أوالثمار فیه أو بطول المکث، یجوز التوضؤ به. (بدائع الصنائع:۱۶۵/۱، کتاب الطهارة، فصل: وأما شرائط أرکان الوضوء، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(۲) پاک چیز گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوا کرتا ہے۔

تجوز الطهارة بماء خالطه شیء طاهر الخ والماء الذی یختلط به الأشنان أوالصابون أوالزعفران بشرط أن تکون الغلبة للماء الخ هذا إذا لم یزل عنه اسم الماء الخ وهوالضابط عند مخالطة الأشیاء الجامدة للماء من غیر طبخ الخ فحکمه حکم الماء المطلق یجوز به الوضوء .(غنیة المستملی، فصل فی أحکام المیاه:۸۷/۱، ظفیر)

نـزح شـيء وإن كان الظاهر اشتمال بولها علىٰ أفخاذها، لكن يحتمل طهارتها بأن سقطت عقب دخـولهـا ماءً كثيرًا مع أن الأصل الطهار ة الـخ. ومثله في الفتح. (ردالـمحتار:۱/۲۱۳،فصل في البئر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔۳۰/ذی الحجہ۷۴ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۳۹)

گہرے کنویں میں جوتے کا گر جانا:

سوال: جوتا کنویں میں گر گیا کنواں بہت گہرا ہے۔اس کا پانی کم نہیں ہوسکتا اوراس کے اندر آدمی کے جانے میں جان کا خطرہ ہے کس طرح پاک ہو؟

الجواب ــــــــــــــ و باللّٰہ التوفيق

اگر جوتا نکالنے میں جان کا خطرہ نہ ہوتو نکال دیا جائے ورنہ چھوڑ دیا جائے پھراگر کل پانی نکالا نہ جاسکے تو تین سو ساٹھ ڈول نکال دیا جائے، کنواں پاک ہوجائے گا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔محمد عثمان غنی (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۲)

اگر چشمہ والے کنویں میں جوتا گر جاوے:

سوال: ایک کنویں میں اس قدر پانی عمیق ہے کہ وہ ٹوٹ نہیں سکتا اس کے اندر ایک جوتہ مستعمل گر گیا اور وہ جوتہ پانی میں ڈوب گیا ہر چند کوشش کی گئی مگر وہ جوتا نہ ملا اور پانی جس قدر کنویں سے نکالا جاتا ہے اسی قدر بھر آتا ہے اور جوتہ بھی نہیں نکل سکتا تو اس کا پانی کس طرح پاک ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــ

جب تک یقین نجاست کا نہ ہو کنواں ناپاک نہیں ہوتا اگر بالیقین جوتہ کا ناپاک ہونا معلوم ہو تو بصورت دشواری جوتہ کے نکلنے کے بعد تین سو ڈول پانی اس کنویں میں سے نکلوا دیئے جائیں پانی پاک ہوجاوے گا۔(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(عزیز الفتاویٰ:۱/۱۸۴)

---

(۱) اگر جوتا نجس ہوتو اولاً اس کو نکالنا اور پھر پورا پانی نکال کر پھینک دینا ضروری ہے اور اگر کنواں گہرا اور اس کے اندر چشمہ جاری ہے تو ماہرین کی رائے سے کل پانی کا اندازہ کیا جائے پھر اتنا پانی نکال دیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ دوسو سے تین سو ڈول تک پانی نکالا جائے ،پہلی صورت میں احتیاط ہے اور دوسری صورت میں سہولت، تین سو ساٹھ ڈول کی صراحت کا کوئی قول نہیں مل سکا۔واضح رہے کہ اگر جوتا پاک ہوتو پانی نکالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔(مجاہد)

(إذا وقـعـت نـجـاسة)....(فـي بـئـر دون الـقـدر الـكـثيـر)......(ينزح كل مـائهـا)....(بعدإخراجه)إلا إذا تعذر....(وإن تعذر)نزح كلها لكونها معيناً(فبقدرمافيها)....(يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء) به يفتیٰ،وقيل يفتیٰ بمأتين إلیٰ ثلثمائة وهذا أيسر وذلك أحوط. (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار:۱/۳۶۶،۳۶۷)

(۲) الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار:۱/۳۶۶،۳۶۷۔انیس

نجس جوتے کا کنویں میں گرنا:

سوال: اگر جوتی کنویں میں گر گئی اور وہ اب نہیں نکلتی تو کیا کرنا چاہئے اور اگر نکل گئی تو کس قدر پانی نکالنا چاہئے؟

الجواب

فی الدرالمختار: (ینزح کل مائها)......(بعد إخراجه) إلا إذا تعذر کخشبة أو خرقة متنجّسة. (۱)

اگر نکل سکے تو نکالنے کے بعد اور اگر نہ نکل سکے تو بدوں اس کے نکالے ہوئے کل پانی نکالا جاوے اور اگر جوتی پاک تھی تو کوئی حرج نہیں۔ فقط

۱۱؍ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ، امداد صفحہ ۱۳ ج ۱۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۶۹)

ناپاک چپل کا کنویں میں گرنا:

سوال: میرا جعفر آباد، ضلع راولپنڈی میں، لب نالۂ بارانی نشیب جگہ میں ایک کنواں ہے، جس سے گاؤں کے لوگ پانی بھرا کرتے ہیں۔ ایک روز ایک راہ گزر لڑکی نو دس سالہ، پانی پینے کے لئے کنویں پر گئی۔ اتفاقاً اس کے ایک پیر کی سلیپر، جو ایک قسم کی جوتی ہے، کنویں میں گر پڑی، اس کی پلیدی کی کسی کو خبر نہیں کہ آیا وہ سلیپر پاک تھی یا پلید؟ ہاں تین عورتیں اس وقت کنویں پر موجود تھیں، ان کا بیان ہے کہ جو سلیپر دوسرے پیر میں تھی اس کے اوپر کا پنجہ صاف تھا۔ بس اسی قدر بیان ہے۔ اب التماس یہ ہے کہ یہ کنواں بحکم ''**الیقین لایزول إلا بالیقین**'' اپنی طہارتِ قدیمہ کے موجب پاک وطاہر رہے گا، جیسا کہ فقہائے کرام نے بلا تیقن نجاست، ''**نزح کل ماء**'' یا ''**بعض ماء**'' کا حکم نہیں دیا ہے، یا محض احتمال وشک نجاست پر، نجاست چاہ کا حکم دیا جائے گا؟ مہربانی فرما کر اس کا جواب بادلائل مرحمت کیا جاوے۔

الجواب

فی رد المحتارعن البحر: وقیدنا بالعلم لأنهم قالوا فی البقرونحوه: یخرج حیًا لایجب نزح شیء وإن کان الظاهراشتمال بولها علیٰ أفخاذها لکن یحتمل طهارتها بأن سقطت عقب دخولها ماءً کثیرًا مع أن الأصل الطهارة.اهـ ومثله فی الفتح. (ج۱ص۲۱۹)(۲)

روایتِ ہٰذا اصریح ہے اس چاہ کے طاہر ہونے میں۔ فقط

کتبہ محمد اشرف علی۔ ۱۶؍صفر ۱۳۲۸ھ۔ تتمہ اولیٰ فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۴۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۶۹-۷۰)

(۱) الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار: ۱/۶۶-۳۷۲،۳، انیس
(۲) کتاب الطهارة، فصل فی البئر، تحت قول الدر: ولیس بنجس العین. انیس

اگر کنویں میں استعمالی جوتا گر پڑے تو:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: اگر ایک کنویں میں جوتا مستعمل گر پڑا ہو، اور وہ کنواں تحت وتصرف اہل اسلام کے ہو اور جوتے کا نکلنا، بباعث کثرت آب غیر ممکن ہو، یعنی غوطہ مارنے و کانٹا ڈالنے و چرس ڈالنے سے پانی نہ ٹوٹے اور جوتہ نہ نکلے اور اس بستی میں کوئی اور ایسا کنواں یا تالاب نہ ہو جس سے اہل دیہہ اکتفا کر سکیں، آیا ایسے کنویں کا پانی پینا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے کنویں میں سے تین سو ڈول نکال دیویں، پاک ہو جائے گا، اگر چہ جوتی نہ نکلے۔(۱) جوتی اگر چہ اس میں پڑی رہے، پانی نکال ڈالیں پاک ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ مجموعہ کلاں، ص ۲۰۵۔۲۰۶۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۰)

مستعمل جوتا کنویں سے نکالنے کے بعد پانی کا حکم:

سوال: اگر جوتا کنویں میں گر جائے تو اس کا نکالنا کنویں سے ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

مستعمل جوتا کو نکالنا چاہیے پھر اگر اس پر پلیدی معلوم ہو تو پانی کنویں کا نجس ہے، کنویں سے حسب قاعدہ پانی نکالنا چاہیے۔(۲) اور اگر پلیدی معلوم نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہے۔ (عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۸۷)

جس کنویں سے جوتا نکلا اس کے پانی کا حکم:

سوال: ایک مسجد میں ایک کنواں ہے اس کا کیچڑ چھ سات سال میں نکالا جو امسال بالکل خشک ہو گیا، لیکن اس کے درمیان میں گاہ بگاہ جب کبھی ناپاک ہو جاتا تھا اس کا پانی توڑ دیتے تھے، اس میں سے ایک جوتا بالکل بوسیدہ ۲/۳ ٹکڑے نکلے۔ اب شرع شریف سے جو نمازیں پڑھی ہیں تو کسی قسم کا نقص تو نہیں آیا، یا مسجد کی کوئی ناپاکی وغیرہ کا حکم تو نہیں ہے؟ اگر ہو تو تحریر فرمادیں تاکہ اس کے موافق عمل کیا جائے؟ (از: بیاور ضلع اجمیر، احقر عبدالوہاب، ۱۰/محرم ۵۶ھ)

---

(۱) یہ بات بسبب تعذر ہے، درمختار میں ہے: (ینزح کل مائھا) ...... (بعد إخراجه) إلا إذا تعذر. (۱/۳۹، فصل فی البئر، عکس مجتبائی، دہلی، نیز شامی فصل فی البئر، ص ۱۴۱ ج ۱، مطبع مجتبائی دہلی)

اور سوال سے یہ بات واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں جوتا نکالنا دشوار تھا۔

البتہ اگر مستعمل جوتا ناپاک نہ تھا یا اس کے ناپاک ہونے کا علم نہ تھا تو پانی نہ نکالا جائے گا، کنواں پاک ہے۔ انیس

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار، فصل فی البئر: ۱/۲۱۱ تا ۲۱۵، انیس

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

جوتا اگر ناپاک تھا تو اس سے کنواں بھی ناپاک ہوگیا اور جس وقت جوتا کنویں میں دیکھا گیا ہے اسی وقت سے کنویں کو ناپاک کہا جائے گا، اس کے پہلے کی نماز، وضوو غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مسجد کا لوٹا وغیرہ بھی کچھ ناپاک نہیں۔ اور اگر ناپاک جوتا گرنے کا وقت معلوم ہے تو اس وقت سے کنویں کو ناپاک سمجھنا چاہئے اور اس ناپاک پانی کو وضو، غسل، برتن وغیرہ میں استعمال کیا ہو تو برتن وغیرہ کو پاک کرنا چاہئے۔

اس سے وضو کرکے جس قدر نمازیں پڑھی ہیں ان کا اعادہ کرنا چاہئے۔ غرض جس جس شئی کو وہ ناپاک پانی لگا ہے وہ تمام ناپاک ہے:

"ووجود حيوان ميت فيها: أي البئر ينجسها الخ" مراقى الفلاح. قال الطحطاوى: "(قوله: وجود حيوان الخ) قيد بالحيوان؛ لأن غيره من النجاسات لايتأتى فيه التفصيل ولا الخلاف، بل ينجسها من وقت الوجدان فقط". (طحطاوى، ص: ۲۵)(۱)

لیکن اگر جوتا کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو تو محض شک کی بنا پر کنویں کو ناپاک نہیں کہا جائے گا: **"شک في وجود النجس، والأصل بقاء الطهارة ، الخ".** (۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۰/۵-۱۶۱)

جس کنویں پر جوتے سمیت چڑھا جاوے کیا وہ پاک نہیں رہتا:

سوال: مسجد کے چاہ پر اکثر نمازی مع جوتوں کے اور بے نمازی ننگے پیر، پانی کھینچتے ہیں، کبھی جوتا رسی سے لگتا ہے اور رسی کا پانی کنویں میں گرتا ہے، تو یہ پانی قابل استعمال رہتا ہے یا نہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس صورت میں پانی پاک ہے کچھ وہم نہ کیا جاوے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۲۸/۱)

---

(۱) حاشية الطحطاوى: ص ۲۱، فصل فى مسائل الآبار، قديمى

(۲) الأشباه والنظائر: ۸۸/۱، القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشک، إدارة القرآن کراچی۔ قال العلامة ابن عابدين: "قوله: ولو شک، الخ، فى التاترخانية: من شک فى إنائه أوثوبه أوبدنه أصابته نجاسة أولا، فهو طاهر ما لم يستيقن، وكذا الآبار والحياض والحباب الموضوعة، الخ". (رد المحتار: ۱۵۱/۱، نواقض الوضوء، قبيل مطلب فى أبحاث الغسل، سعيد)

(۳) اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص ۷۵) فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز ولو شک فالأصل الطهارة (درمختار) وإلا فمجرد الشک لايمنع لما فى الأصل أنه يتوضأ من الحوض الذى يخاف قذرًا ولا يتيقنه وينبغى حمل التيقن المذكور علىٰ غلبة الظن والخوف على الشک أوالوهم كما لايخفىٰ. (رد المحتار، باب المياه: ۱۷۱/۱ ظفير)

پیروں کا میل رسی میں لگ کر پانی میں ٹپکے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں:

سوال: ننگے پاؤں پانی بھرنا اور پیروں کا میل رسی کو لگے اور کنویں میں ٹپکے تو ناپاک ہے یا نہیں؟

الجواب

شبہ اور شک سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، تاہم احتیاط کرنی اچھی بات ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۲۵،۲۲۶)

ڈول کو، راستہ کی مٹی سے مَل کر، کنویں میں ڈالا تو کنویں کا حکم:

سوال: ایک ہندو نے اپنے لوہے کے ڈول کو راستہ کی مٹی مل کر کنویں میں ڈالا، وہ مٹی کنویں کے اندر پانی میں مل گئی، اب اس کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

پانی اس کنویں کا پاک ہے، پینا اور وضوو غیرہ کرنا اس سے درست ہے، کیوں کہ اولاً مٹی اگر ناپاک بھی ہو تو خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے۔ **کما ورد فی الحدیث:**

"ذکاة الأرض یبسها". (۲)

اور ثانیاً یہ قاعدہ فقہ کا ہے:

" الیقین لا یزول بالشک". (۳)

الحاصل وہ پانی پاک ہے۔(۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۲۳)

بالٹی میں ناپاک کپڑا دھو کر بغیر پاک کئے کنویں میں بالٹی ڈالدی:

سوال: میں نے ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کی غرض سے کنویں سے بالٹی میں پانی نکال کر کپڑے کو اٹھایا کہ اتفاقاً دو چار قطرے پانی اس ناپاک کپڑے سے ٹپک کر بالٹی میں پڑ گیا، پانی تو میں نے اس بالٹی کا پھینک دیا مگر بے

---

(۱) کما لو مشٰی علٰی ألواح مشرعة بعد مشی من برجله قذر لایحکم بنجاسة رجله ما لم یعلم أنه وضع رجله علٰی موضعه للضرورة (فتح) وفیه عن التجنیس: مشی فی طین أو أصابه ولم یغسله وصلی تجزیه مالم یکن فیه أثر النجاسة لأنه المانع إلاأن یحتاط. (ردالمحتار، تحت قوله مشی فی حمام الخ فصل فی الاستنجاء: ۱/۲۲۴)

(۲) دیکھئے!مصنف ابن أبی شیبة:۱/۵۷۔

(۳) الأشباه و النظائر،القاعدة الثالثة: ص ۵۷،ظفیر

(۴) (و)تطهر(أرض) بخلاف نحوبساط (بیبسها) أی جفا فها ولوبریح (وذهاب أثرها کلون) وریح الخ ثم هل یعود نجساً ببله بعد فرکه ؟ المعتمد لا، وکذاکل ما حکم بطهارته بغیرمائع (درمختار)أی کالدلک فی الخف، والجفاف فی الأرض. (رد المحتار، باب الأنجاس:۱/۲۸۶-۲۸۹)

خیالی میں اس بالٹی کو تین مرتبہ دھوئے بغیر میں نے کنویں میں ڈال دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں کنواں پاک رہا یا ناپاک ہوگا؟ یہ کنواں مسجد کا ہے اس کی ایک الگنی (کپڑے لٹکانے کی رسّی یا ڈوری) ہے جس پر پاک وناپاک ہر قسم کے کپڑے سکھائے جاتے ہیں، اس الگنی کا کیا حکم ہے؟ کیا ہم ایسے پاک کپڑے اس الگنی پر سوکھنے کیلئے ڈال سکتے ہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر ناپاک کپڑا بالٹی میں ڈال کر دھوکر نکالا اور بغیر پاک کئے بالٹی کنویں میں ڈال دی تو کنواں ناپاک ہوگیا، سب پانی نکالنا ضروری ہے۔(۱) اس سے پہلے اس کے پانی سے وضو کرکے جو نمازیں پڑھی گئی ہیں، ان کا اعادہ کیا جائے۔(۲) اور جس کپڑے یا بدن کو ایسا پانی لگا ہے اس کو بھی پاک کیا جائے، مسجد کے فرش پر بھیگا پیر رکھا ہو پھر وہ فرش خشک ہوگیا تو اس کو پاک کرنے کی ضرورت نہیں۔(۳)

اس الگنی پر کپڑا سکھانے کی اجازت ہے، اگر اس پر ناپاک کپڑا ڈالا گیا تھا اور اس ناپاکی کا اثر الگنی پر نہیں تھا، نہ اس پاک کپڑے پر آیا جو سکھانے کیلئے ڈالا گیا تو یہ ناپاک نہیں ہوا۔(۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۲/۳ ھ، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۴۱-۱۴۲)

ناپاک کنویں میں ڈول ڈالنے سے ڈول ناپاک ہو جائے گا:

سوال: (۱) ایک کنویں میں بندر نے پائخانہ کیا، اس کے پاک کرنے سے پہلے ایک شخص نے ضرورت کی بنا پر پانی نکالا، پھر اس کا تمام پانی اس ڈول رسّی کے علاوہ دوسرے سے نکال دیا۔

اب قابلِ دریافت امر یہ ہے کہ اس ڈول رسّی کو جو کہ سورج سے خشک ہوچکی اس کو بغیر دھوئے استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں، اور یہ حکم دونوں نجاستوں کا ہے یا فقط غلیظہ کا؟

(۲) اور یہ بھی واضح فرمادیں کہ نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ گرنے کے بعد نجاست غلیظہ ہوتی ہے یا خفیفہ؟ مع حوالہ کتب اور عبارت نقل فرماکر مشکور فرماویں۔

---

(۱) ولو وقعت في البئر خشبة نجسة أو قطعة ثوب نجس......وجب منها نزح عشرين دلوًا .الخ. (الفتاویٰ العالمگیرية: ۱/۲۰، ماء الآبار، رشيديه)

(۲) و إن علم وقت وقوعها يعيدون الوضوء و الصلاة من ذلك الوقت بالإجماع . (الفتاویٰ العالمگيريه: ۱/۲۰، ماء البئر، رشيديه)

(۳) الأرض تطهر باليبس وذهاب الأثر للصلاة. (الفتاویٰ العالمگيرية: ۱/۴۴، باب الأنجاس، رشيديه)

(۴) ويشارك الأرض في حكمها كل ما كان ثابتًا فيها كالحيطان والأشجار والكلأ والقصب ما دام قائمًا عليها. (الفتاویٰ العالمكيرية: ۱/۴۴، باب الأنجاس، رشيديه)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

بغیر پاک کئے اس ڈول، رسّی کا استعمال درست نہیں، ناپاک پانی نے اس کو ناپاک کردیا، اب اس کو پاک کرنے کے لئے پانی سے دھونا ضروری ہے، خشک ہونا کافی نہیں۔ نجاستِ خفیفہ اور غلیظہ ہر دونوں کا حکم پانی کے حق میں ایک ہے، خفت کا فرق کپڑے اور بدن پر ظاہر ہوتا ہے، پانی پر نہیں۔ پانی بہر صورت نجاست غلیظہ ہوجاتا ہے، پھر جس شئی کو یہ پانی لگے گا اس پر بھی نجاست غلیظہ کا حکم جاری ہوجائے گا:

"(إذا وقعت نجاسة)...... ولو مخففةً...... (فی بئر...... ینزح کل مائها) اهـ" کذا فی الدر.

"قوله: ولو مخففةً؛ لأن أثر التخفيف وهو العفو عما دون الربع لایظهر فی الماء، وأفاد ط أنه لو أصاب هذا الماء ثوباً فالظاهر أنه تعتبر هذه النجاسة بالمخففة" اهـ. (شامی)(۱)

" الغليظ والخفيف فی المياه سواء" اهـ طحطاوی: ۲۱. (۲)

"وخفة النجاسة تظهر فی الثياب لافی الماء والبدن کالثياب" اهـ بحر: ۱/ ۲۲۱. (۳)

زمین اور وہ شئی جو زمین کے ساتھ متصل باتصالِ قرار ہو، خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے، ڈول، رسّی کی یہ شان نہیں۔

" (و) تطهر (أرض)...... (بيبسها)...... (وذهاب أثرها)، بخلاف نحو بساط وحصير وثوب وبدن مما ليس أرضاً ولا متصلاً بها اتصال قرار،آه". (درمختار وشامی بتغیر یسیر: صفحہ ۲۸۶)(۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/ ذی الحجہ/ ۶۶ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۹/۵، ۱۴۰)

ناپاک کنویں میں ڈول ڈالا گیا، تو ڈول کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک کنویں میں حسب معمول پانی کے لئے ڈول ڈالا گیا، لیکن کھینچنے کے بعد معلوم ہوا کہ کنواں کسی جانور کے گرجانے سے پلید ہوگیا ہے، تو وہ ڈول ناپاک ہوا یا نہیں، یہ ڈول دوسرے کنواں میں ڈالا گیا تو وہ پاک رہا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

سوال کی اس عبارت "لیکن کھینچنے کے بعد معلوم ہوا" سے واضح ہے کہ چاہ کی ناپاکی کا علم بعد کھینچنے ڈول کے ہوا، لہٰذا بقول صاحبینؒ جو کہ مفتیٰ بہ ہے وہ ڈول اور پانی جو کہ پہلے علم نجاست سے، نکالا گیا ہے، پاک ہے۔

(۱) رد المحتار: ۲۱۱/۱، فصل فی البئر، سعید

(۲) حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۶ فی مسائل الآبار ، قدیمی

(۳) البحر الرائق: ۳۹۸/۱، باب الأنجاس، رشيديه

(۴) الدر المختار مع رد المحتار: ۳۱۱/۱، باب الأنجاس، سعيد

درمختار میں ہے: ”وقالا من وقت العلم فلا یلزمهم شئ قبله،الخ“.(۱)
یعنی صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ چاہ کے نجس ہونے کا حکم وقت علم سے دیا جاویگا، اور جو پانی پہلے نکل چکا وہ پاک ہے، لہذا ڈول بھی پاک رہا۔ فقط (فتاوی دارالعلوم ۱/۲۱۲)

ناپاک گڈھے میں برتن ڈبوکر کنویں میں ڈالدیا تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک گڑھا جس میں بول وبراز ہوتا ہے اس میں بارش کا پانی جمع ہوا اور بہا نہیں، اس میں لڑکوں نے برتن ڈبویا، پھر اس کو چاہ میں ڈالدیا تو کتنا پانی نکالا جاوے؟ برتن چاہ میں موجود ہے؟

الجواب

اس صورت میں بھی تین سوڈول پانی اس کنویں سے نکالا جاوے اور وہ برتن پہلے نکال لیا جاوے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۲۶)

تورئی، ہانڈی دھوکرتر ہاتھ سے بالٹی چھونے اور کنویں میں ڈالنے پر پانی کا حکم:

سوال: ناپاک ہاتھ سے تورئی چھیلا، کاٹا اور ہانڈی میں پک بھی گئی، تورئی کے اس ہانڈی کو دھویا اور تر ہاتھ سے بالٹی بھی چھودیا اور کنویں میں بالٹی ڈال دیا، اب اس کنویں کا پانی کتنا پھینک کر پاک کریں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

تورئی اور ہانڈی کو دھونے کے بعد تر ہاتھ سے بالٹی چھوئی گئی تو بالٹی ناپاک نہیں ہوئی، کیوں کہ تورئی اور ہانڈی کے دھونے میں ہاتھ پاک ہوگیا تھا اور جب بالٹی ناپاک نہیں ہوئی، تو اس بالٹی کو کنویں میں ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا، اس وجہ کر پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۸۱-۸۲)

وہ کنواں جس میں سرکنڈہ ڈال دیا جائے پاک ہے یا ناپاک:

سوال: برسات کے زمانہ میں ایک چاہ پختہ کے اندر لڑکوں نے پانچ سرکنڈے یعنی سرے ڈال دیئے جس وقت

---

(۱) الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب مهم فی تعریف الاستحسان:۱/۲۰۲، ظفیر

(۲) (إذا وقعت نجاسة) لیست بحیوان ولومخففة أوقطرة بول الخ (فی بئر دون القدر الکثیر)......ولا عبرة للعمق علی المعتمد الخ (ینزح کل مائها) الذی کان فیها وقت الوقوع الخ (بعد إخراجه) الخ (وإن تعذر) نزح کلها لکونها معینا (فبقدرما فیها) وقت ابتداء النزح قاله الحلبی (یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء) به یفتیٰ، وقیل یفتیٰ بمأتین إلیٰ ثلاث مأة وهذا أیسر. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی البئر:۱/۱۹۸، ظفیر)

ان کے والدین کو معلوم ہوا فوراً کوشش کر کے چار سرکنڈے تو نکالدیئے ایک ڈوب گیا اور کسی طرح نکل نہ سکا، چنانچہ تین سوڈول پانی نکالا گیا اور اہل محلّہ اس کا پانی استعمال کررہے ہیں، صرف چند لوگ اس کا پانی استعمال نہیں کرتے؟

الجواب

وہ چاہ ناپاک نہیں ہوا تھا، کیوں کہ شبہ سے شرعاً حکم ناپاکی کا نہیں دیا جاتا،(۱) اور اب تو اس میں سے تین سوڈول بھی نکال دیئے گئے اور وہ سرکنڈہ بھی دھل کر صاف ہوگیا ہوگا۔ بہرحال اگر بالفرض ان سرکنڈوں کو ناپاک بھی سمجھا جائے تو تین سوڈول نکالنے سے باقی پانی چاہ کا پاک ہوگا، اب استعمال اس کا ہرطرح درست ہے کچھ وہم اور شبہ نہ کیا جاوے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۳۰)

ڈاکٹری دواڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: ڈاکٹر اکثر کنویں میں برنگ بیگن دوا ڈالتے ہیں کیڑے مرنے کے لئے، چونکہ رنگ پانی کا متغیر اور بد مزہ ہوجاتا ہے، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

وہ پانی پاک ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۲۷) ☆

کنویں میں ڈالنے کی سرخ دوا پاک ہے:

سوال میونسپلٹی کی طرف سے جو دوا کنویں میں کیڑوں کے مرنے اور صفائی کے لئے ڈالی جاتی ہے، اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) الأشباہ والنظائر،القاعدة الثالثة:۵۷،رد المحتار:۱/۱۵۱،نواقض الوضوء،قبیل مطلب فی أبحاث الغسل۔مطبوعہ،انیس

(۲) (إذاوقعت نجاسة)...الخ.(الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار:۱/۲۶ ۳،۳۷۲)

(۳) فإن تغیرت أوصافه الثلاث بوقوع أوراق الأشجارفيه وقت الخريف فإنه يجوز به الوضوء عند عامة أصحابنا الخ والتوضی بماء الزعفران والزردج والعصفر يجوز إن كان الماء رقيقًا.(عالمگیری کشوری، ماء الآبار:۱/۲۰)

☆ **وہ کنواں جس میں دواڈالی جائے پاک ہے یا ناپاک:**

سوال: کنویں میں آجکل دوائی ڈالی جاتی ہے اس پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب

وضو کرنا اس سے درست ہے۔

”وتجوز الطهارة بالماء (إلٰی قوله) والماء الذی يخلط به الأشنان أو الصابون أوالزعفران بشرط أن تكون الغلبة للماء من حيث الأجزاء بأن تكون أجزاء الماء أكثر من أجزاء المخالط هذا إذا لم يزل عنه اسم الماء“ الخ.(كبيری)(غنية المستملی،فصل فی أحكام المياه:۱/۸۷،انیس) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۹۸)

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بعض حضرات سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس دوا میں کوئی نجاست شامل نہیں ہوتی، اگر واقعہ یہی ہے، تو پانی پاک ہے اس کا استعمال جائز ہے،(۱) البتہ اگر پینا مضر ہو تو پینے میں استعمال نہ کیا جائے، تاہم اس امر کا فیصلہ قطعی اس وقت ہوسکتا ہے کہ اس دوا کے اجزاء مفردات مع کیفیات ڈاکٹروں سے تحقیق (کرکے) لکھے جائیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دارالعلوم امداد المفتین: ۲۴۷)

شک سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: موضع دمری والا، ضلع دہرہ دون، میں ایک قدیمی کنواں ہے، اس کنواں سے ہندو مسلمان پانی پیتے رہے، عرصہ پندرہ بیس یوم سے ہندوؤں نے چماروں سے بھی اس کنویں سے پانی کھنچوانے کا ارادہ کرلیا ہے، حاکم ضلع نے بھی اس کی اجازت دے دی ہے، مسلمانوں نے حتی المقدور کوشش کی مگر ناکام رہے۔

کنواں ہندوؤں کی ملکیت ہے، مسلمان محض بحیثیت کاشتکار ہیں، کنویں کے علاوہ اور کوئی انتظام پانی پینے کا نہیں۔ موضع کی آب وہوا خراب ہے، خصوصاً برسات میں بہت بدتر ہوجاتی ہے، دیہات میں جو پانی گول وغیرہ میں پہنچتا ہے وہ بےحد گندہ ہے۔ ہندوؤں کی دیگر اقوام مثلاً: سقہ، بنجارہ، لودہا وغیرہ بھی مردارخور ہیں۔ اگر چمار کنویں سے پانی بھرنے لگیں، تو مسلمانوں کو اس کنویں سے پانی پینا چاہئے یا نجس چھوڑ دینا چاہئے؟

المرسل: حافظ عبدالعزیز، پارچہ فروش، بازار، دھامانوالہ، ضلع دہرہ دون، ۱۹/اگست ۱۹۳۳ء

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

جب تک یقین نہ ہوجائے یا ظنِ غالب سے کنویں میں نجاست گرنا معلوم نہ ہوجائے، اس وقت تک کنویں کا پانی شرعاً پاک ہی رہے گا محض شک کی وجہ سے ناپاک نہ ہوگا۔(۲)

لہٰذا اس کا پینا اور دیگر ضروریات میں استعمال کرنا جائز ہوگا، البتہ جب یقین یا ظن غالب سے کنویں میں نجاست کا گرنا معلوم ہوجائے، تو اس کا استعمال کرنا جب تک کنواں پاک نہ ہوجائے جائز نہ ہوگا۔

”شک في وجود النجس، فالأصل بقاء الطهارة“.(۳)

---

(۱) غنية المستملي، فصل في أحكام المياه: ۱/۸۷، انیس

(۲) لو شک فی إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أولا، فهو طاهر ما لم يستيقن، وكذا الآبار والحياض والحباب الموضوعة فی الطرقات، ويستقی منها الصغار والكبار والمسلمون والكفار، الخ. (الفتاویٰ التاتارخانية: ۱/۱۷۹، المياه، إدارة القرآن، کراچی)

(۳) الأشباه والنظائر: ۱/۱۸۸، القاعدة الثالثة: ”اليقين لا يزول بالشک“، إدارة القرآن، کراچی

''إذا وقعت في البئر نجاسة نزحت''. (۱)

اگر بلاشک کے پاک پانی ملے، تو اس کا استعمال کرنا بہتر ہے:

''دع مایریبک إلیٰ مالایریبک''. (۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی، عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۵/۵۲ھ۔ الجواب صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفر لہ صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۴/۵، ۱۶۵)

کنویں میں جب تک ناپاکی کا گرنا متیقن نہ ہو، اسے پاک سمجھا جائے گا:

سوال: اکثر کنویں دیکھے جاتے ہیں کہ عام طور پر لوگ ان میں احتیاط نہیں کرتے، گلیوں میں برہنہ پاؤں پھرتے ہیں، بے نمازی ہوتے ہیں، بلکہ یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ہیں یا نہیں، گلیوں میں نجاست بھی ہوتی ہے، غالب ظن ہے کہ وہ پاؤں کے ساتھ نجاست لگنے سے پرہیز نہیں کرتے، ایسے لوگ کنووں پر آتے ہیں پانی نکالتے ہیں، پانی کنویں کے کنارہ پر گرتا ہے، پیران لوگوں کے، اس پانی سے بھیگ جاتے ہیں، بلکہ بعض لوگ پاؤں کو وہیں دھو بھی لیتے ہیں، بعض مواضع میں لوگ جوتوں کے ساتھ ہی کنویں پر چڑھ جاتے ہیں اور پانی جوتوں کے ساتھ لگتا ہے، اس پانی سے رسّی بھی بھیگ جاتی ہے، اور ڈول یا بوکا بھی اس جگہ پڑتا ہے، وہ پانی کنویں میں گرتا ہے، رسی سے بھی ٹپک کر کنویں میں گرتا ہے، اور وہ ڈول یا بوکہ جن کو پانی مذکور لگ گیا تھا، وہ بھی کنویں میں ڈالے جاتے ہیں، عوام تو اس پانی کو بے دھڑک استعمال وضو وغیرہ کے واسطے کرتے ہیں، احقر کو ہمیشہ ایسے پانی کے استعمال میں کھٹکا رہتا ہے، مگر استعمال کر لیتا ہے اس خوف سے کہ ''اَلَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ'' کا میں مصداق نہ بن جاؤں، کیا ایسے پانی کو وضو وغیرہ کے لئے بے کھٹکے استعمال کر لیا جائے، یا کہ اور پانی کے ساتھ لایا جائے، بعض موقع پر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ پانی سے پیشاب کی بو آتی ہے، یا مزہ پیشاب کا ہوتا ہے یا دونوں ہوتے ہیں، اور لوگ بے کھٹک اس پانی کو وضو وغیرہ کے لئے استعمال میں لاتے ہیں، تو کیا ایسے موقع پر تیمّم کرنا چاہئے یا کہ اسی پانی سے وضو کر لیا جاوے، امام محمدؒ کے قول پر اگر تیمّم کا حکم ہو، تو امام نے اس پانی سے وضو کر لیا، لاپرواہی سے، اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لینا چاہئے یا تنہا پڑھے؟ اور بندر کا جوٹھا نجس ہے یا مکروہ؟ بینوا توجروا عندربکم

الجواب

''الیقین لایزول بالشک'' کے قاعدہ سے اس پانی کو پاک کہا جاویگا، جب تک اس میں ناپاکی کا گرنا متیقن نہ ہو جاوے، (۳) اور رنگ وغیرہ میں تغیر بھی نجاست کی دلیل نہیں، طول مکث وغیرہ سے بھی تغیر ہو جاتا ہے۔

---

(۱) الهداية: ۴۱/۱، فصل فی البئر، مکتبه شرکة علمية، ملتان
(۲) المقاصد الحسنة: ۲۱۴، دار الكتب العلمية، بيروت
(۳) لوشک فی إنائه أوثوبه ...الخ. (الفتاویٰ التاتارخانية: ۱۷۹/۱، المیاه، انیس)

اور بندر کا جوٹھا نجس ہے۔(۱) فقط

الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ، ۱۲/ رمضان/ ۴۴ھ (امداد الاحکام، جلد اول، ص:۳۸۲، ۳۸۳)

ناپاک گنوں کے ٹکڑے، کنویں میں ڈالنے سے، کنویں کا پانی پاک رہتا ہے یا نہیں:

سوال: جامع مسجد کے کونہ میں ایک کنواں ہے، اس کنویں میں ہندو مسلمان جب ضرورت ہوتی ہے، پانی بھرتے ہیں اور کنویں کی منڈیر سطحِ زمین سے ایک گز اونچی ہے، کنویں کے پاس سے ہندو اور مسلمانوں کے بچے گذرتے ہیں، سڑک سے ناپاک گنوں کے ٹکڑے، جو کہ نالی میں سے بھنگی صاف کر کے ایک طرف ڈالتا ہے، وہ اسی کنویں میں ڈال دیتے ہیں۔ مسجد کے نمازیوں کیلئے پانی اسی کنویں سے استعمال ہوتا ہے، مسجد کے نمازی نہ تو کنویں کی منڈیر اونچی کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر جالی ڈالتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ کنواں پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جب کنویں میں کسی ناپاک چیز کا گرنا ثابت ہو جائے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔(۲) منڈیر اونچی کرا کر یا جس طرح مناسب ہو، حفاظت کا انتظام کیا جائے اور محض شبہ کی وجہ سے کنویں کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند، ۱۰/ ۲/ ۸۹ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۸/۵-۱۳۹)

بچوں کے کپڑے کی گیند، کنویں میں گر جائے، تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں:

سوال: کپڑے کی گیند سے جو بچے کھیلتے ہیں، وہ اکثر پلیدی مثل نالی وغیرہ میں گرتی رہتی ہے، جو نجس بھی ہو جاتی ہے، اگر وہ کنویں میں گر پڑی اور ڈوب گئی اور نیچے جا بیٹھی، تو کنواں کس طرح پاک ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــ

جب تک اس گیند کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو، اور نجاست لگنا اس کو خاص دیکھا نہ گیا ہو، اس وقت تک کنویں کے پانی کو ناپاک نہ کہا جاویگا، جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے:

”لایزول الیقین بالشک“. پس شک سے حکم نجاست کا نہ کیا جاوے گا۔(۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۰۴/۱)

---

(۱) (و) سؤر (خنزیر وکلب وسباع بهائم) الخ (نجس) مغلظ ومنها الفيل كذا في الشامي. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، فصل في البئر، مطلب في السؤر: ۲۰۵/۱-۲۰۶، انیس)

(۲) (إذا وقعت نجاسة) ...الخ. (الدر المختار: ۲۱۲/۱، فصل في البئر، سعيد)

(۳) في التاتارخانية: من شك في إنائه... الخ. (رد المحتار: ۱۵۱/۱، نواقض الوضوء، سعيد)

(۴) اليقين لا يزول بالشك، ودليلها ما رواه مسلم عن أبي هريرة مرفوعًا:” إذا وجد أحد كم في بطنه شيئًا فأشكل عليه أ خرج منه شئ أم لا ؟ فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتًا أو يجد ريحاً. (الأشباه والنظائر)

قيل هذه القاعدة تدخل في جميع أبواب الفقه، والمسائل المخرجة عليها تبلغ ثلاثة أرباع الفقه أو أكثر. (شرح الحموي، الفن الأول، القاعدة الثالثة: ص۷۵)

بارش کے زمانہ میں گلی کوچہ کا پانی کنویں میں گرے، تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں:

سوال: مکانوں اور گلی کوچوں کا پانی جو بارش میں پڑتا ہے، اور وہ بہہ کر اگر کسی کنویں میں گرے، تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟ ''کتاب چشمۂ فیض'' میں گلی کوچہ کے پانی کو غلیظ اور نجس قرار نہیں دیا۔

الجواب

بارش کا پانی جو گلی کوچہ میں بہہ کر آوے، اور سب نجاستوں کو بہا دیوے، بے شک وہ پاک ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۰۷)

سام ابرص کنویں میں گر کر مر جائے، تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں:

سوال: اگر چھپکلی کنویں میں گر جائے، تو اس کا کیا حکم ہے اور وہ سام ابرص میں داخل ہے یا نہ، اور دونوں میں کیا فرق ہے؟

الجواب

اگر چھپکلی بڑی ہو کہ اس میں دم سائل ہو، تو پانی کنویں کا ناپاک ہو جاویگا، ورنہ نہیں، اور سام ابرص اور چھپکلی کا ایک حکم ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۰۹) ☆

(۱) المطر ما دام يمطر فله حكم الجريان حتى لو أصاب القذرات على السطح ثم أصاب ثوبًا لاينتجس إلا أن يتغير. (الفتاویٰ الهندية: ۱/۱۵) اور جب وہ پانی پاک ہے، تو اس کے کنویں میں گرنے سے، کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔ انیس الرحمٰن

(۲) وكذا الوزغة إذا كانت كبيرةً أى بحيث يكون لها دم فإنها تفسد الماء. (غنية المستملی: ص ۱۱۴، ظفیر)

☆ **اگر چھپکلی کنویں میں گر جائے، تو کیا حکم ہے:**

مسئلہ: اگر چھپکلی کنویں میں گر کر مر جائے، تو کنواں نجس ہوتا ہے یا نہیں، اور اگر ریزہ ریزہ ہو کر اس کے اجزا پانی میں مل جائیں، تو اس کا پانی پینا چاہیے یا نہیں؟

الجواب

اگر چھپکلی چھوٹی ہے، جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا ہے، تو اس کے کنویں میں گر کر مر جانے سے کنواں نجس نہیں ہوتا ہے، لیکن اگر یہ چھوٹی چھپکلی کنویں میں گر کر پھول پھٹ گئی، اور ریزہ ریزہ ہوگئی، کہ اس کے اجزا پانی میں مل گئے، تو چونکہ چھپکلی کھانا حرام ہے، اس لیے اس کے اجزا کے منتشر اور پانی میں مخلوط ہو جانے کی وجہ سے، اس کنویں کا پانی نہ پیا جائے۔((ویجوز) رفع الحدث (بما ذكر وإن مات فيه)......(غير دموى......ومائى مولد)......(كسمك و سرطان) وضفدع،............فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه لحرمة لحمه. الخ. (الدر المختار متن رد المحتار، باب المياه، مطلب فى مسئلة الوضوء من الفساقى: ۱/۱۸۳ تا ۱۸۵، بیروت، انیس)

اور اگر چھپکلی بڑی ہو، اور اس میں بہتا ہوا خون موجود ہے، تو اس کے کنویں میں گر کر مر جانے سے، کنویں کا پانی فاسد ہو جاتا ہے۔

پس اگر چھپکلی پھولی پھٹی نہیں، تو ظاہر روایت پر، اس کنویں سے چھپکلی نکالنے کے بعد، بیس ڈول پانی نکالنا چاہیے، اس کے بعد کنواں پاک ہو جائے گا۔ (فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ: ص ۱۴۶-۱۴۷)

گرگٹ اور چھپکلی پانی میں گر جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: کنویں میں چھپکلی کے مرنے یا پھولنے پھٹنے یا سڑنے گلنے کے متعلق، علمائے کرام کا تحقیقی فتویٰ کیا ہے؟ بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چھپکلی دَمَوی حیوان ہے، اس لئے کنواں ناپاک ہے، بعض کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ چھپکلی غیر دَمَوی ہے، لہٰذا کنواں پاک ہے۔

بعض علما نے چھپکلی کی دو قسمیں قرار دی ہیں: دمِ سائل والی اور غیر دموی، اور دونوں کے احکام جداگانہ ہیں۔ ''شرح وقایہ'' وغیرہ میں کوئی صراحت نہیں ملی، ملتقی الابحر اور ہدایہ میں ''سام ابرص'' کا لفظ ملتا ہے، منیۃ المصلی اور ردالمحتار میں ''وزغۃ'' کا لفظ مذکور ہے۔ اس سلسلہ میں چند امور دریافت طلب ہیں:

(۱) کیا ہر چھپکلی میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے؟

(۲) کیا کسی چھپکلی میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا؟

(۳) کیا چھپکلی کی دو قسمیں ہیں: دموی اور غیر دموی، اور دونوں کے احکام جداگانہ ہیں؟ اگر ایسا ہے تو شناخت کیا ہے، نیز کنویں سے گلی ہوئی نکلنے پر، جب کہ اس کی ہیئت بدل جاتی ہے، کیونکر پہچانی جائے کہ یہ دمِ سائل والی ہے یا غیر؟

(۴) سام ابرص اور وزغۃ کی کیا تشریح ہے؟

(۵) عربی زبان میں چھپکلی کیلئے کون سا لفظ مستعمل ہے، اور اس کا ذکر حدیث یا فقہ کی کسی معتبر کتاب میں صراحت کے ساتھ، آیا ہے کہ نہیں؟ امیدوار ہوں کہ جواب سے جلد مطلع فرمائیں گے۔

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

(۱) ہر ایک میں نہیں ہوتا۔

(۲) کسی میں تو ہوتا ہے۔

(۳) جی ہاں! دو قسمیں ہیں: دموی بڑی ہوتی ہے، جو عامۃً جنگل میں رہتی ہے، غیر دموی چھوٹی ہوتی ہے، جو آبادی میں مکانوں میں دیوار، چھت وغیرہ میں رہتی ہے۔ جب گلی ہوئی نکلی، جس کی ہیئت بدل چکی ہے، جثہ کے اعتبار سے پہچانی جاسکتی ہے، کہ چھوٹی ہے یا بڑی۔

(۴) ''منتهى الأرب'' میں ہے: وزغة: محرکہ کریسہ یا جانورے است شبیہ کریسہ سمیت بها لخفتها وسرعة حرکتها۔(۱)

اور ''غیاث اللغات'': وزغة بفتحتین وغین معجمة: حربا از منتخب، در

(۱) منتهى الأرب، باب الواو، فصل الزاء: ۱۳۰۴/۴، ادارہ اسلامیات، لاہور

امداد،وجہانگیری ورشیدی بمعنی غوك نوشته اند، ودربرهان نوشته که نوعی از چلپاسه ست، ودرصراح نوشته که جانور یست چون کرسیه۔ (۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی نوع کے جانور ہیں، چنانچہ دونوں کے ترجمہ میں، اہل لغت نے چھپکلی لکھ دیا ہے۔

اطلاقاتِ فقہا سے معلوم ہوتا ہے کہ ''سام ابرص'' وہ ہے جس کو گرگٹ آفتاب پرست کہتے ہیں، جس کی دُم دراز ہوتی ہے، اور رنگ بدلتا رہتا ہے، اور ''وزغہ'' چھپکلی کو کہتے ہیں۔ اول میں خون ہوتا ہے، ثانی کی ایک قسم میں خون ہوتا ہے، جو بڑی ہوتی ہے، دوسری قسم میں نہیں ہوتا، جو چھوٹی ہوتی ہے۔ اسی لئے سام ابرص کی موت سے، نجاستِ بیر (کنواں) کا حکم دے کر، مقدارِ نزح کو بیان کرتے ہیں، جیسا کہ متون ''قدوری'' وغیرہ میں ہے:

فإن ماتت فيها فأرة،أو عصفور،أو صعوة،أو سوادنية،أو سام أبرص، الخ . (۲)

اور وزغہ سے نجاست کا حکم اس قید کے ساتھ دیتے ہیں:

''وكذاالوزغة إذاكانت كبيرةً،أى بحيث يكون لهادم،فإنهاتفسد الماء''اهـ. (کبیری، ص:۱۶۴) (۳)

(۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس وقت نمرود نے آگ میں ڈالا، اور تمام جانوروں نے اس کو بجھانا چاہا، مگر ایک جانور نے اس کو بھڑکانا چاہا، اس جانور کے مارنے کی ترغیب، احادیث شریف میں آئی ہے، صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایک برچھی سے مارا کرتی تھیں، اس کی شروح میں دیکھئے۔ (۴)

شراح نے تفصیل لکھی ہے، چھپکلی اور گرگٹ میں فرق بھی بیان کیا ہے۔ (۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/رمضان/۰ ۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۵۱/۵ تا ۱۵۴)

---

(۱) غياث اللغات، فصل واو مع زای معجمة:۵۴۲، سعید

(۲) مختصر القدوری، کتاب الطهارة: ص۹، میر محمد کتب خانہ

(۳) الحلبی الكبير:۱۶۶، فصل فی البئر، سہیل اکیڈمی لاہور

(۴) وقد جاء عن عائشة رضى اللّٰه عنها،من وجه آخر عند أحمدؒ:أنه كان فى بيتها رمح موضوع،فسئلت،فقالت:نقتل به الوزغ؛ فإن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أخبرأن إبراهيم (عليهم الصلاة والسلام) لما ألقى فى النار،ولم يكن فى الأرض دابة إلا أطفأت عنه النارإلا الوزغ،فإنها كانت تنفخ عليه النار،فأمر النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بقتلها.(عمدة القارى،كتاب بدء الخلق:۲۶۷/۱۵،دار الكتب العلمية،بيروت)

(۵) قال الكرمانى:الوزغ دابة لها قوائم، تعدو فى أصول الحشيش،قيل:إنها تأخذ ضرع الناقة وتشرب من لبنها،وقيل:كانت تنفخ فى نارإبراهيم عليه الصلاة والسلام،لتلتهب. قال الجوهرى:الوزغة دويبة.وقال ابن الأثير:وهى التى يقال:سام أبرص.قلت:هذا هوالصحيح،وهى التى تكون على الجدران والسقوف،ولها صوت تصيح به......وعن عائشة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها أنها كانت تقتل الوزغ فى بيت اللّٰه تعالىٰ .(عمدة القارى، كتاب جزاء الصيد،باب ما يقتل المحرم من الدواب:۲۶۴/۱۰)

کنویں میں چھوٹی یا بڑی چھپکلی کے گرنے کا حکم، اور گرگٹ کی نوعیت اور اس کا حکم:

سوال: چھپکلی کے کنویں میں گر کر مر جانے سے، کنواں ناپاک ہوتا ہے، یا نہیں، سام ابرص کے گر کر مر جانے سے، فقہانے، جو کنویں میں سے بیس سے تیس ڈول تک نکالنے کے لئے، لکھا ہے، اس سے کیا مراد ہے، لغت کی کتاب سراج وغیرہ میں تو سام ابرص کا ترجمہ چھپکلی وٹکٹی لکھا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چھپکلی مذکور کے مر جانے سے، کنواں ناپاک ہو جاتا ہے، اور کفایہ شرح ہدایہ میں سام ابرص کے معنی گرگٹ کے ہیں، چھپکلی کے نہیں ہیں، علاوہ اس کے فقہا یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ جن جانوروں میں دم سائل نہیں ہے، ان کے مر جانے اور پھٹنے پھولنے سے، کنواں ناپاک نہیں ہوتا، تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ چھپکلی مذکور میں دم سائل نہیں ہے، اب اس میں تطبیق کس طرح پر ہوگی اور چھپکلی مذکور کون سے حکم میں داخل ہوگی، ایک مولوی صاحب نے یہ جواب تحریر فرمایا ہے، جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــ هو الموفق للصواب

صحیح یہ ہے کہ چھپکلی کے مرنے سے چاہ ناپاک نہیں ہوتا، احتیاطاً بیس، تیس ڈول نکال دیئے جاویں، تو اچھا ہے، اصل یہ ہے کہ جس جانور میں خون نہیں ہے، اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، البتہ بڑا گرگٹ جس کو ''وزغہ کبیرہ'' کہتے ہیں، اور اس میں خون ہوتا ہے، اسکے مرنے سے چاہ ناپاک ہوتا ہے، اس میں پھر وہ تفصیل ہے، جو چوہے وغیرہ میں ہے، یعنی اگر گر کر مر جائے، پھولے پھٹے نہیں، تو بیس یا تیس ڈول، ورنہ کل پانی نکالنا چاہئے۔ (ہدایہ: ص ۴۶ س ۱۴) مسئلہ تو یہ ہے، اور اس کو یاد رکھنا چاہئے، باقی لغت وغیرہ کی کتابوں کو دیکھ کر شبہ نہ کرنا چاہئے، شرح منیہ میں ہے: وكذا الوزغة إذا كانت كبيرة الخ، پس جس کتاب میں سام ابرص کے مرنے سے، پانی کا ناپاک ہونا لکھا ہو، اس سے مراد ''وزغہ کبیرہ'' یعنی گرگٹ ہی لینا چاہئے۔

دوسرے مولوی صاحب یہ فرماتے ہیں، جو درج ذیل ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

صورت مسئولہ میں، بیس سے تیس ڈول تک، پانی نکالا جائے گا، اس لئے کہ وزغہ چھپکلی کو بھی کہتے ہیں، جیسا کہ مراقی الفلاح میں ہے: (وسواكن البيوت) (ومما له دم سائل) كالفأرة والحية والوزغة.

جب وزغہ کو ''سواكن البيوت'' میں لکھا ہے، ظاہر ہے کہ سواکن البیوت میں چھپکلی ہے، نہ کہ گرگٹ، جس پر لغت بھی شاہد ہے اور عبارت مذکورہ سے چھپکلی میں دم سائل ہونا بھی مصرح ہے اور حضرت مولانا احمد رضا خانصاحبؒ نے اپنا مشاہدہ لکھا ہے کہ چھپکلی میں دم سائل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

چونکہ مولوی صاحبان نے دوجداگانہ قول تحریر فرمائے ہیں، بعدہٗ بہشتی زیور (پہلا حصہ، جدید مکمل) میں یہ مسئلہ نظر پڑا:

مسئلہ: بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو، اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جاوے اور پھولے پھٹے نہیں، تو بیس ڈول نکالنا چاہئے، اور تیس ڈول نکال دینا بہتر ہے، اور جس میں بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو، اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بڑی چھپکلی سے کیا مراد ہے، آیا گرگٹ یا وہ چھپکلی جو جسامت میں بڑی ہو، اس مسئلہ کو واضح کرکے تحریر فرمائیے گا (مع حوالۂ کتب) فقط

الجواب

قال فی حیوٰ ۃ الحیوان: إن الوزغة دويبة معروفة، وهی وسام أبرص جنس، فسام أبرص كباره، واتفقوا علیٰ أن الوزغ من الحشرات المؤذيات، آه. (جلد۲ص ۳۴۸)

اس سے معلوم ہوا کہ وزغہ اور سام ابرص ایک ہی جنس ہے، بڑی قسم کو سام ابرص کہتے ہیں اور چھوٹی کو وزغہ اور گرگٹ ان دونوں کے علاوہ تیسری قسم ہے، جس کو حرباء کہتے ہیں، وہ ساکن بیوت سے نہیں، بلکہ ساکن اشجار سے ہے، گو بعض نے اس کو بھی وزغہ کی نوع سے کہا ہے، مگر راجح یہ ہے کہ یہ نوع جدا ہے، **كما فی حیوٰۃ الحیوان.** (جلد اول صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۱) پس سام ابرص سے مراد بڑی چھپکلی ہے، جو جسامت میں بڑی ہوتی ہے، گھروں میں دو قسم کی چھپکلی نظر پڑتی ہے، ایک مقدار میں بڑی ہوتی ہے اور ایک چھوٹی ہے، بڑی میں تو دم سائل کا تجربہ ہوا ہے، اس لئے وہ تو حکم فارہ میں ہے، اور چھوٹی میں دم سائل نہیں دیکھا گیا، اس لئے اس کے مرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

اور عبارت مراقی الفلاح میں وزغہ سے مراد ''وزغہ کبیرہ'' یعنی ''سام ابرص'' ہی ہے، کیونکہ اوپر معلوم ہو چکا کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں، صرف صغر و کبر کا فرق ہے۔

قال فی شرح المنية: وكذا الوزغة إذا كانت كبيرةً أی بحيث يكون لها دم فإنها تفسد الماء. آه. (ص:۱۶۴)

کبیرہ کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی ''وزغہ صغیرہ'' میں دم نہیں ہوتا، اور ''وزغہ کبیرہ'' و ''سام ابرص'' واحد ہیں، مجیب اول کا ''وزغہ کبیرہ'' کا ترجمہ گرگٹ سے کرنا صحیح نہیں اور مجیب ثانی کا عبارت مراقی الفلاح میں ''وزغہ'' کو ''صغیرہ و کبیرہ'' دونوں کو عام کرنا صحیح نہیں۔ **والحق التفصيل.** واللہ اعلم

یکم محرم الحرام ۱۳۴۶ھ۔ (امداد الاحکام، جلد اول، ص ۳۸۳ تا ۳۸۵)

پانی کا مینڈک کنویں میں مرجائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: کنواں جو دہ در دہ نہ ہو، ایسے کنویں میں مینڈک اگر مر کر پھول جائے، اور اس میں بدبو بھی پیدا ہو جائے

،لیکن ریزہ ریزہ نہ ہو، دراں حالیکہ وہ مینڈک پانی ہی کا ہو، یعنی پانی ہی میں پیدا ہوتا ہے، اور پانی ہی میں پلتا ہے اور پانی ہی میں رہتا ہے، تو اس کنویں کا کیا حکم ہے؟

الجواب

کسی چاہ میں اگر مینڈک پانی کا، مرکر پھول جائے، تو پانی اس چاہ کا ناپاک نہیں ہوتا، اس سے وضو کرنا اور پینا درست ہے، اور اگر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے، تب بھی وضو اس سے درست ہے، البتہ پینا اس کا جائز نہیں۔

كما في الدر المختار: (ويجوز) رفع الحدث (بما ذكر وإن مات فيه)...... (غير دموى...... ومائى مولد) ...... (كسمك و سرطان) وضفدع،............ فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه لحرمة لحمه. الخ. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۰۱)

مردہ مینڈک کنویں سے نکلا، مگر یہ معلوم نہیں کہ برّی ہے یا بحری، تو کیا حکم ہے:

سوال: مردہ مینڈک اگر چاہ سے نکلے، تو یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اس میں دم سائل ہے یا نہیں، دم سائل کی کیا نشانی ہے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس میں دم سائل ہے یا نہیں؟

الجواب

میڈک برّی اور بحری کی شناخت درمختار میں یہ لکھی ہے کہ جن کی اصابع کے درمیان سترہ یعنی کھال نہ ہو، وہ برّی ہے کہ اس میں دم سائل ہوتا ہے، اس کے مرنے سے پانی قلیل نجس ہو جاتا ہے، یعنی کنواں بھی نجس ہو جائے گا اور مینڈک دریائی کے مرنے سے نجس نہ ہوگا اور وہ، وہ ہے کہ اس کی اصابع کے اندر سترہ ہو، اصابع علیحدہ علیحدہ نہ ہوں اور دم سائل ہونا نہ ہونا، بڑے چھوٹے ہونے سے معلوم ہو سکتا ہے۔

وضفدع إلا برّياً له دم سائل وهوما لا سترة له بين أصابعه فيفسد في الأصح. (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۰۶)

سانپ کنویں میں گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: سنا ہے کہ کنویں میں اگر سانپ گر کر مر جائے، تو کنواں ناپاک نہیں ہو جاتا ہے، یہ صحیح ہے یا نہ؟

الجواب

اس میں یہ تفصیل ہے کہ سانپ اگر پانی کا ہے، جس میں خون نہیں ہوتا، اس کے مرنے سے پانی چاہ وغیرہ کا ناپاک

(۱) رد المحتار، باب المياه، مطلب في مسئلة الوضوء من الفساقي: ۱/۱۹۸، ظفیر
(۲) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب حكم سائر المائعات كالماء: ۱/۱۷۱۔ ظفیر

نہیں ہوتا اور اگر سانپ جنگلی ہے اور اس میں خون ہو تو اس کے مرنے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔
جیسا کہ درمختار میں ہے:
”وضفدع إلا برّياً له دم سائل،......فيفسد فی الأصح كحية برّية،إن لها دم وإلا لا، (قوله كحية برية) أما المائية فلا تفسد مطلقًا“. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۹۹)

اگر کنویں میں سے سڑا ہوا سانپ نکلے، تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر چاہ (کنویں) میں سے سانپ سڑا گلا ہوا نکلے، تو کچھ ڈول نکالے جاویں گے، یا نہیں؟

الجواب

ناپاکی کے سبب پانی نکالنا ضروری نہیں۔(۲) مگر زہر کی وجہ سے چاہئے (کہ) نکال دے۔(۳) واللہ اعلم
بدستِ خاص، ص:۱۰ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۲۴)

سانپ جس میں خون ہو، اس سے کنواں ناپاک ہوجائے گا:

سوال: چاہ میں سانپ کا بچہ، سوا ہاتھ کا لانبا اور ایک انگل کا موٹا، گر کر سڑ گیا، لیکن جدا نہیں ہوا، آیا اس کے نکالنے سے پانی پاک ہے یا ناپاک، اور اگر پانی ناپاک ہوا، تو سارا پانی نکالنا ہے؟ جو حکم حضور عالی سے پایا جاوے وہ عمل میں لایا جاوے۔

الجواب

فی الدر المختار: (أومات فيها)......(حيوان دموی) غير مائی لما مر (وانتفخ) أوتمعط (أو تفسخ)......(ينزح كل ماء ها) الذی كان فيها وقت الوقوع......(بعد إخراجه) آه. مختصرًا. فی رد المحتار تحت قوله وانتفخ: ولافرق بين الصغير والكبير كالفأرة والآدمی والفيل، لأنه تنفصل بلته وهی نجسة مائعة، فصارت كقطرة خمر، الخ. (ج ا ص ۲۱۸)(۴)
اس سے ثابت ہوا کہ یہ کنواں ناپاک ہوگیا، اگر خشکی کا سانپ ہو، پس انداز کرکے دیکھا جاوے کہ اس میں کتنے سو

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب حكم سائر المائعات كالماء: ج ۱/۱۷۱۔ ظفیر
(۲) سانپ میں دم مسفوح نہیں ہوتا۔ شامی میں ہے: (قوله جلدحية صغيرة) أی لها دم، أما مالادم لها فهی طاهرة، لما تقدم أنها لووقعت فی الماء لاتفسدها أفاده ح. (شامی: ۱/۱۳۶، باب المياه، مطلب فی أحكام الدباغة۔ مطبع مجتبائی دھلی: ج ۱/ص ۱۳۹، عکس دار الکتب العربیہ مصر ۱۳۱۳ھ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ/ نیز شامی: ج ا/ص ۲۰۳، دار الفکر، بیروت ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء، سعید پالن پوری)
(۳) یعنی سانپ اگر کنویں میں مر کر گل سڑ جائے تو بھی کنواں ناپاک نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں خون نہیں ہوتا اور جب کنواں ناپاک نہیں ہوا، تو پانی نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں، البتہ زہر کے خیال سے پانی نکال دینا مناسب ہے۔ انیس
(۴) الدر المختار مع رد المحتار، فصل فی البئر: ج ا ص ۲۱۱، ۲۱۲، بیروت، انیس

ڈول پانی ہے اتنا نکال دیا جاوے، اگر چہ ٹوٹے نہیں (۱) پاک ہوجاویگا، البتہ اگر تجربہ سے یہ تحقیق ہوجاوے کہ ایسے سانپ میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، تو اس سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

فی الدر المختار: فیفسد (أی الضفدع البری) فی الأصح کحیة بریة إن لها دم، وإلا لا، آه، (قوله کحیة بریة) أما المائیة فلا تفسد مطلقًا، آه. (ج۱ص۱۹۰)(۲)

اسی طرح اگر وہ سانپ پانی کا ہو، تب بھی کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ **لما مر**

۲/ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ۔ تتمہ ثانیہ، صفحہ ۱۸۰۔ (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/۶۲۔۶۳)

کنویں میں چوہا گر کر مر جائے، تو پانی کا کیا حکم ہے:

سوال: جس کنویں میں چوہا وغیرہ گر کر مر جائے اور اس کو نکال دیا جائے، لیکن پانی بالکل نہ نکالا جاوے، تو وہ کنواں ہمیشہ ناپاک رہیگا یا کچھ مدت کے بعد پاک ہوجاویگا، بعض ہندوؤں کی بستی میں ایسا ہی ہوتا ہے؟

الجواب

بدون پانی نکالنے کے پاک نہ ہوگا، لیکن اگر ہندو اس کنویں سے پانی بھرتے رہیں، تو جس وقت اندازاً اس قدر ڈول نکل جاویں جس قدر کہ لازم تھے، تو وہ کنواں پاک ہوجاوے گا، کیوں کہ متفرقاً پانی نکلنا بھی موجب طہارت ہے، پھر مسلمانوں کو بھی اس سے پانی بھرنا اور استعمال کرنا درست ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۲۰۵)

سر بریدہ چوہا کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے اور کتنا پانی نکالنا ہوگا:

سوال: ایک کنویں میں سے موش سر بریدہ تازہ مردہ نکلا، اس کی پاکی کے لئے کتنا پانی نکالا جاوے، کیوں کہ کنویں میں موش کا خون بھی گرا ہوگا؟

الجواب

اس صورت میں دوسو ڈول سے لیکر تین سو ڈول تک پانی اس چاہ سے نکالا جاوے پھر پاک ہوجاوے گا۔ (۴) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۲۲۰)

---

(۱) یعنی پانی کم نہ ہو، نیچے نہ اترے۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) **الدر المختار مع رد المحتار، باب المیاه، قبیل مطلب حکم سائر المائعات کالماء: ۱/۱۸۵، بیروت، انیس**

(۳) **(وإن) کان (کعصفور) وفأرة (فعشرون) إلیٰ ثلاثین کما مر الخ (ویحکم بنجاستها) مغلظة (من وقت الوقوع إن علم). درمختار. لایشترط التوالی وهو المختار (ردالمحتار، فصل فی البئر: ۱/۱۹۶و۱۹۹، ظفیر)**

عن علی رضی اللّٰه عنه فی الفأرة تقع فی البئر قال: ینزح إلیٰ أن یغلبهم الماء. (مصنف ابن أبی شیبة، باب فی الفأرة تقع فی البئر، ج اول، ص ۱۴۹، نمبر ۱۷۱۱، انیس)

(۴) **وقیل یفتیٰ بمأتین إلیٰ ثلث مأة الخ وجزم به فی الکنز والملتقی ...** ==

چوہا کنویں میں پھول گیا اور اسی پانی سے کھانا پکایا گیا تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک چوہا کنویں میں مرگیا اور پھول گیا، اس کے بعد اس پانی سے کھانا پکایا گیا، اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ چوہے کا مرنا سب کے علم میں تھا، پھر کھانا پکایا گیا۔ (قطب الدین، سیتاپوری متعلم دارالعلوم دیوبند)

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

جب معلوم ہے کہ اس کنویں میں چوہا گر کر مرگیا اور پھول گیا، پھر بھی اس کنویں سے پانی لیکر کھانا پکایا گیا، تو وہ کھانا نجس ہے، اس کا کھانا جائز نہیں:

"(ويحكم بنجاستها) مغلظة (من وقت الوقوع إن علم)". (درمختار) قال الشامي: "(قوله: مغلظةً) بيان لصفة النجاسة، وقد مرّ من أن التخفيف لايظهر أثره في الماء". شامي: ۱/ ۱۷۵۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۶/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۶/ ۹۲ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۱۵۰)

کنویں میں چوہا مرجائے یا لڑکا پیشاب کردے تو کیا حکم ہے:

سوال: کنویں میں چوہا مرجائے یا لڑکا پیشاب کردے، ایسی صورت میں فقہ اور حدیث سے جو مسئلہ ہو، اس کا خلاصہ تحریر فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ و باللہ التوفیق

حنفیہ کے نزدیک اگر کنویں میں چوہا مرجائے، تو بیس، تیس ڈول پانی نکال دینا چاہئے۔ (۲)

== وهو مروی عن محمد رحمه اللّٰه تعالیٰ وعليه الفتویٰ. (خلاصة وتاتارخانية عن النصاب) وهو المختار (معراج عن العناية) وجعله فی النهاية رواية عن الإمام وهو المختار والأيسر كما فی الاختيار وأفاد فی النهر أن المأتين واجبتان والمأة الثالثة مندوبة. (رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل فی البئر: ۱/ ۱۹۸)

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/ ۲۱۳، فصل فی البئر، سعيد)

عن علی رضی اللّٰه عنه فی الفأرة تقع فی البئر، قال: ينزح إلیٰ أن يغلبهم الماء. (مصنف ابن أبی شيبة: ۱۹۸، فی الفأرة والدجاجة وأشباههما تقع فی البئر، انیس)

(۲) (فإن أخرج الحيوان غير منتفخ ولامتفسخ)...... (فإن) كان (كآدمی)... (نزح كله).... (وإن) كان (كعصفور) وفأرة (فعشرون) إلیٰ ثلاثين، كما مر. (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، فصل فی البئر: ۱/ ۳۷۲، ۳۷۳۔ بیس ڈول نکالنا واجب ہے، اور اس سے زائد نکالنا مستحب ہے (مجاہد) علامہ شامیؒ، صاحب درمختار کے قول (كما مر) کے تحت لکھتے ہیں: أی بأن يقال: العشرون للوجوب والزائد للندب. (ردالمحتار: ۱/ ۳۷۳)

اوراگر مرکر سڑ جائے، تو کل پانی اور پیشاب کے گرنے سے بھی کل پانی نکالنا چاہئے۔(۱)

اگر ایسا کنواں ہو کہ کل پانی اس سے نہیں نکل سکتا ہو، تو تین سو ڈول نکال دیا جائے، بغیر اس کے کنواں پاک نہ ہوگا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔محمد عثمان غنی۔۱۴/۱۰/۱۳۴۹ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۹،۵۰)

چھچھوندر کے گرنے، مرنے اور کھال کے پھٹنے سے، کنواں ناپاک ہوجاتا ہے:

سوال: مسجد کے کنویں میں چھچھوندر گر گئی، مگر آنتیں باہر نہیں نکلیں، اس صورت میں کنواں ناپاک ہے یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو پانی کم سے کم کتنا نکالنا چاہئے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

چھچھوندر کنویں میں گر کر مرگئی اور کھال پھٹ گئی، تو کنواں ناپاک ہوگیا، اس کا پورا پانی نکالنا ضروری ہے، تب وہ پاک ہوگا۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۱۰/۹۲ھ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۵۴)

اگر گوہ کنویں میں گرجائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر ضب، از چاہ بعد از وقوع زندہ برآوردہ شود، حکم چاہ چیست؟ بینوا توجروا۔

ترجمہ: ''اگر گوہ کنویں میں گرنے کے بعد زندہ نکالی جائے، تو اس کنویں کے لئے کیا حکم ہے''؟

---

(۱) (إذا وقعت نجاسة)لیست بحیوان ولومخففة أوقطرة بول أودم....(فی بئردون القدرالکثیر)......(أو مات فیها).....(حیوان دموی)غیرمائی لما مر(وانتفخ) ....(أو تفسخ)ولوتفسخه خارجها ثم وقع فیها....(ینزح کل مائها)الذی کان فیها وقت الوقوع ذکره ابن الکمال(بعدإخراجه). (الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار،فصل فی البئر:۱/۳۶۶،۳۶۸)

واضح رہے کہ مذکورہ صورت میں کل پانی کا نکالنا واجب اور ضروری ہے۔مجیب کے قول (نکالنا چاہئے) میں لفظ چاہئے وجوب کے معنی میں ہے۔(مجاہد)

(۲) (وإن تعذر)نزح کلها لکونها معیناً (فیقدر بقدرمافیها).... (یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهمابصارة بالماء)به یفتیٰ، وقیل یفتیٰ بمأتین إلیٰ ثلاث مائة وهذا أیسر،وذلک أحوط. (الدرالمختار،فصل فی البئر:۱/۳۷۰،۳۷۲)(قوله وقیل)جزم به فی الکنز والملتقیٰ، وهومروی عن محمد وعلیه الفتویٰ. (ردالمحتار:۱/۳۷۱)

علامہ شامیؒ نے النہر الفائق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دوسو ڈول نکالنا واجب ہے اور تین سو ڈول نکالنا مندوب ہے، ملاحظہ ہو عبارت:

وأفاد فی النهر:أن المأتین واجبتان والمأة الثالثة مندوبة.(ردالمحتار:۱/۳۷۱)

وکذافی محمود الفتاویٰ:۱/۳۸۰۔انیس

(۳) (إذا وقعت نجاسة)...الخ.(الدرالمختار:۱/۲۱۱،فصل فی البئر، سعید)

''چھچھوندر'' ایک قسم کا چوہا ہے جس کے جسم سے بو آتی ہے۔(فیروز اللغات،ص۵۵۲،فیروز سنز،لاہور)

الجواب ـــــــــــــــــــ

ضب از حشرات است کہ خون ندارد، خوردنش نزد حنفیہ ناجائز است ، مگر چاہ از وقوع آں ناپاک نمی گردد، مثل مار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱)

ترجمہ: ''گوہ حشرات (ارض) میں سے ہے، جس میں خون نہیں ہوتا، حنفیوں کے یہاں اس کا کھانا، ناجائز ہے، مگر اس کے گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، جس طرح سانپ کا حکم ہے''۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ مجموعہ کلاں: ص ۱۳۶ ۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۰۔۱۳۱)

سور (خنزیر) کنویں میں گرا، اس کے پانی کا حکم:

سوال: زید کے کنویں کے اندر سور گرا، گرنے کے بعد تقریباً آٹھ گھنٹے کنویں کے اندر رہا، سور کے منہ میں چوٹ لگی اور خون نکل رہا تھا جو سب پانی میں ملتا جا رہا تھا۔ سور کی گردن میں رسی پھنسا کر زندہ نکال لیا گیا۔ کنویں کا پانی نکالنے کی مزدوری میں سور کو طے کیا گیا، جو پانی نکالے گا اس کو یہ سور دیا جائے گا۔ ایک شخص تیار ہو گیا اور وہ سور لے گیا اور پھر اندازے سے آدھے کنویں کا پانی نکالا گیا اور بس، پھر پانی نہیں نکالا گیا، جبکہ پورا پانی نکالا جا سکتا تھا، لیکن زید نے نہیں نکلوایا اور استعمال شروع کر دیا۔ کوئی اس پر اعتراض کرتا ہے، تو زید کہتا ہے کہ میرے لئے جائز ہے۔ عرض یہ ہے کہ زید کو اس پانی کا استعمال کرنا از روئے قرآن وحدیث جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ایسی صورت میں تمام پانی نکالنا ضروری تھا، اگر تمام پانی نکالا جا سکتا ہے، ایسا نہیں کہ پانی ہر وقت پیدا ہوتا رہے اور ختم ہی نہ ہو اور پھر بھی آدھا پانی نکالا گیا، تو کنواں پاک نہیں ہوا، ناپاک ہی رہا۔ (۲) اس پانی سے وضو اور غسل بھی ناجائز ہے، کپڑے اور برتن کا دھونا بھی ناجائز ہے، کھانے پینے میں بھی اس کا استعمال ناجائز ہے۔ (۳)

مزدوری میں سور دینا بھی ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱۰/۹۰ھ، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴۹/۵)

---

(۱) (ویجوز) رفع الحدث (بما ذکر وإن مات فیه)...... (غیر دموی...... ومائی مولد)...... (کسمک و سرطان) وضفدع،.......... فلو تفتت فیه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه لحرمة لحمه. الخ. (الدر المختار متن رد المحتار، باب المیاه، مطلب فی مسئلة الوضوء من الفساقی: ۱۸۳/۱ تا ۱۸۵، بیروت، انیس)

(۲) فأما إذا خرج حیاً، فقد اختلفوا فیه، فالصحیح أنه إن لم یکن نجس العین ولم یکن فی بدنه نجاسة ولم یدخل فاه فی الماء، لم یتنجس الماء، وإن أدخل فاه فی الماء، فمعتبر بسؤره، فإن کان طاهرًا فالماء طاهر...... وإن کان نجس العین کالخنزیر، فإنه ینجس الماء وإن لم یدخل فاه. (تبیین الحقائق: ۱۰۱/۱، الطهارة، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(۳) (ویحکم بنجاستها) مغلظة (من وقت الوقوع إن علم الخ)، وما عجن به فیطعم للکلاب الخ (الدر المختار) وقال العلامة الشامی: لأن ما تنجس باختلاط النجاسة به والنجاسة مغلوبة لا یباح أکله الخ. (ردالمحتار: ۲۱۸/۱، فصل فی البئر، سعید)

خنزیر کنویں میں گرا اور اسے اسی میں خون بہا کر مار ڈالا، اب اس کنویں کا کیا حکم ہے:

سوال: چاہ کے اندر خنزیر گر گیا اور برچھی وغیرہ سے اس کو چاہ کے اندر ہی مار دیا گیا، جس سے چاہ کا پانی سرخ ہو گیا، اور دیوار چاہ پر خون کی چھینٹیں پڑ گئیں، اس چاہ کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس کنویں سے جس کھیت کو پانی دیا گیا ہو، وہ ترکاری اور غلہ پاک اور حلال ہے یا نہیں، آلات آب کشی پاک ہیں یا ناپاک؟

الجواب

اس خنزیر کو چاہ سے نکال کر تمام پانی اس چاہ کا نکالدیا جاوے، پھر پانی اس کا پاک ہوجاویگا، اور بقول مفتیٰ بہ دوسو سے لے کر تین سو ڈول تک نکال دینا بھی تمام پانی کے نکال دینے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔(۱) اور پھر گارا اور دیواریں اور ڈول ورسی سب پاک ہوجاتا ہے، **كذا فى الدر المختار**.(۲)

اور جس کھیت کو اس چاہ کا پانی دیا گیا، اگرچہ قبل از پاک کرنے کے اور پانی نکالنے کے ہو، غلہ اور ترکاری اس کھیت کا پاک وحلال ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۱۴، ۲۱۵)

کتے کا بال گرنے سے پانی پاک رہے گا یا نہیں:

سوال: میری سسرال میں ایک کتا پالے ہوئے ہیں، جو گھر کے اندر باورچی خانہ کے باہر سوتا ہے، جن دو کمروں میں نماز پڑھی جاتی ہے، وہ کتا اندر نہیں آتا ہے، لیکن وہ باہر جہاں سوتا ہے وہاں روواں گراتا ہے، لوگ وہاں سے باہر اندر ہوتے ہیں۔ کنویں کے چبوترے میں وہیں سوتا ہے اور کھاتا ہے، کام والی کنویں کے چبوترے میں برتن دھوتی ہے، اور کپڑا بھی، کپڑا دھوتے وقت کپڑے کا پانی کنویں کے اندر گرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ:

(۱) کیا نماز ان گھروں میں یا ان کمروں میں، ہوتی ہے جہاں کتا نہیں جاتا ہے؟ اگر میری نماز نہیں ہوئی، تو کیا مجھے دہرانا پڑے گا۔

(۲) کیا ان حالات میں کنویں کا پانی پاک ہے، یہی پانی کھانے، پینے میں استعمال ہوتا ہے، کیا یہ کھانا کھا سکتے ہیں۔

---

(۱) (إذا وقعت نجاسة)الخ ...الخ. (ردالمحتار، فصل فى البئر:۱/۱۹۸، ظفیر)

(۲) (ينزح كل مائها)الخ يطهر الكل تبعًا(درمختار) قوله يطهر الكل: أى من الدلو والرشاء والبكرة ويد المستقى تبعًا بنجاسة البئر فتطهر بطهارتها. (ردالمحتار، فصل فى البئر:۱/۱۹۶، ظفیر)

(۳) العبرة للطاهر من تراب أو ماء اختلطا، به يفتىٰ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل فى الاستنجاء، قبيل كتاب الصلاة:۱/۳۲۳)

(۳) کیا نہانے کے بعد وضو کرنا ضروری ہے، جبکہ وضوٹوٹا نہیں ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نہانے کے بعد کپڑا بدلنے سے ستر کھل جاتا ہے، اس لئے وضو کرنا چاہئے؟

هو المصوب

(۱) صورت مسئولہ میں آپ کی نماز ہوگئی، دہرانے کی ضرورت نہیں۔

(۲) مذکورہ صورت میں اگر کنویں میں صرف روویں گرتے ہیں تو کنواں پاک ہے، لیکن اس سے بہر کیف کنویں کو بچانا چاہئے، ایسی تدبیر کریں کہ روویں گریں نہیں، لیکن اگر اس کا لعاب بھی گر جاتا ہے، تو پانی نجس ہو جائے گا۔ اس کا استعمال شرعاً ناجائز ہوگا، اسی طرح کوئی نجس چیز کنویں میں گر گئی، تو پانی نجس ہو جائے گا۔(۱)

(۳) ستر پر نگاہ پڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے، اس لیے اب غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں ہے اور غسل سے وضو ہو جاتا ہے۔ اگر چہ غسل سے قبل وضو کرنا سنت ہے۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۶۶و۲۶۷)

کتے کو کنویں میں لٹکانے پر منہ پانی کو نہ لگے، جسم پر نجاست بھی نہ ہو، تو کنواں کا کیا حکم ہے:

سوال: اگر کسی شخص نے کتے کے گردن میں رسی باندھ کر کنویں میں لٹکا دیا، اور اس کا منہ پانی سے علیحدہ رہا، اور اس کے جسم پر بظاہر کسی قسم کی نجاست بھی نہ تھی اور پھر اس نے اسے زندہ نکال لیا، تو کنواں پاک ہے یا ناپاک، نیز یہ کہ زندہ کتے کے بال پاک ہیں یا ناپاک، اور تر اور خشک میں فرق ہے یا نہیں؟

الجواب

کتے کا جسم بجز منہ کے سب پاک ہے، جب تک ناپاکی نظر نہ آوے، پس صورت مسئولہ میں کنواں پاک ہے، بشرطیکہ سوال واقع کے مطابق ہو۔

أصله أن الكلب ليس بنجس العين عندنا خلافاً للروافض وإنما ينجس فمه ولعابه عندنا.(۲)

۱۸/ جمادی الثانیہ/ ۱۳۴۷ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۸۵)

---

(۱) قوله (وكلب إن شد فمه): لو قال: وكلب إن لم يسل منه ما يمنع الصلاة لكان أولىٰ، لأنه لو علم عدم السيلان أو سال منه دون القدر المانع لا يبطل الصلاة وإن لم يشد فمه......أقول: والظاهر أن مسالة الكلب مبنية علىٰ أرجح التصحيحين من أنه ليس بنجس العين بل هو طاهر الظاهر كغيره من الحيوانات سوى الخنزير إلا بالموت ونجاسة باطنه في معدنها فلا يظهر حكمها كنجاسة باطن المصلى. (ردالمحتار:۲/۴۷)

(۲) ردالمحتار:۲/۴۷۔ انیس

اگر کتا کنویں میں پیشاب کردے تو کیا حکم ہے:

مسئلــة

اگر چاہ میں سگ (کتے) نے پیشاب کردیا، نجس ہوگیا، سب پانی نکال دیویں، پاک ہوجاوے گا۔(۱)
مجموعہ کلاں:ص ۲۲۹۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۲۳)

چوزہ کنویں میں گرکر مرجائے، تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں:

سوال: چوزہ مرغی کا یا چڑیا کا، جو ایک دوروز کا ہو، یا مردہ پیدا ہو، چاہ کو ناپاک کردے گا یا نہ؟

الجوابــ

ناپاک ہوجائے گا۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۰۵)

مرغی کنویں سے زندہ نکل آئی، تو کتنا پانی نکالا جائے گا:

سوال: مرغی کنویں سے زندہ نکلی، تو کیا حکم پانی نکالنے کا ہوگا؟

الجوابــ

ایسی مرغی کا حکم یہ ہے کہ بوجہ خشک کے، احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال دینا چاہئے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۱۷)

مرغی کے پروں پر لگی ہوئی رطوبت کا کیا حکم ہے:

سوال: مرغی کے پر یا آدمی کے بال کی جڑ میں جو قدرے رطوبت سفید لگی ہوئی ہوتی ہے، اگر معہ اس رطوبت کے پر یا بال چاہ میں گر جاوے، تو وہ پانی پاک رہا یا ناپاک؟

الجوابــ

اگر زندہ کا پر ہو تو ناپاک ہوجائے گا، اور ایسے ہی میتہ (مردار) کا بھی اور اگر مذبوح (ذبح کیا ہوا) ہو تو پاک ہے،

---

(۱) (إذا وقعت نجاسة)ليست بحيوان ولومخففة أوقطرة بول الخ (في بئرالخ ينزح كل مائها)الخ وقيل: يفتٰى بمأتين إلیٰ ثلٰثمائة وهذا أيسر. (الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار،فصل في البئر:۱/۱۹۸،انیس)

(۲) (وإن) كان(كحمامة)وهرة(نزح أربعون من الدلاء)وجوبًا إلٰى ستين ندبًا،الخ(كما أن مابين دجاجة وشاة كدجاجة)الخ(ويحكم بنجاستها)مغلظة(من وقت الوقوع إن علم الخ). (الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار،فصل في البئر:۱/۱۹۹و۲۰۱،ظفیر)

(۳) رد المحتار،فصل في البئر:۱/۱۹۷۔
وإن كان سؤره مكروهاً يستحب أن ينزح منها عشرة دلاء ونحوها. آه". (الحلبي الكبير: ص۱۵۹،انیس)

ایسے ہی آدمی کے بال کے نیچے کی رطوبت نجس ہے۔ واللہ (تعالیٰ) اعلم
بدست خاص، ص:۳۰ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۳۶۲)

کنویں میں مرغی کا بچہ گر کر زندہ نکالا گیا، تو کنواں پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ایک کنویں میں مرغی کا بچہ گر گیا اور زندہ نکالا گیا، مرغیاں اکثر غلیظ اور گوہ کھاتی رہتی ہیں، گندی نالیوں میں اکثر گھومتی رہتی ہیں، جس سے ان کے پاؤں اور چونچ نجس رہا کرتے ہیں، لیکن مرغی کا بچہ جب کنویں میں گرا تو کسی شخص نے گرتے وقت یا نکالنے کے وقت، مجرد اس بات کا خیال نہیں کیا، کہ اس کے جسم پر کوئی نجاست ظاہری تو نہیں ہے، الغرض کسی شخص کو نہ تو اس کے نجس ہونے کا علم ہے اور نہ پاک ہونے کا، اس صورت میں چند امور دریافت طلب ہیں:

(۱) آیا کنویں کا پانی نجس ہوا یا نہیں؟
(۲) آیا اس کنویں سے بلا صاف کئے ہوئے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟
(۳) اگر کنواں نجس ہو گیا تو کتنا پانی نکالنا واجب ہے؟
(۴) اگر نجس نہیں ہوا تو استحباباً کچھ پانی نکالا جائے گا یا نہیں، اگر نکالا جائے گا تو کتنا؟ بینوا توجروا؟

الجواب ——————————————

کنواں اس صورت میں پاک ہے، وہم کرنے کی ضرورت نہیں، جب اس کے جسم وغیرہ پر کوئی ظاہری نجاست ہونے کا یقین نہیں، نہ کسی نے دیکھا، تو کنواں پاک ہی ہے۔

قال في مراقي الفلاح: ولاينجس الماء بوقوع آدمي ولابوقوع مايؤكل لحمه كالإبل والبقر والغنم إذا خرج حياً ولم يكن علىٰ بدنه نجاسة متيقنة ولاينظر إلىٰ ظاهر اشتمال أفخاذها علىٰ أبوالها آه قال الطحطاوي: لاحتمال طهارتها بورودها ماءً كثيرًا قبل ذلك فهذا مع الأصل وهو الطهارة تظافرًا علىٰ عدم النزح، كذا في الفتح، آه. (ص:۲۴)

قلت: وبهذا ظهر حكم الأشياء المصنوعة بأيدي الكفار كالحلوىٰ وغيرها فلايحكم بنجاستها بمجرد اشتمالهم على النجاسات لاحتمال ورودهم علىٰ ماء كثير قبل ذلك ونحوه، فافهم

۲ رجمادی الاولیٰ ۴۵ھ (امداد الاحکام، جلد اول، ص:۳۷۹)

پانی اور کنویں کی پاکی اور پلیدی کے عجیب مسائل:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ!

(۱) ہدایہ صفحہ ۴۲ میں مذکور ہے کہ: ”مایعیش فی الماء“ اگر پانی میں مر گئے، تو پانی نجس

نہیں ہے،اور''مایعیش فی الماء'' کی تعریف یہی کی ہے کہ''مایکون معاشه وتوالده فی الماء''، پس اگرمعیشت پانی میں تھی اورتولد پانی میں نہ تھا،مثلاً بطخ،جس کا معاش پانی میں ہے اورتولد پانی میں نہیں ہے،پس اگرایسی بطخ پائی جائے کہ اس کا تولد بھی پانی میں ہوا ہواور پھر پانی میں مرگئی،تواس کا کیا حکم ہوگا؟

(۲) اگرشیشے میں چوہے کو بند کیا،اورکنویں کے پانی میں اس شیشے(بوتل) کورکھ دیااور چوہا کنویں کے اندر شیشہ(بوتل) میں مرگیا،اورتین دن بعداس شیشہ کوکنویں میں توڑ دیا،اورساتھ شیشہ میں چوہا متفسخ اور منتفخ ہوا تھا،تو کتنے دن کی نمازوں کا اعادہ کرنا ہوگا؟ بینوا توجروا۔(المستفتی مولانا سید نصیب علی شاہ بنوی۔ ۱۷/دسمبر ۱۹۷۴ء)

الجواب

(۱) اگرایسی بطخ پائی گئی،تووہ مچھلی کے حکم میں ہوگی،لیکن عادۃً ایسی بطخ ناممکن ہے۔

(۲) ایسے کنویں کا تمام پانی نکالا جائے گا۔

کما فی الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار جلد۱ص۱۹۷: ''ولوتفسخه خارجها ثم وقع فیها ذکره الوالی''.(۱)

پس اگرشیشے کے ٹوٹنے کا وقت معلوم نہ ہو،تووقت علم سے نجاست کا حکم دیا جائے گا۔(۲)وھوالموفق

(فتاویٰ دیوبند پاکستان،المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم:۷۹)

خون آلود جانور،کنویں میں گرا،توکنواں پاک ہے یانہیں:

سوال: اگرکسی جانورکوتسمیہ کے ساتھ تیروغیرہ آلہ دھاردار مارا گیا،یا کتا معلم چھوڑا گیااوروہ خون آلودہ ہوکر کنویں میں گرپڑا،توکنواں پاک ہے یاناپاک اورکس قدرپانی نکالا جاوے گا؟ نیزکس قدرخون گرنے سے کنواں ناپاک ہوگا؟

الجواب

کنواں ناپاک ہے،تین سوڈول پانی نکالا جاوے۔نیز بہتا ہوا خون ناپاک ہے،ایک قطرہ بھی نجس کردیتا ہے۔(۴)فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۱۸)

(۱۔۲) قال العلامة الحصکفی :ولوتفسخه خارجها ثم وقع فیها ذکره الوالی (ینزح کل مائها)الذی کان فیها وقت الوقوع، ذکره ابن الکمال(بعدإخراجه).(الدرالمختارعلیٰ هامش ردالمحتار:جلد۱ ص۱۵۵،فصل فی البئر)

(۳) قال العلامة الحصکفی: (ومذ ثلاثة أیام) بلیالیها(إن انتفخ أوتفسخ) استحساناً،وقالا:من وقت العلم فلایلزمهم شیء قبله، قیل: وبه یفتیٰ.(الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار:جلد۱ ص۱۶۱،مطلب مهم فی تعریف الاستحسان)

(۴) (إذاوقعت نجاسة)...الخ.(الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار،فصل فی البئر:۱/۱۹۴،ظفیر)

کسی جانور کا ایک حصہ کنویں میں گر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے:

سوال: نیمۂ شارک مردہ غیر مذکاۃ (غیر مذبوحہ مینا) یا بعض آں از کل خود جدا شدہ و منقطع گشتہ در چاہ افتاد، آیا جملہ آب آں چاہ کشیدہ شود یا مقدار شارک (مینا) مردہ غیر منتفخہ؟ و نیز مردماں بفتویٰ بعضے ملایاں بعد کشیدہ سی دلو آب ازاں چاہ می نوشند وطعام ازان پختہ می خورند، حلال است یا حرام؟(۱) (مردہ مینا کا ایک حصہ جدا ہو کر کنواں میں گر گیا، کل پانی نکالنا ضروری ہوگا یا بیس تیس ڈول؟)

الجواب

درصورت مسئولہ کشیدن مقدار جملہ آب آں چاہ لازم است، وتاوقتیکہ مقدار مذکور کشیدہ نشود، نوشیدن ازاں آب و طعام بآن پختہ خوردن، ناجائز وحرام است۔

قال مولانا السيد أبو السعود في حاشية المسكين معزيًا إلى الحموى: وقطعة الحيوان في الحكم كالحيوان المتفسخ، انتهٰى. وقال في ردالمحتار: لو وقع ذنب فأرة ينزح الماء كله، بحر. وبه ظهر أنه لو خرج الحيوان بلا تفسخ ونحوه ينزح الجميع، كما في الفتح، وأن قطعة منه كتفسخه، ولهذا قال في الخانية: قطعة من لحم الميتة تفسده، انتهىٰ ما في الرد. والمسئلة أظهر من الشمس. (شامي: ۱/۱۹۶، فصل في البئر)

پس آنچہ بعض ملایان فتویٰ دادہ اند کہ بعد از کشیدن سی دلو آبش طاہر است، وباستعمال آوردہ شود، محض ژاژ خائیدہ اند وعبث باد پیمائیدہ۔(۲) فقط واللہ اعلم بالصواب (مرے ہوئے پرندہ کا ٹکڑا کنویں میں گرنے سے کل پانی کا نکالنا ضروری ہے، بغیر اس کے پاک نہیں ہوگا۔ ظفیر) (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۹۴)

کسی حیوان کا اندام (کوئی عضو) اگر کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: ہمارے گھر کے کنویں سے چڑیا کا پر نکل آیا ہے، اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیا اس میں ۲۰ سے ۳۰ ڈول پانی نکالنا کافی ہے؟

---

(۱) ترجمۂ سوال: غیر مذبوحہ مردہ مینا کا کل جسم یا اس کا کوئی عضو خود سے علیٰحدہ ہو کر کسی کنویں میں گر جائے، تو کیا اس کنویں کا کل پانی نکالا جائے، یا مردہ مینا جو پھولی پھٹی نہ اس کے بقدر؟ لوگ، بعض مولوی حضرات کے فتویٰ کے مطابق، اس کنویں سے تیس ڈول پانی نکال کر اس کا پانی پیتے ہیں اور اس سے پکا ہوا کھانا کھاتے ہیں، تو یہ حلال ہے یا حرام؟ انیس

(۲) ترجمۂ جواب: صورت مسئولہ میں اس کنویں کا پورا پانی نکالنا لازم اور ضروری ہے، جب تک پورا پانی نہ نکال لیا جائے، اس وقت تک اس پانی سے پینا اور اس سے پکا ہوا کھانا، کھانا ناجائز وحرام ہے۔ پس بعض مولویوں نے یہ جو فتویٰ دیا ہے کہ تیس ڈول نکالنے کے بعد اس کا پانی پاک ہے، اور استعمال میں لایا جا سکتا ہے، محض بیکار سی بات ہے اور واہیات ہے۔ انیس

الجواب

اگر چہ چڑیا کے مقدار جانور کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوجاتا ہے اور وہ ۲۰ سے ۳۰ ڈول تک پانی نکالنے سے پاک ہوجاتا ہے، مگر حیوان کے اندام میں یہ حکم نہیں بلکہ اس میں چھوٹے اور بڑے جانور سب برابر ہیں، اور یہ عضو ایک بڑے حیوان کے مساوی ہے، لہٰذا اس صورت میں کنویں یا حوض کا پورا پانی نکالا جائے گا، یا ۲۰۰ سے ۳۰۰ ڈول تک پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: (تحت قوله: حیوان دموی وانتفخ) "لووقع ذنب فأرة ینزح الماء کله (بحر) وبه ظهر أنه لوخرج الحیوان بلاتفسخ ونحوه ینزح الجمیع کما فی الفتح وأن قطعة منه کتفسخه ولهذا قال فی الخانیة: قطعة من لحم المیتة تفسده". (ردالمحتار، فصل فی البئر: جلداول صفحہ۲۱۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۲۰ و ۶۲۱)

اگر کنویں میں کوئی جاندار گر جائے اور زندہ نکل آئے، تو اس کا کیا حکم ہے:

سوال: اگر کنویں میں کوئی چوہا گر گیا یا اور کوئی ناپاک چیز جاندار، مثلاً گیڈر، اور زندہ نکلا، تو کتنے ڈول نکالیں، یا آدمی ہی گر کر زندہ نکلا؟

الجواب

گیڈر وغیرہ جو ناپاک نہیں، جیسے چوہا، تو کچھ نکالنا نہیں آتا، زندہ نکلے تو کچھ پانی نہ نکالے، احتیاطاً دس بیس ڈول نکال دیوے۔(۱) بدست خاص سوال: **۱۵۳** (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۲۳۔۱۲۴)

آہنی کنویں میں کسی نجس چیز کے گرنے اور نہ نکلنے کا حکم:

سوال: آج کل یہ آہنی نل جو کنویں کا کام دیتے ہیں ایجاد ہوئے ہیں اگر ان کے اندر کوئی شخص پیشاب وغیرہ ڈالدے تو آیا یہ ناپاک ہوجاتے ہیں یا نہیں اور پہلی شق پر ان کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے؟

الجواب

فی الدّرالمختار، فصل فی البئر: (ینزح کلّ مائها) الّذی کان فیها وقت الوقوع (بعد إخراجه) إلا إذا تعذّر (إلیٰ قوله) (وإن تعذّر) نزح کلّها (فبقدرما فیها) وقت ابتداء النّزح، قاله الحلبی. (۲۱۸ تا ۲۲۰)

اِس روایت سے ثابت ہوا کہ نجاست کا واقع ہونا کنویں میں اس کو نجس کر دیتا ہے سو اس میں بھی جب نجاست گرے گی ناپاک ہوجاوے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وقوعِ نجاست کے وقت جس قدر پانی ہو اس قدر نکال دینے سے

(۱) ضروری وضاحت: یہ جواب ناقص ہے، اصل تحریر کا کونا جھڑ گیا ہے۔ تاہم جو موجود تھا، اس کو لکھ دیا گیا۔ نورالحسن کاندھلوی

وہ پاک ہوجاتا ہے پس اس بنا پرنل کے اندر جس قدر پانی ہے اس کے نکال دینے سے وہ پاک ہوجاوے گا اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ نل کے نیچے زمین میں سے پانی کی آمد ہوتی ہے تو کیا وہ ناپاک نہ ہوگا؟ بات یہ ہے کہ وہ پانی ایسا ہے جیسا متعارف کنوؤں میں بھی علاوہ بھرے ہوئے پانی کے ابلنے والا پانی ہوتا ہے؛ مگر چونکہ وہ فی البیر نہیں ہے اس کا اعتبار نہیں۔اسی طرح جو پانی بالفعل اس آہنی کنویں کے اندر نہ ہو گو بطور آمد کے نیچے سے بذریعۂ مسامات ِارض کے اس کے اندر آجاتا ہو وہ معتبر نہیں البتہ اگر تجربہ سے یہ ثابت ہوجاوے کہ اس نل کی جڑ میں پانی مجتمع رہتا ہے تو اس کو نجس کہیں گے اور تخمینہ سے جب اس قدر نکل جاوے کنواں پاک ہوجاوے گا۔اور عبارتِ مذکورہ سے ایک اور بات ثابت ہوئی کہ اگر اس آہنی کنویں میں ایسی نجس چیز گر جاوے جو نکل نہ سکے تو اسکا نکالنا معاف ہے۔پھر اس میں دو صورتیں ہیں، یا تو وہ چیز ذی نجاست ہے جیسے ناپاک لکڑی یا ناپاک کپڑا یا عینِ نجاست ہے جیسے مردار کی بوٹی ،صورتِ اولیٰ میں بلا انتظار معاف ہے صرف پانی نکالنے سے پاک ہوجاوے گا اور صورتِ ثانیہ میں اتنی مدّت تک انتظار کریں کہ گمان غالب ہو کہ وہ مٹّی ہوگیا ہو پھر پانی نکال دیں۔

فی الدّر المختار:إلاّ إذا تعذر كخشبة أو خرقة متنجّسة،فی ردالمحتار:و أشار بقوله متنجّسة إلیٰ أنّه لابدّ من إخراج عين النّجاسة كَلَحم ميتة و خنزير آه قلت:فلو تعذر أيضاً ففی القهستانی عن الجواهر:لووقع عصفور فيها فعجزوا عن إخراجه فما دام فيهافنجسة فتترک مدة يعلم أنه استحا ل و صار حمأة وقيل:مدة ستة أشهر،آه.(ج۱/ص۲۱۹)

حوادث خامس ص:۳۔۴(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۶۱۔۶۲)

کنویں میں ناپاک چیز گر جائے اور نکل نہ سکے،تو کیا حکم ہے:

سوال: کنویں میں کوئی پلید چیز گر جائے اور نکل نہ سکے تو اسے کیسے پاک کیا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

کنویں میں نجس چیز گر جائے اور نکل نہ سکے تو اسے نکالنا ضروری نہیں ،صرف پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا،البتہ اگر عین نجاست گر جائے تو اسے نکالے بغیر کنواں پاک نہ ہوگا ،اگر کسی صورت سے بھی نکالنا ممکن نہ ہو تو اتنی مدت تک کنویں کو استعمال نہ کیا جائے جب تک ظن غالب نہ ہوجائے کہ گری ہوئی نجاست مٹی ہوگئی ہوگی ،اتنی مدت گزرنے کے بعد کنویں کا پانی نکال کر کنواں پاک کیا جائے۔

بعض فقہا کا قول ہے کہ چھ ماہ تک انتظار کیا جائے،ظن غالب ہے کہ چھ ماہ میں گری ہوئی چیز مٹی ہوجاتی ہے۔

قال فی شرح التنوير:لا إذا تعذر كخشبة أو خرقة متنجسة فينزح الماء إلىٰ حد لايملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعًا.وفی الشامية تحت(قوله متنجسة) وأشار بقوله متنجسة إلىٰ أنه لابد من

إخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير آهـ ح. قلت: فلو تعذر أيضًا ففي القهستاني عن الجواهر: لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن إخراجه فمادام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم أنه استحال وصار حمأة، وقيل مدة ستة أشهر، آه. (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غرہ محرم الحرام ۷۳ھ (احسن الفتاویٰ:۲/ ۳۹)

ناپاک پانی میں دوسرا پانی جائے مگر کوئی اثر ناپاکی کا نہ ہو تو کیا حکم ہے:

سوال:(۱) میں نے پانی کے مسئلہ کے بارے میں جو تحقیق کی اس کا مجھ کو صاف خلاصہ نہیں ملا، آپ نے لکھا ہے کہ دہ دردہ پانی میں ناپاکی گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں کوئی صفت نہ بدلے لیکن میں نے یہ جواب نہیں منگایا بلکہ یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی سے ناپاکی ہوا اور اس میں ناپاک پانی بھی جاوے اور پاک بھی، ان سے بھرنے کے بعد کوئی صفت نہیں رہی تو پانی کیسا ہے مثلاً ایک دہ دردہ حوض میں قلیل پانی تھا کہ چلو بھرنے سے زمین کھل جاتی تھی، اتنا پانی بھرا تھا کہ اس میں ناپاکی گرگئی۔اب بوجہ قلیل پانی کے ناپاکی گرنے سے ہی ناپاک ہوگیا، پھر اس میں پانی آیا، اب وہ دہ دردہ کی مقدار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوگیا اور اس میں ناپاکی کی کوئی صفت بھی نہیں بلکہ پہلے ہی سے اس میں کوئی صفت نہ تھی اور ناپاک پانی میں پاک آیا ہے اور دہ دردہ ہوگیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟

ناپاک کنویں سے پانی نکالا اور وہ بہہ کر جمع ہوگیا:

سوال:(۲) ایک کنواں ناپاک ہوا اس میں سے پانی نکالا وہ پانی دس گز بہہ کر کے وہاں جمع ہوا، وہ پاک ہے یا نہ؟

الجواب

(۱۔۲) درمختار میں ہے:

ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه وكذا البئر والحوض والحمام الخ. باب المياه. (۲)

وفي رد المحتار للشامي:۱/ ۱۲۶ : وكذا أيده سيدي عبدالغني بما في عمدة المفتي من أن الماء الجاري يطهر بعضه بعضاً وبما في الفتح وغيره من أن الماء النجس إذا دخل على ماء الحوض الكبير لاينجسه ولو كان غالباً على ماء الحوض، الخ. (۳)

(۱) الدرالمختار مع رد المحتار، فصل في البئر:۱/ ۲۱۲، انیس

(۲) الدرالمختار على هامش ردالمحتار: باب المياه، مطلب يطهر الحوض بمجرد الجريان:۱/ ۱۸۰، ظفیر

(۳) ردالمحتار، باب المياه، مطلب: الأصح أنه لايشترط في الجريان المدد:۱/ ۱۷۴، ظفیر

اس ثانی روایت سے مسئلہ اولیٰ کا جواب واضح ہوگیا کہ ماءِ نجس حوض کبیر کو نجس نہیں کرتا اور پہلے سے نجس ہونا حوض وتالاب کا بلاتغیر نجاست کے مسلم نہیں ہے اور روایات اول سے مسئلہ ثانیہ کا جواب واضح ہوگیا (کہ وہ پانی پاک ہے۔ظفیر) اور فقہا نے پانی کے بارے میں سہولت کو اختیار فرمایا ہے اور عموم بلویٰ کا لحاظ کیا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ.(۱)

اور فقہ کا قاعدہ ہے: المشقة تجلب التيسير.(۲)

اور ''اليقين لايزول بالشک''. (۳)

الغرض پانی کے معاملہ میں وہم اور شک کو دخل نہ دینا چاہیے جب کسی تالاب یا حوض میں پانی صاف ہے اور متغیر بالنجاسات نہیں ہے تو اس کو پاک ہی سمجھا جائے وہم نہ کرنا چاہیے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۷۹۔۱۸۰)

رویت نجاست کے بعد کنواں کب سے نجس سمجھا جائے گا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مفصلہ ذیل میں: طلوع آفتاب سے پہلے ایک کنویں میں سے پانی لاکر اس سے گلاب کھینچا اور صدہا آدمیوں نے پانی اس سے بھرا، دس بجے دن کو معلوم ہوا کہ ایک بلی مردہ اس میں پڑی ہے، مگر پوست اس کا بالکل گلا نہیں ہے نہایت سخت ہے وہ گلاب جو اس پانی سے تیار ہوا ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے، آیا وہ فروخت کیا جائے یا پھینکا جائے؟

الجواب

صاحبین علیہم الرحمہ کے مذہب کے موافق یہ گلاب پاک ہے (۴) کہ احتمال ہے کہ شب کو بلی کا بچہ گرا ہو، پس اس کا فروخت مباح ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص۲۴۲)

کنویں میں ناپاک چیز گرگئی اور معلوم نہ ہوا کہ کب گری، اس کا حکم:

سوال: ماتت فأرة فی البئر، ثم عجن من هذا الماء ومن الماء الذی نزح قبل هذاالعلم، هل

(۱) سورة الحج، رکوع:۱۷، ظفیر

(۲) الأشباه والنظائر مع شرح حموی، القاعدة الرابعة:ص۹۵، ظفیر

(۳) الأشباه والنظائر مع شرح حموی، القاعدة الرابعة:ص۷۵، ظفیر

(۴) وقالا: من وقت العلم فلا يلزمهم شئ قبله، قيل: وبه يفتىٰ (درمختار) قوله قيل وبه يفتى، قائله صاحب الجوهرة، وقال العلامة قاسم فی تصحيح القدوری: قال فی فتاویٰ العتابی: قولهما هو المختار، الخ وصرح فی البدائع بأن قولهما قياس، وقوله استحسان، وهو الأحوط فی العبادات. (ردالمحتار، فصل فی البئر، جلد اول، مطلب فی تعريف الاستحسان:۱/۲۰۲، ۲۰۳، انیس)

يؤ كل هذاالعجين أم لا ؟(۱)

الجواب

قال في الدر المختار: وقالا: من وقت العلم فلا يلزمهم شيء قبله، وفي ردالمحتار: (قوله فلا يلزمهم): أي أصحاب البئر بشيء من إعادة الصلوٰة أوغسل ما أصابه ماء ها، كما صرح به الزيلعيؒ الخ وفيه: قال في فتاویٰ العتابي: قولهما هو المختار. (۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول صاحبین کے موافق جو کہ مختار ومفتیٰ بہ ہے، حکم اس عجین کا، جو قبل از علم وقوع نجاست، اس پانی سے گوندھا گیا، طہارت وحلت اکل ہے۔ (عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۸۶)

کنویں کی ناپاکی کے علم سے پہلے جو پانی استعمال کیا گیا اس کا کیا حکم ہے:

سوال: کنویں کی ناپاکی معلوم ہونے سے قبل جو اس پانی سے وضو اور غسل وغیرہ کیا گیا اور اس کا پانی جو کپڑے یا مصلّی یا برتن کو لگا تھا وہ سب ہی ناپاک ہو جاتے ہیں یا جس طرح کنویں کے پاک ہونے سے رسی ڈول اور کنویں کی دیوار سب پاک ہو جاتے ہیں؟

الجواب

چاہ کے ناپاک ہونے کے معلوم ہونے سے پہلے جو پانی اس سے نکالا گیا وہ بقول مفتیٰ بہ پاک ہے اور وضو نماز اس سے درست ہے۔ (۳) فقط (فتاوی دار العلوم ۱/۲۰۹)

ناپاک کنویں سے وضو کر کے جس نے نماز پڑھی وہ کیا کرے:

سوال: کنویں میں اگر چڑیا گل سڑ جائے تو کیا حکم ہے، جو لوگ بغیر پاک کئے اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

چڑیا اگر کنویں میں مر کر گل سڑ جائے، تو تین سو ڈول نکالنے چاہئے، دو سو ڈول ضروری ہیں اور تین سو مستحب

(۱) سوال: ایک کنویں میں ایک چوہا مر گیا، پھر علم ہونے سے قبل اس پانی سے آٹا گوندھا گیا، تو کیا یہ آٹا کھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ انیس

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار، فصل في البئر، جلد اول، مطلب في تعريف الاستحسان: ۱/۲۰۲، ۲۰۳، انیس

(۳) (ويحكم بنجاستها) مغلظة (من وقت الوقوع إن علم، وإلا فمذ يوم وليلة إن لم يتنفخ ولم يتفسخ) وهذا (في حق الوضوء) والغسل، الخ أما في حق غيره كغسل ثوب فيحكم بنجاسته في الحال الخ وقالا: من وقت العلم فلا يلزمهم شئ قبله، قيل: وبه يفتیٰ (درمختار) قوله قيل وبه يفتي، قائله صاحب الجوهرة. (ردالمحتار، فصل في البئر، جلد اول، مطلب في تعريف الاستحسان: ۱/۲۰۲، ۲۰۳)

ہیں۔(۱) بدون پاک کئے ہوئے جولوگ اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھیں گے ان کی نماز نہ ہوگی اور امام ومقتدی سب ہی گنہگار رہوں گے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۲۹، ۲۳۰)

ناپاک کنویں کا پانی استعمال کرنا:

سوال: ایک کنویں میں کافی وقت پہلے خنزیر گر کر مر گیا، کسی نے بھی پانی اور خنزیر نہیں نکالا، لیکن اب کچھ مزدور کچی اینٹیں بناتے ہیں اور قریب ہونے کی وجہ سے اس کنویں کا پانی استعمال کرتے ہیں اب کیا یہ مٹی پاک ہوگی یا نہیں اور اس پانی کی وجہ سے جو جسم اور کپڑوں پر چھینٹے لگ جاتے ہیں کیا بغیر دھوئے اور نہائے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ کنواں جب تک پاک نہیں کیا جاتا، اس کا پانی ناپاک ہے، اس سے جو کچی اینٹیں بنائی جاتی ہیں، وہ بھی ناپاک ہیں، اس کے چھینٹے دھوئے بغیر نماز درست نہیں، اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنویں سے خنزیر کی ہڈیاں وغیرہ نکال دی جائیں، اس کے بعد کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائے، اگر سارا پانی نکالنا مشکل ہو، تو دوسو ڈول سے تین سو ڈول تک پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم: ص۱۰۱)

کنویں میں بیت الخلا کا ناپاک پانی مل جائے، تو ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ہمارے محلّہ کی مسجد میں کنواں ہے، طہارت خانے اور بیت الخلاء کنویں سے چار پانچ گز دور ہیں، بارش میں بیت الخلاء بھر جاتا ہے، کنواں سفلی سطح پر ہے، اس لئے بارش میں کنویں کے اطراف میں غلیظ پانی بھر جاتا ہے، حال میں تین روز قبل بہت زور کی بارش ہوئی تو یہی صورت حال پیش آئی اور کنویں کے پانی کے تینوں اوصاف بدل گئے، چار نمازیں اس کنویں کے پانی سے وضو کر کے پڑھی گئی ہیں، گر کنویں کا پانی ناپاک سمجھا جائے تو پاک کرنے کے لیے کیا صورت اختیار کریں، کچھ دن کنواں ایسے ہی بند رہنے دیں یا خالی کرنا ہوگا اور جو نمازیں پڑھی ہیں، ان

---

(۱) (أومات فيها) ......(حيوان دموى)...... (وانتفخ)...... (ينزح كل مائها) الذى كان فيها وقت الوقوع......(بعد إخراجه)..... (وإن تعذر)...... (فبقدر ما فيها)......(يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء) به يفتىٰ،وقيل يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلاث مائة وهذا أيسر، وذلك أحوط (الدرالمختار) وأفاد فى النهر أن المأ تين واجبتان والمائة الثالثة مندوبة.(ردالمحتار،فصل فى البئر:۱/۱۹۵، ۱۹۸ظفير)

(۲) (ويحكم بنجاستها) مغلظة (من وقت الوقوع.....فى حق الوضوء) والغسل، الخ. (الدرالمختارعلىٰ هامش ردالمحتار، فصل فى البئر:۱/۲۰۱ظفير)

(۳) (إذا وقعت نجاسة)......(فى بئردون القدرالكثير)......(أومات فيها)...الخ،(ينزح كل مائها)...الخ،(وإن تعذر)...الخ،قيل ينزح بمأة إلىٰ ثلاثمأة وهذا أيسروذاك أحوط. (الدرالمختارمتن ردالمحتار: ج۱،ص۲۱۱ تا ۲۱۵،فصل فى البئر)

کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جب کہ یہ واقعہ ہے کہ ناپاک پانی کنویں کے پانی سے مس ہوا یا نجاست کے اثرات پانی میں سرایت کر گئے اور کنویں کے پانی کے تینوں اوصاف بدل گئے تو یقیناً کنواں ناپاک ہو گیا۔ ایسے پانی سے وضو کر کے جو نمازیں ادا کی ہیں وہ نمازیں قابل اعادہ ہیں اور بلا تاخیر کنویں کا سب پانی نکال دیا جائے۔ پانی کچھ دن رہنے دینے سے کنواں پاک نہ ہوگا، نکال دینا ہی ضروری ہے۔ (۱) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۷/۱۴۶۔۱۴۷)

کنویں کے ناپاک پانی سے پکی ہوئی چیز کے کھانے اور وضو کی صورت میں اس سے ادا شدہ نماز کا حکم:

سوال:۔ کنویں سے مردہ جانور خواہ گلا سڑا ہوا ہو یا نہ، نکالا جائے تو گرنے کے وقت سے لاعلمی کی بنا پر وہ پانی وضو یا غسل کے لئے استعمال ہوا ہے اور اس سے جو کپڑے اور برتن وغیرہ دھوئے گئے ہوں یا آٹا گوندا گیا ہو، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب

کنویں میں نجاست مل جائے اور اس کا وقتِ وقوع معلوم نہ ہو، تو علمِ وقوع سے قبل اگر اس کنویں کے پانی سے وضو کیا گیا ہو یا پاک کپڑے دھوئے گئے ہوں، تو بالاجماع کسی چیز کا اعادہ نہیں، اور اگر حالتِ حدث میں وضو یا غسل کیا گیا ہو یا نجس کپڑے دھوئے گئے ہوں تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اگر حیوان (نجاست) گلا سڑا ہو تو تین دن ورات کی جملہ نمازوں کا اعادہ ضروری ہے۔

اسی طرح ان دنوں کے دوران جو کپڑے یا برتن دھوئے گئے ہوں تو ان کا دوبارہ دھونا لازمی ہے اور جو آٹا گوندھا گیا ہو اگر وہ موجود ہو تو کسی حیوان کو کھلا دیں، اور صاحبینؒ کے ہاں کسی چیز کا اعادہ نہیں، بلکہ جس وقت اس کا علم ہوا اسی وقت سے اس کی نجاست کا اعتبار ہوگا، بعض علما نے صاحبینؒ کے قول کو راجح کر کے اسی کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے، لیکن اکثریت نے امام صاحبؒ کی رائے کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے، تاہم اگر صحرا وغیرہ ہو اور اس کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ ہو، تو پھر صاحبینؒ کی رائے کو اپنانا بھی درست ہے۔

لما قال شيخ الإسلام أبوبكر بن على الحدادؒ:" إذا وجد فى البئر فأرة ميتة أو غيرها ......و لايدرون متىٰ وقعت ولم تنتفخ ولم تنفسخ أعادوا صلوٰة يوم وليلة وإن كانت قد انتفخت أو تفسخت أعادوا صلوٰة ثلٰثة أيام ولياليها فى قول أبى حنيفة (إذا كانوا توضؤوا منها)أى وهم

---

(۱) قال الحلوانى: المعتبر الطعم أواللون أوالريح فإن لم يتغير جاز وإلالا. (ردالمحتار، مطلب فى الفرق بين الروث: ۱/۲۰۴)

محدثون وغسلوا کل شئ أصابه ماؤها أی غسلوا ثیابهم من نجاسة أما إن توضؤوا منها وهم متوضؤون أوغسلوا ثیابهم من غیر نجاسة فإنهم لایعیدون إجماعاً......وقال أبویوسفؒ ومحمدؒ: لیس علیهم شئ حتّٰی یتحققوا متیٰ وقعت"(الجوهرة النیرة: ج ا ص ۲۰،فصل فی البئر)(۱)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم،صفحہ۵۴۳تا۵۴۵)

کنویں کے پانی سے کھانا پکایا، پھر کنویں سے مردہ جانور نکلا، تو کیا کیا جائے:

سوال: ایک مردہ مرغ چاہ سے نکالا گیا، نکالنے سے پہلے اس چاہ کے پانی سے طعام پکایا گیا، وہ طعام پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

جو پانی اس مردہ مرغ کے نکلنے اور دیکھنے سے پہلے چاہ سے نکالا گیا، وہ پاک ہے، اس سے جو طعام پختہ ہوا وہ پاک وحلال ہے، بعد دیکھنے مرغ مردہ کے چاہ ناپاک ہوا ہے، اس کو نکال کر اگر پھولا پھٹا نہ ہو، تو ساٹھ ڈول نکالے جاویں استحباباً، اور چالیس وجوباً، یعنی چالیس ڈول نکالنا ضروری ہے اور ساٹھ تک نکالنا مستحب ہے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۹۸،۱۹۹)

---

(۱) قال ابن عابدینؒ: "(قوله قیل وبه یفتیٰ)قائله صاحب الجوهرة.وقال العلامة قاسم فی تصحیح القدوری:قال فی فتاوی العتابی: قولهما هوالمختار.قلت:لم یوافق علیٰ ذلک،فقد اعتمد قول الإمام البرهانی والنسفی والموصلی وصدرالشریعة،و رجح دلیله فی جمیع المصنفات".(ردالمحتار: ج ا ص ۲۱۹،فصل فی البئر، مطلب مهم فی تعریف الاستحسان)

قال ابن نجیمؒ:اعلم أن البئر تنجس من وقت وقوع الحیوان الذی وجد میتاً فیها إن علم ذلک الوقت وإن لم یعلم فقد صار الماء مشکوکاً فی طهارته ونجاسته فإذا توضؤوا منها وهم متوضؤون أوغسلوا ثیابهم من غیرنجاسة فإنهم لایعیدون إجماعاً لأن الطهارة لاتبطل بالشک وإن توضؤوا منها وهم محدثون أواغتسلوا من جنابة أوغسلوا ثیابهم عن نجاسة......فی الأول والثانی خلاف فعند أبی حنیفة التفصیل المذکور فی الکتاب، وقالا: یحکم بنجاسة وقت العلم بها ولایلزمهم إعادة شئ من الصلوٰة ولاغسل ما أصابه ماؤها قبل العلم وهوالقیاس لأن الیقین لایزول بالشک".(البحرالرائق:کتاب الطهارة: ج ا ص ۱۲۳)

وقال(بعد أسطر)فی تصحیح الشیخ القاسم : وفی فتاویٰ العتابی :المختار قولهما،قلت:هوالمخالف لعامة الکتب فقدرجح دلیله فی کثیر من الکتب، وقالوا إنه الاحتیاط فکان العمل علیه، وذکرالإسبیجابیؒ:أن ماعجن به قال بعضهم: یلقی إلی الکلاب وقال بعضهم: یعلف المواشی" .(البحرالرائق:کتاب الطهارة: ج ا ص ۱۲۵/ومثله فی السعایة: ج ا ص۴۳۸و ۴۳۹،کتاب الطهارة، فی أحکام الآسار)

(۲) "(یحکم بنجاستها) (إلیٰ قوله) وقالا: من وقت العلم فلا یلزمهم شئ قبله، قیل وبه یفتیٰ (درمختار) قال الشامی: قائله صاحب الجوهرة، وقال العلامة قاسم فی تصحیح القدوری: قال فی فتاویٰ العتابی: قولهما هوالمختار (شامی:۱/۲۲۶)فإن أخرج الحیوان غیرمنتفخ ومتفسخ إن کان کحمامة وهرة نزح أربعون من الدلاء وجوباً إلیٰ ستین ندباً.(ردالمحتار،فصل فی البئر،جمیل الرحمٰن)

ناپاک کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:

سوال: ایک چاہ مدت چھ سال سے پلید ہے، جس میں کئی کتے اور کئی مردار جانور پڑے ہیں، اس میں پانی بہت ہے، اس کے پاک کرنے کی صورت کیا ہے؟

الجواب

اس چاہ کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اول اس میں جو مردار جانور وغیرہ پڑے ہیں، وہ سب نکال دیئے جاویں، پھر اس کا تمام پانی نکال دیا جاوے، اور بہتر ہوگا کہ اس کا گارہ بھی نکالا جاوے جس قدر نکل سکے، پھر جو پانی اس میں آوے گا، وہ پاک ہوگا اور گارا نکالنا طہارت کے لئے ضروری نہیں ہے، البتہ صفائی کی وجہ سے بہتر ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۲۱۶)

ناپاکی نکالے بغیر کنواں پاک نہیں ہوگا:

سوال (۱): ایک کنواں جو تقریباً گیارہ مہینے متواتر ویران پڑا رہا، اور اس میں کئی مینڈکیں مرکر نیچے بیٹھ گئی ہوں اور ایک مرغی کا پاؤ بھر کا بچہ تقریباً چھ سات ماہ سے مرکر نیچے بیٹھ گیا ہو، آیا وہ کنواں کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

(۲) ایک معتبر آدمی کا چشم دید ذکر ہے، کہ تقریباً چھ سال کا ایک لڑکا، ایک مرغی کی ٹانگیں مشغلہ کے طور پر باندھ کر، اس کو الٹا کر اس کے ساتھ کنویں میں اترا، اس آدمی نے اپنے ہاتھ سے اسے اتارا، اس وقت مرغی بہت سہمی ہوئی تھی، نہ پتہ یہ لڑکا کافی دیر اس حرکت میں لگا رہا، اس کنویں سے ۳۶۰ ڈول نکال دیئے گئے ہیں۔

---

(۱) إذا وقعت نجاسة)... الخ. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، فصل فی البئر: ۱/ ۱۹۶، ظفیر)

جب کنواں میں نجاست گر جائے، تو کنواں کا پانی ناپاک ہوجاتا ہے، اس کو پاک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جس صورت میں پورے پانی کا نکالنا ضروری ہے، اس صورت میں پورا پانی نکال دیا جائے اور جس صورت میں چالیس ڈول یا بیس ڈول نکالنا واجب ہے، اس صورت میں چالیس ڈول یا بیس ڈول نکال دیا جائے۔ (البحر الرائق، ردالمحتار: ۱/ ۲۱۲)

لیکن پانی نکالنے سے پہلے ناپاک چیز کو نکالنا ضروری ہے، نجس چیز کو نکالنے سے پہلے جو پانی نکالا جائے گا وہ بے فائدہ ہوگا۔ (ایضاً)

البتہ اگر ناپاک چیز ایسی ہو جو پانی میں مل جائے، جیسے پیشاب، شراب، یا وہ ناپاک چیز زمین کی تہہ میں چلی جائے، اور اس کو نکالنا دشوار ہو، جیسے ناپاک لکڑی یا پاخانہ یا مردار جانور کا گوشت، تو ایسی صورت میں کل پانی نکالنے کے بعد اس ناپاک چیز کو بھی نکال دیا جائے گا، البتہ ناپاک لکڑی وغیرہ پر نجاست لگی ہو اور وہ نہ نکل سکے، تو بھی کنواں پاک ہوجائے گا۔ (ردالمحتار: ۱/ ۲۱۲)

لیکن اگر مردار جانور یا اس کا گوشت کنویں کی تہہ میں چلا جائے اور پانی نکالنے کے باوجود وہ نہ نکل پائے، تو ایسی صورت میں اس کنویں کو اتنی مدت یوں ہی چھوڑ دینا ضروری ہوگا، جس میں یہ یقین ہوجائے کہ وہ ناپاک چیز سڑ گل کر مٹی ہوگئی ہوگی، اس کے بعد بہ قدر واجب پانی نکال دیا جائے، تو کنواں پاک ہوجائے گا۔ (ایضاً) طہارت کے احکام ومسائل: ص ۷۹-۸۰۔ انیس)

الجواب

(۱) مینڈک کے پانی میں مرجانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔(۱)اور مرغی کا بچہ اگر مٹی اور کیچڑ میں مل کر مٹی بن گیا ہو، اور اس کی اپنی حقیقت بالکل ختم ہوگئی ہو، پھر جو ڈول اس سے نکالے گئے ہیں، انہی سے کنواں پاک سمجھا جائے گا، اگر کل پانی کا نکالنا مشکل ہو، اور اگر مرغی کے بچہ کی حقیقت باقی ہے، وہ مٹی کی ذات میں تبدیل نہیں ہوا، تو جب تک وہ کنویں کے اندر رہے گا، کنواں نجس رہے گا، کبھی پاک نہیں ہوسکتا، اس کو نکال کر ڈول نکالے جائیں، تو پاک ہوجاوے گا، البتہ اگر کنویں میں تلاش کرنے کے باوجود نہ مل سکا، تو اس صورت میں بھی کنواں پاک ہوگا۔(۲)

(۲) مرغی حلال ہے، مرغی میں کوئی حرمت نہیں آئی۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ۔(فتاویٰ مفتی محمود جلد اول:۴۳۸۔۴۳۹)

ناپاک کنویں کا پانی نکالنے میں نیت ضروری نہیں:

سوال: اگر کوئی کافر کنویں میں گر جائے اور کافر ناپاک ہو، تو اس سے پورا کنواں ناپاک ہوجاتا ہے، لہٰذا تمام پانی کا نکالنا ضروری ہے، لیکن جاننے کے باوجود لوگوں نے اس نیت سے نکالا کہ پانی پاک ہے اور اپنے استعمال میں لائے اور اس حد تک پانی نکالا کہ پورا کنواں خالی ہوگیا، تو کیا اپنی استعمال کی نیت سے پانی نکالنے کی وجہ سے پانی نکالا ہوا شمار ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب پورا کنواں خالی کر دیا گیا، تو نیت جو بھی ہو، مقصود کنویں کا خالی کرنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ جلد اول:۳۸۰)

کیا کنویں کو پاک کرنے کے لئے پے در پے پانی نکالنا ضروری ہے:

سوال: کنواں ناپاک ہونے کے وقت پے در پے ڈول نکالے یا بتدریج؟

---

(۱) لما فی الدرالمختار:(ویجوز)رفع الحدث (بما ذکروإن مات فیه)......(غیر دموی)........(ومائی مولد)......(کسمک وسرطان) وضفدع........فلوتفتت فیه نحوضفدع جاز الوضوء به.(کتاب الطهارة،باب المیاه: ج ۱ ص ۲۶۷،مکتبه رشیدیه کوئٹه. کذافی العالمگیریة: کتاب الطهارة،فصل فیما یقدر فی البئر: ج ۱ ص ۱۵،طبع رشیدیه کوئٹه)

(۲) لما فی ردالمحتار:(قوله متنجسة)......وأشاربقوله متنجسة إلیٰ أنه لابد من إخراج عین النجاسة کلحم میتة وخنزیرآه ح .قلت:فلوتعذرأیضاً ففی القهستانی عن الجواهر:لووقع عصفورفیها فعجزواعن إخراجه فمادام فیها فنجسة فتترک مدةً یعلم أنه استحال وصارحمأ ة ،وقیل مدة ستة أشهر،آه.(کتاب الطهارة،فصل فی البئر: ج ۱ ص ۴۰۹،مکتبه رشیدیه کوئٹه.وأیضاً فی السعایة، کتاب الطهارة،فصل فی البئر: ج ۱ ص ۴۰۹، مکتبة رشیدیه کوئٹه،و ج ۱/ ۴۲۶،طبع سهیل اکیڈمی لاهور)

الجواب ______________

پے در پے نکالنا شرط نہیں۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۰۲)

کنویں میں انسان کا خون گر جائے تو کتنا پانی نکالا جائے، کیا پے در پے شرط ہے:

سوال: اگر کنویں میں خون انسان گر جائے، تو کل پانی کھینچا جائے یا تین سو ڈول اور پے در پے کھینچنا شرط ہے یا نہ؟

الجواب ______________

تین سو ڈول پانی نکالنا کافی ہوگا، یہ قائم مقام تمام پانی نکالنے کے ہے، اور اس سے کنواں پاک ہو جاتا ہے، اسی پر فتویٰ ہے۔ شامی میں کہا:

''وعلیه الفتویٰ وھو المختار والأیسر''. (شامی)(۲)

اور پے در پے ڈول نکالنا شرط نہیں ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۲۲)

کنویں کا ناپاک پانی آنے سے، حمام کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: (الف) کنواں نجس ہو گیا، اس کا پانی حمام میں گیا، لوٹوں سے بھی وضو کیا گیا، مسجد کے بوریوں پر بھی پہنچا، اور وہ پانی یقیناً نجاست کے وقت کا ہے، تو یہ سب اشیا ناپاک ہو گئیں یا نہیں؟

سوال: (ب) اور کس طرح پاک ہوں، خصوصاً تطہیر حمام کا طریقہ ضرور تحریر کیا جائے؟

سوال: (ج) اگر کچھ روز تک پانی حمام میں ٹھہرا رہے، اور برتن کے ذریعہ سے پانی نکالتے رہیں، لیکن ایسا کہیں نہیں ہوا کہ سارا پانی نکال کر خشک کیا گیا، بلکہ دو چار چلّو پانی ہمیشہ باقی رہ جاتا ہے، تو لوٹے اور حمام اور نکالنے کا برتن پاک ہو گیا یا نہیں؟

سوال: (د) نیز حمام کی اینٹوں اور گڑی ہوئی دیگ کی تطہیر میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب ______________ حامدًا ومصلیاً

(الف، ب) اگر نجاستِ بیر (کنواں) کے علم ہونے کے بعد، نجس پانی بھرا اور استعمال کیا گیا، تو یہ سب چیزیں ناپاک ہو گئیں، ہر شئی پر تین دفعہ پانی بہا دیا جائے، بس پاک ہو جائیں گی۔

---

(۱) ...(قوله: خلاصة) ومثله فی الخانیة وھو مبنی علی أنه لایشترط التوالی وھو المختار، کما فی البحر والقهستانی. (ردالمحتار فصل فی البئر:۱/۱۹۶)

(۲) ردالمحتار، فصل فی البئر:۱/۱۹۸، ظفیر

(۳) لایشترط التوالی وھو المختار، کما فی البحر والقهستانی. (ردالمحتار، فصل فی البئر:۱/۱۹۶، ظفیر)

جو شئی نچوڑی جا سکے، نچوڑ دی جائے، ورنہ خشک کر دی جائے۔(۱)

حمام کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس میں پانی بھر کر نکال دیا جائے، جو ایک دو چلو باقی رہے، اس کو کسی کپڑے سے صاف کر دیا جائے، اگر حمام میں صاف کرنے کا راستہ نہ ہو، تو اتنا توقف کیا جائے کہ وہ خشک ہو جائے۔ اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے حمام پاک ہو جائے گا، اگر اتنا توقف کرنے میں دشواری ہو تو اس قدر پانی بھرا جائے جس سے پہلا پانی بالیقین نکل جائے، جب تین مرتبہ پانی بالکل نکل جانے کا یقین ہو جائے، اور یہ چار مرتبہ پانی بھرنے سے ہوگا، تو حمام پاک ہو جائے گا۔

(ج)　پہلی مرتبہ کا پانی دوسری مرتبہ بھر کر نکالنے سے نکل جاتا ہے، اور دوسری مرتبہ کا رہا ہوا تیسری مرتبہ نکل جاتا ہے، اور تیسری مرتبہ کا چوتھی مرتبہ، اس کے بعد بالکل پاک ہو جاتا ہے۔(۲) اس سے قبل جن لوٹوں اور برتنوں سے پانی نکالا ہے، ان کو پاک کر لیا جائے، یہی احوط ہے۔

(د)　دونوں کا حکم ایک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۵/۵۔۲۳۶)

جس کنویں میں مرغی کی بیٹ گر جائے اسے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:

سوال:　اگر کنویں میں مرغی کا پاخانہ گر گیا تو کتنے ڈول نکالنے چاہیئے؟

الجواب

مرغی کا پاخانہ کنویں میں گرنے سے تین سو ڈول پانی نکالنا چاہیئے اور پہلے وہ پاخانہ نکال لینا چاہیئے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۲۱۶/۱، ۲۱۷)

---

(۱)　" فإن دخل الماء من جانب (حوض صغير كان قد يتنجس ماء ه) وخرج من جانب، قال أبوبكر الأعمش: لايطهر مالم يخرج مثل ماكان فيه ثلٰث مرات (فيكون ذلک غسلاً له) كالقصعة حيث تغسل إذا تنجست ثلٰث مرات ......الخ". (الحلبي الكبير، ص:۱۰۱، فصل في الحياض، سہیل اکیڈمی، لاہور / وكذا في البحر الرائق: ۱۳/۱، الطهارة، رشيدية)

(۲)　"يطهر الكل تبعاً" (الدرالمختار). (قوله: يطهر الكل: أى من الدلو والرشاء والبكرة ويد المستقى تبعاً؛ لأن نجاسة هذه الأشياء بنجاسة البئر، فتطهر بطهارتها للحرج". (ردالمحتار: ۳۳۴/۱، فصل في البئر، سعيد)

(۳)　(إذا وقعت نجاسة)...... (في بئر دون القدر الكثير) الخ، (ينزح كل مائها)...... (بعد إخراجه) إلا إذا تعذر كخشبة أو خرقة متنجسة فينزح الماء إلٰى حد لايملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعاً الخ وقيل: يفتىٰ بمأتين إلٰى ثلٰث مأة وهذا أيسر. (الدر المختار)

وأشار بقوله متنجسة إلٰى أنه لابد من إخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير، قلت: فلو تعذر أيضاً ففي القهستاني عن الجواهر: لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن إخراجه فما دام فيها فنجسة فتترک مدة يعلم أنه استحال وصار حمأة. (رد المحتار، فصل في البئر: ۱۹۶/۱) نہ نکل سکے تو کچھ دن چھوڑ دینا چاہیئے کہ وہ گل کر مٹی ہو جائے، پھر پاک کیا جائے۔ ظفیر

چشمہ دار ناپاک کنویں کی پاکی کا طریقہ:

سوال: ایک چاہ چشمہ دار ہے، جتنا پانی نکالتے ہیں اتنا ہی آجاتا ہے، یہ چاہ پلیدی گر کر نجس ہوگیا، تو کل پانی نکالا جاویگا یا کیا ہے؟

الجواب

اول اس نجاست کو چاہ سے نکال لیا جاوے، اس کے بعد تین سو ڈول اس چاہ سے نکال دیئے جاویں، باقی پانی پاک ہوجاوے گا، فتویٰ اسی پر ہے، تمام پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

اور متفرق ڈولوں کا نکالنا بھی درست ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۰۳)

کنویں کو پاک کرنے کی ایک صورت کا حکم:

سوال: ایک کنویں میں کبوتر گر کر مر گیا، اور سڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر نکلا، اور کنواں پاک اس طرح سے کیا، کہ نہر کا پانی کنویں کے اندر موری کر کے، تین مرتبہ اس کنویں کو نہر کے پانی سے بھر دیا......اور جو کنویں کے اندر موری کی تھی، وہ کنویں کے اوپر کے سرے سے چار ہاتھ نیچے تھی، آیا اس طرح سے یہ کنواں پاک ہوا یا نہیں؟

الجواب

کنواں اس طرح پاک نہیں ہوا، کیونکہ موری (کنواں) کے نیچے جو پانی باقی تھا، وہ جاری نہیں ہوا اور ناپاک دراصل وہی تھا، اسی کو نکالنے کی ضرورت تھی، لہذا پانی ڈول سے نکال کر...... کنواں پاک کیا جاوے۔(۳)

۱۹ / رمضان ۴۲ھ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۷۸)

ناپاک کنویں کے پانی کو سینکڑوں لوگوں نے اپنے اپنے ڈول میں بھرا، پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ایک شخص نے کنویں کا مسئلہ فتویٰ حضور سن کر کہا کہ جب کتے نے پانی پیا، اور ہر وقت پانی ان گڑھوں

---

(۱) (وإن تعذر) نزح كلها لكونها معيناً (فبقدر ما فيها) وقت ابتداء النزح، قاله الحلبي. (يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء) به يفتىٰ. وقيل: يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلاث مائة وهذا أيسر وذلك أحوط. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل فى البئر: ۱/۱۹۷-۱۹۸، ظفير)

(۲) ولا يشترط التوالى وهو المختار كما فى البحر والقهستانى. (رد المحتار، فصل فى البئر: ۱/۱۹۶، ظفير)

(۳) (أو مات فيها) ......(حيوان دموى)...... (وانتفخ)...... (ينزح كل مائها) الذى كان فيها وقت الوقوع......(بعد إخراجه)..... (وإن تعذر)...... (فبقدر ما فيها)......(يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء) به يفتىٰ، وقيل يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلاث مائة وهذا أيسر، وذلك أحوط (الدر المختار) وأفاد فى النهر أن المأتين واجبتان والمائة الثالثة مندوبة. (رد المحتار، فصل فى البئر: ۱/۲۱۱ تا ۲۱۵، انيس)

میں بھرا نہیں رہتا، اگر وہ ناپاک ہی تھا، تو بھی سینکڑوں ڈول کھینچ کر اہل محلّہ کے خرچ میں آ گئے، اب تک پاک نہ ہوا ہوگا، جیسے اناج کے ناپاک ہونے سے، دو شریکوں کی تقسیم میں، اناج پاک ہو جاتا ہے۔ کبھی پانی بھر جاتا ہے، کبھی خشک ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب مرحمت فرمائیں؟

الجواب ______________________

جب اس گڑھے سے کتے نے پانی پیا تھا، اگر اس کے دو چار روز تک برابر پانی کھنچتا رہا، تو واقعی کنواں پاک ہو گیا، مگر اہل محلّہ کے سب ظروف و جامہ وغیرہ نجس ہوں گے، اس لیے کہ وہ پانی جو سب کے گھر پہنچا ہے، وہ نجس ہے یقیناً۔ بخلاف تقسیم شدہ غلہ کے، کہ اس میں کوئی حصہ یقیناً نجس نہ تھا، بلکہ احتمال دونوں طرف تھا، اور یہاں جو محلّہ میں تقسیم ہوا ہے، وہ سب پانی ناپاک ہے۔ فقط (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۲۔۲۴۳)

کنویں میں گوبر ڈالا پھر روزانہ اس کا پانی استعمال ہوتا رہا، کیا وہ پاک ہو گیا:

سوال: بازار جاتے ہوئے ایک کنواں راستے میں پڑتا ہے اور پیاسے لوگ پانی پیتے ہیں، پھر اندازہ ہے کہ ہفتہ میں دو دن جب بازار لگتا ہے تو اس کنویں سے ساٹھ ستّر ڈول اور باقی دنوں میں پندرہ بیس ڈول پانی پینے میں خرچ ہو جاتا ہے۔ کچھ چرواہے لڑکوں نے کنویں کے اندر گوبر ڈال دیا اور گوبر ڈالے ہوئے دو ماہ کا عرصہ ہو گیا، جس کو معلوم تھا اس نے پانی پینا چھوڑ دیا، مگر پھر بھی پانی پینے میں استعمال ہوتا رہا، جنگل کی وجہ سے پانی نکالا بھی نہیں جا سکتا۔ ایسی صورت میں کنویں کا پانی پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اور اتنی مدت میں کنواں پاک ہوا یا نہیں؟

الجواب ______________________ حامدًا و مصلیاً

اس مدت میں وہ کنواں پاک ہو گیا۔(۱) اب کوئی شبہ نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۸۹/۳/۲۴ھ، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۸۹/۳/۲۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۵۷/۵)

اُپلہ گرے ہوئے کنویں کے پانی سے سقاوے کو صاف کرنا:

سوال: اُپلہ چاہ میں گرا اور اس کا پانی سقاوے میں جو کچھ پلید تھا نکال دیا تو سقاوے کی پاکی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب ______________________

اس سقاوے میں پاک پانی ڈال کر اور ہر طرف سے دھو کر وہ پانی نکال دیا جائے اور اسی طرح تین دفعہ کر لیا

---

(۱) (وینزح کل مائها) الذی کان فیها وقت الوقوع (بعد إخراجه) إلا إذا تعذر كخشبة أو خرقة متنجسة. (الدر المختار: ۲۱۲/۱ كتاب الطهارة، فصل في البئر، سعيد)

جائے، تو سقاوہ پاک ہوجائے گا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۴۹-۳۵۰)

ناپاک کنویں کے پاک کر لینے پر ڈول رسی وغیرہ کا حکم:

سوال: بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر اہلِ محلّہ پانی بھرلیں تو کنواں پاک ہوجاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ لوگ کنویں کی مَن (''مَن، کنویں کی مینڈھ''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۲۸۷، فیروزسنز، لاہور) پر کھڑے ہوکر پانی بھرتے ہیں اور گذشتہ پانی جو گھر لے گئے ہیں، اسی کے ہاتھوں سے پھر آکر بھرتے ہیں تو کیا یہ عفو ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

فی الحال گھڑا، ڈول ہاتھ وغیرہ وغیرہ سب ناپاک اور مقدار واجب النزح نکلنے کے بعد طہارت کا حکم ہوگا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۸۲)

ناپاک کنویں کو پاک کرنے والے کے بدن اور کپڑوں کا حکم:

سوال: ناپاک کنویں کو پاک کرتے وقت جو لوگ پانی کھینچتے ہیں ان کے ساتھ اور کنویں سے جن ڈولوں سے پانی نکالا جاتا ہے وہ ڈول اور ڈولوں کی رسیاں تو ساتھ ساتھ پاک ہوجاتی ہیں، مگر پانی کھینچنے والے آدمیوں کے کپڑے اور بدن کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جن ہاتھوں، ڈولوں اور رسی سے پانی نکالا گیا ہے، بار بار پانی نکالنے کی وجہ سے کنویں کے تابع قرار دے کر سب کو پاک کہا جائے گا۔(۳)

---

(۱) حاصله كما في البدائع: أن المتنجس إما أن لايتشرب فيه أجزاء النجاسة أصلاً كالأواني المتخذة من الحجر والنحاس والخزف العتيق أويتشرب فيه قليلاً كالبدن والخف والنعل أويتشرب كثيراً ففي الأول طهارته بزوال عين النجاسة المرئية أوبالعدد علىٰ مامر،وفي الثاني كذلك لأن الماء يستخرج ذلك القليل فيحكم بطهارته وأماالثالث فإن كان مما يمكن عصره كالثياب فطهارته بالغسل والعصرإلىٰ زوال المرئية وفي غيرها بتثليثهماوإن كان مما لاينعصر كالحصير الخ. (ردالمحتار،باب الأنجاس:۱/۳۰۷،ظفیر)

(۲) "يطهر الكل تبعاً (الدرالمختار) (قوله: يطهر الكل) أى من الدلو والرشاء والبكرة ويد المستقى تبعاً؛ لأن نجاسة هذه الأشياء بنجاسة البئر،فتطهر بطهارتها للحرج كدن الخمر يطهر تبعاً إذا صارخلاً، وكيد المستنجى تطهربطهارة المحل،و كعروة الإبريق إذاكان فى يد المستنجى نجاسة رطبة الخ" (رد المحتار: ۱/۲۱۲،فصل فى البئر،سعید۔وكذا فى البحر الرائق:۱/۴۱۵،باب الأنجاس،رشيدية،وكذا فى الفتاوىٰ العالمگيرية:۱/۴۲،الباب السابع فى النجاسة،رشيديه)

(۳) قوله يطهر الكل):أى من الدلووالرشاء والبكرة ويد المستقى تبعًا،لأن نجاسة هذه الأشياء بنجاسة البئر،فتطهربطهارتها الخ. (رد المحتار،كتاب الطهارة،فصل فى البئر:۱/۲۱۲،سعید)

لیکن کپڑے اور بدن کے جس حصہ پر ناپاک پانی کے قطرے پڑے ہیں،... اس حصہ کو پاک کہنے کی کوئی وجہ نہیں، وہ کنویں کے تابع نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۳/۱۳۸۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۰/۵)

ناپاک کنواں غیر مسلموں کے پانی نکالنے سے پاک ہوگا یا نہیں:

سوال (۱): دو مرغ لڑکر کنویں میں گر گئے ایک زندہ نکال لیا گیا، دوسرا مر گیا اور اسے دوسرے دن نکالا گیا، پانی نکالنا معلوم تھا، لیکن ایک غیر مسلم کے مکان میں آگ لگنے کی وجہ سے، اس سے پانی پورا نہیں نکالا گیا۔ دوسرے ہندو لوگ مرغ نکالنے پر فوراً پانی بھرنا شروع کر دیا تھا، آیا غیر مسلم کے پانی نکالنے پر کنواں پاک ہوگا یا نہیں؟

(۲): کیا پانی نکالنے کیلئے نیت ضروری ہے؟ پانی نکالنا جبکہ واجب ہے، اگر غیر مسلم پانی نکال کر استعمال میں لے آئیں جتنا واجب تھا، کنواں پاک ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱-۲) کنواں ناپاک ہونے پر جس قدر پانی نکالنا واجب ہے (کل یا جز) اتنا پانی مسلم یا غیر مسلم جس نیت سے بھی نکالدے، کنواں پاک ہوجائے گا۔(۱) اور پھر مسلمان کیلئے استعمال کرنا درست ہوجائے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴۱/۵)

جس ناپاک کنویں سے ہندو بڑی مقدار میں پانی خرچ کر چکے تو وہ پاک ہوا یا نہیں:

سوال: ایک کنویں میں تقریباً تیس پینتیس ہاتھ پانی ہے، اس کنویں میں ایک آدمی گر کر مر گیا، چونکہ کنواں مذکور ہنود کا تھا، انہوں نے تقریباً چالیس پچاس ڈول نکلوا کر استعمال شروع کر دیا اور تمام دن ہنود اس کنویں سے پانی بھرتے رہتے ہیں، تقریباً دو صد من پختہ پانی روزانہ بلا ناغہ نکالا جاتا ہے، تو اس قدر پانی نکالنے کی وجہ سے یہ کنواں کب تک پاک ہوجاوے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

کنواں بعد اخراج مقدار واجب کے پاک ہوگیا۔

---

(۱) کتب فقہ میں پانی نکالنے اور کنواں پاک ہونے میں مسلم، غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں بتایا گیا ہے، لہذا جو بھی مقدار واجب پانی نکال دے، کنواں پاک ہوجائے گا اور اس کا استعمال درست ہوگا۔

وکذا فی محمود الفتاویٰ: ۳۸۰/۱۔

ولو نزح بعضه ثم زاد في الغد نزح قدر الباقي في الصحيح (خلاصة) الخ (درمختار) ومثله في الخانية وهو مبني علىٰ أنه لا يشترط التوالي وهو المختار الخ. (شامی:۱/۲۱۹)(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۱۸)

ناپاک کنویں سے کھیت سینچا گیا، تو کنواں پاک ہوا یا نہیں:

سوال: ایک کنواں جو عرصہ دراز سے پڑا ہوا تھا، اور اس میں کئی جانور بھی گر کر گل سڑ گئے۔ اب مالک کنواں نے زمین و کنواں، برائے کاشت مالیوں کو دیدی، دو ماہ سے کنواں چل رہا ہے، تو کنواں پاک ہوا یا نہیں؟

الجواب

اگر اس چاہ کو جانوران مردہ وغیرہ سے صاف کر کے، اس کا پانی بقدر تین سو ڈول کے، نکال دیا گیا ہے، تو وہ باقی پانی پاک ہو گیا۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۱۷)

چشمہ دار کنویں میں ناپاک بھنگی گر کر مر گیا، تو کنواں کس طرح پاک ہوگا:

سوال: ایک چاہ چشمہ دار میں دو ڈھائی بانس پانی ہوگا، ایک بھنگی جس کا بدن اور کپڑے نجس تھے گر کر مر گیا دوسرے روز اس کو نکالا گیا، اب کس قدر پانی نکالنے کے بعد چاہ مذکور پاک ہوگا؟

الجواب

اس صورت میں دو سو (واجباً) سے تین سو (استحباباً) ڈول تک پانی نکالنے سے چاہ پاک ہوگا۔(۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۰۰، ۲۰۱)

غیر مسلم کے کنویں میں کوئی گر کر مر گیا، اس کے پاک کرنے کی صورت:

سوال: کنویں میں کسی نے خودکشی کر لی، یا اس میں سے مردہ لاش ملی، مسئلہ کے مطابق اس کا تمام پانی خارج کیا جانا چاہئے، مگر غیر مسلم کا ہونے کے باعث ایسا نہیں کیا جا سکا، غیر مسلم اس کا پانی لیتے رہے، مسلمانوں کیلئے اس کا پانی کب قابلِ استعمال ہوگا؟

---

(۱) دیکھئے: ردالمحتار، فصل في البئر:۱/۱۹۶، ظفیر

(۲) (ينزح كل مائها)...... (بعد إخراجه) الخ وقيل: يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلث مأة وهذا أيسر. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل في البئر:۱/۱۹۶، ظفیر)

(۳) "جزم به في الكنز والملتقىٰ، وهو مروي عن محمد وعليه الفتوىٰ (خلاصة وتاتارخانية عن النصاب) وهو المختار (معراج عن العتابية) وجعله في العناية روايةً عن الإمام وهو المختار والأيسر كما في الاختيار، وأفاد في النهر أن المأتين واجبتان والمأة الثالثة مندوبة، الخ". (رد المحتار، فصل في البئر:۱/۱۹۸، ظفیر)

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

کنواں ناپاک ہوتے وقت اس میں جس قدر پانی موجود تھا (مثلاً تین سوڈول) جب اتنا پانی اس میں سے نکل جائے گا تو کنواں پاک ہوجائے گا، خواہ کسی طرح نکلے۔اسی کا اندازہ کرکے عمل کیا جائے گا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۱/۹۲ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴۵/۵)

ناپاک عورت کنویں میں گرگئی تو کنواں کس طرح پاک کیا جائے:

سوال: ایک عورت قوم گڈرین جس کے کپڑے بظن غالب ناپاک تھے، کنویں میں گرگئی اور پھر کسی قدر سانس باقی تھی جو نکال لی گئی، باہر نکل کر مرگئی اس صورت میں کنویں کا پانی کس طرح پاک ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں تین سوڈول اس کنویں سے نکلوادیئے جائیں، باقی پانی پاک ہوجائے گا۔(۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱۹۸/۱)

جس کنویں میں بکری کا بچہ گرا اور اسی میں سڑ گیا، اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے:

سوال: ہمارے چاہ میں عرصہ تین ماہ کا ہوا، دو بچے بکری کے دس روز کے عرصہ میں یکے بعد دیگرے گر گئے، چوں کہ کوئی نکالنے والا موجود نہ تھا، وہ چاہ میں گل سڑ کر غائب ہوگئے، چار پانچ روز کنواں چلایا گیا، مگر پانی نہیں ٹوٹا، تو ایسی صورت میں اس چاہ کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

ایسی صورت میں فقہا نے یہ لکھا ہے کہ اس کنویں کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جائے کہ ہڈیاں بوسیدہ ہوکر مٹی ہوجائیں، اس کی مدت چھ ماہ لکھی ہے، اس کے بعد اس کنویں کا پانی نکالا جاوے تین سوڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجاوے گا۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۱۹/۱)

---

(۱) (إذا وقعت نجاسة)... الخ. (الدر المختار: ۲۱۱/۱، فصل فی البئر، سعید)

عن محمد بن سيرين أن زنجياً وقع في زمزم يعني فمات فأمر به ابن عباس رضی اللہ عنہ فأخرج و أمر بها أن تنزح، قال: فغلبهم عين جاء تهم من الركن، فأمر بها فدسمت بالقباطي والمطارف حتى نزحوها، فلما نزحوها انفجرت عليهم. (الدارقطنی، باب البئر إذا وقع فيها حيوان. انیس)

(۲) (إذا وقعت نجاسة) ليست بحيوان ولو مخففة أو قطرة بول الخ (في بئر الخ أو مات فيها) الخ (حيوان دموى) غير مائى الخ (وانتفخ) الخ (ينزح كل مائها) الخ (بعد إخراجه) الخ، قيد بالموت لأنه لو أخرج حياً وليس بنجس العين ولا به حدث أو خبث لم ينزح شيء الخ وقيل يفتى بمأتين إلىٰ ثلثمائة وهذا أيسر. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل في البئر: ۱۹۸/۱، ظفیر)

(۳) ففي القهستاني عن الجواهر: لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن إخراجه فما دام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم أنه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة أشهر. (ردالمحتار، فصل في البئر: ۱۹۶/۱)

جس کنویں میں چڑیا گر کر مر جاتی ہوں اور لوگ اسے پاک کر لیتے ہوں، اس کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک مسجد کے کنویں میں سے چڑیاں نکلتی رہتی ہیں، کبھی گلی ہوئی اور کبھی بدوں گلی ہوئی، کبھی ایک ماہ میں اور کبھی دو ماہ میں، مگر لوگ کبھی برس روز چھ ماہ میں اس کو پاک کر لیتے ہیں، اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب

جس وقت اس کنویں میں سے کوئی جانور مردہ نکلے، اسی وقت موافق قاعدہ کے، اس کو پاک کرنا چاہئے، پھولے پھٹے میں تین سو ڈول نکالے جاویں، بدون پاک کئے وضو کرنا، اس پانی سے درست نہیں ہے۔(۱) اور بعد پاک کرنے کے بھر کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے، وضو نماز سب درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۳۱)

جس کنویں میں چڑیا گری اور نکل نہ سکی، کیا حکم ہے:

سوال: مسجد کے چاہ میں چڑیا کا بچہ گر کر مر گیا، ہر چند تلاش کیا، مگر نہیں ملا، اب کیا کیا جائے؟

الجواب

ردالمحتار جلد اول صفحہ ۱۴۲ میں ہے: **ففي القهستاني عن الجواهر، لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن إخراجه فمادام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم أنه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة أشهر.** (۲)

اس جزئیہ فقہیہ سے معلوم ہوا کہ چھ مہینہ تک اس چاہ کو ویسے ہی چھوڑا جاوے، اس کے بعد تین سو ڈول نکالنا چاہئے، اس کے بعد اس کے پانی کو استعمال میں لانا درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۳۲)

کنویں میں تین چڑیا کا گر کر گم ہو جانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک کنویں میں تین چڑیا گر کر گم ہوگئی ہیں، باوجود تلاش کرنے کے، ان کا نام ونشان نہیں ملتا، تو شریعت مطہرہ میں کنویں کو کس طرح پاک کیا جاوے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر چڑیا کنویں میں مرنے کے بعد لا پتہ ہوگئی ہے، تو عند الشریعت کنویں کو چڑیا کے، گل کر گارا ہونے تک، معطل رکھا جائے، شریعت مطہرہ کی رو سے اس کی مقدار شش ماہ بھی ہے، بعد میعاد مذکور کے کنواں پاک کرنے سے پاک ہوگا۔ ہکذا فی فتاویٰ عزیزی، جلد اول:

---

(۱) (أو مات فيها)... الخ. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی البئر: ۱/۱۹۵-۱۹۸)

(۲) الدر المختار، فصل فی البئر: ۱/۱۹۶-ظفیر

درجواهر گفته: مکعب کور کسے افتاد، ونمے یابند،اگرپاك است باك نه، واگرپلید است وبعد نزح تمامی آب اورا نیابند، مضر نه، وعصفورافتاد، واخراج اومتعذراست، تادرمیان ریت پاك نشود،مطابق آن ست که چاه را معطل سازند، تادانند که گل شده باشد، وبعضے بعد تقدیرشش ماه گرداند۔فقط

حررہ شیخ نصیرالدین مینائی، جھنڈ یرکوٹلی، جھنڈ یرمتصل شجاع آباد۔

جواب صحیح ہے،لیکن یہ اس وقت کہ یہ محقق ہو کہ چڑیاں کنویں میں گر چکی ہیں اور نکلی نہیں۔(۱) تو واضح بات ہے کہ اس صورت میں میت نجس موجود ہوتے ہوئے پانی قطعاً پاک نہیں ہوسکتا،البتہ جب اتنا عرصہ گذر جائے کہ ان چڑیوں کا گوشت و پوست مٹی بن جاوے اور حقیقت میں انقلاب آجائے، پھر موجود پانی نکال دیا جائے اور کنویں کو استعمال کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان۔ ۲۸ر محرم ۱۳۷۷ھ (فتاویٰ مفتی محمود جلد اول:۴۴۵)

کنویں میں چڑیا گرکر پھول جائے، تو پانی کیسے پاک ہوگا:

سوال: اگر کنویں میں چڑیا وغیرہ گر کر پھول جائے اور پھٹ جائے، تو ناپاک کنواں کس طرح پاک ہوگا؟

الجواب

تین سوڈول پانی کے نکالنے سے، ناپاک کنواں پاک ہوجاتا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۹۵)

کنویں میں سوجا ہوا مرغ نکلا تو پاک کیسے ہوگا:

سوال: ایک مرغ چاہ سے سوجا ہوا نکلا، پر اس کے گل گئے، تو اس چاہ سے کتنا پانی نکالا جاوے؟

الجواب

اس صورت میں تمام پانی نکالنے کا حکم ہے،لیکن تمام پانی نکالنے کے جگہ صاحبین رحمہما اللہ دو سو سے تین سوڈول تک نکالنے کو کافی سمجھتے ہیں، اور اسی پر فتویٰ ہے، پس احتیاطاً تین سوڈول متوسط پانی نکال دیا جاوے، جو پانی باقی رہا وہ پاک ہے، اور کنویں کی دیواریں اور ڈول ورسی سب پاک ہوجاتے ہیں۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۲۶)

---

(۱) كذا في رد المحتار: لو وقع عصفورفيها فعجزوا عن إخراجه فمادام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم أنه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة أشهر.(كتاب الطهارة،فصل في البئر :ج۱ص۴۰۹،وهكذا في البحر الرائق،كتاب الطهارة:ج۱ص۲۱۳،طبع رشيديه كوئٹه)

(۲) (إذاوقعت نجاسة) ...الخ.(الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار،فصل في البئر :۱/۱۹۴۔۱۹۸)

(۳) وقيل: يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلثمأة الخ(درمختار)و هوالمروى عن محمدؒ وعليه الفتوىٰ الخ وهوالمختارالخ وأفاد في النهرأن المأتين واجبتان والمأة الثالثة مندوبة الخ.(رد المحتار، فصل في البئر:۱/۱۹۸)

جس کنویں میں کتا گر کر مر گیا، اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کتا چاہ مسجد میں گرا، جس میں پانی بیس ہاتھ سے زیادہ ہے، اور کتے کو گرے ہوئے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا، اس چاہ میں جھام لگوائی، ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوکر نکلیں، احتمال ہے کہ ضرور اس میں ہڈیاں کتے کی باقی ہوں گی، اور پانی بھی دو ہاتھ کم ہوگیا تھا، بالکل تمام پانی نہیں نکل سکتا، اب شریعت کا کیا حکم ہے؟ کس طرح وہ چاہ پاک ہوسکتا ہے؟ پانی اس کا خوب نکلوادیا جائے اور ہڈیاں باقی رہ جاویں، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسے چاہ کے پاک ہونے کی صورت فقہا نے یہ لکھی ہے۔ اس چاہ کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جاوے کہ اس کتے کی ہڈیاں وگوشت وپوست گل کر مٹی اور گارا ہو جاوے، اور بعض فقہانے فرمایا ہے کہ چھ مہینے تک اس کو چھوڑ دیا جاوے، اس کے بعد کل پانی اس کا نکال دیا جاوے، اور کل پانی نکالنا دشوار ہو بوجہ چشمہ دار ہونے چاہ کے، تو دوسو ڈول سے تین سوڈول تک نکالنے سے چاہ پاک ہو جاویگا۔

كما في الدر المختار: (ينزح كل مائها)......(بعد إخراجه) إلا إذا تعذر كخشبة أو خرقة متنجسة فينزح الماء إلى حد لايملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعًا. (۱)

وفي الشامي: وأشار بقوله متنجسة إلى أنه لا بد من إخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير الخ، قلت: فلو تعذر أيضاً ففي القهستاني عن الجواهر: لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن إخراجه فمادام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم أنه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة أشهر، الخ. (۲)

جب کہ علت طہارۃ استحالہ ہے، یعنی مٹی گارا ہوجانا اس جانور کا، تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کے لئے بقدر چھوٹے اور بڑے ہونے کے، مدت مختلف ہوگی، اور یہ صورت بھی طہارت آب چاہ ہوسکتی ہے کہ جھام لگا کر اس کی مٹی نکلوائی جائے، تو جب بظن غالب ہڈیاں اس کی نکل جاویں اور گوشت وپوست کا گارا مٹی ہوجانا معلوم ہوجائے، پانی اس کا نکلوادیا جائے، پانی پاک ہوجاوے گا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۲۰۱، ۲۰۲)

جس کنویں میں گھوڑا گر کر مر گیا، اسے کس طرح پاک کیا جائے:

سوال: ایک چاہ میں گھوڑا گر کر مر گیا، اس کو نکال کر تین سو ساٹھ ڈول نکالے گئے، لیکن گھوڑا گرنے سے قریب

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار، فصل في البئر: ۱/ ۱۹۶۔ ظفیر

(۲) رد المحتار، فصل في البئر: ۱/ ۱۹۶۔ ظفیر

تین چار ماہ تک چاہ بند رہا، پانی کسی نے نہیں نکالا، اب اس میں سے تین سو ساٹھ ڈول نکالے گئے، پانی بالکل سیاہ ہوگیا تھا، اور اب بھی سیاہی مائل ہے، یہ چاہ پاک ہوگیا یا ہنوز نجس ہے، دوسری کیا تدبیر کرنی چاہئے؟

الجواب

قاعدہ کے موافق تو تین سو ساٹھ ڈول نکالنے سے پاک ہوگیا۔(۱) لیکن اگر ایسی حالت میں کہ تمام پانی خراب ہوگیا ہے، کل پانی نکال دیا جاوے اور اس چاہ کو صاف کر دیا جاوے، تو بہتر ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۳۹)

کنویں میں کسی جانور کے مر کر سڑ جانے سے، کتنا پانی نکالنا ضروری ہے:

سوال: کنویں کے اندر، کسی جانور کے مر کر سڑ جانے سے، امام محمدؒ کے قول کے مطابق، تین سو ڈول پانی نکالنے سے، کنواں پاک ہو جاتا ہے۔ ہمارے شہر کے کنوؤں میں، آٹھ سو ڈول کے قریب پانی ہوتا ہے، تو ایسی حالت میں تین سو ڈول پانی نکالنا کافی ہوسکتا ہے، یا تمام پانی کا نکالنا ضروری ہے؟ جبکہ قوم میں سستی بھی پیدا ہوچکی ہے؟

الجواب حامدًا و مصلیاً

اصل تو یہ ہے کہ تمام پانی نکالنا ضروری ہے، اگر پانی ختم نہیں ہوتا، بلکہ پیدا ہوتا رہتا ہے، تو دو عادل تجربہ کار لوگوں کی رائے معلوم کر لی جائے، وہ اس کنویں میں جتنا پانی بتائیں، اتنی مقدار نکال دی جائے۔ اس ضابطہ کے ماتحت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، کہ وہاں عامۃً اسی قدر پانی ہوتا تھا، یہ بات نہیں کہ دو سو ڈول کو بہر صورت متعین فرمایا گیا ہے۔(۳) اگر پانی زیادہ ہو، تو زیادہ نکالا جائے، یہاں تک کہ نکالنے سے عاجز ہو جائیں، با ایں ہمہ ضعف و کم ہمتی کی بنا پر، اگر دو سو ڈول پر قناعت کر لی گئی، تب بھی کسی درجہ میں گنجائش ہے۔(۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۵۵-۱۵۶)

---

(۱) وقیل: یفتٰی بمأتین إلٰی ثلاث مائة وھذا أیسر. (الدر المختار علٰی ھامش رد المحتار، فصل فی البئر:۱/۱۰۷)

(۲) (ینزح کل مائھا) الذی کان فیھا وقت الوقوع (بعد إخراجه) ......(وإن تعذر) نزح کلھا الخ. (الدر المختار علٰی ھامش رد المحتار، فصل فی البئر:۱/۱۹۶)

(۳) قلت: لکن مر، ویأتی أن مسائل الآبار مبنیة علی اتباع الآثار، علٰی أنھم قالوا: إن محمدًا أفتٰی بما شاھد فی آبار بغداد فإنھا کثیرة الماء، وکذا ماروی عن الإمام من نزح مائة فی مثل آبار الکوفة لقلة مائھا، فیرجع إلی القول الأول، لأنه تقدیر ممن له بصارة وخبرة بالماء فی تلک النواحی، لا لکون ذلک لازمًا فی آبار کل جھة، واللہ أعلم. (رد المحتار:۱/۲۱۵، فصل فی البئر، سعید)

(۴) رد المحتار، فصل فی البئر:۱/۲۱۱ تا ۲۱۵، انیس

کنویں میں کتا گرا اور زندہ نکال لیا گیا، تو کتنا پانی نکالا جائے گا:

سوال: اگر کتا چاہ مسجد میں زندہ گر جائے اور فوراً ہی زندہ نکال لیا جائے، تو آب چاہ، کس قدر پانی نکالنے سے پاک ہوسکتا ہے؟ پانی چاہ میں بہت ہے، تمام پانی نکالنا نہایت دقت کا باعث ہے؟

الجواب

تین سو ڈول پانی نکالنے سے اس صورت میں چاہ پاک ہوجاوے گا۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۰۷)

کنویں میں بلی مر جائے تو کتنا پانی نکالا جائے:

سوال: دس ماہ ہوئے کہ کنویں میں بلی گرگئی، کنویں میں کول (کھوہ) ہے۔ بلی کو نکالنا چاہا تو کول میں گھس گئی اور بلی نکل نہ سکی، دوسو گھڑا پانی کنویں سے نکال کر پھینکا گیا، لیکن سوت زیادہ ہے، سب پانی نکل نہ سکا، کیا کیا جائے؟ جب کہ کنویں کا پانی شفاف اور صاف ہے اور بد بو بھی نہیں ہے۔

الجواب وباللہ التوفیق

سوال میں یہ درج نہیں ہے کہ پانی کب نکالا گیا، بہرحال اگر کنویں میں پانی زیادہ ہے اور کل پانی نہ نکال سکے تو ڈھائی سو ڈول متوسط ڈول سے نکال دیا جائے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۸۱)

---

(۱) (وإن تعذر) نزح كل مائها...... (فبقدر ما فيها) الخ وقيل: يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلث مأة وهذا أيسر وذلك أحوط. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل في البئر: ۱/۱۹۷-۱۱۸، ظفیر)

عن عطاء قال: إذا سقط الكلب في البئر فأخرج منها حين سقط نزح منها عشرون دلوًا فإن أخرج حين مات نزح منها ستون دلوًا أو سبعون دلوًا فإن تفسخ فيها نزح منها ماء ها فإن لم تستطيعوا نزح مائة دلو وعشرون ومأة. (مصنف عبد الرزاق، باب البئر تقع فيه الدابة)

اس قول تابعیؒ میں ہے کہ کتا گر جائے تو پورا پانی نکالا جائے، اور وہ ممکن نہ ہو تو ایک سو بیس ڈول نکالے جائیں، اور اس قول تابعی'' نزح مائة دلو وعشرون ومائة '' کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ دو سو بیس ڈول نکالے جائیں۔ حنفیہ نے اسی پر احتیاط کرتے ہوئے دو سو ڈول نکالنے کا حکم فرمایا ہے۔ امام محمدؒ کے زمانے میں ان کے دیار کے کنواں میں عموماً دو سو ڈول سے تین سو ڈول پانی ہوا کرتا تھا، اس لئے انہوں نے فرمایا کہ دو سو ڈول نکال دئے جائیں تو یوں سمجھا جائے گا کہ پورے کنواں کا پانی نکال دیا، اور کنواں پاک ہوگیا۔ انیس

(۲) دو سو سے تین سو ڈول تک نکال دیا جائے۔ (مجاہد) (إذا وقعت نجاسة).... (في بئر دون القدر الكثير).... (أو مات فيها).... (حيوان دموى).... (وانتفخ).... (أو تفسخ).... (ينزح كل مائها) .... (بعد إخراجه) إلا إذا تعذر الخ (وإن تعذر) نزح كلها لكونها معيناً (فبقدر ما فيها).... (يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء) به يفتىٰ، وقيل يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلاثمائة وهذا أيسر وذاك أحوط. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل في البئر: ۱/۳۶۶-۳۷۲)

بکری یا بلی کنویں میں گرے اور پیشاب کردے تو کتنا پانی نکالا جائے:

سوال: ایک کنویں میں بکری گرگئی، یا کتا یا بلی گرگئی اور اس نے پیشاب کر دیا، تو اس کنویں کا کس قدر پانی نکالا جائے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اس چاہ کا تمام پانی نکالنا لازم ہے، لیکن فقہانے بجائے تمام پانی کے تین سو ڈول نکالنے کو جائز فرمایا ہے، پس اسی قدر یعنی تین سو ڈول کافی ہیں، باقی پانی پاک ہو جاوے گا۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۲۰۷)

بکری وغیرہ کی جیر کنویں میں گر جائے تو کتنا پانی نکالنا چاہئے:

سوال: ایک کنویں میں بکری کی جیر (جو بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم سے نکلتی ہے، اس میں رحم کا خون اور آنولی وغیرہ ہوتا ہے) ڈالی گئی، اور پانی میں سخت تعفن ہے، ایسی حالت میں کتنا پانی نکالنا چاہئے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اس کنویں کا سارا پانی نکالنا چاہئے، اور اگر سب پانی ختم نہ ہو سکے، تو تین سو ڈول نکال دینا کافی ہوگا۔

كذا في الهداية وسائر كتب الفقه. (۲)

اور اگر اس کے ڈالنے کا وقت یقینی طور سے معلوم ہو،...... تو اس وقت سے جس جس چیز کو اس کا پانی پہنچا ہو، وہ ناپاک ہے، اسے پاک کرنا چاہئے، اور جو نماز اس پانی سے وضو کر کے پڑھی ہے، اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔

۲۶/صفر ۱۳۵۰ھ۔ (امداد المفتیین: ۲۴۶)

دو یا تین مرغ کنویں میں گر گئے، کتنے ڈول پانی نکالا جائے:

سوال: دو یا تین مرغ کنویں میں گر گئے اور زندہ نکل آئے، کتنا پانی نکالا جائے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

بیس یا تیس ڈول نکال دیئے جائیں: "**وإن كان سؤره مكروهاً يستحب أن ينزح منها عشرة دلاء ونحوها. آهـ**". (كبيري، ص: ۱۵۷) (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، یوپی

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲/رمضان/۶۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۵۰)

(۱-۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار، فصل في البئر: ۱/۱۹۴، ظفیر/ الهداية: ۱/۴۱-۴۲، فصل في البئر. انیس

(۳) الحلبي الكبير، ص: ۱۵۹، فصل في البئر، سهیل اکیڈمی، لاهور

موٹر سے پانی نکالنے پر کنویں کی پاکی کا مسئلہ:

سوال: مرید صاحب کہتے ہیں، کنویں کی نجاست پاک کرنے کے لئے ڈول/ بالٹی سے پانی نکالنے کی ضرورت نہیں۔ کنویں پر لگی الیکٹرک موٹر کو انگلی سے دبایئے اور نیت کر لیجئے کہ مقررہ ڈول پانی، نجاست صاف کرنے کیلئے نکالنا ہے، ڈول کا اندازہ لگا کر بند کر دیجئے، نجاست صاف ہوگئی، اس سائنسی دور میں بہت آسان طریقہ سے اشارہ میں کام بن جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب

دریافت کردہ شکل میں اگر اتنی مقدار میں پانی نکالنے کا ظن غالب ہو جائے جتنا نکالنا واجب تھا، تو جائز ہے۔ کوئی حرج نہیں، ڈول سے نکالنا کچھ ضروری نہیں ہے، بلکہ مقدار مقرر کا نکالنا ضروری ہے۔ (۱)

تحریر: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۶۹)

کنویں کا تمام پانی نکالنا:

سوال: کنویں کا تمام پانی نکالنے کا کیا مطلب ہے؟

الجواب

کنویں کا اتنا پانی نکالا جائے کہ اب ڈول نصف سے زائد بھر کر نہ آئے، اس وقت یہ پاک کہا جائے گا، اور تمام پانی نکالنے کا یہی مطلب ہے۔ قنیہ میں ہے:

ونزح البئر أن ينزح حتى لا يمتلي من دلوها إلا نصفه فتطهر، انتهٰى. (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبد الحئی: ۱/ ۱۸۱-۱۸۲)

ناپاک کنواں دو تین سو ڈول سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں:

سوال: اگر شرعاً کل پانی چاہ کا ناپاک ٹھیرا، اور چاہ بھی موافق اس تعریف کے ''إنهم كما نزحوا منع منها مثل ما نزحوا أو أكثر'' چشمہ دار نہیں ہے، تو اس میں سے دو سو یا تین سو ڈول، نکالا نا موجب طہارت ہوگا یا نہیں، کیوں کہ جس قول سے دو سو یا تین سو ڈول ماخوذ ہیں، اس کی تضعیف محققین نے کی ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ میں منقول ہے؟

الجواب

دو سو سے تین سو ڈول تک پانی نکالنا موجب طہارۃ ہے، اور اب اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے، سہولت کی وجہ سے اس کو اختیار کیا گیا ہے اور جب کہ بہت سے فقہا نے اس کو اختیار فرمایا ہے، اور مختار وایسر فرمایا ہے اور امام صاحب کی بھی

---

(۱) البئر إذا وجب نزح مائة كله و نزحوا كل يوم عشرين دلواً أو أكثر حتى نزحوا على التفاريق مقدار ما يطهر على التفاصيل التي اختلفوا فيها جاز لأن الواجب نزح ماء مقدر وقد وجد. (الفتاوىٰ الولوالجية: ۱/ ۳۴)

ایک روایت لکھی ہے، تو اس پر فتویٰ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وقیل: یفتٰی بمأتین إلٰی ثلٰث مأة وهذا أیسر. (قوله: وقیل الخ): جزم به فی الکنز والملتقٰی، وهو مروی عن محمد وعلیه الفتویٰ، خلاصة وتاترخانیة عن النصاب، وهو المختار، معراج عن العتابیة، وجعله روایة فی العنایة عن الإمام، وهو المختار والأیسر کما فی الاختیار، وأفاد فی النهر: أن المأتین واجبتان والمائة الثالثة مندوبة. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۳۵، ۲۳۶)

تین سوڈول کے بارے میں امام محمدؒ کے قول کی تحقیق:

سوال: طہارت بیر میں امام محمد صاحب رحمہ اللہ کا قول تین سوڈول کا جو منقول ہے وہ معلول بعلت ثابت ہوتا ہے کہ ان کے دیار میں اسی قدر پانی کنوؤں میں ہوتا تھا، اب ہمارے دیار کے لوگ خواہ کم ہمتی سے یا بے سامانی سے، کل پانی کے اخراج میں بہت نالاں ہیں، سو دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو کنویں ایسے ہیں کہ جن کا پانی بدقت تمام یا بسہولت کل نکل سکتا ہے، ان کے طہارت کا حکم بھی تین سوڈول پر دے دینا ثابت ہے یا نہیں، پھر اگر امام محمد صاحب کے قول کی حجت لی جائے، تو اس علت پر نظر کیوں نہیں ہوتی، جو ان کو ملحوظ تھی؟

الجواب

واقع میں علی الاطلاق، تین سوڈول کا فتویٰ مسلک ضعیف ہے، راجح یہی ہے کہ علت پر نظر کی جاوے، لیکن چونکہ بعض کا فتویٰ علی الاطلاق ہے، عوام کی آسانی کے لئے مرجوح قول لے لینا بھی جائز ہے۔ کما صرحوا به، اس لئے زیادہ تنگی ضروری نہیں۔ فقط واللہ اعلم (الامداد: ۱/۳)

(شامی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کل پانی نکل سکے، تو کل نکالا جاوے اور اگر کل نہ نکل سکے، تو اب تقدیر کی ضرورت ہوگی، اور تقدیر میں اختلاف ہے، بعض نے قول عدلین کا اعتبار کیا ہے، اور بعض نے بوجہ تیسیر کے، تین سو ڈول پر، فتویٰ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن کنوؤں کے متعلق سائل سوال کرتا ہے، یہ تقدیر ان سے متعلق نہیں ہے اور نہ اس پر کسی کا فتویٰ ہے۔ پس قولِ مذکور محل تأمّل ہے۔) فقط واللہ اعلم۔ یکم ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ

(نوٹ) یہ اضافہ تصحیح الاغلاط سے کیا گیا ہے، جو امداد الفتاویٰ جلد اول میں ہے۔ (۲) (امداد الفتاویٰ جدید جلد اول، صفحہ ۷)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، فصل في البئر: ۱/۱۹۸، ظفیر

(۲) یعنی قوسین کے درمیان کی عبارت تصحیح الاغلاط سے اضافہ شدہ ہے، اور یہ رسالہ امداد الفتاویٰ جلد اول کے شروع میں موجود ہے۔

تنبیہ:
مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی ترتیب میں "لیکن چونکہ الخ" تک کی عبارت رہ گئی ہے، حالانکہ قوسین کی بحث سمجھنے کے لئے اس کا ہونا اشد ضروری ہے۔ اس لئے ہم نے الامداد: ۱/۳، سے بڑھائی ہے۔ سعید احمد پالنپوری

ناپاک کنویں کی پاکی میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ:

سوال: طہارت بیر میں امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ جو تین سو ڈول کا ہے، اس کو اختیار کرنا اور اس پر فتویٰ دینا، احناف کا، درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

قال اللّٰه تعالیٰ :''یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلاَ یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ''. (۱)

پس جبکہ امام محمدؒ کے قول میں یسر ہے اور فقہا نے اس پر فتویٰ دیا ہے، تو بوجہ یسر کے اس کو اختیار کرنا اور اس پر فتویٰ دینا جائز ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۱۰)

کنویں کے پانی کے مسائل میں وسعت ضروری ہے:

سوال: حامداً و مصلیاً و مسلماً! کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ جب کوئی جانور مثل گلہری وغیرہ کے، کنویں سے پھٹا پھولا برآمد ہو، اندریں صورت سارا پانی کنویں کا نکالا جاوے، یا فقط دوسو تین سو ڈول پر کفایت کی جاوے، جیسا کہ بعض رسائل میں مسطور ہے۔ باوجود مالدار اور ذی استعداد ہونے کے اہل محلّہ کے، اور بوقت متعذر ہونے اخراج سارے پانی کے، سب پانی کیوں کر نکالا جاوے؟ اور اگر باوصف علم ضعف روایت ہذا یا ماً ول ہونے روایت مسطور کے تین سو ڈول نکال کر، اسی کنویں کے پانی سے باوصف ہونے پانی موجودہ کنویں کی، چار پانچ ہزار ڈول، اسی سے وضو کرتے رہے، نمازیں پڑھتے رہے، وہ نمازیں واجب الاعادہ ہوں گی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ هو الموفق للصواب

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، الحمد للّٰه رب العالمين، والصلوٰة والسلام علىٰ حبيبه سيد المرسلين وعلىٰ آله وصحبه أجمعين، اللّٰهم رب زدني علماً!

کوئی نجاست کنویں میں گر جائے، بقول راجح سارا پانی نکالا جائے گا، نہ کہ دوسو تین سو ڈول۔

---

(۱) المشقة تجلب التيسير والأصل فيها قوله تعالىٰ:'' يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ'' (سورة البقرة) وقوله تعالىٰ:''وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ''. (سورة الحج) وفي الحديث: ''أحب الدين إلى اللّٰه تعالىٰ الحنفية السمحة'' قال العلماء: يتخرج علىٰ هذه القاعدة جميع رخص الشرع وتخفيفاته. (الأشباه والنظائر: ص ۹۵، ۹۶)

(۲) وقيل: يفتىٰ بمأتين إلىٰ ثلٰث مأة وهذا أيسر (الدر المختار) جزم به في الكنز والملتقىٰ، وهو مروي عن محمدؒ، وعليه الفتوىٰ. خلاصة وتاتارخانيه عن النصاب. وهو المختار. معراج عن العتابية. وجعله في العناية رواية عن الإمام، وهو المختار والأيسر كما في الاختيار، وأفاد في النهر: أن المأتين واجبتان والمأة الثالثة مندوبة. (رد المحتار، فصل في البئر: ۱/۱۹۸، ظفیر)

کما فی الهداية: وإذا وقعت فی البئرنجاسة نزحت،و کان نزح ما فيها من الماء طهارةً لها بإجماع السلف،ومسائل البئرمبنية على اتباع الآثاردون القياس.(۱)

ترجمہ:اور جب کنویں میں ناپاک چیز گر جائے تو اس کا پانی نکالا جائے،اور باجماع سلف یہ پانی کا نکالا جانا اس کنویں کے لئے مطہر و پاک کرنے والا ہوگا۔

علی هذا! جب کوئی جانور چھوٹا یا بڑا،کنویں میں پھٹا پھولا برآمد ہو،سارا پانی نکالنا چاہئے،جیسے بوقت مرجانے بڑے جانور مثل بکری وغیرہ کے،سارا پانی نکالا جاتا ہے۔چنانچہ ہدایہ میں ہے:

”وإن ماتت فيها شاة أو آدمي أو كلب نزح جميع ما فيها من الماء،لأن ابن عباسؓ وابن الزبیرؓ أفتيا بنزح الماء كله حين مات زنجي في بئرزمزم،فإن انتفخ الحيوان فيها أوتفسخ نزح جميع ما فيها صغرالحيوان أو كبر،انتهىٰ.(۲)

ترجمہ:اور اگر کنویں میں بکری یا آدمی مرجائے یا کتا گر کر مرجائے،تو اس کا تمام پانی نکالا جائے گا۔کیوں کہ حضرت ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے تمام پانی نکالنے کا فتویٰ دیا تھا،جب ایک حبشی زمزم کے کنویں میں گر کر مر گیا تھا۔اگر اس میں جانور پھول گیا یا پھٹ گیا (اس وقت بھی) تمام پانی نکالا جائے گا،جانور چھوٹا ہو یا بڑا۔

اور اگر بوجہ کثرت پانی کے بالکل صاف کرنا متعذر رہو،تو دو عادل آدمیوں کے اندازہ کے موافق،جن کو معاملۂ پانی میں بصارت ہو،پانی موجودہ نکلوایا جاوے،پینڈا جھاڑ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

کما فی الدرالمختار: (وإن تعذر)نزح كلها لكونها معيناً(فبقدرما فيها)وقت ابتداء النزح،قاله الحلبیؒ،(يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين،لهما بصارة بالماء)،به يفتى.(۳)

وقال الشامیؒ شارحه:هوالأصح،كافي، ودرر،وهوالصحيح،وعليه الفتوىٰ،ابن كمال:وهو المختار،معراج،وهوالأشبه بالفقه،هداية،أي الأشبه بالمعنى المستنبط من الكتاب والسنة.(۴)

اس کے شارح علامہ شامی نقل کرتے ہیں کہ کافی اور درر میں اس کو اصح قرار دیا ہے اور ابن کمال نے اس کو **هو الأصح** اور **عليه الفتوىٰ** سے ذکر کیا ہے اور معراج میں **هو المختار** کے لفظ سے اور ہدایہ میں **هو الأشبه بالفقه** کے الفاظ سے اس کو ذکر کیا ہے۔

---

(۱) الهداية،ص ۲۴،ج ۱،فصل فی البئر،مصطفائی،کانپور،۱۲۸۹ھ،ر/ج ۱ص ۴۱،دیوبند۔نورالحسن کاندھلوی

(۲) الهداية:ج ۱ص ۲۷،فصل فی البئر،مصطفائی،کانپور،۱۲۸۹ھ،نورالحسن کاندھلوی

(۳) الدرالمختار: ج ۱ ص ۳۹، فصل فی البئر، عکس مجتبائی، دیوبند، ۱۳۳۲ھ،نورالحسن کاندھلوی

(۴) شامی،ج ۱ص ۱۴۳،فصل فی البئر،مجتبائی دہلی،۱۲۸۷ھ،شامی:ص ۲۱۴ و ۲۱۵ ج ۱،دارالفکر بیروت،۱۳۹۹ھ،نورالحسن کاندھلوی

اور چونکہ یہ قول کتاب وسنت یعنی قرآن وحدیث کے موافق ہے، اور روایت دوسوڈول کی، اس کے مقابلے میں غیر معتبر ہے، یاماً ول اور مقید بآبار بغداد، لہذا صاحب الہدایہ نے صراحت کردی، فقال:

فکأنه بنیٰ قوله علی ماشاهد فی آبار بغداد.

اور صاحب درمختار نے روایت دوسوتین سوڈول کو، بعد بیان روایت مذکور کے بہ لفظ قیل جوضعفِ روایت کی طرف اشارہ ہے، نقل کیا (ہے) حیث قال:

وقیل: ''یفتیٰ بمأتین إلیٰ ثلثمائة''.

اور پھر شامی نے شرح لفظ قیـــل میں خوب ہی تردید اور تضعیف (روایت مذکورہ دوسوڈول کے بعد، بیان اقوال مختارین) روایت ہذا کی ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے:

(قوله: وقیل الخ): جزم به فی الکنز والملتقیٰ، وهو مروی عن محمد، وعلیه الفتویٰ، خلاصة وتاتارخانیة عن النصاب. (۱)

ترجمہ: مصنف کا قول، قیل، اسی پر کنز اور ملتقیٰ میں جزم ہے اور یہی امام محمدؒ سے مروی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

یہ جو درمختار میں ہے کہ بعض کا فتویٰ دوسوڈول کی روایت پر ہے، ایسا ہی کنز اور ملتقیٰ الابحر میں ہے اور یہ قول امام محمد کا ہے، اور صاحب خلاصہ لکھتے ہیں کہ اس پر فتویٰ ہے اور ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے بموافقت نصاب۔

وهو المختار، معراج عن العتابیة، وجعله فی العنایة روایةً عن الإمام. (۲)

اور صاحب معراج نے عتابیہ سے (نقل کرکے) مختار قرار دیا ہے اور اس کو عنایہ میں امام (ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کی روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

وهو المختار والأیسر کما فی الاختیار، وأفاد فی النهرأن المأتین واجبتان والمائة الثالثة مندوبة''...... اور عنایہ میں اس روایت کو امام صاحب کی طرف منسوب کرکے مختار لکھا ہے۔

فقد اختلف التصحیح والفتویٰ، وضعف هذاالقول فی الحلیة وتبعه فی البحر بأنه إذاکان الحکم الشرعی نزح الجمیع فالاقتصارعلیٰ عدد مخصوص یتوقف علیٰ دلیل سمعی یفیده وأین ذلک؟ بل المأثورعن ابن عباسؓ وابن الزبیرؓ خلافه حین أفتیا بنزح الماء کله حین مات زنجی فی بئرزمزم، وأسانید ذلک الأثرمع دفع ما أورد علیها مبسوطة فی البحروغیره. (۳)

---

(۱) شامی، ج۱ص۱۴۳، فصل فی البئر، مجتبائی دهلی ۱۲۸۷ھ شامی: ج۱ص۲۱۵، دارالفکر بیروت ۱۳۹۹ھ۔ نورالحسن کاندھلوی

(۲) شامی: ج۱ص۲۱۵، دارالفکر بیروت ۱۳۹۹ھ، نیز ملاحظہ ہو: البحر الرائق، ج۱ص۱۱۹۔ نورالحسن کاندھلوی

(۳) الف، شامی: ج۱ص۱۴۳ مجتبائی دہلی ۱۲۸۷ھ نیز النهر الفائق۔۔۔۔ نیز البحر الرائق: ص۱۱۷ج۱، ب، شامی: ج۱ ص۲۱۵ (دارالفکر بیروت ۱۳۹۹ھ) نورالحسن کاندھلوی

دوسوڈول نکالنا واجب ہے اور تین سوڈول مستحب۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ مفتیٰ بہ روایت دوسوڈول، اور کل پانی میں، ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ اختلاف ہے، مگر دوسوڈول کی روایت کو صاحب حلیہؒ اور البحر الرائق نے اس دلیل کے ساتھ ضعیف لکھا ہے، کہ جب احادیث صحیحہ سے سب پانی نکالنا ثابت ہے، پھر دوسوڈول پر کفایت نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ کسی حدیث قوی سے اس کا ثبوت نہ ہو جائے اور حدیث کیا کسی دلیل شرعی سے، اس روایت کا ثبوت نہیں، بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے، اس کے برخلاف ثابت ہے، کہ دونوں صحابہؓ نے سارے پانی نکالنے کا حکم دیا تھا، جب ایک حبشی چاہ زمزم میں مرگیا تھا۔

اور اس حدیث کی سند مع جواب ان اعتراضوں کے، جو بعض حضرات نے کئے ہیں، مفصل البحر الرائق وغیرہ میں لکھے ہیں:

قال في البحر: وكأن المشايخ إنما اختاروا ماعن محمدؒ، لانضباطه كالعشر تيسيرًا كمامر، آه قلت: لكن مر ويأتي أن مسائل الآبار مبنية على اتباع الآثار، علىٰ أنهم قالوا: إن محمدًا أفتىٰ بما شاهد في آبار بغداد فإنها كثيرة الماء، وكذا ما روى عن الإمام من نزح مائة في مثل آبار الكوفة لقلة مائها، فيرجع إلى القول الأول، لأنه تقدير ممن له بصارة وخبرة بالماء في تلك النواحي، لا لكون ذلك لازماً في آبار كل جهة. والله أعلم. (۱)

ترجمہ: بحر میں ہے کہ بعض مشائخ امام محمد رحمہ اللہ کی روایت کو بطریق اندازہ کے اس طرح قبول کرتے ہیں، جیسے دہ دردہ کے اندازہ کو حوض میں بغرض آسانی۔

(شامیؒ لکھتے ہیں): مگر میں کہتا ہوں کہ: پہلے بھی گذر چکا ہے اور آئندہ آوے گا، کہ کنویں کے مسائل احادیث پر مبنی ہیں، علاوہ بریں، وہی مشائخ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کا فتویٰ بغداد کے کنوؤں کے پانی کے اندازہ کے موافق تھا، کہ ان میں...... پانی بہت تھا،......۔ اور اسی طرح امام صاحب کا فتویٰ کوفہ میں ایک سو ڈول کا،...... بوجہ کم ہونے پانی کے، پس دونوں قول کا مآل اسی اول قول کی طرف ہوگیا، کہ کل پانی موجودان آدمیوں کے اندازہ سے نکلوادیا جائے، جو اس شہر کے پانی کے اندازہ سے واقف ہوں۔ نہ یہ کہ ایک شہر (کے کنویں) کے اندازہ کے موافق، سب شہروں کے کنوؤں میں یکساں فتویٰ لازم ہو جاوے۔

اور جب بصورت عدم تاویل وتقیید مرجوح ہونا روایت ہذا کا باحسن وجہ معلوم ہوگیا، پھر فتویٰ دینا روایت مرجوح پر باوجود موجود ہونے، قول قوی مدلل کے، جہالت ہے اور خرق اجماع۔

---

(۱) البحر الرائق: ج۱ص۱۲۹، نیز شامی: ج۱ص۱۴۳، فصل في البئر (مجتبائی دہلی) شامی: ج۱رص۲۱۵، دارالفکر بیروت، نور

کما فی مقدمة الدر المختار: وأن الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للإجماع.(۱)

ترجمہ: جیسا کہ درمختار میں ہے کہ حکم اور فتویٰ قول مرجوح پر، جہالت اور اجماع کے خلاف ہے۔

قال الشامی فی شرحه:(قوله: بالقول المرجوح) کقول محمد مع وجود قول أبی یوسف، إذا لم یصحح أو یقوّ وجهه.(۲)

علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے: کہ قول مرجوح کی بات، جیسے امام محمد کا قول امام ابو یوسف کا قول ہوتے ہوئے، جب کہ قول اول صحیح نہ ہو اور اس کی تقویت کی کوئی وجہ ہو۔(۳)

اور جب مقید یا غیر معتبر ہونا روایت دوسو تین سوڈول کا بخوبی معلوم، پھر جن لوگوں نے باوصف علم عدم اعتبار روایت مذکور، اس پانی سے غسل اور وضو کر کے نماز پڑھی گنہگار رہوئے اور وہ سب نمازیں واجب الاعادہ ہوئیں، بوجہ علم نجاست اب بوجہ عدم اعتبار روایت دوصد دلو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

حررہ العبد الضعیف محمد دیدار علی رضوی حنفی

جواب صحیح ہے۔ محمد دلاور علی حنفی

جواب بہت صحیح بلکہ اصح ہے۔ ابو محمد عبد الرحمٰن پنجابی ثم الالوری

المجیب مصیب۔ محمد عبد الرحیم مفتی راج الور

صح الجواب۔ محمد کرامت اللہ خان

واضح ہو کہ مولانا کرامت اللہ صاحب نے جو فی زمانہ آفتاب دہلی ہیں، اور مقتدا اور استاد بڑے بڑے عالموں کے، جو مدرسہ حسین بخش پنجابی واقع دہلی کے واعظ ہیں۔ اس فتویٰ کی تائید میں معہ مہر مولوی جمیل صاحب، چونکہ بہت بڑا فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا تھا، لہذا بغرض اختصار کے کہ رسالہ بہت دراز نہ ہو جائے، ان کے دستخط پر فقط کفایت کی گئی، فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ یہ عبارت طویلہ اور جواب سب صحیح ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ تفسخ حیوان سے جب کل پانی نجس ہو جائے، تو بصارت اہل بصیرت پر اعتماد کیا جائے، کہ پانی جدید کنویں میں ظاہر ہو جائے، یا تخمینہ کر کے اس قدر پانی نکال دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبد الرحمٰن پانی پتی عفی عنہ، بقلم عبد السلام انصاری عفی عنہ، تحریر: ۱۷/ ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ

---

(۱) الدر المختار، مقدمة المصنف: ج۱/ ۱۵ عکس مجتبائی، نیز شامی: ج ۱/ ص ۷۴-۷۵، دار الفکر بیروت، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء، نور

(۲) شامی: ج۱ ص ۱۵، مطلب لا یجوز العمل بالضعیف حتی لنفسه عندنا، مجتبائی دہلی، ۱۲۸۷ھ، نیز شامی: ج ۱ ص ۷۴-۷۵، دار الفکر بیروت، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء، نور

(۳) یعنی قول اول کی نہ تصحیح کی گئی ہو اور نہ ہی اس کی تقویت کی کوئی وجہ ہو، انیس

یہ دستخط مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاری محدث پانی پت کے ہیں جو شاگرد رشید ہیں مولانا شاہ محمد اسحاقؒ کے، بوجہ کبرسنی اورضعف کے، دستخط اور مہر مولانا کے صاحبزادہ کلاں عبدالسلام صاحب سے لکھوائے ہیں۔

یہ فتویٰ جب بخدمت مولانا رشید احمد گنگوہی ہمراہ عریضہ اول بھیجا گیا،فتویٰ بلا مہر واپس فرمایا۔لہذا نقل بعینہٖ اس مکتوب مولانا کے جو متعلق اس فتویٰ کے ہے،نقل کی جاتی ہے اور بعدہ جو جواب استفتاء مرسلہ پر، ہمراہ عریضہ مذکورہ تحریر فرمایا ہے، معہ مضمون استفتا تحریر ہوتا ہے۔

تحقیق از حضرت مولانا گنگوہی:

از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون! آں کہ آپ کا مکرمت نامہ پہنچا، باب تطہیر آب چاہ میں وسعت بہت مناسب ہے، بلکہ ضروری ہے، ورنہ بہت حرج ہو جاتا ہے۔ چونکہ بہت علما کا فتویٰ اس پر بھی ہو چکا ہے اور تمام پانی کے نکالنے میں دقت اور دشواری ظاہر ہے، اگر چہ بعض جگہ سہل ہو، اور احکام شرع عموم پر ہوتے ہیں، تو سہولت کی روایت پر فتویٰ دینا اور عمل کرنا بہتر ہے، اور ہمارے دیار کے چاہ کثیر الماء ہیں، گمان کرتا ہوں کہ الور کے کنویں بھی ایسے ہی ہوں۔ تو فتویٰ امام محمدؒ کا ایسے ہی چاہ میں دوصد دلو کا ہے، چنانچہ آپ خود شامی سے آخری عبارت نقل فرماتے ہیں اور قلیل الماء چاہ عرب اور پہاڑ کے ہوتے ہیں، بعض چاہ دہلی میں بھی بندہ نے ایسے دیکھے کہ پانی ان کا موجود، قدر دو سو تین سو ڈول کا ہوتا ہے، سو اس میں تمام آب نکالنا دشوار نہیں ہوتا۔ بندہ نے مدرسہ دار البقاء دہلی کے چاہ کو بھی دیکھا اور تجربہ کیا کہ وہ ناپاک ہوا، تو اسی قدر دلو نکالے، پھر اس قدر پانی اس میں رہا کہ ڈول اس میں نہیں ڈوبا، بعد دو تین پہر کے اس میں پانی پھر جمع ہوا اور دوسرے روز پانی مثل سابق ہو گیا۔ تو شامی یہ توفیق کرتا ہے کہ تمام آب کے نکالنے اور دوصد دلو میں توفیق حاصل ہے۔ پس آپ بھی دوصد دلو پر فتویٰ اگر دیں، اپنے ممالک میں، تو قطع نظر سہولت کے مدعیٰ حاصل ہے۔ اور پھر امام صاحب کوئی تحدید نہیں فرماتے، رائے مبتلیٰ بہٖ پر چھوڑتے ہیں، اگر کسی کو یہ ظن ہو جائے کہ دو سو ڈول سے کم ہی میں، سب پانی موجود نکل گیا ہے، تو اس کے نزدیک چاہ پاک ہو گیا۔

الحاصل پانی کے باب میں وسعت ضروری ہے اور چاہ کے مسائل میں، اس قدر تنگی صعوبت سے خالی نہیں، اس واسطے صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دینے میں، اس قدر شبانہ روز کی نجاست میں تمام فرش وظروف مسجد ومحلّہ ناپاک ہوتے ہیں، اور ثوب اور جس جس شئ کو رطوبت لگے اور یہ خشک رطب شئ کو لگا، سب نجس ہوا ہے، تو سخت دشواری ہے۔ فقط والسلام

تحقیق المسائل۔ مولانا دیدار علی الوری (ص ۱۱ تا ص ۱۸، طبع اول بلا سنہ) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۲۴ تا ۱۲۹)

کنویں کی پاکی سے متعلق آسان ترکیب اور امام محمدؒ کے قول کی تحقیق:

بخدمتِ اقدس استاذی المکرّم حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک مسجد سے متعلق ایک بڑا کنواں ہے، جس سے محلّہ کے لوگ بھی پانی بھرتے ہیں، دہ دردہ کنواں کے نام سے مشہور ہے، لیکن قطر اس کا ساڑھے دس ہاتھ ہے، پانی اس میں اتنا ہے کہ سب پانی نکالنے میں کم وبیش سو روپیہ مصارف پڑتے ہیں، جس کیلئے نہ تو اس زمانہ میں چندہ آسان اور نہ بیل وغیرہ ملنے میں آسانی۔ بایں وجوہ جب ناپاک ہوجاتا ہے، تو سالوں ناپاک پڑا رہتا ہے، چنانچہ اس بار بھی تقریباً تین چار سال سے ناپاک پڑا ہوا ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے مواقع میں شریعت کا آسان ترین حکم کیا ہے؟

ایک بات اور عرض کردوں کہ پانی اطراف میں نادر بھی ہے، کام بہرحال چل ہی رہا ہے، لیکن بدقت، گویا ایسی مجبوری بھی نہیں ہے کہ اس کے بغیر کام رُکا پڑا ہو، ورنہ چار سال کیسے گذرتے۔ ہاں! محلّہ والوں کو عمدہ شیریں پانی سے محرومی ضرور ہے، اور مسجد والوں کو وضو وغسل وغیرہ میں دقت ہے۔ ایسی صورت میں:

(۱) کیا اس کی پاکی کی صرف یہی شکل ہے کہ موجودہ پانی، جس طرح ہوسکے، مصارفِ کثیرہ خرچ کرکے، نکالا جائے، اور کوئی صورت نہیں؟

(۲) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول تین سو ڈول والے کی علماء فتاویٰ کے نزدیک کیا حیثیت ہے؟

(۳) اگر معتبر ہے، تو کیا اس جیسی صورتیں اس میں داخل ہیں؟

(۴) یاد پڑتا ہے کہ حضرت تھانویؒ کے کسی فتویٰ میں اس کے ضعف کو تسلیم کرنے کے باوجود، اس پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

(۵) اگر امام کا قول مقید بقیود ومشروط بشرائط ہے، تو وہ قیود وشرائط کیا ہیں، جن کے ہونے پر تین سو ڈول کا قول مفتیٰ بہ ہوسکتا ہے؟

چونکہ جناب والا جیسے وسیع النظر کے سامنے اس کی پوری بحث ہوگی، اس لئے امید کرتا ہوں کہ وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کی تقریر فرماکر ممنون فرمادیں گے۔ خدا معلوم! کیوں جی چاہا کرتا ہے کہ پانی کے معاملہ میں نرم سے نرم قول اختیار کیا جائے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس خیال کا مؤید ہوجاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ، جناب والا سے مفصل تقریر معلوم کرکے اس تردد کو ہمیشہ کے واسطے ختم کردوں گا۔ (عبدالرحمٰن جامی، مدرسہ اسلامیہ فتح پوری، ۱۵؍محرم ۷۰ھ)

الجواب ——————— حامدًا ومصلیاً

(۱) اصل تو یہی ہے، لیکن رفعِ حرج کیلئے تیسیراً دوسری صورت بھی ہے، کما سیجیء.

(۲) بعض نے اس کو مفتیٰ بہ کہا ہے، بعض نے تضعیف کی ہے۔

(۳) داخل ہے، لاشتراک العلة وهی الیسر.

(۴) صحیح ہے، ایسے موقعہ پر ایسے فتویٰ کی گنجائش ہے۔

(۵) '' (وإن تعذر) نزحُ كلها لكونها معيناً، (فبقدرمافيها) ابتداء النزح، قاله الحلبی، (يؤخذ ذلک بقول رجلين عدلين لهما بصارةٌ بالماء)، به يفتیٰ. وقيل: يفتیٰ بمأتين إلیٰ ثلثمائة، وهذا أيسر، وذلک أحوط، آهـ''.

(قوله: وإن تعذر): كذاعبرفی الهداية وغيرها. وقال فی شرح المنية: أی بحيث لايمكن إلا بحرج عظيم اهـ. فالمراد به التعسر، وبه عبرفی الدرر.

(قوله: وقيل الخ): جزم به الكنزوالملتقیٰ، وهومروی عن محمد، وعليه الفتویٰ، خلاصة وتاترخانية عن النصاب، وهوالمختار، معراج عن العتابية. وجعله فی العناية روايةً عن الإمام، وهو المختاروالأيسر كما فی الاختيار.

وأفاد فی النهر: أن المأتين واجبتان والمائة الثالثة مندوبة. فقد اختلف التصحيح والفتویٰ. وضعف هذا القول فی الحلية، وتبعه فی البحر: بأنه إذاكان الحكم الشرعی نزح الجميع، فالاقتصارعلیٰ عدد مخصوص يتوقف علیٰ دليل سمعی يفيده، وأين ذلک؟ الخ.

قال فی النهر: وكأن المشائخ إنما اختاروا ماعن محمد لانضباطه كالعشرتيسرًا، كمامرّ، آهـ'' شامی. (۱)

'' فقد ظهربما ذُكر: أن الأخذ بقول محمد والعمل به فی مواضع الحاجة جائز، والحاجة دفع العسروتحصيل اليسروهوالشرط''. فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴ / محرم ۷۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۵ / محرم ۷۰ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴۳/۵-۱۴۵)

---

(۱) الدرالمختارمع رد المحتار: ۲۱۴/۱، فصل فی البئر، سعید

جوٹھے کے احکام

لعاب دہن لگا کر انگلی سے قرآن مجید کی ورق گردانی کا حکم:

سوال: بوقت تلاوت قرآن مجید زبان کے لعاب یعنی تھوک انگشت میں لگا کر قرآن مجید کے ورق کو الٹاتے ہیں آیا اس طرح الٹانا بشرع جائز ہے یا نہیں؟ آیا حرام یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ بینوا مع الدلیل فتوجروا۔

الجواب

مسئلہ فقہیہ ''سؤر الآدمی طاہر'' سے لعاب دہن کی طہارت ظاہر ہے۔(۱)

اور تقبیل حجر اسود کی مسنونیت سے اس لعاب کے لگنے کا خلاف ادب نہ ہونا بھی ظاہر ہے جو تقبیل میں محتمل ہے، اس سے اس طرح ورق گردانی مصحف کا جواز یقینی ہے۔

۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ، تتمہ اولیٰ ص: ۵ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۷)

لعابِ دہن سے قرآنِ مجید کی ورق گردانی:

سوال: قرآنِ کریم کی ورق گردانی کے وقت انگلیوں پر منہ کا لعاب لگا کر ورق الٹایا جاتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

---

(۱) لعاب دہن کی پاکی کے بارے میں حدیث میں ہے: عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: دخلت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنا و خالد بن الولید علیٰ میمونة فجاء تنا بإناء من لبن فشرب رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم وأنا علیٰ یمینه وخالد علیٰ شماله فقال لی: الشربة لک فإن شئت اٰثرت بها خالداً فقلت: ما کنت لأوثر علیٰ سورک أحداً. (شمائل ترمذی، باب ماجاء فی صفة شراب رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص ۱۳)

عن عائشة قالت: کنت أشرب و أنا حائض، ثم أناوله النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فیضع فاه علیٰ موضع فیّ فیشرب. (مسلم، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها/ أبو داؤد، باب مواکلة الحائض و مجامعتها، انیس)

ہر وہ کھانا یا پانی جو انسان وحیوان کے کھانے کے بعد باقی رہ جائے اسے جوٹھا کہتے ہیں۔ (ردالمحتار: ۱/ ۲۲۲)

شریعت نے جوٹھے پانی و کھانے کی پاکی و ناپاکی کا مدار کھانے والے کے لعاب دہن (رال) کی پاکی و ناپاکی پر رکھا ہے۔ اگر لعاب پاک ہے تو جوٹھا پاک ہے اور اگر لعاب ناپاک ہے تو جوٹھا ناپاک ہے۔ (ردالمحتار: ۱/ ۲۲۲، بیروت، انیس)

الجواب

قرآنِ کریم کی ورق گردانی کے لئے لعابِ دہن لگانے کی صورت ''مسئلہ طہارۃِ سؤر و عدمِ طہارۃ'' پرمبنی ہے، چونکہ انسان کا سؤر (جوٹھا) پاک ہے، اس لئے ورق گردانی کے لئے انگلیوں کے ساتھ لعابِ دہن لگانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

قال الحصکفیؒ: ''(فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباً أو کافراً أو امرأةً...... (طاهر) طهور بلا کراهة، قال ابن عابدینؒ: (قوله طاهر) أی فی ذاته طهور: أی مطهر لغیره من الأحداث والأخباث''. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار: ج ۱ ص ۲۳۲، مطلب فی السؤر)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۶)

مومن کا جوٹھا پاک ہے:

سوال: ایک مسجد میں بالٹی میں پانی تھا ایک صاحب نے ڈبہ سے پانی لیا اور اسی میں منہ لگا کر پی لیا اور پھر اسی میں ڈبہ ڈال دیا، ایک صاحب نے کہا کہ پانی نجس ہوگیا، وضو کے لائق نہیں رہا، کیا واقعی پانی نجس ہوگیا؟

ھو المصوب

مسلمان کے پانی میں منہ ڈالنے کی وجہ سے ڈبہ کے پانی میں کسی قسم کی خرابی نہیں پیدا ہوئی، وہ ڈبہ جس پانی میں ڈال دیا گیا وہ بالکل پاک ہے:

سؤر المؤمن شفاء (وأما ما یدور علی الألسنة من قولهم ''سؤر المؤمن شفاء'' فیصدق به ما رواه الدارقطنی فی الأفراد عن ابن عباسؓ: ''من التواضع أن یشرب الرجل من سؤر أخیه'' کذا فی المقاصد، فما فی موضوعات القاری من أنهما لا أصل لهما فی المرفوع لعله یرید بلفظه، ثم رأیت فی الکبریٰ قال فی کل منهما معناه صحیح فاعرفه. (کشف الخفاء: ۱/۴۳۶، حدیث نمبر: ۱۴۰۵)

مومن کا جوٹھا شفا ہے لیکن پھر بھی اپنی طرف سے احتیاط کرنا چاہئے اور اپنا جوٹھا پانی ایسے پانی میں نہیں ڈالنا چاہئے جو سب استعمال کریں کیوں کہ ضروری نہیں ہے، ہر شخص جوٹھے پانی کو پسند کرے۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۹۴)

نومسلمہ کا جوٹھا مسلمان کے لیے:

سوال: زید نے ایک عورت قوم پارسن کو کلمہ واستغفار پڑھا کر مسلمان کیا، کسی مسلمان نے کوئی اعتراض اس کے

اسلام لانے اور زید کے مسلمان کرنے پر نہ کیا تھا، بلکہ زید نے خود بخود اپنے ہی پیالے میں پانی منگا کر مسماۃ کو دیا کہ نصف اس میں سے پی لے، مابقیہ چھوڑ دے، مسماۃ نے نصف پیا، مابقیہ چھوڑ دیا، اس پانی کو زید نے پیا اور عمرو نے، اسی طرح حاضرین جماعت نے تھوڑا تھوڑا تبرکاً پیا، جس قدر کم ہوتا تھا، زید پانی ملاتا تھا، بعدہ جلسہ برخاست ہوا، صرف یہ بات نہیں معلوم ہو پائی کہ آیا یہی قاعدہ ہے اور اسی طرح مسلمان ہوتا ہے کہ کوئی آدمی کسی ملت وقوم کا ہو یا اسی قوم کے واسطے یہ خاص قاعدہ ہے، حسب شرع شریف کے، یا اگر اس قاعدہ کا برتاؤ نہ ہوتو مسلمان ہونے میں شک ہوتا یا نہیں، یا اگر بلا اعتراض کسی مسلمان کے اور بدون کسی کے شک لائے ہوئے اس کے مسلمان ہونے اور زید کے مسلمان کرنے پر اگر بلا سبب اور بلا وجہ ایسا فعل کیا گیا تو یہ فعل داخل جہالت وحماقت ولغویت کے ہے اور زید سے سرزد ہوا ہے یا نہیں جس کا کوئی نتیجہ نہیں تھا بحالیکہ وہ کلمہ پڑھ کر استغفار کر کے پاک وطاہرہ بروئے شرع شریف ہوئی، تو کیا عذر اور کیا شک اس کے اسلام لانے پر زید کو یا دوسرے مسلمان کو تھا، بلکہ شک والا کافر تھا، ازاں بعد زید نے معاً بلا توقف ساعتے اپنے مکان میں جا کر دریافت کیا کہ ایک مسلمان ہوئی عورت فلاں ملت کی تھی، وہ مکان میں رہے اور روٹی پکائے، نامنظور ہوا تو اس سے کوئی علت غائی زید کی پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر پیدا ہوتی تو اس پانی پینے اور پلانے سے صاف صاف مافی الضمیر زید ثابت اور معلوم ہوا کہ یہ فعل اس وجہ سے کیا گیا کہ اگر حاضرین قصبہ جب اس کا جوٹھا پانی پی لیں گے تو بحالت موجودگی مکان زید کے کوئی صاحبان قصبہ میں معترض اس کی قوم پر نہیں ہوں گے اور کراہت نہیں کریں گے۔ دوسرے وہ عورت بدستور اپنے پیشۂ حرام کاری میں مقیم سرائے قصبہ ہوئی، پہلے لوگ اس کی قومیت اور بدملت ہونے سے پرہیز کرتے تھے، اب مسلمان ہونے سے اور زید کے پانی پینے اور چند مسلمان کے پانی پلانے سے قطعاً ومطلقاً نفرت نہیں، بحالے کہ زید کا تقویٰ ایسا تھا کہ کسی کا لوٹا خود واسطے وضو کے نہیں لیتا تھا، حتی کہ نماز جمعہ میں خطبہ ختم ہو گیا اور رکعت اول ختم ہو گئی اور لوٹا خاص زید کا خالی نہ تھا مروت مانع تھی، لے نہ سکا، جب لوٹا خاص ملا، تب وضو ہوا اور شرکت نماز میں ہوئی، کسی کے ظرف کو پاک نہیں سمجھ کے کمال کراہت سے زید پانی پیتا ہے تو زید سے دفعتاً ایسا فعل اگر وقوع میں آیا تو بتعلق غرض جاہلیت، لغویت وحماقت ہوا یا نہیں؟

الجواب

کسی کے مسلمان کرنے میں یہ ضرورت نہیں کہ اس کا جوٹھا پانی پیا جائے اور پلایا جائے اور یہ عمل بلا وجہ موجہ وبلا ضرورت شرعی داخل لغویت ہے، علی الخصوص جب کہ بعض کتب فقہ میں مثل درمختار وغیرہ کے مرقوم ہے کہ جوٹھا اجنبی عورت کا مرد اجنبی کو اور اجنبی مرد کا اجنبیہ عورت کو اگر چہ پاک ہے، لیکن مکروہ ہے اور ردالمحتار میں یہ مرقوم ہے کہ کراہت اس وقت ہے جب مقصود استلذاذ ہو۔

عبارت درمختار یہ ہے:

نعم! یکره سؤرها للرجل کعکسه للاستلذاذ واستعمال ریق الغیر وهو لا یجوز، مجتبیٰ، انتهیٰ.

اور ردالمحتار میں مرقوم ہے:

قال الرملی: ویجب تقییده لغیر الزوجة والمحارم. انتهیٰ.

اور بھی اس میں ہے:

والذی یظهر أن العلة الاستلذاذ فقط ویفهم أنه حیث لا استلذاذ لا کراهة لا سیما إذا کان یعافه، انتهیٰ. (۱)

پس بر بناء عبارت درمختار یہ فعل زید یعنی اجنبیہ کا جوٹھا پانی پینا اور پلانا مکروہ ہوا اور بر بناء تحریر صاحب ردالمحتار حاشیہ الدرالمختار اگر استلذاذ حاصل ہوا تو مکروہ ہوا، اور بر تقدیر عدم استلذاذ اگرچہ مکروہ نہیں ہوا، لیکن اجتناب اس سے بہتر تھا۔ واللہ اعلم

ابوالحسنات محمد عبدالحئ۔ (فتاویٰ مولانا عبدالحئ اردو: ۴۰۵-۴۰۶)

کافر کا جوٹھا پانی پینا:

سوال: کیا کافر شخص کا جوٹھا پانی پینا کراہت یا بلا کراہت کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر اس کے منہ میں شراب یا حرام گوشت وغیرہ کی نجاست نہ ہو تو اس کا جوٹھا پانی پاک ہے، ناپاک نہیں، مگر ایسے لوگوں کے ساتھ بلاضرورت کھانا پینا اور میل ملاپ رکھنا مکروہ ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۳۷)

بھنگی کے منہ کا کٹا ہوا کھانا کھانا:

سوال: اگر کوئی شخص خاکروب (بھنگی غیر مسلم) کے ہاتھ دھوا کر اور خوب صاف کرا کے اس کے ساتھ کھانا

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار: ج ۱ ص ۲۲۲، مطلب فی السؤر، انیس

(۲) "(فسؤر الآدمی مطلقاً) ولو کان جنباً أو کافراً (طاهر الفم)...... (طاهر) طهورٌ بلا کراهة". (رد المحتار: ۱/۲۲۲، مطلب فی السؤر، مطبوعہ زکریا دیوبند)

وکذا فی غنیة المستملی شرح منیة المصلی لإبراهیم الحلبی الکبیر، ص: ۱۶۶)

کھائے تو جائز ہے؟ سوال مذکور کی صورت اس لیے پیش آئی کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار سنبھل کے ایک بیان میں اسلام کی رواداری غیر مذہب کے لوگوں پر واضح کرتے ہوئے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے خود بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا، اس کے منہ کا آدھا کٹا ہوا آلو بھی میں نے کھالیا۔ اب ایک صاحب نے شاہ صاحب موصوف کی تقلید میں ایک بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیا ہے۔ پھر لوگ اس خیال پر چراغ پا ہو رہے ہیں، برائے مہربانی اگر ممکن ہو تو دو چار دلیل بھی جواب کے ساتھ ارقام فرما کر ممنون فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے اور انسان کا جوٹھا پاک ہے، خواہ مسلم ہو یا کافر۔ اس اصول پر جب کہ کسی انسان کے ہاتھ پاک ہوں اور کھانا بھی حلال ہو، برتن بھی پاک ہو اور مسلمان اس کے ساتھ کھانا کھالے تو اس میں کوئی اصولی غلطی نہیں ہے۔(۱) اگر کسی موقع پر اسلامی اصول کی حقیقت واضح کرنے کے لیے کوئی شخص یہ کام کرے تو وہ قابل تحسین ہے نہ کہ محل الزام۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۲/۲۵۷-۲۵۸)

---

(۱) "(فسؤر الآدمي مطلقاً) ولو كان جنباً أو كافراً (طاهر الفم)...... (طاهر) طهورٌ بلا كراهة". (رد المحتار: ۱/۲۲۲، مطلب في السؤر، مطبوعہ زکریا دیوبند/ وكذا في غنية المستملي شرح منية المصلي لإبراهيم الحلبي الكبير، ص:۱۶۶)

انسان کا لعاب و پسینہ:

انسان کائنات کی اشرف و برتر مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لعاب دہن (منہ کے رال) اور پسینہ کو پاک بنایا ہے، اس لیے سارے انسانوں کا جوٹھا ایک دوسرے کے لیے پاک ہے، چاہے مرد ہوں یا عورتیں، مسلمان ہوں یا کافر، بچے ہوں یا بوڑھے اور چاہے وہ پاک ہوں ناپاک۔ (ردالمحتار: ۱/۲۲۲)

انسان کا جوٹھا ایک دوسرے کے لیے جائز ہے، بلکہ مومن کامل جو طہارت و نظافت میں یکساں ہوں ان کا جوٹھا استعمال کرنا اخوت و بھائی چارگی کو بڑھاتا ہے اور نیکی میں اضافہ کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"جس نے اپنے بھائی کا جوٹھا پانی پیا اللہ اسے دس نیکیاں دے گا"۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ستر نیکیاں دے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۱۷)

کافر و مشرک کا جوٹھا اور پسینہ بھی پاک ہے۔ اگر کسی کپڑے پر لگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ البتہ اگر کوئی کافر شراب پیتا ہو یا ناپاک اشیاء، کھاتا ہو اور اس کا اثر اس کی رال میں ہو تو پھر جوٹھا اور رال دونوں ناپاک ہوں گے۔

البتہ کافر و مشرک کا جوٹھا کھانے سے پرہیز بہتر ہے کیوں کہ اللہ نے ان کے فاسد عقائد کی وجہ سے انہیں نجس کہا ہے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ. (سورۂ توبہ: ردالمحتار: ۱/۲۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک ساتھ ایک برتن میں دسترخوان پر بیٹھ کر صحابہ کرام کے ساتھ کھانا کھاتے تھے، اسی طرح اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ مجلس میں بیٹھے رہتے اور پینے کے لیے دودھ کا پیالہ پیش ہوتا تو آپ پہلے اس میں سے پیتے پھر اپنے دائیں بیٹھنے والے کو دیتے۔ ==

مشرک کا جوٹھا پاک ہے:

سوال: آیت کریمہ'' اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ'' سے مشرکین کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہے، تو کیا ان کا جوٹھا اور پسینہ وغیرہ ناپاک ہے؟

== ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دودھ کا پیالہ پیش ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالہ سے دودھ پیا اور جو باقی دودھ بچا، اسے اپنے دائیں بیٹھے اعرابی (دیہاتی) کو پیش کیا، چنانچہ انھوں نے پیا، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''الایمن فا لا یمن''. یعنی اپنے داہنے کو اپنے داہنے کو۔ (صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱/۸۶)

انسانی بلغم، تھوک، رینٹ یا لعاب کسی کپڑے میں لگ جائے تو وہ ناپاک نہ ہوگا۔ بلکہ پاک رہے گا۔ اسی طرح اگر پانی میں پڑ جائے تو وہ ناپاک نہ ہوگا اور اس کا استعمال جائز ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تمہاری رینٹ اور آنکھوں کے آنسوں ایسے ہی ہیں جیسے تمھارے ڈول کا پانی۔ (سنن دار قطنی: ۱/۱۲۷)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جانب قبلہ تھوک دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے ہو (جانب قبلہ) اور پھر اپنے سامنے تھوکتے ہو، کیا کوئی یہ پسند کرے گا کہ کوئی متوجہ ہو اور اس کی طرف تھوکا جائے۔

اس لیے کسی کو اگر تھوک آئے تو اپنے بائیں یا اپنے قدم کے پاس تھوکے اور اگر اس کی جگہ نہ ہو تو پھر وہ یوں کرے کہ اپنے کپڑے میں تھوک لے اور کپڑے کو مل دے۔ (صحیح مسلم)

دوسری حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تھوکنے سے منع فرمایا ہے۔

اگر کسی نے شراب پی اور منہ میں اس کا اثر ہو، اسی طرح کوئی نجس چیز کھائی یا پی ہو یا اس کو منہ بھر کر قئے ہوئی ہو یا منہ سے خون آتا ہوا اور تھوک سرخ رنگ کا ہو جاتا ہو تو اس کا لعاب و جوٹھا ناپاک ہوگا۔ البتہ اگر وہ پانی پی لے یا تھوک نگل لے اور منہ صاف ہو جائے تو اس کا جوٹھا پاک ہو جائے گا۔ (البحر الرائق، کبیری)

مرد کی طرح عورت کا جوٹھا بھی پاک ہے چاہے وہ پاکی کی حالت میں ہو یا حیض ونفاس کی حالت میں ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ ''میں حیض کی حالت میں ہوتی اور پانی پیتی پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ اسی جگہ رکھتے جہاں میں نے رکھے تھے پھر آپ پانی پیتے''۔ (مسلم، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها)

عورت کا جوٹھا گرچہ پاک ہے مگر اجنبی عورت کا جوٹھا اجنبی مرد کے لیے، اسی طرح اجنبی مرد کا جوٹھا اجنبی عورت کے لیے مکروہ ہے۔ اس لیے کہ اس سے لطف اٹھانے اور لذت پانے کا اندیشہ ہے۔ پس اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا جوٹھا ہے یا لذت کے لیے نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح شوہر کا جوٹھا بیوی کے لیے یا محرم مرد وعورت کا جوٹھا ایک دوسرے کے لیے مکروہ نہیں ہے۔ (رد المحتار: ۱/۲۲۲)

ایک شخص کے لعاب دہن کا استعمال دوسرے کے لیے جائز ہے۔

اگر کوئی شخص بوقت تلاوت قرآن مجید کے اوراق کو انگلی میں لعاب دہن لگا کر الٹے تو ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

لعاب ہی کی طرح انسان کا پسینہ بھی پاک ہے چاہے یہ پسینہ مرد کا ہو یا عورت کا، بالغ کا ہو یا نابالغ کا، جنبی کا ہو یا حیض ونفاس والی عورت کا، البتہ اگر بدن پر نجاست پیشاب یا شراب اور دوسری نجس چیز لگی ہو تو اس کے اثر سے پسینہ بھی ناپاک ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۲۲، رد المحتار: ۱/۲۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کا پسینہ بعض صحابہ نے جمع کیا تھا اور اپنے مرنے کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ ان کے بدن پر اسے لگایا جائے۔ (صحیح بخاری واقعہ انس بن مالک) ==

الجواب

مشرکین بے شک نجس ہیں، مگر علت حکم آیۃ حسب سلیقہ عربیہ کہ مشتق کو محکوم علیہ قرار دینا ماخذ اشتقاق کو علت قرار دینا ہے، لہذا علت نجاست شرک ہوگا جو کہ نجس معنوی ہے۔ اسی بنا پر اگر مشرک کو سات سمندر سے غسل دیا جائے، تب بھی بوجہ شرک وہ نجس رہے گا، حالانکہ تین مرتبہ غسل سے نجاست ظاہری زائل ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مشرک کا سور (جوٹھا) وغیرہ پاک ہے:

''(فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباً أو کافراً أو امراۃً، الخ، (طاھر)''. (در مختار: ۱/۲۲۲)(۱)

یعنی مشرک حسی طور پر نجس نہیں ہے۔ (مکتوبات: ۱/۱۵۸) (فتاویٰ شیخ الاسلام: ص ۱۸۰)

مشرک آدمی یا بلی کا جوٹھا کھانا جائز ہے یا نہیں:

سوال (۱): اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر عہد میں مشرک کو نجس العین فرمایا ہے۔ لہذا ان کا جوٹھا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

(۲): بلی کا جوٹھا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (المستفتی نمبر ۳۴ نذیر احمد ضلع بلیا ۱۲ / جمادی الاولیٰ ۵۲ھ مطابق ۴ / ستمبر ۱۹۳۳ء)

الجواب

(۱) قرآن شریف میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے، اس سے اعتقادی نجاست مراد ہے ورنہ انسان کا جسم ناپاک نہیں ہے۔ قرآن مجید میں نصاریٰ کو مشرک قرار دیا ہے، باوجود اس کے ''طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ'' کا حکم بھی موجود ہے۔

(۲) بلی کا جوٹھا مکروہ ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی (کفایت المفتی: ۲/۲۸۶/۲۸۷)

== میت کا لعاب دہن:

جو کچھ میت کے منہ سے لعاب یا پانی نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔ اس لیے کہ موت کے بعد جسم کی طہارت ختم ہو جاتی ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۲۲۳) (طہارت کے احکام ومسائل: ۴۹-۵۳، انیس)

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار: ج ۱ ص ۲۲۲، مطلب فی السؤر، کذافی غنیۃ المستملی، ص: ۱۶۶۔ انیس

(۲) عن أبی ہریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: یغسل الإناء إذا ولغ فیہ الکلب سبع مرات أولیٰھن وأخریٰھن بالتراب وإذا ولغت فیہ الھرۃ غسل مرۃ. (ترمذی، باب ما جاء فی سؤر الکلب)

عن کبشۃ بنت کعب بن مالک أن أباقتادۃ دخل علیھا قالت: فسکبت لہ وضوءً، قالت: فجائت ھرۃ تشرب فأصغیٰ لھا الإناء حتی شربت، قالت کبشۃ: فرآنی أنظر إلیہ فقال: أتعجبین یاابنۃ أخی؟ فقلت: نعم، قال: إن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إنھا لیست بنجس إنما ھی من الطوافین علیکم والطوافات. (ترمذی، باب ماجاء فی سؤر الھرۃ)

عن ابن عمرؓ أنہ کان یکرہ سؤر السنور. (مصنف عبد الرزاق، باب سؤر السنور، ج اول ص ۷۷، نمبر ۳۴۰، انیس)

ہاتھی کا جسم اوراس کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک:

سوال: سور (جوٹھا) فیل (ہاتھی) اور جسد (بدن) فیل زندہ نجس ہے یا پاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

صحیح مذہب کے موافق فیل نجس العین نہیں ہے پس ظاہر جلد اس کی پاک ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

"وأفاد كلامه طهارة جلد كلب وفيل وهو المعتمد". (۱)

اور سورِ فیل یعنی جوٹھا ہاتھی کا نجس مغلظ ہے۔

كما في الدر المختار: (و) سؤر (خنزير وكلب وسباع بهائم) الخ (نجس) مغلظ ومنها الفيل، كذا في الشامي. (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۶۲)

گدھے اور گھوڑے کے جوٹھے کا حکم:

سوال: گھوڑے اور گدھے کے جوٹھے کا کیا حکم ہے، پاک ہے یا مکروہ؟

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

گھوڑے کا جوٹھا طاہر اور مطہر ہے اور گدھے کے جوٹھے کی طہارت وطہوریت مشکوک ہے، اس لئے اس کا پینا جائز نہیں اور اس سے وضو درست نہیں، اگر دوسرا پانی نہ ہو تو اس پانی سے وضو بھی کرے اور تیمّم بھی، اگر کنویں میں گر جائے تو سارا پانی نکالا جائے۔

قال في شرح التنوير: (ومأكول لحم) ومنه الفرس في الأصح ومثله ما لا دم له (طاهر الفم) قيد للكل (طاهر) طهور بلا كراهة. وفي التنوير: (و) سؤر (حمار)... (وبغل)... (مشكوك في طهوريته لا في طهارته) اهـ و رجح ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ الشك في الطهارة ونقل عن الفتح أنه تظافر كلامهم علىٰ أنه ينزح منه جميع ماء البئر. (ردالمحتار، فصل في البئر، مطلب في السؤر: ۱/ ۲۰۹) (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۵/ رمضان ۹۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۵۳)

---

(۱) الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/ ۱۸۹، ظفیر

(۲) الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل في البئر، مطلب في السؤر: ۱/ ۲۰۵. ۲۰۶، ظفیر

(۳) عن أسماء قالت نحرنا فرساً علىٰ عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فأكلناه. (بخاري، باب لحوم الخيل) عن البراء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أكل لحمه فلا بأس بسؤره. (سنن البيهقي، باب الخبر الذي ورد في سؤر ما يؤكل لحمه)

عن إبراهيم قال: كان يكره سؤر البغل، والحمار. (مصنف ابن أبي شيبة، في الوضوء بسؤر الحمار والكلب من كرهه) ==

کھلی مرغی کا جوٹھا مکروہ ہے:

سوال: مرغی کا جوٹھا پاک ہے یا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی جبکہ نجاست اس کی چونچ میں لگی ہوئی نہ ہو؟

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

مرغی کا جوٹھا پاک ہے مگر نجاست کھانے والی مرغی میں یہ تفصیل ہے کہ اس کی چونچ کی طہارت کا یقین ہے تو پانی پاک ہے اور اگر چونچ کی نجاست کا یقین ہو تو پانی ناپاک ہے اور اگر کسی امر کا یقین نہیں تو مکروہ تنزیہی ہے۔

قال في الشامية تحت(قوله طاهر للضرورة):...وأما المخلا ة فلعابها طاهر فسؤرها كذلك،لكن لما كانت تأكل العذرة كره سؤرها ولم يحكم بنجاسته للشك،حتى لو علمت النجاسة في فمها تنجس، ولو علمت الطهارة انتفت الكراهة،وقال تحت(قوله في الأصح)... أنها كراهة تنزيه،الخ.(ردالمحتار،فصل في البئر،مطلب في السؤر: ج۱ص ۲۰۷) فقط اللہ تعالیٰ اعلم

۲۵/رجب ۸۷ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۴۳)

دجاجۃ مخلاۃ کا جوٹھا:

سوال: گلیوں اور غلاظتوں میں گھومنے پھرنے والی مرغی اگر پانی سے بھرے ہوئے برتن میں چونچ ڈال دے تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟

کیا پالتو مرغی جو کہ پنجرہ اور ڈبہ میں بند ہو اور باہر پھرنے والی مرغی کا حکم ایک ہے یا دونوں میں فرق ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

سؤر یعنی جوٹھا ہمیشہ کے لئے گوشت کا تابع رہتا ہے،جس حیوان کا گوشت حلال ہو تو اس کے لعاب کا پانی سے ملنے کی صورت میں پانی پر اس کا اثر نہیں پڑتا،لہذا اگر پالتو مرغی کی چونچ غلاظت سے پاک ہو اور جس برتن میں مرغی منہ ڈال دے تو یہ پانی پاک ہے البتہ گلی میں پھرنے والی مرغی کا منہ عموماً نجاست سے خالی نہیں ہوتا اس لئے ایسی مرغی کا جوٹھا مشکوک ہے لیکن نجاست کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

== **عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء ه جاءٍ فقال أكلت الحمر،ثم جاء ه جاءٍ فقال: أكلت الحمر،ثم جاء ه جاءٍ فقال: أفنيت الحمر فأمر منادياً فنادى في الناس:إن الله ورسوله ينهيانكم عن لحوم الحمر الأهلية فإنها رجس.(بخاري،باب لحوم الحمر الإنسية)**

احادیث میں گدھے کے گوشت کو حلال بھی کہا گیا ہے اور ممانعت بھی کی گئی ہے اور جب گوشت حلال ہوگا تو اس کا پسینہ اور جوٹھا بھی پاک ہوگا۔چنانچہ دوسری روایت میں گدھے کے جوٹھے کو پاک کہا گیا۔

عن عطاء أنه كان لا يرى بأساً بسؤر الحمار.(مصنف ابن أبي شيبة،من قال لا بأس بسؤر الحمار)

ان دونوں قسم کے دلائل کی وجہ سے گدھے کے جوٹھے کو پاک کہا گیا مگر اس سے پاکی حاصل کرنے کو مشکوک قرار دیا گیا۔انیس

قال حسن بن عمار: ”وسؤرالدجاجة المخلاة التی تجول فی القاذورات ولم یعلم طهارة منقارها من نجاسة فکره سؤرها للشک فإن لم یکن کذلک فلاکراهة فیه“. (مراقی الفلاح علیٰ صدر الطحطاوی: ص ۲۴، فصل فی أحکام السؤر) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۷۲ و ۵۷۳)

مرغی بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈال دے، تو وہ پانی پاک رہا یا ناپاک ہوگیا:

سوال (۱): مرغی بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈالدے، تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

کوّے یا مرغی نے دودھ یا پانی میں چونچ ڈالدی، تو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال (۲): کوّے یا مرغی نے دودھ میں یا پانی کے پیالہ میں چونچ ڈال دی، تو وہ دودھ اور پانی پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) پاک ہے۔ (۲)

(۲) وہ دودھ اور پانی پاک ہے۔ (۳) (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۲۸)

جانوروں کو کتے وغیرہ کا جوٹھا کھلانا کیسا ہے:

سوال: حیوان کو جوٹھا سگ کا یا اور کسی طرح ناپاک کھانا کھلانا کیسا ہے؟

الجواب

جائز ہے، ناپاک کھانا کھلانا حیوان کو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص ص: ۵۸۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۸۷)

---

(۱) قال ابن عابدینؒ: ”وأما المخلاة فلُعابها طاهر فسؤرها کذلک، لکن لما کانت تأکل العذرة کره سؤرها ولم یحکم بنجاسته للشک حتیٰ لو علمت النجاسة فی فمها تنجس، ولو علمت الطهارة انتفت الکراهة“. (ردالمحتار علیٰ الدر المختار، باب المیاه، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ج ۱ ص ۲۲۴) ومثله فی البحر الرائق، مسئلة السؤر: ج ۱ ص ۱۳۲)

(۲-۳) (و) سؤر هرة (ودجاجة مخلاة) الخ (وسباع طیر) لم یعلم ربّها طهارة منقارها (وسواکن بیوت) طاهر للضرورة (مکروه) تنزیهًا فی الأصح إن وجد غیره وإلا لم یکره أصلاً. (الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار، مطلب فی السؤر: ۱/ ۲۰۶، ظفیر)

نجس اشیا کو پاک کرنے کے احکام

''إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَایَنْجَس'' کی تشریح:

سوال: ''إن المؤمن لاينجس'' کی تشریح فرمائیے؟

الجواب

قول مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے:

''إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَایَنْجَسُ'' یعنی مومن نجس نہیں ہوتا۔ یہ کلام مبارک جواب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کے، وارد ہوا، کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنبی تھے اور اس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے پرہیز کیا، تو پھر غسل کیا اور مسجد مبارک میں آئے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چلے جانے کا سبب پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ میں جنبی تھا، تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ میں اس حالت میں آپ کے حضور میں بیٹھوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''إن المؤمن لاينجس''.(۱)

ترجمہ: مومن نجس نہیں ہوتا ہے۔

تو مراد اس سے یہ ہوا کہ مومن نجس نہیں ہو جاتا ہے کہ اس نجاست کی وجہ سے اس کے ساتھ اختلاط اور کلام کرنا اور صحبت رکھنا منع ہو جائے، مقصود اس سے یہ ہے کہ مومن کا اعتقاد درست ہوتا ہے اور اس کے اعمال اچھے ہوتے ہیں اور اس کے اخلاق عمدہ ہوتے ہیں، تو مومن اگر چہ جنبی بھی ہو، مگر ان خوبیوں کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کہ اس کی صحبت سے نفرت کی جائے، بخلاف کافر کے، کہ کافر اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ صحبت کی جائے اور اس کی ہمنشینی اختیار کی جائے، بلکہ سزاوار ہے کہ اس کے ساتھ ہم چشمی بھی نہ کی جائے۔

عاصم بن ثابت کا واقعہ جو غزوہ رجیع میں ہوا کہ انہوں نے عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے کہ ان کو مشرک کبھی مس نہ کرے گا، تو شہادت کے بعد ان کا بدن اشرفی سے داغا گیا، تو یہ ان کے کمال تورع کی وجہ سے ہوا، یا اس وجہ سے ایسا کیا گیا کہ انہوں نے عہد کیا تھا کہ وہ عہد ان کے حق میں لازمی نذر کے مانند تھا۔

---

(۱) صحیح البخاری: ۲۸۳، مسلم: ۱/۳۷، ابوداؤد: ۲۳۰، سنن الترمذی: ۱۲۱، سنن النسائی: ۱/۱۴۵-۱۴۶، جمع الفوائد: ۱۳۴-انیس

اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ مومن مطلقاً کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا ہے، تو یہ صحیح نہیں، اس واسطے کہ مومن کبھی محدث ہوتا ہے کہ اس پر وضو واجب ہوتا ہے اور کبھی جنبی ہو جاتا ہے، کہ اس پر غسل واجب ہے اور اس حالت میں اس پر نماز پڑھنا، قرآن شریف پڑھنا اور مسجد میں داخل ہونا حرام ہو جاتا ہے، اور جب نجاست کے انواع سے ایک طرح کی نجاست کے بارے میں خاص حکم قرار پایا کہ اس نجاست کی نفی مومن سے کی گئی، تو اس سے ثابت ہوا کہ خاص طرح کی نجاست خاص مشرکین میں ہے اور عام طور پر ان میں نجاست نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ متواتر طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ کسی خاص ضرورت سے اختلاط رکھا، ان کے ساتھ مصافحہ کیا، ان کے ساتھ نشست رکھی، ان کو مس کیا، ان کے ہاتھ کا کھانا اور پھل کھایا اور ان کا بنا ہوا کپڑا پہنا، کس طرح کہا جائے کہ یہ ثابت نہیں ہے، کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ پہنا اور اس وقت اہل شام کفار تھے، البتہ مشرکین کا کوئی فرقہ ایسا ہو کہ ان لوگوں کے بارے میں یقین ہو یا ظن ہو کہ وہ لوگ نجاست کو برا نہیں جانتے ہیں، مثلاً ہنود گوبر سے پرہیز نہیں رکھتے ہیں، اور مثلاً نصاریٰ کہ وہ لوگ شراب اور خنزیر سے پرہیز نہیں رکھتے ہیں، تو ان کے ساتھ کھانا حرام ہے، (اور یہ) کہ ان کے برتن میں بلا دھوئے پانی پیا جائے۔(۱)

(فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ص ۴۵۶-۴۵۷)

کیا مشرکین نجس ہیں، شرعی نجاست کی تفصیل:

سوال: کیا مشرکین نجس ہیں، شرعی نجاست کی تفصیل بیان کیجئے؟

الجواب

تفسیر آیت:

''اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا''.(۲)

ترجمہ: ''مشرکین نجس ہیں، تو چاہیے کہ اس سال کے بعد، مسجد حرام کے نزدیک، نہ آئیں''۔

تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ اس آیت سے مشرک کی نجاست معلوم ہوتی ہے، تو اس نجاست کی تحقیق میں علماء کرام میں اختلاف ہے:

(۱) **انسانی جسم:** جب تک انسان زندہ ہو، چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس کا جسم پاک رہتا ہے، البتہ اگر کوئی نجاست لگ جائے، تو نجاست لگا ہوا حصہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ جنبی شخص یا حیض ونفاس والی عورت پر گرچہ غسل فرض ہوتا ہے، مگر ان کا بدن نجس نہیں ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: انسان اگر مر جائے تب بھی اس کا بدن نجس وناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۰۳۔ یہی قول صحیح ہے، گرچہ احناف کا دوسرا قول مردہ انسان کے بدن کے ناپاک ہونے کا ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل صفحہ ۲۱، انیس)

(۲) سورۃ التوبة: ۲۸

ائمہ زیدیہ سے ہادی نے کہا ہے کہ کتے اور خنزیر کے مانند ان کا بدن نجس ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے، کہ ابوشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"من صافح مشركاً فليتوضأ أو ليغسل كفيه".(۱)

ترجمہ: جو شخص مشرک سے مصافحہ کرے، تو چاہیے کہ وضو کرے، یا اپنی دونوں ہتھیلی دھوڈالے۔

اور ابن مردویہ نے ہشام بن عروہ کی روایت بیان کی ہے کہ: "ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ!

"استقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم جبريل عليه السلام فناوله يده فأبى أن يتناول فقال: ياجبريل! ما منعک أن تأخذ بيدی؟ قال: إنک أخذت بيد يهودی فكرهت أن يمس يدی يداً قد مسها يد كافر فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم ماءً فتوضأ فتناوله يده فتناولها". (۲)

ترجمہ: رخ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف، پس اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ پکڑنے سے انکار کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل! کس چیز نے باز رکھا آپ کو میرا ہاتھ پکڑنے سے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے ایک یہودی کا ہاتھ پکڑا ہے، مجھ کو کراہت پیدا ہوئی کہ میرا ہاتھ ایسے ہاتھ کو مس کرے کہ اس کو کافر کے ہاتھ نے مس کیا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا، وضو کیا اور پھر اپنا ہاتھ بڑھایا، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دست مبارک پکڑ لیا۔

ظاہر ہے کہ اس استدلال میں تأمل ہوتا ہے، اس لیے کہ شرع میں وارد نہیں ہوا کہ، نجس چیز مس کرنے سے وضو واجب ہوجاتا ہے، بلکہ واجب یہ ہے کہ صرف جس جگہ نجاست لگی ہے، وہ جگہ دھوئی جائے، تو اگر مشرک نجس العین بھی ہوتا، تو اس کو مس کرنے سے وضو لازم آنے کی کوئی وجہ نہیں، بلکہ اس کی نجاست دوسری طرح کی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تحقیق آئندہ آئے گی، یہ استدلال نہایت واہی ہے کہ مستدل کا گمان کیا جائے۔ "**فَلاَ يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ**" (۳) سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرک کا بدن نجس ہے۔

وجہ یہ ہے کہ یہ حکم اگر اس وجہ سے ہوتا کہ مشرکین کا بدن نجس ہے، تو یہ حکم صرف مسجد حرام کے بارے میں نہ ہوتا اور یہ امر ظاہر ہے۔

---

(۱) أبو الشيخ وابن مردوية عن ابن عباس رضي الله عنهما، بحواله فتح القدير للشوكانی، ص:۱۰۲۲۔ انیس

(۲) رواه الطبرانی فی الأوسط: ۱۶۴/۳ (۲۸۱۳) بضعف، جمع الفوائد، نواقض الوضوء: ۱۱۵۔ انیس

(۳) سورة التوبة: ۲۸۔

اورعلاوہ اس کے مسند عبدالرزاق اور تفسیر ابن جریر اور ابن منذر اور ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم اور ابی الشیخ میں مذکور ہے کہ قتادہ کی روایت مسند احمد میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"لایدخل المسجد الحرام مشرک بعد عامی هذا أبداً إلاأهل العهد وخدمكم".(۱)

ترجمہ: "یعنی مسجد الحرام میں اس سال کے بعد مشرک کبھی داخل نہ ہوں، سوا ان کفار کے کہ ان کے ساتھ اہل اسلام نے صلح کا عہد کیا ہو اور سوا ان کفار کے کہ وہ تم لوگوں کے خادم ہوں"۔

اگر مشرک کی نجاست بذاتہ ہوتی، تو اہل عہد اور غلام مستثنیٰ کیوں کئے جاتے، اسی وجہ سے فقہاء اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مشرکین کا بدن طاہر ہے، اور یہ مسئلہ دلیل نقلی اور دلیل عقلی سے ثابت کیا ہے۔

دلیل نقلی یہ ہے کہ زمانۂ صحابۂ کرامؓ سے اب تک برابر شائع ورائج ہے کہ اہل اسلام مشرکین کے برتن سے پانی پیتے ہیں اور مشرکین اپنے ہاتھ سے پانی لے آتے ہیں اور پانی اہل اسلام پیتے ہیں، چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ایک دہقانی کے ہاتھ کا پانی پیا اور ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانی کے گھر کے پانی سے وضو کیا، اس طرح کے اور بھی واقعات وقوع میں آئے ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ ہند، سندھ، حبش اور بربر سے اور مجوس فارس کے یہاں سے اور خراسان سے کپڑا عرب میں جاتا تھا اور وہ کپڑا وہاں کے اہل اسلام پہنتے تھے اور اس سے کچھ انکار نہ رکھتے تھے اور مثلاً شہد اور گھی وغیرہ ہر چیز مشرکین کے یہاں کی کھاتے تھے، تو اگر مشرکین کا بدن نجس ہوتا، تو اہل اسلام ایسا کیوں کرتے اور خصوصاً اہل کتاب یہود اور نصاریٰ سے کہ ان کی عورتوں کے ساتھ بالا جماع نکاح کرنا جائز ہے، یہ ظاہر دلیل اس امر کے لیے ہے کہ مشرکین کا بدن اور پسینہ پاک ہے۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ اگر مشرکین کا بدن نجس العین ہوتا، تو اسلام قبول کرنے کے بعد ان کا بدن کس طرح تبدیل ہو جاتا ہے کہ اس میں اسلام کی تاثیر ان کے بدن میں نہیں ہوتی، بلکہ اسلام کا اثر صرف ان کی روح میں پہنچتا ہے اور میرے نزدیک اس میں بحث ہے، اس واسطے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ انقلاب حقیقت سے طہارت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ علماء کرام نے کہا ہے کہ "جب گدھا نمک کی کان میں ڈال دیا جائے اور نمک ہو جائے، تو وہ طاہر ہو جاتا ہے" ایسی اور بھی صورتیں ہیں کہ "جب کافر اسلام سے مشرف ہوتا ہے، تو اس کے احکام متغیر ہو جاتے ہیں" کہ اسلام کی وجہ سے معصوم الدم ہو جاتا ہے، یعنی اس کے قتل کی ممانعت ہو جاتی ہے، اور وہ شہادت اور کفاءت اور ولایت وغیرھا کے قابل ہو جاتا ہے، اس کی حقیقت حکماً تبدیل ہو جاتی ہے، اگرچہ حقیقتاً تبدیل نہیں ہوتی ہے۔

مثلاً لڑکی جب بالغ اور غلام جب آزاد کر دیا جائے، تو اس کی حقیقت بھی حکماً تبدیل ہو جاتی ہے، تو یہ بعید نہیں کہ یہ

(۱) وقد أخرج عبدالرزاق، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم وابن مردوية عن جابر...وقال ابن كثير: تفرد به أحمد مرفوعًا والموقوف أصح. (فتح القدير للشوكاني:۱۰۲۲،انیس)

تبدیلی حقیقت انقلاب شمار کیا جائے، اور کہا جائے کہ بحالت شرک اس کا بدن نجس تھا اور بعد اسلام اس کی طہارت کا حکم ہوا، تو علماء کرام کا یہ جو قول ہے کہ اسلام کی تاثیر ان کے بدن میں نہیں ہوتی ہے، بلکہ صرف ان کی روح میں ہوتی ہے، تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اگر ان کی مراد یہ ہے کہ اسلام کی تاثیر بالذات ان کے بدن میں نہیں ہوتی ہے، تو یہ مسلم ہے اور اس سے ہمارے مسئلہ میں ضرر نہیں، اس واسطے کہ ہم تاثیر ذاتی کے قائل نہیں اور نہ اس کی اس امر میں کچھ ضرورت ہے کہ نجاست کی صفت ذات کے ساتھ منقلب ہو جائے اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ اسلام کے بعد وہ معصوم الدم ہو جاتے ہیں اور یہ صرف بدن کے احکام سے ہے، تو ایسا ہی حکم طہارت کا بھی ہے، وجہ یہ ہے کہ روح اور بدن میں نہایت درجہ کا امتزاج ہے کہ ایک کا حکم دوسرے میں سرایت کرتا ہے، تو جب روح بالذات طاہر ہوئی تو بدن بھی بالعرض طاہر ہوا۔ (فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ۴۵۷تا۴۵۹)

شرعی نجاست کے طبقات:

سوال: شرعی نجاست کے طبقات کی تفصیل کیا ہے، مشرکین نجس بذاتہ ہیں کیا؟

الجواب

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ شرعی نجاست کے چند طبقات ہیں، اور ہر طبقہ کے لیے علیٰحدہ حکم ہے، البتہ اولیٰ نجاست جسمیہ ہے، اور اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ایک ایسی نجاست ہے کہ وہ صرف وہم کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے، عقل کے نزدیک اس کی نجاست ثابت نہیں، بلکہ وہ نجاست عقل کے خلاف ہے، جیسے ناک کا پانی اور تھوک اور وہ برتن کہ خاص بول اور براز کے لیے بنایا گیا ہو، اور ہنوز اس میں بول و براز نہ لگا ہو، یا بول و براز لگنے کے بعد دھو کر پاک کیا گیا ہو، اس طرح کی نجاست کو متقذرات کہتے ہیں، نجاست نہیں کہتے، اور جو اس سے پرہیز رکھے، اس کو متنظف کہتے ہیں، متطہر نہیں کہتے، اور یہی فرق تنظیف اور تطہیر میں ہے، شرع میں اس کا اعتبار مساجد اور نماز کے مقام میں ہے، چنانچہ مساجد میں تھوکنے کے بارے میں وعید وارد ہے اور اونٹ کے رہنے کی جگہ میں اور حمام وغیرہ ایسی جگہوں میں نماز پڑھنا منع ہے۔

(۲) نجاست جسمیہ ایسی نجاست ہے کہ وہم اور عقل دونوں کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے اور وہ نجاست حقیقیہ ہے، مثلاً بول اور براز اور دم مسفوح یعنی جاری خون اور حیوانات کا فضلہ وغیرہ اور جو اس طرح کی چیزیں ہیں کہ اس کی نجاست کا شرع میں بھی اعتبار ہے، چنانچہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ ہو، تو ایسی نجاست کا دھونا واجب ہے، اور بلا اشد ضرورت کے ایسی نجاست بدن اور کپڑے میں لگانا حرام ہے۔

(۳) نجاست حکمیہ ایسی نجاست ہے کہ صرف عقل کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے اور وہم کو اس میں دخل نہیں اور یہ

نجاست چند طرح کی، مختلف طور پر ہے، بعض ایسی نجاست ہے کہ اس وقت عقل سے معلوم ہوتی ہے کہ جب عقل شرع کے نور سے منور ہو جائے اور وہ نجاست حکمیہ ہے، مثلاً حدث، منی، حیض اور نفاس کا خون نکلنے سے وہم کے ذریعہ سے نہیں معلوم ہوتا ہے، بلکہ جب عقل شرع کے نور سے منور ہوتی ہے، تو اس وقت عقل کے ذریعہ سے نجاست معلوم ہوتی ہے، جو وجدانیات کی حالت ہے کہ اس وقت انسان کو اس نجاست سے اسی قدر نفرت ہوتی ہے، جس قدر نجاست حقیقیہ سے نفرت ہوتی ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ تنفر ہو جاتا ہے۔

بعض نجاستیں ایسی ہیں کہ عقل کے ذریعہ بھی معلوم نہیں ہوتیں، بلکہ جب ملائکہ کے ساتھ اختلاط ہوتا ہے اور ان کی مصاحبت کا اتفاق ہوتا ہے، تو اس وقت عقل کے ذریعہ سے وہ نجاست معلوم ہوتی ہے، جیسے کذب اور غیبت اور چغلی کی نجاست ہے، اور اسی طرح کی نجاست بعض اخلاق ذمیمہ کی بھی ہے کہ ایسے اخلاق بعض نفس میں ہوتے ہیں، چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتے اس شخص کے پاس سے دور چلے جاتے ہیں، اور اسی طرح یہ سب نجاسات ہیں، یعنی شراب اور مسکرات کی نجاستیں اور سود کے روپیہ کی نجاست اور زانی اور زانیہ کی نجاست، نجاست کی یہ قسم درحقیقت طبقہ ثانیہ سے یعنی نجاست روحانیہ ہے، لیکن چونکہ اس کی تاثیر اعمال واخلاق میں ہوتی ہے، اس سے وجہ سے جب وہ اعمال اور اخلاق بدن کے ساتھ معلق ہوتے ہیں اور ملائکہ کے ساتھ مصاحبت ہوتی ہے، تو اس کا اثر بدن میں بھی معلوم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کے تناول فرمانے سے پرہیز فرماتے تھے، کہ اس میں بقولات لہسن اور پیاز وغیرہ جیسی چیزیں ہوتیں، اور اگر کسی محل میں کوئی ایسی چیز حاضر کی جاتی، تو اپنے صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین کو فرماتے کہ تم کھاؤ، اس واسطے کے میں اس کے ساتھ مخاطب ہوتا ہوں کہ تم اس کے ساتھ مخاطب نہیں ہوتے۔

(۴) چوتھا طبقہ نجاست کا نجاست روحی ہے، اس کی قسموں میں سب سے زیادہ قبیح شرک ہے اور یہ نجاست کسی طرح عقل کے ذریعہ سے دریافت نہیں ہو سکتی، اور چونکہ طبقات نجاست کے مختلف ہیں، اس وجہ سے ہر طبقہ کے بارے میں حکم بھی علیحدہ ہے۔

طبقہ اولیٰ کی نجاست کے بارے میں حکم یہ ہے کہ سب خاص وعام پر واجب ہے، کہ ہر جگہ ہر وقت اس سے پرہیز کریں، البتہ بوقت ضرورت معاف ہے، مثلاً رعاف دائم ہو، یا ایسا ہی اور کوئی عذر ہو۔

اور طبقہ ثانیہ کی نجاست کے بارے میں حکم ہے کہ خاص اذکیاء صاحبان شرف پر واجب ہے، کہ اس سے پرہیز کریں، مثلاً صدقہ کا مال بنی ہاشم کے حق میں حرام ہے، دوسروں کے حق میں حرام نہیں، اور مثلاً روزہ کی حالت میں فساق کے ساتھ اختلاط رکھنا، اور اسی قبیل سے روزہ کی حالت میں غیبت اور کذب بھی ہے۔

نجاست کے طبقہ ثالثہ کے بارے میں حکم یہ ہے کہ کسی پر واجب نہیں، کہ اس سے پرہیز کرے، بلکہ اس کا حکم صرف

مسجد حرام کے بارے میں علیحدہ ہے، کہ وہ قبلہ نماز کا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کو خصوصیت ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے باقی سب مساجد کو بھی مسجد حرام پر اس بارے میں قیاس کیا ہے، اور حکم دیا ہے کہ سب مساجد میں بھی مشرکین کا جانا منع ہے، لیکن جمہور کے نزدیک مسجد حرام اور دوسری مساجد میں فرق ہے، اس واسطے کہ اور مساجد بمنزلہ خلیفۂ مسجد حرام کے ہیں، اور بمنزلہ اس کے ظل کے ہیں، اور مسجد حرام اس امر میں اصل ہے کہ قبلہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کو خصوصیت ہے، تو مسجد حرام کا خاص مرتبہ ہے کہ وہ مرتبہ دوسری مساجد کا نہیں، اور اگر اس کی زیادہ توضیح منظور ہو، تو لحاظ کرنا چاہیے کہ سب زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اور اسی وجہ سے شارع نے فرمایا ہے:

”جعلت لی الأرض مسجدًا و طهورًا فأيما رجل من أمتی أدركته الصلوٰة فليصلّ“.(۱)

یعنی: زمین ہمارے لیے سجدہ کی جگہ اور پاک بنائی گئی ہے، تو میری امت کے ہر شخص کے لیے حکم ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے، تو وہ نماز پڑھے۔

لیکن چونکہ زمین میں بندہ کا دعویٰ ملکیت کا ہوتا ہے، اس واسطے سب زمین کا خالصاً للہ ہونا محل اشتباہ ہوا، تو ضرور ہوا کہ زمین کا بعض حصہ علیحدہ کر دیا جائے، تا کہ وہ خالصاً للہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مقرر کر دیا جائے، اسی کو مسجد کہتے ہیں، تو ایسے مواضع اس کے مالک کی تخصیص کرنے سے خالصاً للہ ہوتے ہیں، ایسا نہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے مواضع خاص کر دیئے ہوں کہ خالصاً للہ ہوں اور مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کو خاص اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرما دیا ہے کہ وہ خالصاً للہ ہیں، تو جس قدر مواضع کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، ان سب میں یہ دونوں مسجد افضل ہیں، بلا تشبیہ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی اقلیم کا کوئی بادشاہ ہو، تو کہا جائے گا کہ وہ سب اقلیم اس بادشاہ کی ہے، اور اس اقلیم کے سب مواضع کی نسبت بالتسویہ اس کی طرف ہوگی، پھر بعض مواضع کی تخصیص اس بادشاہ کے ساتھ ہو جائے، مثلاً ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر قریہ میں، اگر حکام کے اجلاس کے لیے ہو، تو گویا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک عام مساجد میں۔

مثلاً بعض مواضع کو خاص سلطان بذاتہ اپنے لیے مخصوص کرے، مثلاً قلعہ کہ دارالخلافہ ہو، تو جو لوگ بادشاہ کی طرف متوجہ ہوں گے، گویا وہ جگہ ان لوگوں کے لیے مخصوص بمنزلہ قبلہ کے ہوگی، اسی طرح مسجد حرام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے، اور اسی وجہ سے اس کے گرداگرد حرم قرار دیا، کہ وہاں منع ہے کہ شکار کیا جائے، یا کوئی دشمن قتل کیا جائے، اور حکم ہے کہ جب وہاں جانا چاہیے، تو زینت اور خوشبو وغیرہ جو اشیا احرام میں ممنوع ہیں، اس سے پرہیز کرے، اور سلاطین کا معمول ہے کہ ان کی رعایا سے جب کوئی شخص جرم کرتا ہے، تو اس کو سزا دیتے ہیں، اور جب کوئی ایسا جرم عظیم کرتا ہے کہ اس کا قیاس کسی دوسرے جرم پر نہیں ہوسکتا، تو اس کو منع کر دیتے ہیں کہ سلطان کے حرم میں یا دربار خاص میں نہ آنے پائے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشرک ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کی نجاست اس میں ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو منع

(۱) بخاری باب قول النبی صلی الله علیه وسلم جعلت لی الأرض مسجداً، کتاب الصلوٰة، حدیث نمبر ۴۱۹، انیس

فرمادیا کہ بیت اللہ الحرام نہ آئے، اس واسطے کہ بیت اللہ الحرام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص خصوصیت ہے اور جو خصوصیت مسجد حرام کو ہے دوسری مساجد کو نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ۴۵۹ تا ۴۶۲)

مشرکین و کفار کے اعضا ناپاک نہیں ہیں:

سوال: (۱) کیا مشرکین اور کفار کے جسموں کو ناپاک کہنا چاہئے یا ان کی ناپاکی اعتقاد کے لحاظ سے ہے؟

مشرکین کے جوٹھے سے وضو و غسل جائز ہے یا نہیں:

سوال: (۲) اگر ان کی نجاست بدنی ظاہری زائل ہوجائے، تو ان کے جوٹھے پانی سے، وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

پاک پانی مشرکین کو پاک کرسکتا ہے یا نہیں:

سوال: (۳) کیا طاہر و مطہر پانی، مشرکین اور کفار کے جسموں کو، جن میں وہ ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی داخل ہیں، جن کو بھنگی و چمار وغیرہ کہتے ہیں، پاک کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ’’إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ‘‘ میں اعتقاد کی نجاست مراد ہے، ظاہر میں ان کا بدن دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

(۲) اور ان کا جوٹھا پاک ہے، اس سے غسل اور وضو درست ہے۔

(۳) اور پاک پانی ان کو پاک کرسکتا ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۵۰-۳۵۱)

بھنگی کو چھونے کا حکم:

سوال: ایک شخص نے ایک حلال خور (بھنگی، مہتر) کو چھولیا، جب کہ وہ کام سے فارغ ہوکر جارہا تھا اور غسل کیا تھا، کیا ایسی حالت میں اس شخص پر غسل واجب ہوگا؟

---

(۱) (ویعتبر سؤر بمسئرالخ فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباً أو كافراً الخ (طاهر)، (درمختار). (قوله أو كافراً) لأنه عليه الصلوٰة والسلام أنزل بعض المشركين في المسجد علىٰ ما في الصحيحين، فالمراد بقوله تعالىٰ ’’إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ‘‘ النجس في اعتقادهم ولايشكل نزح البئر به لوأخرج حياً لأن ذلك لما عليه في الغالب من النجاسة الحقيقية والحكمية كما قدمناه. (ردالمحتار، مطلب في السؤر: ۱/۲۰۵، ظفیر)

الجواب

حلال خور کو چھونے سے نہ غسل واجب ہے نہ وضو، ہاں اگر اس کے بدن پر ناپاکی تر لگی ہوئی ہو، اور چھونے سے وہ ہاتھ کو یا کپڑے کو لگ جائے، تو اس ناپاکی کو دھونا ضروری ہوگا، اور اگر خشک ناپاکی ہو، تو کچھ ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام، جلد اول، ص ۳۹۳، ۳۹۴)

جس استرہ سے کافر کی حجامت بنائی گئی، کیا وہ ناپاک ہوگیا:

سوال: ایک حجام، جس کی دوکان میں مسلم غیر مسلم، سبھی حجامت بنواتے ہیں، ایک ہی استرہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، تو مسلمان اگر وہاں حجامت اور خط بنوائے، تو کیا اس کو اپنا سر اور چہرہ وغیرہ ناپاک تصور کر کے، تین مرتبہ دھونا ضروری ہوگا یا بہتر ہوگا؟

الجواب حامدًا و مصلیاً

محض اتنی بات سے تو سر اور چہرہ ناپاک نہیں ہوتا، البتہ اگر استرہ پر خون لگا ہوا ہے اور چہرہ یا سر پر لگ جائے، تو ضرور ناپاک ہوجائے گا۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۲۴/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند، ۲۴/۱۰/۸۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۸۱)

کافر پاک ہے یا ناپاک اور اس کا پکایا ہوا، یا ہاتھ لگایا ہوا، کھانا کیسا ہے:

سوال: کافر نجس ہے یا طاہر ہے۔ اگر نجس ہے تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا، یا ہاتھ لگایا ہوا، پاک ہے یا ناپاک۔ اگر پاک ہے، تو کس دلیل سے پاک ہے، اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی چیز کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

کافر باعتبار عقائد باطنیہ کے نجس ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

''إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ''. (۲)

قال الشامي: فالمراد بقوله تعالیٰ: ''إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ'' النجاسة فی اعتقادهم، الخ''. (۳)

---

(۱) ''قال أبو يوسفؒ فی المحتجم: لايجزئه أن يمسح الدم عن موضع الحجامة حتى يغسله''. قال الحاكمؒ: رُوِيت عن أبی حفص عن محمد بن الحسن رحمهم الله أنه إذا مسحه بثلاث خرق رطاب نظاف، أجزأه''. (المحيط البرهانی: ۱/۲۳۲، الفصل السابع فی النجاسات وأحكامها، غفارية)

(۲) سورۃ التوبہ: ۲۸۔

(۳) رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/۳۳۹، مطبوعہ دار الکتاب دیو بند

پس معلوم و محقق ہوا کہ نجاست کافر کی باعتبار اعتقاد کے ہے، نہ کہ باعتبار ظاہر کے۔ تو اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو، تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا، یا ہاتھ لگایا ہوا، کھانا پاک ہے اور درست ہے۔(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کفار کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا، تناول فرمایا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۲۰،۳۲۱)

اچھوتوں کا تیار کیا ہوا کھانا:

سوال: انجمن خدام اسلام، جگراؤں کے زیر اہتمام، ایک تبلیغی ہفتہ، اوائل ستمبر میں منایا گیا، جس میں علمائے کرام میں سے ایک نے اسلامی مساوات پر تقریر کرتے ہوئے کہا، کہ اسلام سب بنی نوع انسان کو یکساں سمجھتا ہے، حتی کہ ایک مسلمان ایک کافر کا جوٹھا کھا پی سکتا ہے، بلکہ اپنے دین کو ضرر پہنچائے بغیر ان کے گھر کا بھی کھا پی سکتا ہے، اچھوتوں میں سے ایک نے جو سب اجلاسوں میں حاضر رہا، اور جو مائل بہ اسلام تھا،......اس دعوے کی صداقت کو آزمانے کے لئے، علما و دیگر معززین کی دعوت کر دی، جو قبول کر لی گئی، کھانا تیار کرنے میں یہ اہتمام مدنظر تھا، کہ مسلمان سے گوشت خریدنے کے بعد مسلمان ہی پکائے، چنانچہ بریانی مسلمان نائی نے پکائی، اور حلوا اچھوتوں نے تیار کیا، البتہ کھانا مہمانوں کے آگے رکھنے والے اچھوت تھے، علما و اکابر کے اس فعل پر جو محض بنظر تالیفِ قلوب و بمقصد تبلیغ، اس طور سے عمل میں لایا گیا کہ کھانا کھانے سے قبل محاسنِ اسلام پر ایک مبسوط تقریر اسی اچھوت کے گھر کی گئی، اور اس میں دعوت اسلام دی گئی، بعض معاندین نے بفحوائے ”اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا“ (۲) بطور استدلال پیش کیا، اور مشہور اہل سنت کا متفقہ مذہب، کہ ان کے بدن نجس نہیں، اعتقادات نجس ہیں، نظر انداز کر دیا گیا، اس شور و غل کی وجہ سے بہت سے اچھوت جو دائرۂ اسلام کے بہت قریب آ گئے تھے، اب خاموش ہو گئے ہیں۔ آپ از روئے شریعت ظاہر فرما دیں کہ طرفین میں سے کون حق پر ہے؟

الجواب

اسلامی اصول کے بموجب کافر و مشرک کا بدن نجس نہیں، (۳) بلکہ جب بدن پر کوئی نجاست نہ ہو، تو بدن پاک ہے اور ان کے ہاتھ کا کھانا، کھانا بھی جائز ہے، اور تبلیغی مقصد کے پیش نظر جن مسلمانوں نے اچھوتوں کے ہاتھ کا کھانا، کھایا وہ مستحق اجر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی:۲/۲۵۸-۲۵۹)

---

(۱) فی التتارخانیة: من شک فی إنائه الخ فهو طاهر و کذا (أی طاهر) ما یتخذه أهل الشرک أو الجهلة من المسلمین کالسمن و الخبز و الأطعمة و الثیاب. (رد المحتار، قبیل أبحاث الغسل:۱/۲۵۴، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند)

کذا فی فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۳۷

(۲) سورة التوبة:۲۸.

(۳) ردالمحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/۲۰۵

چوہڑے کے ہاتھ کا کھانا کھانا:

سوال: ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب کچھ عرصہ سے فقہ شریف کا مسئلہ اپنی وعظوں میں اس طرح بیان فرماتے رہے ہیں، کہ کافر کا جوٹھا پاک ہے، چوہڑے بھی ہندوؤں کے مانند ہیں۔لہذا چوہڑوں کا کھانا بھی جائز ہے، چنانچہ اب کی وعظ پر یعنی کل ۶/۹/۳۷ء کو ایک چوہڑے نے، جو کہ اپنے آپ کو مذہبی سکھ کہلا رہا ہے، اس نے مولوی صاحب کی معہ چند احباب دعوت کر دی۔مولوی صاحب نے نہایت خوشی سے بے چوں وچرا منظور فرمالی، اور بوقت روانگی یعنی جب دعوت کھانے کے لئے جانے پر تیار ہوئے اس وقت نعرہ اللہ اکبر بلند آواز سے لگایا، بعدہ مولوی صاحب معہ ایک جماعت کثیر کے نعتیں پڑھتے ہوئے اس چوہڑے کے گھر پہنچے، اور چوہڑوں نے بدست خودان کو کھانا اتارا، اور اپنے گھر کا پانی وغیرہ بھی پینے کو دیا، اور مولوی صاحب نے نہایت فراخدلی سے مع اپنے رفقا کے دعوت کو نوش فرمالیا۔

دعوت کے اہتمام کی کیفیت حسبِ ذیل ہے:

حلوے کو تو خودان چوہڑوں نے اپنے گھر کے پانی وغیرہ سے تیار کیا، اور پلاؤ کو ایک حجام نے تیار کیا، حجام کہتا ہے کہ بجز پکانے کے، باقی سب کام پانی وغیرہ کا ڈالنا، غرضیکہ سب اہتمام ان چوہڑوں ہی کا رہا ہے، ہاں گوشت جو پلاؤ میں ڈالا گیا ہے، ان کے ہمراہ میں نے قصاب کی دکان سے خرید کیا تھا، جبکہ انہوں نے اپنے قبضے میں کرلیا، میں بازار چلا گیا، دو گھنٹے کے بعد میں بازار سے سودا سلف خرید کر کے جب ان چوہڑوں کے گھر پہنچا، تو میں نے ان کے گھر سے منگوا کر دیگ میں پکا دیا، عالیجاہا! ہم نہایت ہی ادب سے التماس کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کے اس مسئلہ نے ہمارے یہاں ہر ایک مسلمان کے دل میں بے چینی پیدا کر دی ہے، لہذا معروض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات (کے جوابات) سے آگاہی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) کیا فقہی کتب میں مذکور ہے، کہ کافر کا جوٹھا پاک ہے اور اس کے یہی معنی ہیں، جس پر مولوی صاحب نے عمل کیا ہے؟

(۲) کیا فقہاءِ عظام کے مسائل مستنبط من القرآن والا حادیث نہیں ہیں؟ اگر ہیں، تو کیا فقہاء عظام کے مسائل کی مطابقت قرآن مجید واحادیث شریف سے ضروری نہیں؟

(۳) اللہ جل جلالہٗ ایک جگہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ ''مشرک تو نرے گندے ہیں''، اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ''مسلمانو! تمہارے لئے اہل کتاب کا کھانا حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے''، کیا قرآن شریف کی ان آیات کی رو سے یہ نہیں پایا جاتا ہے کہ فقہائے کرام نے جو کافر کا لفظ بیان فرمایا ہے، اس سے اہل کتاب مراد ہیں جو کہ عیسائی، یہودی وغیرہ ہیں۔

(۴) کیا کفار کی دعوت کو قبول کرنا خلاف امر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مشکوٰۃ شریف میں فاسقین کی دعوت سے بھی منع فرماتے ہیں۔

(۵) ذبیحہ کا گوشت جو تقریباً دو گھنٹے چوہڑوں کے گھر ان کے قبضے میں رہا، کیا شرع شریف ایسے گوشت کے کھانے کی اجازت دیتی ہے؟

(٦) اگر مولوی صاحب کی شرعاً اس میں کچھ گرفت ہو، تو ان کے متعلق حکم شرع تحریر فرمایا جائے؟

الجواب

مسئلہ شرعیہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ کافر کا بدن پاک ہے، جبکہ اس پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو، کافر کا جوٹھا بھی پاک ہے، پس اگر اس کا اطمینان کرنے کے بعد کہ کھانے میں کوئی ناجائز وناپاک چیز نہ تھی، اور پکانے والے اور کھلانے والوں کے ہاتھ بھی کسی نجاست سے ملوث نہ تھے، تو ان کے ہاتھ کے کھانے میں کوئی شرعی جرم نہیں ہے، اور اگر تبلیغی ضرورت یا اسلامی مساوات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا جائے، تو موجب اجر وثواب ہے آیت ''اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ'' (۱) میں نجاست سے اعتقادی نجاست مراد ہے، نہ کہ جسمانی۔فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی:۲/۲۵۹،۲٦۰)

چماروں اور بھنگیوں کے ہاتھ کا کھانا یا پانی استعمال کرنا کیسا ہے:

سوال: بعض مسلمان، عیسائیوں، چماروں، بھنگیوں وغیرہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا، یا ان کے ہاتھ کا پانی، استعمال نہیں کرتے، خواہ (وہ) اپنا جسم ولباس پاک وصاف رکھیں۔ برخلاف اس کے بعض ہندو اقوام، مثلاً: برہمن، راجپوت، مہاجن، مالی، بڑہی، کمہار وغیرہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا، یا ان کے ہاتھ کا پانی، استعمال کرتے ہیں۔ان مسلمانوں کا یہ فعل از روئے قرآن وحدیث جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

شریعت مطہرہ نے غیر مسلم کے بدن کو پاک قرار دیا ہے، خواہ وہ بھنگی ہو یا چمار، یا کوئی اور کام کرنے والا ہو، اس میں کسی ذات یا پیشہ کی تخصیص نہیں۔(۲) ہاں! بھنگی یا چمار یا ایسے لوگ جو نجاست کے کاموں میں رہتے ہیں، ان کا بدن یا لباس ظاہر کے لحاظ سے اکثر ناپاک رہتا ہے، اس لیے اس ناپاکی کے غلبۂ ظن کی بنا پر، ان کا حکم ایسے لوگوں سے مختلف ہے، جو نجاست سے ایسا تعلق نہیں رکھتے ہیں، مگر جب کسی بھنگی یا چمار کو نہلا دھلا کر پاک وصاف

(۱) سورة التوبة:۲۸.

(۲) اس لیے کہ کافر باعتبار عقائد باطنیۃ نجس ہے، باعتبار ظاہر نہیں۔انیس

کرلیا جائے، تو اس کے ہاتھ کی چیز اور کسی برہمن کے ہاتھ کی چیز میں، کوئی فرق نہیں رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۲/ ۲۵۶-۲۵۷)

ہندو کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں:

سوال: ہندو کے ہاتھ کا، یا اس کے یہاں کا کھانا پکایا ہوا، کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۰۴)

ناپاک لوگوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گڑ وغیرہ استعمال کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ گاؤں وغیرہ میں جو راب پکتی ہے، اور گڑ وغیرہ بنتا ہے، تو اس میں کام کرنے والے چمار وغیرہ ناپاک ترین ہوتے ہیں، مٹکے میں راب یہی قوم بھرتی ہے، اور گڑ کی بھیلی بناتی ہے، غرض یہ ہے کہ ان کے ہاتھ خوب طرح ڈوبتے ہیں پس راب وگڑ وغیرہ کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اس راب وگڑ وغیرہ کا کھانا درست ہے شرعاً، اس کی دلیل شرع سے (یہ ہے) کہ اگر ان کے ہاتھ نجاست میں ڈوبے ہوں، اور وہ کڑاہی یا مٹکے وغیرہ میں ہاتھ ڈالیں، تو اب یہ ہاتھ اس کڑاہی یا مٹکے میں پڑنے سے پاک ہوگئے، اب جس شئ میں ہاتھ ڈالیں نجس نہ ہوگی، رہے وہ مٹکے وغیرہ، جس میں نجس ہاتھ ڈالا تھا، وہ ناپاک ہے، لیکن چونکہ معلوم نہیں اور تمیز نہیں کہ وہ کون مٹکی ہے، تو اب تمام مٹکیاں کھانی حلال و درست ہوگئیں، ہاں لاریب جس کو معلوم ہو کہ یہ وہی مٹکی ہے، تو اس (کیلئے) اس کی راب وگڑ درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
مجموعہ کلاں، ص: ۱۳۵ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۳۶۹)

چمار کے چھونے سے یقین کے بغیر رس نجس نہیں ہوتا:

سوال: کولھو جو یہاں چلتے ہیں، اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں، یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھ کے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں، یا وہ رس نجس ہے اور ناپاک ہے، علی ہذا، پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے، ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال محمدؒ: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل ومع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، الخ. (عالمگیری مصری: ۵/ ۲۵۸)

الجواب

جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں، حکم نجاست، رس پانی وغیرہ پر نہیں ہوگا۔(۱) پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا، مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا، درست اور حلال ہے، علی ہذا، پانی بھی پاک ہے۔ نماز وغیرہ درست ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن دیوبندی عفی عنہ، مفتی مدرسہ عالیہ عربیہ، دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمود عفی عنہ، مدرس اول مدرسہ عالیہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۶)

چمار نے جوتا بھگو کر سیا، پاک رہا یا نہیں:

سوال: ہندو چمار سے جوتا ٹکوایا، نہ معلوم طاہر پانی تھا یا نجس، اور جوتا پاک تھا، تو اب جوتا دھویا جاوے یا پاک ہے؟

الجواب

وہ جوتا پاک ہی سمجھا جاوے گا، کیونکہ شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۲۷)

غیر مذہب بھنگی کے ساتھ کھانا اور مسجد میں جھاڑو دلوانا:

(۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا، کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے؟

(۲) ایک غیر مذہب بھنگی کو بلا کر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

الجواب

(۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس میں بھنگی اور چمار کا بھی سوال نہیں ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھنگی کی تصریح کی گئی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مسلم بھنگی کو نہلا دھلا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک وصاف کر لیا جائے، تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بنا پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے، ناپاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا۔ کیوں کہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کرا لئے گئے ہیں، رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھنگی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا، تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصالح کے لحاظ سے بدل سکتی ہے، اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھلانے کی ہو، تو پھر کوئی

(۱) فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز، ولو شک فالأصل الطهارة. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب فی أن التوضی من الحوض الخ: ۱/ ۱۷۱، انیس)

(۲) رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/ ۲۲۲. بیروت، انیس

(۳) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب فی أن التوضی من الحوض الخ: ۱/ ۱۷۱، ظفیر

الزام اور اعتراض نہیں، اور اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو، تو بلا وجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینے کا الزام ہوگا، مگر ناپاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہوگا۔

(۲) احاطۂ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ، باقی جگہ میں بھنگی سے جھاڑو دلوائی جائے، تو کوئی حرج نہیں، اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو، تو نماز کی جگہ میں بھی، اس سے جھاڑو دلوائی جا سکتی ہے، کیوں کہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۲/ ۲۵۷)

کورنگی سے مسجد میں پانی بھروانے کا حکم:

سوال: کورنگی سے مسجد میں پانی بھروانا کیسا ہے؟ اور پانی بھرنے میں اس کے بدن سے پسینہ گرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامداً و مصلیاً و باللّٰہ التوفیق

پسینہ آدمی کا پاک ہے، خواہ کافر ہو خواہ مسلم، لہذا کورنگی کا پسینہ گرنے سے پانی میں کچھ نقصان نہیں، بلا کراہت اس کا استعمال جائز ہے۔(۲) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔(مرغوب الفتاویٰ: ۲/ ۳۵)

ناپاک آدمی قبرستان میں جا سکتا ہے یا نہیں:

سوال: ناپاک آدمی قبرستان میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قبرستان میں جانے کے لئے طہارت شرط نہیں، لیکن ناپاکی کی حالت میں قبرستان جانا بہتر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔(حبیب الفتاوی، جلد سوم، صفحہ ۴۸)

ناپاک آدمی جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے یا نہیں:

سوال: اگر کوئی ناپاک شخص جنازہ کو کندھا دینا چاہے تو کیسا ہے؟

---

(۱) رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/ ۲۲۲. بیروت، انیس

(۲) وعرق کل شیء معتبر بسؤره وسؤر الآدمي وما يؤكل لحمه طاهر .(الهداية: ج ۱ ص ۲۸)

(فسؤر آدمي مطلقاً) ولو جنباً أو كافراً الخ (طاهر)...(و)حكم (عرق كسؤر).(الدر المختار شرح تنوير الابصار وجامع الابحار: ج ۱ ص ۳۸۱، باب المياه قبل التيمم)

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جنازہ کو کندھا دینے کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہے، لیکن ایسا کرنا مناسب نہیں، آخرت کے مسافر کو اس کی شان کے ساتھ رخصت کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاوی، جلد سوم، صفحہ ۴۸ و ۴۹)

حالتِ جنابت کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: گرمی کے ایام میں، اگر حالت جنابت میں پسینہ آجاوے، تو اُس سے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں ہے۔ (۱) اس پسینہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۲۳) ☆

جنبی کا پسینہ پاک ہے، لیکن اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تو:

سوال: جنبی کو پسینہ آیا تو کپڑے پاک رہے یا ناپاک، یا بدن کو پیشاب لگا ہوا ہے اور پسینہ آیا تو کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

(۱) لعاب ہی کی طرح انسان کا پسینہ بھی پاک ہے، چاہے یہ پسینہ مرد کا ہو یا عورت کا، بالغ کا ہو یا نابالغ کا، جنبی کا ہو یا حیض ونفاس والی عورت کا، البتہ اگر بدن پر نجاست پیشاب یا شراب اور دوسری نجس چیز لگی ہو، تو اس کے اثر سے پسینہ بھی ناپاک ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۲۲، ردالمحتار: ۱/۲۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کا پسینہ بعض صحابہ نے جمع کیا تھا، اور اپنے مرنے کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ ان کے بدن پر اسے لگایا جائے۔ (صحیح بخاری واقعہ انس بن مالک)۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۳۔ انیس)

(۲) (فسؤر آدمي مطلقاً) ولو جنباً أو كافرًا الخ (طاهر) الخ (و) حكم (عرق كسؤر). (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار، مطلب في السؤر: ۱/۲۰۵ ظفیر)

☆ **حالتِ جنابت کا پسینہ:**

سوال: حالت جنابت کا پسینہ اگر کپڑوں کو لگ جائے، تو ان سے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

اگر نجاست حقیقیہ کے ساتھ مخلوط نہ ہو تو درست ہے۔ ((فسؤر آدمي مطلقاً) ولو جنباً أو كافراً أو امراة الخ (ومأكول لحم) الخ (طاهر الفم)...... (طاهر) الخ (و) حكم (عرق كسؤر) الخ. (الدر المختار: ۱/۲۲۲۔۲۲۸، مطلب في السؤر، سعيد. فتاویٰ عالمگيرية: ۱/۲۳، مسائل الآبار، رشيدية، البحر الرائق: ۱/۲۲۱، رشیدیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ماہنامہ نظام کانپور، جولائی ۱۹۶۵ء

(فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۱۳)

الجواب

جنبی کا عرق پاک ہے، اور ناپاک نجاست سے بدن آلودہ ہوا اور عرق بہتا ہوا نکلا جس سے کپڑا اتر ہو کر بدن کو لگے، تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔(۱)

بدست خاص، سوال: ۲۷۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۲)

نجس بدن پر پسینہ آئے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: نجس بدن کو اگر خشک ہونے کے بعد پسینہ آیا، تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

اس کو فقہا نے پاک لکھا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۴۴)

گندے بچے کا پسینہ پاک ہے یا نہیں:

سوال: بچہ ہر وقت پیشاب کرتا ہے، اور اس میں رگڑتا ہے، اس کو ہر وقت دھونا ضرر کرتا ہے، پس اس کا بدن سوکھنے کے بعد جو پسینہ آوے وہ پاک ہے یا نہ؟

الجواب

جبکہ اس کے بدن پر بھی کپڑا ہو اور اُس بچہ کو پسینہ آوے، تو اس بچہ کے اٹھانے والے کے کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔(۳) (فتاوی دار العلوم: ۱/۳۵۹-۳۶۰)

شرابی کے پسینہ کا حکم:

سوال: ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب نے شرابی کے بارے میں کہا کہ کافر اور جنب کا پسینہ پاک ہے، لیکن شرابی کا پسینہ نجس ہے، اسی طرح اس کے بدن کے اجزا بھی نجس ہیں، اور اسی لیے شرابی کے لیے صاف حکم ہے کہ شرابی نماز نہ پڑھے، کیوں کہ شرابی کی نماز مقبول نہیں، تو براہ مہربانی اس مسئلہ کا حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی فضل اکبر جلبئی، صوابی۔ ۲۰/۲/۱۹۶۹ء)

---

(۱) رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/۲۲۲، بیروت، انیس

(۲) (فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباً أو كافراً أو امراة الخ (طاهر) الخ (و) حكم (عرق كسؤر) الخ . (و) حكم (عرق كسؤر) (درمختار) أي العرق من كل حيوان حكمه كسؤره لتولد كل منهما من اللحم. (رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/۳۸۹، مطبوعه زکریا دیوبند، ظفیر)

(۳) رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/۲۲۲، بیروت، انیس

الجواب

شرابی کا پسینہ نجس ہونا اور ناقض وضو ہونا، مرجوح قول ہے اور شرابی کے لیے نماز نہ پڑھنے کا حکم غلط ہے، فلیراجع إلٰی رد المحتار: جلد ۵ص۶۴۰. (۱) فقط (فتاویٰ دیو بند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ص ۱۲۳)

آدمی کی رال پاک ہے:

سوال: آدمی کے منھ سے جو رال آتی ہے، وہ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

منھ سے جو رال آتی ہے، وہ پاک ہے۔

"کماء فم النائم فإنه طاهر مطلقاً، به یفتیٰ، بخلاف ماء فم المیت فإنه نجس" الخ. (۲) فقط واللہ اعلم

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۰۹)

---

(۱) قال العلامة الحصکفی: " (عرق مدمن الخمر خارج نجس)......(وکل خارج نجس ینقض الوضوء)......(فینتج) أن (عرق مدمن الخمرینقض الوضوء)، لکنه یحتاج لإثبات الصغریٰ، الخ.

قلت: قال شیخنا الرملی حفظه الله تعالیٰ: کیف یعول علیه وهو مع غرابته لایشهدله روایة ولا درایة، أما الأولیٰ فظاهر إذلم یروعن أحد ممن یعتمد علیه، وأما الثانیة فلعدم تسلیم المقدمة الأولیٰ، ویشهد لبطلانها مسئلة الجدی إذاغذی بلبن الخنزیز فقدعللوا حل أکله بصیرورته مستهلکاً لایبقی له أثر، فکذلک نقول فی عرق مدمن الخمر، ویکفینا فی ضعفه غرابته، الخ. (الدر المختار)

وقال ابن عابدین: (قوله ویکفینا فی ضعفه غرابته الخ): قال الرملی أیضاً فی حاشیة المنح، وتقدم فی کتاب الأشربة عن المحقق ابن وهبان أنه لاتعویل ولاالتفات إلٰی کل ما قاله صاحب القنیة مخالف للقواعد مالم یعضده نقل من غیره، ولم ینقل عن أحد من علمائنا المتقدمین والمتأخرین أن عرق مدمن الخمر ناقض للوضوء. (الدر المختار مع رد المحتار: جلد ۵ص۵۱۶، مسائل شتیٰ، قبیل کتاب الفرائض)

(۲) الدر المختار علیٰ رد المحتار، نواقض الوضوء: ۱/۲۳۹، مطبوعه دار الکتاب دیو بند، قبیل مطلب فی حکم کی الحمصة.

لعاب النائم طاهر سواء کان من الفم أو منبعثاً من الجوف عند أبی حنیفة ومحمد وعلیه الفتویٰ وأما لعاب المیت فقد قیل إنه نجس، هکذا فی السراج الوهاج. (عالمگیری مصری، باب فی النجاسة، فصل ثانی: ۱/۴۳ ظفیر)

أبوهریرةؓ: رأیت النبی صلی الله علیه وسلم حامل الحسین بن علی علیٰ عاتقه ولعابه یسیل علیه. للقزوینی. (جمع الفوائد، النجاسات: ۸۳۔ انیس)

منہ کی رال پاک ہے:

سوال: سوتے وقت منہ سے رال جو بعض شخص کے جاری ہوتی ہے، زید کہتا ہے کہ اس سے کپڑا پلید ہو جاتا ہے۔لہذا کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟ (مرسلہ میانجی عبدالرحمٰن صاحب، سہنسپور، ضلع بجنور)

الجواب

یہ رال پاک ہے، کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔(۱) فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص ۲۴۵) ☆

ناک اور منھ کی رطوبت (سنک اور بلغم) کا حکم:

سوال: ناک یا منھ کی رطوبت رقیق یا غلیظ یعنی سنک و بلغم پاک ہے یا ناپاک ہے؟

الجواب

دونوں رطوبت بچہ و جوان کی پاک ہے۔فقط

بدست خاص سوال:۱۴۰ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۳۶۲)

(۱) الفتاویٰ الھندیة باب فی النجاسة،الفصل الثانی:۱/۴۳،انیس

☆ **نیند کی حالت میں منہ سے نکلنے والے پانی کا حکم:**

سوال: میرے منہ سے حالتِ نیند میں بہت پانی نکلتا ہے، اور بسا اوقات وہ پانی میرے کپڑوں پر بھی لگ جاتا ہے، کیا اس سے کپڑے پلید (ناپاک) ہوجائیں گے یا نہیں؟

الجواب

زندہ آدمی کے منہ سے نکلنے والا پانی پاک ہے، اگر چہ حالتِ نیند میں پیٹ ہی سے کیوں نہ نکلے، البتہ مردہ شخص کے منہ کا پانی نجس ہے۔اس لئے خواب میں یا بیداری میں اگر لعابِ دہن یا منہ سے نکلنے والا پانی، کپڑوں پر لگ جائے، تو کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔

لما فی الھندیة:" لعاب النائم طاھر سواء کان من الفم أو منبعثاً من الجوف عند أبی حنیفةؒ و محمدؒ وعلیه الفتویٰ وأما لعاب المیت فقد قیل:إنه نجس". (الفتاویٰ الھندیة: ج ۱ ص ۴۶،باب الأنجاس)

(قال الشیخ الدکتور وھبة الزحیلیؒ:"عرفنا فی أنواع المطھرات فی الآدمی المیت قولین قول الحنفیة: إنه نجس عملاً بفتویٰ بعض الصحابةؓ (ابن عباسؓ وابن الزبیرؓ) کسائر المیتات...... وأما الماء السائل من فم النائم وقت النوم فھو طاھر کما صرح الشافعیةؒ والحنابلةؒ" (الفقه الإسلامی و أدلته: ج ۱ ص ۱۶۶،الآدمی المیت ومایسیل من فم النائم) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۶۹)

گھوڑے کا پسینہ پاک ہے:

سوال: سنا ہے کہ گھوڑے کا پسینہ پاک ہے، جب کہ گھوڑا اپنے پیشاب اور لید میں ہمیشہ رات کو لیٹتا ہے، اور اکثر دفعہ گھوڑوں کے بدن پر رنگ لید کا بھی لگ جاتا ہے، تو فرمایئے گھوڑے کا پسینہ اس حالت میں کیسا ہے، پاک ہوا یا ناپاک؟ دوسرے، کوئی گھوڑے کو پاک کرنے کی غرض سے نہیں نہلاتا، فقط وقت سفر کھریرا جس کو کھرا بھی کہتے ہیں ،اس سے گھوڑے کے بدن کی میل مٹی اتاری اور اسباب بھیگا اور چھینٹ گھوڑے کے بدن سے تڑخ کر زید پر آئی، وہ پاک ہے یا ناپاک؟ آجکل برسات میں بڑی تکلیف رہتی ہے جواب مفصل فرمادیں؟

(۲) کسی قسم کی ناپاک چھینٹ گھوڑے کے کان میں اگر پڑ جائے، وہ کس طرح پاک ہوگی، جب کہ گھوڑا ذرا چھینٹ پڑنے پر گردن ہلا کر اس کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے، اور کیونکہ قصداً کان میں پانی ڈالنے سے مرنے کا اندیشہ ہے، گھوڑے کے، اسی غرض سے پانی ڈالنا ممکن نہیں کافی طریقہ سے، کہ گھوڑا برداشت کرے۔

الجواب

کبیری شرح منیہ ص ۱۸۷ میں ہے:

وقد سئل أبونصر الدباس عمن يغسل الدابة فيصيبه من ذلك الماء الذى يسيل منها شئ أويصيبه من عرقها شئ؟ قال: لايضره، قيل له: وإن كانت أى ولو كانت قد تمرغت فى بولها وروثها؟ قال: إذاجف وتناثر وذهب عينه لايضره أيضاً وهذا يناسب ما اختاره الفقيه أبو الليثؒ، آه.

اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا وغیرہ جانور کا بدن اگر نجس ہو جاوے، تو خشک ہو کر کھریرا یا بدون کھریرا ہی وہ لید وغیرہ اتر جانے پر پاک ہو جاتا ہے، پس اس کے بعد اس کو پسینہ آوے، یا بارش وغیرہ میں بھیگ جاوے، تو سوار کے کپڑے وغیرہ ناپاک نہ ہوں گے۔(۱) اسی طرح کان میں جو نجاست لگ جاوے، اس کو دھونے کی ضرورت نہیں، بلکہ خشک ہو کر اتر جاوے گی، تو پاک ہو جاوے گا(۲)۔ فقط

عبدالکریم گمتھلوی۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفی عنہ، ۱۹؍ ذی الحجہ ۴۳ھ (امداد الاحکام، جلد اول، ص ۳۹۸)

---

(۱) غزوہ خیبر میں گھوڑے کے گوشت کھانے کی اجازت تھی، اور پسینہ گوشت سے پیدا ہوتا ہے، اس لئے جس جانور کا گوشت حلال ہے، اس کا پسینہ بھی پاک ہوگا۔

عن جابر بن عبد اللّٰہؓ قال: نهى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يوم خيبر عن لحوم الحمر ورخص فى لحوم الخيل. (بخارى، باب لحوم الخيل / مسلم، باب إباحة أكل لحم الخيل)

(۲) **جانوروں کے لعاب و پسینہ کا حکم:**

ایسے تمام جانور جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، جیسے جھینگر، بچھو، گبریلا وغیرہ، خواہ وہ خشکی میں رہتے ہوں یا پانی میں، ==

گھوڑے، گدھے اور خچر کا پسینہ اور لعاب پاک ہے یا ناپاک:

سوال: گھوڑے کا اور گدھے، خچر کا پسینہ اور لعاب دہن اور رطوبت بینی کی، پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

گھوڑے کا لعاب اور سنک اور پسینہ پاک ہے، اور خچر گھوڑے کے ولد کا بھی، اور گدھے کا پسینہ پاک اور لعاب مشکوک ہے۔(۱) بدست خاص، سوال: ۱۰۵۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۶۳)

ہاتھی کی سونڈ سے جو پانی نکلے اس کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہاتھی پر جو لوگ سوار ہوتے ہیں، تو ہاتھی چلتے میں گرمی کے سبب سے سونڈ کے ذریعہ سے پیٹ کا پانی نکال کر اپنے بدن پر چھڑکا کرتا ہے، یہ اس کی عادت ہے، آیا وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ چونکہ سوار ہونے والوں کے کپڑوں پر کم وبیش ضرور پڑتا ہے۔ فقط

الجواب

ناپاک ہے۔

== جیسے مچھلی وغیرہ ان تمام کا لعاب وجوٹھا طاہر ہے، اگر بدن پر لگ جائے یا پانی میں پڑ جائے، تو وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۲۳)
اسی طرح ایسے تمام حلال جانور چرند وپرند، جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کا جوٹھا بھی پاک ہے، اس لیے کہ ان کا لعاب پاک گوشت سے پیدا ہوتا ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۱۷)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے اونٹ یا بکری کے جوٹھے پانی سے وضو کیا تھا۔ (بدائع الصنائع: ۱/۶۴)
البتہ حلال جانوروں میں ایسی مرغی یا اونٹ وگائے وغیرہ جن کی عادت نجس چیزیں کھانے کی ہوتی ہے، ان کا جوٹھا مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ مخلوط غذا کھاتے ہوں اور زیادہ تر ان کی خوراک پاک گھاس ودانہ ہو، تو ان کے جوٹھے میں کوئی کراہت نہیں۔ (الجوھرۃ النیرۃ)
ایسے تمام پرندے جو شکار کرتے ہیں، جیسے باز صقرہ، چیل کوا وغیرہ جو اپنے چونچ سے پانی پیتے ہیں، ان کا جوٹھا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ ایسے شکاری پرندے جن کو ہالا جاتا ہے ان کی غذا مردار نہیں ہوتی ان کا جوٹھا پاک ہے مکروہ نہیں ہیں۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۱۸)
(طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۴، انیس)

(۱) **جانوروں کے پسینہ کی پاکی وناپاکی کے احکام:**
اصولی طور پر جانوروں کے پسینہ کا وہی حکم ہے، جو ان کے لعاب کا ہے، یعنی پاک وناپاک اور مکروہ ہونے میں۔ جتنے پھاڑ کھانے والے جانور ہیں، ان سب کا پسینہ ناپاک ونجس ہے، اس لیے کہ پسینہ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور ان کا گوشت حرام ہے۔ جو حلال جانور گندگی کھاتے ہیں ان کا پسینہ بھی ناپاک ہے۔ گدھا وخچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے، تو ضرورتاً معاف ہے، ناپاک نہ ہوگا، اور اگر پانی یا دودھ وغیرہ میں پڑ جائے، تو مشکوک ہو جائے گا۔ بلّی کا پسینہ پاک ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۲۲) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۸، انیس)

ناپاک لعاب وپسینہ:
تمام پھاڑ کھانے والے جانور جن کا گوشت کھانا حرام ہے، ان کا لعاب دہن وپسینہ نجس ہے، اگر وہ پانی میں پڑ جائے تو ناپاک ہو جائیگا۔ شیر، بھیڑیا، ہاتھی، لومڑی، چیتا، تیندوا، ریچھ، بندر، گیدڑ، بجو وغیرہ کا لعاب نجس ہے، ان کا پسینہ بھی نجس ہے۔ اگر یہ برتن میں منھ ڈال دیں، تو ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ ==

فی العالمکیریة: لعاب الفیل نجس کلعاب الفهد والأسد إذا أصاب الثوب بخرطومه ینجسه، کذا فی فتاویٰ قاضی خان، آ ٥. (ج ا ص ۲۹، مطبع مصطفائی) والله أعلم وعلمه أتم

۷/رمضان ۱۳۲۳ھ۔ امداد: ج ا ص ۸ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۹۵، ۹۶)

ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والے پانی کا حکم، اور مچھلی کا پتہ پاک ہے یا نہیں:

سوال (۱): ہاتھی کی سونڈ سے جو پانی نکلتا ہے، وہ عادۃً گرمی کے سبب اپنے بدن پر چھڑکا کرتا ہے، تو یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(۲) مچھلی کا پتہ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ہاتھی کی سونڈ کا پانی دراصل اس کا لعاب ہے، جو فقہاؒ کی تصریحات کے مطابق ناپاک ہے، درمختار میں:

(و) سؤر (خنزیر وکلب وسباع بهائم) ومنه الهرة البرية (وشارب خمر فور شربها)...... (وهرة فور أکل فأرة نجس). (۱)

اور سباع بہائم کے تحت علامہ ابن عابدین شامیؒ رقمطراز ہیں:

"هی ما کان یصطاد بنابه کالأسد والذئب والفهد والنمر والثعلب والفیل والضبع وأشباه ذلک، سراج. (شامی استنبولی. مطلب فی السؤر: ج ا ص ۲۰۵)

اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھی کا جوٹھا نجس ہے، جو لعاب ہی کی فرع ہے، جیسا کہ عالمگیریہ میں ہے:

"عرق کل شيء معتبر بسؤره. (ج ا ص ۲۴)

اور فتاویٰ قاضی خان میں خود سوال مذکور کا جواب بایں طور مصرح ہے:

" لعاب الفیل نجس کلعاب الفهد والأسد إذا أصاب الثوب بخرطومه ینجسه". (خانیة: ۱/۱۷) (۲)

لہٰذا ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والا پانی ناپاک ہے۔

(۲) کوئی جزئیہ تو نہیں مل سکا، البتہ چونکہ مچھلی کا خون ناپاک نہیں ہے، جیسا کہ علامہ علاؤالدین حصکفی رحمہ

== ہاتھی کے سونڈ کا پانی ناپاک ہے، اگر اس کی چھینٹیں کپڑے یا بدن پر پڑ جائیں، تو کپڑے کو دھو کر پاک کیا جائے گا۔ (ردالمحتار: ۲/ ۲۲۳) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۵، ۵۶۔ انیس)

(۱) الدر المختار علیٰ صدر ردالمحتار، مطلب فی السؤر: ۱/۲۲۳، بیروت، انیس

(۲) فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة: ج ا ص ۲۱۔ انیس

اللہ تعالیٰ نے درمختار میں تصریح کی ہے۔

اور علامہ شامیؒ نے اس کے تحت تحریر فرمایا ہے:

لأنه ليس بدم حقيقةً لأنه إذا يبس يبيضّ والدم يسودّ. (ردالمحتار، باب الأنجاس:۱/۲۹۴)(۱)

یعنی مچھلی کا خون درحقیقت خون نہیں، چونکہ وہ خشک ہونے کے بعد سفید ہوجاتا ہے، حالانکہ خون خشکی کے بعد سیاہ رہتا ہے، اس لئے خون پر قیاس کر کے پتہّ کو بھی پاک کہنا، بعید از قیاس معلوم نہیں ہوتا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ خون پر پتےّ کو قیاس کرنا اس لئے درست نہیں کہ پتہ حرام ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے کتاب الذبائح: ج۵ ص ۲۷۱ میں ذکر فرمایا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کی حرمت سے اس کی نجاست لازم نہیں، جیسے کہ زہر کا استعمال ناجائز ہے، اس کے باوجود اس وجہ سے وہ نجس نہیں ہوتا، اسی طرح پتہّ بھی ایک سمیاتی اثرات کا مجموعہ ہے، جو سمّیت کی وجہ سے اگر ناجائز ہو، تو اس سے اس کی پاکی پر اثر نہیں پڑتا۔

اس تحریر کے بعد ایک عبارت مصرحہ پہ نظر پڑی:

''ومرارة كل شيء كبوله''. (۲)

ہر چیز کا پتّا حکم میں، اس کے پیشاب کی طرح ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناپاک ہے، لیکن مچھلی کا پیشاب ہونا، خود مشکوک ہے، اس لئے دوسرے اہل علم سے بھی رجوع کر لیا جائے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ (یہ فتویٰ حضرت والا دامت برکاتہم کی تمرین افتا (درجہ تخصص) کی کاپی سے لیا گیا ہے)

۲۳/۱۱/۹۷ ۱۳ھ (فتاویٰ عثمانی:۱/۳۵۴ تا ۳۵۶)

مچھلی کا پتہّ نجس ہے:

سوال (۱): کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پتہّ (زہرہ) مچھلی کا پاک ہے یا ناپاک۔ پتہّ کا حکم فقہ میں مثل پیشاب کے لکھا ہے، مگر مچھلی کے پیشاب کے وجود ہی میں شبہ ہے اور اگر ہو بھی، تو بوجہ جانور آبی کے، غالباً ناپاک نہ ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ مچھلی کا پتہّ، اگر پاک اجزا میں شامل کر کے، تیل نکالا جاوے، تو بوجہ قلب ماہیت و دفع اجزاء نجسہ (مثل خاکستر عقرب و سرطان) جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) فتاویٰ شامیہ: ج۱ ص ۳۱۹۔ طبع ایچ ایم سعید

(۲) فتاوىٰ عالمگيريه: ج۱ ص ۴۶، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔ وفي الدرالمختار: ج۱ ص ۳۴۹ (طبع سعید) ''مرارة كل حيوان كبوله'' الخ، نیز دیکھئے امداد الفتاویٰ: ج۱ ص ۵۶۔ محمد زبیر حق نواز

الجواب

(۱) ناپاک ہے۔(۱)

فی الدرالمختار: ''کرہ تحریماً من الشاۃ سبع: الحیاء والخصیۃ والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ والدم المسفوح والذکر''. فی رد المحتار: ''ذکر الشاۃ اتفاقی، لأن الحکم لایختلف فی غیرھا من المأکولات''، آہ.

(۲) جائز نہیں، یہ قلب ماہیت نہیں، بلکہ ایک خاص ترکیب سے اس کے اجزا کا لینا یا مرکب ہونے کے بعد، مجموعۂ نجس کا روغن لینا ہے، بخلاف خاکستر کے، کہ وہ بالکل ایک نئی چیز بعد استحالہ کے، حادث ہوئی ہے، اور یہ امر نہایت ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۹ / رمضان ۱۳۲۳ھ (امداد ج:۱ / صفحہ: ۸)

تتمہ مسئلہ (مذکورہ بالا) از تتمہ اولیٰ صفحہ ۱۳۳:

خلاصۂ سوال: (۱) پاکی وناپاکی زہرۂ ماہی (۲) جواز روغن برآوردہ ازاں۔

خلاصۂ جواب: از ہر دو سوال ناپاک۔

تسامح: پاکی وناپاکی چیز دیگر است، وحلت وحرمت امر دیگر ست، چنانچہ حیوان مائی المولد، مثل سنگ پشت وضفدع، پاک اند، کہ اگر در آب ریزہ ریزہ گداختہ شوند، آب ناپاک نگردد، وضو جائز ست، مگر بسبب حرمت اوشان، اکل وشرب حرام ست۔

''فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لاشربہ لحرمۃ لحمہ''. (الدر المختار: ۱/۱۹۱)(۲)

پس بالتسلیم از ثبوت حرمت زہرۂ ماہی، ناپاکی آں ثابت نمی شود، **کما لایخفیٰ**. اگر گفتہ شود کہ مراد سائل از پاکی و ناپاکی، حلت وحرمت ست، لہٰذا مولانا غرض او فہمیدہ جواب دادند۔ می دہم: بر مفتی جواب کہ از الفاظ سائل حاصل شود، واجب ست، نہ از مراد او، کہ امر قلبی ست، علم مفتی برآں محیط نیست، خصوصاً در جواب مفتی صاحب، نیز لفظ ناپاک گفتہ است، اگر ایں چنیں بودے تعبیر بحرام یا مکروہ فرمودندے۔ (۳) تتمہ اولیٰ: ص ۱۳۳۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۹۶-۹۷)

---

(۱) اس مسئلہ کی مزید تحقیق اس...... (جواب کے اخیر میں تتمہ، انیس) کے عنوان سے آرہی ہے، اس کو دیکھا جائے۔ محمد شفیع، اس کا حاصل یہ ہے کہ مچھلی کا پتہ اور اس سے نکالا ہوا روغن ناپاک نہیں ہے، لیکن اسکا کھانا حرام ہے۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) باب المیاہ، قبیل مطلب حکم سائر المائعات الخ، انیس

(۳) **خلاصۂ تسامح بہ عبارت فارسی:** کسی چیز کی پاکی اور ناپاکی دوسری چیز ہے، اور اس کا حلال وحرام ہونا دوسرا امر ہے، چنانچہ پانی والے جانور، مثلاً سانپ، مینڈک وغیرہ پاک ہیں، کہ اگر پانی میں مرکر، پھول پھٹ کر ریزہ ریزہ ہوجائیں، تو پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور اس پانی سے وضو کرنا جائز ہوتا ہے، مگر ان کے حرام ہونے کی وجہ سے، ان کو کھانا، اور اس پانی کو پینا حرام ہے، جیسا کہ درمختار کی عبارت بالا سے ظاہر ہے کہ اگر پانی میں مینڈک مرکر ریزہ ریزہ ہوجائے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے، مگر اس کو پینا جائز نہیں، اس لئے کہ مینڈک کا کھانا حرام ہے۔ ==

مینڈک کی پاکی پر شبہ اور اس کا جواب:

سوال: آپ نے بہشتی زیور میں لکھا ہے ''دریائی جانور سوائے مچھلی کے سب حرام ہیں'' بہشتی زیور میں (ہی دوسری جگہ) لکھا ہے: دریائی مینڈک کی چربی پاک ہے'' اگر پاک ہے تو کھانا چاہئے، یا استعمال میں اور کھانے میں کچھ فرق ہے، اس سے مطلع فرمائیے گا؟

الجواب

پاک ہونے کے لئے حلال ہونا لازم نہیں، (۱) اس لئے کھانا درست نہیں۔ (۲) تتمہ خامسہ ص ۳۲۰ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۲۲)

جونک نجس نہیں:

سوال: خشک جونک گھی یا تیل میں ملا کر اگر کسی عضو پر لگائے تو بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے۔ کیونکہ وہ حرام ہے۔ نجس نہیں، بوجہ دموی نہ ہونے کے۔

۱۲/ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ، حوادث الفتاویٰ: جلد اول و دوم ص ۱۲۵۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۲۴)

معدہ سے نکلنے والی چیز نجس ہے:

سوال: زینب کے معدہ میں فمِ معدہ کے پاس غدود ایسا ہو گیا تھا کہ، غذا معدہ میں بالکل نہیں پہنچتی تھی، ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے معدہ کے اندر ایک مصنوعی ربڑ کی نلکی لگا کر اوپر کو نکال دی، اس نلکی سے دودھ، دوائیاں اور دیگر سیال غذائیں، معدہ میں پہونچائی جاتی ہیں۔

چندروز سے نلکی بالکل ڈھیلی ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے نلکی سے ڈالی ہوئی غذائیں فم کے شگاف میں سے ویسی کی ویسی ہی اسی وقت باہر نکل آتی ہے۔ دودھ نلکی سے معدہ میں پہنچتا ہے، پھر اسی وقت ویسے کا ویسے ہی زخم کے شگاف

== لہٰذا بالفرض مچھلی کے پتّہ کی حرمت کے ثبوت سے، اس کی ناپاکی ثابت نہیں ہوتی ہے، جیسا کہ واضح ہے۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ سائل کی مراد پاکی ناپاکی سے حلت و حرمت ہی ہے، اسی وجہ سے مولانا محترم نے اس کی اس مراد کو سمجھ کر ایسا جواب دیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مفتی پر سائل کے الفاظ سے جو واضح ہو اس کا جواب دینا واجب ہے، نہ کہ اس کی مراد کا جواب، کہ وہ دل کا معاملہ ہے، مفتی کو اس کا علم نہیں، خاص طور پر مفتی صاحب کے جواب میں، کہ انہوں نے بھی لفظ ناپاک ہی کہا ہے، اگر ایسا ہوتا تو آپ حرام یا مکروہ کا لفظ استعمال فرماتے۔ انیس

(۱) ''فلو تفتت فیه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه لحرمة لحمه''. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب المیاه، قبیل مطلب حکم سائر المائعات الخ: ۱/۱۱۹، انیس)

(۲) مینڈک جو پانی میں رہتے ہیں اور خشکی پر بھی رہتے ہیں، ان کے کودتے وقت جسم سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ (طہارت کے احکام و مسائل: ۲۰۔ انیس)

میں سے جسم کے باہر نکل آتا ہے۔ یہ باہر نکل آیا ہوا دودھ اور دوسری غذائیں پاک ہیں یا قے جیسی ناپاک؟ اگر یہ کپڑے پر لگ جائیں، تو دھونا پڑے گا یا نہیں؟ اور اس کے نکل آنے پر وضو بھی ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

معدہ میں پہنچ کر نلکی کے شگاف سے ہوکر، بہہ جانے والی اشیا نجس ہیں، ناقضِ وضو ہیں، بدن یا کپڑے پر لگ جانے سے اس کا دھونا ضروری ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۵/۷/۹۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۲/۵)

جگالی نجس ہے:

سوال: بھینس جگالی کرے اور اس کے منہ میں جو جھاگ آتے ہیں، وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

قال في الشامية: (قوله وجرته كزبله) لكن قال بعده في الصبي ارتضع ثم قاء فأصاب ثياب الأم إن زاد على الدرهم منع، وروى الحسن رحمه الله عن أبي حنيفة أنه لايمنع ما لم يفحش لأنه لم يتغير من كل وجه فكان نجاسته دون نجاسة البول لأنها متغيرة من كل وجه وهو الصحيح، آه، كذا في فتح القدير، وظاهره الميل إلىٰ إعطاء الجرة حكم هذا القيء أخذاً من التعليل. (رد المحتار: ۱/ ۳۲۳)

عبارت مذکورہ سے بظاہر نجاست خفیفہ ہونے کا رجحان معلوم ہوتا ہے، مگر شامیہ نواقض الوضوء میں، ایسی چیز کے متعلق، جو معدہ میں جاتے ہی قے کے ذریعہ خارج ہو جائے، معدہ میں استقرار نہ ہوا ہو، تو تین قول نقل کئے ہیں:

طہارت، نجاست خفیفہ، نجاست غلیظہ، اور نجاست غلیظہ کے قول کو ترجیح دی ہے، جب معدہ سے بلا استقرار نکلنے والی چیز قول راجح کی بنا پر نجس غلیظ ہے، تو جگالی جو کہ کچھ وقت معدہ میں استقرار کے بعد واپس آتی ہے، بطریق اولیٰ نجس غلیظ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰/ شعبان ۸۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۸۸/۲)

جگالی کے دوران جانور کے منہ سے نکلنے والا مواد ناپاک ہے:

سوال: جناب مفتی صاحب! جگالی کرتے وقت اگر کوئی چیز جانور کے منہ سے نکل کر پانی میں گر جائے، تو اس

---

(۱) **"(و) ينقضه (قيء ملأ فاه) .... (أو طعام أو ماء) إذا وصل إلى معدته وإن لم يستقر، وهو نجس مغلظ". (الدر المختار: ۱/ ۱۳۹، نواقض الوضوء، سعيد، مطبوعه دار الكتاب، ديو بند، وكذا في البحر الرائق: ۱/ ۶۷، نواقض الوضوء، رشيديه)**

سے پانی ناپاک ہوجائے گا یا نہیں؟ جبکہ یہ مواد معدہ سے واپس منہ میں آتا ہے، اور جانور اس پر جگالی کرتے ہیں؟

الجواب

جگالی کے دوران، جو چیز جانور کے منہ سے نکل کر، منہ میں واپس آتی ہے، وہ حکماً پاخانہ کی طرح ہوتی ہے، اس لئے اگر وہ کسی پاکیزہ پانی میں گرجائے، تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔(۱)

لما قال مولانا محمد رشیدؒ: (۲)''مسئلہ: ہر جانور کا پتہّ اس کے پیشاب کے برابر ناپاک ہے، اور جگالی میں جو کچھ نکلتا ہے، وہ اس کے پاخانہ کے برابر ناپاک ہے''۔(بہشتی زیور: ص ۸۲۳)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۲۵)

مایہ شتر اعرابی کے پاک، اور جگالی کے ناپاک ہونے کی علت:

سوال: مایہ شتر اعرابی پاک اور حلال ہے یا نہیں، اس کی حقیقت یہ ہے کہ اونٹ کے بچے کو دودھ پلا کر ذبح کرتے ہیں، اور معدہ میں سے جمع ہوا دودھ نکال لیتے ہیں، یہ دودھ مایہ شتر ہے، اگر یہ پاک ہے، تو حیوانات کا جگال بھی پاک ہوگا؟

الجواب

مایہ شتر اعرابی پاک اور حلال ہے، ظاہر یہ ہے کہ اس کو قے پر قیاس کیا گیا ہے، قے جو قلیل آوے، اس کو فقہا طاہر اور غیر ناقض للوضو قرار دیتے ہیں، جس میں معدہ نے کوئی عمل نہیں کیا۔(۳) اسی طرح مایہ شتر اعرابی کو چونکہ معدہ میں قبل از عمل واستحالہ نکال لیا گیا ہے، پاک کہہ دیا گیا، اور ممکن ہے کہ مایہ شتر اعرابی کو اس وجہ سے پاک کہا گیا ہے کہ جبن پاک ہے، تو اس کا پاک ہونا مایہ شتر اعرابی کے پاک ہونے کو مستلزم ہے اور چونکہ جبن کا پاک ہونا قطعی اور مجمع علیہ ہے،(۴) لہذا اخلاف قیاس اس کو پاک کہا گیا ہے، بخلاف جگال کے کہ اس کا پاک ہونا کسی دلیل سے پایا نہیں گیا۔(۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ املاہ بلسانہ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۸۲۔۸۳)

دودھ پیتے بچے کی قے کا حکم:

سوال: دودھ پیتا بچہ دودھ پینے کے بعد قے کرتا رہتا ہے، اس کی قے، منہ بھر کر قے کی تعریف میں آتی ہے،

(۱) ''(و) ینقضه (قی ء ملأ فاه)... الخ. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، نواقض الوضوء: ۱/۱۳۷، ۱۳۸، بیروت، انیس)

(۲) صحیح ''لماقال مولانا محمد اشرف'' ہونا چاہیے۔ انیس

(۳) عشرة أشياء لاتنقض الوضوء منها ظهور دم لم يسل عن محله ومنها قيئى لايملاء الفم (لأنه من اعلى المعدة). (مراقی الفلاح: ص ۵۶، مصری، محمد خالد غفرلہ)

(۴) ان الجبن المصنوع من لبن الحيوان الماكول اذا عقد بأنفحة المذكى ذكاة شرعية فهو طاهر بالإتفاق. (الموسوعة الفقهية كويت: ۵/۱۵۶، مادة أطعمة. انیس)

(۵) جرة كل شئى مثل سرقينه، كذافى السراج الوهاج. (عالمگیری: ۱/۴۸، مطبع بیروت مصری۔ محمد خالد غفرلہ)

یا نہیں؟ اگر قے جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

چھوٹا بچہ جب قے کرے تو اس کے منہ کا اعتبار ہوگا، اگر منہ بھر کر کرے، تو اس کا وہی حکم ہوگا، جو بڑے آدمی کی منہ بھر کر قے کا ہے، جسم یا کپڑے پر لگ جائے، تو وہ ناپاک ہے، اس کا پاک کرنا ضروری ہے، اگر وہ مقدارِ درہم ہو، تو نماز سے پہلے اس کو پاک کرنا ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۲۷/۵، ۲۲۸)

خنزیر نجس العین کیوں ہے:

سوال: مذہب اسلام میں خنزیر کو سب سے زیادہ اچھوت اور خراب سمجھنے کی وجہ کیا ہے؟ جبکہ وہ بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے۔

ھو المصوب ــــــــــــــــــ

خنزیر نجس العین اور مطلق ناپاک ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

”قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ“. (سورة الأنعام: ۱۴۵)

صاحب روح المعانی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

رجس أی قذر أو خبیث مخبث. (روح المعانی: ۳۹۹/۸)

---

(۱) الدر المختار: ۲۶۵/۱، ۲۶۶، نواقض الوضوء، سعید، مطبوعه زکریا، دیوبند

”یا عمار! إنما یغسل الثوب من خمس، من الغائط والبول والقیء والدم والمنی. (الدارقطنی، باب نجاسة البول والأمر بالتنزه منه، ج اول، ص ۱۳۴، نمبر ۴۵۲)

قئے:

قئے میں کھائی ہوئی چیز معدہ سے منھ کے ذریعہ باہر آتی ہے، اس لیے وہ نجس وناپاک ہوتی ہے، لیکن قئے پر نجاست کا حکم اس وقت لگایا جائیگا جب کہ بھر منھ آئے، اگر بھر منھ سے کم قئے ہوگی، تو وہ پاک ہے۔

وہی قئے نجس ہوتی ہے جو بھر منھ ہو، اور اس میں معدہ سے پت، جما ہوا خون یا کھانا، پانی نکلے، اور بھر منھ سے مراد یہ ہے کہ قئے آتے وقت منھ بند کر کے اس کو روکنا مشکل ہو۔

بچہ دودھ پینے کے بعد جو قئے کرتا ہے وہ بھی نجس ہے۔ (البحر الرائق: ۲۴۲/۱، رد المحتار مع الدر المختار: ۱۳۷/۱، ۱۳۸) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۳۴۔ انیس)

کذا فی فتاویٰ رحیمیہ: ۱۲۷/۷۔ انیس

نجس العین ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی غذا ہی نجاست ہے، اسی نجاست سے اس کی پرورش ہوتی ہے، مخلوق ہونے سے طہارت نہ ہوگی۔(۱)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۶۸و۲۶۹)

سور کی چربی کا استعمال درست ہے یا نہیں:

سوال: سخت مرض طاری ہونے پر، حاذق حکیم کے معالجہ میں، اگر سور کی چربی کی مالش، خارج بدن پر کرنے کی ضرورت ہو، تو عند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

کتب فقہ میں یہ تفصیل ہے کہ حرام چیز کا استعمال، دوا میں اس وقت درست ہے کہ طبیب حاذق مسلم تجویز کرے اور کوئی دوا حلال اس کے عوض نہ ملے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۵۸)

سور اور گائے کی چربی کا حکم:

سوال: آئے دن (گذشتہ دن) یہاں اخباروں میں ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس کا مسئلہ شرعی سے تعلق ہے، جب سے میں نے اس مضمون کو پڑھا ہے، دل میں خلش ہوگئی ہے، اس لئے اپنے اطمینان کے لئے گوش گزار کرتا ہوں، وہ یہ کہ حکومت ممبئی کی جانب سے تردید کی گئی ہے کہ ''ہندوستان میں ولایتی پارچہ کے متعلق جو یہ خبر مشہور کی گئی ہے کہ، اس کو جلاء (چمکدار بنانا) دینے کے لئے سور اور گائے کی چربی کا استعمال ہوتا ہے، یہ غلط ہے، اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے یہ چربی استعمال نہیں کی جاتی، بلکہ دوسرے جانوروں کی چربی استعمال کی جاتی ہے''، اس مضمون سے سور اور گائے کی چربی کا استعمال ثابت ہے، یورپ میں ذبیحہ کا طریقہ رائج نہیں، اس صورت میں کسی مردار جانور کی چربی بھی نجس ٹھیری، اور اس سے جلا دیا ہوا پارچہ پہن کر نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ براہ کرم مطلع فرمادیں، دیگر یہ

---

(۱) خنزیر کا جوٹھا نجس وناپاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کے بارے میں کہا ہے: فَإِنَّهُ رِجْسٌ (سورۂ انعام:۱۴۵) یعنی وہ ناپاک ہے۔ اسی طرح اس کا پسینہ بھی ناپاک ہے، اگر وہ برتن میں منھ ڈال دے، یا اس کے جسم کا پسینہ پانی یا برتن میں پڑ جائے، تو دیکھ کر پاک کیا جائے۔ (رد المحتار:۲/۲۲۳) (طہارت کے احکام ومسائل: ص۵۵، انیس)

(۲) وجوز أبو الليث بيع الحيات إن انتفع بها في الأدوية وإلا لا، ورده في البدائع بأنه غير سديد لأن المحرم شرعًا لايجوز الانتفاع به للتداوي كالخمر فلا تقع الحاجة إلى شرع البيع. (درمختار)

وفي الشامي: قال في النهاية: وفي التهذيب: يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب في التداوي بالمحرم: جلد ۴، ص ۲۲۸، بیروت، ظفیر)

کہ اکثر مردوں کو ولائتی کپڑے ہی کا کفن دیا جاتا ہے، اگر دراصل چربی کے استعمال سے کپڑا نجس ہو جاتا ہے، تو یہ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ (۲۵ رشوال ۱۳۵۰ھ)

الجواب

چونکہ مسئلہ باب طہارت ونجاست سے ہے، اس لئے قاعدہ شرعیہ سے ایسی روایت، جب تک اس کا تواتر ثابت نہ ہو جائے، خواہ تواتر بالذات ہو خواہ بعارض قرائن حافہ ہو، یا اگر متواتر نہ ہو، تو جب تک سند متصل مسلمان راویوں کی ثابت نہ ہو جاوے، حجت نہیں، نیز اس کی تحقیق بھی ضروری ہے کہ خالص چربی کا استعمال کیا جاتا ہے، یا کسی چیز کے ساتھ ترکیب دیکر، اور دوسری صورت میں آیا اس ترکیب سے چربی کا استحالہ ہو جاتا ہے، جیسے صابون میں نجس تیل کا استحالہ ہو جاتا ہے، یا استحالہ نہیں ہوتا اور اگر کسی کو پھر بھی شبہ رہے، تو دھو کر استعمال کر لیا جائے۔

۲۹ رشوال ۱۳۵۰ھ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ ص ۷) (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۳۳-۱۳۴)

دانتوں میں دوا لگانے والے برش پر ''برسلز'' لکھا ہو تو کیا حکم ہے:

سوال: دانتوں میں انگریزی دوائی لگانے کے لیے ان برشوں کا استعمال ہوتا ہے جن کے ڈبوں پر ''برسلز'' لکھا ہوتا ہے، جس کے معنی موئے خنزیر ہیں اور تجربہ کار واقف حضرات کہتے ہیں کہ اگر یہ برش بالوں کے ہیں، تو ضرور خنزیر کے بال ہیں، کیوں کہ وہی سخت ہوتے ہیں ان کو جلایا جائے، تو بال کی طرح سکڑ جاتا ہے اور بدبو دیتا ہے۔

الجواب

اگر برش کے متعلق یقین یا گمان غالب یہ ہو کہ وہ خنزیر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں، تو ان کا استعمال مسلمانوں کے لیے حرام ہے، اور جب کہ ان پر ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا ترجمہ موئے خنزیر ہوتا ہے، تو بہرصورت ان کا استعمال اسلامی غیرت وحمیت کے بھی منافی ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے برشوں کو جن پر موئے خنزیر کے ہم معنی الفاظ لکھے ہوئے ہوں اور ایسے برش جن میں موئے خنزیر کے بالوں کا ہونا متیقن یا مظنون ہو، ہرگز استعمال نہ کریں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی: ۲/۷۰، ۲۷۱)

کتا نجس عین ہے یا نہیں اور اس کا حکم کیا ہے:

سوال: کلب نجس العین ہے یا نہیں؟ اگر نجس العین نہیں، تو جن روایات وعبارات سے نجس العین ہونا کلب کا، معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اگر پاک پانی کتے کے پاک جسم سے لگا، تو وہ پانی ناپاک ہو گیا، ان کے کیا معنی ہوں گے؟

---

(۱) وأما الخنزير فقد روى عن أبي حنيفة رحمه الله أنه نجس العين لأن الله تعالى وصفه بكونه رجساً فيحرم استعمال شعره وسائر أجزائه. (بدائع الصنائع: ۱/۶۳، انيس)

الجواب

صحیح یہی ہے کہ کلب نجس العین نہیں ہے، جن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلب نجس العین ہے، اور پانی جو اس کے جسم کو لگا، وہ ناپاک ہے، یہ قول ضعیف ہے، مفتیٰ بہ نہیں ہے۔ احتیاط امر آخر ہے۔ مگر باعتبار قول اصح ومفتیٰ بہ کے، وہ پانی ناپاک نہیں ہے، دلائل کتب فقہ آپ کو خود معلوم ہیں۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۰۹، ۳۱۰)

کتا کے نجس ہونے کی دلیل:

سوال: کتے کو کہیں قرآن پاک میں نجس نہیں قرار دیا گیا، مردار، خون اور سور (خنزیر) کو نجس کہا گیا، مگر اسلام کے ہر فرقہ نے کتے کو نجس قرار دیا۔ (دلیل کیا ہے)؟

هو المصوب

کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی رو سے تحقیق یہ ہے کہ کتا نجس العین نہیں ہے۔ (۲)

البتہ کتے کا لعاب دہن اور جوٹھا نجس ہے۔ (۳)

---

(۱) واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين) عند الإمام، وعليه الفتوىٰ وإن رجح بعضهم النجاسة......، فيباع ويؤجر ويضمن، ويتخذ جلده مصلّى ودلوًا، ولو أخرج حيًّا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه الخ (الدر المختار)۔ (قوله: وعليه الفتوىٰ) وهو الصحيح والأقرب إلى الصواب (بدائع) وهو ظاهر المتون (بحر)، ومقتضى عموم الأدلة (فتح)،...... (قوله: ولا الثوب بانتفاضه) وما فى الولوالجية وغيرها: إذا خرج الكلب من الماء وانتفض فأصاب ثوب إنسان أفسده لا لو أصابه ماء المطر، لأن المبتل فى الأول جلده وهو نجس وفى الثانى شعره وهو طاهر، آه، فهو على القول بنجاسة عينه، كما فى البحر. (رد المحتار، باب المياه، قبيل فصل فى البئر: ۱/۱۹۲، ظفیر)

(۲) وأما الكلب فالكلام فيه بناء علىٰ أنه نجس العين أم لا؟ وقد اختلف مشائخنا فيه، من قال إنه نجس العين فقد ألحقه بالخنازير فكان حكمه حكم الخنزير، ومن قال إنه ليس نجس العين فقد جعله مثل سائر الحيوانات سوى الخنزير، هذا هو الصحيح. (بدائع الصنائع، ۱/۲۰۱)

امام شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کے نزدیک کتا نجس العین ہے، امام مالکؒ نے اس کے جوٹھے کو پاک کہا ہے۔ البتہ اس کے منہ لگنے پر برتن کو دھلنا تعبداً قرار دیا ہے، نہ کہ ناپاکی کی وجہ سے، جبکہ فقہا احناف سے اس کے نجس العین ہونے اور نہ ہونے، دونوں طرح کی روایتیں ملتی ہیں، مبسوط میں نجس العین والی روایت کو ظاہر مذہب لکھا ہے، جبکہ علامہ کاسانیؒ نے نجس العین نہ ہونے والی روایت کو صحیح اور حقیقت کے نزدیک قول بتایا ہے، اسی طرح شرح منظومۃ ابن وہبان میں بھی اس قول پر فتویٰ نقل کیا گیا ہے، جبکہ قدوری، مختار اور کنز وغیرہ سے نجس العین نہ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ (البحر الرائق: ۱/۱۸۲، انیس)

(۳) وسؤر الكلب نجس. (الهداية مع الفتح: ۱/۱۲۰)

(و) سؤر (خنزير وكلب وسباع بهائم) .... نجس مغلظ. (الدر المختار مع الرد، مطلب فى السؤر: ۱/۳۸۳)

عن عطاء عن ابى هريرة رضى الله عنه: انه كان اذا ولغ الكلب فى الإناء أهراقه وغسله ثلاث مرات. (آثار السنن للنیموی، انیس)

حدیث میں آتا ہے کہ کتا جب کسی برتن میں منھ ڈال دے، تو اس کو سات مرتبہ دھوڈالو اور پہلی اور آخری مرتبہ مٹی سے دھوؤ۔

''طهور إناء أحدكم إذاولغ فيه الكلب أن يغسله سبع مرات أولٰيهن بالتراب''. (۱)

کتے کے جوٹھے کے نجس ہونے کی جو وجہ بتائی گئی ہے، وہ دراصل اس کے لعاب کا نجس ہونا ہے، اور مٹی کے بارے میں حکما کا خیال ہے کہ یہ قاطع زہر ہے۔ فی نفسہٖ کتا نجس نہیں ہے۔ بعض فقہا نے صراحت کی ہے کہ کتا اگر پانی میں گرجائے اور اس کا منھ پانی سے مس نہ کیا ہو، تو پانی نجس نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کا جسم کتے کے جسم سے مس کر جائے، تو جسم یا کپڑا ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر اس کے منھ یا لعاب سے مس کر جائے، تو نجس ہو جائے گا۔ (۲)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۶۷و ۲۶۸)

کتّے کا لعاب اور بدن نجس ہے یا نہیں:

سوال: کتے کا لعاب ہی نجس ہے یا بدن بھی؟

الجواب

لعاب نجس ہے، باہر سے بدن نجس نہیں ہے، **علی الصحیح**. (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۵۰)

کتّے کا لعاب ناپاک ہے اور بقیہ بدن پاک، یہ کیسے:

سوال: بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب دہن ناپاک ہے، اور تمام (بدن) پاک ہے، یہ کیونکر؟

الجواب

کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے، اس لئے سوائے اس کے لعابِ دہن کے وہ تمام پاک ہے۔ پس مسئلہ بہشتی زیور کا صحیح اور مفتیٰ بہ ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

---

(۱) **صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب الماء الذی يغسل به شعر الإنسان. حديث نمبر: ۱۷۲، صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، حديث نمبر: ۶۷۷.**

(۲) ان جزئیات کی تفصیل کیلئے دیکھئے: البحر الرائق: ۱/ ۱۷۹ تا ۱۸۴۔

(۳) **واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين) عند الإمام، و عليه الفتویٰ الخ، ولو أخرج حيًّا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه ولا بعضه مالم يرريقه الخ ولا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره. (الدر المختار علٰی رد المحتار، باب المياه، قبيل فصل فی البئر: ۱/ ۱۹۲، ظفير)**

کتے کا لعاب ناپاک ہے۔ **عن أبی هريرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: '' إذا شرب الكلب فی إناء أحدكم فليغسله سبعًا. (بخاری، باب إذا شرب الكلب فی إناء أحدكم فليغسله سبعًا/ أبو داؤد، باب ماجاء فی سؤر الكلب، انيس)**

عن ابی هريرةؓ قال: اذاولغ الكلب فی الإناء فاهرقه ثم اغسله ثلاث مرات. (الدارقطنی باب ولوغ الكلب فی الإناء: ۱/ ۶۶، انیس)

"واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين)عند الإمام وعليه الفتوىٰ، (إلىٰ أن قال) ولاخلاف في نجاسة لحمه وطهارة شعره" وفي الشامي: (قوله ولاخلاف في نجاسة لحمه): ولذا اتفقوا علىٰ نجاسة سؤره المتولد من لحمه الخ". (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۲۲)

تمباکو پر کتّا بیٹھ گیا، تو وہ ناپاک نہیں ہوا:

سوال: بنی ہوئی تمباکو رکھی ہوئی تھی جس میں کچھ نمی باقی تھی، رات کو کتا آ کر بیٹھ گیا، صبح کو اس میں کچھ روئیں پائے گئے، اب اس تمباکو کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

تمباکو پاک ہے، استعمال اس کا جائز ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۲۲)

کتے کے بدن کی چھینٹیں پاک ہیں:

سوال: پاک پانی کسی نے کتے پر ڈال دیا، وہ کتا برابر سے نکلا، اور پھڑ پھڑی لی، اس کی چھینٹ بکر کے کپڑوں پر لگ گئی، تو کپڑے پاک ہیں یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

کپڑے ناپاک نہیں ہوئے۔

قال العلائیؒ: "ولو أخرج حيًّا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه". (رد المحتار: ۱/۱۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۴/ ذی قعدہ ۸۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۸۶)

کتّے کا بال پاک ہے یا ناپاک:

سوال: کتّے کا سوکھا یا بھیگا ہوا بال، پاک ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، قبيل فصل البئر: ۱/۱۹۲، ظفیر

کتے کا لعاب نجس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جوٹھے کے بارے میں فرمایا ہے کہ "اس برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے"۔

اور ایک دوسری حدیث میں سات مرتبہ دھونے اور پہلی یا آخری بار مٹی سے ملنے کا حکم بھی آیا ہے۔ اس لیے تین مرتبہ تو دھونا واجب ہے اور سات مرتبہ مستحب ہے۔ (صحیح مسلم: ۱/۲۳۴)

اگر مٹی کے مٹکے یا نلکے سے پانی آتا ہو یا رستا ہو اور کتا اس کو چاٹ لے، تو جو پانی اس کے اندر ہے، وہ پاک ہے، البتہ اس حصہ کو دھو کر پاک کر لیا جائے، یہی حکم دیگر درندوں کے چاٹنے کا ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۵۔ انیس

(۲) واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين) الخ ولا خلاف في نجاسة لحمه وطهارة شعره. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه، قبيل فصل في البئر: ۱/۱۹۲، ظفیر)

الجواب

پاک ہے۔

کما فی الدرالمختار:"ولاخلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره" الخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۳۵)

لٹکی ہوئی سویّوں میں سے کتے نے کھالیا اس کا کیا حکم ہے:

سوال: سویّاں سکھانے کے لیے لٹکائی گئیں، کتا آیا، اس نے اس کے کچھ حصے کو نیچے گرالیا اور زمین میں گری ہوئی سویّوں کو کھانے لگا۔ اب جو سویّاں لٹک رہی ہیں وہ پاک رہیں گی یا ناپاک؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جو سویّاں اوپر پائی گئیں، وہ پاک ہیں، کھائی اور کھلائی جاسکتی ہیں، کیوں کہ جوٹھا لعاب لگنے سے ہوتا ہے، اور شک سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ (۲) ناپاک صرف وہ سویّاں ہوں گی جو نیچے گری ہوئی پائی گئیں، کیوں کہ انہیں میں اس کا لعاب لگا ہوگا۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۲۸/رمضان ۱۳۵۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۸-۵۹)

چرخی وغیرہ جس کو کتا چاٹتا ہے، اس سے بنا ہوا گڑ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: جس چرخی میں گنوں کا رس نکالتے ہیں اور جن برتنوں میں مٹھائی بناتے ہیں ان سب برتنوں کو کتے چاٹتے ہیں۔ یہ گڑ وغیرہ پاک ہے ناپاک؟

---

(۱) الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار، باب المیاه، قبیل فصل فی البئر:۱/۱۹۲ ظفیر

کتے کے بال:

بال اگر زندہ کتے پر ہوں اور اس کے بدن پر نجاست نہ ہو، تو وہ پاک ہے، اسی طرح اگر کتے کے بدن سے بال جھڑ جائے، تو بھی وہ پاک ہے۔ کتا اگر مردہ ہوا اور اس کا بال کسی نے کاٹ کر استعمال کیا یا پانی میں پڑ گیا، تو وہ ناپاک نہ ہوگا، اس لیے کہ مردہ ہونے کا اثر بال پر نہیں ہوتا ہے، لہٰذا بال اگر پہلے سے نجس نہیں ہے، تو موت سے نجس نہیں ہوگا۔ کتے کے بال کا استعمال بھی جائز ہے، چاہے زندہ کتے سے کاٹا گیا ہو یا مردہ کتے سے۔ (ردالمحتار:۱/۲۰۸، ۲۰۹) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۱۴۱۔ انیس

(۲) **الیقین لایزول بالشک. (الأشباه والنظائر: ص۱۰۰)**

(۳) الفتاویٰ الهندیہ:۱/۴۸، دیکھئے شامی، کتاب الطہارۃ، مسئلہ سور:۱/۱۴۸۔

واعلم أنه (لیس الکلب بنجس العین) عند الإمام، وعلیه الفتویٰ الخ، ولو أخرج حیًّا ولم یصب فمه الماء لایفسد ماء البئر ولاالثوب بانتفاضه ولابعضه مالم یرریقه الخ ولاخلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره. (الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار، باب المیاه، قبیل فصل فی البئر: ۱/۲۰۸، بیروت، انیس)

الجواب

قواعد شرعیہ سے وہ گڑ وغیرہ پاک ہے، کھانا اس کا درست ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۱۳)

شیرہ سے کتے نے چاٹ لیا اس کا حکم اور پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: ایک برتن میں گُڑ تھا، جس کے اوپر شیرہ تھا، ایک کتے نے اس کے اندر منہ ڈال کر اس میں سے کچھ شیرہ کھالیا۔ پس اس گُڑ کا کیا حکم ہے، اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر وہ شیرہ منجمد ہے تب تو اوپر سے جس جگہ سے کتے نے کھایا ہے، تھوڑا پھینک دیا جاوے، باقی سب پاک ہے۔ اگر شیرہ منجمد نہیں بلکہ سائل ہے، تو وہ سب ناپاک ہوگیا، اور اس کے اتصال کی وجہ سے گُڑ بھی ناپاک ہوگیا۔ اس کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کے برابر اس میں پانی ڈالا جاوے اور خوب ہلا کر جوش دے لیا جاوے، حتی کہ پانی اور گُڑ دونوں ممتاز ہو جائیں، پھر اس پانی کو پھینک کر اتنا ہی پانی ڈال دیا جائے، غرض اسی طرح تین مرتبہ جوش دینے سے پاک ہوجاوے گا۔ کذا فی نفع المفتی والسائل، ص: ۴۶. (۲) ورد المحتار: ۱/۳۴۵. (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۱۵/۱/۵۴ھ۔ صحیح: عبد اللطیف ۲۶/ محرم ۵۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۳۱، ۲۳۲)

جس راب میں کتّے نے منھ ڈال دیا کس طرح پاک ہوگی:

سوال: راب میں کتّے نے منھ ڈال کر کھایا، وہ کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟

الجواب

اس کے پاک ہونے کی صورت فقہا نے یہ لکھی ہے کہ اس راب کے برابر اس میں پانی ملا کر اس کو یعنی پانی کو جلا دیا جائے، اسی طرح تین دفعہ کرنے سے وہ راب پاک ہوجاوے گی۔ کذا فی الدر المختار والشامی. (۴) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۹)

---

(۱) ومنها الإحراق، الخ، إذا أحرق رأس الشاة ملطخا بالدم وزال عنه الدم يحكم بطهارته. (عالمگیری کشوری، باب الأنجاس: ۱/۴۳، ظفیر)

(۲) نفع المفتي والسائل: ص ۱۴۵، كتاب الأنجاس ومايتعلق بها، المطهر الحادى عشر، دار ابن حزم، بيروت

(۳) ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلي ثلاثاً. (الدر المختار)

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله: قال في الدرر: "لو تنجس العسل، فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره، فيغلى حتى يعود إلى مكانه، ...... هكذا ثلاث مرات آه. (ردالمحتار: ۱/۳۳۴، مطلب في تطهير الدهن والعسل، سعيد)

(۴) ويطهر لبن و عسل... آه. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل: ۱/۳۰۸، ظفير)

کتّے نے شوربے کی دیگ میں منھ ڈالدیا، اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے:

سوال: کتّے نے شوربے کی دیگ میں منھ ڈالدیا، اور کسی قدر شوربہ پی لیا، تو شوربہ کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے، اگر شوربے میں اور کسی قدر شوربہ یا پانی ملایا جاوے اور شوربہ دیگ کے منھ پر سے بہہ جاوے، تو دیگ میں جو شوربہ ہے، وہ پاک ہوجاوے گا یا نہیں؟

الجواب

یہ طریق جو سوال میں لکھا ہے کہ اس دیگ میں اور شوربہ یا پانی اس قدر ملایا جاوے اور ڈالا جاوے کہ منھ کے اوپر کو بہہ جاوے، تو یہ طریق بھی پاک کرنے کا فقہا نے لکھا ہے اور دوسرا طریق پاک کرنے کا یہ ہے کہ جس قدر شوربہ ہے، اسی قدر پانی اس میں ڈال کر پکایا جاوے کہ وہ زائد پانی جل جاوے، اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے، تو وہ شوربہ پاک ہوجائے گا۔

ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلی ثلاثا(درمختار)قال فی الدرر: ولوتنجس العسل فتطهیره أن یصب فیه ماء بقدره فیغلی حتی یعود إلٰی مکانه الخ هکذا ثلاث مرات. (۱)قال فی الشامی:"ومقتضاه أنه علی القول الصحیح تطهرالأوانی أیضاً بمجرد الجریان، (وأیضاً فیه) وقد مر أن حکم سائر المائعات کالماء فی الأصح". (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۳۱، ۳۳۲)

نشاستۂ گندم میں کتا منہ ڈال دے، تو اسکی طہارت کا طریقہ:

سوال: ایک واقعہ پیش آیا ہے، اسکے متعلق تکلیف گوارا فرما کر شرعی حکم سے مطلع فرمایا جائے، ہر چند بہشتی زیور ودیگر رسائل فقہ میں دیکھا گیا، لیکن مخصوص جزء نہیں ملی، واقعہ یہ ہے کہ ایک گھڑے میں نشاستہ گندم تیار کر کے رکھا تھا، اس کے اوپر پانی بھی تھا، انتظار تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد جب نشاستہ اچھی طرح بیٹھ جائے، تو پانی نتھار دیا جائے کہ یکا یک کتے نے اس پانی میں منہ ڈال دیا، اس وقت نشاستہ تہہ نشیں تھا اور پانی اوپر آ گیا تھا، اب اس نشاستہ کے متعلق کیا حکم ہے، یہ پاک ہوسکتا ہے یا نہیں، اگر ہوسکتا ہے تو کس طرح؟

الجواب

کم از کم تین دفعہ پاک پانی نشاستہ میں ملایا جائے اور جب وہ تہہ نشیں ہوجائے، سارا پانی پھینک دیا جائے، سات

---

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی تطهیر الدهن والعسل: ۱/ ۳۰۹، ظفیر

(۲) رد المحتار، باب المیاه، تحت قوله: وکذا البئر وحوض الحمام، مطلب فی إلحاق نحو القصعة بالحوض. (۱/ ۱۸۰، ظفیر)

بار کیا جائے تو اور اچھا ہے، اس طرح نشاستہ پاک ہوجائے گا، **قیاسًا على السمن و العسل.**

ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلى ثلاثا. (درمختار) قال في الدرر: ولو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلى حتى يعود إلٰى مكانه الخ هكذا ثلاث مرات. (۱) واللہ اعلم

۱۴؍ جمادی الثانیہ ۴۵ھ۔ (امداد الاحکام، جلد اول، ص۳۹۴، ۳۹۵)

مرغی بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈالدے تو پاک رہا یا ناپاک:

سوال: مرغی نے بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈالدی، تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

پاک ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۲۸)

آدمی کے بال کی جڑ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں، تو اُن بالوں کا سرنا پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

ناپاک ہوتا ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۲۶)

جس جگہ سے بال اکھڑے ہوں اس کا حکم اور ان بالوں کا حکم:

سوال: آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں، تو ان بالوں کا سرنا پاک ہے، بوجہ اس چکنائی کے جو اس میں لگی ہوتی ہے۔ (شامی) تو اب پوچھنا یہ ہے کہ:

(۱) جو بال کنگھی کرتے وقت اکھڑتے ہیں اور اس کے ساتھ جو چکنائی ہوتی ہے، ان بالوں کا سرنا پاک ہے یا نہیں؟

(۲) داڑھی کو برابر کرتے وقت جو بال اکھڑ جاتے ہیں اور ان کے ساتھ جو چکنائی ہوتی ہے، وہ ناپاک ہے یا نہیں؟

(۳) ایسے چکنائی والے بال اگر وضو کے بعد کوئی اکھاڑے یا اکھڑ جائے، تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

---

(۱) **رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل: ۱/ ۳۰۹،** انیس

(۲) **وسؤر هرة ودجاجة مخلاة، الخ، وسباع طير لم يعلم ربها طهارة منقارها وسواكن بيوت طاهر للضرورة مكروه تنزيها في الأصح إن وجد غيره وإلا لم يكره أصلاً. (الدر المختار علٰى صدر رد المحتار، مطلب في السؤر:** ۱/ ۳۴۱ تا ۳۴۴، ظفیر)

(۳) **(وشعر الإنسان) غير المنتوف الخ (طاهر) (درمختار) (قوله غير المنتوف) أما المنتوف فنجس (بحر) و المراد رؤوسه التي فيها الدسومة. (ردالمحتار، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة:** ۱/ ۱۹۱، ظفیر)

(۴) اگر وضو کے بعد وہ بال اکھڑیں یا اکھاڑے جائیں، تو وہ جگہ دوبارہ دھونی پڑے گی یا نہیں؟

(۵) جس جگہ سے وہ بال اکھڑیں، وہ جگہ پاک ہوگی یا نہیں؟

(۶) اگر منہ دھوتے ہوئے بال اکھڑیں، تو ہاتھ ناپاک ہوگا یا نہیں؟

(۷) اگر یہ چکنائی والے بال کسی پانی وغیرہ کے برتن میں گریں، تو وہ پانی پاک ہوگا یا ناپاک؟

(۸) تر کپڑے یا تر ہاتھ پر وہ بال گریں، تو ناپاک ہوں گے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱و۲) ناپاک ہے۔(۱)

(۳) اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۴و۵) نہیں۔

(۶) ہاتھ پر چکنائی لگے، تو ناپاک ہوگا ورنہ نہیں۔(۲)

(۷) مقدارِ ظفر (ناخن) ہو تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

(۸) چکنائی لگ جائے تو ناپاک ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۱۳/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند، ۱۴/۴/۹۲ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۶/۵، ۱۳۷)

منی پاک ہے یا ناپاک:

سوال: منی کو اکسیر ہدایت میں پاک تحریر فرماتے ہیں، اگر پاک ہے، تو بعد جماع کے غسل کیوں واجب ہوا؟

الجواب ــــــــــــ

حنفیہ کے نزدیک منی ناپاک ہے۔(۳)

---

(۱) (قوله: شعر الإنسان غير المنتوف): أما المنتوف فنجس، بحر، والمراد رؤوسه التی فيها الدسومة. (ردالمحتار، مطلب فی أحكام الدباغة: ۲۰۷/۱، سعید)

(۲) أقول: وعليه فما يبقى بين أسنان المشط ينجس الماء القليل إذا بل فيه وقت التسريح، لكن يؤخذ من المسألة الآتية كما قال ط: إن ما خرج من الجلد مع الشعر إن لم يبلغ مقدار الظفر لا يفسد الماء، تأمل. (ردالمحتار، مطلب فی أحكام الدباغة: ۲۰۷/۱، سعید)

(۳) ونجاسة المنى عندنا مغلظة، سراج. (ردالمحتار، باب الأنجاس: ۲۸۹/۱، ظفیر)

امام غزالی رحمہ اللہ شافعی المذہب ہیں، اس لیے انہوں نے ایسا لکھا ہے۔
اور غسل واجب ہونے کی وجہ ارشاد جناب باری تعالیٰ اور ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔(۱)

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۰۴)

منی ناپاک ہے:

سوال: حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک خشک منی ناپاک نہیں، جیسا کہ کتاب میں لکھا ہے اور دھونے اور پوچھنے کی کچھ ضرورت نہیں، کیا وجہ کہ ایسی پلید چیز کو پاک لکھا ہے؟

الجواب

منی کا پلید ہونا آپ کے نزدیک ہے، ان کے یہاں نہیں، (۲) اور اس کی لم (علت، وجہ) آپ نہیں سمجھ سکتے، یہ علمی بحث ہے کہ جس کے بیان میں طول ہے ہم اور آپ مقلد ہیں، ہم کو علماء کا فرمانا بسر وچشم قبول ہے۔ فقط

(فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۶)

مذی و ودی کی شناخت کیا ہے، اور یہ کونسی نجاست ہے:

سوال: مذی اور ودی کی کیا شناخت ہے، اور مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

الجواب

ردالمحتار میں مذی کی تعریف (یہ لکھی ہے):

" ماء رقیق أبیض یخرج عند الشھوة لا بھا". (۳)

اور ودی کی تعریف یہ ہے:

" ماء ثخین أبیض کدر یخرج عقب البول"، نھر. (۴)

---

(۱) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:" فی المذی الوضوء وفی المنی الغسل " رواہ أحمد. (آثار السنن:۱/۲۵۔ظفیر)

(۲) (والمنی نجس یجب غسلہ رطباً فإذا جف علی الثوب أجزأ فیہ الفرک) لقولہ علیہ السلام لعائشةؓ: "فاغسلیہ إن کان رطباً وافرکیہ إن کان یابساً". وقال الشافعیؒ: المنی طاھر، والحجة علیہ مارویناہ، وقال علیہ السلام:"إنما یغسل الثوب من خمس، وذکر منھا المنی". (الھدایة، باب الأنجاس وتطھیرھا: ۱/ ۵۶)

"یاعمار! إنمایغسل الثوب من خمس، من الغائط والبول والقیء والدم والمنی". (الدارقطنی، باب نجاسة البول والأمر بالتنزہ منہ، ج اول، ص ۱۳۴، نمبر ۴۵۲، انیس)

(۳۔۴) رد المحتار، أبحاث الغسل، قبیل مطلب فی رطوبة الفرج:۱/۲۷۴، ظفیر

پس معلوم ہوا کہ مذی سفید رقیق پانی ہے جو بوقت شہوت نکلتی ہے، مگر شہوت کے ساتھ نہیں نکلتی اور ودی پیشاب کے بعد نکلتی ہے۔ اور یہ دونوں یعنی مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے، بیان نجاست غلیظہ میں:

''وكذا كل ما خرج منه موجباً لوضوء أو غسل مغلظ''. الخ. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۰۸)

مذی کے نکلنے سے بچنے کی تدبیر:

سوال: بعض اوقات بلا اختیار فاسد خیالات آجانے کی وجہ سے مثانہ سے مذی خارج ہوتی ہے اور کوشش کے باوجود نماز میں یہی صورت پیدا ہوجاتی ہے، کیا نماز درست ہوگی؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی ممتاز احمد، پشاور۔ ۱/۲/۱۹۸۶ء)

الجواب

ایسا شخص استنجا اور وضو کرتے وقت آلۂ تناسل کے سر پر ایک پٹی (ڈیڑھ انچ عرض، چھ انچ طویل) معمولی طور پر باندھے، تاکہ تکلیف سے محفوظ رہے۔ (۲) وھو الموفق (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ۱۱۱)

منی اور مذی جو رقیق ہو اس کا رگڑ دینا طہارت کیلئے کافی نہیں:

سوال: منی جو اس زمانہ میں ضعف طبائع کے سبب رقیق ہوتی ہے، اگر کپڑے پر لگ کر سوکھ جائے، تو فرک (رگڑنے) سے پاک ہوجائے گی یا غسل (دھونے) کی ضرورت ہے، اور مذی اگر کپڑے کو لگ جاوے تو فرک کافی ہے یا غسل لازم ہے؟

الجواب

في رد المحتار: والنص ورد في مني الرجل، ومني المرأة ليس مثله لرقته وغلظ مني الرجل، والفرك إنما يؤثر زوال المفروك أو تقليله وذلك فيما له جرم، والرقيق المائع لا يحصل من فركه هذا الغرض فيدخل مني المرأة إذا كان غليظًا ويخرج مني الرجل إذا كان رقيقًا لعارض. (ج ۱/ص ۳۲۲) (۳)

وفيه: قال شمس الأئمة الحلواني: مسئلة المني مشكلة، لأن كل فحل يمذي ثم يمني إلا أن يقال إنه مغلوب بالمني مستهلك فيه فيجعل تبعًا. آه. (ج ۱/ص ۳۲۱) (۴)

روایت اولیٰ سے معلوم ہوا کہ منی رقیق (پتلی) فرک سے پاک نہ ہوگی اور روایت ثانیہ سے معلوم ہوا کہ مذی کا مطلقاً دھونا واجب ہے۔ **وإلا لم يكن لهذا الإيراد الجواب معنى.**

۸ فروری ۱۳۳۳ھ، تتمۂ ثالثہ، صفحہ: ۱۶۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۲۴۔۱۲۵)

---

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم: ۱/۲۹۳، ظفیر

(۲) وفي الهندية: إذا خاف الرجل خروج البول فحشا إحليله بقطنة ولولا القطنة يخرج من البول فلا بأس به ولا ينتقض وضوئه حتى يظهر البول على القطنة، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية: جلد اول ص ۱۰، باب الوضوء، فصل نواقض الوضوء)

(۳۔۴) باب الأنجاس، تحت قول الدر: ومنيها الخ: ۱/۳۱۳، تحت قول الدر: إن طهر رأس حشفة الخ: ۱/۳۱۲۔ انیس

حیض ونفاس کی سفیدی کا کیا حکم ہے:

سوال: حیض ونفاس سے فارغ ہو کر جو سفیدی آتی ہے، وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جائے، تو بدن و کپڑا پاک رہے گا یا نہیں؟

الجواب

رطوبت فرج خارج پاک ہے:

''وأما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً''.(۱)

اور رطوبت فرج داخل ناپاک ہے:

''ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعاً''.شامی، باب الأنجاس:۱/۲۸۸۔(۲)

پس اگر وہ سفید پانی اندر سے آیا ہے، تو وہ ناپاک ہے، اگر قدر درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے کو لگ جائے، تو دھونا چاہئے۔ (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۰۸، ۳۰۹)

ناسور کا پانی ناپاک ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ناسور (زخم) سے کھانے کے وقت پانی نکلتا ہے اور وہ پانی کپڑوں کو لگتا ہے، تو ان کپڑوں سے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

ناسور کا پانی نجس ہے، اگر قدر درہم سے زیادہ لگے گا، تو نماز صحیح نہ ہوگی، کم میں بکراہت ادا ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۵)

دم غیر سائل پانی اور بدن وغیرہ کو ناپاک کرسکتا ہے یا نہیں:

سوال: دم غیر سائل پانی اور کپڑے و بدن کو ناپاک کرتا ہے یا نہیں؟

الجواب

صحیح ومفتیٰ بہ یہ ہے کہ دم غیر سائل پانی و بدن اور کپڑے وغیرہ کو نجس نہیں کرتا، جیسا کہ درمختار میں ہے:

''(و) كل (ما ليس بحدث)... كقيء قليل ودم لوترك لم يسل (ليس بنجس) عند الثاني وهو الصحيح. (الدر المختار) (قوله: وهو الصحيح) كذا في الهداية والكافي وفي شرح الوقاية أنه ظاهر الرواية''.(شامی)(۱)

(۱-۲) رد المحتار، باب الأنجاس، تحت قول الدر: أي برطوبة الفرج:۱/۲۸۸، ظفیر

(۱) ردالمحتار، نواقض الوضوء، بعد مطلب في حكم كي الحمصة:۱/۱۳۰۔ظفیر

پس اس سے معلوم ہوا کہ درمختار میں آگے جو امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر مائعات میں فتویٰ جوہرہ سے نقل کیا ہے، وہ ظاہر الروایہ نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۳۵۱)

زخم کے اوپر جمے ہوئے خون کا حکم:

سوال (۱): اس خیال سے کہ درہم سے زیادہ خون، پیپ اور زخم کا نجس پانی مانع صلوٰۃ ہے۔ یا اس خیال سے کہ ان نجاسات کو زخم سے دور نہ کیا جائے، تو یہ نفسِ زخم کے دھونے سے مانع ہوگا۔ جس کا دھونا فرض تھا۔ کیا ان دو خیالوں کی وجہ سے درہم سے زائد صرف زخم کے اوپر والی جمی ہوئی نجاست کا چھڑانا واجب ہوگا یا نہ؟

۲: زخم پر پانی مضر تو نہیں، لیکن دوائی کی جمی ہوئی تہہ کو اگر مَل کر چھڑاتے ہیں، تو زخم کے بہہ پڑنے کا ڈر ہے۔ ورنہ اصل زخم نہیں دھلے گا۔ کیا جب کہ زخم پر پٹی نہ ہو تو جمی ہوئی دوائی کی تہہ قائم مقام زخم کی دھلنے کے نہ ہوگی؟

(حافظ سلیمان میواتی، عربی مدرسہ، رائے ونڈ، لاہور)

الجواب

جب تک خون، پیپ وغیرہ زخم سے بہہ کر جسم پر نہیں آتا، اس وقت تک اس کو نجس نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ معدن میں ہے۔ پس ایسے خون وغیرہ کا زخم سے ازالہ کرنا ضروری نہیں۔

ہدایہ میں ہے: ''مالا یکون حدثًا لا یکون نجسًا''. (۱)

اور اگر زخم اس حالت میں ہے کہ موجودہ خون وغیرہ دور کرنے کے بعد نیچے سے تندرست جسم ظاہر ہوگا یا اس کے قریب، تو ایسی صورت میں اس کا چھڑانا ضروری ہونا چاہئے۔

۲: صورتِ مسئولہ میں جب کہ زخم کے بہنے کا اندیشہ ہو، تو سفوف کی تہہ کا زائل کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ یہ بھی ضرر میں داخل ہے۔ دوسری صورت میں اگر زخم بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور تہہ مذکور کے ازالہ سے زخم پر کوئی اثر نہیں پڑیگا، تو اسے اکھیڑ دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی، ۲۶/ ۱۲/ ۱۳۸۵ھ، الجواب صحیح، بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء (خیر الفتاویٰ: ۲/ ۸۶)

چائے پتی میں خون کی آمیزش:

سوال: چائے پتی میں خون کی آمیزش کی بابت ایک خبر بہت پہلے شائع ہوئی تھی کہ صدر انجمن تاجران (جو مسلمان ہیں) نے وضاحتی بیان شائع کرایا تھا کہ، خون یا گوشت کی ملاوٹ نہیں کی جارہی ہے، حکومت ہند نے اجازت منسوخ کردی ہے اور عوام حسب سابق چائے پتی بلا جھجک استعمال کرسکتے ہیں، اس وضاحتی بیان پر ہم کیسے

(۱) فصل فی نواقض الوضوء: ص۱۰۔ انیس

یقین کریں، ممکن ہے کہ یہ بیان صداقت پر مبنی نہ ہو؟ (صاحبزادی خیر النساء وحبیب، شیر گیٹ)

الجواب

ایسے امور میں ایک شخص کی خبر کا بھی اعتبار ہے، بلکہ فقہا نے حلال وحرام گوشت کے سلسلے میں غیر مسلم خادم کی خبر کو بھی معتبر مانا ہے، اس لیے تاجران پتی کے بیان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، اگر اس کی تکذیب کے لیے کوئی واضح دلیل نہ ہو ،شریعت کا مزاج ویسے بھی ان مسائل میں زیادہ تحقیق و تجسس کا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار ایک قافلہ کے ساتھ نکلے، جس میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، یہ حضرات ایک حوض پر پہنچے، حضرت عمرو بن عاصؓ نے حوض کے مالک سے پوچھا کہ: کیا اس حوض سے درندے بھی پانی پیتے ہیں؟ حضرت عمر نے مالک حوض سے فرمایا کہ: تم اس سوال کا جواب ہمیں نہ دو۔(۱)

مقصد یہ تھا کہ شریعت نے پاکی کے اہتمام کا حکم تو دیا ہے، لیکن اس میں بہت زیادہ تجسس کا، جس سے ناقابل برداشت تنگی کا دروازہ کھلتا ہو، حکم نہیں دیا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (کتاب الفتاویٰ:۲/۸۱-۸۲)

خون آلود گوشت کس طرح پاک کیا جائے:

سوال: پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح میں آلودہ ہو جائے، یا یہود و نصاریٰ کے خون آلودہ ہاتھ لگ جائیں، اس گوشت کو کس طور سے پاک کر کے کھائیں؟

الجواب

تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ شامی میں ظہیریہ سے منقول ہے:

"ولو صبت الخمرة في قدر فيها لحم إن كان قبل الغليان يطهر اللحم بالغسل ثلاثاً الخ". (شامی:۱/۲۲۳)(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۶۴-۳۶۵)

بحالت اضطرار انسان کا خون چڑھانا درست ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بیمار ہے، اور اس کا خون جسم میں کم ہے اور ڈاکٹر نے اس کے جسم میں خون کی قریب پانچ بوتلیں پانچ سو گرام کی دی ہیں، مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ کس انسان کا خون تھا، عیسائی کا تھا یا یہودی کا، یا کافر کا تھا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طریقہ سے دوسرے انسان کا خون لے سکتے ہیں یا نہیں، کیا اس میں شرط ہے کہ مسلمان ہی کا خون ہونا چاہیے یا کسی کا بھی ہو مسلمان میں چل سکتا ہے؟

(المستفتی عبد الصمد احمد پٹیل، گلاسٹر، لندن)

---

(۱) الموطا للامام مالک: ص ۶۶۔

(۲) ردالمحتار، باب الانجاس، مطلب فی تطهير الدهن والعسل، تحت قوله ولحم طبخ الخ:۱/۳۰۹، ظفیر

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نص قرآنی میں خون بھی مثل مردار اور شراب کے نجس وحرام ہے، خواہ مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا (عیسائی، یہودی، مجوسی وغیرہ) ہو، خواہ مرد کا ہو، خواہ عورت کا، سب نجس وحرام ہے۔(۱)

اور یہ الگ بات ہوگی کہ حرمت نجاست کی شدت وغلظت کفر واسلام، متقی وغیر متقی وغیرہ کیفیات کے اعتبار سے کچھ باطنی فرق تو ہے، مگر اس فرق کا کوئی اثر اس کے استعمال کا جو حکم شرعی ہے اس میں ظاہر نہ ہوگا۔ کیوں کہ نفس حرمت ونجاست میں سب مشترک ہیں، اور حکم شرعی اس پر متفرع ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا استعمال کرنا خواہ خارجی ہو یا داخلی، بذریعہ انجکشن ہو یا کسی اور طریقہ سے بغیر اضطرار یا شدید مجبوری کے جائز نہیں ہوگا۔

لہذا اگر حاذق طبیب (ڈاکٹر) یہ تشخیص کردے اور کہہ دے کہ اس مرض کا یہی علاج ہے کہ اس جسم میں خون چڑھایا جائے، تو اس تشخیص کے مطابق خون چڑھانے کی گنجائش ہو جائے گی۔(۲)

اور چونکہ مریض کے جسم میں جس نمبر اور جس درجہ کا خون ہوتا ہے اسی نمبر اور اسی درجہ کا خون چڑھانا ضروری ہوتا ہے، اس لیے اسی نمبر کا خون خواہ مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا، مرد کا ہو یا عورت کا، جس کا بھی ہو وہی دینا ضروری ہوگا محض مسلمان کا ہی خون دینا ضروری نہ ہوگا۔ البتہ اگر پہلے سے معلوم ہو جائے کہ مسلمان کا خون اس نمبر اور اس درجہ کا ہے اور اس کا لحاظ کرلیا جائے اور کسی مسلمان ہی کا خون چڑھا دیا جائے تو یہ بہتر ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حسب تشخیص وتجویز ماہر ڈاکٹر کسی کا بھی خون ہو، بحالت مجبوری مسلمان کو بھی چڑھایا جاسکتا ہے، اور اس طرح خون چڑھانے سے حرمت مصاہرت یا رضاعت وغیرہ کا بھی خطرہ نہ ہوگا۔ فقط والسلام، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین عفی عنہ، مفتی دار العلوم دیوبند (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۲۹)

ناپاک چیز کا خارجی استعمال جائز ہے یا نہیں:

سوال: نجس چیز کا استعمال خارجاً درست ہے یا نہیں اگر نہیں، تو کیا میتہ اور شراب بھی اس میں داخل ہے، اگر داخل نہیں تو مابہ الفرق کیا ہے، اس کو استصباح دہن نجس (۳) پر کیوں قیاس نہیں کر سکتے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

شامی جلد اول ستر عورت کے بیان میں، درمختار کے اس قول: (وله لبس ثوب نجس في غير صلوٰة) کی توضیح میں مذکور ہے:

---

(۱) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ، الخ. (پ: ٦، ع: ٥)

(۲) يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذاأخبر طبيب مسلم أن شفاء ه فيه ولم يجد من المباح مايقوم مقامه. (عالمگیری: ۵/۳۵۵، کتاب الكراهية، مرتب)

(۳) ناپاک تیل سے چراغ جلانا۔ انیس

قال ط: ولم يتعرض لحكم تلويثه بالنجاسة والظاهر أنه مكروه لأنه اشتغال بمالا يفيد، الخ. (۱)
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاضرورت نجس چیز کا استعمال خارجاً بھی مکروہ ہے، اور شراب ومیتۃ کا بھی یہی حکم ہے بضرورت تداوی درست ہونا چاہئے، کیونکہ اس میں علت ''**اشتغال بما لايفيد**'' موجود نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۸۹ و ۱۹۰)

نجس اشیاء کے خارجی استعمال کا حکم:

سوال (۱): نجس چیز کا استعمال خارجاً درست ہے یا نہیں، اگر ہے تو میتہ اور شراب بھی اس میں داخل ہے۔ اگر نہیں تو مابہ الفرق کیا ہے، نجس چیز کے خارجی استعمال کو استصباح دہن نجس پر کیوں قیاس نہیں کر سکتے؟

پیشاب سے کلی کرنے کا حکم:

سوال (۲): اگر نجس چیز کا خارجی استعمال جائز ہے، تو پیشاب سے مضمضہ بھی جائز ہے یا نہیں، اگر نہیں تو مابہ الفرق کیا ہے؟

الجواب

(۱و۲) نجس العین کا استعمال خارجاً وداخلاً ناجائز ہے، اور حرام اور نجس لغیرہ یعنی متنجس کا استعمال خارجاً جائز اور داخلاً ناجائز، چنانچہ نجس کپڑے کی بیع اور اس کا پہننا جائز ہے۔
ہدایہ میں ہے: **ولا بيع جلود الميتة قبل أن تدبغ لأنه غير منتفع به.** (۲)
اس پر صاحب نہایہ لکھتے ہیں:
فإن قيل: نجاستها مجاورة باتصال الدسومات ومثله يجوز بيعه كالثوب النجس، انتهىٰ. (باب البيع الفاسد)
پس میتہ اور شراب چونکہ نجس عین ہیں۔ (۳) لہذا ان کا استعمال کسی طرح جائز نہ ہوگا اور نہ اس کو دہن نجس پر قیاس کیا جاسکتا ہے، چنانچہ واضح ہے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۸، ۷۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک تھے یا نہیں:

سوال: (۱) جنگ احد میں بعض صحابہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا خون چوسنا اور اس کا ذائقہ

(۱) رد المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب فی ستر العورة: ۱/۴۰۴، بیروت، انیس
(۲) الهداية، جلد ثالث، باب البيع الفاسد: ص ۳۹، مطبوعہ رشیدیہ
(۳) **(الشراب)...... (مايسكر والمحرم منها أربعة)...... (وحرم قليلها وكثيرها) بالإجماع (لعينها) أي لذاتها، وفي قوله تعالىٰ: اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الأية عشر دلائل علىٰ حرمتها مبسوطة فی المجتبیٰ وغيره (وهي نجسة نجاسة مغلظة كالبول). (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، كتاب الأشربة، جلد خامس: ص ۲۸۸ـ۲۸۹ـ خالد غفرلہ)**

حاصل کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول لے جانا روایت معتبرہ سے ثابت ہے، دراں حالیکہ یہ دونوں چیزیں نجس العین ہیں، پس اس واقعہ کی تاویل کیا ہے، ارشاد فرمایا جاوے؟

الجواب

روایت کی تو میں نے تنقید نہیں کی، لیکن اگر یہ ثابت بھی ہو تو علما نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان رطوبات کو طاہر کہا ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس کی تحقیق کی ہے، پس کچھ بھی اشکال نہیں، اور اس کی کوئی دلیل میں نے کسی کے کلام میں منقول نہیں دیکھی، لیکن اسی وقت میرے ذہن میں آئی ہے، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاربین پر نکیر نہیں فرمایا،(۱) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا حجۃ شرعیہ بالاجماع ہے۔ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ (تتمہ خامسہ ص: ۲۳۸)

سوال: (۲) ایک واعظ صاحب یہاں تشریف لائے تھے، انہوں نے حسب ذیل روایات بیان کیں، جن کے متعلق یہاں اکثر اصحاب اختلاف کرتے ہیں، حضور! براہ کرم برائے اطمینان اہل اسلام ان روایات کے متعلق تحریر فرمادیں کہ وہ صحیح ہیں یا غلط، اور اگر تکلیف نہ ہو تو کسی کتاب کا حوالہ بھی تحریر فرمادیں؟

روایات:

نمبر(۱): انبیا علیہم السلام کا بول و براز پاک ہوتا ہے، اور خصوصاً ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات بالکل پاک تھے، کیونکہ آپ سراپا نور تھے۔

نمبر(۲): انبیا علیہم السلام کے بول و براز کو زمین فوراً ہضم کر جاتی ہے۔

الجواب

خواہ مخواہ انہوں نے ایسی باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا، جو نہ عقائد ضروریہ میں سے ہیں نہ احکام میں سے۔ بیان کرنے کی چیز عقائد و احکام ہیں نہ کہ ایسی روایات جن پر دوسری اقوام بھی ہنسیں، ایسی روایات بعض غیر معتبر کتابوں میں آئی ہیں جن کی نہ تصدیق واجب ہے کیونکہ سند صحیح نہیں، اور نہ تکذیب واجب ہے اس لئے کہ فی نفسہ ممکن ہیں، اس لئے ایسے امور میں مشغول ہی نہ ہونا چاہئے نہ تصدیقاً نہ تکذیباً، اور ایسے واعظوں کا وعظ ہی کیوں سنا جاتا ہے اور ان سے مطالبہ سند کا کیوں نہ کیا گیا، اسی جلسہ میں حقیقت کھل جاتی۔ ۸ر ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ (النور، رمضان ۱۳۵۰ھ ص ۱۰)

اس کے بعد اس کے متعلق دوسرا خط آیا، جو ذیل میں منقول ہے:

سوال: (۳) جناب ماسٹر محمد شریف خاں صاحب نے حال میں ایک استفتا خدمت عالی میں پیش کیا تھا جو

---

(۱) علامہ شامیؒ نے اس مسئلہ پر ردالمحتار: ۱/۲۹۳، پر بحث کی ہے، اور طہارت کی جو دلیل حضرت اقدس کے ذہن پر وارد ہوئی ہے بعینہٖ قاضی عیاضؒ نے "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ: ۱/۴۱، فصل فی نظافة جسمه الخ" میں ذکر فرمائی ہے: ومنه (أی ومن الشاهد علی طهارة بوله ودمه وسائر فضلاته) شرب مالک بن سنان دمه یوم أحد ومصه إیاه وتسویغه (أی تجویزه) صلی الله علیه وسلم ذلک له وقوله لن تصیبه النار. آه۔ سعید احمد پالنپوری

ہمرشتہ عریضۂ ہذا ہے، جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایات مذکورہ ضعیف ہیں اور ان کی کوئی سند نہیں، حسب اتفاق ایک صاحب کو نشر الطیب میں انہیں روایات کو دیکھنے کا اتفاق پیش آ گیا، انہوں نے نشر الطیب کے صفحات ۱۳۵ و ۱۳۶ مجھ کو دکھلائے، اب وہ فتویٰ اور یہ تحریر متضاد معلوم ہوتی ہیں۔ نشر الطیب میں روایت بقول حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کی گئی ہے۔ جواب جلد عطا فرمائیے؟ تا کہ تسکین ہو۔ (۲۲؍اگست ۱۹۳۱ء)

الجواب

ضعیف بلا سند نہیں ہوتی بلکہ بسند ضعیف ہوتی ہے، جو عقائد میں حجت نہیں، فضائل میں کھپ جاتی ہے، میں نے تحریر سابق میں یہی لکھا ہے کہ سند صحیح نہیں، تو دونوں تحریروں میں تضاد نہیں، کیونکہ ضعیف کی نفی نہیں کی اور اس ضعف سند ہی سے ایسی کتابوں کو غیر معتبر بتلایا تھا کیونکہ معتبر صحیح کو کہتے ہیں ضعیف کو نہیں کہتے ہیں، باقی یہ کہ پھر کتاب میں کیوں لکھا، سو کتاب تو فضائل میں ہے عقائد و احکام میں نہیں، اگر شاذ و نادر ایسی بھی کوئی روایت لکھی جائے کھپت ہو جاتی ہے، بخلاف وعظ کے کہ وہ عقائد و احکام کی تعلیم کے لئے ہوتا ہے، اس میں ایسے مضامین نہیں کھپتے، دوسرے وعظ سننے والے اکثر کم فہم ہوتے ہیں اور کتاب پڑھنے والے اکثر فہیم۔ (۸؍ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ)

اضافہ:

بعد تحریر جواب ہذا "**شرح الشفاء لملا علی القاری**" میں یہ بحث نظر سے گذری۔ انہوں نے "فصل نظافة جسم نبوی" میں اس پر بہت مبسوط لکھا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض روایات کا تو ثبوت مقدوح ہے اور بعض کی دلالت اور بعض روایات میں شارحین کا یہ قول مذکور ہے۔ "**شربته و أنا لا أعلم**" یا "**لا أشعر**".

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق نہی فرمانا مذکور ہے اور وہ یہ ہے:

روی ابن عبد البر أن سالم بن أبی الحجاج حجمه صلی اللّٰه علیه وسلم ثم ازدرد أی ابتلع، فقال: "أما علمت أن الدم كله حرام". وفی رواية: "لا تعد فإن الدم كله حرام". (۱)

پس مسئلہ بالکل منقح ہو گیا کہ طہارت کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

۸؍ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ (النور، شوال: ۱۳۵۰ھ، ص ۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۲۷ تا ۱۳۰)

بولِ نبویؐ سے متعلق ایک واقعہ اور اس کے متعلق سوال:

سوال: ایک مولوی صاحب نے وعظ میں ایک روایت بیان فرمائی کہ حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ نے ایک

(۱) لیکن سہیلی نے "الروض الأنف" (۱۳۶/۲) میں ابن عبد البرؒ کی مذکورہ روایت کے متعلق لکھا ہے:

إنه حديث لا يعرف له إسناد والله أعلم آه. بہر حال یہ مسئلہ نہ عقائد کا ہے نہ احکام کا، بلکہ خصائص نبوی اور فضائل کا ہے، اس لئے قطعی فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ سعید احمد

مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قارورہ پی لیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اور یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک تھا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب

یہ روایت احقر کی نظر سے کہیں نہیں گذری، اور نہ اس کی صحت وضعف کا کچھ حال معلوم ہے، البتہ طہارت بول و براز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح مواہب لدنیہ وغیرہ میں منقول ہے۔

كما فی رد المحتار: صحح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله صلی الله عليه وسلم وسائر فضلاته، وبه قال أبوحنيفةؒ، كما نقله فی المواهب اللدنية عن شرح البخاری للعينی، الخ". (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کا حکم:

سوال: کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب

علماء کرام کی تحقیقات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رطوبات طاہر ہیں، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شاربین پر نکیر نہیں فرمائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا حدیثِ تقریری ہے، جو بالاجماع حجّتِ شرعی ہے۔

قال العلامة ابن عابدينؒ: صحح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله صلی الله عليه وسلم وسائر فضلاته، وبه قال أبوحنيفةؒ كما نقله فی المواهب اللدنية عن شرح البخاری للعينیؒ، وصرح به البيریؒ فی شرح الأشباه، آه. قال الحافظ ابن حجرؒ: تظافرت الأدلة علیٰ ذلک وعد الأئمة ذلک من خصائصه صلی الله عليه وسلم، ونقل بعضهم عن شرح المشكوٰة لملا علی القاریؒ: أنه قال: اختاره كثير من أصحابنا". (ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۱۸، باب الأنجاس، مطلب فی طهارة بوله صلی الله عليه وسلم) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۷)

---

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی طهارة بوله صلی الله عليه وسلم: ۱/۲۹۳۔ ظفیر

(۲) "قال الملا علی القاریؒ فی جمع الوسائل: قال ابن حجرؒ: وبهذا استدل جمع من أئمتنا المتقدمين وغيرهم علیٰ طهارة فضلاته صلی الله عليه وسلم وهو المختار وفاقاً لجمع من المتأخرين، فقد تكاثرت الأدلة عليه وعده الأئمة من خصائصه". (جمع الوسائل شرح الشمائل: ج۲ ص۳، باب ماجاء فی تعطر رسول الله صلی الله عليه وسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ پاک ہے:

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ (پیشاب و پاخانہ) مذہب حنفی میں پاک اور قابل استعمال (خورد ونوش) ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

جی ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ پاک تھا۔ شامی ج ۱ میں تصریح ہے،(۱) باقی یہ کیا سوال ہوا کہ استعمال (خورد ونوش) کے قابل ہے یا کہ نہیں؟ یہ سوال تو اس وقت پیدا ہو جب آج بھی کہیں موجود ہو۔

لغو سوالات نہیں اٹھانے چاہئے، بالخصوص جبکہ موقوف علیہ نجات مسئلہ نہ ہو، اس قسم کے سوالات سے فتنے پیدا ہوتے ہیں، بچنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، ۱۳۸۵/۹/۲ھ۔ الجواب صحیح: محمود عفی عنہ (نظام الفتاویٰ: ۱/۱۴۰-۱۴۱)

کشتی میں پاخانہ ملا ہوا پانی آجائے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: بعض جگہ چھوٹی کشتی میں بیٹھے ہوئے پاخانہ پیشاب کرتے ہیں اور جو تھوڑا پانی کشتی میں ہمیشہ رہتا ہے اس میں پیشاب پاخانہ مل جاتا ہے، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اور جو لوگ اس پانی کو کھینچ کر ہاتھ نہیں دھوتے، اُن کے برتن پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر کشتی میں پانی دریا سے آتا اور جاتا رہتا ہے، تو کشتی کا پانی بھی پاک ہے، اس میں وہم نہ کرنا چاہئے۔(۲) اور اگر بالفرض پانی کشتی کا ناپاک ہو، تب بھی اُن کے برتنوں کو بدون اس کے کہ ان کے برتنوں میں نجاست کا لگنا محقق نہ ہو، ناپاک نہ سمجھنا چاہئے، اور کھانا پینا اُن میں درست ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۴۱)

کبوتر کی بیٹ نجس ہے یا نہیں، اور مسجد میں جو کبوتر ہوں انہیں بیچ کر قیمت مسجد میں لگانا کیسا ہے:

سوال: کبوتروں کا گوہ (بیٹ) نجس ہے یا نہیں، اور مسجد میں جو کبوتر رہتے ہیں، اُن کو فروخت کر کے اُن کی قیمت اُسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) صحح بعض أئمة الشافعية...الخ. (ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۱۸، باب الأنجاس، مطلب فی طهارة بوله صلی الله علیه وسلم، انیس)

(۲) ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جریانه. (الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار، باب المیاه، مطلب یطهر الحوض بمجرد الجریان: ۱/۱۸۰۔ ظفیر)

(۳) قال الفقهاء: الیقین لا یزول بالشک. (الهدایة، قبیل فصل فی الآسار: ۱/۲۸، ظفیر)

الجواب

کبوتروں کی بیٹ پلید نہیں ہے۔(۱) اور مسجد کے کبوتروں کو پکڑ کر فروخت کر کے مسجد میں اُس قیمت کو صرف کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۲۲)

خفاش کا بول اور بیٹ پاک ہے:

سوال: چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

خفاش کا بول اور بیٹ پاک ہے۔

فی الدرالمختار: (وبول غیرمأکول ولومن صغیرلم یطعم)إلابول الخفاش وخرءہ فطاهر،وفی ردالمحتارعن البدائع وغیرہ:بول الخفافیش وخرؤها لیس بنجس لتعذرصیانه الثوب والأوانی عنها......وإلاکان الأولیٰ أن یقول فمعفوعنه.باب الأنجاس.(۲)

۱۴/جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔النور:ص ۱۸، رمضان ۴۹ھ (امدادالفتاویٰ:۱/۱۳۰-۱۳۱)☆

(۱) وذرق ما یؤکل لحمه من الطیرطاهرعندنا مثل الحمام والعصافیر،کذا فی السراج الوهاج. (عالمگیری کشوری، باب النجاسات:۱/۴۵،ظفیر)

عن الحسنؒ قال:سقطت هائمة علی الحسن فذرقت علیه فقال له بعض القوم: نأتیک بماء تغسله فقال:لا،وجعل یمسحه عنه۔(مصنف ابن أبی شیبة،الذی یصلی و فی ثوبه خرء الطیر ،ج اول،ص۱۱۰،نمبر۱۲۵۶)اس اثر میں ہے کہ پرندے کی بیٹ پاک ہے، یا نجاست خفیفہ ہے۔انیس

(۲) الدر المختارمع ردالمحتار،مطلب فی طهارة بوله صلی الله علیه وسلم: ۱/۳۱۸،بیروت،انیس

☆ **چمگادڑ کی بیٹ پاک ہے یا نجس:**

سوال: چمگادڑ کی بیٹ جس کو اس کے منہ کا اگال بھی کہا جاتا ہے پاک ہے یا ناپاک،بعض مساجد میں بکثرت ہوتی ہیں،اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

فی الدر:(فی رقیق من مغلظة کعذرة)......(وبول غیرمأکول ولومن صغیرلم یطعم) إلابول الخفاش وخرأہ فطاهر.وقال الشامی،ج ۱ ص ۳۲۸: وفی البدائع وغیرہ: بول الخفافیش وخرؤها لیس بنجس لتعذرصیانة الثوب والأوانی عنها الخ.

پس بیٹ چمگادڑ کی پاک ہے اور نماز اس پر جائز ہے۔واللہ اعلم۔کتبہ الاحقر عبدالکریم عفی عنہ،۶ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ۔الجواب صحیح:ظفراحمد عفا عنہ (امدادالاحکام جلداول،ص۳۹۸،۳۹۹)

چمگاڈر کے پیشاب کا حکم:

سوال: یہاں ہمارے علاقہ میں چمگاڈر بہت ہیں،کبھی کبھی وہ پیشاب ہمارے کپڑوں پر کر جاتے ہیں،لیکن ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا،اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے ہیں،تو ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ ==

مرغی بگلے وغیرہ پرندوں کی بیٹ کی ناپاکی کا حکم:

سوال: پیخال مرغی کی اور بگلے کی پاک ہے یا ناپاک، اور اسی طرح اور حلال جانوروں کی، مثلاً مور کی یا چڑیا کی یا کبوتر، یا ڈھیڈ (کوے) کی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

پیخال مرغی کی ناپاک ہے، (۱) اور جس پرند حلال کی عادت پیخال، ہوا میں کرنا ہے، وہ نجس نہیں اور کبوتر اور کنجشک کی بھی نجس نہیں۔ (۲) بدست خاص سوال: ۱۳۱۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۶۳) ☆

==

الجواب

اگرچہ قاعدہ کی رو سے غیر ماکول اللحم کا پیشاب وغیرہ نجاستِ غلیظہ ہے، مگر چمگاڈر بوجہ مجبوری کے اس حکم سے مستثنیٰ ہے، اس لئے کہ ان سے احتراز (بچنا) ممکن نہیں، لہذا چمگاڈر کا پیشاب وبیٹ پاک ہے اور ان کپڑوں کے ساتھ (جن پر چمگاڈر کا پیشاب وغیرہ لگا ہو) پڑھی گئی نماز بھی درست ہے۔

قال العلامة الحصکفیؒ: (وبول غیر مأکول و لومن صغیرلم یطعم) إلابول الخفاش وخرأه، قال ابن عابدینؒ: تحته......فی البدائع وغیره: بول الخفافیش وخرؤها لیس بنجس لتعذرصیانة الثوب والأوانی عنها لأنها تبول من الهواء وهی فأرة طیارة فلهذا تبول، آه، و مقتضاه أن سقوط النجاسة للضرورة". (ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۱۸، ۳۱۹، باب الأنجاس، مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم وبدائع الصنائع: ج ۱ ص ۶۲، فصل وأما الطهارة الحقیقیة) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۸۳و۵۸۴)

(۱) مرغی، بطخ لقلق وغیرہ حلال پرندوں کی بیٹ جو بہت بدبودار ہوتی ہے، یا حرام پرندوں کی بیٹ بھی، جیسے گدھ وغیرہ کی بیٹ بہت بدبودار ہوتی ہے یہ سب نجاست غلیظہ ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۳۰)

(وخرء) کل طیرلایذرق فی الهواء کبط أهلی (ودجاج) الخ (وروث وخثی) أفاد بهما نجاسة خرء کل حیوان غیرالطیور. (الدرالمختار علیٰ صدرردالمحتار، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة الخ: ۱/ ۳۲۰، بیروت، انیس)

(۲) فی البدائع وغیره: بول الخفافیش وخرؤها لیس بنجس لتعذر صیانة الثوب والأوانی عنها لأنها تبول من الهواء وهی فأرة طیارة فلهذا تبول، آه، ومقتضاه أن سقوط النجاسة للضرورة". (ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۱۸، ۳۱۹، باب الأنجاس، مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم، انیس)

ذرق علی ابن عمر طائر، فمسحه بحصاةٍ وصلی ولم یغسله. (مبسوط سرخسی: ۱/ ۵۷، انیس)

عن ابی الأشهب السعدی، قال: رأیت یزیدبن عبدالله بن الشخیر أباالعلاء ذرق علیه طیروهویصلی، فمسحه ثم مضی فی صلوته. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۱۱۱، نمبر ۱۲۵۷، انیس)

☆ **مور کی بیٹ ناپاک ہے:**

سوال: مور کی بیٹ پاک ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

جو پرندے کبوتر اور کوے وغیرہ کی طرح ہوا میں نہیں اڑتے، جیسے مرغی اور بطخ وغیرہ ان کی بیٹ ناپاک اور نجاست غلیظہ ہے۔ (الدر المختار علیٰ صدر ردالمحتار، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة الخ: ۱/ ۳۲۰، بیروت) عن حمادؒ أنه کره ذرق الدجاج. (مصنف ابن أبی شیبة، فی خرء الدجاج، جلد اول، ص ۱۱۱، نمبر ۱۲۶۰، انیس) چونکہ مور بھی عام پرندوں کی طرح نہیں اڑتا۔ اس لیے اس کی بیٹ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ یکم صفر ۸۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۹۳-۹۴)

انڈا باہر سے ناپاک ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ انڈے کے بیرونی حصہ کی طہارت ونجاست سے متعلق جو امام صاحبؒ اور صاحبینؒ میں اختلاف ہے۔اس میں راجح قول کیا ہے؟ مدلل بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

انڈے کی طہارت سے متعلق حضرات ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے کوئی صراحت نظر سے نہیں گزری، البتہ رطوبۃ الفرج سے متعلق اختلاف کتب فقہ میں منصوص ہے، فرج خارج کی رطوبت بالاتفاق طاہر اور رطوبت رحم بالاتفاق نجس ہے، فرج داخل کی رطوبت عندالامامؒ طاہر اور عندالصاحبین نجس ہے، کسی قول کی ترجیح کی صراحت نہیں ملی، قہستانی، نظم اور مجتبیٰ میں قول نجاست اختیار کیا ہے۔ درمختار کی تعبیر سے طہارت کو اور تاتارخانیہ کی تحریر سے نجاست کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

قال فی العلائية: ولا (يجب الغسل)عند وطی بهيمة أو ميتة أو صغيرة غير مشتهاة بأن تصير مفضاة بالوطی وإن غابت الحشفة ولاينتقض الوضوء فلايلزم إلا غسل الذكر، قهستانی عن النظم. (ردالمحتار:۱/۱۵۴)

وفيها أيضا: وفی المجتبیٰ: أولج فنزع فأنزل لم يطهر إلابغسله لتلوثه بالنجس آه أی برطوبة الفرج فيكون مفرعًا علیٰ قولهما بنجاستها، أما عنده فهی طاهرة كسائر رطوبات البدن (جوهرة) وفی الشامية: (قوله برطوبة الفرج)أی الداخل بدليل قوله أولج ،وأما رطوبة الفرج الخارج فهی طاهرة اتفاقًا آه ح وفی منهاج الإمام النووی: رطوبة الفرج ليست بنجسة فی الأصح، قال ابن حجر فی شرحه: وهی ماء أبيض متردد بين المذی والعرق يخرج من باطن الفرج الذی لا يجب غسله بخلاف مايخرج مما يجب غسله فإنه طاهر قطعًا و من وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعًا ككل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد أوقبيله آه (قوله أما عنده):أی عند الإمام، وظاهر كلامه فی آخر الفصل الآتی أنه المعتمد. (ردالمحتار:۱/۲۸۸)

وفی الشامية(قوله رطوبة الفرج طاهرة):و لذا نقل فی التاترخانيه أن رطوبة الولد عند الولادة طاهرة وكذا السخلة إذا خرجت من أمها وكذا البيضة فلايتنجس بها الثوب والماء إذا وقعت فيه لكن يكره التوضی به للاختلاف وكذا الأنفحة وهوالمختار وعندهما تتنجس وهو الاحتياط آه، قلت: وهذا إذا لم يكن معه دم ولم يخالط رطوبة الفرج مذی أومنی من الرجل أو المرأة. (ردالمحتار:۱/۳۲۳)

''رطوبة الولد والسخلة والبيضة'' کومشائخ رحمہم تعالیٰ نے ''رطوبة الفرج الداخل'' پر قیاس کیا ہے۔ بندہ نے اس پر بارہا غور کیا، مگر وجہ القیاس سمجھ میں نہ آئی، اس لئے کہ ''رطوبة الولد'' رحم کی رطوبت ہے۔ جو بالاتفاق نجس ہے، بالخصوص جبکہ قبیل الولادة اور مع الولد رطوبت کا خروج متیقن ہے اور اس کی نجاست متفق علیہ ہے۔ **كما مر من الشامية.**

قال الرافعي رحمه اللّٰه (قوله ولذا نقل في التتارخانية أن رطوبة الولد عند الولادة طاهرة) عبارة االسندي: وكذلك رطوبة الولد عند الولادة الخ ولعلها أولٰى فإن التعليل الذي ذكره غير ظاهر، تأمل. (التحرير المختار: ۱/ ۴۲)

حضرت تھانوی قدس سرہ نے امداد الفتاوی میں اس اشکال کو یوں رفع فرمایا ہے:

وما قالوا من طهارة رطوبة الولد الخارج من الرحم فالمراد ما علٰى بدنه وهو كالدم الذي علی اللحم مع أن الدم السائل نجس فكذالك رطوبة الرحم نجسة ورطوبة الولد طاهرة، فافهم.

مگر اس جواب سے تشفی نہیں ہوتی، اس لئے کہ لحم کے ساتھ ملصق دم سائل قبل الخروج اپنے معدن میں ہے۔ اس لئے اس کا حکم ظاہر نہیں ہوگا اور جب یہ لحم ظاہر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ملصق دم سائل نہیں، بخلاف رطوبۃ الولد کے کہ وہ خروج کی حالت میں بھی رحم ہی کی رطوبت ہے، جو بالاتفاق نجس ہے۔

اگر یہ فرق تسلیم نہ بھی کیا جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ طہارۃ اللحم منصوص خلاف قیاس ہے۔ اس لئے اس پر رطوبۃ الولد کو قیاس کرنا صحیح نہیں، پھر اگر رطوبۃ الولد کی طہارت امام رحمہ اللہ سے منقول ہوتی، تو بھی اس کی توجیہ میں کوئی تکلف کیا جاتا بلکہ بتکلف بھی اگر کوئی توجیہ سمجھ نہ آتی، تو بھی قول امام مقلد پر حجت ہوتا، مگر اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ رطوبۃ الولد وغیرہ کا حکم امام رحمہ اللہ سے منقول نہیں۔

بعض حضرات ''رطوبۃ الولد'' اور ''رطوبۃ البیضہ'' میں یہ فرق کرتے ہیں کہ مرغی میں رحم ہونے کا یقین نہیں اور اگر ہو بھی تو اس کی رطوبۃ کی نجاست منقول نہیں۔ یہ اس لئے صحیح نہیں کہ عام حیوانات کے خلاف مرغی میں رحم کا نہ ہونا یا اس کی رطوبۃ رحم کا طاہر ہونا محتاج دلیل ہے۔

غرضیکہ دلائل کے پیش نظر ''رطوبة الولد والبيضة'' کی نجاست راجح معلوم ہوتی ہے، اور یہ قول ارجح ہونے کے ساتھ احوط بھی ہے۔ اور قول طہارت اوسع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غرہ رجب المرجب ۹۶ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۸۴ تا ۸۶)

حیوان غیر ماکول کے پیٹ سے نکلے ہوئے انڈے کا حکم:

سوال: غیر ماکول اللحم جانور کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا اس جانور کے ذبح کر دینے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب

غیر ماکول اللحم حیوان کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا اس حیوان کو ذبح کر دینے سے پاک نہیں ہوگا، اس لیے کہ فقہا رحمہم اللہ کا غیر ماکول اللحم جانور کو ذبح کرنے سے اس کے گوشت کے پاک ہونے میں اختلاف ہے کہ وہ پاک ہو جاتا ہے یا نہیں اور عدم طہارت لحم کو راجح قرار دیا ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

ہر وہ چمڑا جو دباغت سے پاک ہو جاتا ہے صحیح مذہب پر پاک ہو جاتا ہے۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۱/۱۳۷)

مگر غیر ماکول اللحم جانور کا گوشت اکثر علما کے نزدیک پاک نہیں ہوتا، مفتیٰ بہ روایتوں میں صحیح یہی ہے، اگرچہ فیض میں کہا ہے کہ فتویٰ اس کی طہارت پر ہے، انتہٰی.

پھر جاننا چاہیے کہ اگر اس کے گوشت کی پاکی بالفرض تسلیم بھی کر لی جائے تو یہ امر ہمیں تسلیم نہیں کہ اس کا انڈا بھی ذبح کرنے سے پاک ہو جائے، اس لیے کہ وہ حیوان کہ جس کا چمڑا دباغت کو قبول نہ کرے تو اس کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہیں ہوتا، پس اس کا گوشت بھی پاک نہ ہوگا اور اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ غیر ماکول اللحم جانور کے چمڑے اور گوشت کے پاک ہونے کی اصل علت دم مسفوح کا نکلنا ہے ذبح کرنے کے بعد اور اسی قاعدہ پر دوسرے اجزائے حیوان کو قیاس کیا جائے گا کہ جن میں نہ تو دم ہے اور نہ حیات ہے، تو ایسے اجزا میں ذبح کرنے کا کچھ بھی اثر اور فائدہ نہ ہوگا، پس باقی رہے وہ اجزا اپنی حالت اصلیہ پر، پس یہی حکم بالکل ان کے انڈے کا ہوگا کہ اس میں نہ تو حیات ہے اور نہ ذبح کرنے کا کوئی اثر اس میں ظاہر ہوا، پس باقی رہا انڈا اپنی حالت اصلیہ پر۔

پس حاصل کلام یہ ہے کہ غیر ماکول اللحم حیوان کے تمام اجزا ناپاک ہیں اور پاکی جو ثابت ہوتی ہے وہ ذکاۃ کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے، اور انڈے کے اندر جانور کے ذبح کرنے کا کوئی اثر ہوا نہیں، تو معلوم ہوا کہ انڈا اپنی اصلی نجاست پر اسی طرح باقی ہے۔

اور نیز علامہ شامی نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حیوان کا ذبح کرنا اس کی جلد اور لحم دونوں کے لئے مطہر ہے، بشرطیکہ حیوان ماکول اللحم ہو اور اگر حیوان ماکول اللحم نہ ہو تو دو صورتیں ہیں، یا تو وہ جانور نجس العین ہوگا یا نجس العین نہیں، اگر نجس العین ہے تو وہ پاک ہی نہیں ہو سکتا اور اگر نجس العین نہیں ہے، تو اب پھر دو صورتیں ہیں، اول یہ کہ وہ حیوان ایسا ہے کہ اس کا چمڑا دباغت کو قبول نہیں کرتا تو اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے کہ وہ بھی پاک نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس صورت میں جب کہ وہ دباغت کو قبول نہیں کرتا تو اس کا چمڑا بمنزلہ لحم کے ہوگا اور اگر دباغت

کی صلاحیت رکھتا ہے تو ذبح کرنے سے پاک ہوجائے گا۔

پس علامہ شامیؒ کی اس تفصیل سے یہ ثابت ہوگیا کہ غیر ماکول اللحم جانور کا انڈا اگرچہ وہ جانور ذبح کردیا گیا ہو، پاک نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ اُملاہ خلیل احمد عفی عنہ (عربی ترجمہ: محمد خالد غفرلہ) (۱) (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۹-۸۱)

مرغی کو ذبح کرکے آلایش صاف کئے بدون، پانی میں جوش دیدیا، تو پاک ہے یا ناپاک:

سوال: بہشتی گوہر صفحہ ۹ مطبوعہ گورکھپور میں تحریر ہے: ''مرغی یا کوئی پرند، پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلایش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے، جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کی ہم مشن ہندوستانیوں کا دستور ہے، تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہوسکتی'' انتہیٰ۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ یہ مسئلہ کس کتاب کے کس باب سے نقل کیا گیا ہے، میں نے شامیؒ کی ''کتاب الطہارت'' ''کتاب الذبائح'' پوری اور اکثر حصہ ''الحظر والاباحۃ'' کا، دیکھا ہے، مجھ کو یہ جزئیہ کہیں نہیں ملتا، مجھ کو اس مسئلہ میں شبہ نہیں ہے۔ دوسروں کو تسکین دینے کی ضرورت ہے۔

ثانیا: معروض ہے کہ وہ پرند، صورت مسئولہ میں مکروہ تحریمی ہوگا یا حرام، اس اطراف میں دستور ہے کہ مرغی کو ذبح کرکے سرد ہونے کے بعد آگ پر جھلس لیتے ہیں، اس صورت میں اس مرغی کا کیا حکم ہے، پہلی صورت میں بغیر چاک کئے تلوث کی وجہ سے ناپاک رہی، اور اس صورت میں تلوث بظاہر نہیں ہے اگر اس کا پیٹ چاک کرکے جھلسا دیا جائے تو پھر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی، امید ہے کہ ان تمام باتوں کا جواب مع حوالۂ کتاب بقید صفحہ وباب روانہ فرما کر ممنون فرمائیں گے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

بہشتی گوہر میں تو اس وقت دیکھ نہیں سکا، مگر شامیؒ میں وہ جزئیہ مل گیا، اس کی عبارت نقل کرتا ہوں:

فی الدر المختار: وکذا دجاجة ملقاة حالة غلی الماء للنتف قبل شقها (فتح) فی ردالمحتار: (قوله وكذا دجاجة): قال فی الفتح: إنها لاتطهر أبدًا، لكن علیٰ قول أبی یوسفؒ تطهر، والعلّة (واللّٰه أعلم) تشربها النجاسة بواسطة الغلیان، آه. (ص: ۳۴۵، مطبوعہ مصر، ۱۲۹۴ھ قبیل **فصل الاستنجاء**)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اور منع کو اس لئے ترجیح ہے کہ اس کی نظیر **مذکور فیما یستقبل متصلاً** میں عدم طہارت کو مفتیٰ بہ کہا ہے اور اس کو امام صاحب کا قول بتلایا ہے۔ (۲) اور مانعین جب اس کو نجس کہتے

---

(۱) اصل سوال وجواب عربی زبان میں ہے جو صفحہ: ۷۹، ۸۰، پر درج ہے، یہاں صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔ انیس

(۲) وهوقول الدرالمختار: وفی التجنیس: حنطة طبخت فی خمر لاتطهر أبدًا، به یفتیٰ، آه، وفی رد المحتار عن التجنیس: لوطبخت الحنطة فی الخمر، قال أبویوسفؒ: تطبخ ثلاثًا بالماء وتجفف فی كل مرة، وكذلک اللحم، وقال أبوحنیفة: إذا طبخت فی الخمر لاتطهر أبدًا، وبه یفتیٰ، آه. سعید احمد پالنپوری

ہیں تو حرام بھی کہیں گے۔(۱) باقی جھلسنا، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے نجاست زائل ہوجاوے تو طاہر ہو جاوے گا ورنہ نہیں۔(۲)

فی ردالمحتار، تحت(قوله ونار): كما لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة (بحر) وله نظائر تأتي قريبًا، ولاتظن أن كل مادخلته النار يطهر كما بلغني عن بعض الناس أنه توهم ذٰلك بل المراد أن ما استحالت به النجاسة بالنار أوزال أثرها بها يطهر، ولذا قيد ذٰلك في المنية بقوله في مواضع" اه. (۳) ۷؍ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ، تتمۂ خامسہ، صفحہ: ۳۱۴۔ (امدادالفتاویٰ: ۱/۱۳۵۔۱۳۷) ☆

بال اتارنے کے لیے مرغی کو گرم پانی میں ڈالنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرغیوں کا گوشت فروخت کرنے

---

(۱) یعنی مفتیٰ بہ قول کے مطابق جب وہ پرند ناپاک ہوا تو اس کا کھانا حرام ہوگا۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) حضرت مجیبؒ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ بکری، مرغی یا اور جانوروں کے سر اور پیروں وغیرہ پر ذبح کرنے کے بعد جو خون مسفوح لگا ہوا ہوتا ہے، وہ جلا دینے سے پاک ہوجاتا ہے، جب کہ اس کا اثر بالکل زائل ہوجائے: **و(يطهر)رأس الشاة إذا زال عنها الدم به آه.(مراقي)قوله به،أي بالإحراق، آه. (طحطاوي: ص۸۷)** لیکن سائل کا منشا غالبًا یہ نہیں ہے، بلکہ وہ یہ پوچھ رہا ہے کہ مرغی وغیرہ پرندوں کو ذبح کرکے سرد ہونے کے بعد پرا کھاڑنے کی زحمت سے بچنے کے لئے آگ پر جھلس لیتے ہیں اور کبھی بڑے بڑے پرا کھاڑ کر جو چھوٹے چھوٹے پر جسم پر رہ جاتے ہیں ان کو جھلس لیا جاتا ہے، تو چونکہ ہنوز اس کے پیٹ سے آلائش نہیں نکالی گئی، اس لئے اس کا حکم اس مرغی کے مانند ہوگا، جسے ذبح کرکے آلائش صاف کئے بغیر پانی میں جوش دیدیا گیا ہے، یا کچھ اور حکم ہوگا؟ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس جھلنے سے وہ مذبوح ناپاک نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ جھلسنا معمولی ہوتا ہے جس کا اثر صرف چمڑی تک رہتا ہے، اندر نجاست تک اس کا اثر نہیں پہنچتا، اور جوش دادہ مرغی کے ناپاک ہوجانے کی جو علت "تشربه النجاسة" بیان کی گئی ہے، وہ یہاں مفقود ہے، اس لئے وہ پرندہ پاک اور حلال ہے، واللہ اعلم۔ سعید احمد

(۳) **باب الأنجاس: ۱/ ۵ ۱ ۳، بیروت، انیس**

☆ مرغی ذبح کرکے بال چمڑا نکالنے کے لیے گرم پانی میں ڈالنا کیسا ہے:

سوال: ایک مسلم نے مرغی ذبح کی، پھر اس میں سے خراب اشیا نکال کر اس کو کھولتے ہوئے گرم پانی میں ڈال کر اس کے بال و پر صاف کئے، تو یہ مرغی کھانا حلال ہے یا حرام؟

نوٹ: ذبح کرنے کے بعد چمڑا اتارنے میں دیر ہوتی ہے اور گرم پانی میں ڈالنے سے فوراً نکالتے ہیں۔

الجواب

ہاں! مرغی ذبح کرکے نجاست دور کرکے گرم پانی میں ڈالی جائے، تو کھانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ نجاست اور غلاظت دور کئے بغیر کھولتے ہوئے گرم پانی میں کچھ وقت تک ڈالے رکھنے سے مرغی ناپاک ہوجاتی ہے، مفتیٰ بہ قول کے مطابق دھونے سے بھی پاک نہ ہوگی۔

طحطاوی میں ہے: **وكذا دجاجة ملقاة حالة غلي للنتف قبل شقها(قوله كذا دجاجة الخ):قال في الفتح: ولو ألقيت دجاجة حال الغليان في الماء قبل أن يشق بطنها لنتف أوكرش قبل الغسل لايطهر أبدًا. (طحطاوي: ۱/ ۹ ۴ ۲)** فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۲/۹۶)

والے بیشتر تاجر اور بالخصوص ہوٹلوں کے مالک مرغیوں کو ذبح کرکے انہیں مع بال و پر سالم حالت میں بغیر پیٹ چاک کئے ہوئے گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں تاکہ ان کے پر آسانی سے اتر سکے اور گوشت مع کھال کے علاحدہ ہوجائے، اس طرح تمام آلائش پیٹ کے اندر ہی حل ہوکر گوشت میں شامل ہوجاتی ہے، ایسے پکے ہوئے گوشت کو عوام الناس استعمال کرتے ہیں، اس سلسلہ میں کثیر التعداد لوگوں کے ذہنوں میں تخمین وظن پیدا ہوجانا لازمی امر ہے۔ نیز عوام الناس بھی اس مسئلہ کے متعلق شریعت کی روشنی میں وضاحت چاہتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہونے کے نہایت خواہاں ہیں، لہذا آپ سے التماس ہے کہ از روئے شریعت درج ذیل سوالات کی روشنی میں بالتفصیل فتویٰ صادر فرماویں۔

(۱) مذکورہ بالا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر ایسا گوشت جائز نہیں، تو اس قسم کے تاجروں پر مسئلہ سے واقفیت یا عدم واقفیت کی بنا پر کونسا گناہ لازم آتا ہے؟

(۳) مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود اگر کوئی اس حرکت کا مرتکب ہو، تو شریعت میں اس کے لیے کیا تعزیر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

(۱) اگر کھولتے ہوئے پانی میں مرغی ڈالی اور اتنی دیر اس کے اندر رکھی کہ اس کے پیٹ کی نجاست گوشت میں سرایت کر جانے کا ظن غالب ہو، تو یہ نجس ہوگئی، اور اس کے پاک کرنے کا بھی کوئی طریقہ نہیں، البتہ اگر پانی گرم ہو مگر کھول نہ رہا ہو اور مرغی اس میں بہت دیر تک نہیں رکھی، یا کھولتے پانی میں ڈال کر فوراً نکال لی، تو اس کا گوشت ناپاک نہ ہوگا۔

قال في شرح التنوير: ويطهر......لحم طبخ بخمر بغلي وتبريد ثلاثًا وكذادجاجة ملقاة حالة غلي الماء للنتف قبل شقها، (فتح) وفي التجنيس: حنطة طبخت في خمر لاتطهر أبدًا، به يفتٰى.

وقال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ (قوله وكذادجاجة الخ): قال في الفتح: إنها لاتطهر أبدًا لكن علىٰ قول أبي يوسفؒ تطهر، والعلة (واللّٰه أعلم) تشربها النجاسة بواسطة الغليان وعليه اشتهر أن اللحم السميط بمصر نجس، لكن العلة المذكورة لاتثبت مالم يمكث اللحم بعد الغليان زمانا يقع في مثله التشرب والدخول في باطن اللحم وكل منهما غير متحقق في السميط حيث لايصل إلىٰ حد الغليان ولايترك فيه إلامقدارما تصل الحرارة إلىٰ ظاهر الجلد لتنحل مسام الصوف بل لوترك يمنع انقلاع الشعر فالأولىٰ في السميط أن يطهر بالغسل ثلاثًا فإنهم لايتحرسون فيه عن النجس وقدقال شرف الأئمة بهذا في الدجاجة والكرش والسميط، اه، وأقره في البحر. (الدرالمختارمع ردالمحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن الخ: ۱/۳۰۹)

(۲) مسئلہ سے ناواقفیت عذر نہیں، لہٰذا اگر ہوٹلوں والے مرغی کو کھولتے ہوئے پانی میں کچھ دیر کے لیے رکھتے ہیں، تو یہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔

(۳) مسلمان حاکم پر فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو ایسی سزا دے جو ان کے لیے اور اس قسم کے دوسرے مجرموں کے لیے عبرت ثابت ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۸/ ذی قعدہ ۹۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۹۶۔۹۷)

آلائش نکالے بغیر مرغیوں کو گرم پانی میں ڈالنا:

سوال: آج کل مرغی کو ذبح کرنے کے بعد اس کی نجاست اور غلاظت دور کیے بغیر اس کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے ہیں جس سے اس کے پر ادھیڑنے میں سہولت ہوتی ہے، کیا ایسی حالت میں مرغی ناپاک ہوجاتی ہے؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں ذبح شدہ مرغیاں اگر آلائش نکالے بغیر کھولتے ہوئے گرم پانی میں اتنی دیر رہتی ہیں کہ نجاست گوشت میں سرایت کر جائے تو وہ گوشت ناپاک ہوجاتا ہے۔ بعض علما کا خیال ہے کہ وہ پاک بھی نہیں ہوسکتا لیکن، فتویٰ اس پر ہے کہ ہوجاتا ہے اگر تین بار دھو دیا جائے۔ صاحب مراقی الفلاح نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"لو ألقيت الدجاجة حال غليان الماء قبل أن يشق بطنها لنتف أو كرش قبل أن يغسل إن وصل الماء إلى حد الغليان ومكثت فيه بعد ذلک زماناً يقع فی مثله التشرب والدخول فی باطن اللحم لا تطهر أبدًا إلا عند أبی يوسف...... فطهر بالغسل ثلاثاً". (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص ۱۶۰ و ۱۶۱)

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے طویل گفتگو کے بعد تحریر فرمایا ہے:

"وما قاله محمد أقيس وما قاله أبو يوسف أوسع". (بدائع الصنائع: ۱/ ۲۵۱)

یعنی امام محمد رحمہ اللہ کی بات قیاس سے زیادہ قریب ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی بات میں توسع ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے پوری بحث کرنے کے بعد لکھا ہے کہ فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے:

"والثانی أوسع وبه يفتی". (رد المحتار: ۱/ ۵۴۳)

خلاصہ یہ کہ آلائش نکالے بغیر اگر مرغیاں کھولتے ہوئے پانی میں اتنی دیر رہ جائیں کہ نجاست گوشت میں سرایت کر جائے، تو گوشت ناپاک ہوجاتا ہے، اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق تین بار دھونے سے وہ گوشت پاک ہوجائے گا اور اس کا استعمال شرعاً درست ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۷۸ و ۲۷۹)

چوہے کی مینگنی کا کیا حکم ہے:

سوال: خرء الفارۃ (یعنی چوہے کی مینگنی) کی بابت مفصل احکام کیا ہیں، تیل یا گھی یا کسی شربت قوام شدہ یا سرکہ یا دودھ وغیرہ میں اگر پائی جاوے، تو کس حالت میں وہ چیز ناپاک ہوگی اور پھولنے اور ریزہ ریزہ ہوجانے سے نجاست میں کچھ اثر ہوگا یا نہیں؟

الجواب

خرء الفارۃ (چوہے کی مینگنی) کے متعلق درمختار باب الانجاس میں ہے:

"وسیجیء آخر الکتاب أن خرأها لایفسد ما لم یظهر أثره". (۱)

یعنی چوہے کی مینگنی کسی چیز کو ناپاک نہیں کرتی، جب تک کہ اس کا اثر ظاہر نہ ہو۔ یعنی زیادہ نہ ہوں کہ اُن کا اثر طعم ولون وغیرہ پر ظاہر و غالب ہوجائے۔

اور آخر کتاب مسائل شتیٰ میں لکھا ہے:

"(ولایفسد) خرء الفأرة (الدهن والماء والحنطة) للضرورة (إلا إذا ظهر طعمه أولونه) فی الدهن ونحوه لفحشه وإمکان التحرز عنه حینئذ ،خانیة". (۲)

پس جس قدر اشیا آپ نے سوال میں درج فرمائی ہیں، چوہے کی مینگنی سے سب پاک رہیں گی، جب تک کثیر فاحش ہو کر ان کے رنگ یا مزہ کو نہ بدل دے، اور ریزہ ریزہ ہونا یا پھولنا اور نہ پھولنا سب اس بارہ میں برابر ہے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۲۹، ۳۳۰)

چوہے کی مینگنی کھانے میں:

سوال: چوہے کی مینگنی کھانے کے ساتھ پکی ہوئے پائی جائے، تو اس سالن کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر مینگنی موجود ہے، اس کو نکال کر پھینک دیں اور کھانا وغیرہ کھالیں جبکہ وہ سخت ہو، اگر نرم ہو کر گھل گئی ہو، تو نہ کھائیں۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۲۹)

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة الخ: ۱/۲۹۴، ظفیر

(۲) أیضًا، مسائل شتیٰ. جلد خامس، ص ۶۴۰. اس سے پہلے یہ عبارت ہے: (خبز وجد فی خلاله خرء فأرة، فإن کان) الخرء (صلبًا رمی به وأکل الخبز) (أیضًا) وفی القهستانی عن المحیط: خرء الفأرة لایفسد الدهن والحنطة المطحونة ما لم یتغیر طعمها، قال أبو اللیث: وبه نأخذ. (رد المحتار، أول مسائل شتیٰ: ۵/۶۴۰۔ ظفیر)

(۳) رد المحتار، أول مسائل شتیٰ: ۶/۷۳۲، سعید

قال صلی الله علیه وسلم فی فارةٍ ماتت فی السمن: إن کان جامدًا فألقوه وماحولها وإن کان مائعًا فلاتقربوه. (مسند الإمام احمد: ۲/۲۶۵ (۷۵۹۱) سنن الترمذی کتاب الأطعمة (۱۷۹۸) سنن النسائی کتاب الفرع والوتیرة (۴۲۵۸، ۴۲۵۹)

آٹے میں چوہے کی مینگنیاں ہوں تو کھانے کا حکم:

سوال: سرکاری گوداموں میں رکھی ہوئی گندم میں اکثر چوہے مینگنیاں وغیرہ کر جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح وہ گندم پسوالی جاتی ہے، تو کیا اس آٹے کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر مینگنیاں اتنی زیادہ ہوں کہ انہیں دیکھ کر طبیعت کو نفرت آتی ہو، تو وہ آٹا ناپاک ہے، استعمال نہ کریں۔

بعرة الفأرة وقعت فی حنطة فطحنت، قال ابن مقاتل: لایؤ کل، قال الخصاف لاحفظ فیه قول أصحابنا وعندی لایفسد إلا أن یکون کثیرًا فاحشًا ینفرعند الطبع. اهـ. (قاضی خان: ج۴ص۷۹۸) **فقط واللّٰه أعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان (خیر الفتاویٰ: ۱۶۹/۲)

جس گڑ میں چوہا گر کر مر گیا وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ایک برتن، دو تین من قندسیاہ سے کہ جو بہت ہی نرم ہے، بھرا ہوا ہے، اس برتن میں سے قندسیاہ تقسیم کرتے ہوئے ایک موش گلا ہوا نکلا، جو گر کر مر گیا ہے، آیا وہ گُڑ پاک ہے یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو جو گڑ چوہا نکلنے سے پہلے تقسیم کیا گیا اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

قندسیاہ میں جو چوہا مرا ہوا نکلا، تو اس قندسیاہ میں سے اسی قدر ناپاک ہوا جو متصل اس چوہے کے ہے، کیونکہ جمے ہوئے گھی وغیرہ کا یہی حکم ہے، اور قندسیاہ اگر چہ نرم ہو، لیکن وہ بہنے والی اور رقیق چیز کے حکم میں داخل نہ ہوگا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گھی باوجود جمنے کے نرم پھر بھی رہتا ہے۔ پس اس قندسیاہ میں سے جو گرداگرد چوہے کے ہے، اُس مقدار کو علاحدہ کر دیا جائے، وہ ناپاک ہے، باقی پاک ہے۔

چنانچہ شامی میں منجملہ مطہرات کے تقویر، (**فی القاموس: قار الشیء قطعه من وسطه قطعاً مستدیرًا کقوّره الخ**) سمن جامد کو شمار کیا ہے۔

(قوله: تقور): أی تقویر نحو سمن جامد من جوانب النجاسة الخ وخرج بالجامد المائع وهوماینضم بعضه إلٰی بعض فإنه ینجس کله الخ". (۱)

دوسری جگہ: "**وتقورنحو سمن جامد بأن لایستوی من ساعته الخ".** (صفحہ: ۲۰۹، ۲۱۰)(۲)

عبارت "**بأن لایستوی من ساعته**" سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ درمیان میں سے کچھ حصہ نکالنے سے، باقی ہر

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، قبل مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم: ۲۹۱/۱، ظفیر
(۲) رد المحتار، باب الأنجاس: ۲۹۰/۱۔ ظفیر

طرف سے فوراً ملجاوے اور جبکہ چوہے کے قریب کے سوا تمام قند سیاہ پاک ہے، تو جو مقدار کسی جانب سے کسی کو دی گئی وہ بھی پاک ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۴۱۔۳۴۲)

جس سرکہ میں چھپکلی مرگئی اس کا کھانا کیسا ہے:

سوال: ایک گھڑا سرکہ قریب دس سیر کے ہے، اس میں چھپکلی گر کر مرگئی، اس کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں، اور کام میں لانا جیسے ضماد میں لانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

چھپکلی جس میں خون سائل نہیں ہے، اس کے مرنے سے پانی وسرکہ وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر طبأ اس کا کھانا مضر سمجھا جاوے تو نہ کھاوے، مگر اس صورت میں ضماد درست ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ اگر بڑی قسم ہے جس میں خون بہنے والا ہے، اس کے مرنے سے پانی وغیرہ ناپاک ہوجاتا ہے۔ پس اگر شبہ ہے کہ خون ہے یا نہیں، تو استعمال اس کا نہ کرے۔

شامی میں ہے: "وکالحیة البریة الوزغة لو کبیرة لها دم سائل". (۱)

اگر باوجود پاک ہونے کے بسبب مضرت کے نہ کھاوے، تو ضماد درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۱۶)

چوہا وغیرہ کے گرنے سے ناپاک شیرے یا تیل کی فروخت کا حکم:

سوال: شیرہ یا تیل وغیرہ میں چوہا گر کر مرگیا، یا اور کوئی چیز ناپاک گر پڑی، تو اس سے کسی پاک چیز کا بدلنا یا اس کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر منجمد ہے، تو اس کو اس جگہ سے نکال کر پھینک دے، باقی پاک ہے (۲) اور نجس شئ دوسرے کو دینا نہیں چاہیے کہ وہ اس کو استعمال کرے گا۔ البتہ جس کے مذہب میں وہ ناپاک نہیں جیسا کہ بھنگی، اس کو اطلاع کر کے دیوے اور جو اندیشہ ہو کہ وہ دوسرے مسلمان کو دھوکہ دے گا، تو نہ دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص سوال: ۳۵ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۲۷۰)

چوہا گرنے سے آٹا ناپاک ہوجائے تو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: زید مشین پر گندم پسانے کے لئے گیا۔ مشین میں دانے ڈالے تو آٹے میں تازہ چوہا پس کر نکلا، وہ آٹا

---

(۱) رد المحتار، باب المیاه، قبیل مطلب حکم سائر المائعات الخ: ۱/۱۷۱ ظفیر

(۲) عن میمونة قالت: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن فأرة سقطت فی سمن؟ فقال: ألقوها وما حولها وکلوه. (صحیح البخاری، باب إذا وقعت الفأرة فی السمن الجامد أو الذائب، کتاب الذبائح والصید، انیس)

نجس ہے یا طاہر؟ یہ نجس آٹا جو کہ تقریباً پانچ سیر تھا، ایک من آٹے میں مل گیا ہے۔ کیا یہ سارا آٹا پلید ہو گیا ہے؟ اگر پلید ہے، تو پاکی کی کوئی صورت بیان فرمائیں۔

الجواب

اگر ناپاک آٹا علاحدہ ہو سکتا ہے یعنی جو خون سے سرخ ہو گیا ہے۔ تو اس کو علاحدہ کر کے دفن کر دیں، جانوروں کو نہ کھلائیں۔ باقی آٹا پاک ہو گا اور اگر بالکل مِل جُل گیا ہے، تو کچھ آٹا صدقہ کر دیں یا جانوروں کو کھلا دیں، باقی پاک ہو جائے گا۔

(كما لو بال حمر) خصها لتغليظ بولها اتفاقاً (علٰى) نحو (حنطة تدوسها فقسم أو غسل بعضه) أو ذهب بهبة أو أكل أو بيع كمامر (حيث يطهر الباقي) و كذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس في كل طرف كمسئلة الثوب اهـ. (الدر المختار على الشامي: ج ۱ ص ۳۰۲) فقط والله أعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ، معین مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۱۶/۶/۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۱۵۲)

بلی کا پاخانہ:

سوال: امام صاحب جمعہ کا خطبہ دے کر مصلے پر پہنچے، تو ان کے ایک پاؤں میں گوندھے ہوئے آٹے جیسی چپچپاہٹ محسوس کی، دیکھا تو کچھ سمجھ میں نہ آیا وہ جائے نماز ہٹا کر نماز جمعہ کی امامت کی، نماز مکمل ہونے کے بعد باہر آئے، چلنے میں پیر میں کچھ محسوس نہ ہوا، لیکن باہر جا کر احتیاطاً پیر کے تلوے کو اٹھا کر دیکھا تو یقیناً کسی چیز کا پاخانہ معلوم ہوا، جس کی مقدار چاندی کے روپئے سے زیادہ معلوم ہوئی اور ایک دوسری جگہ اسی سے متصل تھوڑی مقدار یعنی لگ بھگ اٹھنی کے برابر لگی ہوئی تھی، یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ پاخانہ بلی، چھچھوندر کا ہے یا بکری وغیرہ کا ہے، اس لئے کہ عام طور پر مسجد کے اندر امام کی جگہ پر کوئی جانور نہیں جاتا ہے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اندر کبھی کبھار بلی دیکھی جاتی ہے، پاخانہ کا رنگ سبزی مائل تھا، جمعہ کی نماز میں لگ بھگ پانچ سو نمازی رہتے ہیں، امام صاحب فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکے کہ نماز ہوئی کہ نہیں۔ جب تک مسئلہ معلوم کرنے کا ارادہ و کوشش ہوئی اس وقت تک مجمع جا چکا تھا، ایسی صورت میں نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو اب کیا کیا جائے؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں نماز نہیں ہوئی۔ (۱) ظہر کی نماز قضا پڑھنے کا اعلان کر دیں۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۸۸ و ۲۸۹)

---

(۱) (وروث وخثى) أفاد بهما نجاسة خرء كل حيوان غير الطيور. (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في بول الفأرة، الخ: ۱/۵۲۵ و ۵۲۶)

بلی اور کنٹو کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک:

سوال: پیشاب کنٹو اور بلی کا پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

بَول بلی کا ناپاک اور کنٹو (گلہری) کا بھی ناپاک ہے۔(۱) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، سوال:۱۶۱۔(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۱۳۵)

شیر خوار لڑکا اور لڑکی کے پیشاب کا حکم:

سوال: اگر چھ ماہ کی بچی کپڑے پر پیشاب کردے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک، اور اگر شیر خوار لڑکا ۶/ یا ۷/ ماہ کا پاک کپڑے پر پیشاب کردے، تو پاک سمجھا جائے یا ناپاک؟

بعض کہتے ہیں کہ اگر شیر خوار لڑکا پیشاب کردے، تو اس کپڑے پر پاک پانی کا چھینٹا دینے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔کیا یہ صحیح ہے؟ (المستفتی نمبر ۲۰۹۳، حافظ محمد رفیق صاحب، ضلع کھیڑا، بمبئی، ۳/شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۷/دسمبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

حنفیہ کے نزدیک شیر خوار لڑکے اور شیر خوار لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے، ہاں لڑکے کے پیشاب کو زیادہ مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری نہیں، پانی بہادینا اور نچوڑ دینا کافی ہے۔(۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی ۲/۲۵۱-۲۵۲)

بچہ شیر خوار کا پیشاب ناپاک ہے:

سوال: ولادت کے بعد جب تک بچہ کچھ دنوں کا نہ ہو جائے، بچہ کے پیشاب سے بچنا بے حد دشوار ہے، اگر عورت دوسرا کپڑا ابھی نماز کیلئے رکھے، لیکن بدن میں ہر وقت پیشاب لگے گا، ایسے وقت میں کیا کرے۔عوام میں مشہور ہے کہ بچوں کا پیشاب پاک ہے، یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب

پیشاب بچہ کا پاک نہیں ہے، بلکہ مانند بڑے آدمیوں کے پیشاب نجاست غلیظہ ہے، اس سے بچنا اور بصورت بدن

---

(۱) حیوانات میں کتا، بلی، خنزیر، گدھا، خچر، شیر، چیتا وغیرہ تمام حرام جانوروں کا پیشاب اور منی ناپاک (نجاست غلیظہ) ہے اور ان کا حکم وہی ہے جو انسانی پیشاب کا ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیة:۱/۲۸۹، ردالمحتار) (طہارت کے احکام ومسائل:ص ۳۳-انیس)

(۲) وهذا قولنا معشر الحنفية أنه يجب غسل بول الغلام كما يجب غسل بول الجارية إلا أنه لايبالغ فى الأول كما يبالغ فى الثانى،الخ.(إعلاء السنن،باب وجوب غسل الثوب من بول الصبى الرضيع:۱/۲۹۱،ط إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراچى)

اور کپڑے پر پیشاب قدر درہم سے زیادہ لگنے کے، دھونا ضروری ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۴۰) ☆

کیا لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ:

سوال: سُنا ہے کہ معصوم لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ۔ یہ فرق کیوں ہے؟

الجواب

پیشاب لڑکے اور لڑکی دونوں کا ناپاک ہے اور دونوں برابر ہیں۔

اس حدیث کا مطلب دوسرا ہے، جس میں "یغسل من بول الجاریة" وارد ہے۔ یعنی اس کا مطلب مبالغہ سے دھونا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۵۶۔۳۵۷)

چھوٹے بچے کے پیشاب کا حکم اور اس سے بچنے کا طریقہ:

سوال: چھوٹے چھوٹے بچے ماؤں کی گود میں پیشاب کر دیتے ہیں جس سے بار بار دھونے کی پریشانی کی بات ہے، اس میں کچھ آسان اور سہل طریقہ فرمائیں؟

الجواب حامدًا و مصلیاً

پیشاب تو بہرحال ناپاک ہے، کپڑے پر لگے گا تو کپڑا ناپاک ہوگا، بدن پر لگے گا تو بدن ناپاک ہوگا اور بغیر پاک کئے نماز درست نہ ہوگی۔(۳) بچہ کو ایسا کپڑا پہنایا جائے کہ پیشاب اسی کے اندر رہے، ماں کے کپڑے و بدن کو نہ لگے، آج کل اس کا رواج بھی ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۷۳، ۲۷۴)

---

(۱) وقدرالدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر الخ جازت الصلوٰة معه وإن زاد لم تجز (هداية)قوله والبول ولو من صغير لم يأكل منتقى الأبحر. (الهداية، باب الأنجاس:۱/۷۶، یاسر ندیم کمپنی، دیوبند۔ ظفیر)

☆ **شیرخوار بچہ کے پیشاب کا حکم:**

سوال: کیا شیرخوار بچہ کا پیشاب نجس ہے؟

الجواب

بول صبی نجس است۔ لقوله عليه السلام:" استنزهوا عن البول " الحديث. (نصب الراية:۱/۱۲۸) بچہ کا پیشاب ناپاک ہے۔ ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۶)

(۲) قال: إنما يغسل من بول الأنثٰى و ينضح من بول الذكر، رواه أحمد(مشكوٰة، باب تطهير النجاسات:ص۵۲)

فعلم منه أن حكم بول الغلام الغسل لا أنه يجزى فيه الصب يعنى ولايحتاج إلى العصر، وحكم بول الجارية أيضًا الغسل إلا أنه لايكفى فيه الصب لأن بول الغلام يكون فى موضع واحد لضيق مخرجه وبول الجارية يتفرق فى مواضع لسعة مخرجها. (مرقاة المفاتيح، باب تطهير النجاسات، فصل ثانى:۱/۳۵۵، ظفیر)

(۳) "إذا انتضح من البول بشيء يرى أثره، لابد من غسله، ولو لم يغسل، وصلى كذلك، فكان إذا جمع كان أكثر من قدرالدرهم أعاد الصلاة ". (المحيط البرهانى :۱/۲۱۶، الفصل السابع فى النجاسات وأحكامها، غفارية، وكذا فى التاتارخانية:۱/۲۹۵، معرفة النجاسات وأحكامها، إدارة القرآن، كراچى)

دودھ پینے والے بچوں کے پیشاب کا حکم اور پیشاب سے نہ بچنے پر وعید:

سوال: ہمارے یہاں عورتوں میں مشہور ہے کہ چھوٹا بچہ جو صرف دودھ پیتا ہو غذا کھانا شروع نہ کی ہو وہ بچہ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا اس کا پیشاب ناپاک نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ چھوٹے بچے اگر کپڑوں میں پیشاب کر دیتے ہیں تو بچہ کی ماں بہن وغیرہ اس کے دھونے کو ضروری نہیں سمجھتیں، کیا یہ صحیح ہے، آپ مدلل ومفصل وضاحت فرمائیں تاکہ یہاں لوگوں کو بتلا دیا جائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ خیال بالکل غلط ہے، ایسے شیر خوار بچہ (لڑکا ہو یا لڑکی) کا پیشاب ناپاک ہے اور فقہا ؒ نے اس کو نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے، لہذا اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو اس کا دھونا ضروری ہے، اگر بدن پر لگ گیا ہو، تو بدن پاک کرنا بھی ضروری ہے، اگر کپڑا اور بدن پاک کئے بغیر نماز پڑھی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی، لوٹانا ضروری ہوگا۔

درمختار میں ہے:

(وعفا) الشارع...(وعرض مقعر الكف....في رقيق من المغلظة (وبول غيرمأكول ولو من صغيرلم يطعم)قوله لم يطعم بفتح الياء أى لم يأكل فلابد من غسله. (درمختار وشامی:۱/۲۹۳،۲۹۴)

یعنی وہ نجاست غلیظہ جو بہنے والی ہو پھیلاؤ میں ہتھیلی کی مقدار (روپیہ کی مقدار) معاف ہے جیسے ---اور غیر ماکول اللحم حیوان کا پیشاب، اگر چہ ایسے چھوٹے بچے کا پیشاب ہو جس نے کھانا شروع نہ کیا ہو۔ (درمختار وشامی)

مراقی الفلاح میں ہے:

(فالغليظة)....(وبول مالايؤكل)لحمه كالآدمي ولورضيعا(قوله ولورضيعا)لم يطعم سواء كان ذكرًا أوأنثى. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۸۳،باب الأنجاس والطهارة عنها،مطبوعہ دارالکتاب، دیوبند)

یعنی نجاست غلیظہ جیسے شراب ---اوران جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا، جیسے آدمی کا پیشاب اگر چہ چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پیشاب ہو جو کھاتا نہیں چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

عالمگیری میں ہے:

وكذلك (من النجاسة المغلظة) بول الصغيروالصغيرة أكلا أولا،كذا في الاختيارشرح المختار. (عالمگیری:۱/۲۸،الباب السابع فی النجاسات وأحكامها،الفصل الثانی)

یعنی چھوٹے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب، اس نے کھانا شروع کیا ہو یا نہ کیا ہو، نجاست غلیظہ ہے۔

ہدایہ اولین میں ہے:

وقدرالدرهم ومادونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر.

حاشیہ میں ہے:

(قوله والبول)ولو من صغير لم يأكل. ملتقى الأبحر. (هداية أولين:ا/۵۸،حاشیہ نمبر:۱۳،مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی)

یعنی نجاست غلیظہ (جو بہنے والی ہو پھیلاؤ میں) ایک درہم کی مقدار یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، جیسے خون، پیشاب اور شراب۔ حاشیہ میں بحوالہ ملتقی الابحر ہے، پیشاب چاہے ایسے چھوٹے بچہ کا ہو جو کھاتا نہ ہو۔

مجمع الانہر میں ہے:

(والبول من حيوان لا يؤكل)أو إنسان (ولو من صغير لم يأكل)(قوله والبول ولو من صغير لم يأكل)لإطلاق قوله صلى الله عليه وسلم:" استنزهوا عن البول"،الحديث. (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر:ا/۹۶،باب الأنجاس، مکتبہ فقیہ الامت، دیوبند)

یعنی غیر ماکول اللحم حیوان یا انسان کا پیشاب (نجاست غلیظہ ہے اور دھونا ضروری ہے) چاہے ایسے بچہ کا ہو جو کھاتا نہ ہو، اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: "استنزهوا عن البول" (پیشاب سے بچو) مطلق ہے (ہر ایک کے پیشاب کو شامل ہے)۔

بہشتی زیور میں ہے:

مسئلہ: چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب، پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ (بہشتی زیور: حصہ۲/صفحہ۱)

پیشاب سے بچنے کا بہت اہتمام کرنا چاہیے، احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ قبر کا عام عذاب پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے، ایک حدیث میں ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" عامة عذاب القبر في البول فاستنزهوا من البول". رواه البزاز والطبراني في الكبير. (مجمع الزوائد:ا/۸۴،حدیث نمبر۱۰۲۷،باب الاستنزاه من البول والاحترازمنه لما فيه من العذاب)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر کا عام عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے، لہذا پیشاب سے بچو۔

حدیث میں ہے:

عن معاذ بن جبل رضی عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يستنزه من البول ويأمر أصحابه بذلك، قال معاذ: إن عامة عذاب القبر من البول. رواه الطبراني في الكبير. (مجمع الزوائد:ا/۸۵،حدیث نمبر۱۰۳۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب سے بچتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبر کا عام عذاب پیشاب ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے:

عن أبی أمامة رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال:'' اتقوا البول فإنه أول مایحاسب به العبد فی القبر''. رواه الطبرانی فی الکبیر. (مجمع الزوائد:۱/۸۵،حدیث نمبر۱۰۳۴)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: پیشاب سے بچو،قبر میں سب پہلے بندہ سے پیشاب کے متعلق حساب ہوگا۔

حدیث میں ہے:

عن میمونة بنت سعد رضی اللّٰه عنها أنها قالت: یارسول اللّٰه ! أفتِنا مِمَّ عذاب القبر؟ قال: من أثر البول ،رواه الطبرانی فی الکبیر. (مجمع الزوائد:۱/۸۵حدیث نمبر۱۰۳۵)

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا نے یہ عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں یہ بتلایئے کہ قبر کا عذاب کس چیز سے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:''پیشاب کے اثر (چھینٹوں) سے''۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابن عباس أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مرعلٰی قبرین،فقال: إنهما یعذبان ومایعذبان فی کبیر،أما هذا فکان لایستترمن بوله وأما هذا فکان یمشی بالنمیمة. (ترمذی،باب التشدید فی البول: ۱/ ۲۱،مشکوٰة،باب آداب الخلاء:ص۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوقبروں کے پاس سے گذرے،آپ نے فرمایا کہ ان دوقبر والوں کوعذاب ہورہاہےاوران کو بہت بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہورہاہے،ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھااور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

''قوله ومایعذبان فی کبیر'': ان کو بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہورہاہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایسی نہیں ہیں کہ ان سے بچنا بہت مشکل ہو، بہ آسانی بچ سکتے تھے،اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ چغل خوری اور پیشاب سے بچنے کی دین میں اہمیت نہیں ہےاور یہ بڑا گناہ نہیں ہے۔

التعلیق الصبیح میں ہے:

(قوله ومایعذبان فی کبیر)أی أمرشاق علیهما،قال اللّٰه تعالٰی: وَاِنَّهَا لَکَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ،أی شاقة،والمعنی أنهما یعذبان فیما لم یکبرعلیهما ترکه، ولایجوز أن یحمل علٰی أن الأمرفی النمیمة وترک التنزه عن البول لیس بکبیر فی حق الدین کذا فی شرح المصابیح للتوربشتی . (التعلیق الصبیح:۱/۱۹۲۔۱۹۳،مرقات:۱/۳۴۷،مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، دیوبند)

پیشاب اور چغل خوری کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے،اس میں کیا مناسبت ہے؟

اس کے متعلق التعلیق الصبیح میں بحوالہ فتح الباری شرح صحیح بخاری بڑی عمدہ بات لکھی ہے:

(لطیفة)أبدی بعضهم للجمع بين هاتين الخصلتين مناسبة وهی أن البرزخ مقدمة للاٰخرة وأول مايقضی به يوم القيامة من حقوق اللّٰه تعالی الصلوٰة ومن حقوق العباد الدماء ومفتاح الصلوٰة التطهير من الحدث و الخبث ومفتاح الدماء الغيبة والسعی بين الناس بالنميمة ينشر الفتن التی يسفک بسببها الدماء ،كذا فی فتح الباری فی باب النميمة من الكبائر من أبواب الأدب. (التعليق الصبيح شرح مشكوٰة المصابيح:۱؍۱۹۳)

مذکورہ عبارت کا خلاصہ اور مطلب یہ ہے کہ عالم برزخ عالم آخرت کا مقدمہ ہے(آخرت کی پہلی منزل ہے)اور قیامت کے دن حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور حقوق العباد میں خون(ناحق کسی کے خون بہانے)کا حساب اور فیصلہ ہوگا،اور نماز کی کنجی ناپاکی(نجاست حقیقی ہو یا نجاست حکمی)سے پاکی حاصل کرنا ہے(پاکی کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے،تو تطہیر نماز کا مقدمہ ہے)اور ناحق قتل بہانے کا(عمومی)سبب غیبت اور لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنا ہے(تو غیبت اور چغل خوری ناحق خون بہانے کا مقدمہ ہے)اس مناسبت سے قبر(عالم برزخ)میں ان دونوں چیزوں سے نہ بچنے پر عذاب ہوتا ہے۔

مجمع الزوائد کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

عن شفی ابن ماتع الأصبحی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم أنه قال: أربعة يؤذون أهل النار علٰی ما بهم من الأذی يسعون بين الحميم والجحيم يدعون بالويل والثبور،يقول أهل النار بعضهم لبعض: ما بال هؤلاء قدآذون علٰی ما بنا من العذاب؟ قال: فرجل مغلق عليه تابوت من جمر ورجل يجر أمعاءه ورجل يسيل فوه قيحًا ودمًا و رجل يأكل لحمه، قال: فيقال لصاحب التابوت ما بال العبد قدآذانا علٰی ما بنا من الأذٰی؟ قال: فيقول: إن العبد مات وفی عنقه أموال الناس مايجد لها قضاءً أووفاءً، ثم قال للذی يجر أمعاءه: ما بال العبد قد آذانا علٰی ما بنا من الأذٰی؟ فقال: إن العبد كان لايبالی أين أصابه البول منه لايغسله، ثم قال للذی يسيل فوه قيحًا ودمًا: وما بال العبد قدآذاناعلٰی ما بنا من الأذٰی؟ فيقول: إن العبد كان يأكل لحم الناس، رواه الطبرانی. (مجمع الزوائد:۱؍۸۴،۸۵،حدیث نمبر:۱۰۳۲)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے:حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جہنم میں چار قسم کے لوگ ہوں گے، دوسرے جہنمی ان سے پریشان ہوں گے اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ ہم خود تکلیف میں مبتلا ہیں،انہوں نے اپنی ہائے پکار سے ہماری تکلیف میں اضافہ کر رکھا ہے،ان میں سے ایک شخص انگاروں کے تابوت میں بند ہوگا،اور ایک شخص اپنی آنتیں کھینچتے ہوئے چلتا ہوگا اور ایک شخص کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہوگا،اور ایک شخص اپنا گوشت کھا رہا ہوگا، جو شخص انگاروں کے تابوت میں بند ہوگا اسکے اس عذاب کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذمہ لوگوں کے مال

تھے (اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا) اور اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا کہ جس سے لوگوں کا مال ادا کر دیا جاتا، اور جو شخص اپنی آنتیں کھینچ رہا ہوگا اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس کو پیشاب لگ جاتا تو اس کی پرواہ نہ کرتا اور نہ اسے دھوتا، اور جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کا گوشت کھاتا تھا۔

ان تمام احادیث کو مدنظر رکھا جائے اور پاکی کا پورا اہتمام کیا جائے، پیشاب لگ جانے کو ہلکا سمجھنا اور اس کو دھونے کا اہتمام نہ کرنا بہت سخت گناہ ہے، استنجا بھی اس طرح کیا جائے کہ پیشاب کے چھینٹیں نہ اڑیں اور قطرے بدن اور کپڑے پر نہ لگیں، قطرے بند ہونے کی جو تدبیریں ہیں مثلاً چلنا، کھنکھارنا، کلوخ (ڈھیلا) استعمال کرنا، تجربہ سے جو مفید معلوم ہو اسے اختیار کرے تاکہ دل بالکل مطمئن ہو جائے، غرض کہ اس سلسلہ میں بڑے اہتمام اور توجہ وفکر کی ضرورت ہے۔ اسے ہلکا ہرگز نہ سمجھا جائے، فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۲۹/۷ تا ۱۳۴)

اگر چھینک یا کھانسی پر پیشاب کے قطرات آئیں تو پاکی ناپاکی کا حکم:

سوال: زید کالڑکا ۱۸/سال کا ہے، اسے چھینک آنے پر یا کھانسی کرنے پر، وزن اٹھانے پر، پیشاب کے قطرات نکل آتے ہیں، کیا وہ بغیر غسل کے نماز وقرآن پڑھ سکتا ہے؟

الجواب

پیشاب کی وجہ سے وضو واجب ہے نہ کہ غسل، ایسے لڑکے کو چاہیے کہ نماز سے پہلے یا قرآن چھونے سے پہلے وضو کرلے، زبانی قرآن پڑھنے کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں، اگر پیشاب کے قطرات ہتھیلی کی گہرائی کے برابر پھیل گئے ہوں، تو کپڑے کے آلودہ حصہ کو بھی دھونا واجب ہوگا، اگر اس سے کم ہو، تو واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔(۱) فقط

(کتاب الفتاویٰ: ۴۷/۲)

جوتے میں پیشاب لگ کر خشک ہو جائے تو پاک ہوگا یا نہیں، دوبارہ تر ہونے پر کیا حکم ہے:

سوال: اگر جوتا پیشاب میں پلید ہو جائے اور خشک ہو جائے دھونے کے بعد یا قبل، اور جب پھر تر ہو جائے یا بھیگے ہوئے پاؤں ڈالے جائیں، تو پاؤں ناپاک ہو جاتے ہیں اور جوتے کی نجاست عود کر آتی ہے یا نہیں، اور جوتا خشک ہونے سے ایسی نجاست سے پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جوتے کی طہارت نجاست ذی جرم سے، رگڑنے سے ہو جاتی ہے اور غیر ذی جرم مثل بول کے دھونے سے پاک

(۱) الفتاویٰ الهندية: ۴۶/۱۔

ہوتا ہے اور بصورت **تطهير عن الدلک** کے پھر تر ہونے سے ناپاک نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے:

"**ثم هل يعود نجسًا ببله بعد فركه ؟المعتمد،لا**". **الخ**. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۶۳)

کتھے میں بچہ کا پیشاب گر جائے تو وہ کیسے پاک ہوگا:

سوال: کتھا پکا کر جمانے کو رکھا تھا۔ ابھی گاڑھا بھی نہ ہوا تھا کہ بچہ نے اوپر سے پیشاب کر دیا اور چند قطرے کتھے میں جا پڑے۔ اب وہ کتھا کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

الجواب

اس کتھے کے پاک ہونے کی وہی صورت ہوسکتی ہے، جو ناپاک تیل و گھی وغیرہ کے بارہ میں فقہا نے لکھی ہے:

"**ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلي ثلثاً**". (۲)

یعنی اس میں اس قدر جس قدر وہ چیز ہے پانی ڈال کر اس کو پکادیں کہ پانی جل جاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کریں۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۶۱-۳۶۲)

---

(۱) **الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار،باب الأنجاس**:۱/۲۸۵،ظفیر

انسانی پیشاب:

۱۔ انسان، بوڑھا، جوان، مرد، عورت، لڑکا لڑکی اور شیرخوار بچہ یا بچی کا پیشاب ناپاک ہوتا ہے۔

۲۔ پیشاب لگی ہوئی چیز یا پیشاب لگا ہوا ہاتھ سوکھنے کے بعد اگر تھوڑے پانی (یا بہنے والی چیز) میں پڑ جائے تو وہ ناپاک ہوجائے گا۔

۳۔ چھوٹے شیرخوار بچے اگر پانی میں ہاتھ ڈالدیں تو پانی ناپاک ہوجائے گا، کیوں کہ اکثر ان کا ہاتھ پیشاب میں لگ جاتا ہے، البتہ اگر یقین ہو کہ اس کے ہاتھ میں پیشاب نہیں لگا ہے تو ناپاک نہ ہوگا۔ (**غنية المستملي**:۱۰۱) یہی حکم بھیگے کپڑے یا برتن کے چھونے کا ہے۔

۴۔ اگر بچے جن کے ہاتھ کے پاک یا ناپاک ہونے کا علم نہ ہو اور ہاتھ سوکھا ہو کپڑے کو چھوئیں تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا، اسی طرح دوسری کسی خشک چیز کو چھوئیں تو ناپاک نہ ہوگا۔

انسانی پیشاب کا حکم:

۱۔ انسانی پیشاب ناپاک ہوتا ہے اور یہ نجاست غلیظہ ہے، اگر کپڑا، بستر، فرنیچر، سیٹ، فرش، گدا، برتن، مٹی وغیرہ کسی بھی چیز میں لگ جائے، تو لگا ہوا حصہ ناپاک ہوجائے گا اور اس حصہ کا پاک کرنا ضروری ہوگا۔

۲۔ البتہ اگر یہ تھوڑے پانی یا کسی دوسری بہنے والی چیز میں پڑ جائے تو کل کا کل ناپاک ہوجائے گا، چاہے تھوڑا گرے یا زیادہ، البتہ سوئی کی نوک برابر چھینٹیں پڑ جائیں اور وہ محسوس بھی نہ ہو تو ناپاک نہ ہوگا۔

۳۔ لیکن کپڑے اور بدن وغیرہ میں پیشاب وغیرہ لگ جائے اور یہ چوڑائی لمبائی میں ایک سکہ سے کم ہو اور اسی حالت میں نماز ادا کرلی تو نماز ہوجائے گی، مگر مکروہ تحریمی کا ارتکاب ہوگا۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۱۳۱ تا ۱۳۳، انیس)

(۲) **الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار،باب الأنجاس،مطلب فی تطهير الدهن والعسل**: ۱/۳۰۸،ظفیر

انسان اور جانور کے پیشاب میں فرق:

سوال: انسان اور جانور کے پیشاب پاخانہ میں نجاست کے زاویے سے کیا فرق ہے؟ پالتو جانور اور درندہ جانور کے پیشاب پاخانہ میں کیا کوئی فرق ہے؟

هو المصوب

انسان اور جانور دونوں کا پیشاب ایک حکم رکھتا ہے (جبکہ جانور غیر ماکول اللحم ہو)، دونوں ناپاک ہوں گے۔(۱) ایک درہم سے زیادہ ہونے کی صورت میں نماز نہیں ہوگی، دونوں کی چھینٹوں سے بچنا چاہئے ورنہ عذاب قبر کا قوی اندیشہ ہے۔(۲) یہ اس صورت میں ہے جبکہ غیر ماکول اللحم جانور کا پیشاب ہو، ورنہ جس کا گوشت کھاتے ہیں، ان کے پیشاب کی نجاست خفیفہ ہوگی۔(۳)

کپڑے کی چوتھائی سے کم ہونے کی صورت میں نماز ہو جائے گی، چوتھائی کپڑا ناپاک ہونے کی صورت میں اس کو پہن کر نماز جائز نہ ہوگی، پاخانہ کے سلسلہ میں جانوروں کا حکم ایک ہوگا، یعنی ایک درہم سے زائد ہونے کی صورت میں نماز جائز نہ ہوگی، چاہے ماکول اللحم جانوروں کا ہی پاخانہ کیوں نہ ہو۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۸۷ و ۲۸۸)

کتے کے پیشاب کا حکم:

سوال:۔ اگر کتا کسی برتن یا کنویں میں پیشاب کر دے تو اس برتن اور کنویں کے پانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب

کتے کا پیشاب چونکہ نجاستِ غلیظہ ہے۔(۴)

---

(۱) كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كا لغائط والبول ......وبول ما لايؤكل لحمه والروث وأخثاء البقر والعذرة ونجو الكلب وخرء الدجاج والبط والأوز نجس نجاسةً غليظةً،هكذا فى فتاوىٰ قاضيخان.(الفتاوىٰ الهندية ،الفصل الثانى فى الأعيان النجسة:۱/ ۴۶)

(۲) مـر الـنبـى صلى الله عليه وسلم علىٰ قبرين، فقال: إنهما ليعذبان وما يعذبان من كبير، ثم قال: بلىٰ، أما أحد هـمـا فكا ن يسعى بالنميمة وأما أحدهما فكان لايستتر من بوله.(صحيح البخارى، كتاب الجنائز ،باب عذاب القبر من الغيبة و البول،حديث نمبر:۱۳۷۸)

(۳) وبول مايؤكل لحمه والفرس وخرء طير لايؤكل مخفف، هكذا فى الكنز.(الفتاوىٰ الهندية:۱/ ۴۶)

(۴) وبـول مـا لايـؤكـل لـحـمـه والروث وأخثاء البقر والعذرة ونجو الكلب وخرء الدجاج والبط والأوز نجس نجاسةً غليظةً،هكذا فى فتاوىٰ قاضيخان.(الفتاوىٰ الهندية ،الفصل الثانى فى الأعيان النجسة:۱/ ۴۶،انیس)

حیوانی پیشاب:

ا۔ حیوانات میں کتا، بلی، خنزیر، گدھا، خچر، شیر، چیتا وغیرہ تمام حرام جانوروں کا پیشاب اور منی ناپاک (انجاست غلیظہ) ہے اور ان کا حکم وہی ہے جو انسانی پیشاب کا ہے۔

==

لہذا اگر پیشاب کا ایک قطرہ بھی کنویں یا برتن میں گر جائے، تو شرعاً کنویں اور برتن دونوں کا پاک کرنا ضروری ہے۔

قال ابن نجیمؒ: ''وإنما ینجس ماء البئر کله بقلیل النجاسة لأن البئر عندنا بمنزلة الحوض الصغیر إلا أن یکون عشرًا فی عشرٍ'' کذا فی فتاویٰ قاضیخان. (البحر الرائق، کتاب الطهارة: ج۱ص۱۱۰)(۱)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۰ و ۵۸۱)

حلال جانور کے پیشاب کا حکم:

سوال: حلال جانور کا پیشاب کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا ناپاک کتنی مقدار سے ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

حلال جانور کا پیشاب بدن یا کپڑے کے عضو مثلاً آستین وغیرہ کی چوتھائی سے کم میں لگا، تو نماز ہو جائے گی اور چوتھائی یا اس سے زیادہ میں لگا ہو تو نماز نہ ہوگی۔(۲)

قال فی الدرالمختار: (وعفی دون ربع) جمیع بدن و (ثوب) ولو کبیرًا هو المختار، ذکره الحلبی ورجحه فی النهر علی التقدیر بربع المصاب کید و کم، وإن قال فی الحقائق وعلیه الفتویٰ (من) نجاسة (مخففة کبول مأکول) وفی رد المحتار: (قوله ولو کبیرًا الخ) اعلم أنهم اختلفوا فی کیفیة اعتبار الربع علیٰ ثلاثة أقوال، فقیل: ربع طرف أصابته النجاسة کالذیل والکم والدخریص إن کان المصاب ثوبًا وربع العضو المصاب کالید والرجل إن کان بدنًا وصححه فی التحفة والمحیط والمجتبیٰ والسراج وفی الحقائق وعلیه الفتویٰ (إلیٰ قوله) لکن ترجح الأول بأن الفتویٰ علیه. (رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۹۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۲/ ذی قعدہ ۸۶ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۸۷)

== ۲۔البتہ چوہے کا پیشاب کپڑے میں لگ جائے تو جب تک وہ زیادہ نہ ہو معاف ہے، لیکن کھانے پینے کی چیزوں میں پڑ جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔(الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۲۸۹) طہارت کے احکام و مسائل، انیس)

(۱) **قال الحصکفیؒ: '' (إذا وقعت نجاسة لیست بحیوان ولو مخففة أو قطرة بول أو دم أو ذنب فأرة (وبعد أسطر) ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع ''. (الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار، فصل فی البئر: ج ۱ ص ۲۱۱ و ۲۱۲) ومثله فی خلاصة الفتاویٰ، مسائل البئر: ج ۱ ص ۱۰)**

(۲) **حلال جانوروں کا پیشاب:**

۱۔ایسے جانور جو حلال ہیں جیسے خصی، بکری، گائے، بیل، بھینس، اونٹ وغیرہ ان کا پیشاب اور منی ناپاک ہے، لیکن پیشاب نجاست خفیفہ (ہلکی نجاست) ہے۔

۲۔اس لیے اگر یہ پیشاب کسی کپڑے، فرش، دری، فرنیچر وغیرہ میں لگ جائے اور وہ کپڑے وغیرہ کے ایک چوتھائی سے کم ہو اور اسی کپڑے میں کوئی نماز ادا کرلے، تو نماز ہو جائے گی، مگر مکروہ ہوگی۔ ==

حلال جانور کے پیشاب اور بول و براز کا حکم:

سوال:۔حلال جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہو ان کا پیشاب اور بول و براز نجاستِ خفیفہ ہے یا نجاستِ غلیظہ؟ اور اگر یہ نجاست کپڑے کے ساتھ لگ جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے تو ان کا پیشاب نجاستِ خفیفہ کے حکم میں ہے، البتہ گوبر نجاستِ غلیظہ ہے، نجاستِ خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے (مثلاً آستین) کے ربع کے مقدار سے کم میں لگا ہو تو یہ مانع صلوٰۃ نہیں، اس سے زیادہ مانع صلوٰۃ ہے، جبکہ نجاستِ غلیظہ ایک درہم سے زائد مانع صلوٰۃ ہے۔

قال الحصكفیؒ: "(وعفا) الشارع (عن قدر درهم)......(وهو مثقال)......(فی) نجس (كثيف) له جرم وعرض مقعر الكف فی رقيق من مغلظة كعذرة ودم وخمر وخرأ كل طير لا يذرق فی الهواء كبط أهلی و دجاج وروث وخثیء أفاد بهما نجاسة خرأ كل حيوان غير الطيور وعفی دون ربع جميع بدن و ثوب ولو كبيرًا من نجاسة مخففة كبول مأكول".

قال ابن عابدینؒ: قوله (ولو كبيرًا الخ) اعلم أنهم اختلفوا فی كيفية اعتبار الربع علیٰ ثلاثة أقوال، فقيل: ربع طرف أصابته النجاسة، كالذيل والكم والدخريص إن كان المصاب ثوباً وربع العضو المصاب كاليد والرجل إن كان بدناً.

وصححه فی التحفة والمحيط والمجتبیٰ والسراج وفی الحقائق وعليه الفتویٰ". (رد المحتار علی الدر المختار، باب الأنجاس: ج ۱ ص ۳۱۶ تا ۳۲۲)

وفی الهندية: "وكذلک الخمر والدم المسفوح ولحم الميتة وبول ما لا يؤكل والروث و أخثاء البقر والعذرة ونجو الكلب وخرأ الدجاج والبط والأوز نجس نجاسة غليظة " هكذا فی فتاویٰ قاضی خان (الهندية، الفصل الثانی فی الأعيان النجسة: ج ۱ ص ۴۶) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۰)

== ۳۔ اور اگر کھیت، کھلیان وغیرہ میں دھان، گیہوں وغیرہ گاہتے وقت جانور پیشاب کردیں، تو کوئی حرج نہیں۔

۴۔ اگر حلال جانوروں کا پیشاب تھوڑا یا زیادہ تھوڑے پانی یا کسی کھانے پینے وغیرہ کی چیزوں میں پڑ جائے تو وہ چیزیں ناپاک ہو جائیں گی۔

۵۔ حلال جانوروں کا پیشاب دوا کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت ہے، بشرطیکہ کوئی جائز دوا اس کے قائم مقام نہ ہو، اس کے علاوہ نہیں، مگر اس سے پرہیز بہتر ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۲۸۷ تا ۲۸۹) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۳۳۔۳۴، انیس)

(۱) ومثله فی فتاویٰ قاضيخان علیٰ هامش الهندية، فصل فی النجاسة التی تصيب الثوب: ج ۱ ص ۱۸

حلال گوشت والے جانور کے پیشاب کا حکم:

سوال: ایک مقرر صاحب نے اپنی تقریر کے دوران ایک حدیث کے حوالے سے یہ بات کہی کہ ایک صحابی (جن کی نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی) پر عذاب قبر کا احساس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو اس وقت موجود تھے دریافت فرمایا، تو جواب میں سب نے متقی و پرہیز گار بتلایا، بعد کو ان کی بیوی سے تفتیش پر معلوم ہوا کہ بہت ہی تنگ کمرہ میں رہائش کی وجہ سے جس میں بکریاں بھی باندھی جاتی تھیں، بکریوں کے پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کر پاتے تھے۔

معاً یہ مسئلہ بتلایا کہ گائے، بیل، بھینس، بکری وغیرہ حلال جانوروں کا پیشاب کپڑے کے چوتھائی حصہ تک پڑ جائے تو بھی بلا صاف کئے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

سامعین میں سے ایک شخص نے دونوں مسئلوں کو متضاد سمجھ کر تشریح کرنے کی استدعا کی، تو جواب میں مقرر صاحب موصوف نے صرف ایک حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کر کے تقریر ختم کر دی:

''ایک مریض صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا دودھ اور پیشاب پینے کی ہدایت فرمائی''۔

سائل کے نزدیک مقرر صاحب موصوف نے آخری جواب دے کر اور ذہنی اضطراب میں مبتلا کر دیا۔

(الف) لہذا گذارش ہے کہ یہ بتایا جائے کہ کہیں مقرر نے حدیث کے بیان کرنے میں غلطی تو نہیں کی، اگر کی ہے تو کیا ان پر لازم نہیں آتا کہ سامعین تک حدیث کے حقیقی مفہوم پہونچانے کی کوشش کریں، اور اگر بیان صحیح ہے تو حلال جانوروں کے پیشاب کے کپڑے کے چوتھائی حصہ تک پڑ جانے سے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے، تو پھر انہیں چھینٹوں سے عذاب قبر کیوں ہوتا ہے؟

(ب) نیز یہ بتلایا جائے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اب بھی پینے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر کیا جا سکتا ہے، تو جو لوگ گائے کا پیشاب پیتے ہیں، ان پر ہم معترض کیوں کر ہو سکتے ہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

مقرر صاحب نے جو حدیثیں بیان کی ہیں صحیح ہیں، لیکن حلال جانوروں کے پیشاب کے چوتھائی کپڑے میں لگ جانے کی صورت میں نماز پڑھی جا سکنے کے متعلق جو مسئلہ بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے، بلکہ چوتھائی کپڑے میں لگ جانے کی صورت میں نماز نہیں ہوگی۔

اور چوتھائی سے کم کی صورت میں نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہوگی، ایسی حالت میں نماز پڑھنا گناہ ہے اور کپڑے کا دھونا واجب ہے۔

شرح وقایہ میں:

ومادون ربع ثوب مما خف كبول فرس ومايؤكل لحمه عفو وإن زاد لا. (ج ا ص ۱۳۹)(۱)

عمدۃ الرعایہ میں ہے:

(قوله أى بالنسبة إلىٰ صحة الصلوٰة به لابالنسبة إلى الإثم) فإن إبقاء القدر المعفوعنه وأداء الصلوٰة به مكروه تحريمًا فيجب غسله. (ص ۱۳۹)(۲)

درمختار میں ہے:

كل صلوٰة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها. (ج ا ص ۳۰۷)(۳)

(ب) اب ہرگز نہیں استعمال کیا جاسکتا، کیوں کہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

البحرالرائق میں ہے:

وأجاب فى الهداية عن حديث العرنيين بأنه عليه السلام عرف شفاء هم فيه وحيًا وزاد شارحوها كالإتقانى والسكاكى جوابًا اٰخر بأن ذلك كان فى ابتداء الإسلام ثم نسخ بعد أن نزلت الحدود ألا ترى أن النبى صلى الله عليه وسلم قطع أيديهم وأرجلهم وسمل أعينهم حين ارتدوا واستاقوا الإبل وليس جزاء المرتد إلا القتل، فعلم أن إباحة البول انتسخت كالمثلة. (ج ا ص ۱۱۴)(۴)

مقرر صاحب کو مناسب تھا کہ مسئلہ کو صفائی سے بیان کر دیتے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ احیاء العلوم جلد اول، ص ۲۴۲، ۲۴۳)

جائے نماز پر بکری پیشاب کر دے:

سوال: جائے نماز مسجد پر دو ماہ سے کم عمر کی بکری کے بچہ نے پیشاب کیا، اس وقت ایک صاحب نماز پڑھ رہے

---

(۱) ترجمہ: نجاست خفیفہ جو چوتھائی کپڑے سے کم میں لگی ہو، جیسے گھوڑے اور ہر اس جانور کا پیشاب جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، معاف ہے اور اگر زیادہ ہو تو نہیں۔

(۲) ترجمہ: قابل معافی مقدار کا باقی رکھنا اور اسی میں نماز پڑھ لینا مکروہ تحریمی ہے، اس کا دھونا واجب ہے۔

(۳) ترجمہ: جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو وہ واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

(۴) ترجمہ: حدیث عرنیین کا ہدایہ میں جواب دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم تھا کہ ان لوگوں کی شفا اسی میں ہے، اس کے علاوہ دیگر شارحین مثلاً اتقانی اور سکاکی وغیرہ نے ایک دوسرا جواب بھی دیا ہے وہ یہ کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا، پھر جب حدود شرعیہ کے متعلق احکام آ گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتد ہونے پر اونٹ کو ہنکا لیجانے پر ان کے ہاتھ پاؤں کٹوائے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروائی، حالانکہ مرتد کی سزا صرف قتل ہے، پس معلوم ہو گیا کہ جس طرح مثلہ کرنا منسوخ ہو گیا، اسی طرح ماکول اللحم جانور کے پیشاب کی اباحت بھی منسوخ ہو گئی۔

تھے، نماز پڑھنے والے صاحب کا کہنا ہے کہ یہ ایک دو دن قبل کا واقعہ ہے، ہم نے جائے نماز کو اور جائے نماز نکال کر اس کی جگہ کو دھویا ہے، اس سلسلہ میں بتائیں کہ کیا بکری کے بچہ کا پیشاب ناپاک ہے؟ سو جس نے اس جائے نماز پر نماز پڑھی کیا اس کی نماز مقبول ہوئی۔ (محمد لطیف الدین، سنگاریڈی)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

بکری کا پیشاب بھی ناپاک ہے، خواہ دو ماہ ہی کی کیوں نہ ہو، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق پیشاب سے بچنے کا حکم دیا ہے۔(۱) حرام اور حلال جانوروں میں صرف اس قدر فرق ہے کہ حرام جانوروں کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور حلال جانور کا پیشاب جس میں بکری بھی داخل ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نجاست خفیفہ یعنی کمتر درجہ کی نجاست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے:

''وبول مایؤکل لحمه ... مخفف. (۲)

پیشاب خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتا، ایسی نجاست کو فقہ کی اصطلاح میں نجاست غیر مرئیہ کہتے ہیں یعنی نہ دیکھی جانے والی ناپاکی۔ اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں نجاست لگی ہو اسے تین بار دھویا جائے:

و إن كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات. (۳)

لہٰذا اگر جائے نماز کو تین بار دھویا گیا تو جائے نماز پاک ہو گئی، اس کے بعد اس پر جو نمازیں پڑھیں گئیں وہ درست ہیں، جہاں تک اس زمین کی بات ہے تو اس پر پانی بہا دینا بھی کافی ہے بلکہ زمین کا خشک ہو جانا بھی کافی ہے بشرطیکہ اس جگہ نجاست کی بو باقی نہ رہے، ہاں جن لوگوں نے جائے نماز دھلنے سے پہلے نماز ادا کی ہے اور بکری کا پیشاب پوری جائے نماز کے اس حصہ پر رہا ہو جہاں اعضائے سجدہ رکھے جاتے ہیں، تو ان کو نماز لوٹا لینی چاہیے، جن حضرات کو علم نہ ہو پائے، امید ہے کہ خدائے کریم ان کی اس نماز کو قبول فرمالیں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(کتاب الفتاویٰ:۲/۸۸-۸۹)

کیا گاہتے وقت، بیل کے غلہ پر پیشاب کرنے سے، غلہ ناپاک ہو جائے گا:

سوال: غلہ گاہنے کے وقت یعنی جب اس پر بیلوں کو چلاتے ہیں، اگر بیل غلہ پر پیشاب کردے، تو غلہ ناپاک ہو جائے گا یا کیا حکم ہے؟

---

(۱) عن أبی أمامة رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: اتقوا البول فإنه أول ما یحاسب به العبد فی القبر (الترغیب والترہیب:۱۴۱)

(۲) الفتاویٰ الهندیة:۱/۴۶۔

(۳) الفتاویٰ الهندیة:۱/۴۲۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

ناپاک ہوجائے گا، لیکن اگر اس کو شرکاء آپس میں تقسیم کرلیں، یا اس میں سے کچھ صدقہ کردیں یا کچھ پاک کرلیں یا کچھ فروخت کردیں، تو بقیہ پاک سمجھا جائے گا، شامی: ۱/۲۱۸۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۳۳)

بیل وغیرہ غلہ گاہنے میں پیشاب کرے تو اس کا کیا حکم ہے:

سوال: سوال یہ ہے کہ غلہ گاہنے میں بیل پیشاب وغیرہ وہیں کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ اور کہاں مذکور ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

قال فی ردالمحتار فی بیان المطہرات: وقسمه مثلي، الخ. (باب الأنجاس: ص ۳۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ تقسیم بھی بعض صورتوں میں مطہر ہے اور وہ یہی صورت ہے کہ بیل غلہ گاہنے میں پیشاب کردیتے ہیں، تو بعد تقسیم کے سارا غلہ پاک ہوجاتا ہے، کیونکہ شبہ ہوگیا کہ پیشاب اس میں ہے یا اس میں ہے، یقین نہ رہا کہ اسی میں ہے، اس لئے اب کا اس کا کھانا جائز ہے اور تقسیم کی صورت یہ ہے کہ یا تو غلہ میں چند شرکاء ہوں جو باہم اپنے حصص تقسیم کرلیں یا کوئی شریک نہیں، مگر غلہ میں سے کچھ فروخت کیا گیا یا کسی کو ہبہ کیا گیا یا مسکینوں کو دیا گیا تو اس سے بھی یہ بات یقینی نہ رہی کہ پیشاب کس حصہ میں ہے، زوال یقین نجاست کی وجہ سے طہارت کا حکم دیا گیا۔

وأما عند محمد فبول مایؤ کل لحمه طاهر فلاحاجة إلى القسمة. (۱) واللہ اعلم

۲۴/ ذی قعدہ ۴۸ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۹۹، ۴۰۰)

وہ غلّہ جس پر جانور پیشاب کرتے ہیں وہ کیسے پاک ہوگا:

سوال: دریں جا گندم وغیرہ اجناس بذریعہ نرگاواں از کاہ الگ می کشیدند ہماں وقت نرگاواں دروے بول و براز میکنند آں غلّہ بچہ طریق پاک خواہد شد؟ (۳)

---

(۱) "(كما لو بال حُمرٌ)...... (على) ......(حنطة تدوسها، فقسّم أوغسل بعضه) أو ذهب بهبة أوأكل أوبيع......،(حيث يطهر الباقي)، وكذا الذاهب، لاحتمال وقوع النجس في كل طرف كمسألة الثوب". (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب في حكم الصبغ الخ: ۱/۵۳۵، سعید)

(۲) دیکھا جائے: ردالمحتار، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة الخ: ج ۱ ص ۳۱۹، بیروت، انیس

(۳) خلاصۂ سوال: یہاں گندم وغیرہ غلہ جات جانوروں کے ذریعہ گاہتے ہیں، اس وقت جانور اسی غلہ میں پاخانہ پیشاب کردیتے ہیں، تو وہ غلہ کیسے پاک ہوگا؟ انیس

الجواب

آں غلّہ بعد تقسیم وغیرہ تصرفات پاک است ۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۵۷) ☆

اس نیت سے کچھ غلہ وغیرہ صدقہ کرنا کہ بیل کے پیشاب پاخانہ سے ناپاک غلہ پاک ہو جائے:

سوال: زمیندار جو دانہ وغلہ نکالنے کے وقت، تھوڑے سے دانے دانوں کے انبار میں سے، اللہ کے واسطے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیل جو پیشاب و پاخانہ غلہ کو روندتے وقت کر دیتے ہیں، ان کو یہ نکالے ہوئے کم وبیش دانے، پاک کر دیتے ہیں جیسے کہ زکوٰۃ۔ تحریر فرمائیے کہ نکالنے چاہیے یا نہیں اگر نکالنے چاہیے تو نکالنے کا کیا اندازہ ہو؟

الجواب

جو غلہ زمین دار اس نیت سے نکالتے ہیں کہ روندتے وقت بیلوں نے جو پیشاب و پاخانہ کر دیا تھا اس کی طہارت ہو جائے، تو زمین داروں کا یہ فعل درست اور ٹھیک ہے۔ اس ترکیب سے سارا غلہ پاک ہو جاتا ہے، جو سائل کو دیا اور جو باقی بچا ہے، اور غلہ کی اتنی مقدار نکالنا چاہیے جتنا کے اندازاً بیلوں کے پیشاب و پاخانہ سے خراب ہوا تھا۔

ولو بالت الحمر على الحنطة حال الدوس فذهب بعض الحنطة فالباقي طاهر وكذا الذاهب أيضًا. (كبيرى مجتبائى: ص ٢٠٣) (كما لو بال حمر)...... (علىٰ) نحو (حنطة تدوسها فقسم أوغسل بعضه) أو ذهب بهبة أو أكل أو بيع (حيث يطهر الباقي) وكذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس فى كل طرف، درمختار، مختصرًا. (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۲/۲۸۵-۲۸۶)

---

(۱) وہ غلہ تقسیم وغیرہ کے بعد پاک ہے۔ انیس

(كما لو بال حمر) خصها لتغليظ بولها اتفاقًا (علىٰ) نحو (حنطة تدوسها فقسم أوغسل بعضه) أو ذهب بهبة أو أكل أو بيع كمامر (حيث يطهر الباقي) وكذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس فى كل طرف كمسئلة الثوب (درمختار) قوله خصها الخ فيعلم الحكم فى غيرها بالدلالة، ابن كمال. (رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب فى حكم الصبغ الخ: ۱/۳۰۲، ظفیر)

☆ **کھلیان کا غلہ پاک ہے:**

سوال: خرمن گاہ میں جبکہ غلہ تیار کرتے ہیں، تو نرگاواں کا پیشاب اور گوبر غلہ گندم وغیرہ میں جذب ہوتا ہے، پھر غلہ کے جواز کی صورت کس طرح پر ہے؟

الجواب

جب وہ تقسیم ہو گیا سب کے حق میں پاک ہو گیا اگر کچھ اثر گوبر کا دیکھی تو صاف کر دیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص۲۴۶)

(۲) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب فى حكم الصبغ الخ: ۱/۳۲۸، بیروت، انیس

بلی وغیرہ کے پیشاب کرنے پر اناج کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: اگر اناج (غلہ) میں کوئی جانور بلی وغیرہ پیشاب کر دے، تو اس کی پاکی کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب

اگر بلی نے گیہوں وغیرہ جیسے اناج میں پیشاب کر دیا ہو، تو جتنی مقدار میں پیشاب ہوا اور وہ غلہ پھولا نہ ہو، یعنی اس کے اندر پیشاب سرایت نہ کیا ہو، تو اسے تین بار دھو دینے سے پاکی حاصل ہو جائے گی۔

لیکن اگر چوہے یا اس جیسے چھوٹے جانور (جو گھروں میں رہتے ہیں) نے غلہ میں پیشاب کر دیا تو یہ قابل عفو ہے:

أما بول الفأرة فالضرورة فيه غير متحققة، إلاّ علىٰ تلك الرواية الظاهرة المارة التي ذكرها الشارح أن عليها الفتوىٰ، لكن عبارة التاتارخانية: بول الفأرة وخرءها نجس، وقيل بولها معفو عنه، وعليه الفتوىٰ. (ردالمحتار، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة الخ: ۱/۵۲۳)

لیکن احتیاط اس میں ہے کہ پاکی حاصل کر لی جائے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۸۲و۲۸۳)

دریائی جانور کے پیشاب کی پاکی ناپاکی کا مسئلہ:

سوال: دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے۔(۱)

جیسا کہ مائی المولد کی تشریح میں کتب فقہ درمختار وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے:

"فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه".

اور اس سے پہلے ہے:

"ومائي مولد ولو كلب الماء وخنزيره كسمك وسرطان وضفدع الخ". (درمختار)(۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۰۲-۳۰۳)

---

(۱) **بحری حیونات کے فضلے پاک ہیں:**

(۱) پانی کے ایسے تمام جانور جیسے مچھلی، کیکڑا وغیرہ ان کے جسم سے نکلنے والا مادہ پاک ہے جیسے خون، رال وغیرہ نکلے یا ان کا بٹ نکلے۔

(۲) مینڈک جو پانی میں رہتے ہیں اور خشکی پر بھی رہتے ہیں ان کے کودتے وقت جسم سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔(طہارت کے احکام ومسائل: ص۲۰، انیس)

(۲) **الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب حكم سائر المائعات: ۱/۱۷۱** ظفیر

بحری جانور کے پیشاب کا حکم:

سوال: دریائی جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ امر محقق نہیں ہے کہ دریائی جانوروں کو پیشاب ہوتا ہے۔ چنانچہ مچھلی و مینڈک جو کنوؤں میں یا چھوٹے تالابوں میں رہتے ہیں ان کو ناپاک نہیں قرار دیا جاتا۔ اور ماسوی مچھلی اور مینڈک کے جو دوسرے دریائی جانور غیر ماکول اللحم ہیں اگر ان کو پیشاب ہوتا ہے تو ناپاک ہے۔

لقوله عليه الصلوة والسلام: استنزهوا من البول. (۱)

وهذا القول لعمومه يشمل جميع الأبواب، مگر یہ مسئلہ مصرحہ فقہ کی کتابوں میں نظر سے نہیں گزرا۔ واللہ اعلم

حررہ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۵-۷۶)

مینڈک کا پیشاب:

سوال: بول غوک پاک است یا نہ اگر ناپاک کدام ناپاک؟ (۲)

الجواب

في الدر المختار، ج۱ص۲۹۳، في النجاسة الغليظة: وبول غير مأكول.

پس بنا بریں قاعدہ بول غوک نجس غلیظ است، البتہ در غوکے کہ در آب می ماند حکم نجاست نکردہ شود، **للضرورة.** (۳)

كما في الدر المختار، مسائل البئر: (و لا نزح) في بول فأرة في الأصح، فيض.

وفي رد المحتار: ولعلهم رجحوا القول بالعفو للضرورة. (۴)

۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ، تتمہ اولیٰ، صفحہ ۵۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۲۱)

نجاست غلیظہ بقدر درہم کا دھونا واجب نہیں:

سوال: نجاست غلیظہ گاڑھی، مثقال بھر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو کیا از روئے طحطاوی و مراقی دھونا واجب نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) **رواه الدارقطني: ص۴۷، عن حديث أبي هريرة رضی اللہ عنہ وقال: الصواب مرسل** (مطبع انصاری) محمد خالد غفرلہ

(۲) خلاصۂ سوال: مینڈک کا پیشاب ناپاک ہے یا نہیں، اگر ناپاک ہے تو کیسی ناپاکی ہے؟ انیس

(۳) مینڈک کا پیشاب ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ ہے، لیکن آبی مینڈک میں ضرورت کی وجہ سے پانی کو ناپاک نہیں کہیں گے۔ سعید احمد

(۴) **الدر المختار مع رد المحتار، فصل في البئر، قبيل مطلب في الفرق بين الروث الخ۔** انیس

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

مفتیٰ بہ قول عدم وجوب کا ہے۔(۱)

---

(۱) کائنات کی اکثر چیزیں پاک ہیں اور صرف چند چیزیں ناپاک ہیں، اور جو ناپاک چیزیں ہیں ان سے بچنے کا حکم ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپاک چیزوں میں ملوث ہونے سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہوئے یہ دعا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناپاک وگندی اور خبیث چیزوں سے اور شیطان رجیم سے''۔(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۲۹۸)

اور جب ضرورت کے وقت پاخانہ، پیشاب کی جگہ بیت الخلا میں جاتے تو اللہ کا نام اندر نہ لیتے اور نہ انگوٹھی لے کر جاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نقش تھا، بلکہ اس کو اتار کر رکھ دیتے تب جاتے، یوں تو ناپاک چیزوں سے اپنے بدن وکپڑے وغیرہ کو ہر وقت بچائے رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، مگر خاص طور پر نماز کے لیے بدن وکپڑے اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ناپاک چیزیں یہ ہیں:

۱۔ جامد اور ٹھوس۔

۲۔ بہنے والی (مائع)۔

ان میں بعض دکھائی دینے والی ہوتی ہیں اور بعض دکھائی نہ دینے والی، اور حکم کے اعتبار سے ان دونوں کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ نجاست غلیظہ۔

۲۔ نجاست خفیفہ۔

ان دونوں قسم کی نجاستوں میں اس اعتبار سے فرق ہے کہ نجاست خفیفہ کو شریعت ہلکی وکم تر نجاست قرار دے کر اس کی بڑی مقدار لگنے میں صرف چھوٹی مقدار معاف کرتی ہے۔اس کی تفصیل نجاستوں کو پاک کرنے کے ذیل میں آگے آرہی ہے۔یہاں دونوں طرح کی نجاستوں کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حرام وناپاک اشیا کے بارے میں کہا ہے:

ترجمہ: ''تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا ہوں اس وحی میں جو مجھ کو پہنچی ہے، کسی چیز کو حرام کھانے والے پر جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو، یا بہتا ہوا خون ہو، یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے، یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا، پھر جو کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جائے نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی کرے، تو تیرا رب بڑا معاف کرنے والا ہے۔(سورۃ الانعام:۱۴۵)

مردار:

۱۔ آیت میں پہلی چیز مردار کو حرام ونجس بتایا گیا ہے۔

مردار: ہر ایسے مردہ جانور کو کہا جاتا ہے جس کے بدن میں بہتا ہوا خون ہو اور اس کو شرعی طریقہ پر ذبح نہ کیا گیا ہو، ایسے تمام مردار جانور حرام اور ناپاک (نجاست غلیظہ) ہیں۔

۲۔ البتہ ایسے کیڑے مکوڑے، مچھر، مکھی، جراثیم، چیونٹی وغیرہ جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا ہے، وہ مرنے کے بعد بھی ناپاک نہیں ہوتے ہیں۔(فتح القدیر:۱/۷۵، مراقی الفلاح:۱/۲۵)

خنزیر:

جانوروں میں خنزیر نجس عین ہے، وہ کسی حال میں پاک نہیں ہوتا ہے چاہے اس کو شرعی طور پر ذبح کرے یا نہ کرے، اس کا گوشت، اس کی ہڈی، چمڑا، بال سب ہی ناپاک (نجاست غلیظہ) ہوتے ہیں۔(فتح القدیر:۱/۷۵، مراقی الفلاح:۱/۲۵) ==

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالٰى تحت قوله(وإن كره تحريمًا):...... والأقرب أن غسل الدرهم ومادونه مستحب مع العلم به والقدرة علٰى غسله، فتركه حينئذ خلاف الأولٰى. (رد المحتار،باب الأنجاس،قبيل مطلب فى طهارة بوله صلى الله عليه وسلم :۲۹۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ۷/محرم ۹۳ھ ۔(احسن الفتاویٰ:۲/۹۵۔۹۶)

خون: ==

۱) انسانی وحیوانی بدن سے نکلنے والا خون بھی حرام ونجس (نجاست غلیظہ) ہے۔

۲) اگر کسی حیوان میں اصلی خون نہ ہو، جیسے پانی میں پیدا ہونے والے حیوانات مچھلی ،مینڈک، وغیرہ کا خون یا ان میں بہت کم خون ہو اور جس میں بہنے کی صلاحیت نہ ہو، جیسے مچھر، جوں وغیرہ کا خون اسے اللہ تعالیٰ نے نجس نہیں قرار دیا ہے،لیکن ان کو بھی دھو کر صاف کرنا چاہیے، البتہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے اور اسی حالت میں کوئی نماز ادا کرے تو نماز ہو جائے گی۔

۳) اسی طرح حیوانات کے بدن کا وہ خون جو ذبح کے بعد ان کے گوشت، رگ، دل، طحال اور جگر میں باقی رہ جاتا ہے اور وہ بہنے والا نہیں ہوتا ہے، وہ ناپاک نہیں ہے۔

۴) البتہ اگر خون بہنے کے بعد گوشت میں لگ جائے تو وہ خون ناپاک ہوگا۔

۵) اگر طحال یا دل چیرنے کے بعد خون نظر آئے اور وہ بہے نہیں، تو نجس نہیں اور اگر بہہ جائے تو نجس ہوگا۔

۶) سام ابرص یا ایسا حیوان جس کے جسم میں خون ہوتا ہے اور اس کو چیرنے پر خون بہنے لگتا ہے تو وہ خون ناپاک ہے۔

۷) اسی طرح خون کا دھوں بھی ناپاک ہوتا ہے، اگر وہ کپڑے یا کسی چیز میں لگ جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔

۸) لیکن اگر گوشت میں الگ سے دم سائل نہ لگے اور وہ بغیر دھوئے اسی طرح پکا دیا جائے اور ہانڈی میں اس کی سرخی یا زردی لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔(الفتاویٰ التاتارخانیۃ:۲۹۰/۱، ردالمحتار:۲۱۹/۱، البحرالرائق:۲۴۱/۱)

۹) اگر گوشت پر دم مسفوح (بہنے والا خون) لگ کر جم جائے تو وہ خون نجس ہوگا۔

۱۰) ذبح کرنے کے بعد حلق میں جو خون رہ جاتا ہے وہ بھی نجس ہے۔(الطحطاوی:۸۳/۱)

۱۱) حیض ونفاس اور استحاضہ کا خون نجس ہوتا ہے۔

۱۲) نکسیر پھوٹنے یا فسد سے جو خون نکلتا ہے وہ بھی نجس ہوتا ہے۔(البحرالرائق:۲۴۱/۱)

۱۳) دانت، حلق یا بلغم کے ساتھ نکلنے والا خون چاہے بہنے والا ہو یا نہ ہو نجس ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیۃ:۲۹۴/۱، ردالمحتار:۲۱۹/۱)

۱۴) آنکھ آنے کے بعد اگر آنکھ سرخ ہو کر زخم کی طرح ہو جائے اور اس سے خون آنے لگے تو وہ نجس ہوگا۔
(ردالمحتار:۲۱۹/۱، البحرالرائق:۲۴۱/۱)

۱۵) ہر طرح کے زخم کا خون نجس ہوتا ہے۔(البحرالرائق:۲۴۲/۱)

۱۶) شہید کے جسم پر جو خون لگا ہوا ہو وہ اس کے بدن و کپڑے کی حد تک پاک ہے، اگر دوسرے کے بدن یا کپڑے وغیرہ میں لگ جائے تو ناپاک ہوگا۔

۱۷) پیپ جو زخم سے نکلے یا پانی جو پھوڑے پھنسی سے بہے، وہ بھی ناپاک ہوتا ہے، مگر جو تھوڑا ہو اور نہ بہے اس کی نجاست معاف ہے۔

پاخانہ:

پاخانہ نجس وناپاک شیء ہے اگر کسی کے بدن یا کپڑے وغیرہ میں لگ جائے تو اس کو دھو کر صاف کرنا ضروری ہوگا۔ ==

نجاست غلیظہ کبھی خفیفہ بنتی ہے یا نہیں:

سوال: نجاست غلیظہ تھوڑی دھونے سے خفیفہ رہ جاتی ہے، یا کسی حدتک کیوں نہ دھوئی جائے غلیظہ ہی رہے گی؟

== رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''کپڑا پانچ نجس چیزوں کے لگنے سے دھویا جائے گا، پیشاب، پاخانہ، منی، خون اور قئے''۔(سنن دار قطنی، حاشیہ ہدایہ:۱/۵۷)

لیکن ہرطرح کے پاخانہ یاپرندوں کی بیٹ لگنے سے کپڑے کودھوناواجب نہیں ہے، بلکہ بعض جانوروں اور پرندوں کی بیٹ کوپاک قرار دیا گیا ہے، یاضرورت کی بناپران کی ناپاکی کومعاف کردیا گیا ہے۔

انسانی پاخانہ:

۱۔ البتہ انسانی پاخانہ ہرحال میں ناپاک ونجس ہوتاہے(نجاست غلیظہ) چاہے کسی بڑے آدمی کا ہو یا چھوٹے بچہ کا، مرد کا ہو یا عورت کا اور چاہے سوکھا ہو یا گیلا۔

۲۔ انسانی پاخانہ کوفروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے کہ وہ نجس چیز ہے۔

۳۔ البتہ انسانی پاخانہ سے گیس پیدا کرنا یااس سے بجلی پیدا کرنااوراس کی روشنی کواستعمال میں لانا جائز ہے۔

۴۔ لیکن انسانی پاخانہ کوجلانااوراس پر ہاتھ سینکنایا کھانا بنانا مکروہ ہے۔

حیوانی پاخانہ:

۱۔ حیوانی پاخانہ میں گوبر، لید وغیرہ بھی ناپاک ونجس ہوتاہے، البتہ اس میں تفصیل ہے، بعض حیوانات کی لید نجاست غلیظہ ہوتی ہے اور بعض کی نجاست خفیفہ۔

نجاست غلیظہ:

۲۔ رینگنے والے حیوانات میں سانپ اور چھچھوندر کی بیٹ نجاست غلیظہ ہے۔

۳۔ اسی طرح مرغی، بطخ، لقلق وغیرہ حلال پرندوں کی بیٹ جو بہت بدبودار ہوتی ہے یا حرام پرندوں کی بیٹ بھی جیسے گدھ وغیرہ کی بیٹ بہت بدبودار ہوتی ہے یہ سب نجاست غلیظہ ہے۔

۴۔ چوپایوں میں خنزیر، کتا، بلی اور دیگر پھاڑ کھانے والے حرام جانوروں کی لید نجاست غلیظہ ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیۃ:۱/۲۸۸)

نجاست خفیفہ:

۵۔ البتہ ایسے حلال جانور جو عام طور پرانسانی ماحول میں رہتے ہیں اور گھروں میں اور سڑکوں پر گوبرولید کرتے ہیں، جیسے گائے، بیل، بھینس کا گوبر یا گدھا گھوڑے کی لید یا بکری، خصی، بھیڑ، دنبہ وغیرہ کی مینگنی، یہ نجاست خفیفہ کے حکم میں ہے۔

۶۔ سڑکوں پر گوبر، لید وغیرہ سے جو مٹی ملی ہوتی ہے، وہ بھی ضرورۃً معاف ہے، گرچہ زیادہ لگ جائے، لیکن دھونا بہتر ہے۔

۷۔ چوہے کی مینگنی بھی ناپاک ہوتی ہے، لیکن اگر ایک دو مینگنی تیل، گھی، آٹا یا سرکہ میں گرجائے تو نجس نہ ہوگا، البتہ مزہ میں اگر اس کا اثر آجائے تو ناپاک ہوجائے گا اوراس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔(الفتاویٰ التاتارخانیۃ:۱/۲۸۸۔۲۸۹)

۸۔ اوپلے جو حیوانی لید وگوبر کے ہوتے ہیں ان کا استعمال جلانے کے لیے جائز ہے۔(ردالمحتار:۵/۴۶)

پیشاب:

پیشاب ناپاک ہے، اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیشاب سے بچو، کیوں کہ زیادہ تر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔ چونکہ پیشاب عذاب قبر کا باعث ہے اور وہ ناپاک ونجاست غلیظہ ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے، البتہ بعض پیشاب پاک ہے، جیسے دریائی جانوروں کا پیشاب۔(طہارت کے احکام ومسائل:ص ۲۵ تا ۳۱، انیس)

الجواب

نجاست غلیظہ جب تک بالکل اس کا ازالہ نہ کیا جاوے، نجاست غلیظہ ہی رہتی ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲/۳۳۲)

نجاست غلیظہ کی قدر عفو کی تحقیق:

سوال: قمیص کی آستین پر چار پانچ چھینٹیں گندے پانی کی یا پیشاب کی یا اور کسی نجاست کی لگ گئیں، اور بھول کر اسی قمیص سے نماز پڑھ لی، تو نماز ہوگئی یا اعادہ واجب ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

اگر نجاست دلدار ہو، جیسے گوبر وغیرہ تو چھینٹوں کے مجموعہ کا وزن بقدر ایک مثقال = ۵ ماشہ = ۸۶ء۴ رگرام ہو، یا اس سے کم ہو تو نماز ہو جائے گی، پھیلاؤ میں خواہ کتنا ہی زیادہ ہو، اور اگر پتلی نجاست ہو تو مثلاً نجس پانی یا پیشاب وغیرہ تو پھیلاؤ میں ہتھیلی کے گہراؤ کے برابر معاف ہے۔

حضرات فقہار حمہم اللہ تعالیٰ نے ہتھیلی کے گہراؤ کی وسعت معلوم کرنے کے لیے یہ طریقہ لکھا ہے کہ چلو میں پانی بھر کر ہتھیلی کو پھیلا دیا جائے جتنی جگہ میں پانی ٹھہرا رہے اتنی وسعت مراد ہے، اکابر نے اس کی مقدار ایک روپیہ کے برابر تحریر فرمائی ہے، مگر آج کل دھات کا روپیہ بالکل غائب ہو چکا ہے اور ہتھیلی کی پیمائش آسان نہیں، اس لیے اس کی پیمائش کو ضبط کرنے کی ضرورت محسوس کر کے بندہ نے بطریق مذکور متعدد بار احتیاط سے پیمائش کی تو قطر = ۱ء۱ / ۱ انچ ۵۷ء۲ رسنٹی میٹر ہوا، اس کے بعد اتفاق سے ایک روپیہ دھات کامل گیا، تو اس کا قطر بھی اس کے مطابق پایا، لہذا درہم کی کل پیمائش مربع ۲ / ۱، قطر پائی = ۹۵ء۰ / ۱ انچ = ۹۴ء۵ رسنٹی میٹر ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳ / رجب ۹۱ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۸۹)

مقدارِ درہم کی تشریح:

سوال: درہم کے عرض اور مقدار عفو میں کہ جس سے نماز ہو جاتی ہے، ذرا تردد ہے۔ آیا نجاست رقیقہ درہم سے کم اگر کپڑے کو یا بدن پر لگ جائے جس سے نماز ہو جاتی ہے، وہ آج کل کے سکہ کے موافق کس قدر ہوتی ہے، روپیہ کے برابر یا اٹھنّی کے برابر یا چونّی کے، اور قعر کف جو درہم کی مساحت فقہا تحریر فرما رہے ہیں۔ آج کل کے سکّوں میں سے تقریباً کس کے برابر ہوتی ہے۔ الغرض رقیق نجاست جس کے لگ جانے سے نماز ہو جاتی ہے، آج کل کے سکّوں میں سے تقریباً کس کے برابر سمجھیں۔

---

(۱) (وکذا يطهر محل نجاسة)...... (مرئية)...... (بقلعها) الخ. (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب فى حكم الصبغ الخ:۱/۳۰۳۔ ظفیر)

الجواب

قدر درہم نجاست غلیظہ معاف ہے، اور مقدار اس کی نجاست کثیفہ میں وزن مثقال یعنی ۴ ۱/۲ ماشہ ہے۔(۱) اور نجاست رقیقہ میں بقدر مقعر کف ہے، جو تقریباً ایک روپے کے دور کی برابر ہے اور شامی میں منقول ہے کہ ملا مسکین نے اس کی یہ تشریح فرمائی ہے کہ ہتھیلی پر پانی ڈالا جائے ہتھیلی کو کھول کر اور پھیلا کر جس مقدار میں پانی ٹھہر جاوے وہ مقدارِ مقعر کف ہے اور وہی مراد ہے، سو ظاہر ہے کہ وہ مقدار ایک روپے کے برابر ہوتی ہے، اس کو تجربہ بھی کرلیا جاوے۔

قال ملامسکین :"و طریق معرفته أن تغرف الماء بالید ثم تبسط فما بقی فهو مقدار الکف الخ" باب الأنجاس. (شامی:۱/۲۱۱)(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۳۲-۳۳۳)

نجاست غلیظہ کے قدر عفو سے زائد ہونے پر پاکی ناپاکی کا حکم:

سوال: ہماری مسجد کے امام فجر کی نماز میں مسجد کے اندر گئے، فرش پر نجاست غلیظہ پڑی ہوئی تھی، اس پر امام صاحب کا پیر پڑ گیا اور بائیں پیر میں نجاست اتنی لگ گئی کہ مسجد کی چٹائی پر اپنا پیر رگڑا۔ چٹائی پر قریب ڈیڑھ ہاتھ نجاست لگی ہوئی پائی گئی، امام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر کو رگڑ لیا تھا، چٹائی پر اور اسی طرح فجر کی نماز بنا پانی سے دھوئے پیر کے، نماز فجر کی جماعت پڑھا دی، کیا ایسی صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز درست ہوگئی۔ جب امام نے سلام پھیرا تو ٦ منٹ طلوع کے باقی تھے۔ ایک مقتدی جماعت کے بعد آیا تو گھڑی دیکھ کر اپنی نماز منفرد پڑھی۔ ایسی صورت میں نماز ہوئی کہ نہیں، امام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنا پیر چٹائی پر رگڑ لیا تھا۔ غلاظت کے متعلق جو دو آدمی چٹائی دھونے کے لئے گئے تھے ان کا کہنا تھا کہ غلاظت بلی یا کتے کی تھی، امام صاحب کہتے ہیں کہ جب میرا پیر اندھیرے میں غلاظت پر پڑا تو میں نے یہ سمجھا کہ یہ غلاظت چمگادڑ کی تھی تو میں نے چٹائی پر اپنا پیر رگڑ لیا۔ ایسی صورت میں نماز درست ہوئی یا فجر کی نماز کا اعادہ کرنا تھا۔

هو المصوب

صورت مسئولہ میں نجاست معاف مقدار سے زیادہ ہے، اسی لئے نماز نہیں ہوئی، اعادہ ضروری ہے۔(۳)

---

(۱) (وعفا) الشارع (عن قدر درهم)...... (وهو مثقال) عشرون قیراطًا (فی) نجس (کثیف) له جرم. (تنویر الأبصار مع الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، باب الأنجاس، قبیل مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم:۱/۲۹۱-۲۹۲، ظفیر)

"وأفاد فی البحر: أن الدرهم هنا غیره فی باب الزکوٰة الخ" شامی. (رد المحتار، باب الأنجاس، تحت قوله وهو مثقال:۱/۱۹۳-ظفیر)

(۲) رد المحتار، قبیل مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم:۱/۲۹۳-ظفیر

(۳) (وعفا) الشارع (عن قدر الدرهم) ......وإن کره تحریماً فیجب غسله ومادونه تنزیهاً فیسن وفوقه مبطل فیفرض. (الدر المختار علٰی صدر الرد:۱/۵۲۱)

نوٹ: نجاست غلیظہ میں معاف مقدار ایک درہم یعنی ایک روپیہ کی مقدار ہے۔(ناصر علی)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۸۹و۲۹۰)

تطہیر اشیا کے طریقوں کی تعداد اور مکمل تفصیل:

سوال: تطہیر اشیا کے کیا کیا طریقے ہیں اور ان میں کیا تفصیل ہے؟

الجواب

تطہیر اشیا کے دس طریقے ہیں:

(۱) دھونا، جیسے ناپاک کپڑا وغیرہ اسی طریقے سے پاک کیا جاتا ہے۔

(۲) پھیر لینا۔ یہ طریقہ ان اشیا کے لئے مخصوص ہے جو شفاف ہوں، جیسے آئینہ، تلوار وغیرہ۔

(۳) فرک۔ کھرچنا، یہ طریقہ منی سے تطہیر کے لئے ہے۔ عالمگیریہ میں اس کو مطلق چھوڑا گیا ہے۔ لیکن ''العرف الشذی'' میں حضرت شاہ صاحبؒ نے اس طریقہ کو قرون اولیٰ کے ساتھ بایں وجہ مخصوص قرار دیا ہے کہ اس زمانہ میں منی بہت غلیظ ہوتی تھی، اور آج کل عام طور سے منی کی رقت شائع ہے، اس لئے منی رقیق کے لئے محض فرک کافی نہیں۔

(۴) ملنا اور رگڑنا، (حت و دلک) اور یہ طریقہ اس صورت کے لئے ہے جبکہ نجس چیز ثخین ہو اور نجاست متجسد (یعنی خشک ہونے کے بعد نظر آنے والی) ہو۔

(۵) سوکھ جانا، یہ حکم زمین اور اس میں گڑی ہوئی چیزوں کے لئے ہے، جیسے دیواریں، درخت، اینٹیں وغیرہ، یہ تمام چیزیں صرف سوکھ جانے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

(۶) جلانا، گوبر اور نجس کیچڑ اس طریقے سے پاک ہو جاتے ہیں، اسی طرح اگر بکری وغیرہ کا سر جو خون میں لتھڑا ہوا ہو اس قدر جلایا جائے کہ خون بالکل زائل ہو جائے تو وہ طاہر ہو جاتا ہے۔

(۷) ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل کر دینا استحالہ، مثلاً شراب کو کسی نئے مٹکے میں سرکہ بنا دینا، یہ بھی تطہیر کا سبب بن جاتا ہے۔

(۸) دباغت، خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالوں کو دھوپ میں رکھ کر یا نمک لگا کر مدبوغ کر لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہیں۔

(۹) ذکاۃ یعنی حیوان کا ذبح کر دینا اس کی جلد کو پاک کر دیتا ہے اور گوشت کو بھی خواہ وہ حیوان غیر ماکول ہو۔

(۱۰) نزح، یعنی اگر کنویں میں نجاست گر جائے تو اس کی مناسبت سے کنویں کا پانی کھینچ لینا۔

یہ دس طریقے عالمگیریہ میں ص۴۲ سے ۴۶ تک نقل کئے گئے ہیں، اور ابن وہبانؒ اور علامہ حصکفیؒ نے ان کے ساتھ چند چیزیں اور ملا کر انہیں اشعار میں جمع کر دیا ہے۔ ابن وہبانؒ کے اشعار علامہ شامیؒ نے نقل فرمائے ہیں:

وآخـرون الـفـرک والندف والجفا ف والـنحت قلب العين والغسل يطور
و لا دبـغ تـخـلـيـل ذكـاء تـخلل ولا الـمسـح والـنزح الدخول التغوّر
وزاد شارحها بيتاً فقال:
وأكـل وقسـم غسـل بـعـض ونـحلـه ونـدف وغـلـى بيـع بـعض تـقـور
(شامی:۱/۲۹۰)(۱)

علامہ حصکفیؒ نے انہی اشعار کو ذرا سا بدل کر فرمایا ہے:
وغسـل ومسـح والـجـفـاف مـطهـر ونـحـت وقـلـب الـعيـن والحفر يذكر
و دبـغ و تـخـلـيـل ذكـاة تخلل وفـرک ودلک والـدخـول الـتـغـور
تـصـرفـه فـی البـعض ندف ونزحها و نـا ر و غـلـی غسـل بـعض تقور (۲)
مندرجہ ذیل طریقہ ہائے تطہیر مزید معلوم ہوئے:
(۱) کھودنا، اور یہ طریقہ زمین کو پاک کرنے کے لئے ہے۔
(۲) دخول، جس کی تفسیر علامہ ابن عابدینؒ نے یہ کی ہے کہ پاک پانی کا ایسے چھوٹے حوض میں داخل ہونا کہ جو ناپاک ہو گیا ہو، جبکہ ایک طرف سے اس کا پانی نکل رہا ہو اور نیا پاک پانی داخل ہو رہا ہو، تو اگرچہ حوض کا پانی قلیل ہو، لیکن پھر بھی وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (كذا فی رد المحتار:۱/۲۹۰)
(۳) تغور، یعنی کنویں کا اتنا پانی خشک ہو جائے کہ جتنا نجاست گرنے کی وجہ سے نکالنا واجب تھا، تو یہ پانی نکالنے کے قائم مقام ہو جائے گا۔
(۴) تصرف، یعنی ایک نجس چیز میں تصرف کرنا، مثلاً گندہ ڈھیر میں سے کچھ ناپاک ہو جائے، تو اس کے اندر اکل، بیع، ہبہ، اور صدقہ وغیرہ کے ذریعہ تصرف کر لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔
(۵) جوش دینا، جیسے کہ اگر تیل یا گوشت نجس ہو جائیں، تو ان کو جوش دے کر پاک کیا جا سکتا ہے۔
(۶) تقویر، یعنی جہاں جہاں نجاست ہے وہاں وہاں سے اس نجس چیز کا علیحدہ کر دینا، چنانچہ اگر جما ہوا گھی ناپاک ہو جائے، تو اس میں یہی طریقہ استعمال کیا جائے گا۔
یہ چھ طریقے مزید ملا کر کل سولہ طریقہ ہائے تطہیر معلوم ہوئے۔ (۳) واللہ سبحانہ اعلم
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ (۴) ۲/۱۱/۱۳۷۹ھ۔ الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ج۱ ص ۳۵۰-۳۵۱)

---

(۱) فتاویٰ شامیہ: ج۱/ ۳۱۵: ایچ ایم سعید
(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب الأنجاس: ج۱/ ۳۱۵: ایچ ایم سعید
(۳) تطہیر اشیا کے مذکورہ طریقے فتاویٰ عالمگیریہ: ج۱ ص ۴۱ تا ۴۵ (مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) میں بھی موجود ہیں)

تبدیل ماہیت کی تعریف:

سوال: تبدیل ماہیت کی کیا تعریف ہے، اگر صابن بن جانے سے تبدیل ماہیت ہوجاتی ہے تو تریاق الافاعی میں بھی لحم افاعی کی تبدیل ماہیت ہوجانی چاہئے، کیونکہ جیسے صابن میں خواص اجزاء مفردہ باقی نہیں رہے، ایسے ہی تریاق الافاعی میں بھی نہیں رہے،''**فإن لحم الأفاعي سم والتريا ق علاج للسم**'' اور اگر تبدیل خواص سے تبدیل ماہیت نہیں ہوتی، تو صابن بھی پاک نہ ہونا چاہئے، **قد صرح الشامي بنجاسة ترياق الأفاعي**، ص:۳۱۱ جلد اول؟

الجواب

درمختار میں ہے:

(لا) يكون نجسًا (رماد قذر) وإلا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار (و) لا (ملح كان حمارًا) وخنزيرًا ولا قذر وقع في بئر فصار حمأة لانقلاب العين، به يفتىٰ. (۱)

علامہ شامی نے اس پر تحریر فرمایا ہے:

لأن الشرع رتب وصف النجاسة علىٰ تلك الحقيقة وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل؟ فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صار ملحًا ترتب حكم الملح، ونظيره في الشرع النطفة نجسة وتصير علقة وهي نجسة وتصير مضغة فتطهر والعصير طاهر فيصير خمرًا فينجس ويصير خلاً فيطهر فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها، انتهىٰ. (۲)

اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا انقلاب عین طہارت کی علت ہے یا عموم بلویٰ، علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کا فیصلہ فرمایا ہے کہ اصل علت عموم بلویٰ ہے، علامہ شامی نے درمختار کے قول: **وإلا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار**، پر تحریر فرمایا ہے کہ!

''**وظاهره أن العلة الضرورة وصريح الدرر وغيرها أن العلة هي انقلاب العين كما يأتي، لكن قدمنا عن المجتبىٰ أن العلة هذه وأن الفتوىٰ علىٰ هذا القول للفتوىٰ، فمفاده أن عموم البلوىٰ علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين، فتدبر**''. (۳)

صابن کے متعلق صاحب درمختار تصریح فرماتے ہیں:

(و) يطهر (زيت) تنجس (بجعله صابونًا) به يفتىٰ للبلوىٰ. (۴)

---

(۱) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار: ۱/۲۱۷، مصرى

(۲) ردالمحتار: ۱/۲۱۷-۲۱۸، (باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر الخ، تحت قول الدر: لانقلاب العين الخ، انيس)

(۳) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۱۷-

(۴) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار: ۱/۲۱۰، باب الأنجاس، قبل مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم

اس سے واضح ہے کہ علتِ طہارتِ زیتِ نجس عمومِ بلویٰ ہے اور یہ عموم بلویٰ چونکہ فقہا کے نزدیک تریاق الافاعی میں متحقق نہیں ہوا، لہٰذا وہ ناپاک رہا۔ فقط

املاہ بلسانہ خلیل احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۸۴-۸۵)

معجونات اور تریاق الافاعی میں کیا تبدیل ماہیت نہیں ہوتی:

سوال: صابن شحم نجس سے بنا ہوا پاک ہے۔ از روئے کتاب، وجہ اس کی تبدیل ماہیت بیان کی ہے۔ اگر یہ تبدیل ماہیت ہے، تو جملہ معجونات اور تریاق الافاعی میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے، کیونکہ صورت وخاصیت ہر دو جداگانہ پیدا ہو جاتی ہیں؟

الجواب

یہ تو کتب فقہ میں تصریح ہے کہ علت طہارت صابون میں تغیر وانقلاب عین ہے، جس جگہ یہ علت پائی جاوے گی حکم طہارت دیا جاوے گا، مگر معجونات اور تریاق الافاعی میں یہ انقلاب بظاہر حاصل نہیں ہے اور غایت یہ کہ معجونات وغیرہ میں اگر یہ انقلاب مسلم ہوگا تو یہ ایسا ہوگا، جیسا کہ " **دبس مطبوخ إذا کان زبیبه متنجسًا** " میں بعض کا خیال ہوا۔ مگر شامی نے اس میں بحث کر کے اس کو حکم انقلاب عین سے خارج ٹھہرایا ہے۔

یوں تو ہر ایک مرکب میں خاصیت واثر جدا پیدا ہوتا ہے، مگر اس کو انقلاب عین نہ کہا جاوے گا۔ (۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۰۲)

حشرات الارض کا تیل بنانے سے تبدیل ماہیت ہوگئی یا نہیں:

سوال: حشرات الارض کا تیل بنالیا جائے تو تبدیل ماہیت کیوں نہیں، جب کہ صابن بنانے کو فقہا نے تبدیل ماہیت کہا ہے؟

الجواب

حشرات الارض کے تیل کا حکم پہلے مفصل گذر چکا ہے اور بیان کیا جا چکا ہے کہ تیل نجس کی تبدیل ماہیت نہیں ہوئی، بلکہ تیل اپنی ذات یعنی تیل ہونے پر اب بھی باقی ہے اور نہ اس میں کوئی تغیر ہوا ہے، یہاں تک کہ اس کا نام بھی نہیں بدلا، لہٰذا صابن پر قیاس نہیں کر سکتے، دیکھئے! اگر ناپاک گیہوں کو پیس کر آٹا بنالیا یا ناپاک آٹے کی روٹی پکالی، تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

قلت: لكن قد يقال إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة لأنه عصير جمد بالطبخ، وكذا

---

(۱) **فيقال كذلك في الدبس المطبوخ إذا كان زبيبه متنجسًا الخ قلت: لكن قد يقال إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة لأنه عصير جمد بالطبخ الخ.** (رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل قول الدر: وعفا الشارع الخ: ۱/۲۹۱، ظفیر)

السمسم إذا درس واختلط دهنه بأجزاءه ففيه تغير وصف فقط، كلبن صار جبنًا، وبر صار طحينًا، وطحين صار خبزًا، بخلاف نحو خمر صار خلاً، وحمار وقع فى مملحة فصار ملحًا، وكذا دردى خمر صار طرطيرًا، وعذرة صارت رمادًا وحمأة، فإن ذلك كله انقلاب حقيقة إلىٰ حقيقة أخرىٰ لامجرد انقلاب وصف كما سيأتي. والله أعلم. (رد المحتار: ۱/۲۱۰) (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۸)

حلال جانور کے خون کا تیل اور اس کا حکم:

سوال: خون ذبح حلال جانور کا تیل نکالا جائے تو وہ پاک ہے یا نہیں، اور مذبوحہ اور مردار جانور کے خون میں کیا فرق ہے؟

الجواب

خون بہنے والا حلال جانور کا بھی ناپاک ہے اور اس سے جو تیل نکالا جاوے گا وہ بھی ناپاک ہوگا۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۳۶)

حلال جانور کے جلے ہوئے تیل کا حکم:

سوال: جو جانور حلال ہو اس کو مع آنت وغیرہ کے اگر ایسا کرے (یعنی تیل میں جلائے) تو تیل پاک رہے گا یا نہیں؟

الجواب

نہیں۔ امداد، تتمہ اولیٰ، ص ۶۔ (امدادالفتاویٰ: ۱/۱۰۷)

مردار اور حرام جانوروں کے تیل کا حکم:

سوال: اگر تیل میں حشرات الارض یا کوئی نجس چیز جلا کر بالکل کوئلہ کرلیا جائے، تو اس تیل کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور وہ تیل پاک ہے یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ اجزا کوئلہ ہوگئے جواب بشکل کوئلہ دکھائی دیتے ہیں، ایسے ہی تمام اجزاء مختلط بالدہن بھی جل گئے اور تبدیل ماہیت ہوگئی، تو پھر پاک وحلال کیوں نہ ہوں؟

الجواب

حشرات الارض اگر ایسے ہیں کہ ان میں دم سائل نہیں، تو ان کو تیل میں جلانے سے تیل ناپاک نہیں ہوتا، اس کا استعمال جائز رہتا ہے، اور اگر حشرات الارض ذی دم مسفوح ہیں، تو ان کو تیل میں ڈال کر جلانے سے تیل ناپاک ہوجائے گا اور اس تیل کا استعمال جائز نہ ہوگا، خواہ حشرات الارض زندہ تیل میں ڈالے گئے ہوں یا مرنے کے بعد،

(۱-۲) (ودم) مسفوح من سائر الحيوانات إلا دم شهيد ما دام عليه الخ. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مبحث فى بول الفأرة الخ: ۱/۲۹۴، ظفير)

کیوں کہ ملاقات نجس سے جب تیل نجس ہوگیا تو وہ ناپاک رہے گا، اگر چہ جو جانور اس میں ڈالا گیا ہے وہ جل کر کوئلہ ہوگیا ہو، مگر تیل نجس اپنی نجاست پر باقی ہے، اس کی نجاست کسی طرح زائل نہیں۔

چنانچہ اس پر ردالمحتار کی روایات ذیل دلالت کرتے ہیں:

وكذا لو وقعت (الفأرة) في العصير أو ولغ فيه كلب ثم تخمر ثم تخلل لا يطهر، هو المختار، بحر عن الخلاصة. (۱)

اور نیز خانیہ سے نقل کیا ہے:

والخل النجس إذا صب في خمر فصار خلاً يكون نجسًا لأن النجس لم يتغير. (۲)

بالجملہ صورت موضحہ میں جو نجاست دہن کا حکم کیا گیا ہے، وہ باعتبار ملاقات نجاست کے کیا گیا ہے اور بعد ملاقات نجس نفس تیل میں کوئی تغیر نہیں ہوا، پھر محض اس کے پکنے سے طہارت کا حکم نہیں کیا جاتا، ہاں غایۃ مافی الباب وہ حشرات الارض جو تیل میں جل کر کوئلہ ہوگئے ہیں وہ بوجہ تبدیل عین بہ نجاست میتہ ناپاک نہیں رہے اور ان کا حکم پاخانہ کے خاکستر کا ہوگیا ہے، لیکن تیل کی نجاست کی وجہ سے ان کا کوئلہ بھی ناپاک ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۷۔۷۸)

مردار اور حرام جانور کو تیل میں جلانے سے تیل ناپاک ہوگا یا نہیں:

سوال: کسی تیل میں ایک مردار حرام جانور مثلاً چوہا، چھچھوندر، نیولا وغیرہ جلا کر خاک کر دیا گیا ہے، تو اس تیل کی بیع وشرا، خرید وفروخت کرنی اور اس کی مالش کر کے اسے بغیر دھوئے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

في الدر المختار: ونُجيز بيع الدهن المتنجس والانتفاع به في غير الأكل بخلاف الودک، في رد المحتار: (قوله في غير الأكل): كالاستصباح والدباغة وغيرهما، ابن المالک. (ج۴/ص۱۸۶)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس تیل کی خرید وفرخت درست ہے اور بضرورت مالش بھی درست ہے، مگر بغیر دھوئے نماز درست نہیں۔ ۲۷/رجب ۱۳۲۷ھ (تتمہ اولیٰ، امداد ص۳)

(از ترجیح الراجح حصہ رابع صفحہ: ۷۹)

تتمہ جلد ۱ صفحہ ۳۔ عنوان مسئلہ: ''مردار حرام جانور کے تیل میں جلانے سے تیل ناپاک نہیں ہوتا ہے''۔

الصواب: ہوتا ہے، چنانچہ در ص ۶ مصرح است۔ (۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۰۶)

(۱) ردالمحتار: ۱/۲۰۹۔
(۲) رد المحتار: ۱/۲۰۹، **باب الأنجاس**، بحث المطهرات.

(۱) یہ تتمہ ج۱ ص۳ پر درج عنوان کی اصلاح ہے، ورنہ جواب صحیح ہے کیونکہ جواب میں اس تیل کو ناپاک ہی کہا گیا ہے اور استدراک کنندہ نے جو ص۶ کا حوالہ دیا ہے وہ تتمہ اولیٰ ص۶ کا حوالہ ہے، اور وہاں جو مسئلہ درج ہے وہ یہاں (اس مسئلہ کے بعد) آرہا ہے۔ سعید احمد پالنپوری

گرگٹ خون والے کو تیل میں جلانے سے اس تیل کا حکم:

سوال: ایک گرگٹ خون والا مع آنت وغیرہ کے تیل کنجد میں خوب جلا کر کوئلہ کرلیا جاوے تو وہ تیل پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ______________________

نہیں۔امداد،تتمہ اولیٰ،ص۶۔(امداد الفتاویٰ:۱/۱۰۷)

نجس چیز میں جوش دی ہوئی چیز پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ہلدی کے ٹکڑے گائے بیل کے پیشاب میں یا گوبر میں ڈال کر جوش دے کر مٹی سے صاف کر کے دھوپ میں سکھایا جائے تو وہ پاک ہیں یا ناپاک؟

الجواب ______________________

گوبر وغیرہ نجس چیز میں جوش دیئے ہوئے ہلدی کے ٹکڑے دھونے اور دھوپ میں رکھنے سے پاک نہیں ہوگا۔

حنطة طبخت فی خمر لا تطهر أبدًا، به یفتٰی .(الدر المختار مع الشامی، باب الأنجاس، مطلب فی تطهیر الدهن و العسل : ۱ / ۳۰۹) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ:۲/۹۶)

سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے:

سوال: سانپ کا تیل پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب ______________________

سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے،(۱) اگر بدن پر مقدار درہم جگہ سے زیادہ پر لگایا جاوے، تو بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا اور نماز نہ ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم (عزیز الفتاویٰ:۱/۱۹۲)

مٹی کا تیل، پٹرول پاک ہے یا ناپاک:

سوال: پٹرول، مٹی کا تیل، اسپریٹ جو کہ عموماً جلانے کے لئے مشینوں میں استعمال ہوتا ہے، وائٹ آئل جو کہ مٹی کا تیل صاف کیا ہوا ہے جس میں بونہیں ہوتی اور صاف کی ہوئی اسپریٹ جس میں بونہیں جو کہ خوشبوؤں اور سر میں لگانے کے تیلوں میں استعمال ہوتی ہے پاک ہے یا ناپاک؟ ایسی خوشبوؤں کا استعمال جس میں وائٹ آئل اور اسپریٹ ہو کیسا ہے؟ حکم شرعی سے مطلع فرمادیں۔(احقر الناس: محمد احسن)

الجواب ______________________ حامداً و مصلیاً

مٹی کا تیل پاک ہے، بدبو دور ہونے کے بعد اس کا ہر جگہ جلانا اور دیگر استعمال میں لانا (جبکہ مضر نہ ہو) درست

---

(۱) ...(کسمک و سرطان)وضفدع،..........فلو تفتت فیه نحو ضفدع جاز الوضوء به لاشربه لحرمة لحمه.الخ. (الدر المختار متن رد المحتار، باب المیاه، مطلب فی مسئلة الوضوء من الفساقی:۱/۱۸۳تا۱۸۵، بیروت، انیس)

ہے۔ اسپریٹ، پٹرول، وائٹ آئل کے بھی اگر مٹی کے تیل کی طرح زمین سے چشمے نکلتے ہیں تو یہ بھی پاک ہیں اور ان کا استعمال جائز ہے اور اگر شراب حرام سے بنتے ہیں اور کسی طریق سے بدبو دور کی جاتی ہے تو ناپاک ہیں اور بلا مجبوری کے استعمال ناجائز ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/۶/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۵/۵)

پٹرول کا حکم:

سوال: زید گھڑی سازی کا کام کرتا ہے، پُرزوں کی صفائی میں مٹی کا تیل اور پٹرول کا استعمال ہوتا ہے، صفائی کے وقت برش سے چھینٹیں کپڑوں پر آتی ہیں، اسی حالت میں نماز پڑھتے ہیں، تو یہ تیل پاک ہے یا نہیں؟ اگر اس سے نماز نہیں ہوتی ہے، تو پھر پاکی کا طریقۂ کار کیا ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

مٹی کا تیل اور پٹرول ناپاک نہیں، کپڑے پر لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔(۲) زیادہ مقدار میں لگ کر بدبو پیدا ہو جائے، تو ایسی صورت میں نماز کیلئے دوسرا کپڑا تجویز کرلیں، جس کو پہن کر نماز ادا کرلیا کریں، یا گھڑی سازی کے لئے کپڑا تجویز کرلیں، اس کو پہن کر گھڑی سازی کیا کریں، تاکہ بدبو اس کپڑے میں ہی رہے، نماز کے وقت صاف ستھرے کپڑے پہننا نماز و مسجد کے احترام کا تقاضہ ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۶/۵)

مٹی کا تیل پاک ہے:

سوال: کروشین تیل پاک ہے یا ناپاک؟ اگر نجس ہے، تو نجاست خفیفہ ہے یا غلیظہ، بغیر دھوئے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) وحكم سائر المائعات كالماء في الأصح، حتى لو وقع بول في عصير عشر في عشر لم يفسد". (الدر المختار) (وقال ابن عابدينؒ: (قوله: وحكم سائر المائعات الخ) فكل ما لا يفسد الماء لا يفسد غير الماء، وهو الأصح (محيط وتحفة)...... وسائر المائعات كالماء في القلة والكثرة يعني كل مقدار لو كان ماء يتنجس، الخ. (ردالمحتار، باب المياه: ۱۸۵/۱، مطلب حكم سائر المائعات كالماء، سعيد)

(۲) تقدم تخریجہ تحت عنوان "پٹرول پاک ہے یا ناپاک"

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾. (سورة الأعراف: ۳۱)" فأنزل الله تعالىٰ هذه الآية، وحمل بعضهم الزينة علىٰ لباس التجمل، لأنه المتبادر منه الخ. وروى عن الحسن السبط رضى الله عنه أنه كان إذا قام إلى الصلاة لبس أجود ثيابه ، الخ. (روح المعاني: ۱۶۲/۵، مطبوعہ زکریا دیوبند)

الجواب

کروشین تیل معلوم نہیں کیا ہوتا ہے؟ اگر مراد مٹی کا تیل ہے تو وہ پاک ہے، اسی طرح اور کوئی تیل جو معدن سے نکلتا ہو وہ بھی پاک ہے۔(۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۹/۱۱/۱۳۸۸ھ (فتویٰ نمبر ۱۴۳/۱۹/الف) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ج۱ ص۳۵۱)

کولھو کا تیل پاک ہے یا نہیں:

سوال: جب کولھو میں سرسوں کا تیل نکالتے ہیں تو کچھ کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے جو غیر قوموں سے جمع کر کے استعمال کرتے ہیں تو وہ تیل پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ تیل پاک ہے۔ اول تو محض شبہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، اگر نجاست یقینی ہو تو تقسیم کے بعد ہر ایک حصہ پاک ہو جاتا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۶۹)

تیل کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: گھی اور تیل اگر نجس ہو جائیں، تو تطہیر کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب

تیل کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی برتن میں ڈال کر اتنا ہی پانی اس میں ڈال دیا جائے اور ہلا کر چھوڑ دیا جائے جب تک کہ تیل اوپر آ جائے، پھر برتن میں سوراخ کرے یا نتھار کر پانی علیحدہ کر دیا جائے۔ تین مرتبہ یہی عمل کرنے سے تیل پاک ہو جائے گا۔ (كذا في العالمگيرية: ۱/۴۳)(۳) والله أعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۶/۱۱/۱۳۷۹ھ(۴) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ج۱ ص۳۴۸و۳۴۹)

---

(۱) کروشین تیل سے مٹی کا تیل مراد ہے، بنگلہ زبان میں مٹی کے تیل کو کہتے ہیں۔ محمد زبیر

(۲) (وبال حمر) خصها لتغليظ بولها علٰى نحو حنطة تدوسها فقسم وغسل بعضه أوذهب بهبة أوأكل أوبيع حيث يطهر الباقي وكذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس في كل طرف (الدر المختار علٰى هامش ردالمحتار، باب الأنجاس: ۱/۳۲۰، ظفیر)

(۳) عالمگيرية، الباب السابع في النجاسة وأحكامها: ج۱/۴۲۔ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

وفي الدر المختار: ج۱ ص۳۳۴۔ ایچ ایم سعید: ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلي ثلاثًا، وفي الشامية تحته: قال في الدرر: لوتنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلي حتى يعود إلٰى مكانه والدهن يصب عليه الماء فيغلي فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيء هكذا ثلاث مرات وهذا عند أبي يوسفؒ خلافاً لمحمدؒ وهو أوسع، وعليه الفتوىٰ.

(۴) یہ فتویٰ حضرت والا دامت برکاتہم کی تمرین افتا (درجہ تخصص) کی کاپی سے لیا گیا ہے۔ محمد زبیر عفی عنہ

جلیٹین پاک ہے یا ناپاک:

بعد سلام مسنون، ہم اہل سنت والجماعت کی ایک کمیٹی ہے جو" **الهيئة الوطنية لتوثيق الحلال**" کے نام سے موسوم ہے، ملکی پیمانے پر بیس سے زائد غذائی تنظیموں کی ہماری کمیٹی میں رکنیت ہے، ہم کچھ مطعومات کی 'الحلال' کہہ کر توثیق کرتے ہیں اور ہمارا یہ عمل سرکاری اور رسمی ہوتا ہے، جس سے ملک کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ابھی فی الحال Gilletine کے بارے میں مشکل درپیش ہے، جس کو میٹھی اور دودھ سے بنی ہوئی چیزوں میں استعمال کیا جاتا ہے، چونکہ Gilletine کا مأخذ وہ جانور ہیں جنہیں غیر اسلامی طریقہ سے ذبح کیا جاتا ہے۔

لہٰذا آپ کی خدمت میں چند سوالات پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق اپنی رائے اور ارشادات سے نوازیں گے۔

(۱) جو Gilletine خنزیر کے گوشت یا ہڈیوں سے بنایا گیا ہو اس کے استعمال کرنے کی مسلمانوں کو گنجائش ہے؟

(۲) کیا غیر شرعی مذبوحہ گایوں سے بنایا ہوا Gilletine حلال ہے یا مشبوہ یعنی مشکوک؟

(۳) کیا حرام مادہ سے بنے ہوئے Gilletine کے بارے میں مذاہب اربعہ میں سے کسی امام کا کچھ اختلاف ہے؟

(۴) یہاں کچھ علما کی آراء حسب ذیل ہیں:

(الف) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ تبدیل ماہیات یا انقلاب حقائق والے قانون سے حرام شے بھی حلال ہو جاتی ہے، کیا یہ رائے مذاہب اربعہ میں کسی امام کے یہاں مقبول ہے؟

(ب) کیا مذکورہ رائے پر عمل کرنے کے لیے کچھ شرائط کا پہلے پایا جانا ضروری ہے؟ یا علی وجہ العموم اس پر عمل کرنا ممکن ہے؟

(ج) بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ مذکورہ قانون پر عمل کرنے کے لیے سبب حقیقی ''عموم بلویٰ'' ہے، جسے انگریزی اصطلاح میں Public Pradicament کہتے ہیں، لہٰذا جس صورت میں ''حالۃ العامۃ'' یا ''عموم بلویٰ'' نہ پایا جائے، وہاں انقلاب حقائق سے حلت کی رائے غیر مقبول ہوگی؟

(۵) کیا آپ بھی ''ورطۃ العامۃ'' اور ''عموم بلویٰ'' کی تعریف کر کے اس سلسلہ میں کچھ وضاحت فرمائیں گے؟

اخیر میں باری تعالیٰ سے آپ کی بقا کا سوال کرتے ہوئے ہم اور ہمارے علما بھائی سلام پیش کرتے ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں۔ فقط۔ والسلام أخوكم في الله. **الشيخ محمد سعيد نافلاخي. هيئة التوثيق الوطنية على الحلال**

الجواب ــــــــــــــــ حامداً ومصلياً ومسلماً

آپ کا سوال عربی میں ہے، جس کا تقاضا یہ تھا کہ میں عربی میں جواب تحریر کرتا، لیکن عادت نہ ہونے کی وجہ سے میرے لیے اردو میں جواب دینا زیادہ آسان ہے، چنانچہ اردو میں ہی جواب لکھ رہا ہوں۔

پہلے ایک بات اصولی طور پر پیش کرتا ہوں: مطہرات یعنی جن چیزوں اور طریقوں سے ناپاک چیز پاک کیا جاتا ہے

،ان میں بعض تو متفق علیہ ہیں، مثلاً: پانی، اور بعض مختلف فیہ ہیں، یعنی اس کے مطہر ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے، اسی قبیل سے انقلاب عین یا انقلاب ماہیت ہے، حنفیہ میں امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک انقلاب حقیقت اور استحالۂ عین سے نجاست وطہارت کا حکم بدل جاتا ہے، جب کہ امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں بدلتا۔

بدائع الصنائع میں ہے:

إن النجاسة إذا تغيرت بمضى الزمان أوتبدلت أوصافها تصيرشيئًا آخر عند محمد فيكون طاهرًا، وعند أبى يوسف لايصير شيئًا آخر فيكون نجسًا، وعلٰى هذا الأصل مسائل بينهما، منها: الكلب إذا وقع فى الملاحة وانجمد والعذرة إذا أحرقت بالناروصارت رمادًا، وطين البالوعة إذا جف وذهب أثره والنجاسة إذا دفنت فى الأرض وذهب أثرها بمرور الزمان، وجه قول أبى يوسف أن أجزاء النجاسة قائمة فلا تثبت طهارة مع بقاء العين النجسة و القياس فى الخمرإذا تخلل أن لايطهر، لكن عرفناه نصًا بخلاف القياس، بخلاف جلد الميتة فإن عين الجلد طاهرة وإنما النجس ماعليه من الرطوبات وإنها تزول بالدباغ، وجه قول محمد أن النجاسة لما استحالت أوتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف وصارت كالخمرإذا تخللت.(۱)

شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ اس مسئلہ میں امام محمد کے ساتھ ہیں:

(قوله لانقلاب العين): علة للكل وهذا قول محمد وذكرمعه فى الذخيرة والمحيط أباحنيفة(حلية)، قال فى الفتح: و كثيرمن المشائخ اختاروه وهوالمختار، لأن الشرع رتب وصف نجاسة علٰى تلك الحقيقة و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض الأجزاء مفهومها فكيف بالكل، فإن الملح غيرالعظم واللحم فإذا صارملحاً ترتب حكم الملح ونظيره فى الشرح النطفة نجسة وتصيرعلقة وهى نجسة وتصير مضغة فتطهر، والعصيرطاهرفيصيرخمرًا فينجس ويصيرخلاً فيطهر، فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها. آه.(۲)

اس مسئلہ میں فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے، البتہ علامہ شامی نے اس مقام پر ایک بحث وتحقیق فرمائی ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر مشائخ نے جو فتویٰ دیا ہے اس کی علت عموم بلویٰ ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے مجتبیٰ کی یہ عبارت نقل فرمائی:

وعبارة المجتبٰى: جعل الدهن النجس فى صابون يفتٰى بطهارته لأنه تغيروالتغير يطهرعند محمد وبه يفتٰى للبلوىٰ. آه.

---

(۱) بدائع الصنائع. ایچ ایم سعید کمپنی: ۱/۸۵.
(۲) شامی کوئٹه، باب الأنجاس، مطلب العرقى الذى يستقطرالخ: ۱/۲۳۹.

اس کے بعد آگے فرماتے ہیں:

ثم اعلم أن العلة عند محمد رحمه الله هی التغیر وانقلاب الحقیقة وأنه یفتیٰ به للبلویٰ کما علم مما مر،ومقتضاه عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر وانقلاب حقیقة وکان فیه بلویٰ عامة،فیقال کذلک فی الدبس المطبوخ إذا کان زبیبه متنجسًا ولاسیما أن الفأر یدخله فیبول ویبعر فیه وقد یموت فیه. الخ. (۱)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علت طہارت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک انقلاب ماہیت ہے اور اس پر فتویٰ عموم بلویٰ کی وجہ سے دیا گیا ہے،جس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم (ناپاک تیل سے بنائے گئے صابون کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ اس میں وہ تمام صورتیں (چیزیں) داخل ہیں جن میں انقلاب ماہیت ہوا ہو اور عموم بلویٰ بھی ہو۔

علامہ شامی کی اس بحث وتحقیق کا مطلب یہ ہوا کہ انقلاب ماہیت تو ہے لیکن عموم بلویٰ نہیں ہے،تو وہاں حکم طہارت جاری نہیں ہوگا،اسی چیز کو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری نے ان الفاظ میں تعبیر فرمایا ہے:

''اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا انقلاب عین طہارت کی علت ہے یا عموم بلویٰ،علامہ شامی نے اس کا فیصلہ فرمایا ہے کہ اصل علت عموم بلویٰ ہے۔علامہ شامی نے درمختار کے قول ''**وإلا لزم نجاسة خبز فی سائر الأمصار**'' پر تحریر فرمایا ہے:

وظاهره أن العلة الضرورة،وصریح الدرر وغیرها أن العلة هی انقلاب العین کما یأتی، لکن قدمنا عن المجتبیٰ أن العلة هذه وأن الفتویٰ علیٰ هذا القول للبلویٰ،فمفاده أن عموم البلویٰ علة اختیار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العین،فتدبر الخ''. (۲)

لیکن اس کا مطلب کوئی آدمی یہ نہ نکالے کہ جہاں صرف عموم بلویٰ ہو لیکن انقلاب ماہیت نہ ہو پھر بھی حکم طہارت جاری ہوگا،اس لیے کہ اصول افتا میں یہ بات مسلم ہے کہ عموم بلویٰ کسی ایسے قول کے لیے جو ائمۂ مذہب سے منقول ہو،وجہ ترجیح وتصحیح بن سکتا ہے،لیکن جو بات ائمۂ مذہب سے منقول ہی نہ ہو،اس کو گھڑنے کی عموم بلویٰ کی وجہ سے اجازت نہیں ہے،اس تفصیل سے آپ کے چوتھے سوال میں علما کے دو گروہ کے دو نظریے پیش کرکے جو نکات اٹھائے گئے ہیں ان کا حل بھی نکل آیا۔

استحالۂ عین کی وجہ سے نجاست پر طہارت کا حکم لگانے میں جتنی وسعت حنفیہ کے یہاں ہے، دیگر مذاہب فقہیہ میں نہیں ہے،''**الفقه الإسلامی وأدلته**'' کی عبارت سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے:

الاستحالة:أی تحول العین النجسة بنفسها أو بواسطة کصیرورة دم الغزال مسکا،وکالخمر

---

(۱) شامی،باب الأنجاس، قبل قوله وعفا الشارع الخ: ۱/ ۲۳۱.

(۲) ردالمحتار،باب الأنجاس،مطلب العرقی الذی یستقطر الخ۔ فتاویٰ خلیلیہ موسوم بہ فتاویٰ مظاہر علوم:۱/۱۱،شامی رشیدیہ:۱/۲۳۹۔

إذا تخللت بنفسها أوبتخليلها بواسطة والميتة إذا صارت ملحًا أوالكلب إذا وقع فی ملاحة و الروث إذا صار بالإحراق رمادًا والزيت المتنجس بجعله صابونًا وطين البالوعة إذا جف وذهب أثره والنجاسة إذا دفنت فی الأرض وذهب أثرها بمرورالزمان وهذا عمل بقول الإمام محمد خلافاً لأبی يوسف،لأن النجاسة إذا استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف وصارت كالخمرإذا تخللت باتفاق المذاهب.

وتطهرالخمر ودنّها(وعائها)إذا تخللت بنفسها أوبنقلها من ظل إلٰی شمس أوبالعكس عند غيرالحنفية لأن نجاستها بسبب شدتها المسكرة قد زالت،من غيرنجاسة خلفتها،كما تطهر الخمرإذا خللت عند المالكية ولاتطهرعند الشافعية والحنابلة بتخليلها بالعلاج كالبصل و الخبزالحارلأن الشیء المطروح يتنجس بملاقاتها،أما غيرذلک فهونجس فلايطهرنجاسة باستحالة ولابنار،فرماد الروث النجس نجس،والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس،وما تصاعد من بخارماء نجس إلٰی جسم صيقل أوغيره نجس،والتراب المجبول بروث حمارأوبغل ونحوه ممالايؤكل لحمه نجس ولواحترق كالخزف،ولووقع كلب فی ملاحة فصارملحًا أوفی صبانة فصارصابونًا فهونجس لكن استثنیٰ المالكية علی المشهوررماد النجس ودخانه،فقالوا بطهارته علی المعتمد.

وقيد الحنابلة طهارة الخمربنقلها من مكان اٰخربحالة غيرقصد التخليل فإن قصد تخليلها بنقلها لم تطهر لأنه يحرم تخليلها فلا تترتب عليه الطهارة، وقال الشافعية لايطهرشیء من النجاسات بالاستحالة إلا ثلاثة أشياء: الخمرمع إنائها إذا صارت خلا بنفسها،والجلد(غيرجلد الكلب والخنزير)المتنجس بالموت يطهرظاهره وباطنه بالدبغ وماصارحيواناكالميتة إذا صارت دود الحدوث الحياة.(١)

انقلاب حقیقت سے کیا مراد ہے؟اس کو سمجھنے کے لیے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ کی مندرجہ ذیل تحریر مفید ہے:

انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے، جیسے شراب، سرکہ ہو جائے، یا خون مشک بن جائے، یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا، وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے، حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جا سکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔

---

(١) الفقه الإسلامی وأدلته:١/١٠٠-١٠١-

بعض آثار کا زائل ہوجانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں، جیسا کہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے، یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔ حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزا کے ہے۔ چونکہ شراب کے اجزا کم تھے اور آٹے کے زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں۔ پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اسی طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں، جیسے شراب کے سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے۔ (یا صابون میں قدرے دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے)۔ کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور واحتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب واختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے۔ اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔ (کفایت المفتی: ۲/۲۸۴)

اب آپ کے سوالات کے جوابات بالترتیب پیش کرتا ہوں۔

(۱) اگر کیمیاوی عمل کے نتیجہ میں اس کی ماہیت بدل جاتی ہے بایں طور کہ مکمل طور پر انقلاب حقیقت ہوجاتا ہے، تو اس کا استعمال درست ہے، ورنہ نہیں۔

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

إن كان العنصر المستخلص من الخنزير تستحيل ماهيته بعملية كيماوية بحيث تنقلب حقيقته تمامًا، زالت حرمته ونجاسته وإن لم تنقلب حقيقته بقى علىٰ حرمته ونجاسته لأن انقلاب الحقيقة مؤثر فى زوال الطهارة والحرمة عند الحنفية.(۱)

(۲) اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر ایک میں گذرا۔

(۳) جواب کے شروع میں اس کی تفصیل آچکی ہے۔

(۴) الف، ب، ج، اس کی تفصیل بھی شروع میں آچکی ہے۔

(۵) عموم بلویٰ کی مراد سمجھنے کے لیے عبارت ذیل مفید ہوگی۔

يراد بقول الفقهاء "ما تعم به البلوىٰ" تلك الأمور التى يتعذر أو يتعسر التحرز منها بحيث يصعب على المرأ التخلص أو الابتعاد عنه، وهذا السبب من أسباب التخفيف مظهر واضح من مظاهر التسامح واليسر فى الأحكام الشرعية خصوصًا فى العبادات والطهارات من النجاسات ولها أمثلة كثيرة:

(۱) بحوث فى قضايا فقهية معاصرة: ص ۳۴۱.

فیقال مثلاً لطین الشارع مما تعم به البلویٰ أو المیاه التی قد تنزل من المیازیب أمورًا تعم بها البلویٰ أوسقوط ذرق الطیور أو العصافیر أو بول مثلها علی الثیاب حین تنشر أو تعم علی المساجد ومطاف الکعبة المشرفة وآثار النجاسة عشر زوالها وغبار الشوارع ودخان النجاسة ونحو ذلک.

وکخلاصته وعموم البلوٰی یظهر فی موضعین:

الأول: مسیس الحاجة فی عموم الأحوال بحیث یعسر الاستفادة عنه إلا بمشقة زائدة.

الثانی: شیوع الوقوع والتلبس بحیث یعسر علی المکلف الاحتراز عنه أو الانفکاک منه إلا بمشقة زائدة، ففی الموضع الأول ابتلاء بمسیس الحاجة، وفی الموضع الثانی الابتلاء بمشقة الدفع الدلائل لاستنباط أحکام عموم البلوٰی.

ویستنبط أحکام عموم البلویٰ من الأحادیث وآثار الصحابة وأقوال التابعین کما هی مصرحة فی کتب الفقه وأصوله.

منها: کما جاء أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال فی الهرة، إنها لیست بنجس إنها من الطوافین علیکم والطوافات. رواه الخمسة وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح ووصفها بالطوافین والطوافات للدلالة علٰی کثرة الابتلاء بها.

ومنها: عن عمرؓ قال: کانت الکلاب تبول وتقبل وتدبر زمان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی المسجد فلم یکونوا یرشون شیئًا من ذلک. أخرجه البخاری، أبوداؤد والترمذی.

ومنها: خرج عمر بن الخطاب وعمرو بن العاص فی رکب حتی وردوا حوضًا فقال عمرو بن العاص لصاحب الحوض یاصاحب الحوض! هل ترد حوضک السباع؟ فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض لاتخبرنا فإنا نرد علی السباع وترد علینا. (۱)

وفیه أن ورودها لم یعتبر، لأن مالایمکن الاحتراز عنه فمعفو عنه.

فبعد ملاحظة تلک النصوص والآثار وأمثالها مما یتعلق بتقریر أصل عموم البلویٰ یقرر أن الأمر إذا عمت به البلویٰ فإن للشارع فیه نظرًا یبتنی علٰی شدة الحاجة إلیه أو مشقة التحرز منه و من هنا قالوا: وإن عمت بلیته خفت قضیته" وإن الأمر إذا ضاق اتسع. (کما فی الأشباه والنظائر لابن نجیم: ۱/۱۱۷)

القاعدة الرابعة: ولیتنبه ههنا أن عموم البلویٰ یعتبر فیما لانص له وأما فی موضع النص فلا اعتبار له کما فی بول الآدمی فإن البلویٰ فیه أعم ولکن لا اعتبار له فیه. (المصباح فی رسم المفتی ومناهج الإفتاء: ۲/۲۲ تا ۲۴) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری۔ ۲۵/محرم الحرام ۱۴۲۰ھ۔ (محمود الفتاویٰ: ۱/۳۶۶ تا ۳۷۶)

---

(۱) کمافی المنتقٰی شرح الموطأ للباجی: ۱/۶۲.

گندے پانی سے بنا ہوا نمک حلال ہے:

سوال: ایک گندہ پانی ہے اس سے نمک بنتا ہے، آیا وہ نمک پاک ہوگا یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

گندے پانی سے بنایا ہوا نمک حلال ہے۔

قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: وقد ذكر العلامة ابن حجر رحمه الله في باب الأنجاس في التحفة أنه اختلف في انقلاب الشيء عن حقيقته كالنحاس إلى الذهب هل هو ثابت؟ فقيل نعم لانقلاب العصاء ثعبانا حقيقة وإلا بطل الإعجاز، وقيل: لا، لأن قلب الحقائق محال، والحق الأول الخ، وقال بعد أسطر: وحاصله أنه إذا قلنا بإثبات قلب الحقائق وهو الحق جاز العمل به وتعلمه لأنه ليس بغش لأن النحاس ينقلب ذهبًا أو فضةً حقيقةً، وإن قلنا إنه غير ثابت لايجوز لأنه غش كما لايجوز لمن لايعلمه حقيقة لما فيه إتلاف المال أو غش المسلمين والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ماذكروه في انقلاب عين النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكاً ونحو ذلك، والله أعلم (رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۴۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۴؍صفر ۸۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۸۲)

پیشاب سے بنائے گئے نمک کا حکم:

سوال: بعض مقامات پر پیشاب کو پکا کر اس کی شوریت کو نکال کر نمک بنا دیا جاتا ہے، شرعی نقطۂ نظر سے اس نمک کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ بالله التوفيق

پیشاب شوریت وغیر شوریت بجمیع اجزا نجس بعینہ اور غیر مباح الشرب والاکل ہوتا ہے، اس لیے شوریت نکال دینے کے بعد بھی بقیہ اجزا ناپاک ونجس ہی باقی رہیں گے اور ان کا استعمال ناجائز ہی رہے گا۔(۱)

ہاں! اگر پیشاب نمک کی کان میں پڑ کر نمک بن جائے اور غیر متمیز ہو جائے تو ''**الخلط استهلاك**'' کے مطابق اس پر پیشاب کا حکم باقی نہ رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین، مفتی دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن خیرآبادی، مفتی دارالعلوم دیوبند (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۱۴)

---

(۱) (و) يرفع (أي الحدث) (بماء ينعقد به ملح لا بماء) حاصل بذوبان (ملح) لبقاء الأول على طبيعته الأصلية وانقلاب الثاني إلى طبيعته الملحية. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، باب المياه: ۱/۱۲۱)

کیا پیشاب فلٹر کرنے کے بعد بھی ناپاک رہے گا:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ابھی کچھ ایام قبل روسی سائنس دانوں نے ایک شخص کو ہوا بند کوٹھری میں تجربہ کے طور پر بند کر دیا اور اس کے لیے سامان خورد و نوش کا کچھ انتظام کر دیا، لیکن کچھ ایام کے لیے پانی سپلائی نہ کیا تا کہ پانی کے بغیر زندگی کا تجربہ کر سکیں، چنانچہ ان لوگوں نے ایک برتن میں پیشاب کیا اور اس کے تمام اجزائے متعفنہ اور ضاریہ کو ایک مشین سے کشید کر کے ختم کرنے کے بعد مثل پانی کر دیا، جس طرح سمندری پانی کو کھارے سے تبدیل کر کے میٹھا بنا لیتے ہیں۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہ تقلیب ماہیت کے تحت آتا ہے یا نہیں، مع دلائل شرعیہ ونقلیہ ثابت فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ باللّٰہ التوفیق

اس کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس متعفن اور مضرت رساں اجزا کو نکال دیا گیا اور باقی جو اجزا بچے وہ اسی پیشاب کے اجزا ہیں اور پیشاب بجمیع اجزا نجس العین اور نجس بنجاسۃ غلیظہ ہے اس لیے یہ باقی ماندہ اجزا بھی نجس العین اور نجس بنجاسۃ غلیظہ ہی رہیں گے۔(۱) اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی اس کو قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ تجزیہ اور تخرجہ ہوا نہ کہ قلب ماہیت، قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات و علامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنا لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین غفرلہ (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۱۵)

جو گندھک پیشاب میں پکالی جائے وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: اگر گندھک کو پیشاب میں پکایا جائے اور اس کو اتنا پکائے کہ پیشاب باقی نہ رہے، تو وہ گندھک پاک ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

وہ گندھک کبھی پاک نہ ہوگی۔

---

(۱) (و یرفع (أی الحدث) (بماء ینعقد به ملح لا بماء......ملح) لبقاء الأول علٰی طبعیته الأصلیة وانقلاب الثانی إلٰی طبعیته الملحیة. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب المیاہ:۱/۱۲۱)

كما في الشامي: وفي الخانية :" إذا صب الطباخ في القدر مكان الخل خمرًا غلطاً فالكل نجس لايطهر أبدًا، وماروى عن أبي يوسف أنه يغلي ثلاثاً لايؤخذ به و كذا الحنطة إذا طبخت في الخمر لاتطهر أبدًا الخ". (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۱۰-۳۱۱) ☆

گوبر گیس اور پاخانہ کا گیس پاک ہے یا ناپاک، اور اس پر کھانا پکانا کیسا ہے:

سوال: گوبر یا پاخانہ کے گیس پر کھانا پکانا کیسا ہے، اور اس گیس کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں، اور یہ گیس پاک ہے یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب

گیس بن جانے میں ماہیت بدل جاتی ہے اور جب کہ اوپلے (چھانے) سے گوبر کی صورت میں جلا کر کھانا پکایا جاتا ہے، تو اس میں (گیس میں) نادرست ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اور فقہا کا انسانی پیٹ سے نکلنے والی ہوا (گیس) کو پاک کہنا اس گیس کے پاک ہونے کی واضح دلیل ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے:

وإنما قيدناه من (نجس) لأن الريح طاهر على الصحيح والاستنجاء منه بدعة. (مراقی الفلاح مع الطحطاوى، فصل في الاستنجاء: ص ۲۵) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۶/۳۳۵-۳۳۶)

لید، گوبر سے کھانا پکانا اور پانی گرم کرنا کیسا ہے:

سوال: اگر وضو کے لئے حیوانات مثلاً بکری، گائے، بھینس، گھوڑا، اونٹ، اور آدمی کے گوبر و پاخانہ وغیرہ سے جلا کر پانی گرم کیا جائے یا روٹی پکائی جائے تو اس پانی سے وضو وغسل جائز ہے یا نہیں، اور وہ روٹی کھانی جائز ہے یا نہیں؟

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن و العسل: ۱/۳۰۹- ظفیر

☆ **گندھک کو اگر پیشاب میں پکایا جاوے تو بھی پاک نہیں ہوتی:**

سوال: اگر گندھک پیشاب میں پکائی جاوے اور اس کو اتنا پکاوے کہ پیشاب باقی نہ رہے، تو وہ گندھک پاک ہو جاوے گی یا نہیں؟

الجواب

وہ گندھک کبھی پاک نہ ہوگی۔ كما في الشامي: وفي الخانية: إذاصب الطباخ في القدر مكان الخل خمرًا غلطاً فالكل نجس لا يطهر أبدًا وما روى عن أبي يوسفؒ أنه يغلي ثلاثاً لايؤخذ به وكذا الحنطة إذا طبخت في الخمر لايطهر أبدًا، الخ. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن و العسل: ۱/۳۳۴، انیس) واللہ تعالیٰ اعلم

(عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۹۱و۱۹۲)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

وہ پانی پاک ہے اس سے وضوو غسل درست ہے اور جو روٹی اس سے پکائی جائے وہ بھی پاک ہے، اس کا کھانا درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۷۳)

اُپلوں سے روٹی پکانا:

سوال: دیہاتوں میں اپلوں سے روٹی پکتی ہے، روٹی اپلوں سے مس بھی ہوتی ہے، تو کیا روٹی ناپاک ہوجاتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

روٹی سینکتے وقت اپلے سے لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی، اپلہ خشک ہے۔(۲) اس کا اثر روٹی پر نہیں آیا، روٹی کی تری نے اس کی نجاست کو جذب نہیں کیا، آگ کی گرمی مانع رہی۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹۲/۶/۳ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۳۶)

گوبر کے اُپلے استعمال کرنے اور بیچنے کا حکم:

سوال:۔ اکثر دیہاتوں میں گوبر کے اُپلے جلا کر کھانا وغیرہ تیار کیا جاتا ہے، اور بعض لوگ ان کو فروخت بھی کرتے ہیں، تو کیا گوبر کے اُپلوں کو جلانا اور فروخت کرنا جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

فقہاء کرام کی وضاحت اور صریح عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گوبر کے اُپلوں کو کھانا وغیرہ پکانے کے لئے جلانے اور فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ: (تحت قوله کسرقین وبعر): قال ط:" والمراد أنه یجوز بیعهما و لوخالصین". وفی البحر عن السراج:" ویجوز بیع السرقین والبعر والانتفاع به والوقود به". (رد المحتار: ج۵ ص ۵۸، باب فی البیع الفاسد، قبیل مطلب الآدمی مکرم الخ، والبحر الرائق: ج٦ ص ۱۷، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد. (فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، صفحہ ۵۸۸)

---

(۱) (لا) یکون نجسًا (رماد قذر) وإلا لزم نجاسة الخبز فی سائر الأمصار (درمختار) المراد به العذرة والروث. (ردالمحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی یستقطر الخ: ۱/ ۲۷۱، ظفیر)

(۲) ''اپلہ: گوبر، ایندھن کیلئے گوبر کے سُکھائے ہوئے لڑے، تھاپی''۔ (فیروز اللغات، ص:۵۵، فیروز سنز، لاہور)

(۳) "وإذا سعرت المرأة التنور، ثم مسحته بخرقة مبتلة نجسة، ثم خبزت فیه، فإن کانت حرارة النار أکلت بلّة الماء قبل إلصاق الخبز بالتنور، لایتنجس الخبز". (التاتارخانیة: ۱/۳۱۲، تطهیر النجاسات، إدارة القرآن، و کذا فی المحیط البرهانی: ۱/ ۲۳۱، الفصل السابع فی النجاسات وأحکامها، غفاریة)

او پلے جو حیوانی لید و گوبر کے ہوتے ہیں ان کا استعمال جلانے کے لیے جائز ہے۔(ردالمحتار:۵/۴٦) (طہارت کے احکام و مسائل: ص۱۳۱، انیس)

گوبری کا حکم:

سوال: گوبری دینا جائز ہے یانہیں، جس جگہ مرغی کی سرگین گرکر خشک ہوگئی ہواور وہاں لوٹا خشک یاتر رکھ دے تو وہ لوٹا ناپاک ہے یا پاک، اگر مرغی کی سرگین سے احتیاط کرے توان کا پالنا چھوٹتا ہے۔ فقط۔

الجواب

گوبری دینا جائز ہے، مگر جب وہ گوبر نہ رہے تب تو پاک ہے اوراس سے پہلے پہلے نجس ہے، اگرناپاک جگہ خشک ہوگئی اورنجاست کا اثر رنگ وبو، مزہ نہ رہا، تو پھر وہ جگہ پاک ہوگئی، اب وہاں تر چیز رکھنے سے ناپاک نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص۲۴۶)

گوبر سکھا کر جلایا جائے اوروہ راکھ بن جائے تو وہ راکھ پاک ہے یاناپاک:

سوال: ہمارے یہاں گوبر کو سکھا کر جلاتے ہیں، جب وہ جل کر راکھ بن جائے تو پاک ہے یاناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب

گوبر جب جل کر راکھ ہوجائے تواس کی حقیقت، ماہیت، نام اورصفت وغیرہ سب بدل جاتا ہے۔ لہٰذا راکھ پاک سمجھی جائے گی۔

(لا) یکون نجسًا (رماد قذر). (الدرالمختار مع الشامی، باب الأنجاس مطلب العرقی الذی یستقطر الخ: ۳۰۱/۱) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۵۶/۴۔ ۲۵۷)

مٹکا جس پر گوبر لگایا گیا ہو آگ میں جلنے کے بعد پاک ہے:

سوال: ایک بات قابل دریافت ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی مٹکے کی تلی کو بوجہ دراریں ہوجانے کے مٹی اور گوبر سے لیپ کر جس سے وہ دراریں بند ہوجاویں پانی گرم کیا جاوے، تواس پانی سے وضواورغسل جائز ہے یانہیں؟

الجواب

چونکہ کچھ پانی اس نجاست تک پہنچے گا اور باقی پانی اس سے متصل ہوگا سب ناپاک ہوجاویگا، لیکن جب وہ گوبر دو چار بار آگ جلانے سے جل جاوے تو انقلاب ماہیت سے وہ پاک ہوگیا پھر پانی بھی پاک رہے گا، پس جلنے کے قبل اس میں پانی گرم کر کے گراتے جاویں اور جلنے کے بعداس مٹکے کو پاک کر کے پھر استعمال میں لاویں۔

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ۔ تتمہ ثالثہ ص۲۹۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۲۵/۱)

اگر جلتے ہوئے تنور میں کتا گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے:

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ، مورخہ ۲۶/ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

سوال: اگر جلتے ہوئے تنور میں کتا گرے اور جل کر مر جائے، تو اس تنور کا کیا حکم ہے؟

الجواب

جلتے ہوئے تنور میں کتا گر کر مر جائے تو جب کتا جل کر راکھ ہو جائے یا اس کو نکال کر پھینک دیا جائے۔ اس کے بعد تھوڑا سا توقف کر کے روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی: ۲/ ۲۹۲)

ناپاک تیل کا صابون پاک ہے یا ناپاک:

سوال: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ناپاک تیل کا اگر صابون بنالیا جائے تو پاک ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ مسئلہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۲۱۰، مطبوعہ مجتبائی میں بایں عبارت مذکور ہے:

"ویطهر زیت تنجس بجعله صابوناً ، الخ".

اور وجہ اس کے پاک ہونے کی انقلاب عین ہے، شامی میں اسی قول کے تحت میں مذکور ہے:

"وعليه يتفرع ما لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهرًا لتبدل الحقيقة". (رد المحتار، باب الأنجاس: جلد اول) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۰۵)

صابن کو شبہ کی وجہ سے ناپاک نہیں کہا جائے گا:

سوال: خوشبودار نہانے اور کپڑے دھونے کے لئے صابن جو کمپنیوں میں تیار کئے جاتے ہیں، ان کے بارے میں سنا ہے کہ خنزیر کی چربی سے ترکیب دی جاتی ہے اور کیمیاوی ردعمل سے نمکیات میں تبدیل کر کے صابن میں ملایا جاتا ہے، تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

مردار کی چربی نجس ہے اور خنزیر نجس العین ہے، جب تک قلب ماہیت ہو کر حقیقت اور خواص کی تبدیلی نہ ہو جائے، استعمال جائز نہیں۔ (۱)

(۱) قال ابن عابدينؒ: وعبارة المجتبىٰ:" جعل الدهن النجس في صابون، يفتىٰ بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد،ويفتي به للبلوىٰ آهـ". (رد المحتار ،باب الأنجاس: ۱/ ۳۱۶، سعید،وكذا في حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ص۱۶۵،باب الأنجاس،قديمی)

بلا تحقیق محض شبہ کی بنا پر صابن کو نجس کہنے کا بھی حق نہیں۔(۱) اگر نجس صابن کپڑے یا بدن میں استعمال کر کے دھوڈالا اور پاک کرلیا تو نماز درست ہوجائے گی، بدن اور کپڑے کو پاک کہا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۴/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۱/۵)

ایسا صابون جس میں خنزیر کی چربی کا شبہ ہو:

سوال: آج کل ولایتی صابون عموماً استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے ،اس وجہ سے اس کے استعمال میں تردد پیدا ہوگیا ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرما کر ممنون فرمایا جائے۔؟ واجر کم علی اللہ۔

الجواب

اول تو یہ امر محقق نہیں کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے۔ اگرچہ نصاریٰ کے نزدیک خنزیر کا استعمال جائز ہے اور انہیں اس سے کوئی پرہیز واجتناب نہیں ہے، لیکن پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ صابون میں اس کی چربی ضرور ڈالی جاتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یورپین کارخانے تجارت کی غرض سے صابون بناتے ہیں اور ایسے ذرائع مہیا کرتے ہیں جن سے ان کی مصنوعہ اشیا کی تجارت میں ترقی ہو۔

آپ نے اکثر یورپین چیزوں کے اشتہاروں میں یہ الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ ”اس چیز میں بنانے کے وقت ہاتھ نہیں لگایا گیا، اس چیز میں کسی مذہب کے خلاف کوئی چیز نہیں ڈالی گئی۔ اس چیز کو ہر مذہب کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں“۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں سے ان کا مقصود کیا ہوتا ہے؟ صرف یہی کہ اہل عالم کی رغبتیں اس چیز کی طرف مائل ہوں۔ اور ان کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات ان اشیا کے استعمال میں مزاحم نہ ہوں اور ان کی تجارت ہر قوم میں عام ہوجائے اور یہی ہر تجارت کرنے والے کے لئے پہلا مہتم بالشان اصول ہے کہ وہ اپنی تجارت کو پھیلانے کے لئے ان لوگوں کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات کا لحاظ کرے جن میں اس کی تجارت فروغ پذیر ہوسکتی ہے اور اس کے مال کی کھپت ہے، اہل یوروپ جو ہندوستان اور اکثر اطراف عالم میں اپنا مال پھیلانا چاہتے ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ مسلمان ہر حصہ عالم میں بکثرت موجود ہیں اور یہ کہ مسلمان خنزیر اور اس کے اجزا کے استعمال کو حرام مطلق سمجھتے ہیں۔ پس موافق اصول تجارت ان کا اولیں فرض یہ ہے کہ اشیاء تجارتی میں جن کی اشاعت وترویج ان کا مطمح نظر

---

(۱) ”من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أم لا، فهو طاهرٌ مالم يستيقن، وكذا الآبار والحياض التي يستقي منها الصغار والكبار والمسلمون والكفار، وكذلك السمن والجبن، والأطعمة التي يتخذها أهل الشرك والبطالة الخ“. (الفتاوىٰ التاتارخانية: ۱/۱۴۶، نوع في مسائل الشك، إدارۃ القرآن کراچی، وكذا في ردالمحتار: ۱/۱۵۱، نواقض الوضوء، سعيد)

ہے ایسی چیزیں نہ ڈالیں جن کی خبر ہو جانے پر مسلمان ان چیزوں کے استعمال کو حرام سمجھیں اور ان کی تجارت کو ایک بڑا صدمہ پہنچے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یوروپین اشیا میں ایسی چیزوں کا استعمال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں غیر ممکن ہے۔ بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ یقینی طور پر معلوم نہ ہونے کی صورت میں گمان غالب یہ ہے کہ اصول تجارت کے موافق وہ ایسی چیزیں نہ ڈالتے ہوں گے۔ پس صرف اس بنا پر کہ یہ چیزیں یوروپ سے آتی ہیں اور اہل یوروپ کے نزدیک خنزیر حلال ہے۔ یہ خیال قائم کر لینا کہ ان میں ضروری طور پر خنزیر کی چربی پڑتی ہوگی یا پڑنے کا گمان غالب ہے۔ صحیح نہیں۔ ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثری تجارت کی باگ ہے بہت سی ناپاک چیزوں کو پاک اور پوتر سمجھتے ہیں۔ گائے کا گوبر اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک بلکہ متبرک بھی ہے۔ باوجود اس کے ان کے ہاتھ کی بنی مٹھائیاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور استعمال کرنا شرعاً جائز بھی ہے۔ یہ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ چونکہ ہندو دکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خریدار ہندو مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوبر اور پیشاب کو ناپاک سمجھتے ہیں، اس لئے وہ تجارتی اشیا کو ایسی چیزوں سے علاحدہ اور صاف رکھتے ہیں تا کہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تأمل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔

یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے۔ اور نہ صرف صابون بلکہ یوروپ کی تمام مصنوعات کی طہارت ونجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے۔ ولایتی کپڑے اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیا کی آمیزش ہوتی ہے۔ لیکن قاعدۂ مذکورہ کی بنا پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یا بگمان غالب یہ ثابت نہ ہو کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے، ناپاکی کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

طہارت ونجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔ ماہرین کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔

ثانیاً: اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے، تاہم (تو بھی) صابون کا استعمال جائز ہے، کیونکہ صابون میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابون بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔ روایات ذیل ملاحظہ ہوں:

(و)یطهر (زیت)تنجس (بجعله صابونًا). به یفتٰی للبلوٰی، کتنور رش بماء نجس. لا بأس بالخبز فیه (درمختار). (۱)

---

(۱) الدر المختار علٰی صدر ردالمحتار، باب الأنجاس: ۱/ ۳۱۵، ۳۱۶، بیروت، انیس

یعنی روغن زیتون ناپاک ہوجائے تو صابون بنالینے سے پاک ہوجاتا ہے۔اسی پر عموم بلویٰ کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں روٹی پکانے کا مضائقہ نہیں۔

جعل الدهن النجس فى صابون يفتىٰ بطهارته لأنه تغير و التغير يطهر عند محمدؒ، ويفتىٰ به للبلوىٰ اهـ(مجتبى، كذا فى رد المحتار)(۱)

یعنی ناپاک تیل صابون میں ڈال دیا جائے تو پاک ہوجاتا ہے، کیونکہ اس کی حقیقت پلٹ جاتی ہے اور حقیقت کا پلٹ جانا امام محمدؒ کے نزدیک پاک کردیتا ہے اور عموم بلویٰ کی وجہ سے اسی پر فتویٰ ہے۔

قد ذكر هذه المسئلة العلامة قاسم فى فتاواه، وكذا ما سيأتى متنًا وشرحها من مسائل التطهير بانقلاب العين، وذكر الأدلة علىٰ ذلك بما لامزيد عليه، وحقق ودقق كما هو دأبه رحمه اللّٰه تعالىٰ فليراجع،ثم هذه المسئلة قد فرعوها علىٰ قول محمد بالطهارة بانقلاب العين الذى عليه الفتوىٰ واختاره أكثر المشائخ خلافًا لأبى يوسف كما فى شرح المنية والفتح وغيرهما.(رد المحتار)(۲)

یعنی اس مسئلہ کو علامہ قاسمؒ نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح وہ مسائل جو متن وشرح میں آگے آتے ہیں جن میں انقلاب عین پر پاکی کا حکم دیا گیا ہے۔اور علامہ قاسمؒ نے اس کے دلائل نہایت تحقیق وتدقیق سے بیان فرمائے جیسا کہ ان کا طریقہ ہے۔خدا تعالیٰ ان پر باران رحمت نازل فرمائے۔پھر سمجھنا چاہئے کہ یہ مسئلہ فقہا نے امام محمدؒ کے قول پر متفرع کیا ہے کہ ان کے نزدیک انقلاب عین سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور اسی کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے۔امام ابو یوسف کا اس میں خلاف ہے۔جیسا کہ شرح منیہ اور فتح القدیر میں مذکور ہے۔

یعنی فتح القدیر میں ہے کہ بہت سے مشائخ نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہی مذہب مختار ہے۔کیونکہ شریعت نے وصف نجاست اس حقیقت پر مرتب کیا تھا اور حقیقت بعض اجزا کے منتفی ہوجانے سے منتفی ہوجاتی ہے،تو بالکل پلٹ جانے سے کیوں منتفی نہ ہو۔کیونکہ نمک گوشت اور ہڈی سے مغائر ہے۔پس ہڈی اور گوشت جب کہ نمک بن جائیں تو ان کو نمک ہی قرار دیا جائے گا۔

اور اس کی نظیر شریعت میں یہ ہے کہ نطفہ ناپاک ہے۔پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ بن جاتا ہے، وہ بھی ناپاک ہے، پھر مضغہ یعنی گوشت بن کر پاک ہوجاتا ہے اور شیرۂ انگور پاک ہے۔پھر شراب بن کر ناپاک ہوجاتا ہے۔پھر سرکہ بن کر پاک ہوجاتا ہے۔اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا پلٹ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس حقیقت پر مرتب تھا۔

(۱۔۲) ردالمحتار باب الأنجاس: ۱/۳۱۵، ۳۱۶،بیروت،انیس

یجوز أکل ذلک الملح.(رد المحتار)

الحمار والخنزیر إذا وقع فی المملحة فصار ملحًا أو بئر البالوعة إذا صار طینا یطهر عندهما خلافًا لأبی یوسفؒ، کذا فی محیط السرخسیؒ.(فتاویٰ عالمگیری)

اس نمک کا کھانا جائز ہے۔گدھا یا خنزیر کان نمک میں گر کر نمک بن جائیں یا نجاست کا کنواں بالکل کیچڑ ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا مذہب ہے اور امام ابو یوسفؒ کا خلاف ہے۔

ولو أحرقت العذرة أو الروث فصار کل منهما رمادًا أو مات الحمار فی المملحة وکذا إن وقع فیها بعد موته وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیها فصار ملحًا طهر عند محمدؒ وأکثر المشائخ اختاروا قول محمدؒ وعلیه الفتویٰ لأن الشرع رتب وصف النجاسة علیٰ تلک الحقیقة وقد زالت بالکلیة فإن الملح غیر العظم واللحم فإذا صارت الحقیقة ملحًا ترتب حکم الملح حتی لو أکل الملح جاز،ونظیره النطفة نجسة وتصیر علقة وهی نجسة وتصیر مضغة فتطهره. وکذا الخمر تصیر خلاً.وعلیٰ قول محمد فرعوا طهارة صابون صنع من دهن نجس وعلیه یتفرع ما لو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابونًا یکون طاهرًا لتبدل الحقیقة،انتهیٰ مختصرًا.(غنیة المستملی شرح منیة المصلی)

ترجمہ:اگر پاخانہ یا گوبر جلا کر راکھ کر دیا جائے یا گدھا کان نمک میں گر کر مر جائے یا مر کر گر جائے،اسی طرح کتا یا خنزیر گر جائے اور نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے اور اکثر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے،کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لگایا تھا جو بالکلیہ زائل ہوگئی۔کیونکہ نمک اور چیز ہے،ہڈی گوشت اور چیز ہے۔پس جبکہ حقیقت نمک بن گئی تو نمک کا حکم اس پر لگ گیا۔یہاں تک کہ اس کا کھانا بھی جائز ہوگیا۔اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ ناپاک ہے۔پھر خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے۔اسی طرح شراب کہ نجس ہے،سرکہ بن کر پاک ہو جاتی ہے اور امام محمدؒ کے اس قول پر اس صابون کی طہارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تیل سے بنایا جائے اور اسی قول پر یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ انسان یا کتا صابون کی دیگ میں گر کر صابون بن جائے تو پاک ہو جائے گا کیونکہ حقیقت بدل گئی۔

ان روایات منقولہ سے امور ذیل بصراحت ثابت ہو گئے:

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

(۲) یہ حکم طہارت بانقلاب حقیقت امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صابون میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے۔(۱)

پس اب سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ صابون خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے صابون بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی چربی اور روغن روغن نہ رہا بلکہ صابون ہو کر پاک ہو گیا۔ جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے۔ پس ولایتی صابون کے استعمال کے لئے اس تحقیقات کی ضرورت نہیں کہ اس کے اجزا کیا ہیں؟ وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ کیونکہ حقیقت صابونیہ اس کی طہارت کی کفیل ہے، جیسے کہ حقیقت مشکیہ اس کی طہارت کی ضامن ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ روایات مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابون کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص ہو کیونکہ اصل اس کی پاک ہے، ناپاکی باہر سے اسے عارض ہوئی ہے۔ پس اس سے خنزیر کی چربی کے صابون کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ خنزیر اور اس کے اجزا نجس العین ہیں، تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے۔ خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے۔ خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے۔

(و) لا (ملح كان حمارًا) أو خنزيرًا ولا قذر وقع في بئر فصار حمأة لانقلاب العين، به يفتىٰ. (درمختار).(۲)

یعنی وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے ناپاک نہیں۔ کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

(قوله لانقلاب العين): علة للكل وهذا قول محمدؒ وذكر معه في الذخيرة و المحيط أباحنيفةؒ. (حلية)

یعنی مصنف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے، یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے۔ اور یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور ذخیرہ اور محیط میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی امام محمد رحمہ اللہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

قال في الفتح: وكثير من المشائخ اختاروه وهو المختار، لأن الشرع رتب وصف النجاسة علىٰ تلك الحقيقة وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل؟ فإن الملح

(۱) درمختار اور مجتبیٰ کی مذکورہ بالا عبارتیں دیکھو۔سعید

(۲) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر الخ:۱/۳۲۶، بیروت، انیس

غیر العظم واللحم، فإذا صار ملحًا ترتب حکم الملح، ونظیرہ فی الشرع النطفة نجسة وتصیر علقة وھی نجسة وتصیر مضغة فتطھر، والعصیر طاھر فیصیر خمرًا فینجس ویصیر خلاً فیطھر، فعرفنا أن استحالة العین تستتبع زوال الوصف المرتب علیھا. (۱)

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں:

(۱) گدھا، خنزیر، کتا، انسان، انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں کچھ تفاوت نہیں۔

(۲) یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی میتۃ جو بنص قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزا سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے۔ اور خنزیر ومیتۃ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے۔ انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر ومیتۃ کا حکم باقی نہیں رہتا۔ بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں۔ جبکہ انقلاب، حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) کان نمک میں گرنے اور صابون کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحۃً مذکور ہیں۔

ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتۃ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابون کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے۔

اور یہ شبہ کچھ وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے۔ پس صابون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معارضہ نہیں۔ نص قرآنی نے خنزیر یا میتۃ کو نجس بتایا ہے۔ لیکن نمک یا صابون بن جانے کے بعد وہ خنزیر یا میتۃ ہی کہاں رہے۔ دیکھو شراب بنص قرآنی حرام اور نجس ہے اور سرکہ بن جانے کے بعد باتفاق وہ پاک اور حلال ہو جاتی ہے۔ پس جس طرح کہ شراب منصوص النجاسۃ پر سرکہ بن جانے کے بعد طہارت وحلت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ نہیں۔ اسی طرح خنزیر کے صابون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم نص قرآنی کا معارضہ نہیں۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا، وہ حقیقت ہی نہیں رہی۔ اور بعد انقلاب جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے۔ پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی ہے نہ غیر۔

تنبیہ اول: یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر چہ خنزیر ومیتۃ وغیرہ کی چربی سے بنے ہوئے صابون کا استعمال جائز ہے لیکن کسی مسلمان کیلئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ خنزیر وغیرہ کی چربی سے صابون بنائے

---

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی یستقطر الخ: ۱/۳۲۷، بیروت، انیس

کیونکہ قصداً ان چیزوں کو صابون بنانے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔اور یہ الگ بات ہے کہ غیر مسلموں کے بنانے اور صابون بن جانے کے بعد استعمال جائز ہو جائے۔

تنبیہ دوم: انقلاب حقیقت سے حکم بدل جانے کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں اتنی بات تو یقیناً ثابت ہے اور فقہا کی تصریحات بھی اس کے متعلق آپ ملاحظہ فرما چکے کہ جب انقلاب حقیقت ہو جائے تو حکم بدل جاتا ہے۔لیکن یہ بات ابھی تک قابل تحقیق ہے کہ انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے۔تو واضح ہو کہ انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہٖ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے جیسے شراب، سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمر یہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے، حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جا سکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلۂ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔

بعض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں جیسا کہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکا لی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے۔یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا۔لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہٖ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزا کے ہے۔چونکہ شراب کے اجزا کم تھے اور آٹے کے زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں۔پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اسی طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں۔جیسے شراب کے، سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے۔یا صابون میں قدرے دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے۔کیونکہ رقت حقیقت خمر یہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آ جاتا ہے۔اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔واللہ الموفق

تنبیہ سوم: اس انقلاب و اختلاط کے اشتباہ کا ہمارے اس مسئلہ صابون پر کوئی اثر نہیں ہے۔کیونکہ ہم نے تصریحات فقہا سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ کسی چیز کا صابون بن جانا انقلاب حقیقت ہے نہ کہ اختلاط۔اس لئے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔و اللہ أعلم و علمه أتم

کتبہ الراجی رحمة ربه محمد کفایة اللّٰہ غفرله. مدرس المدرسة الأمينية الواقعة بدهلی ۲۵/ شعبان ۱۳۳۴ھ،هذا التحقيق صحيح. عزيز الرحمن عفی عنه مفتی مدرسه ديوبند ۲۴/ذی الحجة ۱۳۳۴ھ. الجواب صواب. محمد أنور عفا اللّٰه عنه دار العلوم ديوبند (کفایت المفتی:۲/۲۷۷تا ۲۸۴)

ناخن میں صابون کی سفیدی پاک ہے:

سوال: بچہ کو دو پہر تک گود میں رکھتا ہوں اور وہ پیشاب کرتا ہے تو میں دو پہر کو صابن سے غسل کرتا ہوں، غسل کے بعد ناخن میں سفیدی صابن کی نظر آتی ہے، تو وہ سفیدی پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

وہ سفیدی پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۶۹)

نجس پانی سے پکی ہوئی روٹی یا دال کا حکم:

سوال: اگر نجس پانی میں روٹی یا دال پکائی تو کیا وہ پاک ہو سکتی ہے اور کس طرح ہو سکتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

پاک نہیں ہو سکتی۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۳۴)

راستوں کی کیچڑ کا حکم:

سوال: راستوں کی کیچڑ کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

اگر یہ کیچڑ بارش کے پانی سے پیدا ہو، اوراس میں نجاست غلاظت محسوس نہ ہو تو یہ پاک ہے، شامی:۱/۲۱۶۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۳۷)

راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے یا نہیں:

سوال: راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے یا نہیں؟

---

(۱) (وكذا يطهر محل نجاسة)الخ(مرئية)......(بقلعها)الخ(و)يطهر محل(غيرها)أی غير مرئية(بغلبة ظن غاسل.(الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتار، باب الأنجاس، مطلب فی حكم الصبغ الخ:۱/۳۰۳، ظفیر)

(۲) "وفی التجنيس: حنطة طبخت فی خمر، لا تطهر أبدًا". (ردالمحتار:ج۱ص۲۱۲، انیس)

(۳) "(قوله: وطين شارع)......وفی الفيض: طين الشوارع عفو وإن ملأ الثوب، للضرورة، ولو مختلطاً بالعذرات، وتجوز الصلاة معه آه، أقول: والعفو مقيد بما إذا لم يظهر فيه أثر النجاسة الخ". (رد المحتار:۱/۳۲۴، مطلب فی العفو عن طين الشارع، سعید)

الجواب

راستوں کی کیچڑ پر مواضع ضرورت میں پاکی کا حکم کیا جائے گا، بشرطیکہ اس میں آثار نجاست ظاہر نہ ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۲۸۶/۲)

راستوں میں جو گارا کیچڑ ہو جاتا ہے، اس کی چھینٹوں کا حکم:

سوال: راستوں میں جو کیچڑ اور گارا ہوا کرتا ہے، اس کی چھینٹیں جو سواری کے جانور کے باعث کپڑوں کو لگ جاتی ہیں، تو وہ پاک رہتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

پاک ہیں، جب تک نجاست کیچڑ کی محقق نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، ص۲۴۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص۱۳۳)

گرے ہوئے پتّے اور دریا کے کنارے کی کیچڑ پاک ہے یا نہیں:

سوال: زمین پر پتّے وغیرہ پڑے رہتے ہیں اور لوگ نجس پا چلتے ہیں، پس وہ پتے وغیرہ یا دریا کے کنارہ کا کیچڑ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ کیچڑ وغیرہ پاک ہے جب تک اس میں نجاست کا ہونا معلوم نہ ہو۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۴۴/۱)

چھینٹ اور بانات وغیرہ کا حکم:

جو چھینٹ یا بانات وغیرہ پختہ رنگ ہے، وہ تو ہر حال میں پاک ہے، اگرچہ اس میں نجاست پڑے کیوں کہ بعد رنگ کے اس کو دھو کر صاف کرتے ہیں، اور جو خام رنگ ہیں ان کا حال معلوم نہیں کہ اس میں کچھ نجس ڈالتے ہیں یا نہیں، لہٰذا اس پر حکم نجاست نہیں ہوسکتا کہ اصل شئ کی طہارت ہے۔ **الأصل فی الأشیاء الإباحة.** (۲)

ہاں! جس کو تحقیق ہو گیا کہ نجس اس میں پڑتا ہے اور نہیں دھویا جاتا ہے اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیے، بندہ کو

(۱) **الیقین لایزول بالشک. (الأشباہ والنظائر، القاعدة الثالثة: ص۷۵)**

وطین شارع، وبخار نجس، وغبار سرقین، ومحل کلاب، وانتضاح غسالة لاتظهر مواقع قطرها فی الإناء عفو. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی العفو عن طین الشارع: ج۱ ص۲۹۹ ظفیر)

(۲) **الأشباہ والنظائر:** ص۸۷، انیس

محقق ہوا تو یہ ہے کہ بازار میں جو رنگ فلوس کو پوڑیہ فروخت ہوتی ہے اس میں شراب ہے اور بس، لہذا اس کی نجاست کا اظہار کیا گیا ہے، پوڑیہ جوتہ جو پاک ہے بوجہ عدم تیقن نجاست کے پاک ہے اور کسی جوتہ خاص میں مثلاً محقق ہوجاوے کہ نجس لگا ہے وہ ناپاک ہی ہووے گا، لہذا جوتہ کو پوڑیہ پر قیاس نہیں کرسکتے، تبدیل ماہیت بھی نہیں بلکہ ترکب نجس با طاہر ہے، جیسا نجس آب میں گوشت یا روٹی پکائی جائے اس کو تبدیل ماہیت نہیں کہتے۔(۱)

ملح خوک مضائقہ نہیں کہ مادہ وصورت ہر دو بدل گئی، سرکہ شراب میں، گوبر مٹی میں، سو یہاں تبدیل ماہیت ہے کہ وہ نہ مادہ سابق رہا، نہ صورت پہلی رہی۔(۲)

ترکب میں ماہیت نہیں پلٹی، ترکیب پیدا ہوجاتی ہے اس کا اعتبار نہیں، دھونے سے البتہ پوڑیہ کا رنگا کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔ایک بات باقی ہے اگر وہ صاحب بنانے والے ملے تو تحقیق کروں گا، شاید اس میں کوئی صورت جواز پیدا ہوجائے، سو دیکھئے وہ کب ملتے ہیں، اب تو منع ہی کردینا اچھا معلوم ہوتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۷)

مصنوعی کھاد پاک ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مصنوعی کھاد از روئے شریعت پاک ہے یا ناپاک، اس کو کسی زمین میں ڈالکر اس پر نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی محمد خورشید، رساپوری، گنڈیری نوشہرہ۔ ۸/ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ)

الجواب

مصنوعی کھاد پاک ہے۔لتبدل الذات.(۳) وھوالموفق (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ، جلد دوم: ص ۱۱۹)

بسکٹ جو نجاست میں گر جائے اس کی پاکی کا طریقہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ ہمارے بسکٹ جو کہ کاغذ میں ملفوف تھے ایک دم اچانک غلیظ پانی میں گر پڑے فوراً ایک آدمی نے نیچے پہنچ کر اٹھا لئے، کھول کر دیکھا تو بعض پر چار، چھ دھبے یا ہلکی

(۱) وفی التجنیس: حنطة طبخت فی خمر لاتطهر أبدًا، به یفتٰی. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، مطلب فی تطهیر الدهن والعسل، قبیل فصل الاستنجاء: ۱/۲۲۳)

(۲) (لا) یکون نجسًا (رماد قذر)... (و) لا (ملح کان حمارًا) أو خنزیرًا ولا قذر وقع فی بئر فصار حمأة لانقلاب العین، به یفتیٰ. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی الخ: ۱/۲۱۷، انیس)

(۳) قال العلامة إبراهیم الحلبی: وأکثر المشایخ اختاروا قول محمد رحمه الله وعلیه الفتویٰ، لأن الشرع رتب وصف النجاسة علٰی تلک الحقیقة وقد زالت بالکلیة فإن الملح غیر العظم واللحم، فإذا صارت الحقیقة ملحاً ترتب علیه حکم الملح وعلٰی قول محمد فرعوا طهارة صابون صنع من دهن نجس وعلیه یتفرع ما لو وقع إنسان وکلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً لتبدل الحقیقة. (غنیة المستملی المعروف بالکبیری: ص ۱۸۶، فصل فی الأسار)

چھینٹیں تھیں اور بعض پر صرف کاغذ کی تری ہی پہنچی تھیں، اب سوال یہ ہے کہ ان کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے، کیا بسکٹوں کے تنور میں اس کو سینک کر پاک کر سکتے ہیں؟ بینوا بالدلیل توجروا عند الجلیل.

الجواب ــــــــــــــــــــــ باللّٰہ التوفیق

محض سینکنے سے یہ بسکٹ پاک نہ ہوں گے، سینکنے سے نجاست کے اجزائے لطیفہ تو نکل سکتے ہیں، مگر اجزائے ثقیلہ و کثیفہ کا اخراج نہ ہوگا، اس لیے یہ سوال بے کار ہے، البتہ یہ طریقہ بہتر ہے کہ جس حصہ پر نجس پانی یا نجاست کا اثر (دھبہ وغیرہ) ہو اس کو کھرچ کر نکال دیا جائے اور بقیہ کو استعمال کر لیا جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین غفرلہ، مفتی دار العلوم دیوبند (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۱۶، ۱۱۷)

سور کاٹا گیا، اس کی نجاست دھوتے وقت، پانی تختوں پر پڑا، تو وہ کس طرح پاک ہوگا:

سوال: ایک مجوسی نے مارکیٹ میں، جس میں گوشت بکتا ہے، سور کاٹا، اور وہیں صاف کیا، مارکیٹ بحکم سرکاری روزانہ دھوئی جاتی ہے، چنانچہ جب وہ دھوئی گئی، تو وہی پانی تمام لکڑی کے تختوں پر بھی پڑا، اور انہیں تختوں پر گوشت بکتا ہے۔ لہٰذا صفائی کا کونسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ لوگوں کا شک رفع ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

شامی میں ذخیرہ سے منقول ہے:

" لو أصابت الأرض نجاسة فصب عليها الماء فجرى قدر ذراع طهرت الأرض والماء طاهر بمنزلة الماء الجاری، ولو أصابها المطر وجرىٰ عليها طهرت، ولو كان قليلاً لم يجر فلا". شامی:۱/۱۹۳۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ صورت اس کے پاک ہونے کی یہ ہے کہ بہت سا پانی پاک اس پر بہایا جاوے اور اس کو دھویا جائے، تو پاک ہو جائے گا، اور جاری پانی میں اگر اختلاط نجاست ہو، تو وہ پاک ہی رہتا ہے۔ پس جن مواقع میں وہ پانی گذرے گا وہ مواقع پاک رہیں گے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۱۴)

---

(۱) ویؤیده: ويطهر المنی الجاف ولو منی امرأة علی الصحيح بفركه عن الثوب ولو جديدًا مبطناً، وعن البدن بفركه فی ظاهر الرواية.(طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح: ص ۸۹، باب الأنجاس وتطهيرها)

و هكذا فی الفتح: ۱/۱۳۶.

ومنها الحث والدلک ، الخف إذا أصابته النجاسة إن كانت متجسدة كالعذرة والروث والمنی يطهر بالحث إذا يبست وإن كانت رطبة فی ظاهر الرواية لايطهر إلا بالغسل وعند أبی يوسف إذا مسحه علیٰ وجه المبالغة بحيث لايبقیٰ لها أثر يطهر وعليه الفتویٰ لعموم البلویٰ.(الفتاویٰ الهندية: ۱، ۴۴، دار الفكر)

(۲) رد المحتار، باب المياه، مطلب الأصح أنه لايشترط فی الجريان المدد:۱/۱۷۳، ظفیر

پیر میں نجاست لگ جائے اور اسے دھودے، مگر مٹی لگی رہ جائے تو پاک ہوا یا نہیں:

سوال: اگر پیر میں مٹی لگی ہوئی تھی اس حالت میں پیر کو نجاست لگ جاوے، تو پیر پاک ہوا یا نہیں اور مٹی تر ہوئی پاک بدن یا کپڑے میں لگ گئی تو بدن اور کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں پیر اور کپڑا پاک ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۷۰)

ہاتھ پر نجاست لگنے کی صورت میں کتنی مرتبہ دھونا لازم ہے:

سوال: ہاتھ پر پیشاب لگ گیا، پانی سے اتنا دھویا جتنی دیر میں تین بار پانی ڈالا جاتا ہے، ہاتھ پاک ہو گیا یا الگ الگ دو مرتبہ اور دھوئیں؟

الجواب

صورت مسئولہ میں ہاتھ کو اتنا دھونا ضروری ہے کہ پیشاب کے ہاتھ سے چھوٹ جانے کا غالب گمان ہو جائے۔ الگ الگ تین مرتبہ پانی ڈالنا ضروری نہیں۔

لما فی الدر المختار: (و) یطهر محل (غیرها) أی غیر مرئیة (بغلبة ظن غاسل) ... (طهارة محلها) بلاعدد، به یفتٰی. (۲) واللّٰہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۱۰/۹/۱۳۹۷ھ (فتویٰ نمبر ۹۳۶/۲۸، الف) (فتاویٰ عثمانی: ج ۱/۳۵۶)

نجاست کے دھونے میں مَلنا شرط ہے یا نہیں:

سوال: نجاست بدن کے متعلق جو تین بار دھونا کتابوں میں لکھا ہے، اس میں اس کی جگہ مَلنا بھی شرط ہے یا محض پانی ڈالنا ہی کافی ہے؟

الجواب

جس جگہ نجاست لگی ہوئی ہو اس کا ازالہ ضروری ہے، مَلنے سے ہو یا جس طرح ہو، اس کو دور کر کے پاک کرنا ضروری ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۰۶)

---

(۱) (وكذا يطهر محل نجاسة) أما عينها فلا تقبل الطهارة (مرئية)...... (بقلعها) أی بزوال عينها وأثرها ولو بمرة أو بمافوق ثلاث فی الأصح. (الدر المختار علٰی رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب فی حكم الصبغ الخ: ۱/۳۰۳۔ ظفیر)

(۲) الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی حكم الوشم: ۱/۳۳۱، طبع ایچ ایم سعید۔ محمد زبیر حق نواز

(۳) (يجوز رفع نجاسة حقيقة عن محلها)........... (بماء ولو مستعملاً)........... (أو بكل مائع طاهر قالع) الخ (ويطهر منی) أی محله (يابس بفرك)...... (وإلا)...... (فيغسل) بلا فرق (بين منيه)...... (ومنيها)...... (ولا بين ثوب)...... (وبدن على الظاهر) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۸۴، ظفیر)

جوتے یا چپل وغیرہ کو وضوخانے میں دھونے کا حکم:

سوال: جوتہ اور چپل خراب ہو جائے اور گیلی مٹی لگ جائے یا خراب پانی میں گر جائے تو کیا وضو خانہ میں دھویا جا سکتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی چیزوں کو مسجد کے وضوخانے کے بجائے کسی اور جگہ دھویا جائے۔ لیکن اگر ضرورت کے وقت وہاں جوتے دھو لئے جائیں تو مضائقہ نہیں، البتہ پھر اس جگہ کو صاف کر دینا چاہئے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۲۷/۹/۱۳۹۶ھ (فتویٰ نمبر ۲۲۸۳/۲۷) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۵۶)

ناپاک انگلی کو چاٹنے سے پاکی کا حکم:

سوال: ایک مسئلہ جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنی کتاب ''بہشتی زیور'' میں مسائل کے بیان میں فرمایا ہے کہ:

''اگر انگلی میں کوئی نجاست لگ جائے تو اسے تین مرتبہ چاٹ لینے سے وہ پاک ہو جاتی ہے، لیکن چاٹنا منع ہے''۔

اس مسئلہ میں ایک رضا خانی صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ نجاست میں سے تو پیشاب پائخانہ بھی ہے، تو اگر یہ بھی انگلی میں لگ جائے تو چاٹ لینے سے پاک ہو جائے گا، تو اس میں دو خرابی پائی گئی: اولاً یہ کہ انگلی پاک کرنے کیلئے منہ کو ناپاک کیا گیا اور ثانیًا یہ کہ پائخانہ وغیرہ کو کھانے کی ترکیب بتائی جا رہی ہے یعنی اس میں پائخانہ کا کھانا پایا گیا۔ اور ان کا کہنا یہ ہے کہ مناسب ترکیب تو یہ تھی کہ لعاب کو انگلی پر گرا کر کسی چیز سے انگلی کو صاف (پونچھ) کر دیا جائے، تو کیا ان کا یہ اعتراض بجا ہے؟ اگر بجا ہے تو پھر صحیح تر مسئلہ کیا ہے؟

اگر ''بہشتی زیور'' میں تحریر کردہ مسئلہ اپنی جگہ پر صحیح ہے، تو پھر ان معترضین کا جواب کیا دیں، جبکہ معترض صاحب کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ آپ حدیث وقرآن وفقہ میں سے کسی کے اندر یہ مسئلہ نہیں دکھا سکتے، اگر کسی کتاب میں ہو تو اس کا حوالہ بیان فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

''بہشتی زیور'' میں جب صاف لفظوں میں موجود ہے ''لیکن ایسا کرنا منع ہے'' تو پھر معترض کا یہ کہنا کہ ''پائخانہ وغیرہ کھانے کی ترکیب بتائی گئی ہے'' یہ اس کی کج دماغی اور غوایت ہے کہ منع کرنے کو بھی ''ترکیب بتانا'' کہہ رہا ہے۔ ایسے دماغ کو دراصل مسئلہ سمجھنے میں غلطی نہیں ہوتی بلکہ ان کو صحیح بات کا بھی مطلب بتلا کر گمراہ کیا کرتا ہے۔ اس مسئلہ کی دلیل کتب فقہ میں موجود ہے:

" إذا أصاب الخمر يده فلمسه ثلاث مرات تطهره بريقه كما يطهر فمه بريقه الخ". (منية: ص ۶۲)(۱)

"والصبی إذا بال علٰی ثدی الأم ثم مص الثدی مرارًا يطهر، كذا فی فتاویٰ قاضی خان الخ". (فتاویٰ عالمگیری. ص ۲۸)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۹/۵)

جوتا رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہے:

سوال: ایک شخص بوٹ جوتہ استعمالی ٹخنوں سے اوپر تک کا باوضو پہن کر شکار میں گیا راستہ میں اس کی تلی پر نجاست گارہ گوبر وغیرہ لگ گئی، جب وقت نماز کا ہوا جوتے کے اتارنے میں دقت معلوم ہوئی کہ پٹیاں کھولے اور موزہ اتار کر جوتہ اتارے، اس وجہ سے اس نے جوتے کی تلی کو گھاس پر رگڑ کر خوب صاف کرلیا اور جوتہ پہنے ہوئے نماز ادا کی تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

فی الدر المختار: (ويطهر خف ونحوه) كنعل (تنجس بذی جرم) هو كل مايری بعد الجفاف ولو من غيرها كخمر وبول أصابه تراب، به يفتٰی، بدلک يزول به أثرها. (۳)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں جوتہ پاک ہوجاوے گا۔ (۴)

۱۳/ صفر ۱۳۳۰ ہجری، تتمہ اولیٰ ص ۸۔ (امداد الفتاویٰ: ۱۲۲/۱)

---

(۱) " إذا أصابت النجاسة بعض أعضائه ولحسها بلسانه، حتی ذهب أثرها، يطهر، وكذا السكين إذا تنجس، فلحسه بلسانه أو مسحه بريقه، ولو لحس الثوب بلسانه حتی ذهب الأثر، فقد طهر". (الفتاویٰ العالمگيرية: ۴۵/۱، مما يتصل بذلک مسائل، رشيدية، وكذا فی فتاویٰ قاضی خان: ۲۲/۱، فصل فی النجاسة الخ، رشيدية)

(۲) الفتاویٰ العالمكيرية: ۴۵/۱، الباب السابع فی النجاسة، رشيدية، وكذا فی فتاویٰ قاضی خان: ۲۳/۱، فصل فی النجاسة الخ، رشيدية)

(۳) الدر علٰی صدر الرد، باب الأنجاس: ۳۰۹/۱، ۳۱۰، بيروت، انيس

(۴) عن أبی هريرةؓ عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم بمعناه قال: إذا وطی الأذی بخفيه فطهورهما التراب. (أبوداؤد، باب فی الأذی يصيب النعل، ص ۶۷، نمبر ۳۸۶، مستدرک حاکم: ۲۷۲/۱ (۵۹۱) صحیح ابن خزیمہ: ۵۳۷/۴ (۱۶۵۶) انیس)

عن أبی سعيد الخدریؓ .... إذا جاء أحدكم إلی المسجد فلينظر، فإن رأی فی نعليه قذرًا أو أذیً فليمسحه وليصل فيهما. (أبو داؤد، باب الصلوة فی النعل، ص ۱۰۴، نمبر ۶۵۰/ مسند أحمد، مسند أبی سعيد الخدریؓ: ۵۱۹/۳، نمبر ۱۱۴۶۷/ صحیح ابن حبان: ۵۶۰/۵، نمبر ۲۱۸۵) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی سے رگڑنے کے بعد جوتا یا موزہ پاک ہوجائے گا۔ انیس

سونف وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: نجاست کو جذب کرنے والی اشیا جیسے: زیرہ، کلونجی، سونف وغیرہ، اگر ناپاک ہوجائیں تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

ان کو پانی میں بھگو دیا جائے، کچھ دیر بعد جب خشک ہوجائیں تو دوسرے پانی میں بھگو دیا جائے پھر کچھ دیر بعد خشک کر کے تیسرے پانی میں بھگو دیا جائے، اس طرح تین مرتبہ کرنے سے ایسی چیزیں بھی پاک ہوجائیں گی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۶/۸۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۳/۵)

×××

(۱) "وإذا تنجس ما لاینعصر بالعصر کما إذا تشربت ………… وانتفخت من الخمر عند أبی یوسف………… والحنطة تنقع فی الماء حتی تشرب الماء کما تشرّبت الخمر، ثم تجفف یفعل کذلک ثلاث مرات ویحکم بطهارتها وإن لم تنتفخ تطهر بالغسل ثلاثًا و التجفیف فی کل مرة یشترط أن لایوجد طعم الخمر ولا ریحها الخ". (الفتاویٰ العالمگیریة: ۴۳/۱، مطبوعہ دارالکتاب، دیوبند)

﴿يٰبَنِیۡ اٰدَ مَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَا سًا يُّوَارِیۡ سَوۡاٰ تِكُمۡ
وَرِيۡشًا، وَ لِبَاسُ التَّقۡوٰی ذٰ لِكَ خَيۡرٌ﴾

(سورۃ الاعراف:۲۶)

اے آدم کی اولاد!
ہم نے اتاری تم پر پوشاک جوڈھانکے تمہاری شرمگاہیں
اوراتارے آرائش کے کپڑے اور پرہیزگاری کالباس سب سے بہتر ہے''۔

بدن اور کپڑے کی پاکی وناپاکی کے احکام

محتلم کی چادر، جس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں، پاک ہے:

سوال: رجل احتلم وهو لابس السروال وعليه رداء خشن لايظهر أثر المنى فى الرداء، هل يحكم بنجاسة الرداء أم لا ؟(۱)

الجواب

لايحكم بنجاسة الرداء فى هذه الصورة. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۷۴)

جس کپڑے کے ایک حصہ پر نجاست لگی ہو، تو اس کا بقیہ حصہ پاک ہے:

سوال: احتلام ہونے پر کیا جسم کے تمام کپڑے وبستر وغیرہ ناپاک تصور ہوں گے؟ گو کسی طرح نجاست کا داغ ان پر آیا نہیں، یا صرف جس پر نجاست معلوم ہو وہی ناپاک تصور ہوگا؟

الجواب

احتلام ہونے پر تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، بلکہ جس کپڑے پر جتنی دور تک منی کا اثر معلوم ہو، وہ کپڑا اسی قدر ناپاک ہوتا ہے، باقی سب پاک ہیں۔

۲۶ / ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام جلد اول، ص ۳۹۳)

کیا جنابت سے سارے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں:

سوال: ایک شخص صبح نیند سے بیدار ہوکر پیشاب کرنے گیا، تو اپنے انڈرویئر (نیکر) پر تقریباً ایک قطرہ کی مقدار

(۱) ترجمہ: کسی شخص کو اس حال میں احتلام ہوا کہ وہ پاجامہ پہنے ہوا ہے، اور اس کے اوپر کھردری چادر ہے، منی کا اثر چادر میں نہیں ہے، تو کیا چادر پر ناپاکی کا حکم لگے گا یا نہیں؟ انیس

(۲) ترجمہ: اس صورت میں چادر کی ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ انیس

اليقين لايزول بالشک. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص ۷۵، ظفیر)

میں تری دیکھی اور پیشاب سے قبل منی کا خروج ہوا، مذکورہ شخص نے غسل جنابت کیا اور اس انڈر ویئر کے اس داغ کو اور آس پاس کے حصہ کو دھل دیا اور اچھی طرح سے دھلا، پھر اسی کو پہن لیا، تو کیا اس صورت میں بغیر کسی شک وشبہ اور کراہت کے، طہارت کاملہ حاصل ہوگئی یا نہیں؟ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جب تک انڈر ویئر یا لنگی کو پورا نہ دھل دیا جائے، وہ پاک نہیں ہو سکتے، بلکہ یہاں تک ان کا خیال ہے کہ بنیائن وغیرہ سب ناپاک ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نیچے کے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں اور وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس کپڑے پہ منی لگ جائے، وہ پورا کا پورا کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے اور قیاس اس پر کرتے ہیں کہ جب آلۂ تناسل سے منی کا خروج ہوا ہے، تو صرف آلۂ تناسل کا دھل لینا کافی نہیں ہوتا، لیکن پورے جسم کا غسل واجب ہو جاتا ہے، تو اسی طرح سے جس کپڑے پہ منی لگ جائے گی، وہ کپڑا پورا کا پورا ناپاک ہو جائے گا، کیا مذکورہ شخص بغیر اعادۂ غسل اور انڈر ویئر کے دھلے، نماز پڑھ سکتا ہے یا امامت کرسکتا ہے، یا غسل کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا۔ تفصیل سے مسئلہ مذکورہ پر روشنی ڈالیں؟

هو المصوب

منی لگ جانے پر اس کے بقدر کپڑا ناپاک ہوگا۔ صرف اس کو دھو لینا کافی ہے۔ دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۴۳ و ۲۴۴)

رضائی میں لگی ہوئی منی کی طہارت کا حکم:

سوال: احتلام کی وجہ سے رضائی میں منی لگ گئی، تو اسی قدر دھونا چاہیے یا پوری رضائی؟ اگر موضع نجاست بھول جائے، تو وہ کپڑا کس طرح پاک ہوگا؟

الجواب ـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

رضائی میں جس جگہ نجاست لگی ہو، اسی جگہ کا دھونا کافی ہے،(۲) اور اگر ناپاک جگہ یاد نہ ہو، تو جہاں پر شک ہو، اسی

---

(۱) عن سليمان بن يسار قال: سألت عائشةؓ عن المني يصيب الثوب فقالت: كنت أغسله من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيخرج إلى الصلاة وأثر الغسل في ثوبه. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب غسل المني وفركه وغسل مايصيب من الماء. حديث نمبر: ۲۳۰)

قوله "وبمني يابس بالفرك وإلا يغسل" يعني يطهر البدن والثوب والخف إذا أصابه مني بفركه إن كان يابساً وبغسله إن كان رطباً. (البحر الرائق: ۱/۳۸۹)

(۲) (ويطهر مني) أى محله (يابس بفرك)... (وإلا)... (فيغسل)... (بلا فرق بين منيه)... (ومنيها)... (ولا بين ثوب)... (وبدن على الظاهر). (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۵۱۴)

جگہ کو دھونے سے کافی ہوجائے گا، البتہ اس صورت میں اگر پوری رضائی کو دھولے، تو بہتر ہے، لیکن بغیر پاک کئے چھوڑ دینا نہیں چاہیے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۸۵-۸۶)

کپڑے پر نجاست لگنے کا وقت معلوم نہیں، تو کیا حکم ہے:

سوال: کپڑے پر نجاست دیکھی، مگر کپڑے پر نجاست لگنے کا وقت معلوم نہیں، تو کپڑا کب سے نجس سمجھا جائے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر وہ نجاست منی ہے، تو جس وقت سو کر بیدار ہوا اس وقت سے کپڑا نجس سمجھا جائے گا، اگر وہ اس کا پاخانہ پیشاب ہے، تو پاخانہ کرنے کے وقت سے نجس ہوگا، اگر کوئی اور نجاست ہے، تو دیکھنے کے وقت سے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/۹/۱۳۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۵۶)

منی یا پیشاب کا شبہ کپڑے پر ہو، تو کپڑا پاک ہے یا نہیں:

سوال: منی یا پیشاب کا شبہ کسی کپڑے پر ہے، اور یہ متعین ہے کہ قدر درہم سے کم ہے، تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــ

شبہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔(۳) اور اگر درہم کے برابر نجاست نہیں ہے، تو نماز ہوجاتی ہے، البتہ درہم سے زیادہ ہو، تو دھونا ضروری ہے۔

---

(۱) (وغسل طرف ثوب)أوبدن(أصابت نجاسة محلاً منه ونسى)المحل(مطهرله وإن)وقع الغسل(بغيرتحر) هوالمختار. (الدرالمختار)

(قوله هوالمختار)........ومقابله القول بالتحرى والقول بغسل الكل،وعليه مشى فى الظهيرية ومنية المفتى،واختاره فى البدائع احتياطاً قال:لأن موضع النجاسة غيرمعلوم،وليس البعض أولٰى من البعض ،آه. (رد المحتار،باب الأنجاس،مطلب العرقى الذى يستقطرالخ:۱/۵۳۴،۵۳۵)

(۲) "وقالا:من وقت العلم،فلا يلزمهم شی ء قبله، قيل وبه يفتٰى(فرع)وجد فى ثوبه منياً أوبولاً أودماً أعاد من آخراحتلام وبول ورعاف". (الدرالمختارمتن ردالمحتار، فصل فى البئر:۱/۳۲۱، سعيد)

"الأصل إضافة الحادث إلٰى أقرب أوقاته ، منها ماقدمناه فيما لورأى فى ثوبه نجاسةً وقد صلى فيه،ولايدرى متى أصابته، يعيد ها من اٰخرحدث أحدثه والمنى من آخررقدة الخ. (الأشباه والنظائر،الطهارة:۱/۲۰۳، رشيديه)

(۳) ولوشک فى نجاسة ماء أوثوب الخ لم يعتبر. (الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار،قبيل أبحاث الغسل:۱/۱۴۰،ظفير)

درمختار میں ہے:

’’(وعفا)الشارع(عن قدر درهم)الخ‘‘. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۳۲۱/۱)

مذی کا شبہ ہو، تو کیا کرے:

سوال: زید کو بسبب کثرت مباشرت ذرا انتشار ہونے پر مذی ظاہر ہو جاتی ہے۔ رات کو علاحدہ کپڑا بدل لیا جاتا ہے، مگر پھر وسوسہ رہتا ہے کہ شاید مذی ران اور پاؤں وغیرہ میں لگ گئی ہو، اس صورت میں تمام بدن دھونا چاہیے، یا کپڑا بدل کر نماز پڑھنی چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

بدن اور ران وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں ہے، کپڑا بدل کر وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۳۶۱/۱)

تلاوت کے لئے لباس کی طہارت ضروری نہیں:

سوال: بدن یا کپڑے پر روپیہ کے پھیلاؤ سے زیادہ نجاست لگی ہو، تو وضو کر کے تلاوت قرآن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جائز ہے۔ البتہ خلاف ادب ہے، لہٰذا پورے طور پر پاک ہو کر کلام پاک کی تلاوت کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵/ ذی الحجہ ۸۶ھ (احسن الفتاویٰ:۸۲/۲-۸۳)

جس کپڑے میں مذی لگ جائے، اس میں نماز کا حکم:

سوال: مجھے مذی کثرت سے آتی ہے، نماز پڑھنے میں بڑی پریشانی ہوتی ہے، اور کسی سے دریافت کرنے میں مجھے شرم آتی ہے، اس لیے آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا جس کپڑے میں مذی لگی ہو، اس میں نماز جائز ہے؟ مذی کی کتنی مقدار کپڑے میں لگنے سے کپڑا ناپاک قرار دیا جائے گا؟

الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

انسان کے بدن سے جن چیزوں کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، وہ نجاست مغلظہ ہے، کپڑے یا بدن پر ایک

---

(۱) الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۲۹۱/۱۔ اس کے آگے ہے: وإن كره تحريمًا، فيجب غسله، وما دونه تنزيهًا فيسن، وفوقه مبطل فيفرض، والعبرة لوقت الصلاة لا الإصابة على الأكثر. نهر.

(۲) اليقين لايزول بالشک. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص ۷۵، ظفیر)

درہم یا اس سے کم معاف ہے۔

مذی ایک رقیق مادہ ہے، اور نجاست مغلظہ ہے، اس میں تقریباً ہتھیلی برابر یا اس سے کم کپڑے میں لگی ہو، تو معاف ہے، ورنہ پاک کرنا واجب ہوگا، اس کپڑے پر نماز جائز نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بشیر۔۵/۱۲/۱۳۸۸ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۹۷)

اگر کپڑے میں نجاست لگ جائے، تو اس میں نماز ہوگی یا نہیں:

سوال: میری عمر ۲۲/سال ہے، میں نے ایک خواب دیکھا، بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ احتلام ہونے والا ہے، عین اسی وقت آنکھ کھلی، دیکھا کہ کپڑا صاف ہے، لیکن نکلتی ہوئی چیز رک جانے کی وجہ سے صرف آدھا قطرہ تری معلوم ہوئی، جو صرف جانگھیہ پر لگی ہوئی تھی، تو کیا اسی جانگھیہ پر پہنا ہوا شرٹ اور پینٹ کو غسل کے بعد پہن سکتے ہیں اور ان کپڑوں میں نماز ہوسکتی ہے؟ (محمد رحیم، ہری باؤلی)

الجواب

احتلام کی جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس میں غسل کرنا تو واجب ہے، کیوں کہ غسل واجب ہونے کے لیے مادہ منویہ کی کسی خاص مقدار کا نکلنا ضروری نہیں، تھوڑی سی مقدار بھی نکلے، تو غسل واجب ہوگا۔(۲) البتہ ایسی صورت میں جو نجاست نکلتی ہے، وہ جس کپڑے کے جس حصہ پر لگے اس کا دھولینا کافی ہے، پورے کپڑے کا دھونا ضروری

---

(۱) ”كل مايخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كالغائط والبول والمنى والودى الخ“. (الفتاویٰ الهندية:۱/۴۶)

”(وعفا) الشارع (عن قدر درهم)...... (وهو مثقال) عشرون قيراطاً (في) نجس (كثيف) له جرم (وعرض مقعر الكف) وهو داخل مفاصل أصابع اليد (في رقيق من مغلظة)“. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار:۱/۵۲۰، ۵۲۲)

واضح رہے کہ نجاست کا علم ہوتے ہوئے اس کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر پانی پر قدرت ہو، تو اس کو دھونے کے بعد نماز پڑھی جائے۔

علامہ شامیؒ محیط کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ” يكره أن يصلي ومعه قدر درهم أو دونه من النجاسة عالماً به لاختلاف الناس فيه، زاد في مختارات النوازل: قادرًا علىٰ إزالته“. (رد المحتار، باب الأنجاس:۱/۵۲۰)

علامہ ابن ہمامؒ کی صراحت کے مطابق اگر نماز کی حالت میں نجاست کا علم ہوجائے، اور وقت کے نکلنے یا جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو نماز توڑ کر نجاست دھوئی جائے گی، پھر نماز پڑھی جائے گی۔ مجاہد۔

” والصلاة مكروهة مع ما لايمنع، حتى قيل لو علم قليل النجاسة عليه في الصلاة يرفضها مالم يخف فوات الوقت أو الجماعة“. (فتح القدير، باب الأنجاس وتطهيرها:۱/۲۰۲)

(۲) ”المعاني الموجبة للغسل إنزال المني علىٰ وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة“. (الهداية:۱/۱۴، فصل في الغسل، محشی)

نہیں، اس لیے جو صورت آپ نے دریافت کی ہے، اس میں جانگھیہ کو دھولینا کافی ہے، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جس کپڑے میں نجاست لگ جاتی، تو کپڑے کے اس حصہ کو دھو کر اس میں نماز ادا فرما لیتے ہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (کتاب الفتاویٰ:۲/۹۰)

ناپاک کپڑے میں نماز کا حکم:

سوال: اگر کسی آدمی کے پاس ایک کپڑا ہے، اور وہ ناپاک ہوگیا ہے، تو اس کو پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ پاک کرنے میں نماز کا وقت نکل جاتا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہے، جو ناپاک ہے، اس کے سوا دوسرا کپڑا نہ ہو، تو اگر یہ ناپاک کپڑا ایک چوتھائی بھی پاک ہو، تو اسی کو پہن کر نماز پڑھنی چاہیے، ننگے ہوکر نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی، اور اگر ایک چوتھائی کپڑا بھی پاک نہیں ہو، تو اس صورت میں کپڑا پہن کر اور ننگے دونوں طرح نماز جائز ہے۔(۲)

ننگے نماز پڑھنے میں بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے اور تنہائی میں۔(۳) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۲۳/۴/۶۹ ۱۳ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۶۱)

جو کپڑا چوتھائی سے زیادہ نجس ہو، اس میں نماز کا حکم:

سوال: اگر کسی کا کپڑا چوتھائی سے زیادہ نجس ہے اور پانی وغیرہ نہیں پاتا کہ دھوے، ایسی صورت میں نماز جائز

(۱) "عن سليمان بن يسار قال: سألت عائشةؓ عن المني يصيب الثوب ؟ فقالت: كنت أغسله من ثوب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فيخرج إلى الصلوٰة وأثر الغسل في ثوبه بقع الماء". (صحيح البخارى، حديث: ۲۳۰، باب غسل المنى و فركه وغسل مايصيب من المرأة، محشى)

(۲) البتہ اس کپڑے میں نماز پڑھنا قیام، رکوع وسجود کے ساتھ بہتر ہے، مجاہد۔" (ولو وجد ما) أي ساترًا (كله نجس) ليس بأصلي كجلد ميتة لم يدبغ (فإنه لايستر به فيها) اتفاقاً بل خارجها ذكره الوانى (أو أقل من ربعه طاهر ندب صلاته فيه) وجاز الإيماء كما مر، وحتم محمد لبسه واستحسنه فى الأسرار، وبه قالت الثلاثة (ولو) كان (ربعه طاهرًا صلى فيه حتماً) إذ الربع كالكل". (الدر المختار)

" (قوله ندب صلاته فيه): أي بالقيام والركوع والسجود. (قوله وجاز الإيماء كمامر): أي عارياً". (ردالمحتار:۲/۸۶، ۸۷)

(۳) "(وعادم ساتر)......(يصلى قاعدًا)......(مؤمياً بركوع و سجود وهو أفضل من صلاته قاعدًا) يركع ويسجد (وقائماً) بإيماء أو (بركوع وسجود) لأن الستر أهم من أداء الأركان". (الدر المختار على هامش ردالمحتار:۲/۸۴_۸۶)

ہے؟ اگر جائز ہے، تو اعادہ نماز کا بعد کو کرے کہ نہ کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

اگر اس کے پاس اور کوئی کپڑا طاہر نہیں ہے، تو اسی میں نماز پڑھے، اور اعادہ نہ کرے۔

في الدرالمختار، شروط الصلوٰة: (ولو) كان (ربعه طاهرًا صلى فيه حتمًا) إذ الربع كالكل، آه. (۱) ۱۷؍محرم ۱۳۲۴ھ، امداد: ج ۱ صفحہ ۹۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۹۸/ ۹۹)

نجاست لگنے کے بعد پھیل گئی، تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کسی جگہ ایک درہم سے کم پلیدی لگ جائے، اور بعد میں اس کے اوپر پانی پڑ جانے کی وجہ سے ایک درہم سے بڑھ جائے، تو کیا اس کے ساتھ نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

بعد میں پانی پڑنے سے نجاست پھیل گئی، تو نماز نہیں ہوگی اور اگر از خود زیادہ جگہ سرایت کر گئی مثلاً نجس تیل، تو اس میں اختلاف ہے، راجح قول پر نماز ہو جائے گی، مگر عدم جواز کا قول احوط ہے۔

---

(۱) الدرالمختار علٰى صدر ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، باب شروط الصلوٰة، قبيل بحث النية: ۱/ ۴۱۲، بيروت، انيس

هذا الجواب مبنی علٰی ما هو الظاهر من السوال من كون النجس من الثوب أقل من النصف، ووجه الاستدلال أن الطاهر منه على هذا التقدير أكثر من الربع لامحالة فتجب فيه الصلاة بالأولٰى وإن كان الأمر بكون النجس أكثر من الربع أعم، فالجواب أنه إن كان الطاهر منه بقدر الربع فتجب فيه الصلوٰة حتمًا وإلا، فإن كان أقل من ربعه طاهرًا ندب الصلوٰة فيه وإن كان الكل نجسًا فإن كانت نجاسة عارضة بنحو بول وغيره ندب صلوته فيه أيضًا وإن كانت أصلية يصلى عريانًا حتمًا كما يظهر من الدرالمختار والشامي.

(نوٹ) یہ تغیر تصحیح الاغلاط ص ۳ سے کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا عربی عبارت میں مسئلہ کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے، وہ درج ذیل ہے:

''اگر سارا کپڑا نجس ہو، لیکن نجاست عارضی ہو، یعنی پیشاب وغیرہ سے ناپاک ہوا ہو، یا پورا کپڑا تو نجس نہیں ہے، لیکن بہت ہی کم پاک ہے، یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے، اور باقی سب کا سب نجس ہے، تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے کہ اس کپڑے کو پہنے پہنے نماز پڑھے، اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اتار ڈالے اور ننگا ہو کر نماز پڑھے، لیکن ننگے ہو کر نماز پڑھنے سے اس نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا بہتر ہے، اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہے، تو ننگے ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں، اس نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا واجب ہے، اور اگر بدن چھپانے کی ساری چیز ناپاک ہے اور نجاست بھی اصلیہ ہے، جیسے مردار کی کھال جسے دباغت نہیں دی گئی، تو ننگے ہو کر نماز پڑھے۔ اس نجس ساتر کو پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے''۔

تنبیہ: بدن کا جس قدر حصہ مرد کے لئے اور عورت کے لئے نماز میں چھپانا فرض ہے، اس کو ناپاک کپڑے سے ڈھانپنے کے متعلق مذکورہ مسئلہ ہے، اور بدن کا جو حصہ نماز میں چھپانا فرض نہیں ہے، اس میں ناپاک کپڑا استعمال نہ کرے، بلکہ اس کو کھلا رکھ کر نماز ادا کرے۔ سعید احمد

قال في العلائية:” والعبرة لوقت الصلاة لا الإصابة على الأكثر(نهر).

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ:(قوله والعبرة لوقت الصلاة)أی لو أصاب ثوبه دهن نجس أقل من قدرالدرهم ثم انبسط وقت الصلاة فزاد على الدرهم،قيل يمنع وبه أخذ الأكثرون كما فى البحرعن السراج. و فى المنية:وبه يؤخذ، وقال شارحها: وتحقيقه أن المعتبرفى المقدارمن النجاسة الرقيقة ليس جوهرالنجاسة بل جوهرالمتنجس عكس الكثيفة فليتأمل آه.وقيل لايمنع اعتبارًا لوقت الإصابة.قال القهستانى:وهوالمختار،وبه يفتیٰ،وظاهرالفتح اختياره أيضًا.

وفي الحلية:وهوالأشبه عندی، وإليه مال سيدى عبد الغنى وقال: فلوكانت أزيد من الدرهم وقت الإصابة ثم جفت فخفت فصارت أقل منعت. (رد المحتار:۱/۲۹۲)(۱)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۸ رمضان ۱۳۹۷ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۱۰۰)

اگرنجاست قلیل پر پانی ڈالا، وہ بہہ کر پھیل گیا،تو یہ کپڑا کیسا ہے:

سوال: اگر درہم سے کم نجاست لگی ہوئی ہے اوراس پر پانی ڈالا اور وہ بہہ کر کپڑے میں درہم سے زیادہ پھیل گیا ،مگر وہ نجاست اپنی جگہ سے نہیں ٹلی اور نہ پھیلی ہے، گو وہ پانی اس نجاست میں اچھی طرح پھیل کر، کپڑے میں پھیلا ہے، تو ایسی صورت میں اس کپڑے سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ علی ہذا القیاس، اگر نجاست بدن میں لگی ہوئی ہواوراس کا بھی ایسا ہی معاملہ ہو،تو کیا حکم ہے؟

الجواب

وہ پانی نجس مثل نجاست کے ہے،تو پھیلنے پانی سے زائد از قدر درہم پارچہ وبدن نجس ہوا،اب نماز صحیح نہ ہووے گی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص:ص ۲۶۔(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص۱۳۱)

نجاست خشک ہوکر ہلکی ہوگئی،تو کیا حکم ہے:

سوال: دلدار نجاست غلیظہ وزن درہم سے زیادہ لگ گئی،مگر خشک ہونے کے بعد کم ہوگئی،تو یہ نماز سے مانع ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

اس صورت میں نماز نہیں ہوگی۔

(۱) ردالمحتارباب الأنجاس،قبل مطلب فی طهارة بوله صلی الله عليه وسلم،انيس

نقل ابن عابدینؒ عن العلامة عبد الغنی رحمه اللّٰه تعالیٰ : لو كانت أزيد من الدرهم وقت الإصابة ثم جفت فخفت فصارت أقل منعت. (رد المحتار:۱/۲۹۲)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۶/جمادی الاُخریٰ ۱۳۹۹ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۱۰۰)

بھیگے ہوئے کپڑے میں نماز:

سوال: کپڑا ناپاک تھا، اس کو دھوکر پاک کرلیا گیا، لیکن بھیگا ہوا ہے، تو کیا اس کپڑے کو پہن کر نماز جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

کپڑا جب پاک کرلیا گیا، تو وہ بھیگا ہو یا خشک اس کو پہن کر نماز جائز ہے۔ نماز کے لیے کپڑے کا طاہر ہونا شرط ہے، خشک ہونا شرط نہیں ہے، تمام کتب فقہ میں ایسا ہی ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس غفرلہ، ۲۰/۱۱/۱۳۵۲ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۸۵)

ناپاک کپڑے پہن کر سونا کیسا ہے:

سوال: رات کو ناپاک کپڑے پہن کر سونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

رات کو ناپاک کپڑے پہن کر سونا درست ہے، مگر بلاضرورت مناسب نہیں، اس میں ایک قسم کی کراہت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۷۵)

کپڑے پر دودھ گر جائے، تو کپڑا پاک ہے یا نہیں:

سوال: کپڑے میں اگر دودھ کے کچھ قطرے گر جائیں، تو کیا حکم ہے؟

هو المصوب ــــــــــــــــ

مذکورہ شکل میں نہ ہی کپڑا نجس ہوگا اور نہ ہی اس سے نماز پر کوئی اثر پڑے گا، کیوں کہ دودھ نجس نہیں ہے۔ (۳)

تحریر: محمد مسعود حسن حسنی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۸۰)

---

(۱) باب الأنجاس، قبل مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه عليه وسلم، تحت قول الدر: والعبرة لوقت الصلاة، انیس

(۲) "(هی) ستة: (طهارة بدنه) أی جسده...... (وثوبه) وكذا مايتحرك بحركته...... (ومكانه)". (الدر المختار)
" (قوله ثوبه): أراد ما لابس البدن فدخل القلنسوة والخف والنعل". (ردالمحتار، باب شروط الصلوٰة:۲/۷۳)

(۳) نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَناً خالصاً. (سورة النحل:۶۶)

بیت الخلا کی مکھیوں کا کپڑوں پر بیٹھنا:

سوال: طہارت کے لیے بیت الخلا میں داخل ہوں اور وہاں پر موجود مچھر اور مکھی کپڑوں پر بیٹھ جائیں، تو کیا کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں؟ کیوں کہ مچھر یا مکھی گندگی پر بیٹھ کر کپڑوں پر بیٹھتے ہیں، اور اس سے فطری طور پر کراہت ہوتی ہے۔ کیا ان کپڑوں سے نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ (محمد افسر کریم نگر)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

نجاست وطہارت کے بارے میں شریعت کا اصول ہے کہ محض شبہ اور احتمال کی وجہ سے کسی چیز کو ناپاک قرار نہیں دیا جاسکتا، اس لیے جب تک کپڑے پر نجاست نظر نہ آئے، کپڑا پاک ہے۔(۱) پھر اگر نجاست نظر بھی آئی، تو یوں تو صفائی ستھرائی کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی اسے جلد سے جلد صاف کرلے، لیکن جہاں تک نماز کے درست ہونے اور نہ ہونے کی بات ہے، تو اس سلسلہ میں تفصیل ہے، اگر پیشاب پاخانہ ہتھیلی کے گہرے حصہ کے مقدار کو پہنچ جائے، تو اسے دھونا واجب ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا درست نہیں اور اس سے کم مقدار میں ہے، تو اس کے رہتے ہوئے بھی نماز درست ہوجاتی ہے۔(۲) فقط واللہ اعلم بالصواب (کتاب الفتاویٰ:۲/۸۳-۸۴)

درخت کے کیڑے کے جسم کا مادہ اگر کپڑوں پر لگ جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: آموں کے کہر کے موسم میں، سفید رنگ کے کیڑے چوڑے چوڑے، جس میں سے زرد پیپ سی نکلا کرتی ہے، جو ہوجاتے ہیں اگر وہ دب کر مرجاویں اور ان کی زردی تھوڑی یا بہت کپڑے کو لگ جائے، تو وہ کپڑا پاک رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

کپڑا پاک ہے، ناپاک نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

بدست خاص، ص: ۴۳۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۵)

بارش میں چھت کا پانی ٹپک کر کپڑے پر گرے، تو وہ پاک ہے یا نہیں:

سوال: مکان کی چھت پر اگر پرند جانور جس کا پاخانہ ناپاک ہے، پاخانہ کردیوے اور پانی برس کر اس چھت پر گرے اور چھت کا پانی مکان کے اندر پاک کپڑے وغیرہ پر گرے، تو ناپاک ہے یا نہیں؟

---

(۱) الأصل فی الأشياء الإباحة. (الأشباه والنظائر: ص۱۰۰، انیس)

(۲) الفتاویٰ الهندية: ۱/۴۵۔

سئل عمر عن القليل من النجاسة فی الثوب فقال: إذا كان مثل ظفری. (موسوعة فقه عمر بن الخطاب: ۲/۶۳۲)

وروىٰ عن عمر رضی الله عنه أيضاً أنه قدره بظفره. (عمدة القاری شرح البخاری: ۳/۴۰، انیس)

الجواب

اس صورت میں کپڑا وغیرہ پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۰ ۳۷)

ناپاک کپڑے کی چھینٹ پڑ جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: ناپاک کپڑے کو دھوتے وقت اگر بدن کو یا کپڑے کو چھینٹیں لگیں، تو وہ ناپاک ہے یا نہیں؟

الجواب

اس میں وہم نہ کیا جاوے، البتہ ناپاک کپڑے کو احتیاط سے دھویا جاوے کہ اس کی چھینٹیں بدن کو نہ لگیں۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲/ ۳۷)☆

دھوبی کے بدن اور کپڑوں کا حکم:

سوال: دھوبی کپڑے دھوتے ہیں اور ان کے پاس پاک اور ناپاک سبھی قسم کے کپڑے آتے ہیں، کپڑوں کو دھوتے وقت جو چھینٹیں بدن پر پڑتی ہیں، ان سے ان کے بدن اور کپڑے پاک ہیں یا ناپاک؟

اور بغیر نہائے یا دوسرے کپڑے پہنے بغیر، نماز پڑھنے سے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) قال في المنية: وعلى هذا ماء المطر إذا جرى في الميزاب وعلى السطح عذرات فالماء طاهر الخ قال في الحلية: ينبغي أن لايعتبر في مسئلة السطح سوى تغير أحد الأوصاف. (ردالمحتار، باب المياه، بعد مطلب الأصح أنه لايشترط في الجريان المدد:۱/۴/۱۷، ظفیر)

(۲) (و) عفي الخ (بول انتضح كرؤوس إبر) وكذا جانبها الآخر وإن كثر بإصابة الماء للضرورة، الخ. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب إذا صرح بعض الأئمة الخ:۱/۲۹۷، ظفیر)

☆ ناپاک کپڑے کی چھینٹ کا کیا حکم ہے:

سوال: پاجامہ کے رومال میں اندر کی طرف پاخانہ لگا ہوا تھا، جس کا مجموعہ قریب نصف کلدار روپے کے ہوگا اور کرتے کا پچھلا حصہ وضوخانہ کی دیوار کی تری سے، یا وضو کا پانی گرنے سے تر ہوگیا، ایسی حالت میں نماز پڑھی گئی، تو جائے نماز پاک ہے یا ناپاک ہوگئی؟

جائے نماز کا جو حصہ رومال سے لگتا تھا، اس کو دھویا گیا۔ دھونے کے وقت اس پانی کی چھینٹیں جس چیز لوٹے وغیرہ پر پڑے، وہ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں جانماز اور لوٹا وغیرہ ناپاک نہیں ہیں، جانماز کے دھونے کی ضرورت نہ تھی اور ان چھینٹوں سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوئی۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱/۲،۳۷ ۳۷)

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جب تک کسی کپڑے کی ناپاکی کا یقین نہ ہو، اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اس لیے دھوبی بغیر نہائے انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۷/ربیع الآخر/۱۳۹۹ھ۔ (احسن الفتاویٰ:۲/۱۰۱)

دھوبیوں کے جن کپڑوں پر چھینٹیں پڑتی رہتی ہیں، کیا وہ انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں:

سوال: طہارت گاذران کا نماز کے واسطے کیا طریقہ ہو، ظاہر ہے کہ چھینٹ ان کے جسم پر پڑتی ہے، قطعی ناپاک اور بکثرت، اور جب ہوا تیز ہوتی ہے، تو کپڑوں کا پانی ان کے جسم پر ایک مقدار معتد بہ پڑتا ہے، آیا وہ اسی حیثیت سے نماز پڑھیں، یا ہر نماز کے وقت جسم کو اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہوں اُس کو، پاک کیا کریں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جواب مسئلہ کا یہ ہے کہ عموم بلویٰ کی وجہ سے دھوبیوں کے بدن اور کپڑوں پر جو چھینٹیں اثواب مغسولہ کی، پٹروں پر مارنے کی وجہ سے پڑتی ہیں، وہ معاف ہیں۔

چنانچہ شامی میں ہے:

”وفي الفتح: وماترشش على الغاسل من غسالة الميت ممالايمكنه الامتناع عنه مادام في علاجه لاينجسه لعموم البلوىٰ الخ“. (۱)

اور دھوبیوں کے کپڑوں کی طہارت کی دوسری وجہ بھی ہوسکتی ہے، وہ یہ کہ اثواب مغسولہ کی پاکی ناپاکی خود مشکوک ومشتبہ وغیر متعین ہے، اور حسب قاعدہ: ”اليقين لايزول بالشک“. (۲) شک سے نجاست کا حکم نہیں ہوتا۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۳۸)

آبِ دست کرتے وقت چھینٹ کا وہم ہو جائے، تو بدن وکپڑا پاک ہے یا ناپاک:

سوال: آبِ دست اور غسل کرتے وقت چھینٹوں کا خیال اور وہم ہو، تو کپڑے اور بدن کی ناپاکی کا حکم ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

خیال اور وہم سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، ایسے توہمات کو دفع کرتے رہیں اور اعوذ باللہ پڑھتے رہیں اور ہرگز کچھ وہم نہ کریں۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۷۳)

---

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر:۱/۳۰۰، ظفیر
(۲) الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص ۷۵، ظفیر
(۳) اليقين لايزول بالشک. (الأشباه والنظائر: ص ۷۵، ظفیر)

پیشاب کی چھینٹ اگر کپڑے پر پڑ جائے، تو اس کپڑے سے نماز جائز ہوگی یا نہیں:

سوال: ایک شخص کی عمر ۶۰ سال کی ہے، پیشاب میں عجلت ہوتی ہے، اس وجہ سے اکثر پیشاب کرنے میں ایسی چھینٹیں پائچوں پر پڑ جاتی ہیں جو معلوم نہیں ہوتیں۔ تو اس کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

ایسی باریک چھینٹیں جو معلوم نہ ہوں، معاف ہیں، اُن سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتا، ایسے کپڑے سے نماز صحیح ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۰۶، ۳۰۷)

کپڑے پر ناپاک چھینٹیں پڑ گئیں، تو پاکی ناپاکی کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص اپنے کام میں مشغول ہے، اور نماز کا وقت آ گیا، اب وہ شخص نماز کے لئے چلا کہ اس کو ایسا موقع ہوا کہ ایک نجس شیء کے چھینٹے پڑے اور بدن پر پڑ گئے، اب اس کو اتنی فرصت نہیں کہ وہ کپڑوں کو دھو کر پاک کرے۔ تحریر فرماویں اب وہ کیا کرے، کیونکر نماز ادا کرے؟ فقط

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

اگر ان چھینٹوں کا مجموعہ ایک ہتھیلی کے گہراؤ سے زیادہ ہے (اور وہ شیء نجاستِ غلیظہ ہے) تو اس کو دھونا ضروری ہے، اگر دوسرا کپڑا موجود ہو، تو اس کو پہن کر نماز پڑھے، اگر دوسرا پاک کپڑا اتنا بھی موجود نہیں کہ جس سے ستر یعنی ناف سے گھٹنوں تک چھپا سکے، تو پھر اس ناپاک کپڑے کو دھوئے، ناپاک کپڑے سے نماز نہ پڑھے۔

اگر وہ نجاستِ خفیفہ ہے، تو کپڑے کا چوتھائی حصہ یا اس سے کم اگر نجاست سے بھرا ہو تو تنگیٔ وقت کی حالت میں اس سے نماز پڑھے۔ اگر اس سے زیادہ بھرا ہو، تو اس سے نماز نہ پڑھے، بلکہ اس کو دھو کر نماز پڑھے، اگر چہ وقت تنگ ہو۔ اگر چھینٹیں سوئی کے ناکے کے برابر چھوٹی ہیں، تو وہ معاف ہیں۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۶/۱۳۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا، صحیح: عبد اللطیف، ۶/ جمادی الثانیہ/۵۷ھ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۵۲)

---

(۱) قال العلامة الحصكفي ؒ: ''(وعفي دون ربع)...(ثوب) ... (من)...(مخففة)...(كبول مأكول)الخ(وبول انتضح كرؤوس إبر وكذا جانبها الآخر وإن كثر بإصابة الماء للضرورة ''. (الدرالمختار،باب الأنجاس، مطلب إذا صرح بعض الأئمة الخ:۱/۳۲۱تا۳۲۳،انیس)

(۲) قدرِ درہم سے کم معاف ہے، البتہ احتیاطاً دھولینا چاہئے: قال العلامة الحصكفي ؒ:''(وعفي دون ربع)...(ثوب) ... (من)...(مخففة)...(كبول مأكول)الخ(وبول انتضح كرؤوس إبر وكذا جانبها الآخر وإن كثر بإصابة الماء للضرورة''.(الدرالمختار متن ردالمحتار،باب الأنجاس، مطلب إذا صرح بعض الأئمة الخ:۱/۳۲۱تا۳۲۳ سعید) ==

قبل الغسل یا بعد الغسل ناپاک چھینٹ جسم پر پڑ جائے، تو کیا اس کا دھونا ضروری ہے:

سوال: غسل کرنے سے قبل، یا بعد کپڑے پہننے کے، غسل خانہ کے اندر جسم کے کسی حصے پر ناپاک پانی کی چھینٹیں پڑ جائیں، تو اس حصہ کا دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جس جگہ ناپاک چھینٹ پڑے، اس کو دھونا ضروری ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۶/۴/۲۰ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۰/۵)

خنزیر کے بدن سے کپڑا چھو جائے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: عوام میں مشہور ہے کہ جس کپڑے کے پلہ پر ایک طرف خنزیر لگ جاوے، یا ایک پیر کو لگ جائے، تو کپڑا کل اور تمام بدن دھونا چاہئے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

یہ غلط مشہور ہے۔ خنزیر کا بدن اگر خشک ہے اور انسان کے کپڑے یا بدن سے مس کرے، تو وہ ناپاک نہیں ہوتا، دھونے اور نہانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بدن خنزیر کا تر ہو اور کسی چیز کو لگ جاوے، تو صرف اسی جگہ کو دھونا کافی ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۳۹/۱)

سوکھا کپڑا سور کو لگ جائے، تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک:

سوال: سور اگر بدن سے لگ جائے، تو صرف کپڑا دھونا پڑے گا یا غسل؟ یا خشک و تر خنزیر کی کوئی تفصیل ہے؟

== عن إبراهيم قال:" لابأس بأبوال البهائم إلا المستنقع.أى المجتمع". (مصنف عبد الرزاق، باب أبوال الدواب وروثها، ج اول، ص ۷۷، نمبر ۱۴۸۰) اس اثر میں ہے کہ جانور کے پیشاب کے چھینٹے پڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے، البتہ مجموعہ ایک ہتھیلی کی گہرائی سے زیادہ ہو، تو پھر دھویا جائے گا۔

سألت الزهری عن رجل يغتسل من الجنابة فينتضح فی الإناء من جلده، فقال: لابأس به. (مصنف عبدالرزاق، باب الماء يمسه الجنب أويدخله، ج اول، ص ۲۷، نمبر ۳۱۱) اس اثر میں ہے کہ جنبی کے غسل کا چھینٹا پڑ جائے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ انیس

(۱) "مشى فی حمام ونحوه، لاينجس مالم يعلم أنه غسالة نجس". (الدرالمختارمتن ردالمحتار، فصل فی الاستنجاء: ۳۵۰/۱، سعید)

(۲) أما النجاسة الغليظة الخ كالعذرة الخ ولحم الخنزيروسائرأجزائه هذه الأشياء نجاستها معلومة فی الدين بالضرورة لا خلاف فيها إلاشعرالخنزيرلما أبيح الانتفاع للخرزضرورة قال محمدؒ:لووقع فی الماء لاينجسه. (غنية المستملی: ص ۱۴۴، ظفیر)

کتا چونکہ عندالاحناف نجس العین نہیں، نیز کتے کا تھوک جبکہ وہ غصہ میں ہو، کاٹ لے، تو ناپاک نہیں ہے:

"ولو عض كلبٌ عضو شخص ملاعباً تنجّس، والغضبان ليس يؤثر". (دیباچہ نور الإیضاح، ص:۱۱) اب پوچھنا یہ ہے کہ مابہ الامتیاز کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

خشک خنزیر کپڑے یا بدن سے لگ جائے، جس کا کوئی اثر نہ آئے، تو اس سے کپڑا یا بدن ناپاک نہیں ہوتا، جیسا کہ خشک نجس العین کا حکم ہے، البتہ تر ہو، تو جس مقام پر تری لگی ہو، اس کا دھونا ضروری ہے۔(۱) غسل واجب ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

کتا اگر کسی کا بدن یا کپڑا دانت سے پکڑ لے، اور اس پر تری نہ لگے، تو وہ نجس نہیں ہوگا، تری لگنے سے نجس ہو جائے گا، چاہے غضبان ہو، چاہے راضی ہو، ایک ہی حکم ہے۔ یہی قولِ مختار ہے:

" الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه، لاينجس مالم يظهر فيه أثر البلل راضياً كان أو غضبان. (كذا في منية المصلى)

قال في الصيرفية: هو المختار، كذا في شرحها لإبراهيم الحلبي الكبير آهـ". (عالمگیری: ۱/۴۸)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۹/۴/۱۳۹۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۶۴، ۲۶۵)

سور کھانے والے نے قلم منھ میں رکھ لیا اور پھر اسی کو مسلمان نے، تو کیا حکم ہے:

سوال: جو کسان سور کھاتے ہیں، اُن کے لڑکوں نے جو قلم منھ میں لیا اور پھر اس قلم کو غلطی سے مسلمان نے منھ میں رکھ لیا، تو منھ ناپاک ہوا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جو قلم کسانوں کے لڑکے منھ میں رکھیں، اگر کسی مسلمان نے اس قلم کو غلطی سے منھ میں رکھ لیا، تو کچھ حرج نہیں ہے، منھ ناپاک نہیں ہوا۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۲۵)

---

(۱) " أما النجاسة الغليظة ...... كالعذرة ......ولحم الخنزير وسائر أجزائه، هذه الأشياء نجاستها معلومة في الدين ضرورةً لاخلاف فيه، إلا شعر الخنزير لما أبيح الانتفاع به للخرز ضرورةً". (الحلبي الكبير، فصل في الأنجاس: ص ۱۴۶، سہیل اکیڈمی، لاہور)

(۲) الفتاویٰ العالمكيرية، الفصل الثاني في الأعيان النجسة: ۱/۴۸، رشیدیہ

(۳) فسؤر آدمي مطلقًا ولو جنبًا أو كافرًا الخ طاهر. (الدر المختار متن رد المحتار، مطلب في السؤر: ۱/۲۰۵)

کتے نے دانتوں سے کپڑا اپھاڑ دیا، تو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: زید کے گھر میں کتے ہیں، حفاظت کے لئے جو کپڑا چارپائی کے نیچے لٹکتا ہے، کتے اس کو نوچ ڈالتے ہیں ،ایک روز صبح زید نے مسجد میں جماعت کی نماز پڑھائی چادر اوڑھ کر۔ بعد نماز معلوم ہوا کہ چادر نوچی ہوئی ہے، جس سے قیاس کیا کہ کتوں نے رات میں نوچی ہے، چادر میں کتوں کا لعاب ضرور لگا ہوگا۔ کتوں کو نوچتے ہوئے دیکھا نہیں ۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نماز زید کی اور مقتدیوں کی ہوگئی، یا لوٹائی جائے؟

الجواب

یہ تو ذرا بعید ہے کہ کپڑا کسی اور سبب سے پھٹ گیا ہو، اور یہ بھی بعید ہے کہ لعاب نہ لگا ہو، مگر یہ بعید نہیں کہ لعاب قدر درہم سے کم لگا ہو، خصوصاً جب کپڑا تھوڑی دور میں سے نوچا ہوا ہو، اور قدر قلیل مانع صلوٰۃ نہیں، اور جب تک کثیر کی کوئی دلیل نہ ہو، قلیل ہی پر محمول کیا جاوے گا، اس لئے نماز درست ہو جاوے گی۔

۱۶/ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ، تتمہ ثالثہ: ۱۰۰۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۲۶) ☆

اگر بھیگا ہوا کتا جس میں سے پانی ٹپک رہا ہے، کپڑے پر بیٹھ جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کتا پانی میں بھیگا ہوا ایسا ہو کہ اس کے بالوں میں سے پانی ٹپکتا ہے، اور وہ کپڑے پر بیٹھ جائے اور کپڑا بھیگ جاوے، مگر ایسا نہیں جو نچوڑا جاوے، یا وہ کتا ایسا بھیگا ہوا ہو کہ اس کے بالوں میں سے پانی نہیں ٹپکتا، مگر کپڑے پر بیٹھ جانے سے کپڑے پر اثر معلوم ہو، تو وہ کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

الجواب

اگر کپڑے پر اتنی رطوبت پہنچے کہ ہاتھ کو اس کی رطوبت لگ جاوے، تو نجس ہے، اور اگر صرف ٹھنڈک ہاتھ کو لگتی ہے، تو نجس نہیں۔ (۱) بدست خاص، ص: ۴۸۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۲)

☆ کتے کا منہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: بعض لوگ کتوں کو شوقیہ طور پر پالتے ہیں، اور ان سے کھیلتے ہیں، اسی دوران کتا قمیض، شلوار یا چادر کو منہ میں پکڑ لیتا ہے، تو اب اس قمیض، شلوار اور چادر وغیرہ کی طہارت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

کتے کا لعاب ناپاک ہے، اگر قمیض وغیرہ پر لعاب کی تری ظاہراً محسوس ہوتی ہو، تو کپڑا ناپاک ہے، ورنہ نہیں۔

لما في الهندية: ”الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه لاينجس ما لم يظهر فيه أثر البلل راضياً كان أوغضبان“. (الفتاویٰ الهندية: ج ا ص ۴۸، الباب السابع في الأنجاس، الفصل الثاني) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۷)

(۱) لو لف في مبتل بنحو بول، إن ظهر نداوته أو أثره تنجس، وإلا لا. (الدر المختار، باب الأنجاس، آخر فصل الاستنجاء: ۱/۳۴۷) یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب کہ کتے کا بدن ناپاک ہو۔ انیس)

بھیگے ہوئے کتے کے جھڑجھڑانے سے چھینٹیں کپڑوں پر لگ جائیں، تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کتا پانی میں بھیگا ہوا، اپنے بال جھڑجھڑاوے، اور اس کی چھینٹیں کپڑے کو لگ جاویں، مگر ایسی تری نہیں ہوئی جو کپڑے سے نچوڑی جاوے، تو وہ کپڑا ناپاک ہوا یا نہیں؟

الجواب

جن کے نزدیک کتے کی کھال ناپاک ہے، کپڑا ناپاک ہوگا، اور جو پاک کہتے ہیں، ان کے نزدیک بشرطیکہ پانی پہلے سے ناپاک نہ ہو، کپڑا پاک رہے گا۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، ص ۴۷۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۲) ☆

گھوڑے یا بیل کی دم سواری کے لگ جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: بیل اور گھوڑے کی دم [پرَ]، سواری کی حالت میں جو پانی راستہ میں آجاتا ہے، اس میں بھیگ جاتی ہے، پھر وہ دم کو سوار کے کپڑوں کو ماردیتے ہیں، تو وہ کپڑے بھیگ کر ناپاک ہوجاتے ہیں، یا پاک رہتے ہیں؟

الجواب

پاک رہتے ہیں، کیوں کہ جب دُم سے اثر نجاست کا جاتا رہا، پاک ہوگئی، البتہ اگر دم پر نجاست لگی ہو، تو اس حالت میں پارچہ نجس ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، ص ۲۴ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۳)

(۱) امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کتا نجس العین ہے، اس کی کھال بھی ناپاک ہے، دوسرے فقہا کے نزدیک کتا دیگر درندوں کی طرح نجس العین نہیں ہے، پس بلی وغیرہ کی طرح اس کی کھال بھی پاک ہے، اسی وجہ سے کتا اگر ناپاک پانی میں بھیگا ہوا نہیں ہے، تو اس کے جھڑجھڑانے اور کپڑے پر چھینٹیں پڑنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔ نورالحسن کاندھلوی

☆ **کتے کے پیر پر گارا لگا ہوا تھا، پھر خشک مٹی لگ گئی، اور وہ کپڑے پر بیٹھ گیا، تو کیا حکم ہے:**

سوال: اگر کتے کے پاؤں پر گارا لگا ہوا تھا، یا اس کے پاؤں بھیگے ہوئے تھے، اور پھر خشک مٹی لگ گئی ہے، اگر وہ کتا کسی کپڑے پر پاؤں رکھ دے، اور اس کے پاؤں کا گارا یا مٹی، کپڑے کو لگ جاوے، تو وہ کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ مٹی اتنی تر ہے کہ کپڑے پر اس کی رطوبت ایسی اثر کرگئی ہے کہ ہاتھ لگانے سے ہاتھ کو رطوبت لگتی ہے، تو ناپاک، اور اگر صرف برد (ٹھنڈک) محسوس ہوتی ہے، تو کپڑا نجس نہیں ہوا۔ واللہ اعلم

بدست خاص، ص ۴۸۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۳)

نجاست میں بھیگا ہوا حصہ، خشک ہوکر پسینہ سے تر ہو جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: مقاربت کرنے اور عضو سوکھ جانے کے بعد کپڑا پہن لیا، اس کے بعد پسینہ آیا اور کپڑے کو لگا، کپڑا نجس ہوا کہ نہیں؟ کپڑا یا ظروف گلی میں نجاست لگ گئی، یا تر ہوا پھر سوکھ گیا کہ اثر باقی نہ رہا، یہ چیزیں بغیر دھوئے، سوکھنے کے بعد پاک ہیں یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس صورت میں کپڑا نجس نہ ہوگا۔(۱)

اور ظروف گلی اگر نجس ہوگئے، تو وہ دھونے سے پاک ہوں گے، صرف خشک ہونے سے پاک نہ ہوں گے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۴۰)

کیا ناپاک خشک بستر پر لیٹنے، اور پسینہ کی بو کپڑوں میں آنے سے، کپڑے ناپاک ہو جائیں گے:

سوال: پیشاب کا بستر جو کہ خشک ہو، اگر اس پر لیٹ جائے، تو کیا اس لیٹ جانے سے، پہنے ہوئے کپڑے ناپاک ہو جائیں گے؟ اور اگر ایسی حالت میں پسینہ آجائے، اور اس پیشاب کی بو کپڑوں میں آنے لگے، تو کیا اس سے بھی کپڑے ناپاک ہو جائیں گے، یا اگر بو نہ آئے پسینہ خوب آتا ہو، تو کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

بستر اگر خشک ہے اور بدن کو پسینہ بھی نہیں آیا، تو نہ بدن ناپاک ہوگا نہ کپڑے ناپاک ہوں گے، اگر بستر صاف ہے اور پیشاب بدن پر یا کپڑے پر لگ گیا، یا بستر تو خشک ہے، لیکن پسینہ آکر تر ہوا اور پیشاب کا اثر کپڑوں میں یا بدن میں آگیا، تو اس کی وجہ سے ناپاکی کا حکم ہوگا۔ **كذا فى رد المحتار**:۱/۲۳۱۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۲/۳ھ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۶۲، ۲۶۳) ☆

---

(۱) نـام (فـعرق) أو مشٰى علٰى نجاسة، إن ظهر عينها تنجس وإلا لا (درمختار) قوله إن ظهر عينها: المراد بالعين ما يشتمل الأثر لأنه دليل علٰى وجودها، الخ. (رد المحتار، فصل فى الاستنجاء، فروع: ۱/۳۲۰، ظفیر)

(۲) و النـجاسة ضربان مرئية وغير مرئية فما كان منها مرئيًا فطهارتها بزوال عينها الخ وما ليس بمرئى فطهارته أن يغسل حتى يغلب علٰى ظن الغاسل أنه قد طهر الخ. (الهداية، باب الأنجاس: ۱/۷۴، ظفیر)

والمسئلة كذا فى احسن الفتاویٰ: ۲/۹۹۔ انیس

(۳) " نـام أو مشٰـى عـلٰـى نجاسة ، إن ظهر عينها، تنجس وإلا لا "(الدر المختار) وقال ابن عابدينؒ: (قوله: نام) أى فعرق......(قوله: علٰى نجاسة) أى يابسة... ==

بدن کو کپڑے کی نجاست لگ جائے، تو اس کا دھونا ضروری ہوگا یا نہیں:

سوال: کبھی پیشاب خطاءً ہوجاتا ہے اور پاجامہ پر صرف نمی آجاتی ہے، وہ نمی بدن میں محسوس ہوتی ہے، تو بدن دھونے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی حالت میں دوسرے کپڑے سے نماز ادا کی، تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر پاجامہ میں پیشاب نکل جاوے اور پاجامہ تر ہوجاوے، پھر وہ تری پاجامہ کی بدن کو لگ جاوے، تو اگر مقدارِ درہم یا زیادہ جگہ میں لگی ہے، تو بدن کا دھونا ضروری ہے، اور اگر بدون دھوئے بدن کے، دوسرے کپڑے سے نماز پڑھی، تو اعادہ اس نماز کا ضروری ہے۔ درمختار وشامی۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۰۷)

== لما فی متن الملتقٰی: لو وضع ثوبًا رطباً علٰی ماطُیّن بطین نجس جاف، لاینجس، قال الشارح:.........بخلاف ما إذا كان الطين رطباً، اهـ". (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل فی الاستنجاء، فروع، قبل کتاب الصلوة:۱/۳۴۶، سعید)

☆ بھیگا ہوا ہاتھ، ناپاک خشک کپڑے کو لگانے سے، اس کپڑے کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص نے بھیگا ہوا ہاتھ بالکل تر جس سے پانی ٹپک رہا ہے، اپنے ناپاک کپڑے کو لگایا، پھر وہی ہاتھ نل کی پتی کو لگایا، اب پتی بالکل خشک ہوگئی، تو ایک دوسرے شخص نے بھیگا ہوا ہاتھ اس نل کی پتی پر لگایا اور پھر بالٹی کو لگایا اور بالٹی سے حمام میں پانی بھرا پھر اس پانی سے سب نمازیوں نے وضو کیا۔ تو نماز ان کی درست ہے، یا اعادہ کرنے کی ضرورت ہے؟ اس پانی سے وضو یا غسل درست ہے یا نہیں، اور اس طرح بھیگا ہوا ہاتھ لگانے سے پتی نل کی پاک ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامدًا ومصلیاً

بھیگا ہوا ہاتھ خشک ناپاک کپڑے کو لگانے سے اگر ہاتھ پر نجاست کا اثر ظاہر نہیں ہوا تو ہاتھ ناپاک نہیں ہوا۔ (لو لف في مبتل بنحو بول، إن ظهر نداوته أو أثره تنجس، وإلا لا. (الدرالمختار، باب الأنجاس، آخر فصل الاستنجاء:۱/۳۴۷، سعید) نل، بالٹی، حمام، پانی کوئی چیز بھی اس کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوئی، اور نہ کسی کی نماز خراب ہوئی، کسی نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس پانی سے وضو وغسل سب درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۶۳، ۲۶۴)

اگر بدن پاک ہے اور کپڑا گیلا، یا اس کا عکس، تو کیا کیا جائے:

سوال: بدن ناپاک ہے، مثلاً پیشاب میں بھیگ کر خشک ہوگیا، اور کپڑا پاک گیلا ہے، یا کپڑا ناپاک خشک ہے اور بدن گیلا ہے، تو ہر دو صورت میں کپڑا پھیرنے سے، کپڑا یا بدن ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر ایسی رطوبت ہو کہ کپڑے سے بدن کو لگے، پھر بدن سے کپڑے پر لگے، تو ناپاک ہوگا، یا عرق سائل ہو کہ کپڑا تر ہوجاوے، اس صورت میں نجس ہوگا، ورنہ نہیں۔ فقط۔ بدست خاص، سوال:۲۴ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۱۳۱)

(۱) (و) عفى الخ (وبول انتضح كرؤس إبر) وكذا جانبها الآخر وإن كثر بإصابة الماء للضرورة (درمختار) عن الكرامی أن هذا ما لم يرعلى الثوب وإلا وجب غسله إذا صار بالجمع أكثر من قدر الدرهم آه. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب إذا صرح بعض الأئمة الخ:۱/۲۹۷)

تر کپڑے کو کسی نجس زمین یا نجس کپڑے میں لپیٹنا:

سوال: اگر ایک کپڑا پاک کر کے نچوڑا اور وہ تر پاک شدہ کپڑا، کسی ناپاک کپڑے یا بورئے پر یا زمین پر رکھا جاوے، تو وہ پاک کیا ہوا تر کپڑا ناپاک ہو گیا یا نہیں؟

الجواب

في الدر المختار: لف طاهر في نجس مبتل بماء إن بحيث لو عصر قطر تنجس وإلا لا، ولو لف في مبتل بنحو بول إن ظهر نداوته أو أثره تنجس وإلا لا. (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ وہ ناپاک کپڑا، بوریا وغیرہ اگر عین کسی نجاست سے ناپاک ہوا ہے، تو اس کے اثر کے آجانے سے یہ پاک کپڑا ناپاک ہو جاویگا ورنہ نہیں، اور اگر وہ عین نجاست سے ناپاک نہیں ہوا، بلکہ ناپاک پانی وغیرہ سے ناپاک ہوا تھا، تو اگر یہ پاک کپڑا نچوڑنے سے نچڑ سکتا ہے، تو ناپاک ہو گیا ورنہ نہیں۔

۲/ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ (امداد: ج ا صفحہ ۶) (۲)

اصلاح از تصحیح الاغلاط صفحہ: ۲

چونکہ سوال میں مبتل پاک ہے اور غیر مبتل نجس (ہے)، اور مقصود سائل یہ ہے کہ اگر مبتل طاہر غیر مبتل نجس پر رکھ دیا جاوے، تو وہ پاک رہے گا یا ناپاک ہو جاوے گا، اور جواب میں جو روایت فقہیہ نقل کی گئی ہے، وہ اس کا عکس ہے۔ یعنی مبتل نجس ہے اور غیر مبتل طاہر۔ پس روایت مذکور جواب میں نص نہ ہوگی۔ نیز عنوان جواب بظاہر سوال کے مطابق نہیں ہے، نیز جو کپڑا ناپاک پانی سے نجس ہو، وہ نجس بنحو بول میں داخل ہے، مگر جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو نجس مبتل بالماء میں داخل کیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے تغییر عبارت ضروری معلوم ہوتی ہے، اور تقریر جواب یوں ہونی چاہئے۔ ”اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر بوریا وغیرہ پانی سے بالکل تر نہیں ہوا تو کپڑا پاک ہے، اور اگر تر ہو گیا ہے، تو اگر اتنا تر ہو گیا ہے کہ اس سے کپڑے میں اتنی تری آگئی ہے کہ وہ نچوڑنے سے نچڑ سکتا ہے، تب تو ناپاک ہے، ورنہ پاک، کیونکہ اس وقت بوریا وغیرہ نجس مبتل بالماء ہے، جس کا حکم یہ ہے: **بحيث إن عصر تنجس وإلا لا.**

لیکن اس تقریر پر بھی یہ جواب مخدوش ہے، کیونکہ شرح منیہ، ص ۱۷۲ میں ہے:

وكذا (أي لا يتنجس) لو نشر الثوب المبلول الطاهر علىٰ مكان يابس نجس فابتل منه، لكن لم

---

(۱) الدر المختار متن رد المحتار، فصل في الاستنجاء، فروع: ۱/۳۴۶، ۳۴۷، بیروت، انیس

(۲) اس جواب میں تسامح ہوا ہے، جس کی اصلاح آگے زیر عنوان ”اصلاح از تصحیح الاغلاط“ آرہی ہے، اور اس کے اخیر کی جو عبارت ممتاز کی گئی ہے، وہ اس مسئلہ کا صحیح جواب ہے۔ سعید احمد

يظهر عين النجاسة فی الثوب، وكذا إن نام علٰی فراش نجس فعرق وابتل الفراش من غيره فإنه إن لم يصب بلل الفراش بعد ابتلاله بعرق جسده لايتنجس جسده،وكذا إذا غسل رجليه و مشٰی علی اليد بنجس فابتل اليد لا تنجس رجله،وكذا إن مشٰی علٰی أرض نجسة بعد ما غسل رجليه فابتلت الأرض من بلل رجليه واسود وجه الأرض أی بالنسبة إلی اللون الأول لكن لم يظهر أثرالبلل المتصل بالأرض فی رجليه لم يتنجس رجله وجازت صلوته بدون إعادة غسلها لعدم ظهورعين النجاسة فی جميع ذلک،الخ .

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی طاہر مبلول نجس یابس سے متصل ہو،تو جب تک مبلول کی تری نجس یابس سے مل کر نجس نہ ہوجاوے اور نجس ہوکر شئ طاہر سے دوبارہ متعلق نہ ہوجاوے،اس وقت تک شئ طاہر نجس نہیں ہوتی،اور جب ایسا ہوجاوے،تو نجس ہوجاتی ہے،خواہ بعد عصر متقاطر ہو یا نہ ہو،اور جواب **مذکور** میں اشتراط تقاطر مذکور ہے،اس لئے جواب **مذکور** صحیح نہ ہوگا۔

پس روایت درمختار کو چھوڑ کر روایات شرح منیہ سے استدلال کرنا چاہئے،اور تقریر جواب یہ ہونی چاہئے:

’’کہ اگر بوریا وغیرہ خشک ہیں،جیسا کہ ظاہر سوال سے مفہوم ہوتا ہے،تب یہ جواب ہے کہ جو بوریا وغیرہ کپڑے سے تر نہیں ہوا،تب تو پاک ہے،اور اگر تر ہوگیا ہے،تو اگر اتنا تر ہوگیا ہے کہ اس کی تری کپڑے میں نہیں لگی،تب بھی پاک ہے،اور اگر اتنا تر ہوگیا ہے کہ اس کی تری کپڑے میں لگ گئی ہے،تب ناپاک ہے،اگر بوریا وغیرہ بھی تر ہے،تو بہرحال ناپاک ہے۔**هذا ماعندی والله اعلم بالصواب** (امداد الفتاویٰ:١/٩٣-٩٥)

ناپاک رومال سے پسینہ سے تر چہرہ صاف کیا،تو منھ پاک رہایاناپاک ہوگیا:

سوال: ناپاک رومال سے اپنا منھ صاف کیا،منھ پسینہ میں تر تھا جس کی وجہ سے رومال تر ہوگیا،تو منھ پاک رہایا ناپاک ہوگیا؟

الجواب

’’ لف ثوب رطب نجس فی ثوب طاهريابس فظهرت رطوبته علٰی ثوب طاهرلكن لايسيل لو عصرلايتنجس الخ‘‘. (١)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر رومال اس قدر تر ہوگیا ہے کہ نچوڑنے سے نچڑ جاوے،تو ناپاک ہوجاوے گا،ورنہ نہیں۔فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:١/٣٦٧)

---

(١) ’’إذا لف الثوب المبلول النجس فی ثوب طاهريابس فظهرت نداوته الخ،لكن لايصيررطبًا بحيث يسيل منه شیء بالعصرالخ والأصح أنه لايصيرنجسًا ‘‘.(غنية المستملی:١٧١،ظفير)

خشک ناپاک کپڑا پہننے سے جسم ناپاک نہیں ہوتا:

سوال(۱): اگر کسی شخص کا جسم پاک ہے، اور کسی وجہ سے وہ شخص ناپاک کپڑے (جو بالکل سوکھے اور دیکھنے میں صاف ہیں، لیکن ناپاک ہیں) پہن لیتا ہے، تو کیا اس شخص کا وہ کپڑا جو پاک تھا، پہن لینے کے بعد ناپاک ہوگیا، اور غسل کرنے سے قبل اس کا جسم پاک نہیں ہے، اور اسی دوران بغیر غسل نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲): اگر کوئی شخص جو کہ پاک ہے، اور اپنی بیگم کے ساتھ ایک ہی بستر پر سوتے ہیں، اور اس دوران کسی قسم کی نفسی خواہش کو پورا نہیں کیا جاتا ہے، لیکن ان کے پائجامہ میں کچھ جگہ چھوٹے چھوٹے داغ جو کہ نفسی جذبات کی بنا پر پڑ گئے، ان داغوں کو دیکھ کر دوسرے کپڑے پاک پہن کر اگر نماز پڑھ لیتے ہیں، تو کیا ان لوگوں کی یہ نماز ٹھیک ہے، اور کیا اس سے ان کے جسم کو غسل کرنے کی ضرورت نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

(۱) جسم پاک ہے خشک ہے، کپڑا ناپاک ہے خشک ہے، اس کی وجہ سے جسم ناپاک نہیں ہوا، پھر بغیر جسم کو پاک کئے دوسرا کپڑا پہن لیا، تو وہ کپڑا نجس نہیں ہو، اس سے نماز درست ہوجائے گی، نہ جسم دھونے کی ضرورت ہے نہ کپڑے کو، دونوں پہلے سے پاک ہیں۔(۱)

(۲) اگر وہ منی کے داغ نہیں، بلکہ مذی کے داغ ہیں، تو غسل واجب نہیں، البتہ جس طرح پیشاب کے بعد بدن کو پاک کیا جاتا ہے، اسی طرح مذی کے بعد بھی پاک کیا جائے، پھر وضو کر کے نماز پڑھی جائے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۲۵۴/۵، ۲۵۵)

غسل کے بعد نجس کپڑا پہن لیا، تو بدن ناپاک رہا یا نہیں:

سوال: ایک شخص کو احتلام ہوا، اس نے بعد غسل وہی کپڑا پہن لیا اور مکان آکر دوسرا لباس استعمال کیا، وہ پاک ہے یا ناپاک؟

---

(۱) ” لف طاهر فی نجس مبتل بماء، إن بحیث لو عُصر قطَر تنجّس وإلا لا، ولو لف فی مبتل بنحو بول، إن ظهر نداوته أو أثره تنجس وإلا لا “. (الدرالمختار متن رد المحتار :۳۴۶/۱، ۳۴۷، فصل فی الاستنجاء، سعید وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة:۴۷/۱، الفصل السابع فی النجاسة، رشیدیة)

” إذا لم یظهر فی الثوب الطاهر أثر النجاسة من لون أوریح، حتی لو کان المبلول متلوّناً بلون أومتکیّفاً بریح، فظهر ذلک فی الطاهر، یجب أن یکون نجساً الخ“. (الحلبی الکبیر، ص:۱۷۴، فصل فی الآبار، سهیل اکیڈمی لاهور، وکذا فی مراقی الفلاح، ص:۱۵۹، باب الأنجاس، قدیمی)

(۲) ولیس فی المذی والودی غسل، وفیهما الوضوء، وغسل الذکر، لقوله علیه السلام:”کل فحل یمذی، وفیه الوضوء“. (الفقه الإسلامی وأدلته:۵۱۷/۱، الفصل الخامس فی الغسل، رشیدیة)

الجواب

اگر بدن خشک کر کے وہ لباس پہنا ہے، تو کچھ حرج نہیں، اور اگر بدن تر ہے، تو اس ناپاک لباس کو نہ پہنے کہ احتمال ہے بدن کے ناپاک ہونے کا۔ جو کچھ ہوا اس میں شبہ نہ کرے اور آئندہ احتیاط رکھے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۹)

ناپاک کپڑا پاک کپڑے پر گر گیا، تو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: رات کو کئی مرتبہ پیشاب کچھیا اٹھنا پڑتا ہے، بعض مرتبہ پیشاب اوپر ہی نکل جاتا ہے معلوم تک نہیں ہوتا۔ پیشاب کا بھیگا کپڑا سوکھ گیا اور بھیگا ہوا صاف کپڑا اس پیشاب کے سوکھے کپڑے میں گر گیا۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامدًا و مصلیاً

پاک صاف بھیگا ہوا کپڑا اگر ایسا نہیں کہ نچوڑنے سے قطرات ٹپکتے ہوں، تو ناپاک سوکھے ہوئے کپڑے پر اس کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوگا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۱/۱۳۹۱ھ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۵۹)

اگر بھیگے ہوئے ناپاک کپڑے پر پاک کپڑا رکھا گیا، تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر نجس پانی کے بھیگے ہوئے کپڑے پر، پاک کپڑا رکھا ہوا ہو، تو وہ بھی ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اگر اس میں تری آجائے۔

الجواب

اگر تری اس قسم کی ہو کہ ہاتھ کو لگے، تو نجس ہے اور اگر صرف اس کی ٹھنڈک ہاتھ کو لگتی ہو، تو نجس نہیں۔

بدست خاص، ص:۴۸۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۲)

ناپاک کپڑے کی نمی پاک کپڑے کو لگ گئی، تو کیا حکم ہے:

سوال: کوئی ناپاک کپڑا گیلا ہو، اس کے ساتھ پاک کپڑا لگ گیا اور اس میں ناپاک کپڑے سے کچھ نمی لگ گئی، تو یہ ناپاک ہوجائے گا یا نہیں، اسی طرح اگر پاک کپڑا گیلا ہے، اور وہ خشک ناپاک کپڑے سے لگ جائے، تو ناپاک ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) ولو لف فی مبتل بنحو بول إن ظهر نداوته أو أثره تنجس وإلا لا. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی الاستنجاء:۱/۳۲۱، ظفیر)

(۲) لف طاهر فی نجس مبتل بماء إن بحيث لو عُصر قطَر تنجّس وإلا لا. (الدر المختار متن رد المحتار:۱/۴۰۳، باب الأنجاس، فصل فی الاستنجاء، سعید، وكذا فی الفتاویٰ العالمكيرية:۱/۴۷، الفصل الثانی فی الأعيان النجسة، رشيديه)

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر ناپاک کپڑا عین نجاست مثلاً پیشاب وغیرہ سے گیلا ہے، تو نجاست کا اثر پاک کپڑے میں ظاہر ہونے سے وہ ناپاک ہوجائے گا، اور اگر عین نجاست سے نہیں بلکہ نجس پانی سے بھیگا ہو، تو اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ خشک کپڑے پر اتنی رطوبت آجائے کہ اسے نچوڑنے سے قطرہ گرے، تو نجس ہوگا، ورنہ نہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ اگر نجس کپڑا اتنا بھیگا ہوا ہو کہ نچوڑنے سے قطرہ گرے، تو اس کی رطوبت سے خشک کپڑا ناپاک ہوجائے گا، اگرچہ اس خشک کپڑے سے قطرہ نہ گرے، قول اول اگرچہ اوسع ہے، مگر قول ثانی ارجح واحوط ہے۔

اور اگر پاک کپڑا گیلا ناپاک خشک کے ساتھ لگا، تو یہ ناپاک نہ ہوگا، البتہ اگر اتنا گیلا ہو کہ اس کا پانی خشک کپڑے کو بھی ایسا تر کردے کہ دونوں کی رطوبت برابر دکھائی دے، تو پاک کپڑا بھی ناپاک ہوجائے گا۔

قال في التنوير: "(لف ثوب نجس رطب في ثوب طاهريابس فظهرت رطوبته علىٰ ثوب طاهر)...(لكن لايسيل لوعصرلايتنجس)...(كما لونشرالثوب المبلول علىٰ حبل نجس يابس). (۱)

وفي الشامية: (قوله لف ثوب نجس رطب)أى مبتل بماء ولم يظهرفي الثوب الطاهرأثر النجاسة، بخلاف المبلول بنحوالبول لأن النداوة حينئذ عين النجاسة،وبخلاف ما إذاظهرفي الثوب الطاهرأثرالنجاسة من لون أوطعم أوريح فإنه يتنجس كماحققه شارح المنية وجرى عليه الشارح أول الكتاب.

(قوله لايتنجس): لأنه إذا لم يتقاطرمنه بالعصرلاينفصل منه شيء وإنما يبتل ما يجاوره بالنداوة وبذلك لايتنجس به.

وذكرالمرغيناني إن كان اليابس هوالطاهريتنجس لأنه يأخذ بللاً من النجس الرطب وإن كان اليابس هوالنجس والطاهرالرطب لايتنجس لأن اليابس النجس يأخذ بللاً من الطاهرو لايأخذ الرطب من اليابس شيئًا،زيلعي.

وظاهرالتعليل أن الضميرفي يسيل وعصرللنجس، وبه صرح صاحب مواهب الرحمان و مشى عليه الشرنبلالي والمتبادرمن عبارة المصنف كالكنزوغيره أنه للطاهروهوصريح عبارة الخلاصة والخانية ومنية المصلي وكثيرمن الكتب كالقهستاني وابن الكمال والبزازية والبحر، والأول أحوط ووجهه أظهروالثاني أوسع وأسهل فتبصر. (رد المحتار،مسائل شتى:۵/۵۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۴ / ربیع الآخر / ۱۳۹۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۹۸-۹۹)

(۱) الدرالمختار،مسائل شتى،قبل كتاب الفرائض،انيس

کپڑا دھوکر ناپاک رسی پرڈالا،تو ناپاک نہیں ہوگا:

سوال: کپڑا دھوکر خشک کرنے کے لئے ناپاک رسی پرڈالا،تو یہ ناپاک ہوگا یانہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ناپاک نہیں ہوگا،البتہ کپڑا اگر بہت زیادہ گیلا ہوجس سے رسی بھی اس طرح بھیگ گئی کہ رسی میں لگا ہوا پانی پھر کپڑے سے لگ گیا ہو،تو ناپاک ہوجائیگا،رسی کے بجائے اگر لوہے وغیرہ کا تار ہو،تو اس میں اس کا زیادہ خطرہ ہے، کیونکہ وہ پانی کو جذب نہیں کرتا۔والدلیل مر فی المسئلة المتقدمة۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۴ / ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ (احسن الفتاویٰ:۲/ ۹۹)

زخم کی رطوبت بہے بغیر،کپڑے کو لگ گئی،تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ،لہو وغیرہ کپڑے کو لگ جائے،مگر مقدارِ درہم سے کم لگے،بایں طور کہ ابھی وہ زخم کے منہ سے بہہ کر علاحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پاجامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدارِ درہم کی برابر یا اس سے زائد ہوگئی،تو وہ کپڑا پاک ہے یانہیں اور بدن بھی پاک ہے یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جو پیپ کہ زخم سے باہر نہیں تھی،وہ ناپاک نہیں ہے،اگر کپڑے یا بدن کو لگ جاوے،اگر چہ مقدارِ درہم سے زیادہ ہو،کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔وہ اگر پانی پڑ کر زیادہ بھی ہوجائے،تو کچھ حرج نہیں ہے،جیسا کہ درمختار میں ہے:

”(و) كل (ما ليس بحدث)...(ليس بنجس)“الخ.(۲) (فتاویٰ دارالعلوم:۱/ ۳۰۸، ۳۰۹)

نہ بہنے والی رطوبت سے کپڑا ناپاک ہوگا یانہیں:

سوال(۱): (اگر بدن پرزخم ہو اور رطوبت جاری نہ ہو،تو) اس رطوبت سے کپڑا ناپاک ہوگا یانہ؟

---

(۱) بعنوان ”ناپاک کپڑے کی نمی پاک کپڑے کو لگ گئی،تو کیا حکم ہے“۔انیس

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار،كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء، بعد مطلب في حكم كي الحمصة:۱/ ۱۳۰،ظفیر

اور نجاست اگر درہم سے کم،بدن یا کپڑے کو لگے،اور پانی لگ کر زیادہ ہوجائے،تو وہ مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔

كما في الشامي:” وإن كثر بإصابة الماء للضرورة ،الخ“. (الدرالمختارمتن ردالمحتار،باب الأنجاس،مطلب إذاصرح بعض الأئمة:۱/ ۲۹۹،ظفیر)

مقدارِ درہم سے ناپاک ہوگا یا نہیں:

(۲): اگر کپڑا انجس نہیں ہوا، تو مقدارِ درہم سے ناپاک ہوگا یا نہ؟

الجواب

(۱) کپڑا اس سے ناپاک نہ ہوگا، کیونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جس سے وضو نہیں جاتا، وہ نجس بھی نہیں ہے۔(۱)

(۲) جبکہ معلوم ہوا کہ وہ نجس نہیں ہے، تو مقدارِ درہم ہو یا زیادہ، اس سے کپڑا انجس نہ ہوگا۔ امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر پانی میں گرے، تو پانی ناپاک ہوجائے گا اور کپڑے کو لگے، تو ناپاک نہ ہوگا۔

درمختار میں جوہرہ سے منقول ہے کہ بہنے والی چیزوں میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے، اور کپڑے وبدن پر امام ابویوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے۔ یعنی بدن وکپڑا ناپاک نہ ہوگا۔ بخلاف مائعات مثل پانی وغیرہ کے کہ وہ ناپاک ہوجاوے گا۔ بناءً علیہ اگر وہ کپڑا پانی میں گر جاوے، تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۷، ۳۱۸)

داد سے جو رطوبت نکلتی ہے، وہ پاک ہے یا ناپاک، کپڑے پر لگ جائے، تو نماز کا کیا حکم ہے:

سوال: داد کے کھجلانے سے جو پانی نکلتا ہے، وہ ناپاک ہے یا نہیں، پانی سے داغ پڑ جائیں، تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب

فی رد المحتارعن المجتبی: الدم والقیح والصدید وماء الجرح والنفطة وماء البثرة والثدی والعین والأذن لعلة سواء علی الأصح. (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ پانی ناقض ہے۔

اور درمختار میں ہے:

”وکذا کل ما خرج منه موجباً لوضوء أوغسل مغلظ. (۴)

---

(۱) (و) کل (ما لیس بحدث) أصلاً...... کقیء قلیل ودم لوترک لم یسل (لیس بنجس) عند الثانی وهو الصحیح رفقاً بأصحاب القروح. (الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار، مطلب نواقض الوضوء، بعد مطلب حکم کی الحمصة:۱/۱۳۰)

(۲) خلافًا لمحمد، وفی الجوهرة: یفتٰی بقول محمد لوالمصاب مائعًا (درمختار) أی کالماء ونحوه، أما الثیاب والأبدان فیفتٰی بقول أبی یوسف. رد المحتار، نواقض الوضوء، قبیل مطلب نوم من به انفلات ریح الخ:۱/۱۳۰)

(۳) رد المحتار، کتاب الطهارة، نواقض الوضوء، مطلب فی ندب مراعاة الخلاف الخ، تحت قول الدر: لاینقض لوخرج من أذنه، الخ:۱/۱۴۸، بیروت، انیس

(۴) الدرالمختار، باب الأنجاس، قبیل مطلب فی طهارة بوله صلی الله علیه وسلم، انیس

اس سے معلوم ہوا کہ یہ پانی نجس ہے، اور نجس (بھی) مغلظ، اس لئے ان داغوں کا دھونا واجب ہے۔(۱)
اور نجس مغلظ ایک درہم تک عفو ہے، اس لئے وہ داغ اگر پھیلاؤ میں ایک روپیہ سے زائد نہ ہو، تو نماز ہو جاوے گی۔
۱۷؍رمضان ۱۳۲۲ھ، امداد: ج ۱ صفحہ ۵۔ (امداد الفتاویٰ: ۱؍۹۳) ☆

نجاست کا غسالہ اگر لگ جائے، تو وہ چیز ناپاک ہوگی یا نہیں:

سوال: اگر بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست غیر مرئیہ لگ جائے، اور خشک ہونے کے بعد اس کو دھویا جائے، اگر اس کا غسالہ دوسری جگہ لگ جائے، تو وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر نجس ہوگی، تو پہلی جگہ کی مانند اس کو تین بار دھونا واجب ہے، یا محض پانی کے بہہ جانے سے پاک ہو جائے گی؟

الجواب

ظاہر ہے کہ وہ غسالہ نجاست کا نجس ہے۔(۲) اس کی تطہیر بھی ضروری ہے، اور پانی کے ساتھ ساتھ وہ بھی دھل جاتا ہے، اور پاک ہو جاتا ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱؍۳۰۵، ۳۰۶)

---

(۱) یہ اس صورت میں ہے کہ زخم سے نکل کر پانی بہہ گیا، اور کپڑے کو لگ گیا، اور اگر پانی، پیپ وغیرہ صرف زخم کے منہ پر رہے اور کپڑا اس کو بار بار لگتا رہا، یہاں تک کہ کپڑے پر پھیل گیا، (تو) یہ ناپاک نہیں، نہ اس کا دھونا واجب ہے۔ محمد شفیع)

بلکہ حاشیہ اس طرح ہونا چاہئے کہ ''یہ اس صورت میں ہے کہ زخم سے نکل کر پانی بہہ گیا اور کپڑے کو لگ گیا، اور اگر پانی، پیپ وغیرہ صرف داد کے زخموں کے منہ پر رہا، اور کپڑا اس کو بار بار لگتا رہا، یہاں تک کہ کپڑے پر پھیل گیا، تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر کپڑا نہ لگتا تو بہہ پڑتا، تو وہ ناپاک ہے، اور کپڑے کا دھونا واجب ہے، اور اگر ایسا معلوم ہو کہ کپڑا نہ لگتا تب بھی نہ بہتا، تو وہ ناپاک نہیں ہے، نہ اس کا دھونا واجب ہے۔

إن مسح الدم عن رأس الجرح بقطنة ثم خرج فمسح، ثم وثم... ينظر إن كان بحال لو تركه لسال ينتقض وإلا فلا، آه. (منية: ص ۴۸. سعید احمد)

☆ پیشاب کے قطرات کپڑے کو لگ جائیں، تو کیا کیا جائے:

سوال: بوجہ مرض پیشاب کے قطرے کپڑے کو لگے رہتے ہیں، ہر وقت پاک کرنے میں دقت ہوتی ہے، کیا کیا جائے؟

الجواب

جب مقدار ناپاکی کی درہم کی مقدار سے بڑھ جاوے، کپڑے دھوکر اور پاک کر کے نماز پڑھے۔ (وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول الخ جازت الصلوٰة معه وإن زاد لم تجز. (الهداية، باب الأنجاس: ۱؍۷۱، ظفیر) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱؍۳۱۱)

(۲) (وماء)......(ورد)......(علىٰ نجس نجس)............(كعكسه). (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر الخ: ۱؍۳۰۰، ظفیر)

(۳) (وكذا يطهر محل نجاسة)......(مرئية)......(بقلعها) الخ (و) يطهر............(غيرها) أي غير مرئية (بغلبة ظن غاسل) الخ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم: ۱؍۳۰۵، ظفیر)

منی دھونے کے بعد جو دھبہ رہ جائے، اس کے ساتھ نماز ہوگی یا نہیں:

سوال: احتلام کے بعد اگر کپڑا دھوڈالے، اور اس پر دھبہ لگا رہ جاوے، تو کیا نماز ہو جاوے گی؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں نماز ہو جاوے گی۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۰) ☆

کپڑے پر شیطانی اثرات سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں:

سوال: کپڑے دھل کر رات میں ڈال دیں، اس پر شیطانی حربہ ہو جائے، تو کپڑے نجس ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

هو المصوب ـــــــــــــــــــــــــــــ

کپڑے نجس نہیں ہوں گے۔ شیطان کا اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا ہے

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۹۱)

رنگریز اور مِل کے رنگے ہوئے کپڑے میں نماز کا حکم اور مٹی وگیرو سے کپڑا رنگنا کیسا ہے:

سوال: رنگریز رنگ سے کپڑا رنگتا ہے، اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

ولایت سے رنگے ہوئے کپڑے جو آتے ہیں، ان سے نماز پڑھنا اور خارجاً ان کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

اور مٹی وگیرو سے کپڑا رنگنا جائز اور پاک ہے یا نہیں؟

---

(۱) (وكذا يطهر محل نجاسة)......(مرئية)بعد جفاف كدم(بقلعها)أي بزوال عينها وأثرها الخ (ولا يضر بقاء أثر)كلون وريح(لازم)فلا يكلف في إزالته إلى ماء حار أوصابون ونحوه.(تنوير الأبصار مع الدر المختار على هامش رد المحتار،باب الأنجاس،قبيل مطلب في حكم الصبغ: ۱/۳۰۳،ظفیر)

سألت عائشةؓ عن المني يصيب الثوب؟ فقالت:" كنت أغسله من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيخرج إلى الصلوة وأثر الغسل فيه بقع الماء.(بخاری،باب غسل المنی وفرکه،ص۳۶،نمبر۲۳۰/ مسلم،باب حکم المنی،ص۱۳۵،نمبر۲۸۹/۶۷۲،انیس)

☆ **منی کا داغ بعد دھونے کے پاک ہے:**

سوال: اگر منی کپڑے پر گر جاوے اور کپڑے کو دھو کر پاک کر لیا جاوے، مگر داغ نہ جاوے، تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

اگر داغ اور دھبّہ نہ جاوے، تو کچھ حرج نہیں ہے، کپڑا پاک ہے۔

(ولا يضر بقاء أثر)كلون وريح(لازم)فلا يكلف في إزالته إلى ماء حار أوصابون ونحوه.(الدر المختار على هامش رد المحتار،باب الأنجاس،قبيل مطلب في حكم الصبغ:۱/۳۰۴،ظفیر) (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۲۴)

الجواب

عموم بلویٰ کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ شراب کا ہونا ان رنگوں میں یقینی نہیں ہے، نماز ان کپڑوں سے جو اس رنگ میں رنگے ہوں، درست ہے۔

اسی طرح رنگین کپڑوں چھینٹ وغیرہ سے جو ولایت سے رنگے ہوئے آتے ہیں، نماز درست ہے، نماز میں اور خارج نماز میں پہننا اُن کا، درست ہے۔(۱)

اور مٹی و گیرو سے کپڑا رنگنا بھی جائز اور پاک ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱؍۳۰۴)

ولایتی رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے کا حکم:

سوال: فقہا نے اشیائے نجس کو بہت جگہ استہلاک کی وجہ سے طاہر سمجھا ہے، جیسے صابون اور کھگل میں اگر بھوسہ سڑ گیا ہو اور گوبری، حتی کہ درمختار میں تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ پانی اور مٹی میں جو جو چیز ظاہر ہوگی، مرکب اسی کے تابع ہوگا۔ اگر چہ صاحب فتح نے اس کے خلاف کو ترجیح دی ہے، لیکن بہر حال مسئلہ قابل گنجائش ہے۔

پس آج کل ولایتی رنگوں میں کہ علی الاغلب اسپرٹ شامل ہوتا ہے، اگر گنجائش نکالی جائے تو کیسا ہے؟ گوبری سے بڑھ کر اس کی حالت نہیں، اور عموم بلویٰ اس کو مقتضی ہے کہ ولایتی کپڑے جس قدر آتے ہیں، سب انہی رنگوں میں رنگے ہوتے ہیں، سب کا دھو کر استعمال کرنا علی الخصوص جاڑے کی پکی چھینٹوں کا استعمال مشکل ہے، خصوصاً امام صاحبؒ کے مذہب پر گنجائش بھی ہے، کیونکہ اسپرٹ خمر عنبی سے نہیں بنائی جاتی ہے اور امام محمدؒ کا مذہب اگر چہ مفتیٰ بہ ہے، لیکن اس وجہ سے اس پر فتویٰ دیا گیا ہے کہ لوگ پرہیز کریں، اس لئے شرعاً تو یہ صحیح ہے اور استعمالاً محل بحث ہے، احادیث سے بھی حرمت ثابت ہے نہ کہ نجاست، باقی عموم بلویٰ کی یہ حالت ہے کہ پرہیز مشکل ہے، حتی کہ چمڑا جو جلدوں میں لگایا جاتا ہے، قرآن مجید تک اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

الجواب

فقہا کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت مطہر ہے، لیکن انقلاب وصف مطہر نہیں۔

(رد المحتار: جلد اول، ص: ۳۲۵)

سو اس کو انقلاب حقیقت کہنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

بل ھو کالدبس لأنه عصير جمد بالطبخ. (رد المحتار: ص مذکور)(۲)

---

(۱) اليقين لايزول بالشک. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص ۷۵۔ ظفیر)

(۲) باب الأنجاس، تحت قول الدر: ويطهر زيت الخ، انیس

اور اس کے صفحہ ۳۳۵ میں ہے:

ما يستقطر من دردى الخمر وهو المسمى بالعرقى فى ولاية الروم نجس حرام كسائر أصناف الخمر، آه. (۱)

پس اسپرٹ کا حال تو اس سے معلوم ہوا۔

اب رہا مرکب سودر مختار کے اس جزئیہ میں تو بہت کلام ہے، اور صحیح نجاست ہی ہے۔ رہی ضرورت سو جب ہے کہ تحرز نہ ہو سکے اور یہ مفقود ہے۔

ردالمحتار: ج ا ص ۳۳۴ میں ہے:

لو أصابه بلا قصد ،الخ. (۲)

یا کوئی ضروری شئ بدون اس کے نہ بن سکے۔

ردالمحتار: ج ا ص ۳۶۱ میں ہے:

بخلاف السرقين إذا جعل فى الطين للتطيين لا ينجس لأن فيه ضرورة إلٰى إسقاط نجاسته لأنه لا يتهيأ إلا به. (حلية) (۳)

البتہ یہ بات کہ یہ اشربہ منہیہ سے نہیں بنتی محل گنجائش ہے، اگر ثابت ہو جائے، تو تحقیق کیا جاوے۔

یکم ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ (امداد الفتاویٰ: ج ا ص ۱۰۰)

سوال متعلق جواب مذکور بعنوان ''ولایتی رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے کا حکم'':

اسپرٹ کی نسبت ڈاکٹروں اور ڈاکٹری کتابوں سے جہاں تک تحقیق ہوا، یہی ہے کہ گڑ، یا جو کی شراب سے بنائی جاتی ہے، نیز اس میں عموم بلویٰ گوبری سے بدرجہا زائد ہے، ادنیٰ امر یہ ہے کہ ہر تعلیم یافتہ کی جیب میں کچھ نہ کچھ کاغذ و خطوط ہوتے ہیں جو عموماً انگریزی روشنائی سے لکھے ہوتے ہیں، اور ڈاک خانہ شہر کا نام لکھتا ہے، وہ تو عموماً انگریزی روشنائی ہوتی ہے، بلکہ دیسی روشنائی بھی ولایتی کاجل سے تیار کی جاتی ہے، جس کا حال مثل دیگر رنگوں کے ہے، کتابیں جو پریس میں چھپتی ہیں، اب عموماً ولایتی روشنائی سے چھاپی جاتی ہیں، اور اب جہاں تک علم ہے کوئی مطبع والا دیسی روشنائی سے کتاب نہیں چھاپتا۔ ان تمام سے احتیاط نہایت ہی دشوار ہے، یوں تو گوبری سے بھی احتیاط ممکن ہے، مکان

---

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقى الذى يستقطر الخ، انيس

(۲) قبيل مطلب العرقى الذى يستقطر الخ، انيس

(۳) آخر فصل الاستنجاء، قبيل كتاب الصلاة، انيس

میں پختہ پلاسٹر یا کچا کرا کے اس کی طرف برابر توجہ رکھنا ممکن ہے، گوبری کا فائدہ صرف یہ ہے کہ کہگل کے بعد شقاق کو روکتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس شقاق میں مٹی بھر دی جاوے، اس کی نسبت درمختار میں ہے: ''لأنــه لايتهيـأ إلا بــه''.
اور ظاہر ہے کہ آجکل رنگ بغیر ولایتی پڑیا کے متعسر ہیں، غرض کہ ابتلا گوبری سے بدرجہا زائد ہے، اور ضرورت اس سے کسی طرح کم نہیں۔ نجس بھوسہ کی نسبت فقہا نے تصریح کردی ہے کہ جب سڑ کر کہگل میں مل جاوے، تو انقلاب حقیقت سمجھا جاوے گا، اس سے بھی اس کی حالت کم نہیں ہے، اس پر اگر نظر کی جاوے ممکن ہے، غرض کہ ہر صورت میں اس کی نسبت آسانی معلوم ہوتی ہے۔

الجواب ــ

انقلاب حقیقت تو اب تک میرے جی کو نہیں لگا، البتہ ضرورت وعموم بلویٰ واقعی معلوم ہوتا ہے، اور اشربہ منہیہ سے نہ بننے کا محل گنجائش ہونا یہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امداد ج:۱ صفحہ:۱۱۔ (امداد الفتاویٰ:۱/۱۰۰، ۱۰۱)

کن رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑوں سے، نماز درست ہے:

سوال اول: پڑیا یا کسنبہ کی رنگی ہوئی روئی (اور) کپڑے سے، نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

سوال دوم: رضائی رنگ وبچھونے وغیرہ میں روئی (میں) پڑیا، خواہ کسنبہ کی رنگی ہوئی، ڈالنی جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــ

پڑیا تو نجس ہے، اس کو نہ ڈالے اور دوسرے رنگ کی خواہ کسنبہ ہو، یا اور کچھ، عورت کو درست (ہے) اور مرد کسنبہ کو نہ استعمال کرے۔(۱) فقط

بدست خاص، سوال:۵۲-۵۳۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۷)

☆ رنگے ہوئے کپڑے پاک ہیں، نماز میں احتیاط بہتر ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچے اور پکے رنگ سے عورت کے لئے کپڑا رنگنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس میں شراب پڑتی ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

کچا پکا رنگ عورت کے لئے جائز ہے، فتویٰ اسی پر ہے، اس میں وہم نہ کرنا چاہئے، لیکن نماز میں احتیاط کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔ والجواب صحیح، بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ (امداد المفتین: ص ۲۶۴)

(۱) دونوں سوالات کا ایک ہی جواب درج ہے۔ نورالحسن کاندھلوی

پڑیا کے رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں میں، نماز جائز ہے یا نہیں:

سوال: پڑیہ کے رنگے ہوئے کپڑوں سے، نماز پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

جب تک کوئی امر یقینی معلوم نہ ہو، شک کی وجہ سے حرمت ونجاست ثابت نہ ہوگی۔(۱) بناءً علیہ نماز پڑھنا پُڑیہ کے رنگے ہوئے کپڑوں سے، درست ہے، اور عموم بلویٰ اس کے علاوہ ہے، بایں ہمہ احتیاط کرنا اچھا ہے۔فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۲)

پڑیہ میں رنگے ہوئے کپڑے سے نماز کا حکم:

ملفوظات: بعد سلام آنکہ اعادہ نماز کا اس وجہ سے ضرور نہیں بتایا گیا، کہ بعض شرابیں سوائے چار کے اس قسم کی ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک وہ نجس نہیں، مگر فتویٰ امام صاحبؒ کے قول پر نہیں اور رنگ میں متحقق نہیں کہ کونسی شراب پڑتی ہے، پس بسبب مسئلہ مختلف فیہا ہونے کے آسانی کی وجہ سے اعادہ نماز کو نہیں کہا گیا، مگر نجاست میں عمل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر بتایا گیا تھا اور ولایت سے جو کپڑا آتا ہے، اس میں شراب نجس کا پڑنا ہم نے نہیں سنا۔فقط والسلام (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص۲۴۴-۲۴۵-تالیفات رشیدیہ:ص۲۵۱)

سرخ یا معصفر رنگ کا کپڑا پہننا کیسا ہے:

سوال: سرخ یا معصفر رنگ کا کپڑا پہننے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب

اس بارے میں قول مختار یہ ہے کہ ہر طرح کا سرخ رنگ کا کپڑا (پہننا) حرام نہیں، بلکہ صرف معصفر حرام ہے، یعنی باعتبار رنگ صرف وہ کپڑا حرام ہے، جو کسم کے پھول سے رنگا ہوا ہو، اور اس کے بھی حرام ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا رنگ گلابی رنگ ہوگیا ہو، یا گلابی رنگ سے بھی اس کی سرخی زیادہ ہو، یا نہایت سرخ ہو، تو وہ حرام ہے اور اگر گلابی رنگ سے اس کی سرخی کم ہو مثلاً شنجرفی اور پیازی وغیرہ ہو، تو مباح ہے۔

(۱) اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر: ص ۷۵)

ولو شک فی نجاسة ماء أو ثوب لم يعتبر (درمختار) فی التتارخانية: من شک فی إناءه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أولا ؟ فهو طاهر مالم يستيقن الخ وكذا ما يتخذه أهل الشرک أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز و الأطعمة والثياب. آه ملخصاً. (رد المحتار، قبيل أبحاث الغسل: ۱/۱۴۰، ظفير)

واضح رہے کہ پڑیا کے رنگ کے بارے میں فتاوے مختلف ہیں، اس دونوں فتووں کو دو حالات پر محمول کیا جائے گا، جب تک پڑیا کے رنگ کے بارے میں تحقیق نہیں تھی کہ وہ پاک ہے یا ناپاک، اسے مشتبہ کہا جارہا تھا، اور جب اس کے ناپاک ہونے کی تحقیق ہوگئی کہ تو فتویٰ اس کے مطابق ہوگیا، البتہ اب پڑیا سے رنگنے کا رواج ختم ہوگیا ہے۔انیس

اور بانات سرخ کہ عرب اس کو جوخ احمر کہتے ہیں، بالا جماع جائز ہے، اور ایسا ہی کھاروا بھی جائز ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معصفر کی حرمت کا دارومدار شوخی رنگ پر ہے، صرف سرخی پر نہیں۔

(فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور:۵۹۱)

چھلپرہ کا رنگا ہوا کپڑا پہننا صحیح ہے:

سوال: چھلپرہ(۱) کا رنگا کپڑا مرد عورت کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

چھلپرہ کا رنگ مرد عورت، دونوں کو درست ہے۔ فقط

بدست خاص، سوال: ۳۰ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۷)

سرخ پڑیہ کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ پڑیہ کا سرخ رنگ استر میں لگانا چاہیے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں، پڑیہ میں شراب پڑتی ہے، صحیح کیسے ہے؟

الجواب

پڑیہ کا رنگ مشتبہ ضرور ہے، اگر بالیقین یہ ثابت ہو جاوے کہ اس میں شراب ہے، تو قطعاً حرام ہے، اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ شراب نہیں پڑتی، تو جائز ہے۔ (۲) درصورت موجودہ مشتبہ ہونے میں تردد نہیں، احتیاط ترک کرنے میں ہے، اور رنگ پختہ کا دھلوا لینا مناسب ہے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ، دیوبندی مفتی مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۵-۲۴۶)

ناپاک رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے کا حکم:

سوال: نیل میں اگر پلید جامہ کو غوطہ دیا جاوے، اس کے بعد پاک جامہ کو غوطہ دیا جاوے، وہ پاک کس طرح ہوسکتا ہے؟ فقط تین بار دھونے سے یا زیادہ؟

---

(۱) چھلپرہ کیا ہے، اس کا رنگ کیسا ہوتا ہے، راقم سطور کو خاصی جستجو کے باوجود اس کا پتہ نہیں ملا۔ نور الحسن کاندھلوی

(۲) الیقین لایزول بالشک. (الأشباہ والنظائر، ص: ۵۷، مطبوعہ دیوبند، انیس)

(۳) عن الحسن بن علی قال: حفظت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "دع ما یریبک إلٰی مالایریبک فإن الصدق طمانیۃ وإن الکذب ریبۃ". رواہ أحمد والترمذی. (مشکوٰۃ المصابیح: ص ۲۴۲)

الجواب ـــــــــــــــــــــ

اتنا دھوئے کہ پانی غیر رنگین نکلنے لگے۔(۱)

تتمہ خامسہ صفحہ: ۷۴۴۔(امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۰۱)

رنگا ہوا کپڑا پاک ہے یا ناپاک:

کپڑا رنگ کر پاک کرنا چاہئے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ سب رنگ ناپاک ہوتے ہیں، ان میں شراب ملائی جاتی ہے، کیا زید کا کہنا ٹھیک ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سب رنگ ناپاک نہیں ہوتے ہیں۔(۲) اور جب تک کسی رنگ کے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہوئے، اس کا پاک کرنا ضروری نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیوبند، سہارنپور، ۱۶/۱۰/۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دار العلوم دیوبند (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۳۴)

پوڑیہ کا رنگا ہوا کپڑا پاک ہے، یا ناپاک:

سوال: پوڑیہ کا رنگ پاک ہے، یا ناپاک، اور اس سے رنگے ہوئے کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ

پوڑیہ کی پاکی مشتبہ ہے، اور پوڑیہ سے نماز بھی مشتبہ ہو جاتی ہے، لہٰذا احتیاط کے خلاف ہے، اولیٰ وافضل امر یہ ہے کہ پوڑیہ میں رنگے ہوئے کپڑے سے نماز نہ پڑھے، اور جو کپڑا کسم یا زعفران میں رنگا ہوا ہو، اس کا پہننا مردوں کو ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے:

(وکرہ لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال). (۳)(عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۸۹) ☆

---

(۱) چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے، مگر تین دفعہ دھونا چاہئے کہ یہ اقرب الی الاحتیاط ہے۔(از بہشتی زیور حصہ دوم ص: ۵، مسئلہ: ۳۰۔سعید احمد)

(۲) الأصل أن ماثبت بالیقین لایزول بالشک. (قواعد الفقہ لسید عمیم الإحسان: ص ۱۱، مکتبہ دار الکتاب، دیوبند)

(۳) تنویر الأبصار متن الدر المختار متن رد المحتار، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس: ۶/۳۵۸، بیروت، انیس

☆ پڑیا کا رنگ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: گولی اغنی پڑیا کے رنگ کا کیا حکم ہے، طاہر (ہے) یا غیر طاہر، سب کا ایک ہی حکم (ہے) یا جدا جدا؟ ==

کیا سب انگریزی رنگ ناپاک ہیں:

سوال: پڑیا کا رنگ سب قسم کا استعمال کرنا، ناجائز ہے یا علاوہ بادامی رنگ کے، اور جونسی پڑیا بجائے نیل کے دھوبی لوگ کپڑوں میں استعمال کرنے لگے ہیں، وہ بھی جائز ہے یانہیں؟

الجواب

پڑیا انگریزی سب نجس ہیں(۱)، مگر سنا ہے کہ بادامی پاک ہے، اور دھوبی نیل بڑی لگاتے ہیں، اگر وہ بھی پڑیا لگادیں، تو بیجا ہے۔ بدست خاص، سوال:۱۰۴۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۱۳۷)

انگریزی رنگ ناپاک ہیں:

سوال: رنگنا کپڑے کا پڑیہ میں جائز ہے، یا غیر جائز، مفصل ارقام فرمائیں؟

الجواب

پوڑیا میں اکثر اقسام میں شراب کا ملنا محقق ہوا ہے، لہذا نجس ہے، نہ رنگنا چاہئے۔ فقط
مجموعہ کلاں، ص:۱۰۲۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۱۳۷)

جس رنگ کے ناپاک ہونے کی تحقیق نہ ہو، وہ پاک ہے:

سوال: کچے رنگ کی دریس اور ململ سرخ سے بھی نماز ہو جاتی ہے، یا مثل پوڑیہ کے رنگ کے، یہ بھی ناپاک ہے؟

الجواب

اس رنگ کی مجھے تحقیق نہیں، مگر جب تک نجاست ثابت نہ ہو پاک کہنا چاہئے۔
بدست خاص، ص:۴۵۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۱۳۷)

== الجواب

گولی کا جواب تحقیق پر ہے، سنا ہے معتبریوں ہے کہ سوائے بادامی کے سب گولی میں شراب پڑتی ہے، لہذا نجس ہے، مگر پختہ رنگ کی گولی کو، بعد رنگ کے پاک کر کے استعمال کرے، تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم
مجموعہ رامپور، ص:۳۰۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۱۳۶۔۱۳۷)

(۱) تقریباً چالیس سال پہلے تک کپڑے رنگنے کے لئے کئی قسم کے رنگ آتے تھے، بعض کچے بعض پکے، کچھ گولی (Teblet) کی صورت میں، کچھ کھلے ہوئے گویا پسے ہوئے، پھر ان میں سے کچھ دیسی کہلاتے تھے، یعنی ہندوستانی یا مقامی لوگوں کے بنائے ہوئے، کچھ کو خصوصاً ٹکیہ والے رنگوں کو، ولایتی کہا جاتا تھا۔ نورالحسن کاندھلوی

☆ پڑیہ نجس ہے:

سوال: پڑیہ کچی یا پختہ کا بغیر دھوئے ہوئے مردوں، عورتوں کو استعمال جائز ہے یانہیں؟ ==

پڑیہ میں شراب پڑتی ہے:

سوال: پڑیہ سرخ رنگ کی رنگی ہوئی روئی رضائی میں ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب

پڑیہ میں کہتے ہیں کہ شراب پڑتی ہے، اور یہی تحقیق ہے، اور شراب نجس ہے، اس واسطے نہ ڈالنی چاہیے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۴)

کپڑے پر ہولی کا رنگ لگ جائے، تو وہ پاک ہے یا نہیں:

سوال: اہل ہنود جو ہولی میں رنگپاشی کرتے ہیں، اگر کسی مسلمان کے اوپر پڑ جائے، اور وہ کپڑا شرائط کے ساتھ پاک کرلے، لیکن رنگ کا دھبہ نہ جائے، تو کپڑا پاک ہوجائے گا، اور اس سے نماز جائز ہوگی؟ عوام میں مشہور ہے کہ رنگ پڑا کپڑا پاک ہی نہیں ہوتا، تو کیا اس سے نماز ہوسکتی ہے؟

الجواب حامدًا ومصلیاً

جب تک اس رنگ میں کسی نجس چیز کا ہونا معلوم نہ ہو، ناپاک نہیں کہا جائے گا، اگرچہ اس کا دھو لینا بہرحال

==

الجواب

پڑیہ کا رنگ ناپاک ہے۔ فقط (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۵)

ہندی پڑیہ نجس ہے:

پڑیہ ہندی میں شراب قطعاً پڑتی ہے، اور لندن کی پڑیہ میں بھی اکثر اقوال سے پڑنا ثابت ہے، غایت الامر لندن میں شبہہ ہو، اور شبہات سے بچنا بھی واجب ہے۔

اصل شئ کی پاکی ہے، کہ جو اصل سے پاک ہو، اور لحوق نجاست میں شک ہو، وہ پاک رہتی ہے، گاہڑہ دھوتر جوتہ اسی قسم میں ہے، اور جس میں ثبوت نجاست کا بغالب ظن ہوگیا ہو، وہ ناپاک ہوجاتی ہے۔

پڑیہ کا یہی حال ہے، جب تک شراب کا ہونا معلوم نہ تھا، پاک کہتے تھے بوجہ اصل کے، اب بعض اقسام میں اعنی ہندیہ میں وقوع محقق ہوگیا اور بعض میں غلبہ ظن ہے۔ (الیقین لایزول بالشک. (الأشباہ والنظائر، ص: ۷۵، دیوبند، انیس) فقط والسلام

بندہ رشید احمد عفی عنہ، گنگوہی۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۳)

(۱) اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ. (القرآن الکریم)

کل مایخرج من بدن الإنسان مما یوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ کالغلظ...وکذلک الخمر والدم المسفوح. (الفتاویٰ الهندیة: ۱/ ۴۶)

بہتر ہے۔(۱) رنگ کا نشان دھونے کے بعد ختم نہ ہو، تو مضائقہ نہیں، نماز درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۹/۵)

کیا ماڑ دینے سے کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے:

سوال (۱): نیا کپڑا جس میں ماڑ دیا ہوتا ہے، طہارت کے اعتبار سے کس حد تک پاک ہے؟

(۲) اگر چھالٹین میں کسی درجہ میں ماڑ کی وجہ سے نجاست ہے، تو مردوں کو اس کپڑے کا کفن کیوں دیا جاتا ہے؟

ھو المصوب

(۱) ماڑ سے کپڑے کی پاکی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے، کپڑے پاک رہتے ہیں۔

(۲) ماڑ کی وجہ سے نجاست نہیں ہوتی ہے، مردوں کو کفن دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۸۲/۱)

نورباف کے یہاں کا کپڑا ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے، وہ پاک ہے یا نہیں:

سوال: نورباف کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں جو کپڑا بنا جاتا ہے وہ ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے، وہ کپڑا بعد خریدنے کے پاک ہے یا ناپاک اور اس سے نماز درست ہے یا نہ؟

الجواب

اگر خاص کسی کپڑے معین میں یہ علم ہوجاوے کہ اس میں نجاست لگی ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ ناپاک ہے، اس کو پاک کرنا اور دھونا چاہئے، لیکن عام کپڑے جو ویسے فروخت ہوتے ہیں، ان سب پر حکم نجس ہونے کا نہ کیا جاوے گا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی خاص کپڑے کی تعیین ہونا کہ اس میں ضرور نجاست لگی ہے، دشوار ہے، اور شک سے حکم نجاست کا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اِن کپڑوں کو پاک ہی سمجھا جاوے گا:

---

(۱) لف ثوب نجس رطب فی ثوب طاهر يابس فظهرت رطوبته على ثوب طاهر) كذا النسخ، وعبارة الكنز: على الثوب الطاهر (لكن لايسيل لوعصر لايتنجس)......(كما لو نشر الثوب المبلول علىٰ حبل نجس يابس). (الدر المختار) قال ابن عابدينؒ: (قوله لف ثوب نجس رطب): أى مبتل بماء ولم يظهر فى الثوب الطاهر أثر النجاسة بخلاف المبلول بنحو البول، لأن النداوة حينئذٍ عين النجاسة، وبخلاف ما إذا ظهر فى الثوب الطاهر أثر النجاسة من لون أو طعم أو ريح، فإنه يتنجس، كما حققه شارح المنية وجرى عليه الشارح أول الكتاب. (الدر المختار مع رد المحتار: ۳۴۳/۶، مسائل شتى، سعيد)

" لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ". (۱)

اور حدیث میں ہے:

" إن الدين يسر ". (۲)

اور فقہانے تصریح فرمائی ہے:

" اليقين لايزول بالشک ". (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۴۳، ۳۴۴)

خریدے ہوئے کوٹ یا واسکٹ کا پہننا کیسا ہے:

سوال: جو کوٹ یا واسکٹ مستعمل شدہ نیلام میں خریدے جاتے ہیں، جن کے اصلی استعمال کرنے والے کا کچھ پتہ نہیں، اس کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

ان کو دھو کر پہننا بہتر ہے، اگر چہ جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے، دھونا واجب نہیں۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۲/۲۷۴)

استعمال شدہ نیلامی کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں:

سوال: انگریزوں کے اونی کپڑے نیلام ہوتے ہیں، ان میں شبہہ ناپاکی کا ہے، آیا اُن سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا ہے۔ (۵) پس ان کپڑوں کا استعمال کرنا اور ان سے نماز پڑھنا درست ہے، مگر

---

(۱) آخر سورة الحج: ع۱۰، ظفیر

(۲) بخاری، باب الدين يسر: ۱/۱۰، ظفیر

(۳) الأشباه والنظائر مع شرح الحموی، القاعدة الثالثة: ص۷۵، ظفیر

(۴) وفی التتارخانية: من شک فی إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته النجاسة أولا، فهو طاهر مالم يستيقن...... وكذا مايتخذه أهل الشرک أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. (ردالمحتار، قبيل مطلب فی أبحاث الغسل: ۱/۱۵۱، سعید کمپنی لاہور، انیس)

(۵) اليقين لايزول بالشک. (الأشباه والنظائر مع شرح الحموی، القاعدة الثالثة: ص۷۵، ظفیر)
ولو شک فالأصل الطهارة. (الدر المختار، باب المياه: ۱/۱۷۱۔ ظفیر)

بہتر ہے کہ دھولئے جائیں، البتہ ایسے کپڑے جیسے پاجامہ جن میں نجاست کا گمان غالب ہے، ان میں بدون دھوئے نماز نہ پڑھے۔(۱)

شامی میں ہے:

" ومن هنا قالوا لابأس بلبس ثياب أهل الذمة والصلاة فيها، إلا الإزار و السراويل فإنه تكره الصلاة فيها لقربها من موضع الحدث الخ ". (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۲/۱-۳۸۳) ☆

(۱) والصلاة في سراويلهم نجسة لا تجوز الصلوٰة فيها و إن لم يعلم تكره الصلوٰة فيها و لو صلى تجوز. (عالمگيری مصری، كتاب الكراهية، باب الرابع عشر في أهل الذمة: ۳۵۹/۵، ظفیر مفتاحی)

(۲) رد المحتار، باب المياه، أحكام الدباغة، فرع، تحت قول الدر: فغسله أفضل: ۱۹۰/۱۔

اس عبارت کے بعد ہے: وتجوز لأن الأصل الطهارة وللتوارث بين المسلمين في الصلاة بثياب الغنائم قبل الغسل وتمامه في الحلية. (أيضًا) محمد ظفیر الدین مفتاحی غفرلہ)

☆ غیر مسلم فوجیوں کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں:

سوال: اکثر انگریزی فوجوں کے غیر مسلم اشخاص کے کپڑے، نیلام میں سے مسلمان خرید لیتے ہیں، ان میں بغیر دھوئے نماز ہوجاتی ہے، یا دھوکر پہننا چاہئے؟

الجواب

بغیر دھوئے پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے۔(" ثياب الفسقة وأهل الذمة طاهرة "(درمختار)(قوله ثياب الفسقة الخ): قال في الفتح: وقال بعض المشائخ: تكره الصلاة في ثياب الفسقة لأنهم لايتقون الخمور. قال المصنف: يعني صاحب الهداية: الأصح أنه لايكره لأنه لم يكره من ثياب أهل الذمة إلاالسراويل مع استحلالهم الخمر ، فهذا أولىٰ. رد المحتار، فصل في الاستنجاء، قبيل كتاب الصلوٰة: ۳۲۴/۱، ظفیر مفتاحی) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۸۱/۱، ۳۸۲)

غیر ملکی کپڑوں سے (بغیر دھوئے) نماز پڑھنا:

سوال: آج کل بازاروں میں غیر ملکی مستعمل کپڑے مثلاً سویٹر، کوٹ وغیرہ فروخت ہوتے ہیں، بظاہر ان پر کوئی نجاست نظر نہیں آتی، لیکن یہ بھی معلوم نہیں کہ پاک ہونگے یا نہیں؟ کیا ایسے کپڑوں کا بغیر دھوئے نماز کے لئے استعمال جائز ہے؟

الجواب

اگر بظاہر نجاست نہ ہو اور غلبۂ ظن یہ ہو کہ اس میں نجاست نہیں، تو یہ کپڑے پاک ہیں، اور انہیں پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے، البتہ دھونا بہتر ہے۔

قال ابن عابدينؒ:" ومن هنا قالوا: لابأس بلبس ثياب أهل الذمة والصلاة فيها، إلا الإزار والسراويل فإنه تكره الصلاة فيها لقربها من موضع الحدث وتجوز، لأن الأصل الطهارة، و للتوارث بين المسلمين في الصلاة بثياب الغنائم قبل الغسل، وتمامه في الحلية ". (ردالمحتار حاشية الدر المختار، أحكام الدباغة، فرع، تحت قول الدر: فغسله أفضل: ج۱ ص۲۰۵ و۲۰۶)

(قال الحصكفيؒ:" ثياب الفسقة وأهل الذمة طاهرة ". (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، فصل في الاستنجاء، قبيل كتاب الصلاة: ج۱ ص۳۵۰) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۷۵)

انگریزوں کے پرانے کپڑوں میں نماز پڑھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ انگریزوں کے پرانے کورٹ بازار میں فروخت ہوتے ہیں، جن کو اکثر غریب لوگ خرید لیتے ہیں، ان کو بلا دھوئے پہننا اور نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جائز ہے۔

لما فی شرح التنویر: "ثیاب الفسقة وأهل الذمة طاهرة". (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۵/ربیع الآخر ۱۳۷۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۸۲)

کورے کپڑے کی نجاست وطہارت کی تحقیق:

سوال: کورا کپڑا بزاز کے یہاں بغیر دھلائے، جائز ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــ

فی الدر المختار: "ثیاب الفسقة وأهل الذمة طاهرة". (جلد: ۱ صفحہ: ۳۶۲) (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ کورا کپڑا بدرجۂ اولیٰ پاک ہے۔

۱۳۲۵ھ، امداد: ج: ۲ صفحہ: ۱۶۹۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۳۲)

ولایتی جدید کپڑے کی پاکی ناپاکی کا حکم:

سوال: زید کہتا ہے کہ ولایتی جدید کپڑے میں بدون غسل نماز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جس وقت ہندوستان میں یہ خبر شہرت پذیر ہوئی تھی کہ اس کی دھلائی میں اور استری میں سور کی چربی ملائی جاتی ہے، اس وقت کارخانوں کے منتظمین اور شریک داروں کی طرف سے اعلان ہوا تھا کہ ہم چربی سور کی نہیں ملاتے، کیونکہ وہ گراں چیز ہے، گائے کی چربی ملاتے ہیں۔ لیکن یہ معلوم ہے کہ وہاں مشین کے ذریعہ سے ذبح ہوتے ہیں اور ذابحین غیر مسلم بھی ہیں، اس لئے مردار کی چربی کا استعمال اس کے اندر ضرور ہوتا ہے، لہذا وہ کپڑے ناپاک ہوئے۔

کما فی بدائع الصنائع: جلد اول صفحہ: ۸۱:

" وقالوا فی الدیباج الذی ینسجه أهل فارس: إنه لایجوز الصلاة فیه لأنهم یستعملون فیه

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، فصل فی الاستنجاء: ج ۱ ص ۳۵۰، انیس

(۲) الدر المختار، آخر فصل الاستنجاء، قبیل کتاب الصلوٰة، انیس

البول عند النسج يزعمون أنه يزيد فی بريقة ثم لا يغسلونه لأن الغسل يفسده فإن صح أنهم يفعلون ذلک فلا شک أنه لا تجوز الصلاة معه''.

عمرو کہتا ہے:

'' اليقين لايزول بالشک ''.

کپڑے جدید اہل الذمہ کا ہمیشہ قرون اولیٰ سے استعمال چلا آرہا ہے، لہٰذا اس کو طہارت کا حکم دیا جاوے۔

کما فی بدائع الصنائع: جلد اول رصفحہ:۸۱:

''ولا باس بلبس ثياب أهل الذمة والصلاة فيها إلا الإزار والسراويل فإنه تكره الصلوة فيهما وتجوز. أما الجواز فلأن الأصل فی الثياب هو الطهارة فلا تثبت النجاسة بالشک ولأن التوارث جارٍ فيما بين المسلمين بالصلاة فی الثياب المغنومة من الكفرة قبل الغسل''.

اور طہارت ونجاست دیانات سے ہے اور دیانات میں فاسق اور کافر کی خبر معتبر نہیں ہے، اس لئے جب تک مسلم عادل اس کی خبر نہ دے کپڑوں کو نجس نہیں کہہ سکتے۔

پس سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں کس کا قول صحیح قابل عمل ہے؟ زید عمرو دونوں حضور کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار ہیں، بہ سبب اعتماد کے بے چون وچرا مان لیں گے۔

الجواب

زید کی دلیل میں '' فإن صح '' خود دلیل کا جواب ہے، باقی عمرو کی دلیل میں ایک شق کی کمی ہے کہ اگر یہ خبر متواتر ہو صورۃً یا معنیً تو متواتر میں اسلام اور عدالت شرط نہیں، اب مدار حکم کا اس خبر کی شان پر رہا، سو اس کی تحقیق سائل بھی کرسکتے ہیں۔

۱۹ رصفر ۱۳۵۱ھ (النور شوال ۱۳۵۱ھ صفحہ: ۷)

تتمہ: اور اگر اس چربی کا استحالہ ہوجاتا ہے، تو فقہا نے ایسے صابون کی طہارت کی تصریح فرمائی ہے۔

(امداد الفتاویٰ: ۱ر۱۳۴۔۱۳۵)

کیا کپڑا پاک کرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے:

سوال: کپڑوں کی دھلائی کے بعد، اس کو پاک کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر ضروری ہے، تو کس صورت میں؟ اور کیا اس وقت کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب

اگر کپڑے دھونے والے نے دھوتے وقت، پاک کرنے کا اہتمام کیا ہے، تب تو دوبارہ پاک کرنے کی ضرورت نہیں، اور اگر یہ معلوم ہو کہ دھوتے وقت، پاکی کا اہتمام نہیں ہوا، تو بعد میں پاک کرلیں۔

اور پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے اتنا دھویا جائے کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے، تین مرتبہ دھولیں تو بہتر ہے، اور اس وقت کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۵/۱۰/۷ ۱۳۹۷ھ (فتویٰ نمبر ۱۰۱۵/۲۸ ج) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۵۴)

کپڑے پر ناپاکی کی جگہ کا پتہ نہ چلے، تو کیسے پاک کیا جائے:

سوال: اگر سوتے ہوئے روئی کے کپڑے پر داغ ناپاکی کا لگ جائے، اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ لگا ہے، تو اس کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے؟ سب کو دھونے سے روئی خراب ہوتی ہے۔

الجواب

ایسے کپڑے کا کوئی سا کونہ دھولیا جائے، سب پاک سمجھا جائے گا۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۲۳)

پاک اور ناپاک کپڑے مخلوط کر کے دھونے کا حکم:

سوال: عام طور پر دھوبی ایک ٹب میں پٹرول ڈال کر پاک اور نجس کپڑے ملا دیتے ہیں، پھر اس کو خشک کر کے لاتے ہیں، ایسی صورت میں یہ کپڑے بھی نجس کپڑوں کے حکم میں شامل ہوں گے یا نہ؟

الجواب ـــــــ حامداً و مصلیاً

اگر پاک کپڑوں میں نجاست کا اثر ظاہر ہو جائے، تو وہ بھی نجس کپڑوں کے حکم میں ہوں گے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۵۴)

طریقۂ طہارت کپڑا:

سوال: اکثر لوگ کہتے ہیں کہ نجاست کو مل کر اتارے، جب نجاست چھوٹنے کا یقین ہو جاوے، تب تین دفعہ

(۱) (وغسل طرف ثوب) أو بدن (أصابت نجاسة محلاً منه ونسي) المحل (مطهر له وإن) وقع الغسل (بغير تحرٍ) وهو المختار. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر الخ: ۱/۳۰۱، ۳۰۲، ظفیر)

(۲) إذا لم يظهر في الثوب الطاهر أثر النجاسة من لون أو ريح، حتى لو كان المبلول متلونًا بلون أو متكيفا بريح، فظهر ذلك في الطاهر، يجب أن يكون نجسًا الخ. (الحلبي الكبير، فصل في الآبار: ص ۱۷۴، سہیل اکیڈمی لاہور)

پھر پاک کرے، بعض کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بعد نجاست چھوٹ جانے کے، نچوڑنا کافی ہے، پاک ہوجاتا ہے۔بعض کہتے ہیں کہ جب نجاست چھوٹ جانے کا یقین ہوا، پاک ہوا، نہ نچوڑنا ہی ضروری ہے، چاہے ملنے سے اتر جاوے، نہ ایک دفعہ اور تین دفعہ کی خصوصیت ہے۔

اب عقل حیران ہے، خیال فرماویں کہ رات دن ہم نے کپڑے دھونے میں گذارا تھا، جب کپڑا پاک ہوجانے کا یقین ہوجایا کرتا تھا، مگر اب تسلی نہیں ہوتی، وجہ اس کی یہ ہے کہ ایک روز حضرت مولانا حافظ پیر وحکیم رہنما شیخ محمد صدیق احمد صاحب کاندھلوی فرمانے لگے خادموں کو کہ بھائی کپڑے دھودو، حسب فرمان ایک شخص نے کپڑے دھوکر لا دیئے، آپ نے فرمایا کہ خوب نچوڑو، لہٰذا مناسب طریقہ سے نچوڑ دیئے، اور آپ نے خود دست مبارک سے دوبارہ نچوڑے اور فرمایا کہ جب تک بڑے زور سے نہ نچوڑا جاوے اور کپڑے میں سے پانی کا ایک ایک قطرہ ٹپکنا بند ہونہ ہوجاوے، جب تک کہ کپڑا پاک نہیں، حالانکہ حضور نے انہی کپڑوں سے عشا کی نماز پڑھائی، اب صورت یہ ہے کہ اگر کمزور کپڑا ہوتا ہے، تو بڑے زور سے نچوڑنے میں بالکل پھٹ جاتا ہے، جبکہ نماز کے لئے دھوتے ہیں، اور نماز ہی کے وہ قابل نہیں رہتا، بوجہ پھٹنے کے، دوسرے جو کپڑا موٹا اور مضبوط ہوتا ہے، اس کا کسی حالت میں پانی ٹپکنا بند نہیں ہوتا، کیونکہ اس کا نچوڑنا طاقت سے باہر ہوتا ہے، اور نچوڑتے ہوئے ہاتھ دکھ جاتے ہیں، اور جب ذرا زور لگاتا ہوں، تو پانی ضرور ٹپکتا ہے، تمام کپڑا نچڑتا نہیں، زور کے ساتھ لاچار ہوکر چھوڑ دیتا ہوں، اور بعض چیز زیادہ چھوٹی ہوتی ہے، مثلاً ٹوپی، یا سخت ہوتی ہے، جیسا کہ ڈوری، وہ نہ ہاتھ میں آتی ہے، اور نہ چٹکی سے نچڑتی ہے، ان سب کا طریقہ پاکی کا بیان فرمادیں۔

الجواب

زور سے نچوڑنا فقط تیسری مرتبہ میں ضروری ہے اور جس کپڑے کے نچوڑنے میں زیادہ طاقت کی حاجت ہو، اس کو اپنی طاقت کے مطابق نچوڑ دینا کافی ہے، اگرچہ کسی دوسرے کے نچوڑنے سے پانی ٹپکتا ہے، تب بھی پاک ہوگیا اور اگر کمزور کپڑے کو زیادہ زور سے نہ نچوڑا ہو، تب بھی پاک ہوجائے گا، جیسا کہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۹۲ میں ہے:

(والعصر كل مرة) ويبالغ فى المرة الثالثة حتى ينقطع التقاطر والمعتبر قوة كل عاصر دون غيره كما فى الفتح، فلو كانت بحيث لو عصر غيره قطر طهر بالنسبة إليه دون ذلك الغير.

(كما فى الدر) ولو لم يصرف قوته لرقة الثوب قيل: لايطهر وهو اختيار قاضى خان، وقيل: يطهر للضرورة كما فى البحر والنهر، آه.

كتبه عبد الكريم عفى عنه، ۲۶/ذی قعدہ ۱۳۴۳ھ

الجواب صحيح. ظفر أحمد عفا الله عنه (امداد الاحکام، جلد اول، ص: ۳۹۶، ۳۹۷)

ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: کپڑے میں نجاستِ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ، کپڑے کو ایسی جگہ یا پتھر پر رکھیں کہ پانی نکلتا جائے، داہنے ہاتھ میں لوٹا وغیرہ لے کر کپڑے پر پانی ڈالتے جائیں اور بائیں ہاتھ سے ملتے جائیں، جب نجاست زائل ہونے کا گمانِ غالب یا یقین ہوجائے، کپڑے کو اٹھا کر ایک دفعہ نچوڑ دیں، تین دفعہ نہ نچوڑیں تو کپڑا پاک ہوا یا نہیں؟ دونوں ہاتھ پاک ہوگئے یا نہیں، بلکہ ہاتھ کو پھر الگ سے دھونا پڑے گا؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

جب پانی برابر ڈالتے اور ایک ہاتھ سے مَلتے رہے، حتی کہ نجاست زائل ہوجانے کا ظنِ غالب ہوگیا، پھر پانی ڈال کر نچوڑ دیا، تب بھی کپڑا پاک ہوگیا۔(۱) ہاتھ بھی پاک ہوگیا۔(۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۳/۵، ۲۵۴)

نجاست غیر مرئیہ دھونے کا طریقہ:

سوال: در غسل جامہ از نجاست غیر مرئی عصر جامہ چہ گونہ باشد، آیا در پنجہ زور کردن باشد، یا بہ پیچیدن در ہر دو دست مثل عرف عام؟(۳)

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

فی مراقی الفلاح: ویطهر محل النجاسة من غیر المرئیة بغسلها ثلاثًا وجوبًا والعصر کل مرة، قال الطحطاوی: ویبالغ فی المرة الثالثة حتی ینقطع التقاطر والمعتبر قوة کل عاصر دون غیره کما فی الفتح الخ، ولو لم یصرف قوته لرقة الثوب، قیل: لا یطهر وهو اختیار قاضی خان، وقیل: یطهر للضرورة وهو الأظهر، کما فی البحر والنهر آه (ص:۹۲)

قلت: فالمعتبر قوة کل عاصر برعایة المعصور.

---

(۱) "وهذا کله إذا غسل فی إجانة، أما لو غسل فی غدیر أو صب علیه ماء کثیر، أو جری علیه الماء، طهر بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس، هو المختار". (الدر المختار، باب الأنجاس: ۳۳۳/۱، سعید)

(۲) "یطهر الکل تبعاً" "أی من الدلو والرشاء والبکرة وید المستقی تبعاً؛ لأن نجاسة هذه الأشیاء بنجاسة البئر فتطهر بطهارتها للحرج الخ". (رد المحتار، فصل فی البئر: ۲۱۲/۱، سعید)

(۳) خلاصۂ سوال: غیر مرئی ناپاکی دھونے میں کپڑے کو نچوڑنے کی کیا کیفیت ہے؟ کیا پنجہ میں لے کر طاقت سے نچوڑنا چاہئے، یا دونوں ہاتھوں میں لے کر اینٹھنا چاہئے؟ جیسا کہ عام طور پر نچوڑا جاتا ہے۔ انیس

بظاہر بہر دو دست پیچیدہ لازم است، وچناں بیفشر د کہ تقاطر بند گردد، درفشردن صرف قوۃ عاصر برعایت حال جامہ ضروراست۔(۱) واللہ اعلم

۵/ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ۔ (امداد الاحکام، جلداول،ص ۳۹۵)

جس کپڑے پر خون یا شراب گر جائے، اس کی پاکی کی کیا صورت ہے:

سوال: اگر کسی کپڑے پر خون خنزیر کا، یا شراب گر جائے، تو وہ کس طرح پاک کیا جائے؟

الجواب

تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا، جیسا کہ پیشاب، پاخانہ کو دھویا جاتا ہے اور پاک کیا جاتا ہے، اسی طرح شراب اور دمِ خنزیر سے دھویا اور پاک کیا جاوے گا۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/ ۳۳۶) ☆

---

(۱) خلاصۂ جواب: طحطاوی کے قول فالمعتبر الخ سے بظاہر دونوں ہاتھوں سے نچوڑنا لازم آتا ہے، اوراس طرح نچوڑا جاتا ہے، تو پانی ٹپکنا بند ہو جاتا ہے، اور نچوڑنے میں صرف نچوڑنے والے کی طاقت اور کپڑے کی حالت کی رعایت ضروری ہے۔ انیس

(۲) (وكذا يطهر محل نجاسة)......(مرئية)بعد جفاف كدم(بقلعها)أي بزوال عينها وأثرها ولو بمرة أو بما فوق ثلاث في الأصح ،الخ.(و)يطهر محل(غيرها)أي غير مرئية(بغلبة ظن غاسل)لو مكلفًا وإلا فمستعمل(طهارة محلها)بلا عدد به يفتى.(وقدر)ذلك لموسوس(بغسل وعصر ثلاثًا)أو سبعًا(فيما ينعصر)،الخ.(الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار،باب الأنجاس، قبيل مطلب فی حكم الصبغ الخ ومطلب فی حكم الوشم:۱/ ۳۰۲-۳۰۶،ظفیر)

عن عمار بن ياسر رضي الله عنه قال: أتى عليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال:" يا عمار! إنما يغسل الثوب من خمس من الغائط والبول والقيء والدم والمني. (الدارقطني، باب نجاسة البول والأمر بالتنزه منه والحكم في بول مايؤكل لحمه، ج اول،ص ۱۳۴،نمبر ۴۵۲،انیس)

☆ نجس کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے:

سوال: اگر کپڑے پر نجاست لگی ہو، تو کتاب ''رکن دین'' میں لکھا ہے کہ ایک بار دھونے سے پاک ہو جاوے گا، اور شکی آدمی چھ یا پانچ یا سات بار دھونے سے پاک ہوگا۔ کیا ایسا ہی صحیح ہے؟

الجواب

جب کوئی نجاست بظاہر کسی کپڑے پر لگی ہوئی نہ ہو، تو اس کو پاک سمجھنا چاہئے، ایک دفعہ دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے، اور تین دفعہ دھونے سے ہر ایک ناپاک کپڑا ہر ایک کے حق میں پاک ہو جاتا ہے، موسوس ہو یا غیر موسوس۔ (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار،باب الأنجاس:۱/ ۳۰۴، ظفیر) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/ ۳۶۶)

کپڑے کو شراب لگ جائے، تو پاک ہو سکتا ہے یا نہیں:

سوال: کپڑے پر شراب لگ جائے، تو وہ پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ==

کپڑے یا بدن کے جس حصہ پر ناپاکی لگی ہو، اس کو دھو لینا کافی ہے:

سوال(۱): اگر پیشاب پاخانہ یا بواسیر کے خون کے دھبے کپڑے پر آجائیں، تو کیا ایسی صورت میں ان دھبوں پر پانی چھڑک کر نماز پڑھ سکتے ہیں، یا دھونا ضروری ہے، یا نہانا ضروری ہے؟

(۲): نماز کی حالت میں بعض اوقات ذرا سی ہَوا خارج ہو جاتی ہے......تو اس گچھیا تیمّم کس وقت کرنا چاہئے، کیونکہ وضو بار بار نہیں کرسکتی، میں ستر برس کی ضعیفہ ہوں، علاوہ ازیں اگر نماز میں وضو یا تیمّم ٹوٹ جائے، تو کیا پوری نماز ادا کرنی چاہئے، یا جہاں سے ٹوٹی ہو، وہاں سے اس کو پورا کر لینا چاہئے؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱) جتنے حصے پر ناپاکی لگی ہو، اس کو دھو لینا چاہیے، نہانا ضروری نہیں۔(۱)

(۲) جب ہوا خارج ہو، فورًا نماز ختم کر کے طہارت حاصل کرے (وضو یا تیمّم) پھر از سرِ نو نماز پڑھنا بہتر ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۵/۴۷)

اگر بدن کا نصف حصہ نجاست سے آلودہ ہو، تو پورے جسم کا دھونا ضروری ہے یا نہیں:

سوال: اگر کسی کا بدن زائد از نصف، نجاست سے بھرا (ہوا ہو، یعنی خراب ہو) تو تمام بدن کا غسل فرض ہے، یا بدن نجاست آلودہ کا؟

الجواب ـــــــــــــــ

نجاست جہاں لگی ہو، اس کا دھونا فرض ہے سارے بدن کا دھونا فرض نہیں۔ فقط

بدست خاص، سوال:۱۱۲۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۱)

== الجواب ـــــــــــــــ

شراب اگر کپڑے کو لگ جاوے، مانند دوسری نجاسات کے، دھونے سے پاک ہوسکتا ہے:" **يجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلها بماء ولو مستعملاً وبكل مائع طاهر قالع الخ". (التنوير على الشامي:۱/۳۱۷)(تنوير الأبصار متن الدر المختار متن رد المحتار، باب الأنجاس، انيس)** فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۰۰)

(۱) **" يجب تطهير ما أصابته النجاسة من بدن أو ثوب أو مكان لقوله تعالىٰ: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ الخ ". (الفقه الإسلامي وأدلته:۱/۲۴۰، المبحث الثاني: شروط وجوب الطهارة، رشيديه، وكذا في المحيط البرهاني:۱/۲۲۰، في تطهير النجاسات، غفارية)**

(۲) **"(قوله واستئنافه أفضل): أي بأن يعمل عملاً يقطع الصلاة، ثم يشرع بعد الوضوء" شرنبلالية عن الكافي، اه. (ردالمحتار، باب الاستخلاف:۱/۶۰۳، سعيد)**

بدن کے کسی حصہ پر گانجہ یا بھنگ پڑ جائے، تو کیسے پاک ہوگا:

سوال: اگر کسی شخص کے بدن کے کسی حصہ پر بھنگ یا گانجہ پڑ جائے یا لگ جائے، تو اس کے بدن کا اس قدر حصہ کاٹ ڈالنے کے قابل ہے، یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

یہ بیان غلط ہے کہ بدن کے اس حصہ کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، بلکہ اس کو دھو دینا کافی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۲۶/۱)

طہارت بدن میں انقطاع تقاطر شرط نہیں:

سوال: خاکسار کو اس مسئلہ میں شبہ ہے جو کہ بہشتی زیور میں پاکی ناپاکی کے مسائل میں ہے کہ کپڑے کے علاوہ جو چیز نچوڑنے سے نہ نچڑے مثل جوتے یا لوٹے کے، تو تین دفعہ دھونے سے اس طرح کہ ہر مرتبہ میں تقاطر بند ہوجائے، پاک ہوتی ہے، ظاہراً بدن بھی اس میں داخل ہے، کیونکہ وہ نچوڑنے سے نہیں نچڑتا۔

اس بنا پر یہ شبہ ہے کہ مثلاً کسی کے ہاتھ ناپاک ہوئے، اس نے حمام کی ٹونٹی کھول کر تین دفعہ دھوئے، پے در پے، اسی طرح اور کوئی حصہ بدن کا جہاں نجاست غیر مرئی لگ گئی ہو، مثلاً چھوٹا استنجا کے وقت پے در پے پانی ڈالتا رہا، اور تین مرتبہ پیشاب گاہ کو مل کر کھڑا ہوگیا، تو ان صورتوں میں تقاطر بند نہ ہونے کے سبب ناپاک سمجھا جائے یا پاک، ہم تو سب ہی لوگ اس میں مبتلا ہیں، خصوصاً جب آدمی زیادہ ہوں، غسل خانہ ایک ہی ہو، تو ایسے وقت میں بوقت استنجا اگر تقاطر کا ہر دفعہ میں لحاظ رکھا جائے جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں، یعنی بالکل ایک ایک قطرہ بند ہوجائے، تو بہت دیر لگنے کی وجہ سے حرج لازم آئے، اسی طرح اگر ٹونٹی کو تقاطر بند کرنے کے لئے بند کریں، تو ناپاک ہوجائے، کیونکہ ابھی تین مرتبہ ہاتھ اس طرح سے نہیں دھوئے گئے کہ ہر دفعہ تقاطر بند ہوا ہو۔

لہذا، آنحضور جامع شریعت وطریقت مشفق امت سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ کو ہم پر واضح کردیں، ہم نے اسی طرح آج تک یعنی بلا تقاطر بند ہونے کے، نمازیں پڑھی ہیں، ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

جو حضور کا جواب آوے گا، اگر کوئی بے وقوف باوجود بتا دینے کے پھر نہ مانے، اسی طرح بلا تقاطر کام کرے، تو جن لوٹوں کو اس کا ہاتھ لگے وہ نجس ہونگے یا نہ؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

قال فی مراقی الفلاح: '' والفخار الجدید یغسل ثلاثًا بانقطاع تقاطرہ فی کل منهما ویغسل القدیم'' آہ.

---

(۱) وکذا یطهر محل ... الخ. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۳۰۳/۱، ظفیر)

قال الطحطاوی تحت قوله ویغسل القدیم: أی یطهر بالغسل ثلاثاً جفف أو لا، لأن النجاسة علٰی ظاهره فقط فصار کالبدن، آه. (ص۹۲)

اس سے معلوم ہوا کہ بدن کی طہارت کے لئے نجاست غیر مرئیہ میں بھی انقطاع تقاطر شرط نہیں، بلکہ تین بار دھونے کے بعد پاک ہوجائے گا، خواہ تقاطر بند نہ ہو۔ واللہ اعلم

۸؍رجب ۱۳۴۳ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۹۵، ۳۹۶)

پانی بہنے سے ازالۂ نجاست ہوجائے، تو پاک ہے:

سوال: فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس چیز پر تین بار پانی بہہ جائے، وہ تین دفعہ دھونے یا رگڑنے اور نچوڑنے کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ کیا یہ کلیہ بدن کو بھی شامل ہے کہ نجاست جس جگہ بدن پر لگی ہو، تین بار پانی بہایا جاوے اور ہاتھ سے ملنا شرط نہ ہو؟

الجواب ـــ

اگر پانی بہانے سے ازالۂ نجاست ہوجائے، تو بدن بھی پاک ہوجاتا ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۲۱)

اعضائے انسانی اشیاء غیر منعصرہ میں داخل نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قاعدہ شرعی یہ ہے کہ جو ناپاک چیز نچڑ نہیں سکتی ہے، تو وہ جب پاک ہوتی ہے کہ اس کا قطرہ قطرہ ٹپک جاوے، تو اب سوال یہ ہے کہ آیا ہاتھ پیر انسان کے اسی قاعدۂ ماسبق میں داخل ہیں یا نہیں، اگر داخل ہیں، تو کوئی شخص بھی ایسا نہیں کرتا ہے، یعنی قطرہ قطرہ نہیں ٹپکنے دیتا ہے، اور ویسے ہی پے در پے تین دفعہ دھوکر لوٹے وغیر کو ہاتھ لگا دیتا ہے، تو آیا لوٹے وغیرہ ناپاک ہوجاتے ہیں یا نہیں، اور اگر داخل نہیں، تو کیا قاعدہ ہے، اگر نچوڑنے کا قاعدہ ہے، تو کوئی شخص بھی نہیں نچوڑتا، تو کسی کی بھی نماز وغیرہ نہ ہونا چاہئے۔ جناب تحریر فرمادیں کہ اعضاء انسان میں پاک کرنے کا کیا قاعدہ ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــ

فی الدر المختار:

"(وقدر بتثلیث جفاف) أی انقطاع تقاطر (فی غیره) أی غیر منعصر مما یتشرب النجاسة (وإلا فبقلعها).

---

(۱) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۳۰۲۔ ظفیر

فی رد المحتار: (قوله وإلا فبقلعها) إلٰی قوله ومثله مایتشرب فیه شیء قلیل کالبدن والنعل. (ج:۱ص:۳۴۳)(۱)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بدن میں قاعدہ یہ نہیں۔(۲)

۲۴؍رمضان ۱۳۳۱ھ، تتمہ ثانیہ ص ۷۷۔ (امداد الفتاوی:۱؍۱۲۳)

پڑیہ میں رنگا ہوا کپڑا کیسے پاک ہوگا:

سوال: پڑیہ میں کپڑا رنگا ہو، اور اس کو ایک مرتبہ پانی میں (ڈال کر) نکال دے، نہ نچوڑے اور نہ ملے ویسے ہی پھیلا دے، تا کہ خود خشک ہوجاوے، تو بعد خشک ہوجانے کے وہ پاک ہوجاوے گا یا نہیں، یا ایک مرتبہ مل کر دھونا ضروری ہے۔

الجواب

کپڑا پڑیہ کا جو ناپاک ہو، اس کا رنگا ہوا اس وقت تک پاک نہ ہوگا جب تک رنگ نکلتا رہے گا، جب رنگ نکلنا بند ہوجائے گا، تب پاک ہوگا۔ فقط

بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص۲۴۴)

پڑیہ میں رنگے ہوئے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: گولی سرخ رنگ پختہ کہ دم مسفوح سے بنائی جائے، اور گولی خام یا شراب کی آمیزش اس میں ہو، جیسا کہ آج کل بہت گولیاں بکتی ہیں۔ ان میں کپڑا رنگنا اور اس سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جو رنگ پختہ کہ جس میں شراب یا دم مسفوح ہے، اس کو اگر تین دفعہ دھولیا جائے، تو وہ پاک ہوجاتا ہے، اور اس سے نماز پڑھنی درست ہے۔ علیٰ ہذا کچے رنگ کی گولیاں تین دفعہ دھلنے کے بعد پاک ہوجاتی ہیں۔ فقط (تالیفات رشیدیہ:ص۲۵۰)

نوٹ: بندہ نے پختہ رنگ کو پاک نہیں کہا، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اس پڑیہ میں رنگ کر پھر دھولیا جائے، تو پاک کرنے کے بعد اس کا استعمال جائز ہے، اور مدار رنگ کے پاک ہونے کا تحقیق پر ہے۔

مولوی ارشاد حسین صاحب کو تحقیق ہوگیا ہوگا، بندہ کو تحقیق نہ ہوا۔ والسلام

رشید احمد گنگوہی۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص۲۴۴)

---

(۱) ردالمحتار باب الأنجاس، انیس

(۲) بدن تین بار مسلسل دھونے سے بھی پاک ہوجاویگا، ہر بار خشک کرنا ضروری نہیں ہے:
یطهر بالغسل ثلاثًا ولو بدفعة بلا تجفیف، آه. (رد المحتار:۱؍۵۴۲۔ سعید احمد)

موٹے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: موٹے کپڑے کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ خاص کر جب نچوڑنا ممکن نہ ہو۔

الجواب

ایسے کپڑے پر اگر نجاست دکھائی دے، تو نجاست کے ازالہ سے کپڑا پاک ہوگا، اور اگر نجاست غیر مرئی ہو، تو کپڑے کی طہارت دھونے والے کے غلبۂ ظن پر مبنی ہے، اور اگر کوئی شخص غلبۂ ظن کا ادراک نہیں کرسکتا، تو تین بار دھوئے، اور ہر دفعہ دھونے میں اتنی تاخیر کرے کہ پانی کے قطرات بند ہوجائیں، تب کپڑا پاک ہوگا، علاوہ ازیں کسی بڑے حوض یا جاری پانی میں ڈبو کر کچھ وقت گذرنے کے بعد پانی سے نکالنے پر بھی پاک متصوّر ہوگا۔

قال الحصكفيؒ: ”(و) يطهر محل (غيرها) أي غير مرئية (بغلبة ظن غاسل) لو مكلفاً وإلا مستعمل (طهارة محلها) بلاعدد، به يفتىٰ. (وقدر) ذلك لموسوس (بغسل وعصر ثلاثاً) أو سبعاً (فيما ينعصر) مبالغاً بحيث لا يقطر، ولو كان لو عصره غيره قطر طهر بالنسبة إليه دون ذلك الغير، ولو لم يبالغ لرقته هل يطهر؟ الأظهر نعم للضرورة. (و) قدر (بتثليث جفاف) أي انقطاع تقاطر (في غيره) أي غير منعصر مما يتشرّب النجاسة وإلا فبقلعها كمامر، وهذا كله إذا غسل في إجانة، أما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثير أو جرى عليه الماء طهر مطلقاً بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار“. (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب الأنجاس: ج۱ص۱۳۳۱ تا ۳۳۳) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۷۶)

ناپاک موٹے کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے:

سوال: موٹا کپڑا اگر تھوڑا ناپاک ہو اور نچوڑنے میں تکلیف نہ ہو، تو اس کے نچوڑنے سے کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں تین دفعہ دھونے اور نچوڑنے سے وہ کپڑا پاک ہوجائے گا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۴۹)

---

(۱) **قال إبراهيم الحلبيؒ: وفي فتاوىٰ أبي الليث: خفّ بطانة ساقه من الكرباس فدخل في جوفه ماء نجس فغسل الخف دلكه باليد ثم ملأ الماء الخف ثلاثاً وأهرقه إلا أنه لم يتهيأ له عصر الكرباس فقد طهر الخف أي بمجرد جريان الماء ظاهرًا وباطناً، ولم يشترط فيه عصر الخف ولا الكرباس لتعسره قياساً علىٰ مسئلة البساط“. (كبيري، فصل في الآسار: ص۱۸۴)**

(۲) **وإن كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات (كذا في المحيط) ويشترط العصر في كل مرة فيما ينعصر ويبالغ في المرة الثالثة الخ. (عالمگيري كشوري، الباب السابع في النجاسات: ۱/۴۰، ظفير)**

سوتی ناپاک کپڑا کیسے پاک کیا جائے گا:

سوال: روئی کا کپڑا دھونے سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں، جبکہ وہ ناپاک ہوجائے، اور اس کے دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب

دھونے سے پاک ہوجاتا ہے، اور کوئی نیا طریقہ اس کے دھونے کا نہیں ہے، لیکن اگر نجاست صرف اوپر کے استر پر ہے اور روئی تک نہیں پہنچی، تو صرف اوپر کا استر دھو لینا کافی ہے، اور اگر روئی تک پہنچی ہے، تو روئی وغیرہ کا دھونا بھی ضروری ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۲۶)

روئی دار کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ گدے ورضائی میں نجاست غلیظہ پڑ جاوے، تو روئی نکال کر پاک کرنا شرط ہے، یا کیا؟

الجواب

روئی نکالنا شرط نہیں، بلکہ مع روئی تین بار دھو ڈالنا کافی ہے اور نچوڑنا کچھ ضرور نہیں اگر دشوار ہو، بلکہ تین بار پانی بہا دینا اور ہر بار تقاطر موقوف ہوجانا کافی ہے، اور اگر نچوڑنا دشوار نہ ہو، تو تینوں بار نچوڑنا چاہئے۔

"(وقدر)...(بغسل وعصر ثلاثًا)...(فيما ينعصر)...(و)...(بتثليث جفاف)أي انقطاع تقاطر(في غيره)أي غير منعصر.(درمختار)

(قوله أي غير منعصر):أي بأن تعذر عصره كالخزف أوتعسر كالبساط،أفاده في شرح المنية، رد المحتار.(۲) واللہ اعلم

امداد ج ا صفحہ:۱۶۔(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۰۴)

روئی کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: شامی جلد اول ص ۲۲۱ میں متنجس کی کئی قسمیں کی ہیں: (۱) جس میں نجاست جذب نہیں ہوتی (۲) کم

---

(۱) تطهير النجاسة واجب عن بدن المصلي وثوبه الخ ويجوز تطهيرها بالماء الخ.(الهداية، باب الأنجاس:۱/۶۹،ظفیر)

(۲) باب الأنجاس،قبل فصل في الاستنجاء:۱/۳۳۱،۳۳۲،بیروت۔انیس

جذب ہوتی ہے (۳) بہت جذب ہوتی ہے۔ قسم ثالث کی دو قسمیں ہیں (نمبرا) نچوڑ ناممکن ہے (۲) نچوڑ ناممکن نہیں، اگر بہت جذب ہوتی ہو اور نچوڑ ناممکن نہ ہو، تو امام محمدؒ کے نزدیک طہارت کا کوئی طریق نہیں، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک طاہر ہو جاتی ہے کہ تین بار دھو کر خشک کرے، جیسے نئے گھڑے وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ روئی کس میں داخل ہے، اور اس کی طہارت کا کیا طریقہ ہے اور یہ کہنا ممکن ہے کہ یہ نچوڑی نہیں جاسکتی، اور جذب کثیر کرتی ہے؟

الجواب

روئی ظاہراً قسم ثالث سے معلوم ہوتی ہے بمنزلۂ ثوب وغیرہ کے، اور نچوڑ ناممکن بھی ہے، جیسا کہ ظاہر ہے۔

۱۲/ذی الحجہ/۱۳۲۳ھ، امداد: ج ۱ صفحہ ۸۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۹۷)

ناپاک روئی کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: روئی اگر ناپاک ہو جائے، تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب

علامہ شامیؒ نے تطہیر کے جو طریقے ابن وہبانؒ سے نقل کئے ہیں، ان میں سے ایک ندف بھی ہے، جس کے معنی ہیں ''دھنا''۔ (ملاحظہ ہو شامی: ۱/۲۹۰) (۱) اور یہ طریقہ روئی ہی پر چسپاں ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۶/۱۱/۱۳۷۹ھ (۲)

الجواب صحیح بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۳۴۸)

ریشمی کپڑا دھونے کی کیا صورت ہے:

سوال: ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو، تو کس طرح پاک کیا جائے؟

الجواب

اس کپڑے کا دھونا بھی ضروری ہے، بدونِ دھونے کے پاک نہ ہوگا۔ البتہ اگر بوجہ زیادہ باریک ہونے کے مبالغہ سے نہ نچوڑے، تو گنجائش جواز کی ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۶۲-۳۶۳)

---

(۱) وآخر دون الفرک والندف والجفاف الخ، فتاویٰ شامیۃ: ج ۱ ص ۳۱۵ / طبع ایچ ایم، سعید

(۲) یہ فتویٰ حضرت والا دامت برکاتہم کی تمرین افتا (درجۂ تخصص) کی کاپی سے لیا گیا ہے۔ محمد زبیر

(۳) کما فی الدر المختار: ولو لم یبالغ لرقته هل یطهر؟ الأظهر نعم الخ للضرورة (نهر). (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی حکم الوشم: ۱/۳۰۶، ظفیر)

ابتلاء عام کے وقت کپڑوں کی طہارت میں توسیع وگنجائش کے احکام:

سوال: یہاں سرکار کی طرف سے دھوبیوں کو کپڑے دھونے کے واسطے، سرکاری حوض چھوٹے چھوٹے بنوا دیئے گئے ہیں، ان میں وہ لوگ کپڑے دھوتے ہیں، پانی ان حوضوں میں کنویں سے بھرا جاتا ہے، بہت سے کپڑے یکبارگی ان حوضوں میں دھونے کو ڈالے جاتے ہیں، اس میں پاک اور ناپاک سب ہوتے ہیں۔ ایسے حوض کے دھوئے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا ناپاک، اور ان پر نماز ہو جاوے گی یا نہیں؟

دھوبی کا بیان ہے کہ وہ تین مرتبہ پانی بدل کر دھوتا ہے، مگر اس سے اطمینان نہیں ہوتا، اس کے علاوہ ہندو دھوبی بھی دھوتے ہیں، جن کو پاک کرنے کا طریقہ بھی معلوم نہیں۔ ندی یہاں سے تین کوس پر ہے، سو اس وجہ سے بہت کم دھوبی وہاں کپڑے دھونے جاتے ہیں، حوض کی پیمائش اتنی ہوتی ہے کہ ان کا شمار قلتین میں ہوسکتا ہے، جو کہ شاید امام اعظمؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

یہ مسئلہ ائمہ کے درمیان مختلف فیہ ہے، سخت ضرورت میں جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے، دوسرے امام کے قول کو لے لینا جائز ہے، اس لئے جو شخص دوسرے طریقہ سے نہ دھلوا سکے، اس کے لئے پاکی کا حکم کیا جاوے گا۔

۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ، تتمہ رابعہ صفحہ: ۴۵۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۱۲۷)

ناپاک کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا یا نہیں:

سوال: ناپاک کپڑا دھو کر بغیر نچوڑے دھوپ میں ڈال دیا پھر وہ سوکھ گیا، اس طرح تین مرتبہ کیا، تو کپڑا پاک ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز کپڑا کتنا نچوڑا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے بھی کپڑا پاک ہو جائے گا اور نچوڑنے میں اپنی طاقت کا اعتبار ہے، اس سے زیادہ کا آدمی مکلّف نہیں۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۶/ ۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۲۵۷)

---

(۱) ویطهر محل النجاسة غير المرئية بغسلها ثلاثًا وجوبًا، والعصر كل مرة تقديرًا لغلبة الظن في استخراجها في ظاهر الرواية. (مراقي الفلاح)

ناپاک پانی میں دھوکر ایک مرتبہ پاک پانی سے دھوئے، تو پاک ہوگا یا نہیں:

سوال(۱): ناپاک پانی سے کپڑا دھوکر ایک مرتبہ تالاب میں ڈبوکر نچوڑنے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

پہلے ناپاک پانی سے دھویا، پھر تالاب میں ڈبویا، تو کیا حکم ہے:

(۲): نجس بدن ناپاک پانی سے مل کر دریا یا تالاب میں غوطہ لگانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

جس کپڑے میں پیشاب لگا ہو، اسے تالاب میں رکھ کر ہلا دیا، تو پاک ہوا یا نہیں:

(۳): پیشاب وغیرہ سے تر رہتے وقت، تالاب میں ہلانے سے کپڑا یا بدن پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۱) اگر دریا کا پانی اس پر خوب بہہ جاوے اور پھر نچوڑا جاوے، تو پاک ہوجاتا ہے۔(۱) فقط

(۲) ایک بار دریا میں غوطہ لگانے سے بدن پاک ہوجاتا ہے۔(۲) فقط

(۳) نچوڑنے سے پاک ہوجاوے گا۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۴۵)

ناپاک کپڑا نل کے نیچے ڈالنے سے، پاک ہوجائے گا یا نہیں:

سوال: کسی شخص کا کوئی کپڑا انجاستِ غیر مرئیہ کی وجہ سے نجس ہے، اس نے اس پر چار پانچ لوٹے پانی ڈالا، یا نل کے نیچے کچھ منٹ چھوڑ دیا، یہاں تک کہ زوالِ نجاست کا یقین ہوگیا، پھر معمولی طریقہ سے نچوڑ لیا، تو پاک ہوا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ہوگیا۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۵۷، ۲۵۸)

(۱-۲) (و) يطهر (محل غيرها) أي غير مرئية (بغلبة ظن غاسل) لو مكلفًا وإلا فمستعمل (طهارة محلها) بلا عدد، به يفتٰى الخ. أما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثير أو جرى عليه الماء طهر مطلقًا بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار (درمختار) ولو غمس الثوب في نهر جارٍ مرة وعصر يطهر. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم:۱/۳۰۵و۳۰۸، ظفير)

(۳) أصاب البول ثوبه فغمسه مرة واحدة في نهر جار وعصره يطهر وهذا قول أبي يوسفؒ أيضًا في غير ظاهر الرواية. (غنية المستملي: ص ۱۸۲)

(۴) "وأما حكم الصب، فإنه إذا صب الماء على الثوب النجس، إن أكثر الصب بحيث يخرج ما أصاب الثوب من الماء وخلفه غيره ثلاثاً، فقد طهر؛ لأن الجريان بمنزلة التكرار والعصر، والمعتبر غلبة الظن، هو الصحيح. (البحر الرائق، باب الأنجاس:۱/۴۱۲، رشيديه)

جس کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ لگی ہو، اسے کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑ دینگے، تو وہ پاک ہو جائے گا:

سوال: جس کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ ہو، وہ کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑنے سے پاک ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے:

"أما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثير أو جرىٰ عليه الماء طهر مطلقاً". (۱)

اور کبیری شرح منیہ میں ہے:

"و الذى فى فتاوىٰ قاضى خان والخلاصة وعامة الكتب: ترك فيه يوماً وليلة وهو الصحيح ولعل الألف سقطت فى تلك العبارة والأصل يوماً أو ليلة لا بالواو، فإذا ترك يوماً أو ليلة فى النهر حتى جرىٰ الماء عليه يطهر الخ". (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جاری پانی میں ایک دن یا ایک رات چھوڑ دی جاوے، وہ پاک ہو جاتی ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۳۴۸)

ٹونٹی سے پانی ڈالا جائے، تو طہارت کے لیے عصر و تثلیث شرط نہیں:

سوال: آپ نے فرمایا تھا کہ جب ٹونٹی سے پانی ڈالا جائے، تو تطہیر کے لیے عصر اور تثلیث کی شرط نہیں، ایک مولوی صاحب کو اس میں اشکال ہے۔ لہذا تفصیل سے تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس صورت میں عصر اور تثلیث کی شرط نہیں، بلکہ اس پر اتنا پانی بہا دینا کافی ہے، جتنا تین دفعہ برتن دھونے پر خرچ ہوتا۔

قال فى شرح التنوير: أما لو غسل فى غدير أو صب عليه ماء كثير، أو جرى عليه الماء طهر مطلقًا بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار. (الدر المختار)

وفى رد المحتار: (قوله أما لو غسل الخ)...... أقول لكن قد علمت أن المعتبر فى تطهير النجاسة المرئية زوال عينها ولو بغسلة واحدة ولو فى إجانة كما مر، فلا يشترط فيها تثليث غسل ولا عصر، وأن المعتبر غلبة الظن فى تطهير غير المرئية بلا عدد على المفتى به أو مع شرط التثليث علىٰ ما مر، ولا شك أن الغسل بالماء الجارى وما فى حكمه من الغدير أو الصب الكثير

---

(۱) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل فصل الاستنجاء: ۱/ ۳۰۸، ظفیر

(۲) غنية المستملى، فصل فى الآسار: ص ۱۸۳، ظفیر

الذی یذهب بالنجاسة أصلاً ویخلفه غیره مرارًا بالجریات أقوی من الغسل فی الإجانة التی علیٰ خلاف القیاس، لأن النجاسة فیها تلاقی الماء وتسری معه فی جمیع أجزاء الثوب فیبعد کل البعد التسویة بینهما فی اشتراط التثلیث، ولیس اشتراطه حکمًا تعبدیًا حتی یلتزم وإن لم یعقل معناه، ولهذا قال الإمام الحلوانی علیٰ قیاس قول أبی یوسف فی إزار الحمام: إنه لو کانت النجاسة دمًا أوبولاً وصب علیه الماء کفاه الخ(قوله أوصب علیه ماء کثیر) :أی بحیث یخرج الماء ویخلفه غیره ثلاثاً، لأن الجریان بمنزلة التکرار والعصر هو الصحیح، سراج .(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۴/ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ (احسن الفتاویٰ:۲/ ۹۷-۹۸)

بغیر نچوڑے کپڑا پاک ہونے کی صورت:

سوال: کپڑے کو تین مرتبہ نچوڑا نہیں بلکہ سکھادیا، یا اخیر میں سکھادیا، یا طاقت کے موافق نہیں نچوڑا، تو پاک ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

ہوجائے گا، اگر صرف اخیر میں نچوڑا اور ہر دفعہ دھونے میں اتنا توقف کیا کہ تقاطر بند ہوگیا، اور نجاست غیر مرئیہ تھی یا مرئیہ تھی اور وہ زائل ہوگئی، تب بھی کپڑا پاک ہوجائے گا۔(۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/ ۹/ ۶۴ ۱۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۲۶۱، ۲۶۲)

پٹرول سے دوبار کپڑا بغیر نچوڑے پاک کرنے سے پاک ہوگا یا نہیں:

سوال: اگر پٹرول سے کپڑا پاک ہوسکتا ہے، تو پہلے ایک مرتبہ کپڑا پٹرول سے دھویا اور خشک کرلیا، اسی طرح دو مرتبہ عمل کیا، تو کپڑا پاک ہوجائے گا یا نہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

اگر نچوڑنے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو، تو اس طرح تین مرتبہ عمل کرنے سے پاک ہوجائے گا۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۲۴۶، ۲۴۷)

---

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، قبیل فصل الاستنجاء: ۱/ ۳۰۸۔انیس

(۲) "ویطهر متنجس بنجاسة مرئیة بزوال عینها ولو بمرة علی الصحیح، ولا یشترط التکرار، لأن النجاسة فیه باعتبار عینها، فتزول بزوالها". (مراقی الفلاح، باب الأنجاس: ص: ۱۵۹، قدیمی)

(۳) " فکل نجاسة تصیب النفس أو الثوب، فإزالتها تجوز بثلاثة أشیاء: ==

جو کپڑا پٹرول سے دھویا گیا اس کا حکم کیا ہے:

سوال: ٹیری لین، ٹیری کوئن، ٹیری ویل، گرم اونی کپڑوں کی شیروانی (جن میں روئی کی گدی رکھی جاتی ہے) کو پانی سے دھونے کی بنا پر خراب ہوجانے کی وجہ سے پٹرول میں دھویا جاتا ہے، بڑے بڑے شہروں میں کپڑے دھونے کی لانڈریوں(۱) میں کونڈیاں ہوتی ہیں، جن میں ایک مرتبہ پٹرول بھر کر پچیس پچاس کپڑے جتنے بھی اس میں سما سکتے ہیں، بیک وقت ان کو ڈال کر انہیں مشین کے ذریعہ صاف کیا جاتا ہے، دو تین مرتبہ کے بعد جب وہ پٹرول بالکل خراب اور گدلا ہوجاتا ہے، تب اسے پھینک کر دوسرا پٹرول لیا جاتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) پاک، ناپاک ہر قسم کے کپڑے کو لانڈی میں ڈالے جانے کا امکان ہے، اس بناء پر کوئی پاک کپڑا اس طرح دھلایا گیا، تو کیا وہ ناپاک قرار دیا جائے گا؟

(۲) جو کپڑا یقیناً ناپاک تھا، اس کو اس طرح دھلانے سے وہ پاک ہوجائے گا، یا اسے پاک کرنے کے لئے پانی کا استعمال ضروری ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

(۱) وہ ناپاک قرار نہیں دیا جائے گا، الّا یہ کہ اس میں ناپاکی کا اثر ظاہر ہوجائے۔(۲)

(۲) ناپاکی کا اثر اس میں باقی نہیں رہا، تو اس کو پاک کہا جائے گا، کیونکہ پٹرول زیادہ قاطع (نجاست) ہے پانی سے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۷/۵، ۲۴۸) ☆

== بالماء المطلق وبالماء المقيد وبالمائعات من الطعام والشراب مثل اللبن و الخل والدب والدهن وأشباهها، إلا أنها مكروهة لما فيها من الإسراف، وهوقول أبي حنيفة ومحمد وأبي عبد اللّٰه ". (النتف في الفتاویٰ: ۲۵، أنواع من الطهارات، سعيد)

(۱) ''لانڈری: کپڑے دھونے کا کارخانہ، دھوبی کی دکان''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۱۴۵، فیروز سنز، لاہور)

(۲) " لف طاهر في نجس مبتل بماء، إن بحيث لو عُصر قطَر تنجّس وإلا لا، ولو لف في مبتل بنحو بول، إن ظهر نداوته أو أثره تنجس وإلا لا". (الدر المختار متن رد المحتار: ۳۴۷/۱، فصل في الاستنجاء، سعيد، وكذا في فتح القدير: ۱۹۳/۱، باب الأنجاس وتطهيرها، مصطفى البابي الحلبي، مصر)

(۳) " فكل نجاسة تصيب النفس أو الثوب، فإزالتها تجوز بثلاثة أشياء: بالماء المطلق وبالماء المقيد وبالمائعات من الطعام والشراب مثل اللبن و الخل والدب والدهن وأشباهها، إلا أنها مكروهة لما فيها من الإسراف، وهوقول أبي حنيفة و محمد وأبي عبد اللّٰه ". (النتف في الفتاویٰ: ۲۵، أنواع من الطهارات، سعيد)

☆ **کپڑا پٹرول سے دھلوانا:**

سوال: ایک شخص نے پانچ سو روپے کا سوٹ بنوایا، روزہ نماز کا پابند ہے، آفس سے واپس ہوتے وقت راستہ میں ==

ڈرائی کلین کا حکم کیا ہے:

سوال: کپڑوں کی خشک دھلائی (Dry Cleaning) کے بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں، اس کے طریق کار سے مجھے واقفیت نہیں، عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پٹرول میں دھوتے ہیں، مگر پاک وناپاک کپڑے ایک ساتھ دھوئے جاتے ہیں، چنانچہ ایسی ترکیب بتلائیں کہ کپڑے دھل بھی سکیں اور پاک بھی رہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس کا حکم بعینہٖ وہی ہے جو کہ دھوبی سے دھلانے کا ہے، یعنی اگر پاک کپڑا دھوبی کو دیا، تو وہ دھلنے کے بعد بھی پاک رہے گا اور جو کپڑا ناپاک دیا گیا ہے، وہ ناپاک رہے گا، اس لئے کہ شریعت کا اصول ہے:

''اليقين لا يزول إلا باليقين''. (۱)

لہذا جب تک پاک کپڑے کی ناپاکی کا اور ناپاک کپڑے کی پاکی کا یقین نہ ہوگا، وہ اپنی اصلی حالت پر برقرار رہیں گے، البتہ اگر دھوبی جاری پانی میں یا اتنے بڑے حوض میں دھوئے کہ اس کا رقبہ سو ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو، تو ناپاک کپڑا بھی پاک ہوجائے گا۔ بضرورت قلتین (۲۸۷۔۲۱۷ کلو) پر عمل کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ (احسن الفتاویٰ: ۸۳/۲۔۸۴)

ڈرائی کلینر سے کپڑے پاک ہونے کا حکم:

سوال: ڈرائی کلینر کے ذریعے کپڑے پٹرول سے پاک کئے جاتے ہیں، لیکن اس میں کپڑا نچوڑنا نہیں ہوتا، بلکہ حرارت سے کپڑا سوکھ جاتا ہے، کیا اس طریقہ سے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

== ایک گائے نے اپنی دم سے پیشاب کی چھینٹ ماردی، یا کسی بچہ نے اس پر پیشاب کردیا۔ اب اس سوٹ کی کس طرح پر تطہیر ہوگی؟ اگر پانی سے دھلواتا ہے، تو پانچ سو روپیہ کا سوٹ بیکار ہوجاتا ہے، کیونکہ اونی کپڑا ہے اور اگر ڈرائی کلین (Dry Clean) کرالیا ہے، تو ازالۂ نجاست نہیں ہوتا، کیونکہ ڈرائی کلین میں استعمال ہونے والی اشیا سے ازالۂ نجاست نہیں ہوتا، مثلاً پٹرول وغیرہ۔

براہِ کرم کوئی ترکیب بتائیں جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو، تاکہ بندہ اس تنگی سے نکل سکے۔ نیز ڈرائی کلین کے سلسلہ میں اپنی رائے اور شرعی مسئلہ سے مطلع فرمائیں، تاکہ وقتِ ضرورت کام آئے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

جو نجس چھینٹیں اس پر گرگئی ہیں، وہ پٹرول سے بھی زائل ہوسکتی ہیں، پٹرول سے دھلوالیں، پاک ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۲/۲۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۸/۵)

(۱) المبسوط لشمس الدين السرخسي: ۱۵۵/۱۔انیس

الجواب

اگر کپڑا پاک ہو، صرف میل کچیل ڈرائی کلینز کے ذریعہ دور کی گئی ہو، تو اس سے کپڑے کی طہارت متاثر نہیں ہوتی، تاہم یہ ضروری ہے کہ مائع چیز میں اس کے ساتھ ناپاک کپڑا نہ ملایا گیا ہو، اور اگر کپڑا ناپاک ہو، تو پھر اگر اس پر اتنا پٹرول ڈالا جائے کہ اس سے کپڑے کو نچوڑا جا سکے، تو ایسی صورت میں بھی کپڑا پاک ہوگا، کیونکہ کپڑے کی نجاست ہر مائع مزیل سے پاک ہو جاتی ہے، البتہ اگر میل کچیل حرارت کے ذریعہ سوکھ جاتا ہو اور کپڑا ناپاک ہو، تو پھر میل کے چلے جانے کے بعد بھی کپڑا ناپاک ہی رہے گا، دوبارہ پانی سے دھونا ضروری ہے۔

قال الحصكفيؒ: "(يجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلها) ولو إناء أو مأكولا علم محلها أو لا (بماء ولو مستعملاً) به يفتىٰ (وبكل مائع طاهر قالع) للنجاسة الخ" (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس: ج۱ص۳۰۹) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۷۶و۵۷۷)

ڈرائی کلین میں دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ڈرائی کلین میں دھلے ہوئے کوٹ، پتلون یا شیروانی وغیرہ کی تطہیر کے بغیر نماز پڑھنی یا پڑھانی درست ہے یا نہیں؟ ڈرائی کلین ایک فلٹر میں چند گیلن پٹرول ڈال کر گرم کپڑے چار، پانچ عدد ڈال دیئے جاتے ہیں اور مشین چالو کر دی جاتی ہے، جس سے کپڑے پٹرول میں زوروں سے گردش کرنے لگتے ہیں اور میل کچیل پٹرول میں آ جاتا ہے، پھر پٹرول کو نتھار کر کپڑے خشک کر کے پریس کر دیئے جاتے ہیں۔ فلٹر میں جو کپڑے پڑتے ہیں ان میں نوے فیصد یقینی طور پر نجس ہوتے ہیں، لہذا ان کی وجہ سے ٹنکی یا پٹرول اور اس کے سارے کپڑے یقیناً نجس ہو جاتے ہیں، جو محض خشک کرنے سے پاک نہیں ہوتے۔ اس لیے ان کی تطہیر کے بغیر ان کپڑوں میں نماز کس طرح درست ہو سکتی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق

یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی کپڑا (سوتی ہو یا اونی یا ریشمی) ابتداءً جب بنا جاتا ہے اور تیار کیا جاتا ہے، اس وقت بھی اس کے دھاگے (تانے بانے وغیرہ) میں مسالہ (ماڑی وغیرہ) لگایا جاتا ہے، اور وہ بھی اکثر غیر مسلم لگاتے ہیں اور نہایت گندے پیروں سے اور گندی جگہوں میں خوب مسلتے ہیں، جس میں ناپاکیوں کی آمیزش کبھی دیکھی بھی جاتی ہے اور کبھی مظنون ہوتی ہے اور تطہیر شرعی کے اصول تو قطعاً ملحوظ نہیں ہوتے، جیسا کہ ان کے کارخانوں اور فکٹریوں کا مشاہدہ

---

(۱) **لما قال العلامة أبو البركات النسفيؒ: "يطهر البدن والثوب بالماء وبمائع مزيل كالخل وماء الورد". (كنز الدقائق، باب الأنجاس: ج۱ص۱۵) ومثله في الاختيار: ج۱ص۳۵، باب الأنجاس)**

کرنے والوں پر ظاہر ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نئے کپڑے بھی خواہ سوتی یا اونی یا ریشمی، بغیر شرعی ضابطہ سے پاک کیے ہوئے استعمال کرنا درست نہ ہو، لیکن فتویٰ یہ نہیں ہے، کیوں کہ اصل اشیا میں طہارت ہے۔ کما فی الأشباہ (۱) جب تک ناپاکی لگی ہوئی یا لگتے ہوئے نہ دیکھ لیا جائے یا شرعی ثبوت یا شہادت سے ناپاک ہونا متیقن نہ ہوجائے، ناپاکی کا حکم نہیں لگا سکتے۔

اسی طرح دیہاتوں میں عام طور پر سوتی کپڑے جو دھوئے جاتے ہیں، وہ گدھوں کی لیدوں میں ملوث کرنے اور خوب ملنے کے بعد دھوئے جاتے ہیں اور بسا اوقات پانی کی کمیابی کی وجہ سے وہ ایک چھوٹے سے گڈھے میں اور کبھی محض ٹبوں میں دھوئے اور صاف کئے جاتے ہیں، اور خشک بھی بسا اوقات ناپاک زمینوں پر (جیسے تالاب وغیرہ کے گندے حواشی یا گندی جھاڑیوں میں) پھیلا کر کئے جاتے ہیں، جس کا مشاہدہ بھی عام ہے، اور جہاں کہیں دھوبی غیر مسلم ہوں اور آبادی بھی عموماً غیر مسلموں کی ہو، وہاں تو اس کا مشاہدہ اور بھی عام ہے، مگر اس کے باوجود ان دھلے ہوئے کپڑوں پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا، اور نہ بغیر شرعی ضابطہ کے پاک کئے ہوئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنے سے نماز جائز نہ ہونے ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔ (۲)

یہ صرف اسی قاعدہ مسلمہ کی بنا پر ہے کہ اصل اشیا میں طہارت ہے۔ پس جب تک اس کے خلاف دلیل شرعی سے نجاست کے ملوث و بقا کا یقین نہ ہوجائے، حکم بنجاست حکم شرعی نہ ہوگا۔ بالخصوص جب ابتلاء عام بھی اس میں شریک ہوجائے۔

بالکل اسی طرح یہاں پٹرول سے دھلے ہوئے کپڑوں کا بھی حکم ہوگا۔ بلکہ پٹرول کے اندر جذب نہ ہونے اور اڑ جانے کی قوت پانی سے کہیں زیادہ اور قوی ہوتی ہے، اور پھر اونی کپڑوں میں سوتی کپڑوں کے مقابلہ میں جذب کرنے کی صلاحیت بھی تقریباً نفی کے برابر ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اونی کپڑوں کو بھگو کر ٹانگ دو تو محض نتھرنے کے ساتھ بالکل خشک ہوجاتے ہیں، بخلاف سوتی کپڑوں کے کہ نتھرنے کے بعد بھی کافی تر رہتے ہیں۔

اس کا تقاضا بھی یہ ہونا چاہیے کہ اونی کپڑوں میں نجاست کی سرایت بھی بہت کمزور وناپائیدار ہو، اور ان کی تطہیر کا طریقہ بھی سہل وآسان ہو، انہیں وجوہ کی بنا پر پٹرول سے دھلے ہوئے ان کپڑوں پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں ہوتا ہے، اور نہ ان کے دوبارہ دھونے کا حکم ہوتا ہے، اور نہ پاک کرنے کا حکم ہوتا ہے۔

یہیں سے یہ بات بھی نکل آئی کہ جب پٹرول میں کپڑوں کی گردش کرانے اور جھنجھوڑنے سے کپڑوں کے داغ

---

(۱) الأصل فی الأشیاء الإباحة: ص۸۷، باب الیقین لایزول بالشک، الفن الأول. (الأشباہ والنظائر مع شرح الحموی، القاعدۃ الثالثة، ص: ۵۷، انیس)

(۲) واختلف فی أنه هل یطهر بالغسل فی الأوانی بأن غسل الثوب النجس أو البدن النجس فی ثلاث إجانات، قال أبوحنیفة ومحمد: یطهر حتی یخرج من الإجانة الثالثة طاهرًا. (بدائع الصنائع: ۱/۲۴۳، کتاب الطهارة، فصل أما طریق التطهیر بالغسل)

ودھبے (خواہ وہ ناپاکی ہی کے داغ ودھبے ہوں) زائل ہوجاتے ہیں اور کپڑا صاف ستھرا ہوجاتا ہے، تو جب کپڑے میں پٹرول جذب نہ ہوکر اڑ جاتا ہے اور اس کے اڑ جانے کے بعد بھی اثر نجاست (رنگ وبو، مزہ وغیرہ) باقی نہیں رہتا بلکہ زائل ہوجاتا ہے، تو کہنا پڑے گا کہ پٹرول ہی سے ازالہ ہوا ہے اور تطہیر نام ہے اسی ازالۂ نجاست کا، خواہ قلب ماہیت کی وجہ سے ہو، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا اور سرکہ کا پاک شمار کیا جانا، یا محض اڑ جانے کی وجہ سے ہو، جیسے ناپاک روئی کے دھننے سے روئی کا پاک ہوجانا، یا غسل بالماء کے ذریعہ یا کسی بھی سیال طاہر شئی کے ذریعہ سے، اور یہ صورت یہاں بھی حاصل ہے۔ لہذا اس بناپر بھی دوبارہ تطہیر کا حکم دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (۱)

البتہ جن لوگوں کو اپنے کپڑے کی ناپاکی کا یقین ہو، مثلاً نجاست لگتے ہوئے یا لگی ہوئی خود دیکھی ہے، تو ان کو پٹرول میں دھونے کے لیے دینے سے قبل خود پاک کرلینا چاہیے، یا دھل کر آنے کے بعد احتیاطاً خود پاک کرلینا افضل ہوگا۔ (۲) اسی طرح مشین سے نکلنے کے بعد ذی جرم نجاست کا جرم باقی رہے، تو اس کا دھونا ضروری رہے گا، اس کے بغیر پاک نہیں کہا جائے گا، اسی طرح یہ بات بھی الگ ہوگی کہ از روئے تقویٰ ایسے دھلے ہوئے کپڑوں کی تطہیر بقاعدہ شرع خود کرلی جائے، مگر اس کو فتویٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: محمود غفرلہ، حررہ حبیب اللہ قاسمی۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۳۰-۳۲)

بارش میں پھیلا ہوا ناپاک کپڑا بغیر نچوڑے پاک ہوگا یا نہیں:

سوال: جو کپڑا انجس ہے، اگر وہ تمام برسات صحن میں دیوار پر پڑا رہا، اور کبھی نچوڑا نہیں گیا، یا ناپاک کپڑے پر اس قدر پانی ڈالا گیا کہ ازالۂ نجاست ہوگیا، مگر کپڑا نچوڑا نہیں گیا، تو ان صورتوں میں کپڑا پاک ہوا یا نہیں؟

الجواب

وہ کپڑا پاک ہوگیا۔

کما فی الدرالمختار: " أما لو غسل فی غدیر أو صب علیه ماء کثیر، أو جری علیه الماء طهر مطلقاً بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس هو المختار ". (۳) واللّٰہ تعالیٰ أعلم

(عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۹۱)

---

(۱) وإن کان لها جرم کثیف فإن کان منیًا فإنه یطهر بالحث بالإجماع وإن کان غیره کالعذرة والدم الغلیظ والروث یطهر بالحث عند أبی حنیفة وأبی یوسف وعند محمد لایطهر إلا بالغسل. (بدائع الصنائع: ۱/۲۶۷-۲۶۸، کتاب الطهارة، بیان مایقع به التطهیر)

(۲) الیقین لایزول بالشک. (الأشباه والنظائر مع شرح الحموی: ص۷۵، الفن الأول)

(۳) الدرالمختار. باب الأنجاس، قبیل فصل الاستنجاء: ۱/۳۳۳، بیروت، انیس

جس کپڑے میں نجاست سرایت کرچکی، اس کوایک دفعہ دھوکر نچوڑ نا کافی نہیں:

سوال: کپڑے کی عینِ نجاستِ مرئیہ یا غیر مرئیہ مستعمل پانی (ایسا ناپاک پانی جس میں نجاست کا اثر بظاہر نہ ہو) سے عین نجاست زائل کردیں، اس کے بعد کسی برتن میں پاک پانی لیکر کپڑا ڈال کر ایک دفعہ اٹھا کر نچوڑ ڈالیں، تو پاک ہوایا نہیں؟ زوالِ نجاست کا غلبۂ ظن بھی حاصل ہوجائے۔

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اس کپڑے میں ناپاک پانی پوری طرح داخل ہوچکا ہے، اب ایک دفعہ اس کو نچوڑ دینا کافی نہیں، تین دفعہ دھوکر نچوڑیں تب پاک ہوگا۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۲/۵)

لنگی اور بدن کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: ایسی ناپاک لنگی یا کپڑا یا تہبند پہن کر غسل کرے، جس میں متفرق طور پر نجاست لگی ہو، کچھ منی، کچھ پیشاب کے قطرے وغیرہ، اور اس پہنے ہوئے ناپاک کپڑے پر پاک پانی ڈالتا جائے اور مَلتا جائے، جب زوالِ نجاست کا یقین ہوجائے، تو لنگی کو اس طرح ایک دفعہ نچوڑ ڈالا جائے کہ پہلے آگے کے حصہ کو، بعد اس کے پیچھے کے حصہ کو آگے کرکے ساتھ نچوڑ دیا جائے، تو غسل اور پہنا ہوا کپڑا پاک ہوایا نہیں، یا تین دفعہ نچوڑنے کا عمل کرنا ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اس طرح غسل کرنے سے سارا بدن بھی نجس ہوگیا، پھر اگر نجاست کی جگہ کو مَل مَل کر نجاست دور کردی اور پانی بہادیا گیا، حتی کہ ظنِ غالب حاصل ہوگیا کہ اب نجاست باقی نہیں رہی، پھر ایک دم تمام بدن اور لنگی پر پانی ڈال کر بہادیا اور نچوڑ دیا، تو بدن بھی پاک ہوگیا اور لنگی بھی۔(۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۵/۵، ۲۶۶)

ناپاک تہبند باندھ کر غسل کرنے سے تہبند اور بدن پاک ہوجائے گا یا نہیں:

سوال: اگر کوئی شخص تہبند باندھ کر (جس کا تہبند پلید ہو یا بدن بھی کسی جگہ سے نجس ہو یا دونوں ناپاک ہوں) نل

---

(۱) "وفي حال ورود النجس على الماء خلاف.........إذا غسل الثوب النجس في إجانة ماء وعصر، ثم غسل في إجانة أخرىٰ وعصر، ثم غسل في إجانة أخرىٰ وعصر، فقط طهر الثوب، والمياه كلها نجسة". (المحيط البرهاني، الفصل السابع في النجاسات: ۲۲۳/۱، غفاريه)

(۲) (وكذا يطهر محل نجاسة).....به يفتىٰ. (الدر المختار، باب الأنجاس: ۳۳۱/۱، سعيد)

کے نیچے بیٹھ کر اچھی طرح نہالیوے، تو وہ اور تہبند پاک ہوجائے گا یا نہیں؟ مجھ کو دو اشکال ہیں۔

پہلا اشکال جائز کا کہ جنگ بدر میں جو لوگ رات کو ناپاک ہو گئے تھے، وہ صرف مینھ کے ہی پانی سے پاک ہو گئے، اور نل کی دھار تو اس سے کہیں زائد ہے۔

دوسرے ناپاکی کا بہشتی زیور میں دیکھ کر کہ کپڑا جو پلید ہو، تیسری مرتبہ زور سے نچوڑا جاوے، ورنہ پاک نہ ہوگا اور پہنے پہنے نچوڑنا کافی ہو نہیں سکے گا۔

الجواب

اگر بدن اور تہبند پر بہت سا پانی بہادیا جاوے اور پہنے پہنے اس کو نچوڑ دیا جاوے، تو وہ پاک ہوجائے گا، بشرطیکہ ظاہراً نجاست کا جرم محسوس نہ ہو۔

قال فی الدر:" أما لو غسل فی غدیر أو صب علیه ماء کثیر أو جری علیه الماء طهر مطلقًا بلاشرط عصر و تجفیف وتکرار غمس هو المختار"آه.

قال الشامیؒ:" وقد صرح فی شرح المنیة عند قوله روی عن أبی یوسفؒ أن الجنب إذا اتزر فی الحمام وصب الماء علیٰ جسده ثم علی الإزار، یحکم بطهارة الإزار وإن لم یعصر.

وفی المنتقیٰ شرط العصر علیٰ قول أبی یوسف بما نصه: تقدم أن هذا ظاهرا لروایة علیٰ قول الکل آه، وماقال فی الفتح: إن المروی عن أبی یوسفؒ فی الإزار لضرورة ستر العورة فلایلحق به غیره ولاتترک الروایات الظاهرة فیه آه، فقد ردّه الشامی بأحسن ردّ، و قال ردّه فی البحر أیضًا بما فی السراج وأقره فی النهر وغیره" (باب الأنجاس: ج۱ص۳۲۴) واللّٰه أعلم

۱۸؍محرم ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام جلد اول، ص۳۹۴)

ناپاک کپڑا صابن سے دھونے سے پاک ہوجائے گا:

سوال: ناپاک کپڑے کو تین مرتبہ نچوڑنے کے بعد اس میں صابن کا پانی نکلتا رہے، تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

الجواب حامدًا ومصلیاً

ناپاک کپڑے کو تین دفعہ دھو کر خوب نچوڑ دیا اور نجاست کا اثر ختم ہوگیا، تو کپڑا پاک ہوگیا۔(۱) اگرچہ صابن کا پانی اس میں سے نکلتا ہو، یعنی پھر پانی ڈالنے سے جب نچوڑا جائے، تو صابن کا اثر محسوس ہوتا ہو۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۸/۵، ۲۵۹)

---

(۱) (ولایضر بقاء أثر) کلون وریح (لازم) فلا یکلف فی إزالته إلیٰ ماء حار أو صابون ونحوه، بل یطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثًا، والأولیٰ غسله إلیٰ أن یصفو الماء الخ. (الدر المختار متن رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی حکم الصبغ الخ: ۳۲۹/۱، سعید)

کپڑا دھونے کے بعد بھی اگر رنگ نکلے، تو کیا کیا جائے:

سوال: ایسا کچا ناپاک رنگ کا کپڑا ہو کہ کئی مرتبہ دھونے کے بعد بھی، رنگ نکلتا ہی رہتا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جب رنگ کچا ہے، تو خوب پیٹ کر تین دفعہ دھویا جائے، پھر بھی اس کا کچھ اثر باقی رہے، تو مضائقہ نہیں۔ (۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۰/۵)

کپڑے کو منی سے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: اگر منی کپڑے کے ساتھ لگ جائے، تو کیا صرف رگڑنے سے پاک ہوگا، یا دھونا بھی ضروری ہے، نیز رقیق اور سخت قسم کی منی کے حکم میں کچھ فرق ہے، یا دونوں کا حکم یکساں ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

منی سے طہارت کے دو طریقے ہیں، اگر نرم ہو تو دھونے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں، البتہ اگر سخت اور خشک ہو تو پھر سوکھ جانے کے بعد رگڑ کر اثرات زائل ہونے سے کپڑا پاک ہو جائے گا، علاوہ ازیں علامہ ابن عابدینؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حکم غلیظ منی سے خاص ہے اور اگر منی کسی بیماری کی وجہ سے رقیق (پتلی) ہوگئی ہو، تو دھونا ضروری ہے۔

قال الحصکفیؒ: ”(ویطهر منی) أی محله (یابس بفرک) ولا یضر بقاء أثره (إن طهر رأس حشفة) کأن کان مستنجیاً بماء.

وفی المجتبیٰ: أولج فنزع فأنزل لم یطهر إلا بغسله لتلوّثه بالنجس، انتهیٰ، أی برطوبة الفرج فیکون مفرعاً علیٰ قولهما بنجاستها، أما عنده فهی طاهرة کسائر رطوبات البدن (جوهرة). (وإلا) یکن یابساً أو لا رأسها طاهرًا (فیغسل) کسائر النجاسات ولو دماً غلیظاً علی المشهور (بلا فرق بین منیّه) ولو رقیقاً لمرض به (ومنیها).

قال ابن عابدینؒ: (قوله: ومنیها) أی المرأة کما صححه فی الخانیة، وهو ظاهر الروایة عندنا کما فی مختارات النوازل، وجزم فی السراج وغیره بخلافه، ورجّحه فی الحلیة بما حاصله أن کلامهم متظافر علیٰ أن الاکتفاء بالفرک فی المنی استحسان بالأثر علیٰ خلاف القیاس، فلا

---

(۱) ”(ولا یضر بقاء أثر) کلون وریح (لازم)، فلا یکلف فی إزالته إلیٰ ماءٍ حارٍ أو صابون ونحوه، بل یطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثاً، والأولیٰ غسله إلیٰ أن یصفو الماء“. (الدر المختار متن رد المحتار، باب الأنجاس، قبیل مطلب فی حکم الصبغ الخ: ۳۲۹/۱، سعید)

یلحق به إلاما فی معناه من کل وجه، والنص ورد فی منی الرجل ومنی المرأة لیس مثله لرقته و غلظ منی الرجل،والفرک إنما یؤثرزوال المفروک أوتقلیله وذلک فیما له جرم، والرقیق المائع لایحصل من فرکه هذا الغرض فیدخل منی المرأة إذاکان غلیظاً ویخرج منی الرجل إذا کان رقیقاً لعارض"آه.(الدرالمختارمع رد المحتار،باب الأنجاس:ج۱ص۳۱۲و۳۱۳)(۱)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ۱۵۷،۲۵۷)

خشک منی کو بدن سے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: ایک شخص کے بدن میں منی لگ گئی اور وہ خشک ہوگئی، اس نے کھرچ دیا، اس کا جسم پاک ہوا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ حامداًومصلیاً

جسم پاک ہوگیا، لیکن اس زمانہ میں منی سیّال ہوتی ہے، اس لئے بہر حال دھونا ضروری ہے۔

"(ویطهر منی)....(یابس بفرک)".(کما فی الدرالمختارمتن ردالمحتار،باب الأنجاس:۱/۲۰۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ:۴/۴۱)

ناپاک کپڑا خشک ہونے سے پاک ہوسکتا ہے یا نہیں:

سوال: جس بستر پر یا جس لباس میں احتلام ہو جائے، اسے دھوئے بغیر، خشک کر کے نماز وغیرہ کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟

هوالمصوب ــــــــــــــ

محل نجاست کو دھوکر کپڑا اور بستر پاک ہو جائے گا، ورنہ نجاست کی جگہ ناپاک ہے۔ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں، اور نہ بستر کے اس محل نجاست پر نماز پڑھنا جائز ہوگا۔(۲)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۸۵)

---

(۱) وفی الهندیة:"(ومنها)الفرک فی المنی إذا أصاب الثوب فإن کان رطباً یجب غسله وإن جف علی الثوب أجزأ فیه الفرک استحساناً".(الفتاویٰ الهندیة،الباب السابع فی النجاسة:ج۱ص۴۴)

(۲) قوله "وبمنی یابس بالفرک وإلایغسل" یعنی یطهرالبدن والثوب والخف إذا أصابه منی بفرکه إن کان یابسًا وبغسله إن کان رطباً. (البحرالرائق:۱/۳۸۹)

واشنگ مشین میں کپڑا دھلنے سے پاکی حاصل ہوتی ہے یا نہیں:

سوال: واشنگ مشین میں ناپاک کپڑے اکٹھا کر کے ایک دفعہ دھولیں اور تین بار دھونے کا پانی بدل دیں، تو آیا کپڑے پاک ہوجاتے ہیں؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں جو ناپاک کپڑے مشین میں ڈالے جاتے ہیں، اگر ہر مرتبہ پانی اس طرح نچوڑ لیا جاتا ہے کہ کوئی قطرہ نہ ٹپکتا ہو، تو اس طرح تین بار دھونے سے کپڑے پاک ہوجائیں گے، لیکن اگر گیلا پن اس طرح ہو کہ اس سے قطرہ ٹپکتا ہو اور پانی رہ جاتا ہو، تو کپڑے پاک نہ ہوں گے۔(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۸۶)

واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم:

سوال: واشنگ مشین میں کپڑے کچھ اس انداز سے دھوئے جاتے ہیں کہ ایک ہی بار صابن یا سرف ڈال کر اس میں نجس اور پاک کپڑے ایک ساتھ یکے بعد دیگرے دھوئے جاتے ہیں، ان کپڑوں کی پاکیزگی کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگرچہ پہلے نجس پانی سے جملہ کپڑے نجس ہوجاتے ہیں، مگر اس دھلائی کے بعد اس نجس صابن کو نکالنے کے لئے مشین میں ہی یا باہر پانی میں کئی بار دھو کر ان سے یہ نجس صابن نکال دیا جاتا ہے، جس کے بعد کپڑوں میں نجس پانی باقی نہیں رہتا، اس لئے ازالۂ نجس کے بعد کپڑے پاک ہوجاتے ہیں، لہٰذا واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں۔

قال العلامة فخر الدين الزيلعيؒ:"والنجس المرئی يطهر بزوال عينه لأنه كنجس المحل باعتبار العين فيزول بزوالها ولو بمرة......وغيره بالغسل ثلاثاً والعصر كل مرة أى غير المرئى من النجاسة يطهر بثلاث غسلات وبالعصر فى كل مرة والمعتبر فيه غلبة الظن". (تبيين الحقائق: ج۱ص۷۵، فصل فى الأنجاس) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ۵۸۲)

---

(۱) **(قوله" وغيره بالغسل ثلاثاً وبالعصر فى كل مرة): أى غير المرئى من النجاسة يطهر بثلاث غسلات وبالعصر فى كل مرة لأن التكرار لابد منه للاستخراج ولا يقطع بزواله فاعتبر غالب الظن كما فى القبلة وإنما قدروا بالثلاث لأن غالب الظن يحصل عنده فأقيم السبب الظاهر مقامه تيسيرًا. (البحر الرائق:۱/۴۱۱)**

(۲) **قال العلامة عالم بن العلاء الأنصاريؒ:" ويجب أن يعلم أن إزالة النجاسة واجبة وإزالتها إن كانت مرئية بإزالة عينها وأثرها إن كانت شيئاً يزول أثرها ولايعتبر فيه العذر وإن كان شيئاً لايزول أثرها فإزالتها بإزالة عينها ويكون مابقى من الأثر عفوًا وإن كان كثيرًا...هذا إذا كانت النجاسة مرئية ،** ==

ایک شخص کا پاک کیا ہوا کپڑا، دوسرے کے لئے پاک ہوسکتا یا نہیں:

سوال: نجس کپڑے کی طہارت کیلئے فقہا نے نچوڑنا اس قدر شرط لکھا ہے کہ طاقت اس سے زائد کی نہ ہو، حتی کہ اس سے زائد طاقت والے کے لئے طاہر نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ بہت ہی مشکل ہے، لازم آتا ہے کہ ایک کے دھوئے ہوئے کپڑے سے دوسرا نماز نہ پڑھ سکے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

فی الدر المختار: ''(و) یطهر محل (غیرها) أی غیر مرئیة (بغلبة ظن غاسل) لومکلفًا وإلا فمستعمل (طهارة محلّها) (إلٰی قوله) طهر بالنسبة إلیه دون ذٰلک الغیر.

فی رد المحتار (قوله طهر بالنسبة إلیه): لأن کل أحد مکلف بقدرته ووسعه ولایکلف أن یطلب من هو أقوی لیعصر ثوبه''. (الدر علی الرد: ۱/۵۴۱) (۱)

مجموعہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اگر مستعمل کو غلبۂ ظن زوالِ نجاست کا ہو، تو اس کے حق میں بھی پاک ہے، اور اگر نہ ہو، مگر غاسل نے اپنی پوری قوت خرچ کی تھی، تو غاسل کے حق میں کپڑا پاک ہے مستعمل کے حق میں پاک نہیں ہے۔ (۲)

اور چونکہ یہ صورت قلیل ہے، لہٰذا کوئی مشکل لازم نہیں آتی۔ واللہ اعلم

۱۶/رجب ۱۳۲۵ھ، امداد ج:۱/صفحہ:۱۴۰۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۰۲-۱۰۳)

دھوبی کے گھر کا کلف کیا ہوا کپڑا پاک ہے، یا نہیں:

سوال: مولوی عبدالحئی صاحبؒ نے لکھا ہے کہ ہندو دھوبی کے یہاں کا دھلا ہوا کپڑا پاک ہے۔ اگر ہندو دھوبی اپنے گھر کا کلف یعنی ماویٰ پکا کر کپڑوں کو لگادے، تو اس صورت میں کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟

== وإن کانت غیر مرئیة کالبول والخمر ذکر فی الأصل وقال: یغسلها ثلاث مرات و یعصر فی کل مرة فقد شرط الغسل ثلاث مرات وشرط العصر فی کل مرة''. (الفتاویٰ التاتارخانیة: ج ۱ ص ۳۰۶، کتاب الطهارة، الفصل الثامن فی تطهیر النجاسات/ ومثله فی الفقه الإسلامی وأدلته: ج ۱ ص ۱۶۷، التقسیم الثالث، تقسیم النجاسة إلیٰ مرئیة الخ.)

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی حکم الوشم، انیس

(۲) ردالمحتار کی پوری عبارت یہ ہے:

لأن کل أحد مکلف بقدرته ووسعه ولایکلف أن یطلب من هو أقوی لیعصر ثوبه، شرح المنیة.

قال فی البحر: خصوصًا علیٰ قول أبی حنیفة أن قدرة الغیر غیر معتبرة وعلیه الفتویٰ اه.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ قدرت غیر کا اصلاً اعتبار نہیں، نہ غاسل کے حق میں اور نہ مستعمل کے حق میں، کما یدل علیه قوله، خصوصاً اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتیٰ بہ قول امام ہے، تو نتیجہ یہ نکلا کہ جب کوئی غاسل مکلّف اپنی پوری قوت سے نچوڑ دے گا، تو وہ علی الاطلاق پاک ہوجائے گا۔ واللہ اعلم۔ (تصحیح الاغلاط: ص ۵)

الجواب

اس صورت میں بھی کپڑا پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۱۲)

ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں جانے سے پاک ہوجائے گا یانہیں:

سوال: اگر ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں دیدیا جائے، تو پاک ہوجائے گا یا نہ؟

الجواب

پاک ہوجائے گا۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۰۳)

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے میں نماز کا حکم:

سوال: کیا دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

الجواب

دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑوں سے نماز جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی:۲/۲۷۶) ☆

بے علم دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے یا نہیں:

سوال: دھوبی جو کپڑے دھوتے ہیں، عموماً طہارت ونجاست سے واقف نہیں ہوتے ہیں، نیز بعض شہر کے اندر نالیوں کے پانی سے یا ماء راکد متعفن سے دھوتے ہیں۔اس کا کیا حکم ہے؟

(۱) الیقین لا یزول بالشک. (الأشباہ والنظائر، القاعدۃ الثالثہ: ص ۷۵)

جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو، پاک ہے۔ولو شک فی نجاسۃ ماء أو ثوب أو طلاق أو عتق لم یعتبر، وتمامہ فی الأشباہ (درمختار) (قولہ ولو شک الخ) فی التاتارخانیۃ: من شک فی إنائہ أو ثوبہ أو بدنہ أصابتہ نجاسۃ أو لا؟ فھو طاھر ما لم یستیقن، وکذا الآبار والحیاض والجباب الموضوعۃ فی الطرقات ویستقی منھا الصغار والکبار والمسلمون والکفار. (الدر المختار مع رد المحتار، قبیل أبحاث الغسل: ۱/۱۴۰، ظفیر)

(۲) وإزالتھا إن کانت مرئیۃ بإزالۃ عینھا وأثرھا إن کانت شیئًا یزول أثرہ (إلٰی قولہ) وإن کانت غیر مرئیۃ یغسلھا ثلٰث مرات الخ. (عالمگیری کشوری: ۱/۴۰، ظفیر)

☆ **دھوبی سے کپڑا دھلوایا، پاک ہوا یانہیں:**

سوال: جو دھوبی طہارت نہیں جانتے، اُن سے کپڑا دھلوانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

پاک ہوجاتا ہے۔فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۴۱)

الجواب ــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

اگر وہ پانی کثیر ہے، اور محض مکث کی وجہ سے متعفن ہوگیا، یا وہ پانی جاری ہے، اور اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہیں ہوا، تو اس میں کپڑوں کا دھونا درست ہے۔(۱)

کپڑوں پر اگر پہلے سے نجاست نہیں تھی، تب تو ان کی پاکی میں کوئی اشکال نہیں، اگر نجاست تھی اور وہ مرئیہ تھی، تو اس کے زوال اور بقا کو خود دیکھ لیا جائے، اگر غیر مرئیہ تھی، تب بھی چونکہ ہر دھوبی کم ازکم تین مرتبہ تو ضرور ہی ہر کپڑے کو دھوتا ہے اور نچوڑتا ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے، اس لئے وہ کپڑا پاک ہوجاتا ہے، اگرچہ وہ باقاعدہ مسائلِ شرعیہ سے واقف نہیں۔ اگر وہ دھوبی قلیل پانی میں جو کہ نجس ہے، کپڑے دھوتے ہیں، یا نالیوں کے گندے پانی میں جس پر نجاست کا اثر ظاہر ہو، کپڑے دھوتے ہیں، تو وہ پاک نہیں ہوتے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۱۷/۱۱/۱۳۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف (فتاویٰ محمودیہ: ۲/۵،۲۷۳،۲۷۳)

غیر مسلم سے کپڑے دھلوانے سے پاکی ناپاکی کا حکم:

سوال: ہندو دھوبی کے یہاں کے دھلے ہوئے کپڑوں سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں، اور ہندو کے یہاں کی مٹھائی وغیرہ کھانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر کسی جگہ نجاست کا یقین یا ظنِ غالب نہ ہو، تو مٹھائی اور کپڑا پاک ہے۔(۳) اور نماز درست ہوجائے گی، تاہم

---

(۱) "إذا تغيرلون الماء أوطعمه أوريحه بل لوتغيرت الأوصاف الثلثة بطول المكث أوبوقوع الأوراق فيه، يجوزالوضوء به ......وكذا إذا ألقى في الماء الجاري شيء نجس كالجيفة والخمرلايتنجس الماء مالم يتغيرلونه أوريحه أوطعمه". (الحلبي الكبير، باب المياه: ص۹۱، سہیل اکیڈمی، لاہور، وكذا في الدرالمختار، باب المياه: ۱/۱۸۶، سعید)

(۲) "وإزالتها إن كانت مرئيةً بإزالة عينها وأثرها إن كانت شيئاً يزول أثره .... وإن كانت غيرمرئية يغسلها ثلاث مرات". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۱/۴۱، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، رشيدية)

(۳) "من شك في إنائه أوثوبه أوبدنه أصابته نجاسة أم لا، فهوطاهرمالم يستيقن، وكذا الآباروالحياض التي يستقى منها الصغاروالكباروالمسلمون والكفار، وكذلك السمن والجبن والأطعمة التي يتخذها أهل الشرك والبطالة، وكذلك الثياب التي ينسجها أهل الشرك والجهلة من أهل الإسلام الخ". (التاتارخانية: ۱/۱۴۶، نوع في مسائل الشك، إدارة القرآن، كراچى)

مسلمان سے کپڑے دھلانا اور مٹھائی لینا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۴/۱۳۵۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۷۳/۵) ☆

بدن اور کپڑوں کی پاکی وناپاکی سے متعلق چند سوالات:

سوال (۱): گوریا، چمگاڈر، چھپکلی یا چوہیا بستر یا جانماز یا کتاب وغیرہ پر پیشاب کردے، یا غلاظت کردے، تو کیا یہ چیزیں ایسی حالت میں ناپاک ہوجائیں گی؟ اگر پیشاب سوکھ گیا ہو اور غلاظت بھی سوکھ گئی ہو، تو صرف غلاظت کو جھاڑ دینے سے بستر وغیرہ پاک رہے گا یا نہیں؟

(۲): کیا مکھی مچھر کا خون ناپاک ہے؟

(۳): بستر پر جو چادر بچھی ہے، وہ پیشاب یا منی گرنے سے ناپاک ہے، تو کیا اس پر پاک بدن میں پاک کپڑے پہنے ہوئے سونے یا لیٹنے سے، بدن یا کپڑے ناپاک ہوجائیں گے، اور اگر پسینہ نکلے، تو کیا بدن اور کپڑے ناپاک ہوجائیں گے۔

(۴): سارا جسم پاک ہے، کپڑا بدلتے وقت یا کسی وجہ سے اعضائے تناسل میں ہاتھ لگ جائے، تو کیا اس کے بعد ہاتھ دھونا ضروری ہے؟

۵): میں ناپاکی کی حالت میں، ناپاک کپڑے پہنے ہوئے، دوسرے ناپاک چیز اور کپڑوں وغیرہ کو دھوکر، پاک کرسکتا ہوں یا نہیں؟

☆ غیر مسلم دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے کا حکم:

سوال: غیر مسلم دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے، پاک ہوں گے یا نہیں؟

الجواب

پاک ہیں۔ پس ان کپڑوں کو پاک سمجھنا چاہئے اور نماز پڑھنا ان سے درست ہے۔ (الیقین لایزول بالشک. (الأشباہ والنظائر، القاعدۃ الثالثۃ: ص ۵۷، ظفیر) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۵۵/۱-۳۵۶)

کفار کے دھوئے ہوئے کپڑوں پر نماز پڑھنا:

سوال: کمبل پر اور کفار کے ہاتھ کے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر، نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

کفار کے دھوئے ہوئے کپڑے جب تک کہ ان کے ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو، پاک قرار دیئے جائیں گے، اور ان میں نماز جائز ہوگی۔ (الیقین لایزول بالشک. (الأشباہ والنظائر: ص ۱۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۲۷۵/۲-۲۷۶)

(۶): مجھے ہمیشہ اپنی چیزوں یا اپنے کپڑوں وغیرہ کو دھونے کے درمیان یا دھونے کے بعد، شک ہوا کرتا ہے کہ شاید تین بار نہیں دھویا، یا اچھی طرح کپڑوں کو نہیں نچوڑا، یا اس طرح کا کچھ اور شک ہوتا ہے، یا پھر شک ہوجاتا ہے کہ دھونا شروع کرنے سے پہلے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور دھونے کے بعد، شکر اللہ نہیں کہا، میں ان حالات میں کیا کروں؟

(۷): میں پاک ہوں، لیکن ناپاک لنگی، یا ناپاک پتلون، یا ناپاک پائجامہ پہن لیتا ہوں، تو کیا ناپاک ہوجاؤں گا؟

(۸): میں ناپاک ہوں، لیکن میں نے پاک کپڑے پہن لئے، تو کیا وہ کپڑے اب ناپاک ہوجائیں گے؟

(۹): میں پاک ہوں، لیکن میں نے ناپاک کپڑے پہن لئے، اور پھر پانی سے استنجا کیا، تو کیا اب ناپاک ہوجاؤں گا؟

(۱۰): میں ناپاک ہوں، لیکن پاک کپڑے پہن کر پھر پانی سے استنجا بھی کرلیا، تو کیا اب وہ پاک کپڑے ناپاک ہوجائیں گے؟

(۱۱): میں پاک ہوں، لیکن ناپاک چادر یا لحاف یا ناپاک کمبل وغیرہ اوڑھتا ہوں، تو کیا ناپاک ہوجاؤں گا؟

(۱۲): میں ناپاک ہوں، لیکن پاک چادر یا لحاف یا کمبل وغیرہ اوڑھتا ہوں، تو کیا یہ چیزیں ناپاک ہوجائیں گی؟

(۱۳): میں نے جو چاروں قسمیں کھائیں، یہ شریعت کی رو سے جائز ہیں، یا ناجائز؟

(۱۴)(الف): میں ہردم اپنی چاروں قسموں کی خلاف ورزی کرکے اپنے گناہوں میں برابر اضافہ کرتا جارہا ہوں، میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں کونسا راستہ اختیار کروں؟

(۱۴)(ب): اگر قسموں پر قائم رہنے کا حکم ہو، تو اس کا طریقہ بتائیں کہ میں کس طرح اپنی قسموں پر آخری سانس تک قائم رہوں، آیا چاروں قسموں کو توڑ ڈالنے کا حکم ہو، تو یہ بتائیں کہ ان کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، اور کس طرح ادا کرنا ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

(۱) گوریا کی بیٹ اور پیشاب سے کپڑا وغیرہ دھونا ضروری نہیں، یہی حال چمگادڑ کا ہے۔(۱)

چوہیا نے اگر پیشاب کردیا، تو اس کو پاک کرلیا جائے، مینگنی اس کی خشک ہوتی ہے، اس سے کپڑا دھونے کی ضرورت نہیں۔(۲)

---

(۱) "(وخرء) كل طير لا يذرق.......أما ما يذرق فيه، فإن مأكولاً كحمام وعصفور فطاهر، وإلا فمخفف". (الدر المختار متن رد المحتار، باب الأنجاس، مبحث فى بول الفأرة الخ: ۳۲۰/۱)

(۲) "اعلم أنه ذكر فى الخانية أن بول الهرة والفأرة وخرأهما نجس فى أظهر الروايات يفسد الماء والثوب، ولو طحن بعر الفأرة مع الحنطة ولم يظهر أثره يعفى عنه للضرورة........قال الفقيه أبو جعفر: ينجس الإناء دون الثوب......والمشائخ علىٰ أنه نجس لخفةٍ للضرورة، بخلاف خرئها فإن فيه ضرورة فى الحنطة آه". (رد المحتار، باب الأنجاس، مبحث فى بول الفأرة الخ: ۳۱۹/۱، سعید) ==

چھپکلی کی غلاظت اگر تر ہو، تو اس سے بھی کپڑا دھولیا جائے۔

(۲) ان کا خون بدن یا کپڑے پر گر جائے، تو اس سے نماز میں خلل نہیں آئے گا۔(۱)

(۳) نہ بدن ناپاک ہوگا، نہ کپڑے ناپاک ہوں گے، اگر پسینہ نکل کر چادر پر گرا اور اس سے منی کا اثر بدن یا کپڑے پر پہنچ گیا، تو جتنے بدن یا کپڑے پر وہ اثر ظاہر ہوا ہے، اتنا ناپاک ہوگا۔(۲) اتنا حصہ پاک کرلیا جائے، نہ پورا بدن ناپاک ہوگا، نہ پورا کپڑا، اور نہ اس سے تمام کو دھونے کی ضرورت ہے۔

(۴) بالکل ضروری نہیں، آخر وہ حصہ بھی تو پاک ہی ہے، اگر ناپاک ہوتا، تو اس کے ساتھ نماز کیسے درست ہوتی، اور کپڑے کیسے پاک رہتے۔(۳)

(۵) پاک کرسکتے ہیں، اور طریقۂ شرعیہ پر پاک کرنے سے وہ چیزیں پاک ہوجائیں گی، یہ بات نہیں کہ آپ کے ناپاک ہونے سے، وہ چیزیں دھونے اور پاک کرنے سے بھی پاک نہ ہوں۔(۴)

(۶) جس چیز کو پاک کرنے کیلئے تین مرتبہ نچوڑنا ضروری ہے، اس کو دھونے کے درمیان اگر چہ شک ہوجائے کہ شاید دو ہی دفعہ نچوڑا ہے، تیسری دفعہ نہیں نچوڑا، تو ایک دفعہ اور نچوڑیں اور دھونے کے بعد شک ہو، تو اس کا اعتبار نہیں۔(۵) اس پر کوئی توجہ نہ کریں۔

==عن حمادؒ: أنه كره ذرق الدجاج۔(مصنف ابن أبي شيبة،۱۴۶،في خرء الدجاج، ج اول،ص۱۱۱،نمبر۱۲۶۰)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ مرغی کی بیٹ ناپاک ہے۔

عن الحسنؒ قال: سقطت هائمة على الحسن فذرقت عليه، فقال له بعض القوم: نأتيک بماء تغسله، فقال: لا، وجعل يمسحه عنه۔(مصنف ابن أبي شيبة،۱۴۵، الذي يصلي وفي ثوبه خرء الطير، ج اول،ص۱۱۰،نمبر۱۲۵۶)

اس اثر میں ہے کہ پرندے کی بیٹ پاک ہے، یا نجاست خفیفہ ہے۔انیس

(۱) ”ولا ينجس البئر بموت حيوان لادم له سائل كذُباب وصرصور وخنفساء وزنبور وبق وعقرب، أو بموت حيوان الخ“. (الفقه الإسلامي وأدلته:۱/۲۸۹،حالة موت الإنسان أوحيوان في البئر، رشيديه، وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار،باب المياه،مطلب في مسئلة الوضوء من الفساقي:۱/۱۸۳،سعيد)

(۲) ”إذا نام الرجل علىٰ فراش، فأصابه مني ويبس، فعرق الرجل وابتل الفراش من عرقه، إن لم يظهر أثر البلل في بدنه لايتنجس، وإن كان العرق كثيرًا حتى ابتل الفراش ثم أصاب بلل الفراش جسده، فظهر أثره في جسده يتنجس بدنه“. (الفتاویٰ العالمكيرية،الفصل الثاني في الأعيان النجسة:۱/۴۷،رشيديه)

(۳) ” لاينقضه مس ذكر لكن يغسل يده ندبًا “. (الدرالمختار متن ردالمحتار،نواقض الوضوء،مطلب في ندب مراعاة الخلاف:۱/۱۴۷، سعيد،وكذا في الفتاویٰ العالمكيرية،الفصل الخامس في نواقض الوضوء:۱/۱۳،رشيديه)

(۴) ”يجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلها)ولو إناء أومأكولاً علم محلها أولا (بماء ولو مستعملاً)به يفتىٰ(وبكل مائع طاهر قالع)للنجاسة ينعصر بالعصر“. (الدر المختار متن ردالمحتار،باب الأنجاس:۱/۳۰۹،سعيد،وكذا في مجمع الأنهر،باب الأنجاس:۱/۸۶)

(۵) ”ولو أيقن بالطهارة وشک بالحدث أو بالعكس أخذ باليقين، ولو تيقنهما وشک في السابق، فهو متطهر“. (الدرالمختار متن ردالمحتار،نواقض الوضوء،قبيل مطلب في أبحاث الغسل:۱/۱۵۰، سعيد)

شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور بعد میں شکر اللہ اگر نہ کہا جائے، تب بھی کپڑا وغیرہ پاک ہوجاتا ہے، اس میں ذرہ برابر تردد نہ کریں۔

(۷) اس سے آپ ناپاک نہیں ہوں گے، الّا یہ کہ ناپاک کپڑوں کی ناپاکی تر ہو، اور وہ جسم کو لگ جائے، تو وہ حصۂ جسم ناپاک ہوگا۔(۱) تمام جسم پھر بھی ناپاک نہیں ہوگا۔

(۸) وہ کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے، اور یہ کہ آپ کے بدن پر ناپاکی تر ہو، اور کپڑوں پر لگ جائے، تو وہ حصہ ناپاک ہوجائے گا، تمام کپڑا پھر بھی ناپاک نہیں ہوگا۔(۲)

(۹) مثل نمبر ۷/ اگر پانی سے استنجا کرنے سے کپڑے یا بدن پر نجاست لگ جائے، تو اتنا حصہ ناپاک ہوجائے گا، اس سے آپ ناپاک نہیں ہوں گے۔

(۱۰) مثل نمبر ۸۔

(۱۱) مثل نمبر ۳۔

(۱۲) مثل نمبر ۸۔

(۱۳) یہ قسمیں شرعاً منعقد ہوگئیں، ان کی پابندی لازم ہے۔(۳)

(۱۴)(الف) انہیں قسموں کے مطابق عمل کیا جائے۔(۴)

(۱۴)(ب) اگر پوری نہ کرسکیں اور قسم ٹوٹ جائے، تو کفارہ لازم ہے، کفارہ یہ ہے کہ دس غریبوں کو شکم سیر دووقت کھانا کھلائیں یا کپڑا دیا جائے ایک ایک جوڑا، اگراتنی وسعت نہ ہو، تو تین روزے مسلسل رکھے جائیں، ایک مرتبہ ایسا کرنے سے اس قسم کی ذمہ داری عمر بھر کے لئے ختم ہوجائے گی۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۶/۵ تا ۲۷۰)

(۱۔۲) "ولو لف فی مبتل بنحو بول، إن ظهر نداوته أو أثره تنجس، وإلا لا". (الدر المختار متن رد المحتار، فصل فی الاستنجاء، قبل کتاب الصلاة: ۳۴۷/۱، سعید)

(۳) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ ... وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ ﴾. (سورة المائدة: ۸۹)

(۴) سوال میں چار قسموں کا تذکرہ ہے اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا ہے، لیکن سوال میں اصل نسخہ کے مطابق ان قسموں کی کوئی وضاحت نہیں، ہوسکتا ہے کہ مستفتی نے زبانی پوچھی ہوں، یا کسی اور باب میں ذکر کی گئی ہوں۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ:

﴿ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ ﴾. (سورة المائده: ۸۹)

استرہ کے ذریعہ داڑھی بنوانے سے، کیا چہرہ ناپاک ہوجاتا ہے:

سوال: استرے سے داڑھی منڈوانے کے بعد کیا چہرہ ناپاک ہوجاتا ہے، کیا اس چہرہ کو دومرتبہ دھونا ضروری ہوتا ہے، یا صرف چہرہ پرلگایا ہوا صابن چھڑانا ضروری ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگرناپاک پانی یاناپاک کوئی چیز چہرہ پرلگائی ہے، تو ناپاک ہوگا اور دھونا بھی ضروری ہوگا، ورنہ نہیں۔
لیکن داڑھی منڈانا حرام ہے۔(۱)

(قوله وأما الأخذ منها الخ) بهذا وفق فی الفتح بین ما مروبین ما فی الصحیحین عن ابن عمرؓ عنه صلی اللّٰه علیه وسلم:" أحفوا الشوارب وأعفوا اللحی". قال لأنه صح عن ابن عمرؓ راوی هذا الحدیث ......وعن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یحمل الإعفاء علٰی إعفاء ها عن أن یأخذ غالبها أو کلها کما هوفعل مجوس الأعاجم من حلق لحاهم.(۲)

والأخذ من اللحیة وهودون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم یبحه أحد و أخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم.(۳) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور ۱۳۸۵/۱۰/۲۹ھ
الجواب صحیح: محمود عفی عنہ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۳۵)

ہاتھ پاؤں کے بال کاٹنا کیسا ہے:

سوال: محترم جناب مفتی صاحب! ہاتھ پاؤں کے بال اتارنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

ہاتھ پاؤں کے بال کاٹنے کی اگرچہ شرعاً گنجائش ہے، مگر ایسا کرنا خلاف ادب ہے۔

فی أحکام تجمیل النساء:" قد وردت الإشارة إلٰی حکم هذه المسئلة لإزالة الشعر من باقی أجزاء البدن فی بعض کتب الفقهاء، حیث قالوا: لابأس بإزالة الشعر من غیر العانة أی شعر بقیة الجسد کالیدین والرجلین وغیرهما والأمر فیه مباح". (ص:۲۱۴)

---

(۱) عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم:" احفوا الشوارب واعفوا اللحی". (مسلم: ۱/۱۲۹، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند)
(۲) رد المحتار علی الدر المختار: ۳/۳۹۸، مکتبہ زکریا دیوبند، انیس
(۳) الطحطاوی علی المراقی: ص ۳۷۲، مطبعه سلیمان مصطفٰی مامون، دمشق

وفی الشامیة:" فی حلق شعر الصدر و الظهر ترک الأدب"، کذا فی القنیة. (۱/۴۰۷)
و کذا فی العالمگیریة:۵/۳۵۷۔ واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ دارالافتاء والقضاء، جامعہ بنوریہ، پاکستان، سیریل نمبر:۲۷۸۹)

زیرناف بال کی صفائی کا مسئلہ:

سوال (۱): زیرناف بال کہاں تک صاف کرنا چاہئے؟
(۲): والدصاحب ضعیف و بیمار ہیں، ان کے زیرناف کے بال کس کو کاٹنا چاہئے؟

هو المصوب

(۱) زیرناف مرد کی شرمگاہ کا پورا حصہ صاف کرنا چاہئے۔(۱)
(۲) آپ کی والدہ ہوں تو وہ صاف کریں گی، والدہ نہ ہوں تو پھر صاف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۴۱و۲۴۲)

عورتوں کے زیرناف استعمال کئے جانے والے صابن کا مردوں کو استعمال کرنا:

سوال: کیا جو صابن عورتیں زیرناف استعمال کرتی ہیں اس کا استعمال مردوں کیلئے جائز ہے؟

هو المصوب

مردوں کے لئے مذکورہ صابن درست ہے، اسی طرح مونڈنا بھی درست ہے۔(۲)
تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۴۲)

عورت کو استرے یا بلیڈ سے زیرناف مونڈنا:

سوال: بعض کا کہنا ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے بال کسی استرے یا بلیڈ سے مونڈنا حرام ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

هو المصوب

حرام نہیں ہے، شرعاً جائز ہے۔ (ردالمحتار:۹/۵۸۳)
تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۴۲)

---

(۱) یبتدی فی حلق العانة من تحت السرة و لوعالج بالنورة یجوز، کذا فی الغرائب، وفی جامع الجوامع: حلق عانته بیده، وحلق الحجام جائز إن غض بصره، کذا فی التاتارخانیة. (الفتاویٰ الهندیة:۵/۳۵۸)
(۲) قوله "ویستحب حلق عانته" قال فی الهندیة :ویبتدی من تحت السرة ولوعالج بالنورة یجوز، کذا فی الغرائب، وفی الأشباه : والسنة فی عانة المرأة النتف. (ردالمحتار:۹/۵۸۳)

زیرناف بال کاٹنے کی مدت:

سوال: السلام علیکم! جناب معلوم یہ کرنا ہے کہ مرد کتنے دن بعد زیرناف بال صاف کرسکتا ہے، اور جسم کے کن حصوں کے بال کاٹ سکتا ہے، پورے بدن کے یعنی سینہ یا پیٹ اور دونوں رانوں کے بال بھی کاٹ سکتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداًومصلیاً

واضح ہو کہ بدن کے وہ زائد بال جن کو ہر جمعہ کے دن صاف کرنا چاہیے، اگر موقع نہ ملے، تو پھر پندرہ دن ورنہ چالیس دن کے بعد تک ان کو چھوڑے رکھنے سے آدمی گناہ گار ہوتا ہے، وہ زیرناف اور بغل کے بال ہیں، جبکہ سینے، پیٹ اور کمر کے بال صاف کرنا خلاف ادب ہے، البتہ رانوں کے وہ بال جن کے گندہ ہونے کا احتمال ہو، انہیں بھی صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فی حاشية الطحطاوی: ويحلق عانته وينظف بدنه فی كل أسبوع مرة ويوم الجمعة أفضل ثم فی خمسة عشريومًا والزائد على الأربعين إثم، آه، (ص: ٢٨٦)

وفی رد المحتار: وفی حلق شعر الصدر والظهر ترک الأدب، كذا فی القنية، آه. (۴۰۷/۶)

واللہ اعلم (فتاویٰ دارالافتاء والقضاء، جامعہ بنوریہ، پاکستان، سیریل نمبر: ۸۰۵۰)

×××

برتنوں کی پاکی وناپاکی کے احکام

نجس مٹی سے بنے ہوئے برتن کے استعمال کا حکم:

سوال: اگر کمہار برتن بنانے کے لئے مٹی کو نجس پانی سے گوندھے تو کیا پلید مٹی سے بنے ہوئے پختہ برتن کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

کسی نجس (پلید) شیٔ کی تطہیر کے مختلف طریقے ہیں، ان طریقوں میں آگ بھی ہے، صورتِ مسئولہ میں چونکہ نجس مٹی آگ میں پک چکی ہے، اس لئے آگ کے ذریعے نجاست کا ازالہ ہوکر برتن پاک ہو چکا ہے، اس لئے ایسے برتن کا استعمال جائز ہے۔

قال العلامة ابن نجیمؒ فی الفتاویٰ: "إذااحترقت الأرض بالنارفتیمم بذلک التراب قیل: یجوزالتیمم، وقیل: لایجوز، والأصح الجواز". (البحرالرائق: ج ا ص ۲۲۶ تا ۲۲۸، باب الأنجاس) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۸۴ و ۵۸۵)

پانی سے بھرا ہوا مٹی کا برتن ناپاک زمین پر رکھا رہے، تو برتن اوراس کا پانی ناپاک ہوجائے گا یا نہیں:

سوال: مٹی کا برتن جس میں پانی بھرا ہوا اور پر چاروں طرف خوب تری ہو، اگر ناپاک خشک یا تر زمین پر پانچ یا دس منٹ تک رکھا رہے، تو وہ برتن یا اس کا پانی ناپاک ہوجائیگا یا نہیں؟

الجواب

برتن کے اندر جو پانی ہے وہ تو بہرحال پاک ہے، اور خود برتن کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ ناپاک خشک زمین پر رکھا گیا ہے تو اس کی تلی میں زمین کی مٹی لگ گئی تو تلی ناپاک ہوگئی، اس کو دھونا چاہئے اور اگر کچھ نہیں لگا تو پاک ہے، اور تر زمین ناپاک پر رکھا گیا ہے تو تلی ناپاک ہوگئی، اس کو دھولینا چاہئے۔ واللہ اعلم

احقر عبدالکریم عفی عنہ۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفی عنہ۔ ۵/ ذی الحجہ ۴۳ھ (امدادالاحکام جلد اول ص: ۳۹۷)

---

(۱) **وفی الهندية: "ومنها الإحراق...... الطين النجس إذاجعل منه الكوزأوالقدرفطبخ يكون طاهرًا" كذا فی المحيط. (الفتاویٰ الهندية: ج ا ص ۴۴، الباب السابع فی الأنجاس، الفصل الأول فی تطهير الأنجاس)**

لوٹا جس پر بارش کا ناپاک پانی بہہ کر گذرا، پاک رہا یا ناپاک ہوگیا:

سوال: کورے لوٹے رکھے ہوئے تھے، اُن سے ایک گز کے فاصلہ پر کتّے نے پاخانہ کردیا، اس پر بارش ہوئی، بارش کا پانی لوٹوں کے نیچے سے ہوکر گذرا۔ اب وہ لوٹے پاک ہیں یا ناپاک؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں لوٹے پاک ہیں، کیونکہ جاری پانی بارش کا پاک ہوتا ہے، اس میں اگر نجس پانی بھی شامل ہوجاوے تو جاری پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۲۵)

کیا لوٹا قدمچہ پر رکھنے سے ناپاک ہوجاتا ہے:

سوال: کیا روزانہ استعمال میں لایا جانے والا لوٹا جس کی تلی قدمچہ پر بھی رکھی جاتی ہے، غسل میں مستعمل کرسکتے ہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

کرسکتے ہیں جبکہ اس میں کوئی ناپاکی نہ ہو، اگر ناپاکی ہو تو اس کو پاک کرلیا جائے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۸۲)

لوٹا جو غسل خانہ میں رکھ دیا جائے وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: اس ملک میں رواج ہے کہ مسجد کے لوٹے غسل خانے میں تر زمین پر رکھ دیتے ہیں، وہ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

شبہ سے ناپاکی کا حکم نہ دیا جائیگا، تاہم احتیاط کرنا لازم ہے، اس کی تلی پر پانی بہادیا جایا کرے۔ (۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۷۳)

---

(۱) وفی بعض الفتاویٰ: قال مشائخنا: المطرما دام یمطرفله حکم الجریان حتی لو أصاب العذرات علی السطح ثم أصاب ثوبًا لاینجس إلا أن یتغیر. (عالمگیری کشوری، الباب الثالث فی المیاہ: ۱/۱۵، ظفیر)

عن أبی أمامة الباهلی رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "إن الماء طهور لاینجسه شئ إلاماغلب علٰی ریحه وطعمه ولونه". وللبیهقی: "الماء طهور إلا أن یتغیر ریحه أوطعمه أولونه بنجاسة تحدث فیه". (بلوغ المرام، رقم الحدیث: ۲، باب المیاه، انیس)

(۲) "ویطهر متنجس سواء کان بدناً أوثوباً أوآنیةً بنجاسة ولوغلیظة مرئیة کدم بزوال عینها، ولوکان بمرة أی غسلة واحدة علی الصحیح، ولایشترط التکرار الخ". (مراقی الفلاح: ص: ۱۵۹، قدیمی)

(۳) مشی فی حمام ونحوه لاینجس مالم یعلم أنه غسالة نجس. (الدرالمختار علٰی هامش ردالمحتار، فصل فی الاستنجاء، قبیل کتاب الصلوٰة: ۱/۳۲۴، ظفیر)

بیت الخلا کے لوٹے سے طہارت حاصل کی جاسکتی ہے:

سوال: مساجد میں بھنگی وغیرہ صفائی کرتے ہیں، مگر وہ پیشاب خانے اور بیت الخلا دھوتے وقت زور زور سے پانی بہاتے ہیں، استنجا کے لوٹے وہیں رکھے ہوتے ہیں۔ کیا ایسے برتنوں میں پانی لے کر پھر طہارت کی جاسکتی ہے؟

الجواب

ان برتنوں کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہو، تو پہلے ان کو تین مرتبہ دھولیں، پھر بے کھٹکے ان سے طہارت حاصل ہوسکتی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۴/۶/۷ ۱۳۹ھ (فتویٰ نمبر ۲۸/۵۸۸ ب) (فتاویٰ عثمانی: ج۱ ص۳۵۱ و۳۵۲)

پاخانہ کرکے برتن چھونے سے برتن ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: ایک شخص نے پاخانہ کرکے استنجا کیا، گھڑے سے پانی لے کر پاک کیا۔ آیا جو برتن قبل استنجا پاک کرنے کے چھوا گیا وہ پاک ہے یا نجس ہوگیا؟

الجواب

پاک ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۴۶)

محتلم وجنبی کا ہاتھ پاک ہے اور جس برتن کو وہ چھوئے وہ بھی پاک ہے:

سوال: جنبی یا محتلم قبل غسل کرنے کے جو برتن چھوئے وہ پاک ہے یا نجس ہوگیا، ہاتھ دونوں کا پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

پاک ہے۔ (اگر ہاتھ میں گندگی لگی ہو، جیسے منی وغیرہ تو ناپاک ہوگا۔ ظفیر) (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم ۱/۳۴۷)

ہاتھ ناپاک ہونے کی صورت میں مٹکے وغیرہ سے پانی نکالنے کی صورت:

سوال: بڑے برتن میں پانی موجود ہے، لیکن اس میں سے نکالنے کی کوئی چیز نہیں ہے اور ہاتھ اس کا نجس ہے، تو

(۱) لأن الجنابة لاتحل العين. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، أبحاث الغسل: ۱/۱۶۱)

عن أبي هريرةؓ قال: لقيني رسول الله صلى الله عليه وسلم وأناجنب فأخذ بيدي فمشيت معه حتى قعد فانسللت فأتيت الرحل فاغتسلت ثم جئت وهوقاعد، فقال: أين كنت ياأبا هريرة! فقلت له، فقال: ”سبحان الله! إن المؤمن لاينجس“ هذا لفظ البخاري، (مشكوٰة، باب مخالطة الجنب وما يباح له: ص ۴۹)

فيه جوازمصافحة الجنب ومخالطته وهوقول عامة الفقهاء واتفقوا علٰى طهارة عرق الجنب والحائض. (مرقاة، حاشية مشكوٰة: ص۴۹)

ایسی صورت میں کس طرح وضو کرے اور نماز پڑھے، نماز کا وقت جاتا ہے، آیا تیمّم کرے اور نماز پڑھ لے یا کہ قضا کرے؟

الجواب

اگر دوسرا شخص موجود ہو اس سے کہہ کر پانی نکلوا کر ہاتھ دھولے ورنہ اگر رومال اس میں ڈال کر باہر نکال کر جو پانی اس سے ٹپکے اس سے ایک ہاتھ دھو سکے، تو اس طرح کرے، یا اگر اس میں منہ جا سکے تو کلی لے کر اس سے ہاتھوں کو دھولے، اگر یہ کچھ بھی ممکن نہ ہو، تو ایسی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھے اور اس کا اعادہ نہ کرے۔

فی الدر المختار: ص ۱۱۶: ولو لم یمکنه الاغتراف بشیء ویداہ نجستان تیمم وصلی ولم یعد.

اور صورتیں ردالمحتار میں مذکور ہیں۔ ۱۷ر محرم ۱۳۲۴ھ، امداد، ج ۱ صفحہ ۹۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۹۸)

چمار کا مٹی کے برتن کو ہاتھ لگانا:

سوال: اگر کسی شخص نے مٹی کے برتن میں کھانا بھر کر ٹوکری میں رکھ کر چمار کے سر پر رکھ کر کہیں بھیجا یا کسی کے پاس کھانا اسی طرح آیا، تو اس میں کسی قسم کی کراہت شرعی ہے یا نہیں، اور اسی طرح اگر گھڑے میں پانی بھر کر مسلمان نے اپنے ہاتھ سے بہنگی میں رکھا اور اس کو ہندو کہار اٹھا لائے اور مسلمان نے گھڑا اتار کر رکھ لیا، تو اس پانی کی طہارت و پاکی میں کوئی شبہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب

نہیں۔

محمد نعیم۔ **صحت هذه الأجوبة.** محمد عبدالحئی۔ (فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ص ۴۰۳)

چمار کے مرمت کئے ہوئے ڈول کا حکم:

نوٹ: طہارت سے متعلق ایک مکتوب میں ایک سائل کا یہ جواب تحریر فرمایا۔ (محمد خالد عفی عنہ، مرتب)

الجواب

جو ڈول چمار کے ہاتھ سے مرمت ہو کر آیا اگر یہ معلوم نہیں کہ پانی(۱) ناپاک تھا تو اس کو ناپاک کہنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ حمام کو پاک کرنے کی ضرورت، ہاں اگر احتیاطاً حمام کو بھروا کر اس پر اتنا پانی ڈالا جائے کہ اوپر سے بہہ کر نکل جائے، تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۲۳)

(۱) یعنی وہ پانی جو چمار کے پاس ڈبہ وغیرہ میں رکھا رہتا ہے جس میں چمار چمڑے کو دھو کر نرم کرتا ہے۔ خالد عفی عنہ، الدر المختار علی صدر ردالمحتار: ۵۱۱-۵۱۲، جلد اول باب صلوٰۃ المریض۔ محمد خالد غفرلہ

(۲) **الیقین لایزول بالشک. (الأشباہ والنظائر: ص ۱۰۰)**

چمار کا مٹکا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں:

سوال: ایک سائیس، قوم کا چمار ہے، اس کا مٹکا ایک مسلمان دھو کر استعمال کرتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اس میں کچھ حرج نہیں ہے، وہ مٹکا اور پانی پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۰۰)

جس برتن کو خاکروب چھوئے وہ ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: ایک ہندو کسی جگہ سے پانی بھرتا ہے اور جس چیز میں وہ پانی بھرتا ہے اس کو کبھی کبھی خاکروب بھی چھوتے ہیں، اگر وہ پانی کسی چیز میں کھولا لیا جاوے تو پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جب تک اس برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اس وقت تک پانی کو پاک سمجھنا چاہئے، وہ پانی پاک ہے اور شبہ سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۳۵)

جھٹکا اور خنزیر کھانے والے کو اپنی دیگ یا برتن دینا جائز ہے یا نہیں:

سوال: جھٹکا اور خنزیر کھانے والے مشرکوں کو جھٹکا پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیگیں، برتن وغیرہ دے دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے ہاتھ جھٹکے کے واسطے بکرا فروخت کرنا کیسا ہے؟ جس برتن میں جھٹکا پکایا جائے وہ پاک کس طرح کیا جائے؟

الجواب

کفار کو مسلمان اپنے تانبے، پیتل، لوہے کے برتن عاریۃً یا کرایہ پر دے سکتے ہیں، اور اگر مشرکین وکفار ان برتنوں میں جھٹکا یا میتہ یا خنزیر کا گوشت پکائیں، تو یہ برتن دھونے سے پاک ہوجائیں گے،(۳) البتہ مٹی کے برتن نہیں دینے چاہئیں، کہ ان میں یہ چیزیں پکنے کے بعد (اگرچہ شرعاً وہ بھی پاک کئے جاسکتے ہیں) مسلمان کی طبیعت میں نفرت

---

(۱) قال محمدؒ: ویکره الأكل والشرب فی أوانی المشركين قبل الغسل ومع هذا لوأكل أوشرب فيها قبل الغسل جاز الخ. (عالمگیری مصری، كتاب الكراهية، باب رابع عشر: ۵/۳۵۸، ظفیر)

(۲) وقد مر أنهم لم يعتبروا احتمال النجاسة الخ. (ردالمحتار، فصل فی البئر: ۱/۹۷)

ویکره الأكل والشرب فی أوانی المشركين قبل الغسل ومع هذا لوأكل أوشرب فيها قبل الغسل جاز. (عالمگیری، كتاب الكراهية، باب رابع عشر: ۵/۳۴۸، ظفیر)

(۳) عن أبی ثعلبة الخشنی قال: أتيت النبی صلى الله عليه وسلم فقلت: يارسول الله! إنا بأرض أهل الكتاب أفنأكل فی اٰنيتهم... فقال النبی صلى الله عليه وسلم: أمّا ما ذكرت أنكم بأرض أهل كتاب فلا تأكلوا فی اٰنيتهم إلا أن لا تجدوا بدًّا فإن لم تجدوا فاغسلوا وكلوا...الخ. (صحيح البخاری، باب اٰنية المجوس والميتة، انیس)

پیدا ہو جائے گی، اوران کا استعمال کرنے پر قلب مطمئن نہ ہو سکے گا، اسی طرح مسلمان کسی مشرک وکافر کے ہاتھ جانور فروخت کر سکتا ہے۔ بیع میں کوئی گناہ نہیں ہے، جھٹکا کرنا اس کا فعل ہے اس فعل کا گناہ اس مسلمان بائع کے ذمہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۲/۵۷)

ہندوؤں اوراحمدی یا قادیانی جیسے لوگوں کو دیگ یا برتن کرایہ پر دینا:

سوال: یہاں سنی مسلمانوں کی ایک جماعت ہے، جس میں کھانا پکانے کا دیگچہ وغیرہ برتن اور کئی قسم کے دیگر اسباب ہیں، وہ مسلمانوں کو کرایہ پر دیا جاتا ہے، یہ سامان ہندوؤں اوراحمدی یا قادیانی جیسے لوگوں کو کرایہ پر دینا اوراس کی اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

تانبے، پیتل لوہے وغیرہ ایسی دھات کے برتن جس میں جذب کی صلاحیت نہیں ہے، مسلموں اورغیر مسلموں کو کرایہ پر دینے سے ان برتنوں کے ناپاک ہو جانے کا شبہ نہیں ہوسکتا، اگر جائز تقاریب میں کرایہ پر برتن دے دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۲/۷۶)

اہل کتاب کے برتن پاک ہیں یا ناپاک اوران کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے:

سوال: ایک فریق کہتا ہے کہ نصاریٰ اہل کتاب ہیں اُن کے ساتھ اکل وشرب جائز ہے، اورایک اس کے برخلاف ہے کہ نصاریٰ کے کھانے کے برتن اور حقہ وغیرہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتے، اس مسئلہ کا جواب مفصل مرحمت فرمائیں؟

الجواب

نصاریٰ دراصل اہل کتاب ہیں، باقی پابندی اپنے دین کی بھی وہ کرتے ہیں، یہ دوسری بات ہے اور چونکہ وہ محرمات شرعیہ ونجس اشیا کا استعمال کرتے ہیں جیسے شراب اورخنزیر۔ اس لئے ان کے برتنوں میں ان کے ساتھ کھانا نہ چاہئے اور یہ خیال کہ جوٹھا نصاریٰ کا کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا غلط ہے۔ ہرایک ناپاک چیز برتن وغیرہ پاک ہو سکتے ہیں اورحقہ مستعملہ نصاریٰ کا پاک ہے، اس میں وہم کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۳-۳۱۴)

(۱) (فسؤر آدمی مطلقًا) ولو جنبًا أو كافرًا الخ (طاهر). (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/۲۰۵) ولعاب الإنسان طاهر لتولده من لحم طاهر إذ حرمته لكرامته لا لنجاسة، وقوله تعالٰی: "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" المراد أنهم ذو نجاسة معنوية وهو الشرک الخ أما لو تلوث فمه بنجاسة، الخ. (غنية المستملی فی الآسار: ص۱۶۴، ظفیر)

عن أبی ثعلبة الخشنی قال: أتيت النبی صلی الله عليه وسلم فقلت يارسول الله ! إنا بأرض أهل الكتاب أ فنأكل فی آنيتهم و بأرض صيد أصيد بقوسی وأصيد بكلبی المعلم وبكلبی الذی ليس بمعلم؟ فقال النبی صلی الله عليه وسلم: أمّا ماذكرت أنكم بأرض أهل كتاب فلا تأكلوا فی آنيتهم إلا أن لاتجدوا بدًّا فإن لم تجدوا فاغسلوا وكلوا، وأمّا ماذكرت أنكم بأرض صيد فما صدت بقوسک فاذكر اسم الله وكل، وماصدت بكلبک المعلم فاذكر اسم الله وكل، وماصدت بكلبک الذی ليس بمعلم فأدركت ذكاته فكله. (صحيح البخاری، باب آنية المجوس والميتة، انیس)

نصاریٰ جس برتن میں خنزیر کا گوشت کھائیں وہ دھونے سے پاک ہوگا یا نہیں:

سوال: جس برتن میں نصاریٰ خنزیر کا گوشت کھالیں تو وہ برتن دھونے سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۳۷، ۳۳۸)

غیر مسلم کے برتن کو استعمال کرنا:

سوال (۱): میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اگر ایک غیر مسلم کسی برتن میں کچھ کھائے یا پیئے تو اس برتن کے استعمال کا شریعت میں کیا حکم ہے، کیا ایک مسلمان اسے دھوکر دوبارہ استعمال کرسکتا ہے یا دھونا ضروری نہیں؟

(۲) اگر گلاس، کپ، یا کھانے کی پلیٹ کے کنارے ٹوٹے ہوئے ہوں، تو اس کو استعمال کرنے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجوابـــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

(۱) غیر مسلم کے استعمال کئے ہوئے برتن کے علاوہ اگر کوئی دوسرا برتن میسر نہ ہو، تو اس کا مستعمل برتن دھوکر استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

فی سنن أبی داؤد: ۱/۱۸۱: عن أبی ثعلبة الخشنیؓ أنه سأل رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إنا نجاور أهل الکتاب وهم یطبخون فی قدورهم الخنزیر ویشربون فی اٰنیتهم الخمر، فقال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم: " إن وجدتم غیرها فکلوا فیها واشربوا وإن لم تجدوا غیرها فارحضوها بالماء وکلوا واشربوا".

وفیها أیضًا: ۲/۳۴۷: عن أبی سعید الخدریؓ أنه قال: " نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم من ثلمة القدح وأن ینفخ فی الشرب".

وفی الهندیة: قال محمد رحمه الله تعالیٰ: ویکره الأکل والشرب فی أوانی المشرکین قبل الغسل ومع هذا لو أکل أوشرب فیها قبل الغسل جاز، ولایکون اٰکلاً ولاشاربًا حراماً، وهذا إذا لم یعلم بنجاسة الأوانی، فأما إذا علم أنه نجس، لایجوز أن یشرب ویأکل منها قبل الغسل. الخ. (۵/۳۴۷)

(۲) برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے پینا مکروہ ہے، اگر دوسرے کنارے سے پیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ دارالافتاء والقضاء، جامعہ بنوریہ، پاکستان، سیریل نمبر: ۴۵۱۶)

---

(۱) **والنجاسة ضربان مرئیة وغیرمرئیة فما کان منها مرئیا فطهارتها بزوال عینها لأن النجاسة حلت المحل باعتبار العین فتزول بزواله الخ وما لیس بمرئی فطهارته أن یغسل حتی یغلب علیٰ ظن الغاسل أنه قدطهر. (الهدایة، باب تطهیر الأنجاس: ۱/۷۴، ظفیر)**

جس برتن میں بچہ ناپاک ہاتھ ڈال دے، اس برتن میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں:

سوال: اگر مشاہدہ ہو کہ بچہ نے پیشاب سے مختلط ہاتھ برتن میں ڈالا، لیکن گھر والے نے سستی سے برتن پاک نہیں کیا، اسی میں کھانا دیا، یا ناپاک ہاتھ سے کھانا پکا کر دیا تو وہ کھانا یا اس برتن میں پانی پینا، عمومِ بلویٰ کی وجہ سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

غفلت یا لاعلمی سے اس برتن میں جو کھانا کھایا گیا یا پانی پیا گیا، وہ معاف ہے، لیکن آئندہ اس برتن کو پاک کرنا چاہئے، یہ نہیں کہ باوجود مشاہدہ کے عمومِ بلویٰ کی وجہ سے ناپاک برتن وغیرہ کو پاک نہ کیا جاوے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۴۲،۳۴۳)

نجس گلاس کا پانی پاک ہے یا ناپاک:

سوال: نجس گلاس کا پانی بقول امام مالک رحمہ اللہ پاک ہے یا نہیں؟ امام مالکؒ کا مسلک کیا ہے؟

الجواب

نجس گلاس میں جو پانی ڈالا جاوے گا، وہ بھی ناپاک ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۶۱)

شراب کی خالی بوتل کا استعمال:

سوال: شراب کی خالی بوتل کا تیل وغیرہ کے لیے استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب

شراب بذات خود نجس ہے جس برتن میں شراب موجود ہو اس کا استعمال بھی جائز نہیں، مگر خوب صاف کرنے کے بعد جب یہ یقین ہو جائے کہ شراب کے آثار باقی نہیں رہے، تو اس بوتل یا برتن کو استعمال کرنا جائز ہے۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: نہیتکم عن النبیذ إلا فی سقائنا فاشربوا فی الأسقیة کلہا ولاتشربوا مسکرًا. (شرح الطیبی: ۱/۱۳۸، کتاب الإیمان، الفصل الأول)(۳)(فتاویٰ حقانیہ:۲/۵۸۲-۵۸۳)

---

(۱) لو أدخل الصبی یدہ فی الإناء إن علم أنہا طاہرة بأن کان معہ من یراقبہ جاز التوضی بذلک الماء وإن علم أن فیہا نجاسة لم یجز. (غنیة المستملی: ص۱۰۱، ظفیر)

(۲) (وماء)......(ورد)أی جرٰی(علٰی نجس نجس). (الدر المختار علٰی ہامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی الخ: ۱/۳۰۰، ظفیر)

نوٹ: اگر نجاست گلاس کے اندر ہو تو پانی ناپاک ہوگا اور اگر باہری حصہ پر ہو تو پانی ناپاک نہیں، امام مالکؒ کے مسلک کی واقفیت نہیں۔ انیس

(۳) قال العلامة ملا علی القاری: فلما مضت مدة أباح النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہذہ الظروف فإن أثر الخمر زال عنہا. (مرقاة شرح مشکوٰة المصابیح:۱/۹۱، کتاب الإیمان، الفصل الأول)

شراب کے لئے استعمال کی گئی بوتل پاک کرنے کے بعد استعمال کر سکتے ہیں:

سوال: مجھے دوا رکھنے کے لئے ایک سیاہ رنگ کی بوتل چاہئے۔ لیکن بازار سے جو سیاہ رنگ کی بوتل دستیاب ہوتی ہے وہ وہسکی شراب کی بوتل ہے۔ آیا اسے صاف کر کے اس میں دوا رکھ سکتا ہوں اور بعد میں استعمال کر سکتا ہوں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

خوب صاف کرنے کے بعد وہ بوتل استعمال کر سکتے ہیں۔

روی أنه علیه السلام قال: نهیتکم عن النبیذ إلا فی سقاء نا فاشربوا فی الأسقیة کلها ولاتشربوا مسکرًا. اھـ. (حاشیة مشکوة: ج۱ص۱۳)(۱) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، ۱۴۰۱/۱۰/۲۷ھ۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۵۱)

جس برتن میں خنزیر منہ ڈال دے اس کا حکم:

سوال: پانی کے برتن میں اگر سور نے پانی پی لیا ہو، تو اس برتن کا دوبارہ استعمال درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر کسی برتن میں سور منہ ڈال دے اور جوٹھا کر دے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے، اس کو تین بار دھو کر پاک کیا جا سکتا ہے، بغیر دھوئے اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔ (۲) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

محمد عثمان غنی۔ ۱۳۶۸/۸/۳ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۶۰)

جس برتن میں کتے نے منہ ڈال دیا ہو اس کا استعمال:

سوال: عام طور سے کولہو میں کتے برتن میں منہ ڈال کر خراب کر دیتے ہیں، لیکن لوگ اس کو استعمال کر لیتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بغیر پاک کئے اس کو استعمال کرنا درست نہیں۔ (۳) **فقط واللہ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور ۱۴۰۴/۱۲/۶ھ (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۳۶)

---

(۱) **رواه مسلم، حدیث نمبر:۵۳۲۵، عن بریدة رضی الله عنه، انیس**

(۲) **اَوَلَحمَ خِنزِیرٍ فَاِنَّهُ رِجسٌ. (سورة الأنعام:۱۴۵)** اس آیت میں سور کو نجس کہا گیا ہے۔ اس لئے اس کا جوٹھا بھی نجس ہے، (بہتر ہے کہ سات بار دھویا جائے، مجاہد۔ (حاشیۃ الطحطاوی:۱۸)

(۳) **وسؤر الکلب والخنزیر وسائر سباع البهائم نجس باتفاق علمائنا.** (حلبی کبیر، فصل فی الآسار: ص۱۶۷، سہیل اکیڈمی لاہور)

وقال فی البحر الرائق: ولنا قوله صلی الله علیه وسلم "یغسل الإناء من ولوغ الکلب ثلاثًا" روی عن أبی هریرة فعلاً وقولاً مرفوعًا وموقوفًا الخ. (البحر الرائق، کتاب الطهارة:۱/۵۲۲، مکتبه زکریا/شرح معانی الأثار:۱/۲۳، انیس)

و قال الطحطاوی فی حاشیته علی مراقی الفلاح: یندب عندنا التسبیع وکون إحداهن بالتراب. (الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۸۱، فصل فی بیان أحکام السؤر) عن عبدالله بن مغفل أن رسول الله علیه وسلم أمر بقتل الکلاب ورخص فی کلب الصید والغنم وقال إذاولغ الکلب فی الإناء فاغسلوه سبع مرات وعفروه الثامنة بالتراب. (سنن النسائی(۳۳۶) باب تعفیر الإناء بالتراب من ولوغ الکلب فیه. انیس) ==

مٹی کے برتن میں کتّا منھ ڈال دے یا پیشاب کردے تو کیا حکم ہے:

سوال: مٹی کے برتن میں کتّے کے پانی پینے اور پیشاب کرنے سے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

مٹی کا برتن کتّے کے پانی پینے سے اور پیشاب کرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے اور پھر دھونے سے اور خوب مٹی مَل کر دھونے سے پاک ہوجاوے گا(۱) اور مٹی کے نئے برتن میں فقہاؒ کا خلاف ہے جو شامی میں مذکور ہے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۵۴)

پانی کے مٹکے میں کتا منہ ڈال دے، تو مٹکے کو کیسے پاک کیا جائے:

سوال: پانی سے بھرے ہوئے مٹکے میں کتے نے منہ ڈال دیا تو پانی کے ساتھ اگر برتن بھی ناپاک ہوگیا، تو اس کی پاکی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب

پانی سے بھرے ہوئے مٹی کے مٹکے میں کتا منہ ڈال دے، تو اس کا پانی بھی ناپاک ہوجائے گا اور مٹکا بھی ناپاک ہوجائیگا، پانی پھینک دیا جائے اور مٹکا تین مرتبہ دھولیا جائے، ہر مرتبہ دھوکر اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۲/۲۷۵)

== العرف الشذی شرح الترمذی میں علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے تمام حدیثوں میں مطابقت کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل حکم تو تین مرتبہ دھونا ہے، باقی نظافت کی غرض سے ہے۔انیس

(۱) عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: إذاشرب الكلب فی إناء أحدكم فيغسله سبع مرات.(متفق عليه)

وفی رواية لمسلم:" وطهورإناء أحدكم إذاولغ فيه الكلب أن يغسله ثلاث مرات إولٰهن بالتراب". (مشكوٰة،باب تطهير النجاسات: ص ۵۲، ظفیر)

(۲) حاصله كما فی البدائع :إن المتنجس إما أن لايتشرب فيه أجزاء النجاسة أصلاً كالأوانی المتخذة من الحجرو النحاس والخزف العتيق أويتشرب فيه قليلاً كالبدن والخف والنعل أويتشرب كثيرًا الخ، أما فی الثالث فإن كان مما يمكن عصره كالثياب فطهارته بالغسل والعصرإلٰی زوال المرئية وفی غيرها بتثليثهما، وإن كان مما لاينعصر كالحصيرالمتخذ من البردی ونحوه إن علم أنه لم يتشرب فيه بل أصاب ظاهره يطهربإزالة العين أوبالغسل ثلاثًا بلا عصروإن علم تشربه كالخزف الجديد والجلد المدبوغ بدهن نجس والحنطة المنتفخة بالنجس فعند محمدؒ لايطهرأبدًا، وعند أبی يوسفؒ ينقع فی الماء ثلاثًا ويجفف كل مرة والأول أقيس والثانی أوسع،آه، وبه يفتٰی،درر. (رد المحتار،باب الأنجاس،مطلب فی حكم الوشم:۱/۳۰۷،ظفیر)

(۳) عن أبی هريرةؓ قال: إذا ولغ الكلب فی الإناء فأهرقه ثم اغسله ثلاث مرات. (الدار قطنی، باب ولوغ الكلب فی الإناء: ج اول ص ۶۶ نمبر ۱۹۳/ مصنف عبد الرزاق،باب الكلب يلغ فی الإناء:ج اول ص ۹۷ نمبر ۳۳۶، انیس)

کتّے کے جوٹھے برتن کے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دینِ متین ومفتیان شرع مبین کہ جوٹھا برتن کتے کا، تین مرتبہ دھوڈالنے سے پاک ہوجاتا ہے بموجب کتب فقہ کے، چنانچہ ایک سند اس کی یہ بھی ہے کہ ابن عدیؒ نے کامل میں ابو ہریرۃؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ''جس وقت کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال دے پس چاہیئے کہ اس کو خالی کرے اور تین بار دھوڈالے''، پس مطلب سائل یہ ہے کہ ظروف دھات ومس وچاندی وغیرہ وظروف گلی وظروف لکڑی وظروف چینی یہ سب اقسام کے برتن تین مرتبہ دھوڈالنے میں داخل ہیں اور پاک ہوجاتے ہیں یانہیں، یا کچھ فرق وتفصیل ان میں ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

جس برتن میں نجاست جذب نہ ہو وہ تو صرف تین بار دھونے سے پاک ہوجاتا ہے، اور جس میں جذب ہوتا ہو جیسا مٹی کا نیا برتن اور مانند اس کے، وہ بقول مفتیٰ بہ تین بار دھونے اور ہر بار خشک کرنے سے پاک ہوجاتا ہے اور خشک کرنے سے مراد یہ ہے کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجاوے۔

(و) قدر (بتثليث جفاف) أي انقطاع تقاطر (في غيره) أي غير منعصر مما يتشرب النجاسة وإلا فبقلعها (درمختار) وإن علم تشربه كالخزف الجديد والجلد المدبوغ بدهن نجس والحنطة المنتفخة بالنجس، فعند محمد لا يطهر أبدًا و عند أبي يوسف ينقع في الماء ثلثاً ويجفف كل مرة والأول أقيس والثاني أوسع، اه، وبه يفتىٰ، درر. (شامی جلد اول ص:۲۲۱) واللہ اعلم

۲۴ رشوال ۱۳۰۴ھ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۰۳، ۱۰۴)

تامچین کے برتن کو کتے نے چاٹ لیا تو وہ کس طرح پاک ہوگا:

سوال: تامچین کے برتنوں کو اگر کتا چاٹ لے تو وہ کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟ جواب صحیح بحوالہ حدیث دیا جائے

الجواب وباللہ التوفیق

کتا جس برتن میں منہ میں ڈالے وہ برتن سات مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۱۰/۷/۱۳۴۴ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۵۹)

مٹی کا برتن ناپاک ہوجائے، تو دھونے سے پاک ہوگا یانہیں:

سوال: مٹی کا برتن اگر ناپاک ہوجائے، تو دھونے سے پاک ہوسکتا ہے یانہیں؟

---

(۱) تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہوجائے گا، البتہ سات مرتبہ دھونا مستحب ہے۔ مجاہد (مراقی الفلاح: ۱۸، امداد الفتاویٰ: ۱/۱۰۴)

الجواب

دھونے سے پاک ہوسکتا ہے، تین دفعہ اس کو دھویا جاوے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۲۴)

اگر مٹی کا برتن ناپاک ہوجائے، تو کس طرح پاک ہوگا:

سوال: اگر مٹی کا یا قارورہ کا برتن ناپاک ہوجاوے تو کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

الجواب

تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاوے گا، اگر اس میں قارورہ بھی ہو تب بھی تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاویگا۔ بہتر یہ ہے کہ مٹی وغیرہ سے صاف کر کے دھووے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۰۰،۳۰۱)

مٹی کا برتن پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: مٹی کا برتن اگر کسی وجہ سے ناپاک ہو جاوے، تو کس طرح پاک کیا جاوے۔فقط (مرسلہ عبد الرشید صاحب، از ضلع میرٹھ)

الجواب

مٹی کا برتن اگرچہ کورا ہو، تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے، کوئی طرز خاص اس کے دھونے کا نہیں ہے۔(۳)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، ۳۰/ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص ۲۴۵)

نیا گھڑا پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: اگر نئے گھڑے میں پیشاب لگ جائے اور جذب ہوجائے، تو کیا اسے پاک کیا جاسکتا ہے؟ اور پاک کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ (محمد مشتاق، اڑیسہ)

الجواب

ایسے گھڑے کو تین بار دھویا جائے اور ہر بار دھونے کے بعد دوسری دفعہ دھونے سے پہلے اتنا وقفہ دیا جائے کہ گھڑے سے پانی کا ٹپکنا موقوف ہوجائے۔

(۱۔۲) (وكذا يطهر محل نجاسة)......(مرئية)......(بقلعها) الخ (و)......(غيرها)......(بغلبة ظن غاسل) الخ (وقدر)......(بغسل وعصر ثلاثًا) الخ. (الدر المختار، باب الأنجاس، ظفير، ۱/۳۲۸ تا ۳۳۱، بیروت، انیس)

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: "إذا ولغ الكلب في الإناء فأهرقه ثم اغسله ثلاث مرات". (الدارقطني، باب ولوغ الكلب في الإناء/ مصنف عبد الرزاق، باب الكلب يلغ في الإناء، انیس)

چنانچہ مشہور حنفی فقیہ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:

والفخار الجدید یغسل ثلاثًا بانقطاع تقاطرہ فی کل منھا. (۱) (کتاب الفتاویٰ:۲/۸۶، ۸۷)

نجس رنگ سے رنگے ہوئے گھڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: پانی کے گھڑے دیہات میں ہندو کمہار چھاپ کر بناتے ہیں اور خنزیر کے بالوں کی کونچی سے چھپائی ہوتی ہے، آگ میں دینے سے پہلے چھپائی ہوتی ہے، اس میں پانی کا استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

وہ رنگ ناپاک ہوجاتا ہے، اس لئے جب تک وہ رنگ باقی رہے وہ سطح برتن کا ناپاک ہے، البتہ اگر اس کو خوب مل کر دھوویں تو پاک ہوجاوے گا، مگر اتنا دھوویں کہ پانی صاف نکلنے لگے۔

۲۷/رجب ۱۳۳۲ھ، حوادث: جلد ۱ و ۲ صفحہ ۱۴۵۔ (امداد الفتاویٰ:۱/۱۲۴)

کورے ناپاک برتن کس طرح پاک ہوں گے:

سوال: کورے برتن پر اگر پیشاب یا کتے کی رال گر جاوے تو وہ دھونے سے پاک ہوتا ہے، یا آگ میں جلانے سے؟

الجواب

پاک ہوجاتا ہے (دونوں طرح سے)۔

بدست خاص، ص:۴۱ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۴)

مٹی کے نئے لوٹوں میں اگر کنویں کا ناپاک پانی ڈالا جائے، تو وہ کس طرح پاک ہوں گے:

سوال: پنجاب میں جو کنویں ہوتے ہیں ان پر ایک سو قریب لوٹے گلی چڑھا کر بیلوں سے چلائے جاتے ہیں، اگر نجاست پڑ جانے کی وجہ سے جدید لوٹے گلی آب نارسیدہ کے ساتھ پاک کرنے کے لئے پانی کنویں سے نکالا جائے تو کیا وہ پاک ہوجائیگا یا نہیں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ جدید لوٹے متشرب الاجزاء ہوتے ہیں، اس لئے جب وہ پانی سے ملاقی ہوں گے تو پلید پانی ان کے اجزا میں بذریعہ مسامات داخل ہوجائے گا اور جب تک ان لوٹوں کو آگ میں نہ جلایا جائے وہ پاک نہیں ہوں گے، یہ صحیح ہے کیا؟

(۱) طحطاوی علی مراقی الفلاح: ص ۸۶

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

درمختار کی روایت: " فینزح الماء إلٰی حد لایملأ نصف الدلو یطهر الکل تبعًا، الخ" کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

" (قوله یطهر الکل): أی من الدلو والرشاء والبکرة وید المستقی تبعًا لأن نجاسة هذه الأشیاء بنجاسة البئر فتطهر بطهارتها للحرج کدن الخمر یطهر تبعًا إذا صار خلاً"، الخ. (۱)

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوٹا ہائے گلی مذکورہ بعد طہارت آب چاہ، پاک ہیں۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۲۱۲/۱، ۲۱۳)

مٹکے کے ناپاک پانی میں پاک پانی ڈال کر بہادینے سے مٹکا پاک ہوگا یا نہیں:

سوال: عام مشہور ہے کہ مٹکے میں کوا منہ ڈال دے، تو اس میں اور پانی اتنا ڈالا جائے کہ مٹکا بھر کر کچھ پانی باہر گر جائے تو مٹکا پاک ہوجاتا ہے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس صورت میں پانی جاری ہوجانے کی وجہ سے پاک ہوجاتا ہے۔

قال ابن عابدین رحمه الله تعالٰی:

إن دلوًا تنجس فأفرغ فیه رجل ماءً حتی امتلأ وسال من جوانبه هل یطهر بمجرد ذلک أم لا؟ والذی یظهر لی الطهارة، أخذًا مما ذکرناه هنا ومما مر من أنه لایشترط أن یکون الجریان بمدد. (وکتب فی المنهیة): أقول: رأیت بعد کتابتی لهذا المحل فی حاشیة الأشباه والنظائر فی آخر الفن الأول للعلامة الکفیری التی تلقاها عن شیخه الشیخ إسمٰعیل الحائک مفتی دمشق ما نصه: مسألة: إذا کان فی الکوز ماء متنجس فصب علیه ماء طاهر حتی جری الماء من الأنبوب بحیث یعد جریانًا ولم یتغیر الماء فإنه یحکم بطهارته اهـ منه. (رد المحتار: ج۱ ص۱۸۰، باب المیاه، مطلب فی إلحاق نحو القصعة) فقط والله تعالٰی اعلم (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۵۱-۵۲)

گندے پانی سے برتن دھلنے پر برتن پاک ہوگا یا نہیں:

سوال (۱): بھینسوں کے اصطبل میں دودھ کے برتنوں کو اس حوض کے پانی سے دھویا جاتا ہے جس حوض سے بھینسیں نہلائی جاتی ہیں اور اسی حوض سے بھینسیں پانی بھی پیتی ہیں، اور اسی حوض میں غیر مسلم ملازمین اپنے کپڑے

(۱) ردالمحتار، فصل فی البئر: ۱/ ۱۹۶، ظفیر

وغیرہ صاف کرتے ہیں اور بھینسوں کو جب حوض پر نہلایا جاتا ہے تو اس وقت ناپاک قطرات بھی اس حوض میں گرتے ہیں اور وہ حوض نہ دہ دردہ ہے اور نہ اس کا پانی جاری ہے، تو ایسے حوض سے دھوئے ہوئے برتنوں میں دودھ رکھنے سے شرعاً دودھ پاک رہے گا یا ناپاک ہوگا۔

(۲) دودھ کے برتن میں دودھ بھرنے کے بعد گھاس کا ڈھکن بنا کر مذکورہ حوض میں دھوکر برتن کے منھ پر رکھا جاتا ہے اور اس گھاس کے پانی کے قطرات اس دودھ میں گرتے رہتے ہیں، تو شرعاً یہ دودھ پاک ہے یا نہیں؟

(۳) دودھ کے برتن میں دودھ کے رکھنے کے بعد کوّے نے جوٹھا کیا تو شرعاً اس دودھ کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب

(۱) صورت مسئولہ میں چونکہ جس پانی سے برتنوں کو دھویا جاتا ہے وہ ناپاک ہے اور ناپاک پانی سے دھونے کی وجہ سے دودھ رکھنے کے لئے جو برتن ہیں وہ ناپاک ہوجائیں گے، لہٰذا اس میں اگر دودھ رکھا جائے گا تو دودھ بھی ناپاک ہوجائے گا۔(۱)

(۲) چونکہ گھاس سے جو ڈھکن بنایا جاتا ہے اسے ناپاک پانی سے دھلا جاتا ہے، اور پھر اسے کین کے اوپر رکھا جاتا ہے، اور اس ڈھکن سے ناپاک پانی ٹپکتا رہتا ہے جو دودھ میں ملتا ہے، لہذا دودھ ناپاک ہوجائے گا۔

(۳) اگر احتراز ممکن نہیں ہے تو معفو عنہ ہے۔(۲)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/ ۲۸۱و۲۸۲)

چینی کے برتنوں کے ناپاک ہونے کا شبہ ہو تو کس طرح پاک کیا جائے:

سوال: جن چینی برتنوں میں کہنگی کے باعث لکیریں سی پڑ جاتی ہیں، اگر ان پر شپرک یا چوہوں کے پیشاب کا شبہ ہو، تو کس طرح پاک ہوسکتے ہیں؟

الجواب

تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجائیں گے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/ ۳۵۶)

---

(۱) وكل ماء وقعت فيه النجاسة لم يجز الوضوء به قليلاً كانت النجاسة أو كثيرًا. (الهداية مع الفتح:۱/ ۷۹)

(۲) ...إنها ليست بنجس، إنها من الطوافين عليكم والطوافات. (السنن الكبرىٰ للبيهقي:۱/ ۲۴۵، حديث:۱۲۰۳)

(۳) (و) يطهر محل (غيرها) أي غير مرئية (بغلبة ظن غاسل)...... (طهارة محلها) ...... (وقدر) ذلك لموسوس (بغسل وعصر ثلاثا)......(فيما ينعصر) الخ (و)......(بتثليث جفاف) أي انقطاع تقاطر (في غيره) أي غير منعصر، الخ. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/ ۳۰۳، ظفير)

چینی وغیرہ کے برتن کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: کپڑا، جسم، تانبے، پیتل، المونیم کے برتن، پلاسٹک کے برتن، چینی کے برتن وغیرہ پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ہر چیز کو تین دفعہ دھولیں، کپڑے کو ہر دفعہ نچوڑ دیں، اس طرح کرنے سے پاک ہوجائے گا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۶ ۲۷، ۲۷۷)

تانبے، چینی اور شیشے کے نجس برتن کیسے پاک ہو سکتے ہیں:

سوال: تانبے، چینی اور شیشے کے برتن اگر نجس ہوجائیں، تو ان کو کس طرح پاک کیا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

تانبے، چینی اور شیشے کے برتن ان برتنوں میں ہیں کہ اگر ان میں کوئی تر (گیلی) چیز رکھی جائے تو اس چیز کی تری کو یہ برتن اپنے اندر جذب نہیں کرتے (یعنی یہ برتن اس چیز کی تری کو سوکھتے نہیں ہیں) پس اگر یہ برتن ناپاک ہوجائیں، تو ان کی ناپاکی یا تو ایسی نجاست سے ہوگی جو دکھائی دیتی ہے، مثلاً برتن میں غلیظ لگ گیا یا خون بھر گیا، تو اس کے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس نجاست اور اس کے اثر کو اس برتن سے دور کر دیا جائے، خواہ ایک مرتبہ دھونے سے اس نجاست کا جرم (دَل) اور اس کا اثر یعنی رنگ وبو دور ہوجائے یا ایک مرتبہ سے زائد دھونا پڑے، یا ان برتنوں

---

(۱) ”إن المتنجس إما أن لایتشرب فیه أجزاء النجاسة أصلاً کالأوانی المتخذة من الحجر والنحاس والخزف والعتیق،أو یتشرب فیه قلیلاً کالبدن و الخف والنعل،أو یتشرب فیه کثیرًا،ففی الأول طهارته بزوال عین النجاسة المرئیة أوبالعدد علٰی ما مر، وفی الثانی کذلک، لأن الماء یستخرج ذلک القلیل...... الخ“. (رد المحتار، باب الأنجاس،تحت قول الدر: مما یتشرب النجاسة الخ:۱/۳۳۲،سعید)

احادیث سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ نجاست کو دھو دینا کافی ہے۔

عن أبی ثعلبة الخشنی رضی اللّٰه عنه قال: قلت یارسول اللّٰه ! إنابأرض قوم أهل کتاب أفنأکل فی آنیتهم ؟قال:” لاتأکلوا فیها إلا أن لاتجدوا غیرها فاغسلوها وکلوا فیها “. (متفق علیه،بلوغ المرام، رقم الحدیث:۱۹)

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یغسل المنی ثم یخرج إلی الصلوٰة فی ذلک الثوب وأنا أنظر أثر الغسل فیه. (متفق علیه ،بلوغ المرام، رقم الحدیث:۲۵)

ولمسلم: لقد کنت أفرکه من ثوب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فیصلی فیه،وفی لفظ له: لقد کنت أحکه یابسًا یظهر من ثوبه. (حوالۂ سابق،انیس)

کی ناپاکی ایسی ناپاک چیزوں سے ہو جوخشک ہوجانے پر دکھائی نہیں دیتی ہیں، جیسے بے رنگ پیشاب، تو ایسے برتن کے پاک کرنے کا طریقہ اس شخص کے لیے جس کو وسوسہ اور شک ہر بات میں نہیں پڑتا ہے، یہ ہے کہ اس برتن کو اتنا دھوئے کہ اس کو برتن کے پاک ہوجانے کا یقین یا ظن غالب ہوجائے، ایسے شخص کے لیے برتن کے دھونے کی کوئی تعداد نہیں ہے، پس اگر اس شخص کو ایک مرتبہ کے دھونے سے یقین یا ظن غالب حاصل ہوگیا برتن پاک ہوجانے کا، تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہوجائے گا۔

اور چونکہ برتن کے پاک ہونے کا ظن غالب عام طور پر تین مرتبہ دھونے سے حاصل ہوتا ہے، لہذا بعض علما نے تین مرتبہ دھونے کی قید لگائی ہے اور ان کے نزدیک اس برتن کی پاکی تین مرتبہ دھونے سے ہوتی ہے، لہذا احتیاط یہ ہے کہ اس کو تین مرتبہ دھوئے۔(۱)

اور جس شخص کو ہر بات میں وسوسہ اور شک ہوتا ہو، اس کو برتن کے پاک کرنے کے لیے برتن کو تین مرتبہ یا سات مرتبہ دھونا چاہیے۔

اور چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسے ناپاک برتن کو ایک مرتبہ مٹی سے مانجنا بھی ضروری ہے، لہذا ہمارے علما تحریر فرماتے ہیں کہ اگر برتن میں ایسی نجاست لگ جائے جو خشک ہونے پر دکھائی نہ دے، جیسے بے رنگ پیشاب یا کتے کا بھیگا ہوا جسم یا زبان، تو برتن کو کم از کم تین مرتبہ دھونا چاہیے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانج لینا مستحب ہے۔

پس صورت مسئولہ میں اگر تانبے، چینی اور شیشے کے برتن ایسی نجاستوں سے ناپاک ہوجائیں جو خشک ہونے پر دکھائی دیتی ہیں، جیسے غلیظ اور خون وغیرہما، تو ان کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان برتنوں کو اس طرح دھوئے کہ وہ نجاست برتن سے دور ہوجائے اور اس نجاست کا رنگ اور اس کی بو اس برتن میں باقی نہ رہے، خواہ یہ چیزیں ایک مرتبہ سے دور ہوجائیں یا تین مرتبہ سے زائد دھونا پڑے، صابون یا مٹی وغیرہ سے دھونے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر یہ برتن ایسی نجاستوں سے ناپاک ہوجائیں جو خشک ہوجانے پر دکھائی نہیں دیتی ہیں، جیسے بے رنگ

---

(۱) والنجاسة ضربان، مرئية، وغير مرئية، فما كان منها مرئياً فطهارتها بزوال عينها لأن النجاسة حلت المحل باعتبار العين فتزول بزواله إلا أن يبقى من أثرها مايشق إزالته لأن الحرج مدفوع، وهذا يشير إلىٰ أنه لايشترط الغسل بعد زوال العين وإن زال بالغسل مرة واحدة، وفيه كلام، وماليس بمرئي فطهارتها أن يغسل حتى يغلب علىٰ ظن الغاسل أنه قد طهر، لأن التكرار لابد منه للاستخراج ولايقطع بزواله فاعتبر غالب الظن كما في أمر القبلة وإنماقدروا بالثلاث لأن غالب الظن يحصل عنده فأقيم السبب الظاهر مقامه تيسيرًا، و يتأيد ذلک بحديث المستيقظ من منامه. (الهداية، باب الأنجاس وتطهيرها، انیس)

عن ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال: اذااستيقظ احدكم من منامه فلايغمسن يده في الإناء حتى يغسلهاثلاثا فإن احدكم لايدری اين باتت يده. (مسلم باب اذااستيقظ احدكم من منامه فلايغمسن، الخ. انیس)

پیشاب، کتے کا لعاب دہن، توان برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو تین مرتبہ پانی سے اچھی طرح دھوئیں اور ایک مرتبہ مٹی سے مانج کر صاف کر لیں خواہ پیلی مٹی ہو یا راکھ وغیرہ۔ (فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ: ۱۴۸-۱۴۹)

تانبے کا برتن ناپاک ہو جائے تو وہ کس طرح پاک ہوگا:

سوال: اگر تانبے کا برتن ناپاک ہو جائے، تو دھونے سے پاک ہو جائے گا یا قلعی کی ضرورت ہے؟

الجواب ______________________

دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، قلعی کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۱۳)

اسٹیل کا برتن ناپاک ہو جائے، تو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: آج کل اسٹیل کے برتن استعمال ہوتے ہیں، کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر اسٹیل ناپاک ہو جائے، تو پاک بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ______________________ حامدًا و مصلیاً

اسٹیل اگر دھات ہے تو ناپاک نہیں، اور اگر ناپاک بھی ہو تو پاک کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (۳)

لہٰذا اس برتن کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ جس طرح اہلِ ہنود پیتل کے برتن استعمال کرتے ہیں ایسے نہ ہوں، تا کہ تشبہ نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۷۷)

المونیم کا برتن ناپاک ہو گیا، تو وہ کیسے پاک کیا جائے:

سوال: المونیم کے برتن اگر ناپاک ہو جاویں، تو مانجنے اور تین دفعہ دھونے سے پاک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ______________________

وہ ظروف مانجنے اور دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۲۳)

---

(۱) والنجاسة ضربان...الخ. (الهداية، باب الأنجاس: ۱/۷۴، ظفیر)

(۲) "(وكذا يطهر محل نجاسة)......(مرئية)......(بقلعها)......(ولا يضرّ بقاء أثر)......(لازم)......(و)......(غيرها)......(بغلبة ظن غاسل) لو مكلفاً (طهارة محلها)" (الدر المختار)، "الأواني ثلثة أنواع: خزف وخشب وحديد ونحوها، وتطهيرها على أربعة أوجه: حرق ونحت ومسح و غسل، فإن كان الإناء من خزف أو حجر و كان جديدًا ....الخ". (الدر المختار مع حاشية الطحطاوی، باب الأنجاس: ۱/۱۶۳، دار المعرفة، سعيد)

(۳) (وكذا يطهر محل نجاسة)......الخ. (الطحطاوی على الدر المختار، باب الأنجاس: ۱/۱۶۳، ظفیر)

المونیم پلاسٹک کے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: جسم اور وہ چیزیں جس میں پانی وغیرہ جذب نہیں ہوتا ہے، المونیم پلاسٹک وغیرہ جب نجس ہوں، خواہ مرئیہ یا غیر مرئیہ، اوپر سے پانی ایک ہی دفعہ مسلسل اس قدر چھوڑیں اور ملتے جائیں کہ طہارت کا یقین حاصل ہو جائے، پاک ہوا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اس طرح پاک ہو جائے گا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۷۸/۵)

پلاسٹک کے برتن پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: پلاسٹک کے برتن پر اگر گندگی لگ جائے، تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

از روئے شرع جو برتن جاذب نہ ہو، یعنی نجاست جذب نہ کرتا ہو، تو اس قسم کے برتن کے ساتھ اگر نجاست لگ جائے، تو تین دفعہ پانی ڈال کر دھونے سے برتن پاک ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں تثلیثِ غسل کے لئے برتن کا خشک ہونا ضروری نہیں۔

قال ابن عابدینؒ: "أی مالایتشرب النجاسة ممالاینعصر یطهر بالغسل ثلاثاً ولو بدفعة بلا تجفیف کالخزف والآجر المستعملین کمامر، وکالسیف والمرآة ومثله مایتشرب فیه شیء قلیل کالبدن والنعل". (ردالمحتار علی الدرالمختار، مطلب فی حکم الوشم، تحت قول الدر: وإلا فبقلعها: ج ۱ ص ۳۳۲)(۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۷)

---

(۱) "أو جریٰ علیه الماء، طهر مطلقاً بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس، هو المختار". (الدرالمختار، باب الأنجاس: ۳۳۳/۱، سعید، وکذا فی مجمع الأنهر، باب الأنجاس: ۹۰/۱، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(۲) قال فی الهندیة: ومالاینعصر یطهر بالغسل ثلاث مراتٍ والتجفیف فی کل مرة لأن للتجفیف أثرًا فی استخراج النجاسة وحد التجفیف أن یخلیه حتی ینقطع التقاطر ولایشترط فیه الیبس هذا إذا تشربت النجاسة کثیرًا وإن لم یتشرب فیه أو تشربت قلیلاً یطهر بالغسل ثلاثاً "هکذا فی المحیط. (الهندیة: الباب السابع فی النجاسة: ج ۱ ص ۴۲)

جن چیزوں میں پانی جذب نہیں ہوتا ان کے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: آج کل پلاسٹک کا جوتہ چپل پالش کیا ہوا - چمڑے کا یا باٹا کا - دکانوں میں ملتے ہیں، اگر نجاست غیر مرئیہ سے ناپاک ہوجائیں، تین دفعہ دھوڈالیں یا ایک دفعہ اوپر سے پانی ڈال کر اس قدر دھوڈالیں کہ نجاست زائل ہونے کا یقین ہوجائے، تو پاک ہوا یا نہیں؟ پانی ٹپکانا ہوگا یا نہیں؟

اسی طرح لکڑی کا کھڑاواں جوکہ پالش کیا ہوا ہے پاک ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جس میں پانی جذب نہیں ہوتا، اس پر تین دفعہ مسلسل پانی ڈالنے سے بھی پاک ہوجاتا ہے۔(۱) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۷۹)

بالٹی گلاس وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: بالٹی، گلاس لوٹا وغیرہ...... اندر باہر دونوں طرف نجس ہوں، تو پانی لوٹا بالٹی وغیرہ (میں) لیکر تین دفعہ دھوئیں، یعنی جو برتن ناپاک ہے اس میں تھوڑا پانی پاک لے لیں اور اس پانی سے جو برتن کے اندر دھویا ہے برتن کے باہر بھی ہاتھ لیکر دھوڈالیں، تمام طرف سے دھوکر پانی پہلا پھینک دیں پھر دوسری مرتبہ، تیسری مرتبہ اسی طرح عمل کریں، تو بالٹی، لوٹا، برتن وغیرہ پاک ہوا یا نہیں؟ اور ہر دفعہ پانی کو ٹپکانا ہوگا یا نہیں؟ مسلسل دھونے سے پاک ہوجائے گا یا نہیں؟ جبکہ جذب ہونے کی چیز نہیں ہیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

پاک ہوجائے گا، جس میں پانی جذب نہیں ہوتا اس پر تین دفعہ مسلسل پانی ڈالنے سے بھی پاک ہوجاتا ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۸۰، ۲۸۱)

---

(۱) ”إن المتنجس إما أن لایتشرب فیه أجزاء النجاسة أصلاً کالأوانی المتخذة من الحجر والنحاس والخزف والعتیق، أویتشرب فیه قلیلاً کالبدن و الخف والنعل، أویتشرب کثیرًا، ففی الأول طهارته بزوال عین النجاسة المرئیة أوبالعدد علیٰ مامر، وفی الثانی کذلک، لأن الماء یستخرج ذلک القلیل فیحکم بطهارته الخ“. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی حکم الوشم:۱/۳۳۲، سعید)

(۲) ”فیما لاینعصر یطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفیف فی کل مرة، لأن للتجفیف أثرًا فی استخراج النجاسة“. (الفتاویٰ العالمکیریة، الباب السابع فی النجاسة:۱/۴۲، رشیدیه)

لوہے کی چیز پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: لوہے کی چیزیں خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہیں یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

لوہے کی چیز اگر ناپاک ہوجائے، تواس کو دھوکر یا مٹی وغیرہ سے رگڑ کر پاک کرنا ضروری ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۲۷۸/۵)

حوض اور ڈرام پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: حوض یا بڑے ڈرام کا پانی نجس ہوجائے تو ناپاک پانی بہادینے کے بعد پاک ہوگیا یانہیں؟ یا دھونا پڑے گا، اگر دھونے کا حکم ہوتو کتنی دفعہ دھونا ہوگا؟ حوض اگر خشک ہوکر زوالِ نجاست ہوجائے تو بغیر دھوئے حوض میں پانی ڈال سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ڈرام کو دھویا جائے، ناپاک پانی گرادینے پر کفایت نہ کی جائے۔(۲) حوض کو اتنا بھرا جائے کہ سب طرف سے پانی ابل کر جاری ہوجائے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۲۸۰/۵)

×××

---

(۱) ”(وكذا يطهر محل نجاسة)أما عينها فلا تقبل الطهارة(مرئية)بعد جفاف كدم(بقلعها)أى بزوال عينها وأثرها ولو بمرة أو بما فوق ثلاث فى الأصح، ولم يقل بغسلها،ليعم نحو دلك وفرك“. (الدر المختار،باب الأنجاس،قبيل مطلب فى حكم الصبغ الخ:۳۲۸/۱،۳۲۹،سعید)

(۲) ”(و)قدّر(بتثليث جفاف)أى انقطاع تقاطر(فى غيره)أى غير منعصر مما يتشرب النجاسة“.(الدر المختار) (قوله:أى غير منعصر):أى بأن تعذرعصره كالخزف“.(رد المحتار،باب الأنجاس:۳۳۲/۱،سعید)

(۳) ”حوض صغير تنجس ماؤه، فدخل الماء فيه من جانب،وسال ماء الحوض من جانب آخر،كان الفقيه أبو جعفر رحمه الله يقول:لما سال ماء الحوض من جانب آخر يحكم بطهارة الحوض،وهو اختيار الصدر الشهيد رحمه الله“.(المحيط البرهانى،الفصل الرابع فى المياه:۱۰۶/۱، غفاریہ)

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَناً وَّجَعَلَ لَكُمْ
مِّنْ جُلُوْدِالْاَنْعَامِ بُيُوْتاً تَسْتَخِفُّوْنَهَايَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيُوْمَ اِقَامَتِكُمْ
وَمِنْ اَصْوَافِهَاوَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَا اَثَاثاً وَّمَتَاعاًاِلٰى حِيْنٍ﴾

(سورۃ النحل: ۸۰)

اور اللہ نے بنا دیئے تم کو، تمہارے گھر، بسنے کی جگہ،
اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے ڈیرے، جو ہلکے رہتے ہیں تم پر، جس دن سفر میں ہو،
اور جس دن گھر میں، اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی ببریوں سے اور بکریوں کے بالوں سے
کتنے اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک۔

ہڈی، کھال اوراون کے احکام

ہڈیوں کی طہارت کا حکم:

سوال: ہڈی پاک ہے، تو کیا جانوروں کی ہڈیاں بھی پاک ہیں، جیسے کتا، بلی سور وغیرہ۔ ایک ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ سوکھی ہڈیاں چاہے جس جانور کی ہوں، پاک ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

خنزیر کے علاوہ دیگر جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں۔(۱)

(وشعر الميتة) غير الخنزير على المذهب (وعظمها......) الخ (طاهر). (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری۔ ۱۰/۶/۱۴۰۲ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۹۶/۲)

مردار کی کھال دباغت کے بعد پاک ہے یا ناپاک:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین در بارہ پاک ہونے چرم اس حیوان کے جو بقضائے اپنے فوت ہوا، اور قوم چمار اس کا گوشت حرام اپنے تصرف میں لاتے، اور چرم کو دباغت دیکر جفت پاپوش وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ جملہ مسلمانان اہل سنت وجماعت میں یہ امر رواج یافتہ ہے کہ بعد وضو کے پاؤں دھو کر اس میں رکھتے ہیں۔ اس صورت میں پاؤں اس کا اور لباس مصلی کا پاک رہا یا نجس ہوا؟ اور دباغت دادۂ کافر چرم اصل مردار کیونکر پاک ہوا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

سوائے خنزیر کے کہ وہ نجس العین ہے اور سوائے انسان کے کہ وہ مکرم ومحترم ہے اور سب جانوروں کا چرم دباغت

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال: "إنما حرم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من الميتة لحمها، وأما الجلد والشعر والصوف فلابأس به". رواه الدارقطني. (إعلاء السنن: ص ۲۸۱، ۲۸۲)

عن ابن عباسؓ قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِىَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهُ﴾، ألا كل شيء من الميتة حلال إلا ما أكل منها فأما الجلد والقرن والشعر والصوف والسن والعظم فكل هذا حلال لأنه لايذكى. (الدارقطني، باب الدباغ/ سنن للبيهقي، باب المنع من الانتفاع بشعر الميتة)

اس حدیث میں ہے کہ مردار کے گوشت کے علاوہ جتنی چیزوں میں خون سرایت نہیں کرتا سب حلال اور پاک ہیں۔ انیس

(۲) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، مطلب في أحكام الدباغة: ۳۵۹/۱ تا ۳۶۲۔

سے پاک ہوجاتا ہے، اگر چہ وہ جانور مردار ہو۔

وكل إهاب دبغ فقد طهر، وجازت الصلوٰة فيه والوضوء منه، إلا جلد الخنزير والآدمی، لقوله عليه السلام:" أيما إهاب دبغ فقد طهر". (الهداية، جلداول ص:۲۴)

عن ميمونةؓ قالت: أهدى لمولاة لنا شاة من الصدقة فماتت فمربها النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فقال:" ألا دبغتم إهابها فاستمتعتم به"، فقالوا: يارسول اللّٰه! إنها ميتة، قال:" إنما حرم أكلها. (أبوداؤد، جلد ثانی: ص۲۱۳)

اور بہت سی حدیثیں اس مضمون کی ہیں، **من شاء فليراجع إلى كتب الحديث.**

پس جب چرم مدبوغ پاک ہوا، تو اس میں ڈالنے سے بھیگا پاؤں ناپاک نہیں ہوتا۔

امداد: ج ا صفحہ ا (امدادالفتاویٰ: ۱/ ۹۱-۹۲)

مردار کی کھال، چربی وغیرہ کا استعمال:

سوال: شیر، گرگ اور کتا وغیرہ، جو جانور کہ مردار ہیں، ان کی کھال اور استخوان اور چربی وغیرہ کو استعمال میں مسلمان لوگ لا سکتے ہیں یا نہیں، اگر لا سکتے ہیں تو کس طریقہ سے؟

الجواب

مردار جانوروں کی کھال سوائے آدمی وخنزیر کے، دباغت سے پاک ہوجاتے ہیں، اس کا استعمال جائز ہے۔(۱) اور ہڈی، پٹھہ، سینگ، بال اور اون سب پاک ہیں، انتفاع ان سے جائز۔

ولا بيع جلود الميتة قبل أن تدبغ ولا بأس ببيعها والانتفاع بها بعد الدباغ ولا بأس ببيع عظام الميتة وعصبها وصوفها وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذلک كله. (الهداية: ج ۱ ص ۲۷)

اور چربی مردار کی ناپاک ہے، اس کا کسی طرح استعمال نہ چاہئے۔

قيل يا رسول اللّٰه! أرأيت شحوم الميتة فإنه يطلى بها السفن ويدهن بها الجلود ويستصبح بها الناس؟ فقال: لا هو حرام. (أبوداؤد: ج۲ ص۱۳۷، كتاب البيوع، باب فی ثمن الخمر والميتة)

وكذلک الزيت إذا وقع فيه ودک الميت فإن كان الزيت غالبًا جاز بيعه، وإن كان الودک

---

(۱) عبد اللّٰه بن عباسؓ أخبره أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم مربشاة ميتة فقال:" هلا استمتعتم بإهابها؟ قالوا: إنها ميتة، قال:" إنما حرم أكلها". (صحيح البخاری، باب جلود الميتة، كتاب الذبائح والصيد)

عن عائشةؓ زوج النبی صلی اللّٰه عليه وسلم أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم أمر أن يستمتع بجلود الميتة إذا دبغت. (أبوداؤد، باب فی إهاب الميتة، ص ۵۸۰، نمبر ۴۱۲۴)

عن عائشةؓ قالت: قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم:" استمتعوا بجلود الميتة إذا هی دبغت ترابًا كان أو رمادًا أو ملحًا أو ما كان بعد أن تريد صلاحه". (الدارقطنی، باب الدباغ/ سنن للبيهقی، باب وقوع الدباغ بالقرظ أومايقوم مقامه انیس)

غالبًا لم يجز، والمراد من الانتفاع حال غلبة الحلال الإنتفاع في غير الأبدان، وأما في الأبدان فلايجوز الإنتفاع به، كذا في المحيط. (عالمگیری: ج ۳ص ۱۳۱) فقط

۱۹ / ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ۔ امداد ج ا صفحہ ۱۵۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۹۲۔۹۳)

اگر کتا بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے، تو اس کی کھال پاک ہوگی یا نہیں:

سوال: اگر کتے کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جاوے اور اس کی کھال پر نماز پڑھی جائے، تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

کتے کے نجس العین ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ جو فقہا نجس العین مثل خنزیر کے فرماتے ہیں، ان کے نزدیک بعد ذبح علی التسمیہ کے بھی، چمڑا وغیرہ اس کا پاک نہ ہوگا، اور جو فقہا اس کو نجس العین نہیں کہتے، اُن کے نزدیک بعد ذبح کے، چمڑا اس کا پاک ہوجاوے گا، مثل جلد شیر، بھیڑیئے وغیرہ کے، وعلیه الفتویٰ۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۵۴۔۳۵۵)

کتے کی کھال کا حکم:

سوال: کیا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ انسان وخنزیر کی جلد کے سوا جملہ جلدیں بعد از دباغت طاہر ہوجاتی ہیں، اگر جواب اثبات ہے، تو کیا اگر کتے کی کھال کو دباغت دے دی جائے، تو طاہر ہوگی اور نماز درست ہوگی یا نہیں، اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے، جملہ فقہا نے کتے کو مستثنیٰ نہیں فرمایا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

عام متون میں یہی مذکور ہے کہ خنزیر اور آدمی کی کھال کے سوا سب جانوروں کی کھالیں دباغت دینے سے پاک ہوجاتی ہیں، اس کے عموم سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ کتے کی کھال بھی دباغت سے پاک ہوجاتی ہے، اور یہی ظاہر الروایۃ ہے۔ لیکن حضرت حسنؒ کی روایت یہ ہے کہ کتے کی کھال بھی مثل خنزیر کے دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔

---

(۱) واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين) عند الإمام، وعليه الفتوى وإن رجحه بعضهم النجاسة كما بسطه ابن الشحنة، فيباع ويؤجر ويضمن ويتخذ جلده مصلّى ودلوًا، الخ. (الدر المختار علٰى صدر رد المحتار، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/ ۱۹۲، ظفير)

سمعت أم سلمةؓ زوج النبي صلى الله عليه وسلم تقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:" لابأس بمسك الميتة إذا دبغ، ولابأس بصوفها وشعرها وقرونها إذا غسل بالماء"۔ (الدارقطني، باب الدباغ / سنن للبيهقي، باب المنع من الانتفاع بشعر الميتة)

عن عبد اللّٰه ابن حارث رضي اللّٰه عنه مرفوعًا:" ذكوٰة كل مسك دباغة" رواه الحاكم وهو حديث صحيح. (إعلاء السنن، باب مايطهر بالدباغ يطهر بالذكوٰة، انيس)

اور اصل اس کی یہ ہے کہ کتے کے بارے میں ائمۂ اجتہاد کا اختلاف ہے۔
امام شافعیؒ اور حنفیہ میں سے صاحبینؒ اس کو خنزیر کی طرح نجس العین فرماتے ہیں اور امام اعظمؒ سے ظاہر الروایہ، یہ ہے کہ نجس العین نہیں اور روایت حسنؒ میں ان سے بھی دوسرے ائمہ کے ساتھ موافقت منقول ہے۔
اسی لئے مشائخ حنفیہ کے فتاویٰ اور اختیارات اس بارے میں مختلف ہیں۔ عامہ متون وشروح نے ظاہر روایت کو اختیار کیا ہے، اور قاضی خاں نے نجس العین ہونے کو ترجیح دی ہے، اور اسی کو مبسوط شیخ الاسلام اور صاحب قنیہ نے اور ابن وہبان نے اپنے منظومہ میں اختیار کیا ہے۔
قال في البحر: ويدخل أيضًا في عموم قوله كل إهاب دبغ الخ جلد الكلب فيطهر بالدباغ بناءً علىٰ أنه ليس نجس العين، وقد اختلفت روايات المبسوط فيه، الخ (ثم قال) وفي مبسوط شيخ الإسلام: أما جلد الكلب فمن أصحابنا فيه روايتان، في رواية: يطهر بالدبغ، وفي رواية: لا يطهر، وهو الظاهر من المذهب (ثم قال) واختار قاضي خان في الفتاوىٰ نجاسة عينه وفرع عليها فروعًا. (البحر الرائق: ج۱ص۱۰۷)
بناءً علیہ احوط وہی ہے، جس کو قاضی خان وغیرہ نے اختیار کیا ہے، یعنی نجاسۃ اور اوسع وہ ہے، جو ظاہر الروایۃ میں ہے، یعنی طہارت اور نماز کے معاملہ میں احتیاط پر عمل ضروری ہے۔ واللہ اعلم (امداد المفتین: ۲۶۳)

بغیر دباغت کے مردار کی کھال بیچنا:

سوال: یہاں مسلمانوں کا ایک طبقہ بطور پیشہ مردار جانوروں کی کھالیں نکالتا ہے، اور ان کو بغیر دباغت کے فروخت کرتا ہے، اس سے قبل یہ کام غیر مسلم کیا کرتے تھے، ٹھیکہ آج بھی انہیں کے نام اٹھتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا کسی مسلمان کے لئے ایسا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے اور کیا اس سے حاصل شدہ رقم کو مدرسہ ومسجد کے کاموں میں لگا سکتے ہیں، کیا ایسے پیشہ والے کی دعوت جائز ہے؟

هو المصوب

مردار کی کھال بغیر دباغت کے کسی مسلمان کے لئے فروخت کرنا ناجائز ہے۔ خنزیر کے علاوہ تمام مردار کی کھالوں کو دباغت کے بعد فروخت کر سکتے ہیں، صرف نمک چھڑک کر بھی جس طرح دواؤں اور مٹی کے ذریعہ دباغت دی جاتی ہے، دباغت ہو جاتی ہے، مسلمان پیشہ ور کو چاہئے کہ دباغت دے کر کھالوں کو فروخت کرے۔ (۱)
تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۷۸)

---

(۱) **عن ابن عباس قال: تصدق علىٰ مولاة لميمونة بشاة فماتت فمر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: هلا أخذتم إهابها، فدبغتموه فانتفعتم به، فقالوا: إنها ميتة، فقال: "إنما حرم أكلها".** (صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، حديث نمبر: ۷۴۳)
وكل إهاب دبغ فقد طهر وجازت الصلاة فيه والوضوء منه ......إلا جلد الخنزير والأدمي. (الهداية مع الفتح: ۱/۹۶)
نوٹ: دباغت کے بعد ان چمڑوں کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس کی آمدنی حلال ہے، اس رقم کو مسجد ومدرسہ میں بھی لگا سکتے ہیں اور اس رقم سے دعوت بھی کھلا سکتے ہیں۔ انیس

کتا بلی وغیرہما کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں، اور اس کی بیع کیسی ہے:

سوال: (۱) کتا، بلی، سیار، لومڑی وغیرہ کی کھال بعد دباغت صرف اپنے ہی استعمال کیلئے یا بلا قیمت دینے لینے کے لیے پاک ہوتی ہے، یا اس کی بیع وشراء بھی جائز ہے مسلم وغیر مسلم سے؟

غیر ماکول کی کھال اور اس کا گوشت پاک ہوسکتا ہے یا نہیں:

سوال: (۲) نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ کتاب الصید میں تحریر ہے کہ: شکار کرنا ہر جانور کا درست ہے، خواہ گوشت اس کا حلال ہو یا نہ ہو، جیسے لومڑی، بھیڑیا، ریچھ، سور وغیرہ۔ تو سوائے سور کے اور جانوروں کی کھال اور گوشت پاک ہوجاوے گا، آیا اس کی کھال وگوشت کو شکاری وغیرہ خود ہی استعمال کر سکتے ہیں، یا اس کی بیع وشراء بھی مسلم وغیر مسلم سے جائز ہے؟

گوشت وکھال کی پاکی کا کیا طریقہ ہے:

سوال: (۳) اس گوشت اور کھال کے پاک ہونے میں کچھ تفصیل ہے، یعنی آلۂ دھاردار کے مارنے سے پاک ہوگا، یا گولی مارنے سے بھی پاک ہوجائے گا؟

اس گوشت کا استعمال کب جائز ہے:

سوال: (۴) اس گوشت کا استعمال کن صورتوں میں جائز ہے؟

کھال کا استعمال بلا دباغت جائز ہے یا نہیں:

سوال: (۵) کیا اس کھال کو بلا دباغت مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

کتے کی کھال کی بعد دباغت جائے نماز جائز ہے یا نہیں:

سوال: (۶) کتے وغیرہ کی کھال کی بعد دباغت کے جائے نماز یا فرش مسجد یا ڈول بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) بعد دباغت کے اس کی بیع وشراء جائز ہے، مسلم اور غیر مسلم سے۔ (۱)

---

(۱) (وكل إهاب)......(دبغ)...... (وهو يحتملها طهر)فيصلى به ويتوضأ منه الخ(خلا)جلد(خنزير)فلايطهر...... (وآدمى)فلايدبغ لكرامته الخ(وما)......(طهربه)...... (طهربذكاة)......(لا)يطهر(لحمه على)قول(الأكثر إن)كان (غيرمأكول). (الدرالمختارعلىٰ صدرردالمحتار، باب المياه، مطلب فى أحكام الدباغة: ۱/۱۸۷، ظفير)

(۲) کھال کا استعمال اور بیع وشراء بعد دباغت کے درست ہے، اور گوشت ان جانوروں کا جو غیر ماکول اللحم ہیں ذبح کرنے سے پاک تو ہو جاتا ہے۔ مثلاً اس کو پاس رکھ کر نماز ہو جائے گی، لیکن کھانا اس کا درست نہیں ہے، اور گوشت کے پاک ہونے میں خلاف بھی ہے، بعض نے ترجیح گوشت کی نجاست کو دی ہے۔(۱)

(۳) اس میں ذبح کرنے کی قید ہے، گولی وغیرہ سے مرنے میں نہ کھال پاک رہتی ہے نہ گوشت، پھر کھال دباغت سے پاک ہو جاوے گی۔(۲)

(۴) جو فقہا گوشت کو پاک کہتے ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پاس رکھ کر نماز درست ہے۔

(۵) ذبح کرنے سے کھال ویسے ہی بلا دباغت بھی پاک ہو جاتی ہے، اور بلا دباغت استعمال کرنا اُس کا درست ہے۔(۳)

(۶) جائز ہے۔ **كذا صرح به في الدر المختار.** (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۵۱ تا ۳۵۳)

کتّے کا چمڑا بعد دباغت پاک ہے یا ناپاک، اور اس پر نماز وقرآن پڑھنا کیسا ہے:

سوال: زید نے جلد کلب کو دباغت دیکر جانماز بنالی ہے، اور مسجد میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتے اور قرآن شریف اس پر رکھتے ہیں۔ یہ امر جائز ہے یا نہ؟

الجواب

جلد کلب وغیرہ کے بارہ میں درمختار میں مذکور ہے:

" واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين) عند الإمام، وعليه الفتوىٰ، وإن رجح بعضهم النجاسة، كما بسطه ابن الشحنة، فيباع ويؤجر ويضمن، ويتخذ جلده مصلًى ودلوًا، الخ".

---

(۱) (وما) أي إهاب (طهر به) أي بدباغ (طهر بذكاة) على المذهب (لا) يطهر (لحمه علىٰ قول (الأكثر إن) كان (غير مأكول) هذا أصح مايفتىٰ به، وأن قال في الفيض: الفتوىٰ علىٰ طهارته. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/۱۸۹، ظفیر)

(۲) (وهل يشترط) لطهارة جلده (كون ذكاته شرعية) الخ (قيل: نعم، وقيل: لا، والأول أظهر). (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/۱۸۹، ظفیر)

(۳) فجاز أن تعتبر الذكاة مطهرة لجلده للاحتياج إليه للصلوٰة فيه وعليه، ولدفع الحر والبرد وستر العورة بلبسه دون لحمه لعدم حل أكله. (رد المحتار، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، تحت قول صاحب الدر المختار: هذا أصح مايفتىٰ به: ۱/۱۸۹، ظفیر)

(۴) واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين) عند الإمام، وعليه الفتوىٰ الخ فيباع ويؤجر ويضمن، ويتخذ جلده مصلًى ودلوًا، الخ. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/۱۹۲، ظفیر)

شامی میں ہے:

’’(قوله: وعليه الفتوىٰ)وهو الصحيح والأقرب إلى الصواب. بدائع. وهو ظاهر المتون. بحر. ومقتضىٰ عموم الأدلة‘‘. فتح.(۱)

پس درمختار وشامی وبدائع وبحر وفتح القدیر سے ترجیح جواز کی معلوم ہوئی۔اگرکسی نے ایسا کیا،تومحل اعتراض نہیں ہے،اوراحتیاطاً نہ کرنا دوسری بات ہے،جواز میں کلام نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۹،۳۲۰)

کتا چھوئے ہوئے ہاتھ سے بغیردھوئے کھانا کھانا اوراس کے چمڑے کا ڈول جائز ہے یانہیں:

سوال: کتّے کو ہاتھ سے پیار کر کے کھانا کھاسکتے ہیں؟ اورکیا عرب میں کتے کی کھال کے ڈول بناتے تھے؟ اور جہاں کتے کے بال گرتے ہیں وہاں رحمت کا فرشتہ آتا ہے یانہیں؟

الجواب

کتے کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا،البتہ جوفقہا کتے کے نجس العین ہونے کے قائل ہیں،اُن کے نزدیک اگر بدن اس کا تر ہوتو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہوجائے گا،اوراگرخشک ہےتو ناپاک نہ ہوگا۔بہرحال احترازاس فعل سےاولیٰ ہے۔

اسی طرح کتے کی کھال کودباغت دیکر ڈول بنانا بھی درست ہے،اورجونجس العین کہتے ہیں وہ جائزنہیں کہتے۔لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کےنہیں ہے۔(۲)

اورحدیث شریف میں ہے:

عن أبی طلحةرضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم:

’’لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولاتصاوير‘‘.(۳)

یعنی جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو،اس گھر میں فرشتے نہیں آتے،اس میں بالوں کے گرنے کا ذکرنہیں ہے۔فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۱۷)

---

(۱) رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب فی المسک الخ:۱/۱۹۲۔ظفیر

(۲) واعلم أنه(ليس الكلب بنجس العين)عند الإمام وعليه الفتوىٰ الخ فيباع ويؤجر ويضمن، ويتخذ جلده مصلًى ودلوًا، ولوأخرج حيًا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئرولا الثوب بانتفاضه الخ ولا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره.(الدرالمختارعلىٰ رد المحتار، باب المياه،مطلب فی أحكام الدباغة:۱/۱۹۲،ظفیر)

(۳) مشكوٰة المصابيح، باب التصاوير،فصل اول ص ۳۸۵،ظفیر/والحديث رواه البخاری،حدیث نمبر:۵۹۴۹،انیس

غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے، دوسرا کوئی فائدہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں:

سوال: کیا یہ امر صحیح ہے کہ حیوان غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے، دیگر فائدہ حاصل کرنا درست ہے؟

الجواب

غیر ماکول اللحم ذبح شرعی کے بعد پاک ہوجاتا ہے۔ اس کے چمڑے وغیرہ کا استعمال درست ہے، اور گوشت بھی پاک ہوگیا، مگر کھایا نہ جاوے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۳۵۹)

چمڑے کی ٹوپی اور بیلٹ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: جانور کے چمڑے سے بنی ہوئی ٹوپی یا بیلٹ پہن کر نماز پڑھنا درست ہے؟ جب کہ اس جانور کے حلال نہ ہونے کا شک ہو۔ (فیض النساء بیگم، مصری گنج)

الجواب

چمڑے دو صورتوں میں پاک ہوجاتے ہیں اور ان کا استعمال درست ہوتا ہے، ایک تو ان جانوروں کے چمڑے جنہیں شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو، دوسرے وہ چمڑے جو ہوں تو مردار کے، لیکن ان کو دباغت دیا گیا ہو، یعنی نمک، کیمیکل یا کسی اور چیز کا استعمال کر کے ان کی آلائش دور کردی گئی ہو، ان دونوں صورتوں میں چمڑا پاک ہوجاتا ہے، اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال جائز ہوتا ہے، اس سے صرف خنزیر مستثنیٰ ہے کہ خنزیر کا چمڑا بہرحال ناپاک ہی رہے گا، اس کے پاک ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ (۲)

(۱) وكل إهاب دبغ دباغة حقيقية بالأدوية أوحكمية بالتتريب والتشميس والإلقاء فى الريح فقد طهر وجازت الصلوٰة فيه والوضوء منه إلا جلد الآدمى والخنزير الخ وما طهر جلده بالدباغ طهر جلده بالذكاة وكذا جميع أجزائه يطهر بالذكاة إلا الدم وهوالصحيح كذافى محيط السرخسى. (عالمگیری کشوری، الباب الثالث فى المياه، فصل ثانى: ۱/ ۲۳) (وصح بيع الكلب) الخ (والسباع). (درمختار). (قوله والسباع) وكذا يجوز بيع لحمها بعدالتذكية لإطعام كلب و سنور بخلاف لحم الخنزير لأنه لايجوز إطعامه. محيط. لكن علىٰ أصح التصحيحين من أن الذكاة الشرعية لا تطهر إلاالجلد دون اللحم لايصح بيع اللحم. شرنبلالية. (ردالمحتار، كتاب البيوع، باب المتفرقات: ۵/ ۲۲۶، ظفیر)

(۲) بدائع الصنائع: ۱/ ۶۳/ منهاج الطالبين: ۱/ ۱۰۲/ شرح منتهى الارادات: ۱/ ۱۰۱، المجموع: ۱/ ۲۱۵، انیس جامع المسانيدوالسنن، حدیث: ۱۴۵۵۔

چمڑے کے احکام:

چمڑا انسانی ضرورت کا ایک اہم حصہ ہے، زمانۂ قدیم سے انسان اپنی مختلف ضروریات، لباس، ظروف، بیگ، جوتا اور اشیاء زینت میں اس کا استعمال کرتا آرہا ہے، اور موجودہ زمانہ میں تو چمڑے کی مصنوعات نے زندگی کے مختلف گوشوں کو گھیر لیا ہے، اس لیے ذیل میں اس کے احکام کو لکھا جاتا ہے، جو اس کی طہارت وناپاکی سے متعلق ہیں:

شریعت نے سوائے انسان کے تمام حیوانات چاہے بری ہوں یا بحری، اڑنے والے پرندے ہوں یا چرنے والے یا پھاڑ کھانے والے جانور، ان سب کے چمڑوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہے، البتہ صرف ایک جانور یعنی خنزیر کے چمڑے کے استعمال کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ==

لہذا چمڑے کی جو چیزیں بازار میں دستیاب ہیں، جب تک ان کے بارے میں کم سے کم غالب گمان کے درجہ میں معلوم نہ ہو کہ وہ خنزیر کے چمڑے سے بنی ہوئی ہیں، وہ پاک سمجھی جائیں گی، کیوں کہ دباغت کے بغیر چمڑے سے ٹوپی، بیلٹ یا اس طرح کی کوئی اور چیز بنائی نہیں جاسکتی، اور یوں بھی محض شک کی بنا پر کسی چیز کے ناپاک ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، جب تک کہ اس کی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۸۶)

شیر، چیتا اور خنزیر کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں:

سوال: شیر، چیتے وغیرہ کی کھال بعد دباغت کے پاک ہوجاتی ہے، یا نہیں؟

== **چمڑے کی پاکی کا طریقہ:**

چمڑے کو استعمال کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے، چاہے یہ جانور ایسے ہوں کہ جن کے گوشت کو کھانے کی اجازت ہے، یا ایسے جانور ہوں جن کا کھانا حرام ہے، ذبح کے بعد ان کے جسم سے چمڑا الگ کرلیا جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"دباغ الأديم ذكاته". (مسند أحمد:۲/۴۷۶، أبو داؤد:۴/۳۶۸)

یعنی چمڑے کی دباغت (وطہارت) جانور کو ذبح کرنا ہے۔

اس حدیث میں ذبح کردینے سے چمڑے کے پاک ہونے کو بیان کیا گیا ہے، کیوں کہ ذبح کرنے سے بہنے والا خون اور ناپاک رطوبت زائل ہوجاتی ہے۔ (ردالمحتار:۱/۲۰۴)

اگر جانور کو ذبح نہ کیا جائے بلکہ مرجائے، چاہے اس کی موت کسی طرح ہوئی ہو، اس کے بعد اس کا چمڑا اگر جسم سے الگ کیا جائے، تو وہ ناپاک ہوگا، البتہ اس کی ناپاکی کو دباغت کے ذریعہ پاک کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"أيما إهاب دبغ فقد طهر". (نسائی باب جلود المیتۃ (۴۲۴۱)، شرح معانی الآثار:۱/۴۶۹، ابن الجارود فی المنتقیٰ:۱/۲۷، نمبر:۶۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بکری کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ مرگئی تو اس کو دفن کردیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں نے اس کا چمڑا کیوں نہ چھڑا لیا، پھر اس کی دباغت کے بعد اس سے فائدہ اٹھاتے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ بکری مردہ تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ کو کھانا حرام ہے۔ (مسلم کتاب الحیض، ۳۶۳، ۳۶۵)

دباغت کا طریقہ:

چمڑے کی دباغت کا مقصد یہ ہے کہ چمڑے میں لگی ہوئی رطوبت ختم ہوجائے اور چمڑا خراب وبدبودار اور سڑنے سے بچ جائے، اس کے لیے جو طریقہ بھی اختیار کیا جائے چاہے نمک لگا دیا جائے، دھوپ میں سکھا دیا جائے یا کیمیکل دواؤں کے ذریعہ رطوبت دور کی جائے، چمڑا پاک ہوجائے گا۔ (ردالمحتار:۱/۲۰۳)

چمڑے کا استعمال:

چمڑے کی پاکی (چاہے ذبح کے ذریعہ ہو یا دباغت سے ہو) کے بعد اس کو انسان کی تمام ضرورتوں کھانے پینے کے ظروف، لباس، مصلیٰ، موزہ، جیکٹ، جوتا، اشیاء زینت وغیرہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ:۵/۳۳۳، ردالمحتار:۵/۲۲۴)

(طہارت کے احکام ومسائل: ص۴۵ تا ۴۷، انیس)

اور خنزیر کی کھال بھی بعد دباغت کے پاک ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

خنزیر کے سوا اور جانوروں شیر، کتا، گدھا وغیرہ کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے اور اس پر نماز درست ہے، درمختار۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۳۶۵-۳۶۶)

خنزیر کے چمڑے کا استعمال جائز ہے یا نہیں:

سوال: خنزیر کا چمڑا بعض اچھی موٹر کاروں میں استعمال ہوتا ہے، تو جس گاڑی میں اس چمڑے کا استعمال ہو، اس گاڑی میں سوار ہونا جائز ہے یا نہیں۔ نیز یہ بھی دریافت طلب ہے کہ جہاں وہ چمڑا لگا ہوا ہے، وہاں پر ہمارا کوئی بھی عضو یا کپڑا مس ہوتا ہو، تو کیا وہ عضو یا کپڑا ناپاک ہوجائے گا؟ یا اس کی کچھ تفصیل تری اور غیر تری میں ہے اگر ہے، تو وہ بھی تحریر فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

چمڑا جو بالکل خشک ہو، اس پر اپنا خشک جسم یا خشک کپڑا مس کرنے یا لگنے سے کپڑے یا جسم پر نجاست نہیں آئے گی۔(۲) البتہ اگر وہ چمڑا پانی سے کسی بھی طرح سے تر ہو، اور اس پر اپنا خشک جسم یا کپڑا لگے گا، تو اس چمڑے کی تری آجائے گی جس کی بنا پر ناپاک ہوجائے گا، یا وہ چمڑا خشک ہی ہو، لیکن پسینہ وغیرہ سے اپنا جسم یا کپڑا تر ہو کر اس چمڑے سے لگے اور پھر اس چمڑے کا کوئی اثر (رنگ یا بو وغیرہ) اپنے جسم یا کپڑے پر آجائے، تو بھی ناپاک ہوجائے گا۔(۳) ایسے اشتباہ کے موقع پر جب اس پر بیٹھنا ہو یا ٹیک لگانا ہو تو کوئی موٹا کپڑا، رومال یا تولیہ وغیرہ ڈال کر بیٹھے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/ ۱۱۷-۱۱۸)

---

(۱) (وكل إهاب) الخ (دبغ) ولو بشمس (وهو يحتملها طهر) فيصلى به ويتوضأ منه الخ (خلا) جلد (خنزير) فلا يطهر. (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/ ۱۸۷، ظفیر)

(۲) وإذا أصاب الثوب المبلول النجس في ثوب طاهر يابس فظهرت نداوته ولكن لايصير رطباً يسيل منه شيء بالعصر، بل كان بحيث لو عصر لايسيل منه شيء ولايتقاطر، اختلف المشائخ فيه، والأصح أنه لايصير نجسًا، كذا في الخلاصة. (كبيرى، فصل في الآسار: ص۱۷۱)

(۳) ولو بسط المصلي أي السجادة علىٰ شئ نجس رطب أو جلس علىٰ أرض نجسة رطبة أو لف الثوب اليابس الطاهر في ثوب نجس رطب فأثر الرطوبة النجسة في ثوبه في الصورتين الأخريين أو أثرت في مصلاه في الصورة الأولىٰ ينظر إن كان ثانية الرطوبة بحال لو عصر الثوب أو المصلي يتقاطر منه شئ يتنجس الثوب والمصلي وإن أى وإن لم يكن الثانية بذلك الحال فلايتنجس ...... وأيضًا يشترط أن لايوجد أثر النجاسة من لون أو ريح. (غنية المستملي: ص۱۸۷، دارالکتاب دیوبند۔ محمد سراج الدین)

دھوپ میں سوکھا ہوا چمڑا تر ہو جانے سے ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: اونٹ کے مردار اور کچے چمڑے کے گھی رکھنے کے لئے برتن (کوڑیاں) بنائی جاتی ہیں، ایسے برتن میں رکھا ہوا گھی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

دباغت سے وہ پاک ہو جاتا ہے، اور دباغت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ بالکل خشک ہو جاوے، اور اس میں ذرا (بھی) رطوبت باقی نہ رہے، پھر وہ تر ہونے سے بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ **کذا فی رد المحتار.** (۱) فقط

۲۶/ ذی الحجہ/ ۱۳۳۲ھ۔ امداد، تتمہ ثانیہ صفحہ ۱/ ۲۰۳۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۱۲۳)

کیا چرم دباغت کے بعد بھیگ جانے سے دوبارہ نجس ہوگی:

سوال: وہ چرم جس کی دباغت شمس کے ذریعہ سے ہو، حلال ہے، اور بھیگ جانے پر نجاست عود کر آتی ہے، ایسی چرم کا مسلمان کے لئے بیع وشراء کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اصح قول یہ ہے کہ بھیگ جانے سے نجاست عود نہیں کرتی۔

"لا فرق بين نوعي الدباغة في سائر الأحكام، قال في البحر: إلا في حكم واحد، وهو أنه لو أصابه الماء بعد الدباغ الحقيقي لايعود نجسًا باتفاق الروايات، وبعد الحكمي فيه روايتان، آه و الأصح عدم العود، قهستاني عن المضمرات". (شامی: ۱/ ۱۳۶) (۲)

لہٰذا اس کی بیع وشراء ممنوع نہیں، اگر دباغت حکمی یعنی (تشمیس) کے بعد پانی سے پاک کرلیں، تو بالاتفاق نجاست عود نہیں کرے گی، **کذا فی رد المحتار** ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۷/ ۵/ ۹۱ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۲۴۱)

---

(۱) قال: لو أصابه الماء بعد الدباغ الحقيقي لايعود نجسًا باتفاق الروايات، وبعد الحكمي، فيه روايتان، آه والأصح عدم العود. آه۔ (شامی: ۱/ ۱۸۷) سعید)

عن إبراهيمؒ قال: كل شيء منع الجلد من الفساد فهو دباغ، قال محمدؒ: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفةؒ. (كتاب الأثار للإمام محمد، باب لباس جلود الثعالب، ودباغ الجلد، ص ۱۸۸، نمبر ۸۵۶، انیس)

(۲) رد المحتار: ۱/ ۳۵۶، مطلب في أحكام الدباغة، مطبوعه زكريا ديو بند، سعيد وكذا في البحر الرائق: ۱/ ۱۷۹، رشيديه وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۱/ ۳۵، الفصل الثاني فيما لايجوز به التوضؤ، مطبوعه زكريا ديوبند. رشيديه)

سانپ کی کھال بعد دباغت پاک ہوگی یا نہیں:

سوال: ایسے بڑے سانپ کی کھال جو دباغت قبول کر سکے، بعد دباغت پاک اور قابل استعمال ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر دباغت قبول کر سکے، تو پاک اور قابل استعمال ہے۔(۱) لیکن کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کی کھال دباغت کو قبول نہیں کر سکتی، غالباً پتلی ہونے کی وجہ سے یا دباغت میں باقی نہ رہنے کی وجہ سے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۶۸)

سانپ اور چوہے کی کھال بعد دباغت کیوں پاک نہیں کہی جاتی:

سوال: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ!

''سانپ، چوہے اور سور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی، اور سب کھالیں پاک ہوجاتی ہیں''۔

حالانکہ کتب فقہ میں ہے:

''**ویطهر الجلد بالدباغة إلا الخنزیر و الآدمی**''.

تو چوہے کی کھال اس بنا پر پاک ہونی چاہئے، وجہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

مسئلہ مرقومہ بہشتی زیور صحیح ہے، اور عبارت کتب فقہ'' **کل إهاب إذا دبغ فقد طهر** ''(۳) کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ دباغت سے کل کھالیں سوائے انسان وخنزیر کے پاک ہوجاتی ہیں، رہا سانپ و چوہے کی کھال کا دباغت سے پاک نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان میں بسبب صغر کے دباغت ممکن نہیں ہے۔

قال فی الدر المختار:''(ومالا)یحتملها(فلا)وعلیه(فلایطهر جلد حیة)صغیرة (وفأرة)''. (۴)

---

(۱) وکل إهاب دبغ دباغة حقیقیة بالأدویة أوحکمیة بالتتریب و التشمیس والإلقاء فی الریح فقد طهر وجازت الصلوٰة فیه والوضوء منه إلا جلد الآدمی والخنزیر،هکذا فی الزاهدی.(عالمگیری کشوری،باب المیاه،فصل ثانی:۱/۲۳، ظفیر)

(۲) وما(دبغ)الخ (وهو یحتملها طهر) الخ (ومالا)یحتملها(فلا)و علیه(فلا یطهر جلد حیة)صغیرة ذکره الزیلعی.(الدرالمختارعلٰی صدرردالمحتار،باب المیاه، مطلب فی أحکام الدباغة:۱/۱۸۷۔۱۸۸، ظفیر)

(۳) الهدایة:۱/۴۰، مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند

(۴) الدرالمختارعلٰی صدرردالمحتار،باب المیاه،مطلب فی أحکام الدباغة:۱/۱۸۸، ظفیر

یعنی جبکہ اثر دباغت حقیقی وحکمی بوجہ صغر قبول نہیں کرتیں، تو پاک نہیں ہوئیں۔ پس پاک نہ ہوگی چھوٹے سانپ اور چوہے کی کھال۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۰۴،۳۰۵)

زندہ سانپ کے جامے کا حکم:

سوال: بعض حکیم لوگ زخمی شخص کو سانپ کا جامہ (وہ چھلکا جو سانپ خود اتارتا ہے) بطور علاج استعمال کراتے ہیں، شرعاً اس کا استعمال کیسا ہے؟ اور کیا اس کے ساتھ نماز ہو جائے گی؟

الجواب

مسلمان طبیبِ حاذق مریض کے لئے جو بھی دوا تجویز کرے، اس کا استعمال جائز ہے، جہاں تک صورتِ مسئولہ میں سانپ کے جامے کے استعمال کا مسئلہ ہے، تو فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق سانپ جب اپنا جامہ حالتِ حیات میں خود اتارے، پاک ہے۔ لہذا اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

لمافی الهندية: "قميص الحية الصحيح أنه طاهر"، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية: ج۱ص۴۶، باب الأنجاس) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۸)

سانپ کی کینچلی کا کیا حکم ہے:

سوال: سانپ کی کانچلی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

پاک ہے۔(۳) بدست خاص سوال:۹۴ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص۳۶۲)

سیہہ کے بدن کے تکلوں کا کیا حکم ہے:

سوال: سیہہ ایک جانور ہے، اس کے بدن پر تکلے سے ہوتے ہیں،(۴) وہ تکلے جب اس کے بدن سے جدا ہو گئے، تو پاک ہیں یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) ایسا سانپ جس میں خون نہ ہو، اس کا چمڑا پاک ہوتا ہے، البتہ جس سانپ میں خون ہوتا ہے، اس کا چمڑا پاک نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ اس کی دباغت ممکن نہیں ہے، البتہ سانپ کی کینچلی (قمیص) پاک ہوتی ہے۔ چوہے کی کھال میں بھی دباغت ممکن نہیں ہے، اس لیے وہ ناپاک ہوتی ہے، چاہے اس کو ذبح بھی کیا جائے۔ (الفتاویٰ الہندیہ:۵/۳۳۳، رد المحتار:۵/۲۲۴) (طہارت کے احکام ومسائل:ص۴۸۔ انیس)

(۲-۳) **قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد البخاريؒ: وفي سخة القاضي الإمام "وقميص الحية الصحيح أنه طاهر". (خلاصة الفتاویٰ: ج۱ص۴۴، الفصل السابع فيما يكون نجسًا الخ)**

(۴) خارپشت ایک پرندہ نما جانور جو مرغی سے بڑا ہوتا ہے اور اس کے پورے بدن پر بڑے بڑے خوفناک زہریلے کانٹے ہوتے ہیں۔ نور

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

تکلے بدن سیہہ کے پاک ہیں، مگر تکلے کی جڑ میں جو سفید رطوبت ہوتی ہے، وہ ناپاک ہے، اس کو دفع کر کے استعمال کرے، تو درست ہے۔ فقط۔ بدست خاص سوال: ۹۳ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۳۶۲)

چیل اور الّو کے پر کا کیا حکم ہے:

سوال: الّو اور چیل کا پر پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

چیل، الّو حرام ہے، اگر ذبح تکبیر سے کرے، تو پرَان کا پاک ہے، مگر کھانا حرام ہے۔ (۱) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۶۳)

مردہ جانور کی اون کا حکم:

سوال: مردہ جانور بکری، بھیڑ کی اون کا کمبل استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

مردہ جانور بکری، بھیڑ وغیرہ کی اون پاک ہے اور اس کے کمبل کا استعمال درست ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۷-۲۴۸)

---

(۱) پرندہ کا پر پاک ہے، کیوں کہ اس میں حیات نہیں، البتہ اگر چیل، الو زندہ یا غیر مذبوح ہوں، تو ان کی جڑ کی رطوبت ناپاک ہے۔
درمختار میں ہے: **وكذا كل مالاتحله الحياة**. (۱/۱۳۸، عکسی مجتبائی ۱۳۴۴ھ)
اور شامی میں ہے: **وهو مالايتألم الحيوان بقطعه كالريش**، الخ. (۱/۱۵۱، **باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة**، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، پاکستان، ۱۳۹۹ھ/ نیز شامی نسخہ قدیمہ: ۱/۱۳۸، مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۷ھ نیز شامی باب مذکور: ۱/۲۰۶، دار الفکر بیروت، پالنپوری)

(۲) اللہ تعالیٰ نے حیوانی بال سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہے، اور قرآن کریم میں بطور امتنان واحسان جانوروں کے بالوں سے انسان کے نفع اٹھانے کا تذکرہ کیا ہے۔
ارشاد الٰہی ہے: "**وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ**". (**سورة النحل: ۸۰**)
اور (نفع اٹھاتے ہو) بھیڑوں کے اون اور اونٹوں کے ببریوں (پشم) سے اور بکریوں کے بالوں سے کتنے اسباب اور ایک وقت مقرر تک استعمال کی چیزیں (بنا کر)۔

اس لیے تمام جانوروں سوائے خنزیر کے چاہے یہ جانور پالتو ہوں یا وحشی وجنگلی، پھاڑ کھانے والے ہوں یا نہ ہوں، حلال جانور ہوں یا حرام جانور ہوں، زمین پر دوڑنے والے ہوں یا رینگنے والے یا فضا میں اڑنے والے پرندے ہوں، اگر چہ وہ زندہ ہوں اور ان کا بال کاٹ کر استعمال کیا جائے تو وہ پاک وجائز ہے۔ اگر بال ان جانوروں کے بدن پر ہو، تو بھی پاک ہے، بشرطیکہ ان بالوں پر کوئی ناپاکی نہ لگی ہو۔ جو بال زندہ جانوروں کے بدن سے اکھاڑے جائیں ان بالوں کی جڑ میں جسم کے گوشت کا اثر ہوتا ہے اس لیے وہ حصہ ناپاک ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۲۰۶) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۴۰-۴۱، انیس)

فرش، قالین اور لکڑی کے احکام

ہندو کی بنائی ہوئی صفوں کو نماز پڑھنے کے لئے دھونا ضروری ہے یا نہیں:

سوال: تکلہ کی نئی صفوں کو دھو کر نماز پڑھنا چاہئے، یا بغیر دھوئے؟ کیونکہ یہ صفیں اکثر ہندو کہار ہمارے یہاں پر بناتے ہیں، اور پانی ناپاک لگاتے ہیں، جس برتن میں کہ یہ لوگ تکلہ بھگوتے ہیں، اس میں اکثر کتے پانی پی لیتے ہیں، غرض کہ احتیاط نہیں کر سکتے۔

الجواب

اگر ناپاک ہونا یقین سے معلوم ہو جاوے، تب تو دھونا ضروری ہے، اور اگر شبہ ہو، تو احتیاطاً دھو لینا بہتر ہے۔

كما في الدرالمختار: (فرع) مايخرج من دارالحرب كسنجاب إن علم دبغه بطاهرفطاهر، أوبنجس فنجس، وإن شك فغسله أفضل. وفي الشامي: ونقل في القنية: أن الجلود التي تدبغ في بلدنا ولايغسل مذبحها، ولاتتوقى النجاسات في دبغها ويلقونها على الأرض النجسة ولايغسلونها بعد تمام الدبغ فهي طاهرة، ويجوزاتخاذ الخفاف والمكاعب و غلاف الكتب والمشط والقراب والدلاء رطباً ويابساً، آه. أقول: ولايخفٰى أن هذا عند الشك و عدم العلم بنجاستها. (ج۱ص۲۱۲)(۱)

اور قنیہ کی عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کسی جگہ عام دستور ہونے سے یقین نجاست کا نہیں ہوتا، بلکہ یقین کی صورت یہ ہے کہ کسی خاص چٹائی میں ناپاک پانی لگنا معلوم ہو جاوے۔ واللہ اعلم

احقر عبدالکریم۔ ۲۱؍ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام جلد اول، ص:۳۹۹)

بوریہ وغیرہ جو چمار بناتے ہیں، ان پر نماز کا حکم:

سوال: فی زمانہ جو صف، بوریہ، چٹائی وغیرہ یہاں کے چمار تیار کرتے ہیں، بلا پاک کئے ان پر نماز جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) باب المیاه، مطلب في أحكام الدباغة، انیس

الجواب

وہ بوریہ اور صف پاک ہیں، نماز ان پر جائز ہے، کچھ وہم نہ کرنا چاہیئے۔
لأن اليقين لا يزول بالشك. (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (عزیز الفتاویٰ: ۱/ ۱۹۳)

ہندو خاکروب کی دھوئی ہوئی جگہ پر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: صدرِ مملکت پاکستان نے جیسا کہ حکم صادر کیا ہے، کہ تمام سرکاری دفاتر میں نماز ادا کی جائے، ہمارے یہاں ہندو خاکروب ہیں، اس سے ہم وہ جگہ جو ہم نے نماز کے لئے تجویز کی ہے، پانی سے دھلانا چاہتے ہیں، اگر وہ ہندو خاکروب اپنے ہاتھ پاؤں دھوکر اس جگہ کی دھلائی کرے، تو اس جگہ پر نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب

مذکورہ ہندو خاکروب اپنے ہاتھ پاؤں دھوکر اگر زمین کو دھوئے، اور اگر جھاڑو استعمال کرے اور وہ پاک ہو، تو اس جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳/ ۱/ ۹۹ ۱۳ھ (فتویٰ نمبر ۱۱۴/ ۱۳۰ الف) (فتاویٰ عثمانی: ج ۱ ص ۳۶۱)

کیا مہتر کے پوچھا لگانے سے فرش ناپاک ہو جائے گا:

سوال: ایک نرسنگ ہوم ایسا ہے جس میں صرف زچہ بچہ کا کام ہوتا ہے، تو پھر اس کمرے میں جس میں زچہ بچہ ہیں، سبھی قسم کے لوگ ملنے آتے ہیں، اور ڈاکٹر کے علاوہ نرسیں بھی آتی رہتی ہیں، اور صفائی پونچھا کرنے کے لئے مہتر بھی آتے ہیں اور پونچھا کا کپڑا ہوگا وہی جس سے پورے نرسنگ ہوم میں لگاتی ہیں، وہاں بھی اسی سے صفائی کرتے ہیں، تو دریافت طلب یہ ہے کہ مذکورہ کمرہ میں فرش پر نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں، اور کمرہ بھی اتنا چھوٹا ہے کہ کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جس جگہ لوگوں کے جوتے چپل نہ پڑے ہوں، تو پھر اس طرح کے کمرے میں وہ عورتیں نماز پڑھ سکتی ہیں جو اس کے ساتھ میں ہیں، یا وہ نماز قضا کرتی رہیں بعد میں گھر آکر پڑھیں؟

ھو المصوب

صورت مسئولہ میں کوئی پاک کپڑا وغیرہ بچھا کر نماز کے اوقات میں نمازیں پڑھی جائیں، قضا نہ کی جائے، اگر کپڑا نہ ہو، تو زمین کے خشک ہونے کے بعد اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (۲)

---

(۱) الأشباه والنظائر: القاعدة الثالثة، انيس

(۲) و(تطهر) أرض بيبسها وذهاب أثرها كلون لصلوٰة لا لتيمم وآجر مفروش وخص وشجر وكلأ قائمين في أرض كذلك. الخ وكذا كل ما كان ثابتًا فيها لأخذه حكمها باتصاله بها فالمنفصل يغسل لا غير، إلا حجرًا خشنًا كرحى فكأرض. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب الأنجاس، انيس)

یہ اسی صورت میں ہے جب کہ فرش کے نجس ہونے کا یقین ہو۔ فقط

تحریر: مسعود حسن حسنی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۸۳ و ۲۸۴)

بارش میں جوتوں کی مٹی فرش مسجد پر بہہ جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک روز جمعہ کے دن جس وقت جامع مسجد میں جماعت کھڑی ہوئی تو بارش ہونے لگی، لوگوں نے جوتے فرش مسجد پر رکھے تھے، مسجد کے فرش پر جوتوں کا پانی بہا۔ جب بارش بند ہوئی تو لوگ چلے گئے، پھر شام تک بارش نہیں ہوئی۔ اگر پانی بہہ جاتا تو فرش پاک ہو جاتا، اس درمیان میں لوگوں نے عصر و مغرب کی نماز اسی مسجد میں پڑھی اور فرش تر تھا، وضو کر کے اس فرش تر پر پیر رکھے اور پھر مسجد کی صفوں و بوریوں پر پیر رکھے۔ آیا وہ صف اور بوریے پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب

وہ صفیں اور بوریے پاک ہیں۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۴۷)

مسجد کا فرش کیسے پاک کیا جائے:

سوال: مقتدی سے حالت نماز میں دست ہو گیا، فرش اور جانماز خراب ہو گئی، فرش اگر بھیگا ہے، تو کیا فرش کو توڑ کر دوسرا فرش بنایا جائے اور جانماز کو دھونے سے کام چل جائے گا یا اسے پھینک دیا جائے؟

هو المصوب

جائے نماز کو تین مرتبہ دھو کر نچوڑ دیں وہ مصلیٰ پاک ہو جائے گا، نیز فرش پر تین بار پانی بہا دینے سے فرش بھی پاک ہو جائے گا، توڑ کر نیا فرش بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۸۴)

پختہ فرش پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: ایک سال سے زائد عمر کا بچہ، پختہ مکان کے پختہ فرش پر پیشاب کر دے، تو عام زمین کی طرح خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا، یا پوچھا لگانے سے پاک ہوگا، یا پانی بہانا ضروری ہے؟

---

(۱) اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر: القاعدة الثالثة، ظفیر)

(۲) (و) حكم (آجر) ونحوه كلبن (مفروش وخص وشجر وكلأ قائمين في أرض كذلك) أي فيطهر بجفاف، وكذا كل ما كان ثابتاً فيها لأخذه حكمها باتصاله بها فالمنفصل يغسل لا غير. (الدر المختار مع ردالمحتار، باب الأنجاس: ۱/ ۵۱۳)

هو المصوب

پختہ فرش جبکہ اس کے اندر رقیق مادہ کو جذب کرنے کی صلاحیت ہو، عام زمین کی طرح خشک ہونے پر پاک ہوجائے گا۔(۱)

اور اگر سیمنٹ کا پلاسٹر کیا ہوا چکنا فرش ہے، جس میں جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، تو اس کا دھونا لازمی ہے۔

(قوله: إلا حجرًا خشنًا. الخ): في الخانية مانصه: الحجر إذا أصابته النجاسة إن كان حجرًا يتشرب النجاسة كحجر الرحى يكون يبسه طهارة، وإن كان لايتشرب لايطهر إلا بالغسل......آه، الخ. فقلنا: إذا كان خشناً فهو في حكم الأرض لأنه لايتشرب النجاسة، وإن كان أملس فهو في حكم غيرها، لأنه لايتشرب النجاسة، والله أعلم. (ردالحتار، باب الأنجاس: ۱/۱۳ ۵و۵۱۴)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۸۴و۲۸۵)

اگر بچہ کچے یا پکے فرش پر پیشاب کردے، تو وہ جگہ کس طرح پاک ہوگی:

سوال: فرش پختہ یا خام پر یعنی زمین یا مسجد میں اگر لڑکا پیشاب کردے، تو بعد خشک ہونے کے بدون دھوئے پیشاب کی وہ جگہ پاک ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر خشک ہوکر اثر باقی نہ رہے، اعنی دھبہ پیشاب کا بھی نہ رہے، تو پاک ہوجاتی ہے، (۲) خواہ فرش پختہ ہو یا خام زمین ہو۔ فقط۔ بدست خاص، سوال: ۱۱۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۴)

مٹی کے مکانوں کو پیشاب سے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: بچے مٹی کے گھر میں بار بار پیشاب کرتے ہیں، اس مکان کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب حامدًا و مصلیاً

جب وہ زمین سوکھ جائے گی، اس پر نماز پڑھنا درست ہوجائے گا۔(۳)

اس پر بوریہ بچھا کر نماز پڑھی جائے، تو شبہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۸۵، ۲۸۶)

(۱-۲) عن أبي جعفر قال: زكاة الأرض يبسها. (مصنف ابن أبي شيبة ۱۷، في الرجل يطأ الموضع القذر يطأ بعده ما هو أنظف، ج اول، ص ۵۹، نمبر ۶۲۴، انیس)

(۳) "(و) تطهر (أرض) بخلاف نحو بساط (بيبسها) أي جفافها ولو بريح (وذهاب أثرها كلون) وريح (ل) أجل (صلاة) عليها (لا لتيمم) بها". (الدر المختار، باب الأنجاس: ۱/۳۱۱، سعید)

فرش خشک ہوجانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں:

سوال: پختہ صحن میں اکثر بچے پیشاب کرتے ہیں، تو سوکھنے کے بعد اگر اس صحن پر نماز ادا کرلیں، تو نماز ہوگی یا نہیں؟ جبکہ پیشاب کے نشان نظر نہ آتے ہوں۔ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جب فرش خشک ہوجائے اور اس پر نجاست کا اثر اور بدبو نہ رہے، تو اس پر نماز درست ہے، مگر تیمّم صحیح نہیں ہے۔(۱)

قال فی التنویر: و(تطهر)أرض بيبسها وذهاب أثرها كلون لصلوٰة لا لتيمم وآجر مفروش وخص وشجر وكلأ قائمين فی أرض كذلک.

وفی الشرح وكذا كل ما كان ثابتًا فيها لأخذه حكمها باتصاله بها فالمنفصل يغسل لاغير، إلا حجرًا خشنًا كرحی فكأرض. (رد المحتار:۱/ ۲۸۶)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸/ شعبان ۸۷ھ (احسن الفتاویٰ:۲/ ۸۸-۸۹)

کیا ناپاک زمین خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے:

سوال: ایک ایسی زمین پر جو چونے سے بنائی گئی ہو، اور بچے اس پر پیشاب پاخانہ بھی کردیتے ہیں اور اسے صاف بھی کردیا جاتا ہے، لیکن پاک نہیں کیا جاتا، کیا ایسی زمین سوکھ جانے کے بعد پاک ہوجاتی ہے؟ اور اگر اس پر شہد گرجائے، تو وہ شہد پاک ہوگا یا ناپاک ہوجائے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلياً

جو زمین پختہ ہو، چونے سے بنائی گئی ہو، اس پر بچہ نے پیشاب کردیا ہو وہ ناپاک ہوگئی، پھر جب اس کو صاف کردیا گیا اور وہ خشک ہوگئی، پیشاب پاخانہ کا اس پر اثر موجود نہیں رہا، تو وہ پاک ہوگئی۔(۳)

---

(۱) **عن أبی قلابة قال: إذا جفت الأرض فقد زكت. (مصنف ابن أبی شيبة:۲/ ۷، من قال: إذا كانت جافة فهو زكاتها:** ج اول، ص ۵۹، نمبر ۶۲۵، انیس)

(۲) تنویر الابصار مع الدر المختار ورد المحتار، باب الأنجاس، اور شرح سے مراد "الدر المختار" ہے۔ انیس

(۳) **قال العلامة الحصكفیؒ: "(و) تطهر (أرض)......(بيبسها) أی جفافها ولو بريح (وذهاب أثرها كلون) وريح (لـ) أجل (صلاة) عليها الخ". (الدر المختار، باب الأنجاس:۱/ ۳۱۱، سعيد، وكذا فی الفتاویٰ العالمكيرية، الفصل الأول فی تطهير الأنجاس:۱/ ۴۳،** رشیدیہ)

مختلف صحابہ کرامؓ سے بھی اس طرح کے واقعات منقول ہیں کہ زمین کا سوکھ جانا ہی زمین کا پاک ہونا ہے۔ **(مصنف ابن أبی شيبة ۲/ ۷ من قال إذا كانت جافة فهو زكاتها،** ج اول، ص ۵۹، نمبر ۶۲۵) ==

اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔(۱) اس پر جو شہد گر گیا اور اس میں کوئی اثر نجاست کا ظاہر نہیں ہوا، تو وہ بھی پاک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۸۴/۵)

ناپاک زمین پر پانی جاری کرنے سے، زمین پاک ہوگی یا نہیں:

سوال: نجس زمین پر اگر پاک پانی زیادہ بہا دیا جاوے، تو زمین پاک ہو جاوے گی یا نہیں؟

الجواب

زمین پاک ہوگئی اور پانی بھی پاک ہے۔

کما فی الشامی عن الذخیرة: إذا صب علیها الماء فجری قدر ذراع طهرت الأرض، والماء طاهر بمنزلة الماء الجاری. (۲) والله تعالیٰ أعلم (عزیز الفتاویٰ: ۱۸۷/۱)

ناپاک پختہ فرش پر پانی بہا دیا جائے تو پاک ہوگا یا نہیں:

سوال: پختہ فرش جہاں سے پانی ڈھل جاتا ہے، اگر ناپاک ہو جاوے اور وہاں دو تین دفعہ پانی بہایا جاوے، تو وہ پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ پاک ہو جاتا ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۵۵/۱)

== رأیت الحسنؓ جالسًا علٰی أثر بول جاف فقلت له فقال: إنه جافٍ. (مصنف ابن أبی شیبة ۲۷ من قال إذا کانت جافة فهو زکاتها، جلد اول، ص ۵۹، نمبر ۶۲۷، انیس)

(۱) "وإذا ذهب أثر النجاسة عن الأرض وقد جفت ولو بغیر الشمس علی الصحیح، طهرت وجازت الصلاة علیها، لقوله علیه السلام: "أیما أرض جفت فقد زکت، الخ". (مراقی الفلاح، باب الأنجاس، ص: ۱۶۴، قدیمی)

(۲) رد المحتار، باب الأنجاس، تحت قول الدر: وتطهر أرض الخ: ۳۱۱/۱، بیروت. انیس

(۳) (وکذا یطهر محل نجاسة) الخ (مرئیة) بعد جفاف کدم (بقلعها) أی بزوال عینها وأثرها ولو بمرة الخ (و) یطهر محل (غیرها) أی غیر مرئیة (بغلبة ظن غاسل)...... (طهارة محلها) بلا عدد به یفتیٰ، (وقدر) ذلک لموسوس (بغسل وعصر ثلاثًا)...... (فیما ینعصر) الخ (و)...... (بتثلیث جفاف) أی انقطاع تقاطر (فی غیره) أی غیر منعصر. (الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، باب الأنجاس: ۳۰۲/۱، ظفیر)

یحیٰی بن سعید: دخل أعرابی المسجد فکشف عن فرجه لیبول فصاح الناس به حتی علا الصوت، فقال صلی الله علیه وسلم: اترکوه، فترکوه فبال، ثم أمر بدلو من ماء فصب علٰی ذلک المکان. (جمع الفوائد، النجاسات: ۸۷، انیس)

بارش سے تر ہو کر زمین ناپاک نہیں ہوتی:

سوال: کسی جنگل کی زمین بارش کی وجہ سے تر ہوگئی، لہٰذا وہ جگہ پاک رہی یا ناپاک؟ ہم اس جگہ بغیر کپڑا بچھائے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جب وہاں کوئی نجاست نہیں ہے، تو محض بارش سے تر ہو جانے سے اس کو نجس نہیں کہا جائے گا، بغیر بچھائے بھی وہاں نماز درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۸۷)

ناپاک زمین خشک ہونے کے بعد جب تر ہو جائے، تو ناپاک ہوگی یا نہیں:

سوال: زمین کی طہارت زمین کا خشک ہونا ہے، جب پھر تر ہو جائے تو یہ نجاست عود کر آتی ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

عود نہیں کرتی۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۶۳)

گوبر کو مٹی میں ملا کر زمین لیپنا جائز ہے، مگر:

سوال: ایک حصہ گوبر اور ایک حصہ مٹی یا دونوں ملا کر اس سے دیوار یا زمین کو لیپنا جائز ہے یا نہیں، پھر جب وہ زمین خشک ہو جائے تو اس پر بغیر مصلّٰی کے نماز درست ہے یا نہیں، اور ایسی دیوار یا زمین پر جو پانی گرے، اس کی چھینٹیں پاک ہیں یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

جس گارے میں گوبر ملا ہے وہ نجس ہے، مگر زمین و دیوار اس سے لھیسنا درست ہے، پھر جب خشک ہووے تو اس پر

---

(۱) "الأرض أو الشجر إذا أصابته النجاسة، فأصابه المطر ولم يبق لها أثر، يصير طاهرًا............ كان ذلک بمنزلة الغسل". (الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب الطهارة، الفصل الأول في تطهير النجاسة: ۱/۴۳، رشيدية، وكذا في رد المحتار: ۱/۳۱۱، باب الأنجاس، سعيد)

(۲) (و تطهر (أرض) بخلاف نحو بساط (بيبسها) أي جفافها ولو بريح (وذهاب أثرها كلون)......(ل)أجل (صلوة) عليها (لا لتيمم) بها لأن المشروط لها الطهارة وله الطهورية الخ ثم هل يعود نجسًا ببله بعد فركه؟ المعتمد لا، وكذا كل ما حكم بطهارته بغير مائع (درمختار) أي كالدلک في الخف والجفاف في الأرض والدباغة الحكمية في الجلد، الخ. (رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۸۶ و ۲۸۹، ظفير)

کسی شے کے بچھائے بغیر نماز نہیں ہووے گی، مگر جب گوبر کو مٹی کھا کر فنا کر دیوے کچھ اثر گوبر کا کسی طرح نہ رہے، اس وقت زمین، دیوار پاک ہو جاتی ہے، پھر اس زمین پر بدون پردہ نماز درست ہوتی ہے، اور یہی حال اس زمین، دیوار پر پانی گر کر جو چھینٹ اڑے کہ اگر اثر گوبر کا پانی میں پائے اگر کپڑے کو پانی لگا تو نجس ہے، اور جو خشک پر پانی پڑ کر فوراً چھینٹ اٹھے اور کچھ اثر گوبر کا اس میں نہیں تو پاک ہے۔ فقط

مجموعہ فرخ آباد، ص:۳۴ تا ۳۶ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۴۔۱۳۵)

گوبر ملی ہوئی مٹی سے لیپے ہوئے مکان کی طہارت ونجاست کا حکم:

گوبر مٹی مخلوط سے مکان لھیسنا جائز ہے (مگر) مکان نجس ہوگا، اگر ثوب مسبول (لٹکا ہوا) اس پر پڑا اور اثر گوبر کا آیا تو ثوب بھی نجس ہو جائے گا، خشک کپڑا اگر تر پر رکھا اور محض نمی آئی تو نجس نہیں، اگر اجزا پانی کے آ گئے کہ دبانے سے ظاہر ہو جاویں، ہاتھ پر یا پارچہ پر، تو وہ بھی نجس ہوا۔ کذافی کتب الفقه.

فرخ آباد، ص:۲۱۔۲۲۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۵)

گوبر سے لیپی ہوئی زمین کا حکم:

سوال: مکانوں میں گوبری لیپتے ہیں، اور اس میں گوبر ملاتے ہیں، تو اس غیر خشک زمین پر مصلیٰ یا چٹائی بچھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ ایسی گوبری کی ہوئی زمین خشک وتر کا حکم ایک ہے یا الگ الگ؟ گوبری شدہ خشک زمین پر بغیر کچھ بچھائے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

خشک زمین میں کپڑا یا مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے، اگر چہ وہ ناپاک چیز سے لیپی گئی ہو، گوبر یا لِید اگر تر ہے اور کپڑے یا مصلیٰ پر اس کا اثر دوسری جانب نہ آئے، تب بھی نماز درست ہو جائے گی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۳/۶/۹۲ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۸۶)

گوبر سے لیپی ہوئی زمین پر تر کپڑا رکھنے سے پاکی ناپاکی کا حکم:

سوال: کیا گوبر سے لیپی ہوئی زمین پر تر کپڑا رکھ دینے سے کپڑا ناپاک ہو جائے گا؟ (عبدالرحیم، سکندر آباد)

---

(۱) "ولاینجس ثوب رطب بنشره علىٰ أرض نجسة ببول أوسرقين، لكنها يابسة، فتندّت الأرض من الثوب الرطب، ولم يظهر أثرها فيه". (مراقی الفلاح، ص:۱۶۴، باب الأنجاس، قديمی وكذا فی فتاویٰ قاضی خان علىٰ هامش الفتاویٰ العالمكيرية: ۱/۲۴، فی النجاسة التی تصيب الثوب، رشيدية)

الجواب

اگر زمین خشک ہو جائے پھر اس پر تر کپڑا رکھ دیا جائے، تو اگر کپڑے پر نجاست کے اثرات ظاہر ہو جائیں، تب تو وہ ناپاک ہوں گے(۱) اور اگر نجاست کا اثر اس میں منتقل نہ ہوا ہو تو کپڑا پاک رہے گا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وإذاجعل السرقين فى الطين،فطين به السقف فيبس فوضع عليه منديل مبلول لايتنجس . (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب (کتاب الفتاویٰ:۲/۸۵)

اگر کپڑے کا ایک حصہ پاک ہے اور کچھ ناپاک، تو اس پر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک کپڑے کا کچھ حصہ پاک ہے اور کچھ ناپاک، یا اس کے ایک سرے پر ناپاکی لگی ہوئی ہے اور دوسرا سرا پاک ہے، تو اس کپڑے پر ناپاکی کو بچا کر یا اس دوسرے پاک سرے پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کپڑا خواہ بہت لمبا چوڑا ہو، جیسے جاجم (۳) اور فرش خواہ چھوٹا ہو، جیسے چادر یا نصف چادر؟

الجواب

نجاست کو بچا کر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے، اور اس کو اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ بدست خاص، ص:۴

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص۱۳۳)

اگر بوریہ یا فرش دبیز ہو اور اس کا ایک حصہ ناپاک ہو جائے، تو دوسرے رخ پر نماز کا حکم:

سوال: بوریہ کے نیچے کی جانب اگر ناپاکی لگ جاوے اور وہ تن دار ہو یا نہ ہو، مگر اوپر کی جانب کچھ اس کا اثر نہیں ہے، تو اس بوریہ پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ بوریہ اور فرش اس قدر موٹا ہے کہ بیچ میں سے اس کی تقسیم ہو سکتی ہے، تو نماز دوسری جانب پر جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بدست خاص، ص:۳۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۴)

---

(۱) کیوں کہ گوبر ناپاک ہے، حدیث میں ہے:

إنه سمع عبد الله يقول:أتى النبى صلى الله عليه وسلم الغائط فأمرنى أن آتيه بثلاثة أحجارفوجدت حجرين والتمست الثالث فلم أجد، فأخذت روثة فأتيته بها فأخذ الحجرين وألقى الروثة وقال: هذا ركس. (بخارى،باب لايستنجى بروث،ص۲۷،نمبر۱۵۶/ترمذى،باب ما جاء فى الاستنجاء بالحجرين،ص۱۰،نمبر۱۷،انيس)

(۲) **الفتاوىٰ الهندية:۱/۴۷۔**

(۳) جاجم بکسر سوم، اردو میں بفتح سوم زبانوں پر ہے: چھپا ہوا فرش، ایک قسم کا کپڑا جس پر بیل بوٹے وغیرہ چھاپ کر فرش بناتے ہیں۔ (نوراللغات:ص۲۶۴ج۲۔نور)

نجس جگہ کو تحری سے پاک کیا جائے:

سوال: جب نجاست کا مقام یاد نہ رہے تو گمان غالب کر کے غور وخوض کر کے ایک جگہ دھوڈالنا کافی ہوگا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

کافی ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۶/۵)

نجس قالین پر گیلا پاؤں پڑ گیا:

سوال: اگر قالین پر کچھ نجاست پیشاب وغیرہ لگ کر خشک ہوگیا اور بعد میں اس جگہ پر گیلا پاؤں رکھ دیا تو کیا پاؤں پاک کئے بغیر نماز ہوجائے گی، اور جس جائے نماز وغیرہ پر ایسا گیلا پاؤں رکھا ہے، کیا وہ پاک ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر پاؤں اتنا گیلا ہو کہ اس سے قالین خوب تر ہوجائے، اور اس پر اتنی تری آجائے کہ اس پر کوئی دوسری چیز رکھی جائے، تو اس کو بھی لگ جائے، تو پاؤں ناپاک ہوجائے گا، پھر یہ پاؤں جائے نماز پر رکھا، اور اس پر تری نظر آنے لگی، تو جائے نماز بھی ناپاک ہوگئی اور اگر قالین اتنا زیادہ نہیں بھیگا تو پاؤں ناپاک نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۷/ذی قعدہ ۹۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۱۰۱/۲)

غیر مسلموں کو کرایہ پر دی گئی دریوں کا حکم:

سوال: مسلمان برادری کی پنچائت کے سامان کرایہ پر چلتے ہیں، جس کے منتظم مسلمان برادری کے اتفاق و رضامندی سے شہر غازی پور پختہ سرائے کے شوکت صاحب بنائے گئے ہیں، انہوں نے تمام دریاں جو عمدہ اور بہتر تھیں ایک ڈوم کو کسی تقریب میں کرایہ پر دے دی، جس میں سور کا گوشت اور شراب، ڈوم برادری کے لوگوں نے کھایا پیا اور سوناروں کے یہاں بھی مجلسوں میں یہ دریاں کرایہ پر جاتی ہیں، جس پر وہ لوگ بھی حسب شوق، اکل وشرب کرتے ہیں ، کیا وہ دریاں نجس ہیں یا پاک؟ اب تک اسی طرح بغیر دھلی ہوئی جملہ ظروف دیگ وغیرہ کے اوپر رکھی جاتی ہیں، کیا وہ ظروف نیاز وفاتحہ کے موقع پر اور محفل میلاد اور عرس مبارک میں قرآن خوانی کے واسطے اور اہل دین کے پاک جلسوں اور تقریبوں کے لائق ہیں۔ جب اصل بات کا پتہ چلا، تو اعتراض کیا گیا، اس پر شوکت صاحب اور چند اراکین تنظیم نے جواب دیا کہ جب کرایہ پر سامان چلتے ہیں، تو سب کے یہاں دیئے جائیں گے، یہ ہمارا رول ہے؟

---

(۱) ”إذا تنجس طرف من أطراف الثوب ونسيه، فغسل طرفًا من أطراف الثوب من غير تحر، حكم بطهارة الثوب، هو المختار. (خلاصة الفتاویٰ، الفصل السادس فی غسل الثوب والدهن: ۴۰/۱)

الجواب ــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

شریعت میں شک وشبہ کا کوئی اعتبار نہیں، اگر آپ حضرات نے دریوں پر سور کا گوشت یا کوئی نجس چیز گرتے دیکھا ہو، تو بیشک ناپاک ہے۔(۱)

اور اسے قرآن خوانی وغیرہ میں بغیر پاک کئے نہیں لے جانا چاہیے، اور اگر صرف شک ہے کہ ایسا ہوا ہوگا، تو صرف شک پر شرعی احکام نافذ نہیں ہوا کرتے۔(۲)

نوٹ: جب یہ انجمن آپ کی عام ہے، تو چاہیے کہ غیر مسلموں کے لیے الگ سامان کرایہ پر دینے کے لیے رکھا جائے، یہی بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۱۴۰۲/۶/۵ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۹۵-۹۶)

مسجد کی دری یا ٹاٹ کو کس طرح پاک کیا جائے:

سوال: مسجد کی جانماز دری کی یا ٹاٹ کی جو نچڑ نہ سکے ناپاک ہوگئی۔ وہ کس طرح پاک ہوسکتی ہے؟

(المستفتی:۲۲۹۵، عبدالحکیم (نارنول) ۶/ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۶/جون ۱۹۳۸ء)

الجواب ــــــــــــــــــــــ

دری یا ٹاٹ کو دھو کر ڈال دو۔ جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوسری بار دھوؤ اور پھر جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو تیسری بار دھوؤ، پاک ہو جائے گی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی:۲/۲۹۲)

فرش اور قالین پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: مسجد کے فرش پر کوئی بچہ پیشاب کر دے یا کسی دوسری طرح فرش مسجد ناپاک ہو جائے، تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے؟ اسی طرح مسجد میں یا مسجد کے باہر کوئی بڑی دری یا قالین ناپاک ہو جائے، تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس:۱/۵۱۰-۵۱۱

(۲) الیقین لایزول بالشک. (الأشباہ والنظائر:ص۱۰۰)

(۳) ...فی البدائع :إن المتنجس إما أن لایتشرب فیه أجزاء النجاسة أصلاً كالأوانی المتخذة من الحجر والنحاس والخزف العتیق أویتشرب فیه قلیلاً كالبدن والخف والنعل أویتشرب كثیرًا الخ، أما فی الثالث فإن كان مما یمكن عصره كالثیاب فطهارته بالغسل والعصر إلٰی زوال المرئیة وفی غیرها بتثلیثهما، وإن كان مما لاینعصر كالحصیر المتخذ من البردی ونحوه إن علم أنه لم یتشرب فیه بل أصاب ظاهره یطهر بإزالة العین أو بالغسل ثلاثًا بلا عصر وإن علم تشربه كالخزف الجدید والجلد المدبوغ بدهن نجس والحنطة المنتفخة بالنجس فعند محمدؒ لایطهر أبدًا، وعند أبی یوسفؒ ینقع فی الماء ثلاثًا ویجفف كل مرة والأول أقیس والثانی أوسع، آه، وبه یفتٰی، درر. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی حكم الوشم:۱/۳۰۷، انیس)

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

فرش خشک ہوجانے سے پاک ہوجاتا ہے۔مگر مسجد کی تطہیر میں حتی الامکان جلدی کرنی چاہئے،اس لئے فرش کو دھوکر پاک کیا جائے۔تین بار دھوڈالنا کافی ہے۔قالین وغیرہ بھی تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجائے گا،اس طرح کہ ہر مرتبہ تقاطر موقوف ہوجائے،اگر نچوڑنا دشوار ہو،اور اگر نچوڑنا دشوار نہ ہوتو تین بار نچوڑنا بھی ضروری ہے،یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ کسی برتن یا چھوٹے حوض میں ڈال کر دھویا جائے،اور اگر اوپر سے پانی ڈالا یا بہتے پانی میں ڈال دیا تو نہ تثلیث شرط ہے اور نہ عصر، بلکہ یوں اندازہ لگایا جائے گا کہ اگر برتن میں پانی بھر کر اس میں کپڑا ڈالا جاتا تو جتنے پانی میں کپڑا ڈوب جاتا اس سے تین گنا پانی بہادینے سے کپڑا پاک ہوجائے گا۔

قال في التنوير: و قدر بغسل وعصر ثلا ثًا فيما ينعصر وبتثليث جفاف أی انقطا ع تقاطر فی غيره،وقال فی الدر المختار: وهذا كله إذا غسل فی إجانة أما لو غسل فی غدير أو صب عليه ماءً كثيرًا وجری عليه الماء طهر مطلقًا بلاشرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار،وفی الشامية: (قوله أو صب عليه ماءً كثيرًا) أی بحيث يخرج الماء ويخلفه غيره ثلا ثًا لأن الجريان بمنزلة التكرار والعصر هو الصحيح،سراج. (رد المحتار: ۱/۳۰۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹/ذی قعدہ ۸۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۹۴)

قالین کیسے پاک کی جائے:

سوال: ایسا قالین جسے زمین کے ساتھ چسپاں کردیا گیا ہو،اب اسے اٹھایا نہیں جاسکتا،اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ (سید مجیب الدین،گلبرگہ)

الجواب ــــــــــــــ

ایسی چیزیں کہ جن کو نچوڑنا ممکن نہ ہو،ان کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر نجاست ظاہری سطح پر لگی ہے،تو نجاست کو دور کردینا یا اسے تین بار صرف دھودینا کافی ہے اور اگر نجاست اس کے اندر خوب جذب ہوگئی ہو،تو اسے تین بار اس طرح دھویا جائے کہ ہر بار دھونے کے بعد خشک ہوجائے،خشک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اب اگر اس پر ہاتھ رکھا جائے،تو ہاتھ بھیگنے نہ پائے۔

وإن كان مما لاينعصر كالحصير المتخذ من البردی ونحوه إن علم أنه لم يتشرب فيه بل أصاب ظاهره يطهر بإزالة العين أو بالغسل ثلا ثًا بلاعصر وأن علم تشربه ...وعند أبی يوسفؒ ينقع فی الماء ثلا ثًا ويجفف كل مرة...وبه يفتیٰ. (۱) فقط واللہ اعلم بالصواب (کتاب الفتاویٰ: ۲/۸۰-۸۱)

(۱) رد المحتار: ۱/۳۳۲

چٹائی پر لگے ہوئے پاخانہ کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: ایک چٹائی پر بچے نے پاخانہ کردیا، وہ پاخانہ خشک ہوگیا، وہ چٹائی پاک ہوئی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

چٹائی پاک ہوجائے گی، لیکن دلک (رگڑنا) ضروری ہے، البتہ اس کے بعد اس کو دھودینا چاہئے۔

''حصیر أصابته نجاسة فإن کانت النجاسة یابسة لابد من الدلک حتی تلین''. (کما فی العالمگیریة:۱/۴۳) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ:۴/۴۰)

بوریے کی طہارت میں تین دفعہ خشک کرنے کی شرط ضروری ہے یا نہیں:

سوال: بوریے وغیرہ میں جو تین دفعہ خشک کرنا فقہانے لکھا ہے، یہ ضروری ہے یا مستحسن؟

الجواب ــــــــــــــــ

تثلیث جفاف سے مراد انقطاع تقاطر لیا ہے، اور ماء کثیر اور جاری میں مرّات کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

درمختار و شامی۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۶۴)

ناپاک روغن سے رنگی ہوئی لکڑی کو کیسے پاک کیا جائے:

سوال: اگر ناپاک روغن دروازہ پر لگایا جائے، تو اوپر سے دھونے سے پاک ہوجائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اوپر کا حصہ پاک ہوجائے گا۔

قال ابن عابدين رحمه الله تعالٰی: ولو موه الحديد بالماء النجس يموه بالطاهر ثلاثًا فيطهر خلافًا لمحمد، فعنده لايطهر أبدًا وهذا فی الحمل فی الصلوٰة، أما لو غسل ثلاثًا ثم قطع به نحو بطيخ أو وقع فی ماء قليل لاينجسه فالغسل يطهر ظاهره إجماعًا. (ردالمحتار:۱/۳۰۷)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۳/صفر ۹۰ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۹۴)

---

(۱) **(بتثليث جفاف) أی انقطاع تقاطر (الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار، باب الأنجاس:۱/۳۶۰) (قوله انقطاع تقاطر): زاد القهستانی وذهاب النداوة، وفی التاتارخانية: حد التجفيف أن يصير بحال لاتبتلّ منه اليد، ولايشترط صيرورته يابسًا جدًا، آه، رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی حكم الوشم:۱/۳۰۷، ظفیر)**

(۲) **باب الأنجاس، تحت قول الدر: مما يتشرب النجاسة، انيس**

جو لکڑی پانی جذب کر لیتی ہے، اس کی پاکی کا کیا طریقہ ہے:

سوال: ایک تخت ایسی لکڑی کا بنا ہوا ہے کہ وہ پانی کو فوراً جذب کر لیتی ہے، اس پر شراب گر گئی اور جذب ہوگئی، اس کو دھونے سے بد بو نہیں جاتی، اس کو کس طرح پاک کریں؟

الجواب

دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔(۱) دھونے کے بعد جو بو باقی رہ جائے، اس کا اعتبار نہیں۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۶۸)

ناپاک تخت دھونے سے پاک ہو جائے گا:

سوال: ایک لکڑی کی چوکی ہے، اس پر کچھ سامان ایسے رکھے ہوئے ہیں، ان کو ہٹانا دشوار ہے، اس پر مرغیاں بیٹ کر دیتی ہیں اور کبھی بچہ کا پیشاب بھی گر جاتا ہے، آدھے حصہ کو دھو کر نماز فرض و نفل پڑھتا ہوں، کیا درست ہے؟

هو المصوب

صورت مسئولہ میں جتنے حصے میں آپ نماز پڑھتے ہیں، اس کے پاک ہونے سے نماز درست ہو جائے گی۔(۳)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۸۵و۲۸۶)

---

(۱) قال الشامي: (قوله مما يتشرب النجاسة): حاصله كما في البدائع: أن المتنجس إماأن لايتشرب فيه أجزاء النجاسة أصلاً كالأواني المتخذة من الحجر والنحاس والخزف العتيق أويتشرب فيه قليلاً كالبدن والخف والنعل أويتشرب كثيرًا، ففي الأول طهارته بزوال عين النجاسة المرئية أوبالعدد علٰى مامر، وفي الثاني كذلك لأن الماء يستخرج ذلك القليل فيحكم بطهارته، وأما في الثالث فإن كان مما يمكن عصره كالثياب فطهارته بالغسل والعصر إلٰى زوال المرئية وفي غيرها بتثليثهما، وإن كان ممالاينعصر كالحصير المتخذ من البردي ونحوه إن علم أنه لم يتشرب فيه بل أصاب ظاهره يطهر بإزالة العين أوبالغسل ثلاثًابلاعصر، وإن علم تشربه كالخزف الجديد والجلد المدبوغ بدهن نجس والحنطة المنتفخة بالنجس، فعند محمد لايطهر أبداً، وعندأبي يوسف رحمه اللّٰه ينقع في الماء ثلاثًا و يجفف كل مرة و الأول أقيس، و الثاني أوسع ، آه ، و به يفتٰى (درر) . (ردالمحتار، باب الأنجاس، تحت قول الدر: مما يتشرب النجاسة:۱/۳۰۷، ظفير)

(۲) (ولايضربقاء أثر) كلون وريح (لازم) الخ. (الدرالمختار علٰى صدررد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب في حكم الصبغ: ۱/۳۰۳، ظفير)

سألت عائشةؓ عن المني يصيب الثوب؟ فقالت: كنت أغسله من ثوب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فيخرج إلى الصلوة، وأثرالغسل في ثوبه بقع الماء. (بخاري، باب غسل المني و فركه/مسلم، باب حكم المني، انيس)

(۳) ولو صلّى علٰى بساط وفي ناحية منه نجاسة إن لم تكن في موضع قدميه ولا في موضع سجوده لا تمنع أداء الصلاة سواء كان البساط كبيرًاأوصغيرًا بحيث لوحرك أحد طرفيه يتحرك الأخروكذا الثوب والحصير. (الفتاویٰ الهندية:۱/۶۲)

ناپاک لکڑی اور اینٹ، خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے یا نہیں:

سوال: خشک لکڑی پر یا اینٹ خام یا پختہ پر اگر پیشاب گر کر سوکھ جاوے، تو وہ پاک رہی یا ناپاک، اور لکڑی خشک دروشدہ (جلی ہوئی) ہو یا قائم خواہ تر ہو، سب کا حکم ایک ہی ہے یا جدا جدا؟

الجواب

لکڑی یا خشت ناپاک، سوکھنے سے پاک نہیں ہوتی، مگر جو زمین میں کھبی (پیوست یا زمین میں گڑی ہوئی) ہو، وہ تبعاً زمین کے پاک ہوجاتی ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، ص: ۳۰۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص۱۳۴)

نجس گارے سے تیار کردہ اینٹیں صرف خشک ہونے سے پاک ہوں گی یا نہیں:

سوال: جو اینٹیں نجس گارے سے تیار کی جائیں، کیا وہ صرف خشک ہونے سے بغیر آگ میں پختہ کئے ہوئے پاک ہوسکتی ہیں یا نہیں۔ حدیث شریف میں جو حکم "زکاۃ الأرض یبسھا" وارد ہے، وہ زمین اور جو شئی زمین کے حکم میں ہے، فقہا اس کے لئے لکھ رہے ہیں۔ پس جو خام اینٹیں نجس گارے سے تیار ہوئی ہیں، اور کسی جگہ پر مفروش بھی نہیں ہوئیں، بلکہ موضوع علی الارض ہیں، ان کی پاکی یا ناپاکی سے مطلع فرمایا جائے؟

الجواب

جو خام اینٹیں نجس گارے سے تیار ہوں، یا ان کو نجاست لگ جاوے، تو ان کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ زمین میں مفروش یعنی بچھی ہوئی ہوں(۲) تو خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہیں اور اگر ویسے ہی رکھی ہوئی ہوں کہ منقول ومحول ہوتی ہوں، تو وہ خشک ہونے سے پاک نہ ہوں گی۔

كما في الدر المختار: "(و) حكم (آجر) ونحوه كلبن (مفروش الخ كذلك) أي كأرض فيطهر بجفاف الخ (قوله: مفروش) أي على الأرض مثله البلاط، أما لو كانا موضوعين ينقلان ويحولان فإنهما لايطهران بالجفاف لأنهما ليسا بأرض". طحطاوي. (۳)

---

(۱) و(تطهر) أرض بيبسها وذهاب أثرها كلون لصلوٰة لا لتيمم وآجر مفروش وخص وشجر وكلأ قائمين في أرض كذلك. الخ (وكذا كل ما كان ثابتًا فيها لأخذه حكمها باتصاله بها فالمنفصل يغسل لاغير، إلا حجرًا خشنًا كرحى فكأرض). (تنوير الابصار مع الدر المختار، باب الأنجاس، ۱/۳۱۱، ۳۱۲، انیس)

(۲) یعنی اس طرح کہ وہ زمین سے چپکی ہوئی ہوں۔ ظفیر

(۳) حاشية الطحطاوي على الدر المختار شرح تنوير الابصار وجامع البحار، باب الأنجاس: ۱/۱۵۸۔

ایسی رکھی ہوئی اینٹوں کے پاک ہونے کے لئے پکنا ضروری ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۳۰)

پختہ اینٹ اگر ناپاک ہوجائے، تو اسے کس طرح پاک کیا جائے گا:

سوال: پختہ اینٹیں اگر ناپاک ہوجاویں، تو ان کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب

پختہ اینٹوں کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو خوب دھویا جائے۔
پس صورت مسئولہ میں اگر اینٹوں کو پاک کر کے کنواں تیار کیا گیا، تو اس کا پانی پاک ہے۔(۲) فقط
(فتاویٰ دار العلوم:۱/۳٦٦)

×××

(۱) والطين النجس إذا جعل منه الكوز أو القدر أو غيرهما فطبخ يكون ذلک المعمول طاهرًا لاضمحلال النجاسة بالنار وزوالها وهذا إذا لم يكن أثر النجاسة ظاهرًا فيه بعد الطبخ. (غنية المستملى فصل فى الآسار: ص ۱۸٦، ظفير)

(۲) (و) حكم (آجر) ونحوه كلبن (مفروش وخص) الخ (كذلک) أى كأرض فيطهر بجفاف الخ فالمنفصل يغسل لا غير. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۸۷، ظفير)

دودھ، شہد اور گھی کے احکام

غیر ماکول اللحم کے دودھ کا حکم:

سوال: جانور غیر ماکول اللحم کا دودھ نجس یا نجاست غلیظہ ہے، یا پاک ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

بجز (سوائے) خنزیر کے اور سب جانوروں کا دودھ پاک ہے۔(۱) گو حلال نہ ہو، پس حرام جانور کا دودھ پینا حلال نہ ہوگا۔ **کذا فی الدر المختار، قبیل فصل البئر**، فقط

۵/ربیع الاول ۱۳۲۷ھ ہجری (تتمہ اولیٰ: ص ۳)

از ترجیح الراجح حصہ چہارم صفحہ: ۷۹

بجز خنزیر کے سب جانوروں کا دودھ پاک ہے، الخ۔ (تتمہ اولیٰ صفحہ: ۳)

اگر چہ مسئلہ مختلف فیہ است، مگر ترجیح صریح بقول ناپاک است۔

"**ولبن المیتة وأنفحتها عند أبی حنیفةؒ وقالا: نجسة وهو الأظهر، الخ.** (نفع المفتی از مواهب الرحمن: ص ۴۳)

جزئیات مذہب برناپاکی صریح اند۔

لبن الأتان نجس فی ظاهر الروایة. (نفع)

بیض مایؤکل لحمه إذا انکسر علیٰ ثوب إنسان فأصابه من ماءه ومخه فقیل: إنه نجس اعتبارًا بلحم ما لایؤکل لحمه ولبنه. (نفع)

ترجیح صاحب الدر المختار ماخوذ از تقدیم ملتقیٰ غیر صحیح است۔

وقول شامی: "**وإنه لا خلاف فی اللبن**" الخ، غیر مسلم ست۔

---

(۱) آگے ترجیح الراجح سے اس مسئلہ پر بحث آرہی ہے۔ پھر ایک دوسرے سوال کے جواب میں بھی غیر ماکول اللحم کے دودھ کے ناپاک ہونے کو ترجیح دی گئی ہے، لہٰذا ناپاک ہونا ہی صحیح ہے۔

علامہ حلبیؒ نے کبیری ص ۱۶۸ پر گدھی کے دودھ کا نجاست غلیظہ ہونا ثابت کیا ہے اور قاعدہ بیان کیا ہے کہ!

"إن الحرمة لا للکرامة مع صلاحیة الاغتذاء اٰیة النجاسة".

لہٰذا تمام غیر ماکول اللحم جانوروں کا دودھ ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ ہے۔ سعید احمد پالنپوری

قال فی التحریر المختار حاشیة الشامی: (قوله وإنه لاخلاف فی اللبن الخ): نصّ علی الخلاف فی البحر فی اللبن کالأنفحة.

خصوصاً در پاکی وناپاکی، احتیاط درحکم ناپاکی ست۔

از ترجیح خامس صفحہ: ۱۵۰، درتحقیق طہارت ونجاست لبن حیوانات غیر ماکول اللحم

سوال: تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ صفحہ: ۳۰ پر یہ لکھا ہے کہ ''بجز خنزیر کے اور سب جانوروں کا دودھ پاک ہے''۔ اور اس مضمون کو درمختار سے نقل فرمایا ہے. درمختار کی عبارت میں اس مضمون کی تصریح نہیں ہے، گو موہم اس معنی کو ضرور ہے، لیکن مراقی الفلاح کی عبارت میں اس کی تصریح ہے کہ غیر ماکول اللحم جانوروں کا دودھ نجس ہے۔

چنانچہ ص ۱۸ مراقی مع طحطاوی پر ہے:

''لتولد لعابها من لحمها وهو نجس کلبنها''.

اس لئے خدمت عالی میں گزارش ہے کہ غیر ماکول اللحم جانوروں کا دودھ نجس ہے یا نہیں؟

الجواب

صریح مقدم ہے ضمنی پر، لہٰذا نجاست کو ترجیح ہوگی۔ ۹؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۳ھ (امداد الفتاویٰ: ۱؍۱۰۴ تا ۱۰۶)

حرام جانوروں کے دودھ کا حکم:

سوال: کیا حرام جانوروں کا دودھ پاک ہے؟ لقول الفقهاء: '' لبن المیتة طاهر'' اگر پاک ہے، تو پسینہ کیوں پاک نہیں؟

الجواب

جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے، ان کا دودھ بھی ناپاک اور حرام ہے۔ (۱)

اور فقہا نے جو ''لبن میتہ طاہر'' تحریر فرمایا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ماکول اللحم جانور دودھ دیتا ہے اور مرگیا تو مرنے کے بعد وہ دودھ (جو) اس کی حیات میں پیدا ہوا تھا، طاہر اور حلال ہے، پس یہ قول اس کو مستلزم نہیں کہ غیر ماکول اللحم جانوروں کا دودھ پاک اور حلال ہو جائے۔ کیوں کہ وہ جانور بجمیع اجزاءہ حرام اور ناپاک ہے، الا مستثنیٰ۔

''لبن میتہ'' میں بندہ ناچیز کو یہ شبہ پیدا ہوا تھا کہ جب میتہ بجمیع اجزائها نجس ہے، تو اس کا دودھ بوجہ اتصال محل نجس جو ظرف ہے، کیوں نجس نہیں ہوا، یہ مسلم شرعی قاعدہ ہے کہ!

مالایحله الحیاة لایحله الموت. (۲)

---

(۱) الهدایة جلد رابع: ص ۴۳۶، کتاب الکراهیة، مطبع رشیدیہ

(۲) الهدایة، جلد اول: ص ۲۴، مطبع مصطفائی

تو دودھ میں چونکہ موت حلول نہیں کیا، حیات نے بھی اس میں حلول نہیں کیا تھا، لہذا وہ بحکم میتہ نہیں ہوا، پس اگر چہ بوجہ میتہ نہ ہونے کے اس کا استعمال حرام نہ ہوتا، لیکن بوجہ نجس ہونے کے اس کا شرب حرام ہوتا۔

بندہ نے یہ شبہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے غور فکر کے بعد اس کا یہ جواب مرحمت فرمایا کہ چونکہ یہ ظرف عصبانی ہے، لہذا وہ ناپاک نہیں ہوا۔ فقط

حررہ خلیل احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۲-۳)

چمار کا دوہا ہوا دودھ، پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ایک شخص چمار جو کہ کاشت کار ہے، اس کے یہاں دو بھینسیں ہیں، اس کا لڑکا ہاتھ دھو کر مسلمان کے برتن میں دودھ نکالتا ہے، اور ایک شخص ہندو ہاتھ دھو کر تمام گاؤں کا دودھ لیتا ہے اور ہاڑتا (وزن کرتا) ہے۔ چند مسلمان اور ہندو اعتراض کرتے ہیں کہ چمار کے یہاں کا دودھ لینا ٹھیک نہیں اور ہندو کے ہاتھ کا دودھ جائز ہے۔ لہٰذا تشریح کر دیجئے، تاکہ اہل دیہہ کو فتویٰ دکھا کر تسلی کر دی جائے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر اپنے سامنے کسی غیر مسلم کے ہاتھ پاک کرادے، تو وہ پاک ہوں گے۔ مسلمان کا برتن بھی پاک، اس کے ہاتھ بھی پاک، تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ اگر اس کے ہاتھ پاک نہ کرائے، تو چونکہ چمار اکثر نجاست میں ملوث رہتے ہیں، اس لئے ظاہر یہ ہے کہ اس کے ہاتھ بھی نجس ہوں گے، اس سے احتیاط بہتر ہے، اگر چہ قطعی حکم ناپاکی کا اس وقت بھی نہیں لگایا جا سکتا، جب تک کسی معتبر طریقہ سے خواہ دیکھ کر یا کسی معتبر شخص کے بتانے سے پختہ علم نہ ہو جائے۔ (۱) تاہم اگر مسلمان نکالنے والا ملے، تو اس کو ہندو چمار وغیرہ سب پر ترجیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۵۵/۱۲/۳ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ذی الحجہ/۵۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۳۰، ۲۳۱)

چمار کے گھر کا گھی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں:

سوال: چمار کے گھر کا گھی خرید کر اگر استعمال کر لے، تو جائز اور پاک ہے یا نہیں؟

---

(۱) "من شک فی إنائه أوثوبه أوبدنه أصابته نجاسة أم لا؟ فهو طاهر مالم يستيقن، وكذا الآبار والحياض التی يستقى منها الصغار والكبار والمسلمون والكفار، وكذلک السمن والجبن والأطعمة التی يتخذها أهل الشرک والبطالة الخ". (الفتاویٰ التاتارخانية: ۱/۱۴۶، نوع فی مسائل الشک، إدارة القرآن، کراچی)

الجواب

احتیاط یہ ہے کہ نہ خریدے، اگر خریدااور استعمال کیا تو درست ہے۔ پاک ہی سمجھا جاتا ہے، جب تک کوئی نجاست اس میں معلوم نہ ہو۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۰۰،۳۰۱)

جس نجاست خور بھینس کے دودھ میں گندگی کا اثر آجائے، اس کے پینے کا حکم:

سوال: جو گاؤمیش نجاست خور ہے اور اس کا دودھ نمکین ہوتا ہے، تو وہ دودھ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

جس نجاست خور جانور کے شیر میں مزہ نجاست کا آجاوے وہ منع ہے، اس کو ہرگز نہ پیئے اور جس شیر میں مزہ نہ آوے، تو وہ درست ہے۔ بدست خاص سوال:۱۰۹۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۳۶۳)

گائے اور بھینس، دودھ نکالتے وقت، اگر اس میں اپنی دم ڈال دے، تو کیا حکم ہے:

سوال: گائے اور بھینس، دودھ نکالتے وقت، جو دم کو دودھ میں ڈال دیتی ہے، تو وہ دودھ پاک رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب

(اوپر کا جواب ہی اس کا جواب ہے) اس سے پہلے فتوے کے سوال میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں ''پاک رہتی ہے، کیوں کہ جب دم سے اثر نجاست کا جاتا رہا، پاک ہوگئی، البتہ اگر دم پر نجاست لگی ہو، تو اس حالت میں پارچہ نجس ہوجاوے گا''۔ لہذا ایہی حکم دودھ میں دم ڈالنے کا ہے، اگر دم صاف ہے، تو دودھ پاک ہے، لیکن اگر دم پر نجاست لگی ہوئی ہو، تو دودھ میں دم ڈال دینے سے دودھ ناپاک ہوجائے گا۔ (نور) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۳۶۹)

گوبر لگے ہوئے تھن سے نکالا ہوا دودھ پاک ہوگا:

سوال: بمبئی میں جو بھینسوں کی اصطبل ہے، اکثر اس میں دودھ دوہا جاتا ہے، اس صورت میں بھینس کا تھن گوبر

(۱) ولو شک فی نجاسة ماء أوثوب الخ لم یعتبر (الدرالمختار) وفی ردالمحتار: (قوله ولو شک): وفی التاتارخانیة: من شک فی إنائه أوثوبه أوبدنه أصابته نجاسة أولا ؟ فهوطاهر مالم یستیقن الخ، وکذا ما یتخذه أهل الشرک أوالجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والأطعمة والثیاب، آه. (ردالمحتار، قبیل أبحاث الغسل:۱/۱۴۰،ظفیر)

لأن الأخذ بما هو الوثیقة فی موضع الشک أفضل إذا لم یؤد إلی الحرج، ومن هنا قالوا: لابأس بلبس ثیاب أهل الذمة و الصلاة فیها (إلٰی قوله) وتجوز لأن الأصل الطهارة وللتوارث بین المسلمین فی الصلاة بثیاب الغنائم قبل الغسل. (شامی:۱/۲۱۲،ظفیر)

آلودہ ہو جاتا ہے اور نوکر اسی حالت میں دوہتا ہے اور گوبر کے ذرات دودھ میں گرتے ہیں اور اسے دوکانوں میں سپلائی کیا جاتا ہے، یہ دودھ شرعاً پاک ہے؟

هو المصوب

مذکورہ صورت میں نجاست کو پاک کر لینا ممکن ہے، اس لئے پاک کر لینا ضروری ہے۔ لہذا تھن کو صاف کئے بغیر (اگر) دودھ دوہتے ہیں اور اسی میں نجاست کے ذرات گر جاتے ہیں، تو دودھ ناپاک ہو جائے گا۔ البتہ ایسی نجاست جس کو پاک کرنا ممکن نہ ہو، اس کے گرنے سے دودھ ناپاک نہیں ہوگا:

(وبعرتي إبل وغنم كما) يعفى (لو وقعتا في محلب) وقت الحلب (فرميتا) فورًا قبل تفتت وتلون (الدر المختار)

اور علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

(قوله وقت الحلب): فلو وقعت في غير زمان الحلب فهو كوقوعها في سائر الأواني فتنجس في الأصح، لأن الضرورة إنما هي زمان الحلب، لأن من عادتها أن تبعر ذلك الوقت، والاحتراز عنه عسير ولا كذلك غيره...... آه (قوله قبل تفتت وتلون): قال في العناية تبعاً للخانية: فلو تفتت أو أخذ اللبن لونها ينجس، آه (ردالمحتار: ۱/ ۳۸۰) (۱)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۷۷)

دودھ نکالتے وقت تین مینگنی کے برابر چورا دودھ میں گر جائے، تو دودھ نجس ہو جائیگا یا نہیں:

سوال: مسئلہ ذیل میں حکم شرعی تحریر فرمایا جاوے کہ اگر دودھ نکالتے وقت، بھینس کے بدن پر سے بکری کی تین مینگنی کی مقدار میں چورا، جو مٹی اور بھینس کے پیشاب سے مرکب ہوتا ہے، دودھ میں گر پڑے، اور فوراً نہ نکالا جائے، بلکہ پندرہ بیس منٹ اس میں پڑا رہے، یہاں تک کہ اس چورے کا کچھ حصہ دودھ میں تحلیل ہو جاوے، اور بقیہ کو نکال کر پھینک دیا جاوے، تو یہ دودھ نجس ہوا یا نہیں، اور اگر ہوا تو انسانوں کے علاوہ جانوروں کو بھی پلا سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط

الجواب

اگر اس امر کا یقین ہے کہ یہ چورا پیشاب سے مرکب ہے، تو دودھ نجس ہو گیا، مگر جانوروں کو پلانا جائز ہے، **للاختلاف في نجاسته** اور اگر یقین نہیں، محض وہم اور گمان ہے اور گمان غالب نہیں، تو دودھ پاک ہے، انسان بھی اس کو کھا سکتا ہے۔

(۱) فصل في البئر، مطلب في الفرق بين الروث والخثى الخ، انيس

ولایقاس علیٰ مالو وقعت بعرتا إبل أوغنم فی محلب فإنه إنما یعفی إذا رمیتا فورًا قبل تفتت وتلون، وعلة العفو أن من عادتها أن تبعر ذلک الوقت والاحترازعنه عسیر، ولا کذلک غیره، کذا فی الشامیة: ج۱ص ۲۲۸۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰ رمحرم ۱۳۲۹ھ (امدادالاحکام، جلداول ص ۴۰۰)

دودھ میں مینگنی گرگئی، تو کیا حکم ہے:

سوال: دودھ نکالتے وقت بھینس کا گوبراونٹ کی مینگنی کے برابر گرجائے، تو دودھ پاک ہے یاناپاک؟اگر گرتے ہی فوراً نکال دیا جائے، تو پھر کیا حکم ہے، یااگر بکری کا دودھ نکالنے میں اس کی مینگنی گرجائے، تو کیا حکم ہے؟اور اگر بکری کی مینگنی کے برابر گوبر گرجائے، تب کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگربھینس کا گوبردودھ میں حل ہوگیا، تو دودھ ناپاک ہوگیا، البتہ اگرایساخشک تھا کہ دودھ میں حل نہیں ہوا، تو اس صورت میں دودھ پاک ہے، اسی طرح بکری کی مینگنی کا حکم ہے، لیکن یہ حکم بوجہ ضرورت صرف دودھ نکالنے کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے۔

قال فی العلائیة: (وبعرتی إبل وغنم کما) یعفی (لو وقعتا فی محلب) وقت الحلب (فرمیتا فورًا قبل تفتت وتلون، والتعبیر بالبعرتین اتفاقی، لأن مافوق ذلک کذلک، ذکره فی الفیض و غیره، ولذا قال (قیل القلیل المعفوّ عنه مایستقله الناظر والکثیربعکسه وعلیه الاعتماد) کما فی الهدایة وغیرها. (رد المحتار، فصل فی البئر: ۱/ ۲۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲ رذی الحجہ ۸۸ھ۔(احسن الفتاویٰ: ۲/ ۹۲۔۹۳)

دوہتے وقت پیشاب، دودھ میں پڑ جائے، تو وہ ناپاک ہوگیا:

سوال: دودھ نکالتے وقت اسی جانور کا پیشاب، دودھ میں گرگیا، تو وہ دودھ پاک ہے یاناپاک؟

الجواب ـــــــــــــــ

وہ دودھ جس میں پیشاب گرگیا، ناپاک ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۳۲۸)

---

(۱) فصل فی البئر، مطلب فی الفرق بین الروث والخثی الخ، انیس

(۲) وبول مأکول اللحم نجس نجاسة مخففة وطهره محمد ولایشرب بوله أصلاً، لا للتداوی ولا لغیره عند أبی حنیفة. (الدرالمختارعلیٰ صدررد المحتار، باب المیاه: ۱/ ۱۹۳، ظفیر)

دودھ میں چوہا گر کر تیر نے لگا تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر پانچ کلو دودھ کے بھرے برتن میں ایک چوہا گر جائے اور تیر گیا ہو اور اس کو زندہ نکال کر پھینک دیا جائے،تو وہ دودھ پاک ہوگا یا ناپاک؟ اور ایسا دودھ اگر کوئی مسلم دوکاندار مسلمانوں کو چائے میں استعمال کروادے،تو اس کیلئے شریعتِ مطہرہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اس سے وہ دودھ نجس نہیں ہوا،اس کا استعمال کرنا اور فروخت کرنا سب درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ،دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ،دارالعلوم دیوبند،۱۵/۱/۹۳ھ(فتاویٰ محمودیہ:۲۲۸/۵)

اچار کے برتن میں چوہیا گر کر مرگئی،تو پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ایک برتن میں تیل کا اچار تھا اور تیل برتن کے اوپر منہ تک بھرا ہوا تھا،اس میں ایک چوہیا گر کر مرگئی،تو وہ اچار پاک ہے یا ناپاک،اگر تیل کو اوپر سے پھینک دیا جائے،تو اچار کو کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

وہ تیل اور اچار سب ناپاک ہوگیا،کام کا نہیں رہا۔(۲)

تیل اگر جلانے کے کام کا ہو،تو گھر کے چراغ میں جلالیا جاوے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۳۲۰/۱)

---

(۱) ”إذا وقعت فی البئر ………… إن کان الواقع فأرة أونحوها کالعصفورونحوه،لایخلو:إما أن أخرج حیاً أومیتًا،وبعد الموت تفسخ أولا،إن أخرج حیًا لایتنجس الماء أی حیوان وقع،إلا الکلب والخنزیرالخ“. (خلاصةالفتاویٰ:۱۶/۱،جنس آخر فی مسائل البئر،أمجد أکیڈمی، لاهور)وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة:۱۹/۱،الثالث، ماء الآبار،رشیدیة)

عن الزهری عن الدابة تموت فی الزیت والسمن وهوجامد أوغیرجامد الفأرة أوغیرها، قال: بلغنا أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أمربفأرة ماتت فی سمن فأمربما قرب منها فطرح ثم أکل. (بخاری،باب إذا وقعت الفأرة فی السمن الجامد أوالذائب،کتاب الذبائح والصید،انیس)

(۲) (ویحکم بنجاستها)مغلظة(من وقت الوقوع إن علم……)الخ.(الدر المختارعلی صدررد المحتار،فصل فی البئر:۲۰۱/۱،ظفیر)

(۳) بل یستصبح به فی غیرمسجد (درمختار)وإنما هذا فی الدهن المتنجس. (رد المحتار،باب الأنجاس،بعد مطلب فی حکم الوشم: ۳۰۵/۱،ظفیر)

چوہے کی مینگنی گھی میں پک جائے، تو اس کا حکم:

سوال: پانچ سیر گھی میں ایک مینگنی چوہے کی جوش ہوگئی، جس وقت چھانا تو وہ معلوم ہوئی، وہ گھی پاک رہا یا نہیں؟

الجواب

فی رد المحتار: وإن خرأها(أی الفأرة)لایفسد ما لم یظهر أثره.(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ وہ گھی پاک ہے۔

۲/ شعبان ۱۳۳۱ھ۔ تتمہ ثانیہ ص ۶۰۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۲۲)

پلید دہی سے نکالے ہوئے مکھن کا حکم:

سوال: اگر پلید دہی سے مکھن نکالا جائے، تو وہ مکھن پلید ہوگا یا نہیں؟ اگر رد المحتار کی عبارت ذیل سے حکم حلت لگایا جائے، تو یہ حکم صحیح ہوگا یا نہیں؟

قال فی رد المحتار تحت قول الماتن: (لا)یکون نجسًا(رماد قذر)الخ: (قوله لانقلاب العین) علة للکل، وهذا قول محمدؒ، وذکر معه فی الذخیرة والمحیط أباحنیفةؒ. (حلیة)

قال فی الفتح: وکثیرمن المشائخ اختاروه، وهو المختار لأن الشرع رتب وصف النجاسة علیٰ تلک الحقیقة وتنتفی الحقیقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها، فکیف بالکل؟ فإن الملح غیر العظم واللحم، فإذا صار ملحًا ترتب حکم الملح، ونظیره فی الشرع النطفة نجسة وتصیر علقةً و هی نجسة وتصیر مضغةً فتطهر، والعصیر طاهر الخ.(۲)

دوسرا یہ کہ انقلاب عین کا کیا معنی ہے؟

الجواب

یہ انقلاب عین نہیں، بلکہ بقاء عین کے باوجود تفصیل اجزا ہے۔ یعنی مسکہ کی حقیقت یہ ہے کہ بعض اجزاء دھنیہ کو جو پہلے سے موجود ہیں، ان کو الگ کر لیا گیا ہے۔ جیسا کہ گوبر کو نچوڑ کر اس کے اجزاء مائیہ کو الگ کر لیا جائے۔ یا ناپاک گندم کا نشاستہ نکال لیا جائے۔ حمار کے ملح بن جانے میں اور دہی سے مکھن نکالنے میں دونوں تغیروں میں زمین آسمان کا فرق ہے، بلکہ صورتِ مسئولہ میں تو درحقیت تغیر ہی نہیں۔

---

(۱) رد المحتار: ۱/۳۷۹، مکتبہ زکریا دیوبند

عن میمونةؓ قالت: سئل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن فأرة سقطت فی سمن، فقال: ألقوها وما حولها وکلوه. (بخاری، باب إذا وقعت الفأرة فی السمن الجامد أوالذائب، کتاب الذبائح والصید، انیس)

(۲) **رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی یستقطر الخ: ۱/۳۲۷، انیس**

تبدیلیٔ ماہیت سے شئی کے خواص وآثار یکسر بدل جاتے ہیں۔ جیسے حمار، ملح، قذر، رماد، اور خمر وخل میں ہے، لیکن تفصیل اجزا سے ایسا نہیں ہوتا، بلکہ بنیادی خواص بھی قائم وبدستور رہتے ہیں، جیسے نفس دہنیت دہی ومکھن دونوں چیزوں میں بدستور قائم ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار، عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس، ملتان

الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ، ۱۲/۳/ ۱۳۸۵ھ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۴۸-۱۴۹)

بھینس وغیرہ کا ناپاک دودھ، چمار وغیرہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں:

سوال: دودھ میں کتّے نے منھ ڈال دیا، اس دودھ کو بھینس، بیل یا خاکروب وچمار کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

وہ دودھ جانوروں کو یا خاکروب وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۵۸)

جانور کو ناپاک چیز کھلانے کا حکم:

سوال: عموماً لوگ ناپاک چیز جانوروں کو کھلا دیتے ہیں، کیا ناپاک چیز جانوروں کو کھلانا یا پلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر ناپاک چیز کا وصف نجاست کی وجہ سے تبدیل ہو چکا ہو، تو اس کا انتفاع ہر حال میں ناجائز ہے، اور اگر صفت تبدیل نہ ہوئی ہو، تو جانوروں وغیرہ کو کھلانا یا پلانا جائز ہے، البتہ متغیر الوصف ناپاک چیز کو جانور خود کھالے، تو کوئی حرج نہیں۔

قال ابن عابدینؒ: "الماء إذا وقعت فيه نجاسة فإن تغير وصفه لم يجز الانتفاع به بحال وإلا جاز كبلّ الطين وسقي الدواب"، بحر عن الخلاصة. (ردالمحتار: ج ۱ ص ۱۲۸) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۶ و ۵۸۷)

نجس دودھ جانور کو پلانے کا حکم:

سوال: دودھ نکالتے وقت تھنوں سے معمولی سا خون آجائے، تو بھینس کا سارا دودھ ناپاک ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) وماعجن به فيطعم للكلاب، وقيل يباع من شافعي (درمختار) (قوله فيطعم للكلاب): لأن ما تنجس باختلاط النجاسة به والنجاسة مغلوبة لايباح أكله ويباح الانتفاع به فيماوراء الأكل كالدهن النجس يستصبح به إذا كان الطاهر غالبًا فكذا هذا (حليه عن البدائع) الخ (قوله وقيل يباع من شافعي): ......لكن في الذخيرة: وعن أبي يوسفؒ لايطعم بني آدم، آه، ولهذا عبرعنه الشارح بقيل وجزم بالأول الخ. (رد المحتار، فصل في البئر: ۱/۲۰۱، ظفیر)

(۲) باب المياه، فرع، قبيل مطلب مسألة البئر جحط، انيس

اگر ناپاک ہے،تو جانوروں کو پلانا بھی جائز ہے یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب بتاتے ہیں کہ حلال جانور کو پلانا جائز نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ناپاک ہے، حلال جانوروں کو بھی پلانا جائز ہے اور اگر نجاست اتنی غالب ہو کہ دودھ کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا ہو تو وہ حرام جانوروں کو بھی پلانا جائز نہیں۔

قال فی الشامية فی بحث الماء المستعمل: (فرع) الماء إذا وقعت فيه نجاسة فإن تغير وصفه لم يجز الانتفاع به بحال وإلا جاز كبلّ الطين وسقی الدواب، بحر عن الخلاصة. (رد المحتار باب المياه، قبيل مطلب مسألة البئر جحط: ۱/۱۸۶)

وقال العلاءؒ فی فصل البئر: وماعجن به فيطعم للكلاب.

وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه: لأن ما تنجس باختلاط النجاسة به والنجاسة مغلوبة لايباح أكله ويباح الانتفاع به فيماوراء الأكل، ونقل عن الذخيرة تحت (قوله وقيل يباع من شافعی): وعن أبی يوسفؒ لايطعم بنی آدم. (رد المحتار، فصل فی البئر: ۱/۲۰۱)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ درمختار میں ’’کلاب‘‘ کی قید احترازی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۳؍شوال ۸۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۸۹۔۹۰)

نجس دودھ جانوروں کو پلانے سے متعلق بہشتی زیور کے ایک مسئلہ کی تحقیق:

سوال: آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ’’اگر نجاست پڑنے سے دودھ کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا ہو، تو جانوروں کو پلانا جائز نہیں‘‘ اور بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ’’پانی کی تینوں صفات بدل جائیں، تو جانوروں کو پلانا جائز نہیں‘‘۔ دونوں میں سے صحیح کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

بہشتی زیور کے حاشیہ میں عالمگیریہ کی یہ عبارت تحریر ہے:

إذا تنجس الماء القليل بوقوع النجاسة فيه إن تغيرت أوصافه لاينتفع به من كل وجه كالبول و إلا جازسقی الدواب وبلّ الطين ولايطين به المسجد، كذا فی التتارخانية. (عالمكيرية، قبيل باب التيمم)

اس میں متبادر تو اوصاف ثلاثہ ہی ہیں، مگر احتمال احد الاوصاف کا بھی ہے۔

اور احسن الفتاویٰ میں شامیہ(۱) سے بحر عن الخلاصہ کی جو عبارت نقل کی گئی ہے، اس میں ''وصفہ'' ہے۔
بحر کی اصل عبارت زیادہ واضح ہے:

ونصه:'' وأما الماء إذا وقعت فيه نجاسة فإن تغير وصف الماء لم يجز الانتفاع به بحال وإن لم يتغير الماء جاز الانتفاع به كبل الطين وسقي الدواب. (البحر الرائق:۹٦/۱)

اس میں افراد وصف کے علاوہ'' وإن لم يتغير الماء''الخ، سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ احد الاوصاف مراد ہے۔

نیز احسن الفتاویٰ میں شامیہ فصل البئر سے جو عبارت منقول ہے، اس میں ''والنجاسة مغلوبة'' سے بھی یہی مفہوم ہے۔ لأن الغلبة تتحقق بتغير أحد الأوصاف.

وفي نواقض الوضوء من الشامية: وعلامة كون الدم غالبًا أومساويًا أن يكون البزاق أحمرو علامة كونه مغلوبًا أن يكون أصفر. بحر، ط. (رد المحتار:۱۲۹/۱)

وفي مفسدات الصوم من العلائية: فإن غلب الدم أوتساويا فسد وإلا لا، إلا إذا وجد طعمه. (رد المحتار: ۱۰۷/۲)

وفي رضاع العناية: فسر محمدؒ الغلبة، قال: إن لم يغير الدواء اللبن تثبت الحرمة وإن غير لا تثبت. (فتح القدير:۱۲/۳)

وفي الشامية عن الدر المنتقى: تعتبر الغلبة بالأجزاء في الجنس وفي غيره بتغير طعم أولون أو ريح (إلى قوله) يوافقه ما في الهندية من اعتبار أحد الأوصاف (رد المحتار: ۴۳۳/۲)

پس راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ احد الاوصاف بدل جائے، تو جانوروں کو پلانا جائز نہیں، احتیاط بھی اسی میں ہے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۴/صفر ۷۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۹۰/۲-۹۱)

دوہتے وقت، دودھ میں خون گرنے پر، دودھ کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: اگر بھینس کا دودھ نکالتے وقت دودھ کے اندر دو ایک قطرہ خون گر جائے، تو دودھ ناپاک ہو جائے گا یا نہیں، جبکہ تھن کے اوپر زخم ہو۔ شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

خون کا ایک قطرہ بھی دودھ میں گرنے سے دودھ ناپاک ہو جائے گا۔ البتہ دودھ پاک کرنے کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جتنا دودھ ہو اتنا پانی اس میں ڈال کر جوش دیا جائے، یہاں تک کہ پانی ختم ہو کر صرف دودھ رہ جائے۔ یہی عمل تین مرتبہ کیا جائے، تو دودھ پاک ہو جائے گا۔

(۱) ردالمحتار، باب المياه، فرع، قبيل مطلب مسألة البئر جحط: ۲۰۱/۱، بیروت، انیس

قال فی الدر المختار: ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلی ثلاثًا.

وفی الشامیة: (قوله ویطهر لبن وعسل الخ) قال فی الدرر: لوتنجس العسل فتطهیره أن یصب فیه ماء بقدره فیغلٰی حتی یعود إلٰی مكانه والدهن یصب علیه الماء فیغلٰی فیعلو الدهن الماء فیرفع بشیء هكذا ثلاث مرات، آه. وهذا عند أبی یوسفؒ خلافًا لمحمدؒ، وهو أوسع، وعلیه الفتوٰی، (إلٰی أن قال): إن لفظة "فیغلی" ذكرت فی بعض الكتب، والظاهر أنها من زیادة الناسخ فإنا لم نر من شرط لتطهیر الدهن الغلیان الخ (ردالمحتار:۱/۳۰۹)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۴/محرم ۸۸ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۸۷۔۸۸)

دودھ، گھی کے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: ''ترکیب الصلوٰۃ'' میں لکھا ہے کہ'' دودھ یا روغن اگر ناپاک ہوجاوے، تو اس میں تین حصّے پانی ملا کر آگ پر پکانا شروع کرے، جب سب پانی جل جاوے، صرف دودھ و روغن رہ جاوے، تو پاک ہوگیا''، درست ہے، اس کو استعمال کرے؟

الجواب

فی الدر المختار: ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلی ثلاثًا.

وفی رد المحتار عن الدرر: لوتنجس العسل فتطهیره أن یصب فیه ماء بقدره فیغلیٰ حتی یعود إلٰی مكانه، والدهن یصب علیه الماء فیغلی فیعلو الدهن الماء فیرفع بشیء هٰكذا ثلاث مرات، اه. وهذا عند أبی یوسفؒ خلافًا لمحمدؒ، وهو أوسع، وعلیه الفتویٰ. (۱/۵۴۳)(۲)

روایت ہذا سے معلوم ہوا کہ اس طریق سے پاک ہوجائے گا۔(۳) فقط واللہ اعلم

۷/ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ، امداد ج:۱صفحہ:۱۳۔ (امداد الفتاویٰ:۱/۱۰۲)

---

(۱) باب الأنجاس، مطلب فی تطهیر الدهن و العسل، قبیل فصل الاستنجاء، انیس

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی تطهیر الدهن والعسل، قبیل فصل الاستنجاء، انیس

(۳) یہ مسئلہ یہاں مجمل بیان ہوا ہے۔ بہشتی زیور حصہ دوم ص ۵ میں اس طرح ہے:

مسئلہ نمبر ۲۹: شہد یا شیرہ یا گھی، تیل ناپاک ہوگیا، تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکاوے، جب پانی جل جاوے، تو پھر پانی ڈال کر جلاوے، اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہوجاوے گا۔ یا یوں کرو کہ جتنا گھی، تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ، جب وہ پانی کے اوپر آجاوے، تو کسی طرح اٹھالو۔ اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھاؤ، تو پاک ہوجاوے گا اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کر آگ پر رکھ دو جب پگھل جائے، تو اس کو نکال لو، اھ۔

......اور بہشتی زیور حصّہ دوم ص ۸۵ ضمیمہ ثانیہ میں ایک مفید تحقیق ہے، جس کا حاصل یہ کہ تطہیر دھن وغیرہ کے لئے نہ غلیان ضروری ہے اور نہ تحریک، نہ پانی کی مقدار خاص، ہاں تثلیث بے شک ضروری ہے۔ سعید احمد پالنپوری

ناپاک گھی کیسے پاک کیا جائے:

سوال: گھی میں کتّے نے منھ ڈال دیا، اس کے پاک ہونے کی کیا شکل ہے؟ کس طرح استعمال میں آ سکتا ہے۔ اسی طرح اور کھانے کی چیزیں جیسے دودھ یا کھانڈ یا گوندھا ہوا آٹا یا سوکھا کس طرح پاک ہوں؟

الجواب

جو اشیا خشک ہیں، جیسے خشک آٹا یا تر منجمد ہیں، جیسے جما ہوا گھی، یا گوندھا ہوا آٹا وغیرہ۔ اگر ایسی چیزوں میں کتا منھ ڈال دے، تو جہاں جہاں اس کے منھ کی تری پہنچی ہے، اس کو علاحدہ کر دینا چاہئے، باقی پاک ہے۔(۱)

اور جو اشیا رقیق ہیں، جیسے دودھ، تیل یا غیر منجمد گھی وغیرہ اگر ناپاک ہو جاوے، تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ فقہا نے یہ لکھا ہے کہ اس کے ہم وزن پانی اس میں ملا کر پکایا جاوے، یہاں تک کہ پانی جل جاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کیا جائے۔ **کذا فی الدر المختار** (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۴، ۳۳۵)

ناپاک گھی اور تیل کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:

سوال: تیل یا گھی میں چوہا گر کر مر گیا، تو شرعاً کوئی تدبیر ایسی بھی ہے کہ جس سے یہ نجس تیل یا گھی پاک کر لیا جائے، اور اس کا استعمال اکلاً وشرباً وادہاناً درست ہو جائے۔ اگر بعد تطہیر اس کا استعمال غیر اکل وشرب ہی میں جائز ہو، تو بحوالہ تحریر فرمایا جاوے؟ یہ سوال سمن مائع کے متعلق ہے، جمے ہوئے کے متعلق نہیں ہے۔

الجواب

درمختار میں ہے:

"ویطهر لبن وعسل ودهن بغلی ثلثاً". (۳)

---

(۱) وبعض تقور (در مختار) أی تقویر نحو سمن جامد من جوانب النجاسة. (رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۹۱)

الفأرة لوماتت فی السمن إن كان جامدًا قورما حوله ورمی به والباقی طاهر يؤكل وإن مائعًا لم يؤكل وينتفع به من غير جهة الأكل مثل الاستصباح ودبغ الجلد، هكذا فی الخلاصة. (عالمگیری مصری، باب فی النجاسة، فصل أول: ۱/۴۲، ظفیر)

(۲) ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلی ثلاثًا. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی تطهير الدهن والعسل، قبيل فصل الاستنجاء: ۱/۳۰۸، ظفیر)

(۳) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب تطهير الأنجاس، مطلب فی تطهير الدهن والعسل، قبيل فصل الاستنجاء: جلد أول، ص ۳۰۸، ظفیر

اس کا حاصل یہ ہے کہ دودھ، شہد اور تیل تین دفعہ جوش دینے سے پاک ہوجاتا ہے، یعنی ہر ایک دفعہ اس قدر جوش دیا جاوے کہ پانی جل جائے، اور یہی حکم جو تیل کا ہے گھی غیر جامد کا ہے۔

اور شامی میں ہے کہ تیل میں جوش دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہر دفعہ پانی ڈال کر اس کو خوب ہلایا جاوے، پھر جب کچھ ٹھہرنے سے تیل اوپر آجائے، اس کو علاحدہ اٹھالیا جائے، اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۲۷)

روغن زرد میں چوہا مرجائے، تو وہ پاک ہوسکتا ہے یا نہیں:

سوال: اگر روغن زرد میں کوئی جانور مثلاً چوہا وغیرہ گر کر مرجائے، تو وہ پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اس کے پاک ہونے کی صورت یہ لکھی ہے کہ اس میں پانی ڈال کر تین مرتبہ اس پانی کو جلادیوے اور پانی ہر دفعہ برابر اس گھی وغیرہ کے ڈالے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۰۰، ۳۰۱)

شہد کی بوتل میں چوہیا گرگئی، تو اس کی پاکی کا کیا طریقہ ہے:

سوال: ایک شہد کی بوتل میں چوہیا گر کر مرگئی، پھولی پھٹی نہیں، اب وہ شہد پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

شہد پاک کرنے کا طریقہ کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ بقدر اس شہد کے پانی ملا کر اس کو جلایا جاوے اس قدر کہ پانی جل جاوے، تین بار اسی طرح پکایا جاوے، شہد پاک ہوجاوے گا۔

ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلی ثلاثاً الخ. درمختار. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۳۲)

شہد میں چوہا مرگیا، تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: ایک مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ بندہ کے یہاں ایک شہد کے پیپہ میں، جس میں بائیس سیر شہد تھا، چوہا گر کر مرگیا، پھولا پھٹا نہیں، شہد میں بدبو تک بھی نہیں آئی، اس کے پاک ہونے کی کوئی صورت ہے یا نہیں۔

---

(۱) قال فی الدرر: لو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلى حتى يعود إلى مكانه، والدهن يصب عليه الماء فيغلى فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيء هكذا ثلاث مرات، آه، الخ فقد صرح فی مجمع الرواية وشرح القدوری: أنه يصب عليه مثله ماء ويحرك فتأمل آه. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی تطهير الدهن والعسل، قبيل فصل الاستنجاء: ۱/۳۰۸، ظفير)

(۲-۳) الدر المختار على صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی تطهير الدهن والعسل، قبيل فصل الاستنجاء: ج۱ ص۳۲۴، بيروت، انيس)

ایک صاحب کی تجویز ہے کہ پانی ہموزن ملا کر تین دفعہ پکا کر پانی جلا دیں، تو پاک ہوسکتا ہے، جیسے گھی کو لکھا ہے، اگر پاک نہ ہوسکے، تو چماروں بھنگیوں کے ہاتھ اس کو بیچ دینا درست ہے یا نہیں، جبکہ وہ مردار کھانے کے عادی ہیں۔ یا آبکاری والوں کے ہاتھ بیچ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر شہد سیال ہے، تو سب ناپاک ہوگیا، پانی ڈال کر جوش دینا اور اس کا جلا دینا بعض کے نزدیک مطہر ہے۔(۱) اس طرح طاہر کر کے کفار کے ہاتھ فروخت کر دیا جاوے اور نجس کا فروخت کرنا بھی درست نہیں۔

۶ رشعبان ۱۳۳۳ھ، تتمہ ثالثہ صفحہ: ۵۹۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۲۵۔۱۲۶)

گلقند کے ڈبہ میں چوہے مر گئے، تو وہ کیسے پاک ہوگا:

سوال: ٹین کے ڈبّہ میں گلقند تھا، جب فروخت ہوتے ہوتے پانچ چھ سیر پختہ رہ گئی، تو اس میں دو چوہے گر کر مر گئے، معلوم ہونے پر نکال کر پھینکے گئے، ایک چوہا زندہ تھا جو خود نکل کر بھاگ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی دن مرے تھے۔ اب اس گلقند کو اوپر سے اٹھا کر نیچے سے فروخت کیا جاوے یا نہیں؟ اگر تمام ناپاک ہوگئی ہو، تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ گلقند پتلی تھی، چوہے ڈوب گئے تھے۔

الجواب

وہ گلقند ناپاک ہوگیا، پاک کرنے کا طریقہ ایسی اشیا کا یہ لکھا ہے کہ اسی قدر پانی اس میں ڈال کر اتنا پکایا جاوے کہ پانی جل جاوے، اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے۔(۲) مگر اہل تجربہ نے لکھا ہے کہ اس طرح بار بار پکانے سے شہد تلخ ہوجاتا ہے، لیکن اگر گلقند میں شہد نہ ہو، تو شاید ایسا نہ ہوتا ہو۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۴) ☆

(۱) یعنی امام یوسفؒ کے نزدیک پاک ہوجائے گا۔۔۔۔۔۔اور کفار کے ہاتھ فروخت کرنے کا مشورہ اس لئے دیا گیا ہے کہ امام محمدؒ اس کو پاک نہیں قرار دیتے، اگر چہ مفتیٰ بہ قول امام یوسفؒ ہی کا ہے، مگر ممکن ہے کہ بعض طبائع اس کے استعمال سے اباء کریں، اس لئے فروخت کر دینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) ویطهر لبن و دبس و دهن بغلی ثلاثًا الخ. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۳۰۸، ظفیر)(مطلب فی تطهیر الدهن و العسل، قبیل فصل الاستنجاء، انیس)

☆ **ناپاک شہد کے پاک کرنے کا طریقہ:**

سوال: شہد کو پاک کرنے کا طریقہ بہشتی زیور میں یہ لکھا ہے کہ ''شہد میں برابر کا پانی ڈال کر اس قدر پکایا جائے کہ پانی جو ڈالا گیا ہے، وہ جل جائے، تین مرتبہ ایسا ہی کیا جائے''۔

لیکن سوال یہ ہے کہ شہد پانی میں ملانے اور پکانے کے بعد شہد نہیں رہتا، بلکہ دوا بن جاتا ہے، اس لئے عرض یہ ہے کہ شہد کو شہد باقی رکھتے ہوئے کس طرح پاک کیا جائے کہ اس کی ماہیت تبدیل نہ ہو؟ ==

ناپاک شربت کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال:۔اگر کسی برتن میں گنّے کا رس پڑا ہو،کتّے نے اس برتن میں منہ ڈال کر اس سے کچھ چاٹا،تو کیا باقی ماندہ شربت کو بہا دیا جائے،یا گُڑ بنانے میں استعمال کیا جائے؟ازروئے شرع اس کی طہارت کا کوئی امکان ہے یا نہیں؟

الجواب

ایسی مائع چیز کتے کے منہ ڈالنے سے ناپاک ہوجاتی ہے،ایسی صورت میں اس سے گڑ بنانا یا پینا ناجائز ہے۔

البتہ فقہا کے کلام سے اس کی طہارت کا ایک طریقہ معلوم ہوتا ہے،وہ یہ کہ شربت کی مقدار سے تین گنا پانی اس میں ڈالا جائے اور پھر آگ سے اس کو اتنا جوش دیا یعنی اُبالا جائے کہ یہ زائد مقدار پانی آگ کے ذریعے ختم ہوجائے، تو باقی ماندہ حصہ پھر پاک ہوتا ہے۔

قال ابن عابدینؒ:(قوله:ویطهر دهن وعسل)قال فی الدرر:لوتنجس العسل فتطهیره أن یصب فیه ماء بقدره فیغلٰی حتیٰ یعود إلیٰ مکانه،والدهن یصب علیه الماء فیغلٰی فیعلوالدهن الماء فیرفع بشئ هکذا ثلاث مرات"آه.(رد المحتار،باب الأنجاس،مطلب فی تطهیر الدهن والعسل،قبیل فصل الاستنجاء: ج۱ص۳۲۴)(۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۷۸)

×××

== الجواب حامداً و مصلیاً

اگر شہد سیّال ہے منجمد نہیں،تو اس میں اس کے برابر پانی ملا کر خوب ہلایا جائے،پھر جب شہد پانی سے ممتاز ہوجائے تو پانی گرادیا جائے،تین دفعہ اس طرح کرنے سے بھی ناپاک شہد پاک ہوجائے گا۔(**قال العلامة ابن عابدین:"(قوله: و یطهر لبن وعسل الخ)قال فی الدرر:لوتنجس العسل،فتطهیره أن یصب فیه ماء بقدره،فیغلٰی حتی یعود إلٰی مکانه،..........هکذا ثلاث مرات الخ". (رد المحتار:۱/۵۴۳،مطلب فی تطهیر الدهن والعسل،قبیل فصل الاستنجاء،مطبوعه زکریا دیوبند،وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة:۱/۴۳،الباب السابع فی النجاسة،مطبوعه دار الکتاب،دیوبند)**

اگر شہد منجمد ہو،تو پہلے اسے سیال بنالیا جائے،پھر طریقہ مذکورہ پر پاک کرلیا جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ،دار العلوم دیوبند(فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۴۰)

(۱) قال إبراهیم الحلبیؒ:ألایری إلیٰ ماروی عن أبی یوسفؒ فی تطهیر الدهن النجس أنه إذاجعل الدهن فی إناء فصب علیه الماء فیعلوالدهن علیٰ وجه الماء فیرفع بشئ ویراق الماء ثم یفعل هکذا حتیٰ إذا فعل کذلک ثلاث مرات یحکم بطهارة الدهن". (کبیری،فصل فی الآسار:ص ۱۷۳)ومثله فی الهندیة،الباب السابع فی النجاسة:ج۱ص۴۲)

شراب اور ناپاک دواؤں کے احکام

شراب کے ناپاک ہونے کی وجہ:

سوال: شراب اگر نشہ کی باعث سے ناپاک ہے، تو افیون اور بھنگ کیوں ناپاک نہیں، اور اگر سڑ جانے کے سبب سے ناپاک ہے، تو پانی، جو بلا آمیزش کسی ناپاک چیز کے، سڑ جاوے، وہ بھی ناپاک ہونا چاہیے، غرض موجب نجاست کا تحریر فرماویں، اور اس کی وجہ بھی تحریر فرما دیں کہ جب شراب میں نمک ملا دیں، تو وہ سرکہ بن جاتا ہے، کیوں ناپاک نہیں رہتا، کہ دراصل وہی شراب ناپاک تھی؟

الجواب

شراب بحکم حق تعالیٰ نجس ہوئی، جیسا کہ پانی اس کے حکم سے پاک ہوا، (۱) کہ شراب کو قرآن میں رجس فرمایا ہے۔ (۲)

جواب تو ہو چکا، اب سنو! کہ ایسی حجت اگر آپ کریں گے، تو کوئی شئی پاک و ناپاک نہ رہے گی، مثلاً پوچھو گے کہ پیشاب کیوں نجس ہے، اگر پتلا ہونے کے سبب، تو پانی اور شیر بھی چاہیے (کہ) نجس ہو، اور جو آدمی کے اندر سے نکلنے کے سبب، تو تھوک چاہیے (کہ) ناپاک ہو، علیٰ ہذا۔ اگر تمہارا یہی قیاس ہے، تو اس کا سلسلہ بے نہایت ہے، پس آپ کو ایسے شبہات نہ کرنے چاہئیں، کیا ہم اور تم اور کیا ہماری قیاس اور سمجھ جو احکام میں حجت نکالیں۔

اور سرکہ شراب کا اس واسطے ناپاک نہیں، کہ اس کی حقیقت بدل گئی، دیکھو! منی اور علقہ نجس تھا، آدمی (بن کر) پاک ہو گیا، کہ حقیقت بدل گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بدست خاص، ص: ۳۴ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۷۴)

کیا ہر قسم کی شراب نجس ہے:

مسئلہ: خمر خواہ انگوری ہو یا عسلی اور جو کی، غرض کل مسکر حرام نجس ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور اس پر ہی فتویٰ دیا گیا ہے اور ہمارے اساتذہ نے، جو زمانہ گذشتہ میں نان پاؤ کا قصہ و تکرار رہا تاڑی کے سبب سے، اس کو منع

(۱) ''وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا''. (سورۃ الفرقان: ۴۸) انیس

(۲) ''اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ''. (سورۃ المائدۃ: ۹۰) انیس

اور حرام لکھا تھا، لہذا بندہ کے نزدیک راجح مذہب یہی ہے، سوتحقیق اس خمر کی کہ پوڑیہ میں پڑتی ہی نہیں، بہرحال اختلاف میں احتیاط تو اوروں کو بھی بہتر ہے، ظاہر احادیث میں موجود تو سب سکر کی خمریت کو چاہتا ہے "**کل مسکر خمر**" صاف موجود ہے۔(۱) "**وإن الحنطة لخمرًا**" (۲) اب تاویل کا باب واسع ہے۔"**والشیء إذاثبت ثبت بلوازمه**" (۳) خمر ہے تو حرام بھی نجس بھی ہے، ظن قطعی کے فرق میں تخفیف ہو جاوے، نہ ارتفاع اگر مذیل بخا کستر پایا جاوے تو طہارت ہوتی ہے ورنہ جفاف مطہر نہیں، جفاف ارض تو امام صاحب کے نزدیک مطہر ہے۔ثوب، دوا، خمیر پاک نہیں ہوتا، خمر میں آٹا گوندھ کر پکاوے، روٹی نجس ہووے گی، بول میں پارچہ تر ہو کر خشک ہو جاوے، ناپاک ہی رہے گا، حالانکہ رطوبت بول کو ہوا لے گئی، علیٰ ہذا، جفاف خمر موجب طہارت نہیں، شراب کسی شئ میں خلط ہو اور پھر خشک ہو، بول پر قیاس ہوگا اور جواڑنے کے کچھ اور معنی ہیں وہ مجھ کو معلوم نہیں، اگر پارچہ شراب میں مبلول ہو کر خشک ہو، تو پاک نہیں ہوتا، اگر چہ تیزی دھوپ سے یا حرارت آتش سے شراب اڑتی ہی ہو، یہ مسئلہ مجھ کو معلوم نہیں، اگر شراب کا پڑنا محقق نہیں، تو البتہ ناپاک نہیں اور بعد تحقیق وقوع کے بلویٰ کیا کرے گا، بلویٰ وہ معتبر کوئی کرے کہ اجتناب دشوار ہو، زینت کا کپڑا ترک کرنا نفس پر ناگوار ہے، یہ کیا بلویٰ ہے، ہندوستانی کپڑا برتنا چاہیے، اس واسطے بلوے کے معنی فہم (سمجھ) میں نہیں آتے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص۲۵۱۔۲۵۲) ☆

مسکرات یابسہ ورقیقہ میں فرق کی وجہ:

سوال: مسکرات یابسہ ورقیقہ میں فرق کرنے کی کیا وجہ ہے؟ کہ یابسہ کو بقدر غیر منشی پاک اور حلال کہا جاتا ہے،

(۱) ابن عمرؓ رفعه: "کل مسکر خمر و کل مسکر حرام". (جمع الفوائد حدیث نمبر ۵۶۰۸۔صفحہ:۸۳۳۔ بخاری:۵۵۷۵۔مسلم:۲۰۰۳۔ابوداؤد:۳۶۷۹۔ترمذی:۱۸۶۱۔نسائی:۲۹۶/۸وغیرہ۔انیس)

(۲) اور یقیناً گیہوں بھی نشہ آور ہے۔انیس

(۳) اور کوئی چیز ثابت ہوتی ہے، تو اپنے لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔انیس

☆ **ہر قسم کی شراب نجس ہے:**

مسئلہ: شراب مسکر مطلقاً نجس ہے، امام محمد رحمہ اللہ کے یہاں اسی پر فتویٰ دیا (گیا) ہے، درمختار میں مذکور ہے، اور یہی مذہب بندہ کے اساتذہ کے یہاں راجح ہے۔تبدیل ماہیت ہیولیٰ صورت کی تبدیلی سے ہوتا ہے کہ حقیقت دیگر ہوگئی، نہ (کہ) ترکیب سے، ورنہ روٹی خمر سے گوندھے درست ہو، شراب سے مرکب دوا حلال ہو، یہ باطل ہے۔سرکہ میں تبدیل ماہیت ہے نہ (کہ) ترکیب، پوڑیہ میں ترکیب ہے، نہ (کہ) تبدیل ماہیت، منتہائے مسکر سمیت ہے، خلاصۂ شراب بھی شراب ہی ہوتی ہے، اگر چہ تیزاب بن جاوے۔

(ابن عمرؓ رفعه: "کل مسکر خمر و کل مسکر حرام" الخ. (جمع الفوائد حدیث نمبر ۵۶۰۸۔صفحہ۸۳۳۔بخاری ۵۵۷۵۔مسلم ۲۰۰۳۔ابوداؤد ۳۶۷۹۔ترمذی ۱۸۶۱۔نسائی:۲۹۶/۸وغیرہ۔انیس) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص۲۵۱)

اور رقیقہ کو پاک وحلال نہیں کہا جاتا، مع ورود النص: ”کل مسکر حرام وما أسکر کثیرہ فقلیله حرام“.(۱)

الجواب ــــــــــــــــــــ

مسکرات میں انگوری شراب کا نجس عین ہونا منصوص ومتفق علیہ ہے۔(۲) اور ماسوا انگوری شراب کے جس قدر شرابیں ہیں، جو ائمہ ان کو خمر کہتے ہیں، ان کے نزدیک وہ بھی نجس اور حرام ہیں۔(۳) البتہ ادویہ مسکرہ جیسے افیون، بھنگ وغیرہ نجس نہیں، بلکہ طاہر ہیں، لیکن ان کا کھانا حرام ہے بوجہ سکر کے۔(۴) البتہ اگر بطور تداوی قدر سکر سے کم کھائی جائے، تو درست ہے، اور بطور تلہی ناجائز ہے۔(۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ بلسانہ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم:۱/۸)

بھنگ پاک ہے:

سوال: نشہ لانے والی چیز مثلاً بھنگ وغیرہ کوٹ کر بواسیر کے مسوں پر لگائی جائے، تو بغیر دھوئے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، اور بھنگ پاک ہے یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

بھنگ اگرچہ حرام ہے، مگر پاک ہے، (۶) بدون دھوئے نماز ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳ رشوال ۱۳۹۸ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۱۰۱)

شراب سرکہ بن جائے، تو پاک ہے:

سوال: شراب میں نمک ڈالنے سے پاک ہوجاتی ہے یا نہیں؟

---

(۱) سنن ابن ماجة(۳۳۹۲)باب ماأسکر کثیرہ فقلیله حرام۔انیس

(۲) والشراب لغةً کل مائع واصطلاحًامایسکروالمحرم منهااربعةانواع،الأول الخمروهی النیء بکسرالنون وتشديدالياء من ماء العنب إذا غلی واشتد وقذف أی رمی بالزبد ای الرغوة ولم يشترطاقذنه وبه قالت الثلاثةوبه أخذ ابوحفص الکبیروهوالأظهروهی نجسة نجاسة مغلظة کالبول. (الدرالمختارعلی هامش رد المحتار، کتاب الأشربة:۵/۲۸۸۔۲۸۹)

(۳) ولم يبين حکم نجاسة السکروالنقيع و مفاد کلامه أنهاخفيفة وهومختارالسرخسی،واختارفی الهداية أنها غليظة.(الدرالمختار، کتاب الأشربة:۶/۴۵۲،انیس)

(۴) ويحرم أکل البنج و الحشيشة.(الدرالمختار، کتاب الأشربة :۶/۴۵۷،انیس)

(۵) والحاصل أن استعمال الکثيرالمسکرمنه حرام مطلقًا کما يدل عليه کلام الغاية، وأماالقليل فإن کان للهو حرم ...وإن کان للتداوی وحصل منه إسکارفلا.(ردالمحتار، کتاب الأشربة،تحت قول الدر:ويحرم أکل البنج والحشيشة:۶/۴۵۸،انیس)

(۶) ويحرم أکل البنج و الحشيشة.(الدرالمختار، کتاب الأشربة :۶/۴۵۷)

مسئلہ: افیون، بھنگ، حشیش، ہیروئن، گانجا، چرس وغیرہ گرچہ ان کا کھانا حرام ہے، مگر نجس نہیں ہیں۔(طہارت کے احکام ومسائل:ص۳۵۔انیس)

الجواب

جب سرکہ بن جاتی ہے، تو پاک ہی ہو جاتی ہے، نمک سے ہو یا کسی اور ذریعہ سے۔(۱) فقط (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۴۴۷)

شراب ڈالی چیز کو دھوپ سے اڑادی جائے، سور کی چربی سے بنا صابون اور شراب کے سرکہ کا حکم:

سوال (۱): کسی شئ میں رس (شراب) ڈال کر دھوپ میں رکھ دی گئی، بعد میں اس شئ کو تیل میں ڈالا گیا، اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں، اور وہ دوا جس میں ڈال کر دھوپ سے اڑائی، وہ پاک ہے یا ناپاک؟

(۲) دیگر یہ کہ سور کی چربی کسی صابن میں پڑتی ہے، اس کی نسبت کسی راوی نے بیان کیا ہے کہ اس کے استعمال کا فتویٰ علمائے دیوبند نے دیا ہے۔ آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط؟

(۳) ناپاک شئ کا جب استحالہ ہو جائے، تو وہ پاک ہو جاتی ہے، اس کی کیا صورت ہے؟

(۴) شراب میں نمک ڈال کر سرکہ ہو جاتا ہے، استعمال جائز ہے یا نہیں؟ حلال ہے یا ناپاک یا مکروہ؟

الجواب

(۱) استعمال اس تیل اور دوا کا ناجائز ہے۔

(۲-۳) صابون کے مسئلہ کو درمختار اور شامی میں یہ لکھا ہے کہ ناپاک تیل اور نجس چربی اور مردار کی چربی سے جو صابون بنایا جائے، وہ پاک ہے بسبب انقلاب حقیقت کے، جیسا کہ نمک میں کوئی مردار جانور گر جائے اور نمک ہو جائے، تو وہ بھی پاک ہے۔ صابن کی بحث میں شامی (درمختار) میں ہے:

”ویطهر زیت تنجس بجعله صابوناً، به یفتیٰ“ الخ. (درمختار، جلد اول، ص ۳۲۵)

”وظاهره أن دهن المیتة کذلک“ الخ. (شامی)(۲)

وفی شرح المنیة مایؤید الأول حیث قال: وعلیه یتفرع ما لو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهرًا لتبدل الحقیقة، اهـ. شامی(۳)

---

(۱) (لا) یکون نجسًا (رماد قذر) ... ...(و) لا (ملح کان حمارًا) أو خنزیرًا ولا قذر وقع فی بئر فصار حمأة لانقلاب العین، به یفتیٰ. (الدر المختار، باب الأنجاس: ۱/۲۱۷)

سألت عائشة رضی عن خل الخمر؟ قالت: لابأس به هو إدام. (مصنف ابن أبی شیبة ۲۳ فی الخمر یخلل، ج خامس، ص ۹۸، نمبر ۲۴۰۸۳/ مصنف عبدالرزاق، باب الخمر یجعل خلاً، ج تاسع، ص ۱۶۱، نمبر ۱۷۴۲۱)

قال: شهدت عمر بن عبد العزیز کتب إلیٰ عامله بواسط أن لا تحملوا الخمر من قریة إلیٰ قریة وماأدرکت فاجعله خلاً. (مصنف ابن أبی شیبة، باب فی الخمر تحول خلا ۵/ ۹۹، نمبر ۲۴۰۹۰/ مصنف عبد الرزاق، باب الخمر یجعل خلاً ۹/۱۶۱، نمبر ۱۷۴۲۵، انیس)

(۲-۳) الدر المختار مع رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۹۱، ۲۹۲_ظفیر

اور درمختار میں دوسری جگہ ہے:

”(و) لا (ملح کان حمارًا) أو خنزيرًا الخ لانقلاب العين، به يفتیٰ“. (درمختار: ۱/۳۳۸)(۱)

ان عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر کی چربی کا بھی یہی حکم ہے کہ صابون بن کر پاک ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یہی حکم ہے شراب کے سرکہ بنانے میں کہ سرکہ انقلاب عینی ہو جاتا ہے، اور شراب، شراب نہیں رہتی، استعمال اس کا حلال ہے اور وہ پاک ہے۔

شامی: ۱/۳۲۵ میں ہے:

”نحو خمر صار خلاً وحمار وقع فی مملحة فصار ملحاً الخ فإن ذلک كله انقلاب حقيقة إلیٰ حقيقة أخریٰ“. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۱۵، ۳۱۶)

ہاتھ شراب میں ڈبونے پر ناخن کاٹنے کا حکم:

سوال: اگر ہاتھ شراب میں ڈبو دیا تو ناخن کاٹ کر پاک کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر ہاتھ کو پاک کر لیا تھا اور دھو لیا تھا، تو ناخن کتر کر دوبارہ ہاتھ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۴۱)

شراب کی خالی بوتل کے استعمال کا حکم:

سوال: شراب کی خالی بوتل کا تیل وغیرہ کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب

شراب بذاتِ خود نجس ہے، جس برتن میں شراب موجود ہو، اس کا استعمال بھی جائز نہیں، مگر خوب صاف کرنے کے بعد جب یہ یقین ہو جائے کہ شراب کے آثار باقی نہیں رہے، تو اس بوتل یا برتن وغیرہ کو استعمال کرنا جائز ہے۔

قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم:” نهيتكم عن النبيذ إلا فی سقاء فاشربوا فی الأسقية كلها و لا تشربوا سكرًا“. (شرح طیبی: ج۱ص۱۳۸، کتاب الإيمان، الفصل الأول) (۴) (فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، صفحہ: ۵۸۲ و ۵۸۳)

---

(۱) الدرالمختار علیٰ صدرردالمحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی الخ: ۱/۳۰۱۔ ظفیر

(۲) رد المحتار، باب الأنجاس، تحت قوله ويطهر زيت الخ: ۱/۲۹۲۔ ظفیر

(۳) فإن كانت مرئية فطهارتها زوال عينها الخ وإن لم تكن النجاسة مرئية الخ يغسلها حتى يغلب علیٰ ظنه أنه قد طهر. (غنية المستملی: ص۱۸۰، ظفیر)

(۴) قال العلامة ملا علی القاریؒ:” فلما مضت مدة أباح النبی صلی اللّٰه علیه وسلم استعمال هذه الظروف فإن أثر الخمر زال عنها “. (مرقاة شرح مشكوٰة المصابيح: ج۱ص۹۱، کتاب الإيمان، الفصل الأول، ومثله فی حاشية مشكوٰة: ج ۱ ص ۱۳)

اگر کوئی غذا یا رقیق دوا ناپاک ہو جائے:

سوال: ایک بڑے ظرف میں کوئی غذا یا دوا رقیق بیش قیمت رکھی ہے، پھر اس میں کوئی ایسی نجاست گری جو نمودار نہیں ہے، تو اب دوا یا غذا کسی طرح طاہر ہو سکتی ہے یا نہیں؟

بعض اشخاص کہتے ہیں کہ اس کو آگ پر رکھا جاوے، یہاں تک کہ تھوڑا سا حصہ اس میں سے جل جائے، تو وہ طاہر ہو جائے گی، یہ قول صحیح ہے یا غلط، اگر غلط ہے، تو اس کے طاہر ہونے کا اور کیا طریق ہے؟

الجواب

جب بڑا ظرف کسی سیال شئ جیسا رس شکر کا مثلاً نجس ہوا، تو اب وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتا، البتہ روغن سیاہ(۱) پاک ہو جاتا ہے کہ وہ چکنا ہے پانی میں (خلط) نہیں ہوتا۔ فقط

فرخ آباد، ص: ۲۵-۲۷۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۵)

مرے ہوئے چوہے کی چربی کا بطور دوا استعمال کرنے کا حکم:

سوال: میرے پیر میں چوہے کی چربی ملنے کو لوگ بتاتے ہیں، تو کیا یہ نجس ہے، نماز ایسی حالت میں درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

فی إصلاح الطب عن العالمكيرية، الجلد الأول فصل مايجوز به التوضى: ماطهر جلده بالدباغ طهر جلده بالزكوٰة، وكذلك جميع أجزائه يطهر بالزكوٰة سوى الدم، آه.

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اگر چوہا بلا ذبح اور کسی طریقہ سے مر جاوے، تو اس کی چربی نجس رہے گی اور اس سے نماز درست نہ ہوگی، البتہ اگر ضرورت شدید ہو، ایسے وقت استعمال کرلے کہ نماز کے وقت دھو سکے۔

۳ محرم ۱۳۳۴ھ۔ تتمہ رابعہ صفحہ: ۱۰۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۲۶-۱۲۷)

نجاست میں ڈال کر تیار کی ہوئی دوا کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک مٹی کے گھڑے میں چند دوائیں رکھ کر، گھڑا پانی سے بھر کر منہ بند کر کے تایا جاوے، اور ایسا گڈھا کھودا جاوے کہ گھڑا اس کی گہرائی میں آسکے، اور گھڑے کے نیچے اور اوپر گھوڑے کی لید رکھی جائے، اور ایسے موقع پر یہ گھڑا رکھا جائے کہ جہاں شبنم اور دھوپ دونوں آسکیں۔ ۱۵ ریوم کے بعد گھڑا نکال کر ان دواؤں کا عرق کھینچا جاوے، ایسی دوا کے استعمال میں مسلمانوں کو کچھ یا کوئی نقص تو نہیں ہے؟

---

(۱) روغن سیاہ: کڑوا تیل، سرسوں کا تیل۔ نور

الجواب

مٹی کا گھڑا چونکہ نجاست کو کھینچتا ہے، اور اثر اس کا اندر پہنچتا ہے، اس لئے وہ ادویہ نجس ہوگئیں، استعمال ان کا درست نہیں ہے، مگر اس شرط کے ساتھ جو کہ ادویہ محرمہ کے استعمال کے جواز کچھ فقہا نے لکھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ طبیب مسلم حاذق اس کو مفید بتلا دے اور اس کا بدل دوا حلال سے نہ ہو سکے۔ **وفيه تفصيل وخلاف مذكور في كتب الفقه.** (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم۔۱/۳۴۸-۳۴۹)

ناپاک دوا کا استعمال درست ہے یا نہیں:

سوال: پتہ بیل اور بھینس اور پتہ خنزیر میں اور دوائیں ملا کر گولیاں بنا کر اس مریض کو جو کہ لا علاج مرض سرسام سے بے ہوش ہو اور قریب المرگ ہو، اور کسی دوا سے ہوش نہ آتا ہو اور دوا مذکور سے پانچ منٹ میں ہوش آتا ہو۔ کیا جب اور کوئی دوا کارگر نہ ہو، تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

ایسی حالت میں کہ دواء نجس میں ظن شفا ونفع غالب ہو، اور کوئی پاک (دوا) اس کے قائم مقام نہ ہو سکے۔ بعض فقہا نے اجازت ایسی ادویہ کے استعمال کی دی ہے، جیسا کہ شامی میں ہے:

"(قوله اختلف في التداوي بالمحرم): ففي النهاية عن الذخيرة: يجوز إن علم فيه شفاء ولم يعلم دواء آخر الخ". شامي. (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۵۷)

جانور کے پتہ کا استعمال بطور مالش درست ہے یا نہیں:

سوال: پتہ حلال جانور کا اگر کسی دوا میں ڈالا جائے، اور وہ دوا کھانے میں استعمال نہ کی جائے، بلکہ بدن کے ملنے کی ہو، تو جائز ہے یا نہیں؟ اور بدن ناپاک ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) فروع: اختلف في التداوي بالمحرم، وظاهر المذهب المنع كما في رضاع البحر، لكن نقل المصنف ثمه وهنا عن الحاوي وقيل: يرخص إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواءً آخر كما رخص الخمر للعطشان، وعليه الفتوى. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه، مطلب في التداوي بالمحرم: ۱/۱۹۴، ظفیر)

(۲) رد المحتار، باب المياه، مطلب في التداوي بالمحرم: ۱/۱۹۴۔ ظفیر

کیوں کہ مطلقاً ناپاک دوا کے استعمال کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے۔ حدیث میں ہے:

"إن اللّٰه أنزل الداء والدواء و جعل لكل داء دواءً ا فتداووا ولاتتداووا بحرام". (أبوداؤد، جمع الفوائد: ص ۱۲۱۳، انیس)

عن قتادة أن أنسا رضي الله عنه حدثهم أن ناسا من عكل وعرينة قدموا المدينة على النبي صلى الله عليه وسلم وتكلموا بالإسلام فقالوا يانبي الله إنا كنا اهل ضرع ولم نكن أهل ريف، واستوخموا المدينة... ==

الجواب

درمختار میں ہے: "مرارة كل حيوان كبوله الخ". (۱)

پس جیسا کہ بول ماکول اللحم کا نجس ہے، پتہ بھی نجس ہے اور تداوی بضرورت جائز ہے۔ پس نماز کے وقت اس جگہ کو دھولیا جاوے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۸)

انگریزی دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں:

سوال: سنا ہے کہ انگریزی دواؤں میں استعمال شراب کا ہوتا ہے، لہٰذا انگریزی دواؤں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

انگریزی ادویہ کا استعمال علی العموم ناجائز نہیں ہے، اگر کسی دوا میں شراب وغیرہ کا ہونا معلوم ہو جاوے، تو اس دوا کا استعمال ناجائز ہو جاوے گا۔ (۲) باقی شبہ اور شک سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۰۳)

ٹنکچر کا حکم:

سوال: انگریزی ادویہ موسومہ بہ ٹنکچر شرعاً ان کا استعمال کرنا بطور دوا کے، یا خرید و فروخت اُن کی جائز ہے یا نہیں۔ ان ادویہ میں الکحل یعنی روحِ شراب ملایا جاتا ہے، الکحل ملانے سے غرض اس کی تحلیل یا حفاظت ہے، صرف دوا کے طور پر الکحل اس میں نہیں ملایا جاتا نہ کسی اور غرض سے، اس کا کثیر مسکر نہیں ہے۔ شراب اگر سرکہ بنجائے، تو شرعاً جائز ہے، یا کیا؟

الجواب

جس دوا میں شراب مذکور ملائی جائے، وہ دوا حرام ہے، استعمال اس کا ناجائز ہے۔ كذا صرح به الفقهاء. (۴)

اور دوا کی حفاظت کی غرض سے ملانا اس کو پاک اور حلال نہیں بناتا۔ اسی طرح اس دوا کے کثیر کا مسکر نہ ہونا سبب حلت وطہارت نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ جو وارد ہے:

== فأمرلهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بذود وراع وأمرهم أن يخرجوا فيه فيشربوا من أبوالها فانطلقوا حتى إذا كانوا ناحية الحرة كفروا بعد إسلامهم وقتلوا راعي النبي صلى الله عليه وسلم واستاقوا الذود فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فبعث الطلب في آثارهم فأمر بهم فسمروا أعينهم وقطعوا أيديهم وتركوا في ناحية الحرة حتى ماتوا على حالهم، قال قتادة بلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم بعد ذلك كان يحث على الصدقة وينهى عن المثلة. (بخاری، باب قصة عكل وعرينة، كتاب المغازي، الجزء الرابع، ص: ۱۵۳۶، دار ابن کثیر، دمشق، انیس)

(۱) الدر المختار على صدر رد المحتار، فصل في الاستنجاء، قبيل كتاب الصلوٰة: ۱/۳۲۳، ظفیر

(۲) به يعلم أن مايستقطر من دردي الخمر وهو المسمىٰ بالعرقي في ولاية الروم نجس حرام كسائر أصناف الخمر آه. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر: ۱/۳۰۰، ظفیر)

(۳) اليقين لايزول بالشك. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص ۷۵)

(۴) اختلف في التداوي بالمحرم، وظاهر المذهب المنع. (الدر المختار على رد المحتار، قبيل فصل في البئر: ۱/۱۹۴، ظفیر)

''ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام''.(۱)

یہ خاص اس شراب کے بارے میں حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس شراب کا کثیر مسکر ہو اس کا قلیل بھی حرام ہے۔ پس ایک قطرہ شراب کا بھی حرام اور نجس اور جس دوا میں یہ ملایا جاوے گا وہ بھی حرام اور نجس ہے۔(۲)

اور شراب کا سرکہ بن جانے میں انقلاب عین ہو جاتا ہے، اس لئے وہ جائز ہے اور شراب کو دوا میں ملانے سے انقلاب حقیقت نہیں ہوتا۔

شامی میں ہے:''فصار ملحاً الخ فإن ذلک کلہ انقلاب حقیقة إلٰی حقیقة أخریٰ لامجرد انقلاب وصف الخ''.(شامی:۱/۲۱۰)(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۳۶، ۳۳۷)

انگریزی سینٹ، رنگ پھرے میز، بغیر جزدان قرآن رکھنے اور نجس الماری کو رنگوانے کا حکم:

مسئلہ: انگریزی عطر یعنی سینٹ (Sent) عام طور پر اسپرٹ (Spirit) ڈال کر بنایا جاتا ہے، اسی طرح رنگ بھی اسپرٹ ڈال کر بنایا جاتا ہے، پس سینٹ کا بیچنا اور اس کا لگانا جائز ہوا یا نہیں، میز اور کرسی وغیرہ جن پر رنگ کرایا گیا ہو پاک ہیں یا نجس؟ اور رنگے ہوئے میز پر قرآن مجید بغیر جزودان کے رکھ کر پڑھنا درست ہے یا نہیں، ایک الماری پر کتے نے موت دیا تھا (پیشاب کر دیا تھا)، اس کو رنگوالیا گیا، آیا وہ الماری طاہر ہوگئی یا نہیں؟

الجواب ــ

اسپرٹ چونکہ شراب سے کشید کی جاتی ہے، اس لیے وہ نجس ہے، پس جس چیز میں اسپرٹ اوپر سے ڈالی جائے، وہ بھی نجس ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر سینٹ میں اسپرٹ اوپر سے ڈالی جاتی ہے، تو سینٹ کا لگانا جائز نہیں ہے، اور اگر کسی خوشبودار چیز میں اسپرٹ ڈال کر سینٹ تیار کیا جاتا ہے، تو تبدیل حقیقت کی وجہ سے تیارہ شدہ سینٹ پاک ہو جاتا ہے اور نجس چیز کا یا اس چیز کا جس میں کسی نجس کی آمیزش ہو ان کی حقیقت اور ان کے عین اور اصل کے بدل جانے سے طاہر ہونے کا فتویٰ اکثر مشائخ نے بر قول امام محمد رحمہ اللہ اس وقت دیا ہے جبکہ عام طور پر ان چیزوں کا استعمال ہو اور ان سے احتراز دشوار ہو، پس صورت مسئولہ میں چونکہ سینٹ کے استعمال سے احتراز ممکن ہے اور عام طور پر اس میں ابتلائے مسلمین نہیں ہے، لہٰذا اس کے طاہر ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، اور رنگ سے احتراز ممکن نہیں، لہٰذا عموم بلویٰ کی وجہ سے اس کی طہارت کا فتویٰ دیا جائے گا، لہٰذا کپڑوں میں سینٹ لگانا درست نہیں ہے، وہ کپڑوں کو نجس

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب بیان الخمر ووعید شاربھا: ۳۱۷، فصل ثانی، ظفیر

(۲) بہ یعلم أن ما یستقطر من دردی الخمر وھو المسمی بالعرقی فی ولایة الروم نجس حرام کسائر أصناف الخمر آہ. (الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی یستقطر:۱/۳۰۰، ظفیر)

(۳) رد المحتار، باب الأنجاس، تحت قول الدر: ویطھر زیت الخ:۱/۲۹۱۔ظفیر

کردے گا، اس کی بیع درست ہے۔ **ویجوز بیع الدھن المتنجس.**

اور موجودہ رنگ سے رنگی ہوئی الماری، اسٹول اور کرسی وغیرہ پاک ہوں گی، ان پر قرآن مجید وغیرہ کا رکھنا بغیر جزودان کے درست ہے۔

البتہ جس الماری پر کتے نے پیشاب کر دیا تھا اور اس کی طہارت نہیں کی گئی اور اس کو رنگوالیا گیا، تو اس الماری کا وہ حصہ جس پر کتے نے پیشاب کر دیا تھا، نجس ہے، اس کو دھو کر پاک کر لینا چاہیے، بغیر پاک کیے اس حصہ پر قرآن مجید وغیرہ رکھنا بے ادبی ہے۔ (فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ:۱۴۲-۱۴۳)

اسپرٹ کا حکم:

سوال: اسپرٹ کو ''فتاویٰ دارالعلوم'' میں ناپاک لکھا ہے، اب اس کی کیا تحقیق ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملھم الصواب

اسپرٹ اگر انگور، کشمش یا کھجور سے حاصل کی گئی ہو، تو بالاتفاق نجس ہے اور ان کے سوا کسی دوسری چیز سے بنائی گئی ہو، تو شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاک اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجس ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج کل اسپرٹ اور الکحل کے لئے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی، لہٰذا شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق پاک ہے۔

حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اگرچہ فساد زمان کی حکمت کی بنا پر امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے،(۱) مگر آج کل ضرورت تداوی وعموم بلویٰ کی رعایت کے پیش نظر شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر طہارت کا فتویٰ دیا جاتا ہے،(۲) ویسے بھی اصول فتویٰ کے لحاظ سے قول شیخین رحمہم اللہ کو ترجیح ہوتی ہے، **إلا لعارض.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵ محرم ۹۲ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۹۵)

تفصیل در حکم اسپرٹ:

سوال: انگریزی دوا جو پینے کی ہوتی ہے، اس میں عموماً اسپرٹ ملائی جاتی ہے، (یہ قسم ہے اعلیٰ درجہ کے شراب کی یعنی شراب کا ست ہے) تو جب اس امر کا یقین ہو چکا اور مسلم ہے، تو انگریزی (ہسپتال) کی دوا پینا جائز ہے، یا ناجائز؟

الجواب ــــــــــــــــــ

اسپرٹ اگر عنب (انگور) وزبیب (منقیٰ) ورطب (تر کھجور) تمر (خشک کھجور) سے حاصل نہ کی گئی ہو، تو اس میں

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الاشربة، فی قول: وصح بیع غیر الخمر:۴/۴۵۶، دار الکتب العلمیة، انیس

(۲) (الأکل للغذاء والشرب للعطش ولو من حرام أو میتة...(فرض) یثاب علیه بحکم الحدیث. (الدر المختار مع ردالمحتار:۶/۳۳۹، کتاب الحظر والاباحة، دار الکتب العلمیة، دمشق، انیس)

گنجائش ہے، بلا اختلاف، ورنہ گنجائش نہیں، بلا اتفاق۔ (۱)

۲۱ رمحرم ۱۳۳۴ھ، حوادث رابعہ ۶۲۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۱۳۰)

کیا الکحل ناپاک ہے:

سوال: کیا ایسی خوشبو کا استعمال کرنا اور اس حال میں نماز ادا کرنا جس میں الکحل ملا ہوا ہو، جائز ہے؟ میں نے پڑھا ہے کہ ایسی خوشبو کی خاصیت ہے کہ استعمال کے کچھ دیر کے بعد یہ بھاپ بن کر اڑ جاتی ہے۔ اور آپ کے کپڑے اور جسم دونوں پاک ہو جاتے ہیں، الکحل اور خوشبو دونوں سے۔ ممکن ہے کہ اس کے کچھ اثرات بچ جاتے ہوں، نماز اس حال میں جائز ہے، کیوں کہ الکحل نجس نہیں ہے۔ اس کا استعمال کرنا حرام ہے؟

---

(۱) بہشتی زیور حصہ نہم ص ۱۰۱ پر اسپرٹ کے متعلق مفصل کلام ہے، چونکہ آجکل عام طور پر اس میں ابتلا زیادہ ہے، اس لئے اس کو نقل کیا جاتا ہے:

''جاننا چاہئے کہ چار قسم کی شرابیں تو ایسی ہیں جو باتفاق تمام علما کے نزدیک ناپاک اور حرام ہیں، وہ چار یہ ہیں: انگور کی کچی شراب اور انگور کی پکی شراب، منقیٰ کی شراب و کھجور کی شراب، ان کا ایک قطرہ بھی پینا یا گھر میں رکھنا یا کسی کام میں لانا جائز نہیں۔ ان کی بیع وشرا بھی نہیں ہوسکتی، اور ان چاروں کے سوا اور شرابوں کے بیان میں بہت طول ہے، جس کا یہاں موقع نہیں۔ یہاں ہم صرف اسی شراب کا حکم لکھتے ہیں، جس سے آجکل بچنا مشکل ہوگیا ہے، وہ شراب اسپرٹ ہے، انگریزی قریب قریب تمام ادویات میں شامل ہے، اور قطع نظر ادویات سے تمام استعمالی چیزوں میں اس کا شمول ہے۔ قلم، پنسل، روشنائی، رنگ، فرش، چوکی، لحاف اور بچھونا، ہر چیز کے رنگ وروغن یا نفس ماہیت میں اس کا کچھ نہ کچھ دخل ضرور ہے''۔ کما لا یخفی۔

اس کا حکم یہ ہے کہ ایک روایت کی رو سے یہ بھی حرام اور نجس ہے، اور ایک کی رو سے پاک ہے، اور دوا بقدر غیر منشی داخلاً بھی استعمال کی جاسکتی ہے، گو سلیم الطبع مسلمان کی طبیعت ایسی چیز کو جس کی پاکی اور حلت میں اختلاف ہو، قبول نہیں کرسکتی، گویا یہ ایسا ہے، جیسے کہ ایک برتن میں پانی رکھا ہو، اور ایک شخص خبر دے کہ یہ پانی ہے، اور دوسرا خبر دے کہ یہ پیشاب ہے، تو نفیس الطبع آدمی کی طبیعت اس سے ضرور گھن کرے گی، لیکن عموم بلویٰ ایسی چیز ہے، جس سے فتویٰ میں ایسے موقع پر ضرور وسعت ہو جاتی ہے۔ لہذا اس میں زیادہ تشدد نہ چاہئے، اور جس سے ہو سکے، احتیاط کرے، بڑی خوبی کی بات ہے۔

یہاں سے حکم انگریزی ادویات کا، خصوصاً ٹنگچروں کا نکل آیا۔ اکثر ادویات کے جوہر لینے میں اسپرٹ کو ضرور دخل ہے، اور ٹنگچر کی تو حقیقت یہی ہے کہ دوا کو اسپرٹ میں بھگو کر صاف کر لیتے ہیں، اس سے اس دوا میں سرعت نفوذ بدرجہ غایت ہے۔

حضرت علامہ تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ہر اسپرٹ اشربۂ اربعہ میں سے نہیں ہے، پس ایسی اسپرٹ کا شیخین کے نزدیک استعمال جائز ہے، لیکن فتویٰ امام محمد صاحب کے قول پر ہے، تاکہ عوام الناس کو جرأت نہ بڑھ جائے، تو چونکہ یہ فتویٰ سد باب فتنہ کے لئے ہے، اس لئے مبتلی بہ کو گنجائش استعمال کی ہے، مگر اہل تقویٰ کو ٹنگچر کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے، اور جو عوام مبتلا ہوں ان پر سختی نہ کریں، البتہ اگر اسپرٹ میں سرکہ ڈالدیا جائے، تو وہ بعد انقلاب سرکہ کے حکم میں ہو جاتا ہے، اور اس کا، اور جس چیز میں ملا ہوا تھا، اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ انتہیٰ قول مولانا۔

اسپرٹ کیا چیز ہے:

ڈاکٹری کتاب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اسپرٹ تیز قسم کی شراب ہے، جو شراب کو مقطر کرنے سے تیار ہوتی ہے، اور لکھا ہے کہ ہندوستان میں گھٹیا شرابیں بنتی ہیں، مثلاً آلو، بیر، جو، گیہوں وغیرہ کی، اور یورپ میں بڑھیا شرابیں بنتی ہیں، مثلاً انگور، سیب، ==

هو المصوب

الکحل کی بہت سی قسمیں ہیں، بعض الکحل نشہ آور ہوتے ہیں۔لیکن سینٹ (اسپرے میں) جو الکحل ہوتا ہے، اس کا نام 'آیسو پرو پائیل (isopropyi) ہے جو انگور کی شراب سے بنا ہوا نہیں ہوتا ہے، اس لئے سینٹ استعمال کر سکتے ہیں۔

تحریر: محمد مسعود حسن حسنی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱ / ۲۹ و ۲۹)

الکحل، خمر، لفظ 'نجس' اور 'رجس' کے معنی اور ان دونوں میں باہمی فرق کی تحقیق:

سوال (۱): الکحل کی حقیقت کیا ہے؟

(۲) خمر (شراب) بیشک نص قطعی سے حرام ہے، لیکن کیا نجس بھی ہے؟

(۳) خمر اگر نجس ہے، تو نجاست کی دلیل کیا ہے؟

(۴) خمر وجود کحل کی وجہ سے نجس ہے، یا نجاست کی کوئی اور وجہ ہے؟

(۵) الکحل مسکر ہے، اور ہر مسکر حرام ہے، کیا مسکر کے لئے نجس ہونا بھی لازم ہے؟

(۶) اگر کوئی مشرک اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے، یا اس کا تھوڑا سا تھوک پانی میں مل جائے، تو کیا نجس ہو جائے گا؟

(۷) (الف) قرآن میں لفظ 'نجس' ہے، اس کا معنی مفہوم اور مصداق کیا ہے؟

(ب) ''اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ''، کا کیا مطلب ہے؟ کس طرح کی نجاست مراد ہے؟

(۸) ''رجس'' اور ''نجس'' میں کیا فرق ہے؟

== انار، منقیٰ وغیرہ، اور اسپرٹ کی تین قسمیں ہیں، یہ تولیٹڈ اسپرٹ اور پروف اسپرٹ اور ریکٹی فائیڈ اسپرٹ جو دواؤں کے کام میں آتی ہے، وہ بڑھیا قسم ہے، جس کا نام ریکٹی فائیڈ اسپرٹ ہے، یہ قیمت میں دوسری قسموں سے بہت زیادہ ہے، تو اگر یہ ولایت سے آئی ہوں، تو چونکہ ولایت میں اکثر شرابیں بڑھیا بنتی ہیں، اس واسطے یہ احتمال کسی قدر قوت کے درجہ میں ہوسکتا ہے کہ یہ اسپرٹ بھی انگور یا منقی یا چھوارے سے بنی ہوئی شراب کا مقطر ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ حرام اور نجس ہے، اور جس دوا میں وہ ملائی جائیگی، وہ بھی نجس اور حرام ہو جائے گی۔ گو اس احتمال پر ہر دوا میں فتویٰ عدم جواز کا نہیں دیا جاسکتا، لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اولیٰ یہی ہے کہ بلاضرورت ایسی دواؤں کو استعمال نہ کیا جائے۔

یہاں سے حکم ہومیو پیتھک ادویات کا بھی نکل آیا کہ اولیٰ یہی ہے کہ ان کو بلاضرورت استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ ان کا اصل جز اسپرٹ ہی ہوتا ہے، اور دوسری دوا کا جز و برائے نام ہوتا ہے۔ اھ، ملخصاً۔

وفی ہامشہ: اسپرٹ کی تحقیق یہ ہے کہ اسپرٹ بہت تیز شراب گویا شراب کا جوہر ہے، بوجہ تیزی اس کو کوئی پی نہیں سکتا، اور اشد ضرورت کے وقت اس کے چند قطرے پانی میں ملا کر پیتے ہیں، تو شراب کا کام دیتی ہے۔ اسپرٹ ہر چیپ دار چیز سے بنتی ہے، جیسے بیر، آلو، مہوا، جو، اور گیہوں وغیرہ حتی کہ انگور، کھجور اور منقی سے بنتی ہے، جو اسپرٹ ان تین چیزوں سے بنے گی وہ خمور اربعہ متفق علیہا میں سے ہوگی، اور ناپاک وحرام ہوگی۔ ایک قطرہ بھی پینا یا کسی طرح استعمال کرنا جائز نہ ہوگا، اور جو ان تینوں کے سوا اور کسی چیز سے بنے گی، اس میں ایک روایت کی رو سے دوا استعمال کی گنجائش ہوگی، جو اسپرٹ جلانے یا روغنوں کے بنانے کے معمولی کاموں میں آتی ہے، اغلب یہ ہے کہ وہ خمور اربعہ میں سے نہیں ہوتی ہے، کیونکہ وہ بہت ہی کم قیمت ہوتی ہے۔ اسپرٹ میں سے علم کیمیا کے ذریعہ خاص منشی جز و علیحدہ نکال لیتے ہیں، اسکا نام الکحل ہے۔ اھ، سعید

(۹) کسی شئ یا کسی فعل پر اطلاق نجاست کے لئے لفظ رجس اور نجس دونوں میں سے کون زیادہ حقیقی اور واضح ہے؟

(۱۰) لفظ ''رجس'' اور ''نجس'' مشترک المعنی ہیں یا دونوں میں 'عام خاص' کی نسبت ہے؟

(کیا ہر نجس رجس ہے؟ اور ہر رجس نجس ہے؟ یا ہر نجس رجس ہے، لیکن ہر رجس نجس نہیں ہے؟ یا ہر رجس نجس ہے، لیکن ہر نجس رجس نہیں ہے؟)

علمائے کرام سے نہایت ادب کے ساتھ گذارش ہے کہ تمام سوالوں کا مدلل وملخص مگر مکمل جواب جلد از جلد تحریر کرنے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ آپ کے حسن تعاون کا پیشگی شکریہ۔ (المستفتی: مولانا عبدالوحید واحد فیاضی، مدیر ادارہ فکر اسلامی، بھنڈی بازار، ممبئی)

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

الکحل کی حقیقت و ماہیت:

(۱) اسپرٹ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ تیز شراب کا جوہر اور اس کی روح ہے، اس میں سے بذریعہ علم کیمیا خاص منشی اور نشہ آور جز علیحدہ کر لیا جاتا ہے، اس کا نام الکحل ہے۔ اگر یہ انگور یا کھجور یا منقی سے بنی ہو، تو بالاتفاق و بالاجماع ناپاک وحرام ہے، ایک قطرہ بھی اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جو اسپرٹ اور الکحل، آلو، جو، گیہوں اور میوے سے بنتا ہے، وہ مختلف فیہ ہے کہ بقول شیخینؒ پاک اور بقول امام محمد نجس اور ناپاک ہے۔ (شامی: ۱/۲۱۳)

حاشیہ امداد الفتاویٰ میں ہے کہ! اسپرٹ بہت تیز شراب گویا شراب کا جوہر ہے، بوجہ تیزی اس کو کوئی پی نہیں سکتا، اور اشد ضرورت پر اس کے چند قطرے پانی میں ملا کر پیتے ہیں، تو شراب کا کام دیتی ہے۔ اسپرٹ ہر چیپ دار چیز سے بنتی ہے، تو جو اسپرٹ ان تینوں چیزوں سے بنے گی، وہ خمور اربعہ متفق علیہا میں سے ہوگی، اور ناپاک وحرام ہوگی، ایک قطرہ بھی پینا یا کسی طرح استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔ (الیٰ قولہ): اسپرٹ میں سے علم کیمیا کے ذریعہ خاص منشی جز علیحدہ نکال لیتے ہیں، اس کا نام 'الکحل' ہے۔

(۲) خمر یعنی شراب حرام ہونے کے ساتھ ساتھ نجس اور ناپاک بھی ہے، جس طرح خون، پیشاب وغیرہ۔

كما هو مصرح في الهداية: قدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر. (باب الأنجاس: ۱/۵۸)

وفي البناية شرح الهداية: (وإنما كانت نجاسة هذه الأشياء) يعني الأشياء المذكورة كالدم و البول والخمر ونحوها مغلظة يعني موصوفة بالتغليظ (لأنها) أي لأن هذه الأشياء أي نجاستها تثبت بدليل مقطوع فيه بنص وارد فيه بلا معارضة نص آخر كالخمر مثلاً فإن نجاسته بنص القرآن لقوله: رِجْسٌ، أي نَجِسٌ ولم يعارضه نص آخر. (بناية: ۱/۷۳۷)

وفي الشامي مع الدر المختار: (قوله خمر): هذا ما في عامة المتون، وفي القهستاني عن

فتاویٰ الدیناری: قال الإمام خواهرزاده : الخمر تمنع الصلوة وإن قلّت بخلاف سائر النجاسات. (شامی: ۱/۲۱۳)

وفی البدائع: أنها نجسة العین نجاسة غليظة كالبول والغائط. (۱/۲۱۷، مطبع پاکستانی)

دلائل نجاسات:

(۳) خمر شرعاً وعقلاً ہر اعتبار سے نجس ہے۔

(۱) قرآن کریم میں خمر کو ’’رجس‘‘ کہا گیا ہے، جس کے معنی نجس کے ہیں۔

کمافی المائدة: ’’اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ‘‘.

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، بت، اور قرعہ کے تیر تو محض گندے اور شیطانی کام ہیں، سو ان سے بچتے رہو، تا کہ تمہارا بھلا ہو۔

وفی الإتقان: (قوله وهی نجاسة مغلظة) لأن الله تعالیٰ سماها رجسًا فكانت كالبول والدم المسفوح. (شامی، كتاب الأشربة: ۵/۲۸۹، بناية: ۱۱/۳۹۹)

وقال صاحب الجمل فی تفسير الرجس: ’’قوله رجس‘‘ خبيث مستقذر أی يعده أصحاب القول قبيحًا ينبغی التباعد عنه. (حاشية الجمل: ۱/۵۲۳، تفسیر کبیر: ۱۲/۸۹)

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر خمر طاہر ہوتی، تو کپڑے یا بدن وغیرہ میں لگ جانے کی صورت میں، دیگر پاک اشیا کی طرح اس کے ساتھ بھی نماز درست ہوتی، والأمر ليس كذلك. کیوں کہ قدر درہم سے اگر زائد ہو، تو نماز ہی نہیں ہوتی، اور قدر درہم یا اس سے کم کی صورت میں بلا عذر اس کے ساتھ نماز پڑھنا عند الفقہاء مکروہ تحریمی ہے، اور مع العذر معاف، اور نماز کامل طور سے درست ہے۔ كما هو مذكور فی كتب الفقه.

(۳) تیسری عقلی وجہ یہ ہے کہ ہر سلیم الطبع انسان اور تمام ادیان و مذاہب کے لوگ بھی اس کو گندی اور ناپاک چیز سمجھ کر اس سے اجتناب اور گریز کرتے ہیں۔

خمر بذات خود نجس ہے:

(۴) خمر نجس لعینہ ہے، لغیرہٖ نہیں، کیوں کہ قرآن کریم میں خمر کو ’رجس‘ کہا گیا ہے، اور ’رجس‘ کہتے ہی ہیں اس چیز کو جو بذات خود نجس اور ناپاک ہو، نہ کہ اختلاط غیر کی وجہ سے۔ كنجاسة الخنزير.

كما فی البدائع: والكلام فيه فی مواضع: أحدها فی بيان ماهيته (إلیٰ قوله) والثالث أن عينه حرام غير معلول بالسكر بخلاف غيره من الأشربة فإنه معلول بالسكر ومن الناس من يقول غير المسكر منها ليس بحرام كغيره من الأشربة فإنه معلول بالسكر لأن الفساد لا يحصل إلا به و هذا كفر لأنه مخالف للكتاب والسنة والإجماع. (بدائع: ۷/۲۱۷، کتاب الأشربة)

ہدایہ میں ہے کہ شراب اپنی ذات کی وجہ سے حرام ہے، اس کی حرمت کا مدار نشہ پر نہیں ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ بذات خود حرام نہیں ہے، بلکہ اس سے نشہ حرام ہے، اور یہ کفر ہے، کیوں کہ یہ کتاب اللہ کا انکار ہے، کتاب اللہ نے اس کو 'رجس' کہا ہے، اور رجس اس نجاست کو کہتے ہیں، جو اپنی ذات کی وجہ سے حرام ہو، اور سنت متواترہ میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو حرام قرار دیا ہے، اور اسی پر امت کا اجماع ہے، شراب پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ ہے، اس کی نجاست دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، الخ۔ (ہدایہ: ۳۹۲/۴، کتاب الاشربہ)

وفي البناية لشرح الهداية:"والثالث أن عينها " أي عين الخمر حرام غير معلول بالسكر ولا موقوف عليه أي على السكر، ومن الناس من يقول إن من أنكر حرمة عينها وقال إن السكر منه حرام لأن به'أي بالسكر يحصل الفساد وهذا كفر، لأنه جحود الكتاب فإنه سماه رجسًا وهو قوله سبحانه تعالىٰ :"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ"، والرجس ما هو محرم العين يعني الرجس اسم للحرام النجس عيناً بلا شبهة، ودليله قوله سبحانه تعالىٰ:" اَوْلَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ"، ولحمه حرام نجس عيناً بلا شبهة وكذا الخمر. (بناية: ۳۹۹/۱۱، شامي: ۳۸۹،۸۸/۵، هندية: ۱۰/۵، ۴۰۹، كتاب الأشربة)

حاصل جواب اینکہ خمر بذات خود نجس اور ناپاک ہے، خواہ اس میں دوسری کوئی منشی اور نشہ آور شئ مثلاً الکحل وغیرہ ملائی جائے یا نہ ملائی جائے۔

ہر مسکر کے لئے نجس ہونا لازم نہیں:

(۵) مسکر کے لئے نجس اور ناپاک ہونا لازم نہیں، **كما هو مصرح في كتب الفقه۔**

مشرک کے برتن میں ہاتھ ڈالنے یا اس کے وقوع لعاب سے پانی پاک رہتا ہے، ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ الّا یہ کہ اس کے ہاتھ یا منہ میں نجاست ہو۔

(۶) جوٹھا کی طہارت وعدم وطہارت کی بنیاد شئ کی ذات ہے، کہ اگر وہ شئ پاک ہے، تو اس کا سور اور جوٹھا بھی پاک ہوگا، اور وہ شئ ناپاک یا مشکوک ہے، تو اس کا سور بھی پاک اور مشکوک ہوگا۔ تو چونکہ مشرک بھی من حیث الانسان انسان ہے، اور انسان اپنی ذات کے اعتبار سے طاہر ہے، لہٰذا جس طرح مسلمان کا لعاب اور سور پاک ہے، اسی طرح مشرک کا بھی لعاب اور سور پاک ہے، لہٰذا اگر کوئی مشرک اپنا ہاتھ کسی برتن میں ڈال دے، یا اس کا لعاب کسی چیز میں گر جائے، اور اس کے ہاتھ یا منہ پر کسی قسم کی ناپاکی نہ ہو، تو اس کے ایقاع ید اور وقوع لعاب کی وجہ سے وہ پانی اور وہ چیز ناپاک نہیں ہوگی، بلکہ علیٰ حالہ پاک اور طاہر رہے گی۔

كما في الحلبي: " لأن السؤر يأخذ حكم اللعاب لاختلاط به ولعاب الإنسان طاهر لتولده من لحم طاهر إذ حرمته لكرامته لا لنجاسته(إلىٰ قوله)أما لو تلوث فمه بنجاسة من خمر أو ميتة أو غيرها فشرب الماء من فور فإن السؤر يتنجس. (حلبي كبير: ص۱٦٦)

فتاویٰ تاتارخانیہ اور دیگر کتب فقہ وفتاویٰ میں بھی یہی ہے کہ نفس آدمی کا سور اور جوٹھا پاک ہے، خواہ وہ طاہر ہو یا محدث، مسلمان ہو یا کافر، اسی پر امت کا اجماع بھی ہے۔

”یجب أن یعلم أن الآسار أربعة: أما طاهر الذی لا کراهة فیه فسؤر الآدمی (إلیٰ قوله) وعلیه إجماع المسلمین. (فتاویٰ تاتارخانیۃ: ۱/ ۲۱۷)

وفی الشامی: (فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباً أو کافرًا الخ لأنه علیه الصلوة والسلام أنزل بعض المشرکین علیٰ ما فی الصحیحین، فالمراد بقوله ” اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ “ النجاسة فی اعتقادهم، بحر. (شامی: ۱/ ۱۴۸، مطلب فی السؤر)

وفی المنیة: ولو أدخل الکفار أو الصبیان أیدیهم لا یتنجس إذا لم یکن علیٰ أیدیهم نجاسة حقیقة الخ

وفی الجوهرة النیرة: وسؤر الآدمی وما یؤکل لحمه طاهر (إلیٰ قوله): أما الطاهر فسؤر الآدمی وما یؤکل لحمه ویدخل فیه الجنب والحائض والنفساء والکافر إلا سؤر شارب الخمر ومن دمی فوه إذا شربا علیٰ فورهما فإنه نجس. (۱/ ۲۵، وهکذا فی ملتقی الأبحر: ۲۸، والخانیة: ۱/ ۱۸)

وفی الهدایة: (وسؤر الآدمی وما یؤکل لحمه طاهر) لأن المختلط به اللعاب وقد تولد من لحم طاهر ویدخل فی ذلک جواب الجنب والحائض والکافر. (۱/ ۲۸، هکذا فی البنایة: ۱/ ۴۳۱، والعنایة علیٰ هامش الهدایة: ۱/ ۲۹)

لفظ نجس کا مفہوم ومصداق:

(۷)　(الف) نجاست کی دو قسمیں ہیں: (۱) حقیقی اور (۲) معنوی، اور قرآن میں جو لفظ نجس ہے، وہاں قسم ثانی یعنی معنوی نجاست اور اعتقاد کی خرابی مراد ہے، نہ کہ حقیقی نجاست۔

(ب) ” اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ “، کا مطلب: ” اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ “ میں نجاست سے معنوی یعنی شرک اور فساد عقیدہ مراد ہے، نہ کہ ظاہری نجاست۔ کیوں کہ کتب فقہ وفتاویٰ میں من حیث الانسان مشرک کے عین اور اس کی ذات کو پاک قرار دیا گیا ہے۔ **هذا هو قول الفقهاء والأقرب إلی الفهم.**

اس کی تائید حدیث کی اکثر کتابوں مثلاً صحیحین اور ابوداؤد وغیرہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ:

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ ثقیف کا ایک وفد آیا، آپ نے اس کو مسجد میں ٹھہرایا اور وہ لوگ کافر تھے، تو معلوم ہوا کہ اگر وہ جسماً ناپاک ہوتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسجد میں ٹھہراتے کیوں؟ کہ ناپاک آدمی کے لئے دخول مسجد جائز نہیں، **کالحائض والنفساء والجنب وغیرهم.**

کما فی تفسیر الکبیر: ” واختلفوا فی کون المشرک نجسًا، نقل صاحب الکشاف عن ابن عباسؓ أن أعیانهم نجسة کا لکلاب والخنازیر، وعن الحسن: من صافح مشرکاً فلیتوضأ، وهذا هو قول الهادی من الأئمة الزیدیة، أما الفقهاء فقد اتفقوا علیٰ طهارة أبدانهم، واحتج القاضی

علىٰ طهارة أبدانهم بما روى أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم شرب من أوانيهم، وأيضاً لو كان جسمه نجساً لم يبدل ذلك بسبب الإسلام، وأما جمهور الفقهاء فإنهم حكموا بكون الكافر طاهرًا فى جسمه. (تفسير كبير: ۱۶/۲۴ و۲۵، جمل: ۲/۴/۲۷)

وفى الكرمانى: " اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ " قذر لخبث باطنهم نجس هو مصدر أى ذو نجس أو جعلوا كأنهم النجاسات مبالغة فى وصفهم بها قذر لخبث باطنهم أى لا لخبث ظاهرهم، الخ. (حاشية جلالين: ۱۵۷)

وفى البناية فى بحث سؤر الكافر: فإن قلت قال اللّٰه تعالىٰ: " اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ". قلت: النجاسة فى اعتقادهم لا فى ذاتهم (إلىٰ قوله) والكافر طاهر أيضاً لما ثبت فى الصحيحين أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم مكن عامة ابن أثال من أن يمكث فى المسجد قبل إسلامه، فلو كان نجسًا لما مكنه من ذلك. (بناية: ۱/۴۳۱، هكذا فى الشامى عن البحر: ۱/۱۴۸)

وفى العناية: والكافر، لما روى أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أنزل وفد ثقيف فى المسجد و كانوا مشركين، ولو كان عين المشرك نجسًا لما فعل ذلك، ولا يعارض بقوله تعالىٰ: " اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ "، لأن المراد به الخبث فى الاعتقاد. (حاشية هداية: ۱/۲۹)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب حلبی میں بھی یہی ہے کہ!

" اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ "، سے مراد نجاست معنوی یعنی شرک ہے، یا یہ تاویل کی جائے کہ جنابت وغیرہ سے چونکہ وہ کامل طہارت حاصل نہیں کرتے، اس لئے متصف بالنجاست کی وجہ سے مبالغۃً مشرکین کو نجس قرار دیا گیا ہے، البتہ حقیقی نجاست بالاجماع مراد نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مصلی غیر ملوث بالنجاست کافر کو اپنے مونڈھے وغیرہ پر رکھ کر نماز پڑھے، تو نماز جائز ہے۔ كما فى المستحاضة والجنب.

وقوله تعالىٰ: " اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ "، المراد أنهم ذو نجاسة معنوية وهو الشرك أو أنهم متلبسون بالنجاسة لعدم تطهرهم من الجنابة ونحوها فجعلهم كأنهم عين النجاسات مبالغةً فى تلبسهم بها وليس المراد حقيقة نجاسة ذواتهم بالإجماع، حتى لو حمل كافرًا غير ملوث بالنجاسة وصلى به جازت صلٰوته كما لو حمل جنباً أو حائضاً، الخ. (حلبى كبير: ص ۱۶۷، تفسیر کبیر: ۴/۱۸)

بیان القرآن میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ آیت بالا کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ:

مراد اس نجاست سے نجاست عقائد ہے، نہ کہ اعیان واجسام۔ چنانچہ ابوداؤد کتاب الخراج میں وفد ثقیف کو مسجد میں ٹھہرانے کی روایت موجود ہے، اور وہ مشرک تھے، اور یہاں مقصود حکم " لا یقربوا " کا فرمان ہے۔ " اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ "، میں نجس سے نجاست عقائد اور شرک مراد ہے، نہ کہ نجاست اعیان واجسام۔ (بیان القرآن)

رجس ونجس کے مابین فرق:

(۸)　لفظ 'رجس' اور 'نجس' کے مابین فرق یہ ہے کہ 'رجس' کا لفظ وسیع المفہوم ہے، اور کثیر المعنی ہے، کہ 'رجس' کے معنی نجاست، گندگی اور حرمت ولعنت کے ہیں، نیز 'رجس' کا اطلاق گندے فعل اور گندی چیز، ہر ایک پر ہوتا ہے، لیکن نجس کا اطلاق صرف نجاست اور ناپاکی پر ہوتا ہے، اور شرعاً صرف اس معین ناپاک چیز پر ہوتا ہے، جو جواز صلوۃ سے مانع ہو، جیسے، شراب، پیشاب، خون وغیرہ۔

كما في المعجم الوسيط: الرجس، القذر، والشيء القذر، والفعل القبيح والحرام واللعنة، كما في التنزيل العزيز:" وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لاَ يَعْقِلُوْنَ"، الخ. (ص ۳۳۰)

(نجس الشيء نجسًا قذر، وفي عرف الشرع لحقيقة النجاسة (الناجس) القاذر، النجاسة القذارة، وفي عرف الشرع، قذر معين يمنع جنسه الصلوة كالبول والدم والخمر، (النجس) النجاسة يقال فلان نجس خبيث فاجر، وهم نجس أيضاً، وفي التنزيل العزيز:" اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" الخ. (ص ۹۰۳)

وفي تفسير الكبير تحت قوله تعالىٰ:" اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ" (إلىٰ قوله) "رِجْسٌ": والرجس في اللغة كل ما استقذر من عمل يقال رجس الرجل رجسًا إذا عمل عملاً قبيحاً وأصله من الرجس بفتح الراء وهو شدة الصوت يقال سحاب رجاس إذا كان شديد الصوت بالرعد فكان الرجس هو العمل الذي يكون قوي الدرجة كامل الرتبة في القبح. (۸۹/۱۲، ۲۴/۱۶ و۲۵)

هٰكذا في حاشية الجمل: ۵۲۳/۱ و۲۴۷/۲ ـ والقرطبي: ۲۸۷/۶، البناية: ۳۷/۱)

لفظ نجس واضح اور حقیقی ہے:

(۹)　لفظ 'رجس' اور 'نجس' دونوں میں سے لفظ نجس کثرت استعمال کی وجہ سے زیادہ واضح اور حقیقی ہے، جیسے لفظ اسد، لیث، اور غضنفر متحد المعنی ہونے کے باوجود لفظ اسد واضح ہے۔

نیز یہ کہ لفظ رجس کے معنی نجس مراد لینے میں بہت سی تاویلیں اور توجیہات کرنی ہوتی ہیں۔ ہر ایک اس کا معنی بآسانی نہیں سمجھ سکتا ہے، برخلاف لفظ نجس کے، کہ معنی ناپاکی لینے میں کثرت شیوع اور اس معنی کے عوام وخواص کے درمیان معروف ومشہور ہونے کی وجہ سے کسی تاویل وتوجیہ کی حاجت نہیں، ہر ایک اس کا معنی سمجھتا ہے اور اپنی بول چال میں بکثرت اس لفظ کا استعمال کرتا ہے۔

لفظ رجس اور نجس میں عموم خصوص کی نسبت ہے:

(۱۰)　لفظ رجس اور نجس میں عموم وخصوص کی نسبت ہے، کہ ہر رجس نجس تو ہوسکتا ہے، لیکن ہر نجس رجس نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۴۴/۶ تا ۵۵)

استنجا کے احکام و مسائل

بیت الخلا قبلہ رُخ پر رکھنا کیسا ہے:

سوال: ایک صاحب خیر نے اپنی مشترکہ آمدنی سے امامِ مسجد کیلئے بیت الخلا تعمیر کرایا، جس کا استعمال ہر ایک شخص کرے گا، وہ بھی صرف رات میں، ورنہ ہمہ وقت مقفل رہے گا۔ عمارت کی مناسبت سے طہارت وصفائی کے لحاظ سے جس رُخ پر قدمچے بن گئے ہیں، اب خیال ہوا کہ ان پر ارتکابِ استقبالِ قبلہ (جو بین الائمہ مختلف فیہ ہے) ہوگا۔ کیا اس سے بچنے کیلئے قدرے انحرافِ صدر کافی ہوسکتا ہے؟ بصورتِ دیگر اگر قدمچے توڑ دیئے جائیں، تو اضاعتِ مالِ مسلم نہ ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

صرف انحرافِ صدر تو حنفیہ کے نزدیک کافی نہیں، اگر بیٹھنے کی ہیئت ایسی ہوجائے کہ شمال یا جنوب کا رخ ہوجائے اور استقبال نہ رہے، تو درست ہے۔(۱) مگر اس بیت الخلا کی یہ تخصیص وتقیید ہمیشہ تو رہے گی نہیں، بلکہ ختم ہوکر دوسرے لوگ بھی کسی وقت استعمال کریں گے، اور موجودہ حال میں بھی کسی اور وقتی مہمان وغیرہ کا استعمال کرنا بھی بعید نہیں۔ اس کی موجودہ ہیئت کے غیر مشروع ہونے کا سب کو علم ہونا ضروری نہیں، بلکہ بنانے والوں کے واقفِ مسائل ہونے

---

(۱) ”عن أبی أیوب الأنصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم:” إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولکن شرقوا أوغربوا “، متفق علیه. (مشکوٰۃ المصابیح :۱/۴۲،باب آداب الخلاء، قدیمی/وکذا فی الفقه الإسلامی وأدلته :۱/۳۵۷،الاستنجاء، رشیدیة /وکذا فی مجمع الأنهر :۱/۱۰۰، باب الأنجاس، دارالکتب العلمیة، بیروت)

قال ابن عابدینؒ :(قوله استقبال القبلة بالفرج) یعم قبل الرجل والمرأۃ، والظاهرأن المراد بالقبلة جهتها کما فی الصلاۃ، وهوظاهر الحدیث المارّ، وأن التقیید بالفرج یفید ما صرح به الشافعیة أنه لواستقبلها بصدره وحول ذکره عنها لم یکره ، بخلاف عکسه،کما قدمناه فی باب الاستنجاء .... وإن أمکنه الانحراف ینحرف، فإنه عد ذلک من موجبات الرحمة ، فإن لم یفعل فلا بأس،وکأنه سقط الوجوب عند الإمکان لسقوطه ابتداءً بالنسیان ولخشیةالتلوث. (رد المحتار،مطلب فی أحکام المسجد:۱/۶۵۵، سعید/وکذا فی البحرالرائق،باب الأنجاس:۱/۴۲۲،رشیدیة)

کی بناپر موجودہ بناوٹ کومشروع تجویز کر کے بغیر انحراف کے ہی استعمال کیا جائے گا، لہٰذا اس کی بناوٹ میں ہی تغیر کردی جائے، تاکہ اس کا رخ صحیح ہوجائے۔(۱)

غلطی کی اصلاح کیلئے خرچ کرنا اضاعت نہیں، ہاں! غلط کام کیلئے خرچ کرنا اضاعت ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۵/۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۵/۱۳۸۸ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۰۱،۳۰۲)

---

(۱) **بیت الخلا کا رخ:**

۱۔ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا ممنوع ہے۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ، تو پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت، قبلہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پیٹھ''۔(جامع ترمذی مع معارف السنن:۱/۸۹)

۲۔ اس لیے پاخانہ یا پیشاب چاہے بیت الخلا میں کیا جائے یا میدان وصحرا میں دونوں صورتوں میں قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(ردالمحتار:۱/۳۴۱)

۳۔ پاخانہ یا پیشاب خانہ کی سیٹ کا رخ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہیں ہونی چاہیے، بلکہ (ہندوستان وپاکستان وغیرہ ممالک میں) اتر یا دکھن رخ بنانا چاہیے۔

۴۔ لیکن قبلہ کی طرف منہ کرنے میں اصل اعتبار شرم گاہ کے رخ کا ہے۔(ردالمحتار:۱/۳۴۱) جیسا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' فلا یستقبل القبلة و لا یستدبرها بفرجه''.(کنز العمال: ۵/۸۶)

۵۔ اگر کہیں بیت الخلا قبلہ کی رخ پر بنا ہوا ہو، یا ٹرین یا جہاز بحری یا فضائی میں قبلہ کی طرف رخ کر کے قضاء حاجت کی نوبت آجائے، تو ایسے موقع پر قبلہ کی سمت سے اپنے رخ کو قدرے ہٹالینا چاہیے، اور یہ استغفار کرنا چاہیے کہ ہم پورے طور پر رخ کو نہ پھیر سکے۔(ردالمحتار:۱/۳۴۱-۳۴۲)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ''جب ہم شام گئے، تو وہاں بیت الخلا ہم نے قبلہ کی سمت بنا ہوا پایا، (تو جب ہم اس میں جاتے تو) اپنا رخ قبلہ کی طرف سے تھوڑا سا ہٹا لیتے، اور اللہ سے استغفار طلب کرتے (کہ ہم پورے طور پر قبلہ کی سمت سے نہ ہٹ پائے)۔(جامع ترمذی مع معارف السنن:۱/۹۰)

اور اگر قبلہ رخ بھول سے بیٹھ جائے، تو یاد آتے ہی اپنے رخ کو ہٹالے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیت اللہ کی عظمت کے پیش نظر ایسا کرنے والے کی مغفرت، وہاں سے اٹھنے سے پہلے ہوجاتی ہے۔

۶۔ چھوٹے بچے کو بھی پیشاب یا پاخانہ کراتے وقت، اس کے رخ کو قبلہ کی طرف کرنا مکروہ تحریمی ہے، ایسی صورت میں پیشاب، پاخانہ کرانے والی عورت یا مرد گنہ گار ہوں گے۔

۷۔ اگر کسی نے اپنا ستر نہیں کھولا اور پیشاب کے لیے ایسے رخ بیٹھا کہ اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہے، تو اس میں حرج نہیں (فتاویٰ تاتارخانیہ:۱/۱۰۵) البتہ ادب کے خلاف ہوگا۔

۸۔ قضاء حاجت کے لیے کھلی جگہ میں چاند یا سورج کی طرف رخ کر کے بیٹھنا بھی مکروہ تنزیہی ہے، البتہ اگر گھر میں کرے، تو کوئی حرج نہیں۔(ردالمحتار:۱/۳۴۲، مراقی الفلاح:۲۹/۱)۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ:۲۰۹ تا ۲۱۱۔انیس)

پیشاب خانہ مشرق رُخ بن گیا ہے، اس کو کیا کیا جائے:

سوال: ایک مسجد میں پیشاب خانے مشرق رو بن گئے ہیں، پیشاب اور استنجا کرتے ہوئے مغرب کو پشت ہوتی ہے، انجینئر وغیرہ ایک اور مسجد کی نظیر دیتے ہیں کہ وہاں جاننے والے نہیں تھے، ایک عالم صاحب نے اس طرح بول و براز کو حدیث وفقہ کی رو سے مکروہ تحریمی بتلایا، کیا یہ صحیح ہے؟ اور دوسری مسجد کی نظیر کے پیشِ نظر کیا وہ پیشاب خانے باقی رکھے جائیں، یا توڑ کر جنوباً وشمالاً بنایا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

حدیثِ پاک میں قبلہ کی طرف رُخ یا پشت کر کے بول و براز کی ممانعت آئی ہے، پھر کسی مسجد میں اگر غلط طریقہ ناواقفیت یا بے توجہی کی بنا پر اختیار کر لیا گیا، تو اس کو نظیر میں پیش کرنا غلط ہے، اور اس کو بھی حدیث پاک کے تحت کیا جائے، اس غلط صورت کی وجہ سے حکم شرعی کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا، اس لئے توڑ کر شمالاً وجنوباً رُخ بنایا جائے۔

"لاتستقبلوا القبلة و لا تستدبروها" الحديث. (۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۰۰-۳۰۱)

بڑے کمرے میں بیت الخلا بنانا کیسا ہے:

سوال: دیہات میں (گاؤں میں) اگر گھر بڑا ہو، پھر اس گھر کے ایک کمرے میں بیت الخلا وغیرہ بنائیں، تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ جبکہ اور کہیں جانے سے تکلیف ہوگی اور پردہ وغیرہ کا انتظام بھی نہیں، اس بارے میں بیان فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

گھر کے اندر ایک کمرہ میں عورتوں کے لئے بیت الخلا بنا لینا ضروری ہے، بلکہ امریکی پاخانہ یا اس قسم کی کوئی اور باتھ روم وغیرہ بنا لینا زیادہ بہتر ہے۔ (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب،

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۳۵،۱۳۶)

---

(۱) الحديث بتمامه: "عن أبی أيوب الأنصاری قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا أتيتم الغائط... الخ. (مشكوٰة المصابيح :۱/۴۲،باب آداب الخلاء،قديمی/وكذا فی الفقه الإسلامی وأدلته: ۱/۳۵۷،الاستنجاء، رشيديه. وكذا فی مجمع الأنهر:۱/۱۰۰،باب الأنجاس، دارالكتب العلمية،بيروت)

(۲) عن ابن عمرؓ: ارتقيت فوق بيت حفصةؓ لبعض حاجتی فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقضی حاجته مستقبل الشام مستدبر القبلة. (للستة،جمع الفوائد،قضاء الحاجة:۸۶)
==

پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا شرعاً کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بوقت رفع حاجت ضروری، منہ جانب بیت المقدس ہوئے یا منہ یا پشت بوقت حاجت ضروری جانب قبلہ ہووے، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے، ہر دو امور کی نسبت تحریر فرمایا جائے؟

الجواب

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

درمختار میں ہے:

"(كما كره) تحريمًا(استقبال قبلة واستدبارها لِ)أجل(بول أوغائط)" الخ .(۱)

اور حدیث میں ہے:

"إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها" الحديث.(۲)والله تعالىٰ أعلم

(امداد المفتین: ص۲۶۴)

== **بیت الخلا کی جگہ:**

۱۔ آدمی جہاں آباد ہو اور رہتا سہتا ہو، چاہیے کہ اس جگہ پاخانہ و پیشاب خانہ کا نظم کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں، مدینہ میں، جو بیت الخلا آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے لیے بنے تھے، وہ ازواج مطہرات کے گھر کے قریب تھے، جیسا کہ بخاری کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی صراحت کی ہے۔ (صحیح بخاری:۲/۵۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عہد میں گھروں کے قریب بیت الخلا بنوائے گئے تھے، اور قضاء حاجت کے لئے استعمال کئے جاتے تھے، بیت الخلا میں قضاء حاجت کی بے پردگی بھی نہیں ہوتی ہے، اور گناہ سے بھی بچا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری:۲/۵۹۵۔سنن ابن ماجہ:۱/۶۴)

۲۔ بیت الخلا اگر پختہ نہ ہو، تو اس کا گڑھا پڑوسی کی دیوار سے ملحق نہ کھودا جائے، تا کہ اس کی دیوار کو نقصان نہ ہو، اور اس کی بدبو اس کے لیے تکلیف دہ نہ ہو۔ (ردالمحتار)

۳۔ ایسا بیت الخلا جس کی گندگی ٹنکی میں نہ ہو، بلکہ اسے صاف کیا جاتا ہو، اس کے گڑھے کا رخ راستہ کی طرف کرنا اور بغیر ڈھکن کے چھوڑ دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ پر پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ:۱/۶۶ حدیث:۳۳۴)

کیوں کہ آنے جانے والوں کو اس کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے۔

۴۔ نہر، دریا، حوض، کنواں یا چشمہ کے کنارے بیت الخلا بنانا اور بیت الخلا کے گندے پانی کو اس میں بہانا ممنوع ہے، کیوں کہ اس سے پانی گندہ ہوجاتا ہے۔ (ردالمحتار:۱/۳۴۳) (طہارت کے احکام ومسائل: صفحہ۱۳۵، ۱۳۶۔انیس)

(۱) الدرالمختار علىٰ صدر رد المحتار، فصل في الاستنجاء:۱/۳۴۱،بیروت،انیس

(۲) عن أبي أيوب الأنصاريؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" إذا أتى أحدكم الغائط فلايستقبل القبلة ولايولها ظهرها،شرقوا أوغربوا .(بخاری،باب لا تستقبل القبلة ببول ولاغائط إلاعند البناء ،جدار أونحوه،ص۳۰،نمبر۱۴۴)

اس حدیث میں ہے کہ پاخانہ کے وقت استقبال قبلہ یا استدبار قبلہ نہ کرے۔ ==

رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا کیسا ہے:

سوال: مغرب کی جانب پشت کر کے پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے؟ مسجد میں مغرب کی جانب پشت کرنا کیسا ہے؟ استنجا خانہ، پاخانہ مغرب کی طرف درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

قبلہ کی طرف رخ یا پشت کر کے پیشاب، پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، حدیث میں ایسا ہی ہے، جامع ترمذی دیکھ لیجیے۔(۱) استنجا خانہ اور پاخانہ جس طرف چاہے بنا سکتا ہے، لیکن اس کو ایسا بنانا چاہیے کہ رفع حاجت کے لئے بیٹھنے میں قبلہ کی طرف رخ یا پشت نہ ہو۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۰/۱۲/۵ ۱۳۷ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۵۶)

بالکل چھوٹے بچوں کے لئے استقبال واستدبار کا حکم:

سوال: کیا قضاءِ حاجت کے وقت چھوٹے بچوں کے لئے بھی استقبال واستدبار قبلہ کا کوئی حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

والدہ یا جو انہیں قضاءِ حاجت کرائے، اسے حکم ہے کہ وہ اسے قبلہ رو یا مستدبر قبلہ لے کر نہ بیٹھے۔

"(وکذا یکرہ)......(للمرأة إمساک صغیر لبول أو غائط نحو القبلة)". (درمختار، استنجاء)

"(قولہ إمساک صغیر): هذه الکراهة تحریمیة، لأنه قد وجد الفعل من المرأة ط". (شامی، فصل فی الاستنجاء. مطلب القول المرجح علی الفعل: ج۱ص۱۲۵) فقط واللّٰہ أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان (خیر الفتاویٰ: ۲/۱۸۰)

== ایک دوسری حدیث میں مطلقاً اس کی ممانعت آئی ہے:

عن سلمانؓ قال: " قیل له قد علمکم نبیکم صلی اللّٰه علیه وسلم کل شیء حتی الخرائة ؟قال: فقال أجل، لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أوبول أوأن نستنجی بالیمین أوأن نستنجی بأقل من ثلثة أحجار أوان نستنجی برجیع أوبعظم". (مسلم، باب الاستطابة: ص۱۳۰نمبر۲۶۲/۶۰۶/ ترمذی، باب الاستنجاء بالحجارة، ص۱۰، نمبر۱۶) اس حدیث میں ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کے وقت استقبال قبلہ نہ کرنے میں چہار دیواری کی قید نہیں ہے، اس لئے چہار دیواری میں بھی استقبال قبلہ مکروہ ہوگا۔ انیس

(۱) عن أبی أیوب الأنصاریؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: " إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول ولاتستدبروها ولکن شرقوا أوغربوا ". (الترمذی، باب فی النهی عن استقبال القبلة بغائط أوبول: ۱/۳)

(کما کره) تحریماً (استقبال قبلة واستدبارها لـ) أجل (بول أو غائط). (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی الاستنجاء: ۱/۵۵۴)

(۲) پودان کا رخ بھی ایسا نہ ہو کہ بیٹھنے کی صورت میں استقبال قبلہ لازم آئے۔ انیس

پیشاب کراتے وقت بچے کو قبلہ رخ کرکے پکڑنا کیسا ہے:

سوال: خواتین میں یہ عادت ہوتی ہے کہ کبھی کبھی وہ بچے کو پیشاب یا پاخانہ کے لئے قبلہ رخ کرکے پکڑتی ہیں، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

قبلہ کی طرف استدبار واستقبال دونوں مکروہ ہے، فقہی ذخائر میں عورتوں کے اس عمل کو مکروہ قرار دیا گیا ہے، کہ وہ بچوں کو پیشاب یا پاخانہ کے لئے قبلہ رخ کرکے پکڑیں، اس لئے ایسے عمل سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

كما قال الحصكفيؒ: ”(وكذا يكره) هذه تعم التحريمية والتنزيهية(للمرأة إمساك صغير لبول أوغائط نحو القبلة)“. (الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتار، فصل فى الاستنجاء: ج١ص٣٤٢)(١)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۹)

جنگل اور میدان میں قبلہ کی طرف پشت کرکے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: راستوں میں یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ لوگ قبلہ کی طرف پشت کرکے بھی قضاء حاجت کرتے رہتے ہیں، کیا جنگل اور میدان وغیرہ میں ایسا کرنا درست ہے؟ (ایم، اے معز، علی نگر)

الجواب

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیشاب و پاخانہ کے موقع پر قبلہ کی طرف رخ کرنے یا پشت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

”عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:” إنما أنا لكم بمنزلة الوالد أعلمكم فإذا أتى أحدكم الغائط فلايستقبل القبلة ولايستدبرها“. (٢)

اس لئے فقہاء رحمہم اللہ نے پیشاب و پاخانہ کے موقع پر کھلی جگہ ہو یا عمارت، بہر صورت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرکے بیٹھنے سے منع کیا ہے:

,,(كره) تحريمًا(استقبال قبلة واستدبارها لِ)أجل(بول أوغائط).....(ولوفى بنيان) لإطلاق النهى،،. (٣)

---

(١) قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالىؒ: (ويكره إمساك الصبى نحوالقبلة)قال السيد أحمد الطحطاوىؒ: (تحت قوله يكره إمساك الصبى)...ويكره إمساكه حال قضاء حاجته نحوالقبلة وعين القمرين ونحوذلك“. (الطحطاوى حاشية مراقى الفلاح، باب الاستنجاء: ج١ص٤١/ ومثله فى البحرالرائق، فصل فى الإستنجاء: ج١ص٢٤٣)

(٢) سنن أبى داؤد، حديث نمبر: ٨

(٣) الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل فى الاستنجاء: ١/ ٥٥٤۔

عمارت کے اندر جو بیت الخلا بنے ہوئے ہیں، وہاں کے بارے میں تو فقہا کے درمیان ایک گونہ اختلاف بھی ہے، لیکن کھلے مقامات کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ وہاں استنجا کی حالت میں قبلہ کو سامنے یا پیچھے رکھنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۶۸و۶۹)

قبلہ رخ پیشاب کرنا اور تھوکنا کیسا ہے:

سوال: کعبۃ اللہ کی سمت رخ کر کے یا مسجد کے زیر سایہ پیشاب کرنا اور تھوکنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قبلہ رخ تھوکنا نہیں چاہیے۔(۱)

اور پیشاب کرنا تو زیادہ مکروہ ہے۔(۲)

اس سے بچ کر مسجد کے زیرِ سایہ اس طرح کہ بدبو مسجد میں نہ آئے، گنجائش ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۲/۹۲ھ۱۳

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۲/۹۲ھ۱۳ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۰۲)

آب دست کے وقت قبلہ رخ منہ یا پیٹھ کرنا کیسا ہے:

سوال: بول اور براز قبلہ کی طرف منہ اور پشت کر کے ممنوع ہے، اور استنجا کرنا یعنی آبدست لینا، قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

چونکہ کوئی دلیل نہی کی نہیں ہے، اس لیے جائز ہے۔ فقط

۱۵/شوال ۱۳۲۱ھ (امداد: جلد ا صفحہ ۳)

---

(۱) ”عن أنس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأی نخامةً فی القبلة ، فشقّ ذلک علیہ،حتی رئی فی وجهه، فقام، فحکه بیده، فقال: ” إن أحدکم إذا قام فی صلاته، فإنه یناجی ربه“ أو”إن ربه بینه وبین القبلة ،فلایبزقن أحدکم قبل القبلة،ولکن عن یساره أو تحت قدمه“. (صحیح البخاری،کتاب الصلاة، باب حکّ البزاق بالید من المسجد:۱/۵۸،قدیمی)

” قال الحافظ:وهذا التعلیل یدل علیٰ أن البزاق فی القبلة حرام، سواء کان فی المسجد أم لا “. (فتح الباری:۲/۲۶۹،قدیمی)

(۲) ”(کما کره) تحریماً(استقبال قبلة واستدبارها لِ)أجل(بول أوغائط)“.(الدرالمختار،کتاب الطهارة،فصل فی الاستنجاء:۱/۳۴۱،سعید/وکذا فی البحر الرائق، قبیل کتاب الصلاة:۱/۴۲۲،رشیدیه/وکذا فی الفتاویٰ السراجیة،کتاب الصلاة،فصل فی الاستنجاء: ص۶،سعید)

(مگرنہ کرنا موجب ثواب ہے۔ کما فی المنية: أن تركه أدب ، الخ. (شامی، جلد اول ،ص ۳۵۳)(۱) بعد میں معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کو ان مسائل میں درج کیا گیا ہے، جن کے متعلق مشائخ پر بعض علما نے تنبیہ فرمائی ہے۔ (دیکھو! ملحقات تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ صفحہ ۳۳۰)

نوٹ: یہ اضافہ تصحیح الاغلاط، صفحہ:۱، سے کیا گیا ہے۔

(از ملحقات تتمہ اولیٰ صفحہ ۳۳۰)

خلاصۂ سوال: از روئے بقبلہ بوقت استنجا؟(۲)

خلاصۂ جواب: جائز ہے۔

تسامح:

شان کعبہ وقبلہ رامد نظر داشتہ کہ عین مقصود اہل اسلام است، ضروری بود کہ جواب ایں طور دادند۔(۳)

الجواب

ترک ادب است، نباید کرد۔

" فلو للاستنجاء لم يكره ". (الدر المختار، فصل الاستنجاء)

(قوله لم يكره): أي تحريمًا، لما في المنية: أن تركه أدب، ولما مر في الغسل أن من آدابه أن لايستقبل القبلة لأنه يكون غالبًا مع كشف العورة......، ولقولهم يكره مد الرجلين إلى القبلة في النوم وغيره عمدًا وكذا في حال مواقعة أهله. (رد المحتار: جلد اول، صفحه ۳۵۳)

(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۳۷ـ۱۳۸)

پیشاب کرتے وقت سورج یا چاند کی طرف منہ کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا چاند وسورج کی طرف منہ کرکے پیشاب پاخانہ کرنا جائز ہے؟ اور اگر جائز نہیں، تو سورج یا چاند بادلوں میں مستور ہوں، تو بھی یہی حکم ہے، یا نہیں؟

الجواب

فقہی ذخائر سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت سورج چاند یا تیز ہوا کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر سورج یا چاند بادلوں میں چھپے ہوئے ہوں، تو اس صورت میں پیشاب کرتے وقت ان چیزوں کی طرف منہ کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

---

(۱) **فصل في الاستنجاء، تحت قول الدر: فلو للاستنجاء لم يكره** ۔انیس

(۲) استنجا کے وقت قبلہ رو ہونا کیسا ہے؟ انیس

(۳) کعبہ وقبلہ کی شان، جو اہل اسلام کا عین مقصود ہے، کو مدنظر رکھتے ہوئے، ضروری ہے کہ جواب اس انداز سے دیا جائے۔انیس

قال العلامة ابن عابدينؒ: "والذی يظهر أن المراد استقبال عينهما مطلقاً لا جهتهما ولا ضوئهما، وأنه لو كان ساتر يمنع عن العين ولو سحاباً فلا كراهة، وأن الكراهة إذا لم يكونا فی كبد السماء". (ردالمحتار، فصل فی الاستنجاء، مطلب القول المرجح علی الفعل: ج۱ص۳۴۲) (۱)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۶)

سورج کی طرف رخ کر کے استنجا کرنا، جبکہ سورج ابر آلود ہونے کی وجہ سے دکھائی نہ دیتا ہو:

سوال: اگر آفتاب ابر کی آڑ میں ہو اور دکھائی نہ دیتا ہو، تو اس طرف کو منہ کر کے پیشاب کرے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

فی رد المحتار: " والذی يظهر أن المراد استقبال عينهما مطلقًا لا جهتهما ولا ضوء هما، وأنه لو كان ساتر يمنع عن العين ولو سحابًا فلا كراهة، وأن الكراهة إذا لم يكونا فی كبد السماء. (جلد أول، صفحه ۳۵۴، فصل فی الاستنجاء).

اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں ادھر منہ کر کے پیشاب کرنا درست ہے۔ (۲)

۲۴ / جمادی الاخریٰ ۱۳۲۲ھ، امداد: ۱/ ۵۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۱۳۸-۱۳۹)

قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا کیسا ہے:

سوال: قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا درست ہے، کیونکہ یہ حکم کعبہ شریف کیلئے ہے کہ اس کی طرف حاجت کے وقت استقبال واستدبار نہ ہو۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۷۷)

---

(۱) قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالیؒ: ويكره استقبال عين الشمس والقمر لأنهما آيتان عظيمتان آه". قال السيد أحمد الطحطاویؒ: (قوله يكره استقبال الخ)"إطلاق الكراهة يقتضی التحريم وقيد بالعين إشارة إلٰی أنه لو كان فی مكان مستور ولم تكن عينهما بمرأی منه لا يكره بخلاف القبلة "الخ. (طحطاوی علٰی مراقی الفلاح، فصل فی الاستنجاء: ج۱ص۴۱)

(۲) چاند، سورج کی طرف پاخانہ، پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(واستقبال شمس وقمر لهما) أی لأجل بول أو غائط آه (درمختار) والظاهر أن الكراهة هنا تنزيهية ما لم يرد نهی" آه. (رد المحتار، فصل فی الاستنجاء، مطلب القول المرجح علی الفعل: ۱/ ۲۵۱)

لیکن مراد چاند سورج کی ذات کا استقبال واستدبار ہے، اس جہت یا ان کی روشنی کا استقبال واستدبار مکروہ نہیں ہے، اسی طرح جب وہ نظر نہ آرہے ہوں، تو بھی کراہت نہیں، اور صورت مسئولہ میں چونکہ آفتاب ابر میں چھپا ہوا ہے، اس لئے کراہت نہیں ہے۔ سعید

(۳) (كما كره) تحريمًا (استقبال قبلة واستدبارها لِ) أجل (بول أو غائط) الخ. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء: ۱/ ۳۵۳، ظفیر)

شمال وجنوب رُخ استنجا کا کیا حکم ہے:

سوال: قبلہ کی جانب کے سوا شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے بول و براز کرنا ممنوع ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلياً

ممنوع نہیں ۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۸۰)

استنجا کرتے وقت شمال کی طرف منہ کرنے کا حکم:

سوال: ہمارے علاقہ میں یہ مشہور ہے کہ شمال کی طرف چھوٹا قبلہ ہے، اور مغرب کی طرف بڑا قبلہ، تو کیا جس طرح پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا جائز نہیں، شمال کی طرف بھی ایسا ہی حکم ہے، یا نہیں؟

الجوابـــــــــــــــــــ

احادیث مبارکہ میں قبلہ (کعبہ) کی طرف استنجا کے وقت منہ یا پشت کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور اس کے متبادل بقیہ دونوں طرف منہ یا پشت کرنے کا حکم ہوا ہے، اب یہ دونوں اطراف کے علاقے جغرافیائی نظام کے مطابق ہوں گے، یعنی جہاں کعبہ مغرب یا مشرق کی جانب ہو، تو اس کے دونوں اطراف شمال وجنوب ہے، اور جہاں کعبہ شمال یا جنوب کی طرف ہو، تو وہاں کے رہنے والوں کو مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔

عن أبی أیوب الأنصاریؓ قال:" قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم:" إذا أتیتم الغائط لا تستقبلوا القبلة ولاتستدبروها لکن شرقوا أوغربوا ". (الجامع للترمذیؒ، باب فی النهی عن استقبال القبلة بغائط: ج۱ص۸) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۴)

قبرستان میں استنجا کرنے کا حکم:

سوال: قبرستان میں استنجا، پائخانہ کرنا کیسا ہے؟

---

(۱) (کما کره) تحریمًا(استقبال قبلة واستدبارها لِ)أجل (بول أوغائط).....(ولوفی بنیان)لإطلاق النهی (در مختار)(قوله لإطلاق النهی)وهوقوله صلی اللّٰه علیه وسلم:" إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولاتستدبروها،ولکن شرقوا أو غربوا "رواه الستة. (رد المحتار، فصل الاستنجاء:۱/۳۱۶،ظفیر)

بخاری، باب لا تستقبل القبلة ببول ولاغائط إلاعند البناء، جدار أونحوه، ص۳۰، نمبر۱۴۴، انیس

(۲) وکذافی الصحیح للبخاریؒ: ۳۹۴، عن ابی ایوب رضی الله عنه. انیس

قال الحصکفیؒ:"(کما کره) تحریمًا(استقبال قبلة واستدبارها لِ)أجل(بول أوغائط).....(ولوفی بنیان)لإطلاق النهی". (الدرالمختار علٰی صدررد المحتار، فصل الاستنجاء: ج۱ص۳۴۱، ومثله فی مراقی الفلاح علٰی صدرالطحطاوی، فصل فی الاستنجاء: ج۱ص۴۱)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قبرستان میں استنجا، پائخانہ کرنا سخت گناہ کی بات ہے،اس سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی ۔ (حبیب الفتاویٰ جلد سوم،صفحہ ۴۷و۴۸)

ناپاک جگہوں پر پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے:

سوال: میں یو،ایس،اے، میں رہتی ہوں، یہاں تقریباً آدھا ٹوائلیٹ ہر وقت پانی سے بھرا رہتا ہے،اس لیے جب میں پانی سے اپنی صفائی کرتی ہوں ،تو مجھے ہمیشہ کمر پر چھینٹیں محسوس ہوتے ہیں،ٹوائلیٹ میں ٹیشو بھی نہیں ڈال سکتی کیوں کہ یہ قابل عمل نہیں،اس وجہ سے کہ اتنے زیادہ پانی کے ہوتے ہوئے ٹیشو فوراً نیچے بیٹھ جاتا ہے،دوسرے یہ کہ نالیوں کو بند کرسکتا ہے، میں اپنے آپ کو پاک کرنے کے لیے آخر میں غسل کرتی ہوں کیوں کہ میں استنجا کرنے کے بعد کمر کی چھینٹوں کی بنا پر مطمئن نہیں ہوتی۔

میں ایک دن میں پانچ چھ بار غسل بھی نہیں کرسکتی، براہ کرم میری رہنمائی فرمایئے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

اولاً تو ایسی گندی جگہ بیٹھ کر استنجا وضو کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے،لیکن اگر باتھ روم دوسرانہ ہونے کی وجہ سے مجبوری ہو،تو پھر مذکورہ مقام پر ہی طہارت حاصل کی جائے ،اوراس دوران جہاں چھینٹیں پڑ کر ناپاک ہونے کا اندیشہ یا یقین ہو،تو صرف متاثرہ عضو دھوکر پاک وصاف کرلیا جائے ،تو بلا شبہ نماز ادا ہوجائے گی، ہر دفعہ غسل کی ضرورت نہیں

وفی الهندية،فی مستحبات الوضوء:التوضؤفی موضع طاهر الخ (۹/۱)

وفی الدر :(و)عفی،إلٰی قوله،(وبول انتضح كرؤوس إبر)الخ.(۳۲۲/۲) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دارالافتاء والقضاء، جامعہ بنوریہ، پاکستان، سیریل نمبر:۸۵۳۰)

اذان کے وقت استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا اذان کے وقت طہارت لینا درست ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ

اگر کوئی شخص پہلے سے استنجا کی حالت میں ہو،اوراذان ہونے لگے تو حرج نہیں،البتہ اس حالت میں زبان سے

---

(۱) عن جابرؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يجصص القبر،وأن يبنٰى عليه أويقعد عليه وأن يكتب عليه وأن يوطأ. (لمسلم وأصحاب السنن، جمع الفوائد، تشييع الجنائز وحملها ودفنها:ص۳۹۲۔انیس)

اذان کا جواب نہ دے۔(۱) اگر استنجا کو جانے سے پہلے اذان شروع ہوگئی اور استنجا کا شدید تقاضہ نہ ہو، یا یہ اندیشہ نہ ہو کہ ازدحام کی وجہ سے تاخیر کرنے کی صورت میں نماز کی کوئی رکعت یا نماز سے پہلے کی سنت فوت ہوسکتی ہے، تو بہتر ہے کہ رک کر اذان کا جواب دے دے۔

سمع الأذان وهويمشي فالأولى أن يقف ساعةً ويجيب. (۲)

اس کے بعد استنجا کرے، مسجدوں میں عام طور پر نمازوں کے اوقات میں اتنا ہجوم ہوجاتا ہے کہ انتظار کرنے میں جماعت فوت ہونے کا یا دوسروں کو دشواری پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، ایسی صورت میں اذان کے درمیان استنجا کر لینے میں مضائقہ نہیں، کیوں کہ اصل میں اذان کا عملی جواب دینا واجب ہے، اور وہ ہے ''جماعت میں شرکت'' زبان سے جواب دینا واجب نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۱۷۶،۷)

بیت الخلا میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے:

سوال: جناب مفتی صاحب! میں نے ایک شخص سے سنا ہے کہ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے بائیں پاؤں کو داخل کرنا چاہئے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر کرنا چاہئے، کیا یہ درست ہے؟

الجواب

معاشرہ میں دو قسم کے اعمال ہوتے ہیں، ایک وہ اعمال جو عظمت اور کرامت والے ہوتے ہیں، اور دوسرے خسیس اور بے عظمت و حرمت والے اعمال، شریعتِ مقدسہ میں ہر عظمت والے عمل کو دائیں طرف سے اور ہر خسیس عمل کو بائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم ہے، چونکہ بیت الخلا خسیس اور غیر ذی شان والے اعمال سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت بائیں پاؤں سے داخل ہونا چاہئے اور نکلتے وقت دائیں پاؤں کو پہلے نکالنا چاہئے، اور یہی آدابِ بیت الخلا سے ہے۔

لماقال الشيخ وهبة الزحيليؒ:''يدخل الخلاء برجله اليسرىٰ ويخرج برجله اليمنىٰ لأن كل ماكان من التكريم يبدأ فيه باليمين وخلافه باليسار لمناسبة اليمين للمكرم واليسار للمستقذر''.

(الفقه الإسلامي وأدلته، خامساً، آداب قضاء الحاجة: ج۱ص۲۰۳) (۳) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۹،۶۰۰)

---

(۱) الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار:۱/۲۹۲۔

(۲) الفتاویٰ الهندية:۱/۵۷۔

(۳) وفي الهندية:''ويستحب له عند الدخول في الخلاء أن يقول:'' أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''ويقدم رجله اليسرىٰ وعند الخروج يقدم اليمنى''.(الفتاویٰ الهندية، فصل في الاستنجاء: ج۱ص۵۰/ومثله في معارف السنن، باب مايقول إذا دخل الخلاء: ج۱ص۷۶)

بیت الخلا میں دخول کے وقت تعوذ کا حکم:

سوال: ''تجویدِ مبتدی'' میں لکھا ہے کہ:''تعوذ قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسری کتاب کے شروع کرنے سے پہلے پڑھنا مکروہ ومنع ہے''۔اور علامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سائل کو جواب دیتے ہوئے وضو کرتے وقت تعوذ اور بسم اللہ کو جمع کر کے پڑھنے کو افضل لکھا ہے۔تو کیا وضو کرتے وقت ''بسم اللہ'' کیساتھ تعوذ کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے؟ علامہ تھانویؒ کا جواب تجوید مبتدی کی عبارت کے خلاف پڑتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کتاب کو شروع کرتے وقت ''أعوذ'' نہ پڑھا جائے، پڑھنے کے علاوہ دوسرے بعض کام ایسے ہیں کہ ان کے شروع میں ''أعوذ'' پڑھا جاتا ہے، جیسے وضو کرتے وقت اور بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے:

'' اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''. وغیرہ۔(۱)

دونوں عبارتوں میں کوئی تعارض نہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۲۸۸/۵)

بیت الخلا جاتے وقت دعا کس وقت پڑھی جائے:

سوال: پائخانہ جاتے وقت جو دعا پڑھی جاتی ہے، وہ کس وقت پڑھنی چاہئے، پائخانہ کے اندر جا کر، یا بایاں پاؤں پائخانہ میں رکھ کر، یا پائخانہ کے باہر ہی؟

---

(۱) ''ویدخل الخلاء ویستعیذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم قبل دخولہ،وقبل کشف عورتہ،ویقدم تسمیۃ اللّٰہ تعالٰی علی الاستعاذۃ الخ''.(مراقی الفلاح ،ص:۵۱،فصل فیما لایجوز بہ الاستنجاء،قدیمی) وکذا فی رد المحتار: ۳۴۵/۱،فصل الاستنجاء، سعید)

'' وقیل:الأفضل''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ''بعد التعوذ.وفی المجتبیٰ: یجمع بینھما اھـ.وفی شرح الھدایۃ للعینی:المروی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:''بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ''.رواہ الطبرانی فی الصغیرعن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ، بإسناد حسن اھـ''.(ردالمحتار:۱۰۹/۱، سنن الوضوء،مطلب سائر بمعنی باقی الخ، سعید)

جب بیت الخلا کے دروازہ پر پہنچے،تو اندر داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ کہتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

'' اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''.(سنن ابن ماجہ:۵۹/۱،حدیث۲۹۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:''بنی آدم کے ستر اور جنوں کی نگاہ کے درمیان کا پردہ جب کہ وہ بیت الخلا جائیں،بسم اللہ کہنا ہے''۔(حوالہ مذکورہ،حدیث:۲۹۶)

اور دعا پڑھنے کے بعد اپنا بایاں پاؤں بیت الخلا میں رکھے،پھر اندر جائے۔اور اگر دعا پڑھنا بھول جائے اور بیت الخلا میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے،تو دل میں تعوذ کر لے،زبان سے نہ پڑھے۔(طحطاوی:۳۰و۳۱)۔(طہارت کے احکام ومسائل،صفحہ۲۱۳،انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

پائخانہ کے اندر پیر رکھنے سے پہلے پڑھی جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیو بند، ۲۰/۵/۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۸۹)

پیشاب کرنے کے وقت کوئی مستقل دعا نہیں، بلکہ بول وبراز دونوں کیلئے ایک ہی دعا ہے:

سوال: پاخانہ جانے کی جس طرح دعا ہے، پیشاب کے وقت کی بھی کوئی دعا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

مستقل نہیں، وہی دعا مشترک ہے:

لإطلاق اللفظ واشتراكهما فى أكثر الأحكام الفقهية". (كما فى الدر المختار، أحكام الاستنجاء)

۱۳/ربیع الاول ۱۳۲۹ھ (تتمہ اولیٰ صفحہ ۲۰۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۳-۱۴۴)

تعویذ والی انگوٹھی پہن کر استنجا خانہ میں جانا کیسا ہے:

سوال: انگوٹھی یا ایسی چیز پہن کر استنجا خانہ میں جانے کا کیا حکم ہے، جس میں آیت وغیرہ لکھی ہو؟

---

(۱) "ويستحب له عند الدخول فى الخلاء أن يقول: " أَللّٰهُمَّ إِنِّىٓ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"، ويقدم رجله اليسرىٰ". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۱/۵۰، الفصل الثانى فى الاستنجاء، رشيديه/ وكذا فى معارف السنن، باب مايقول إذا دخل الخلاء: ۱/۶۷، وكذا فى رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۱/۳۴۵، سعيد)

" سمعت أنسًاؓ يقول: "كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء، قال: " أَللّٰهُمَّ إِنِّىٓ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ". حدثنا عبد العزيز: إذا أراد أن يدخل. (بخارى، باب ما يقول عند الخلاء، ص۳۰، نمبر ۱۴۲)

" عن أنس بن مالكؓ قال: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء، قال عن حماد، قال: " أَللّٰهُمَّ إِنِّىٓ أَعُوْذُبِكَ، وقال عن عبد الوارث: قال: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ". (أبو داؤد، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ص۱۳، نمبر ۴/ ترمذى شريف، باب ما يقول إذا دخل الخلاء، ص۲، نمبر ۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ دائیں جانب اچھے کام کے لئے اور بائیں جانب ناپسندیدہ کام کے لئے اپنے پیر کو استعمال کرتے تھے:

"عن عائشةؓ قالت: كانت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم اليمنىٰ لطهوره وطعامه وكانت يده اليسرى لخلائه وماكان من أذى". (أبو داؤد، باب كراهية مس الذكر باليمين فى الاستبراء، ص۱۷، نمبر ۳۳)

اور بیت الخلا سے نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

"عن أنس بن مالكؓ قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا خرج من الخلاء قال: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ أَذْهَبَ عَنِّى الْأَذٰى وَعَافَانِىْ". (ابن ماجه، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، ص۲۶، نمبر ۳۰۱، انيس)

الجواب

اگر انگوٹھی میں اللہ کا نام ہو، یا کسی آیت وغیرہ کی تختی گلے میں ہو، جو تختی غلاف سے خالی ہو، تو چاہیے کہ استنجا جاتے وقت ان اشیا کو باہر نکال کر رکھ دے، یا کم از کم جیب میں رکھ لیں، کھلی حالت میں استنجا خانہ لے جانا تقاضۂ ادب کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

”ویکرہ أن یدخل فی الخلاء ومعہ خاتم علیہ اسم اللّٰہ تعالٰی، أوشیء من القرآن“.(۱)

(کتاب الفتاویٰ:۲/۴۳۷-۷۴)

بیت الخلا میں قرآنی آیات یا احادیث کے اوراق سمیت جانا:

سوال: قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلا میں جاتے وقت جیب میں آیات قرآنی یا احادیث کے اوراق ہوں، تو ایسی حالت میں بیت الخلا میں جانا اور قضاءِ حاجت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

شریعتِ اسلامی میں ہر معظم شے کی تعظیم واحترام کا حکم ہے، چونکہ آیاتِ قرآنی اور احادیث وغیرہ کے اوراق انتہائی معظم ومکرم ہیں، اور بیت الخلا میں ساتھ لے جانے سے ان کی تحقیر ہوتی ہے، اس لئے قصداً ایسا کرنے سے اجتناب کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود بیت الخلا جاتے وقت اپنی انگوٹھی اتار لیتے تھے جس میں ”محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا، البتہ اگر ایسے کاغذات جیب سے باہر رکھنے پر ضائع ہونے کا خطرہ ہو، تو پھر ساتھ لے جانے میں کوئی قباحت نہیں۔

لماقال الشیخ وھبۃ الزحیلیؒ:”لایحمل مکتوباًذکر اسم اللّٰہ علیہ أو کل اسم معظم کالملٰٓئکۃ

---

(۱) الفتاویٰ الھندیۃ:۱/۵۰۔

جس کاغذ یا انگوٹھی وغیرہ پر قرآن کی آیت، حدیث کا ٹکڑا یا اللہ کا نام لکھا ہوا ہو، اس کو قضاء حاجت کے وقت ساتھ لے جانا خلاف ادب ہے۔ ایسی چیزوں کو ساتھ نہیں لے جانا چاہیے۔(ردالمحتار:۱/۳۴۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش ”محمد رسول اللہ“ تھا، اس لیے جب قضاء حاجت کے لیے جاتے، تو نکال کر رکھ دیتے“۔(ابوداؤد:۱/۴)

اسی طرح اگر جیب میں درہم یا نوٹ وغیرہ ہو اور اس پر ایک آیت پوری لکھی ہو، تو اس کو بیت الخلا میں ساتھ لے جانا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر مکمل آیت نہیں ہے، تو مکروہ نہیں۔(فتاویٰ تاتارخانیہ:۱/۱۰۶)

اگر بائیں ہاتھ کی انگلی میں اللہ کے نام کا نقش کی ہوئی انگوٹھی ہو، تو استنجا سے قبل اتار دینی چاہیے۔(ردالمحتار:۱/۳۴۵)(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۱۲، انیس)

والعزيزوالكريم ومحمد وأحمد'' لما رویٰ أنسؓ: أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم كان إذا دخل الخلاء وضع خاتمه وكان فیه''محمد رسول اللّٰه''فإن احتفظ بهٖ واحترزعلیه من السقوط فلابأس''. (الفقه الإسلامی وأدلته، آداب قضاء الحاجة: ج۱ص۲۰۲)(۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ۶۰۱، ۶۰۲) ☆

بیت الخلا میں بغیر جوتوں کے جانے کا حکم کیا ہے:

سوال: بعض مساجد کے استنجا خانے مسجد میں ایسی جگہ ہوتے ہیں جہاں جوتوں سمیت جانا صحیح نہیں، اس لئے کہ مسجد کے صحن سے گذرنا پڑتا ہے، تو کیا ایسے استنجا خانوں یا بیت الخلا میں بغیر جوتوں کے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

ویسے تو جوتے پہن کر بیت الخلا وغیرہ میں جانا آدابِ قضاءِ حاجت سے ہے اور مستحب ہے، لیکن صورتِ مسئولہ میں مسجد کی عظمت اور حرمت کے پیشِ نظر جوتوں کے بغیر جانے میں کوئی قباحت نہیں، تاہم مناسب یہ ہے کہ مساجد کے استنجا خانے کسی ایسی جگہ بنائے جائیں، جہاں جوتوں سمیت جانا ممکن ہو۔

---

(۱) قال الشيخ خليل أحمد السهارنفوریؒ(تحت قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم):عن أنسؓ أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أنه إذا دخل الخلاء وضع خاتمه يعنی ينزع خاتمه من الأصبع ثم يضعه خارج الخلاء ولايدخل الخلاء مع الخاتم وهذالتعظيم اسم اللّٰه عزوجل ويدخل فيه كلماكان فيه اسم اللّٰه من القرطاس والدراهم''. (بذل المجهود، باب الخاتم يكون فيه ذكراللّٰه تعالٰی يدخل به الخلاء: ج۱ص۱۳)

☆ پنج سورہ وغیرہ کے ساتھ بیت الخلا جانا کیسا ہے:

سوال: اگر کسی شخص کی جیب میں پنج سورہ یا سورۂ یٰسین وغیرہ ہو، اور اسے بیت الخلا جانے کی حاجت ہو، اور یہ چیزیں وہاں رکھنے کی جگہ بھی نہ ہو، تو کیا شرعاً آدمی ان کے ساتھ بیت الخلا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

متبرک اشیا اور قرآنی آیات کا بیت الخلا یا کسی ایسی جگہ جہاں گندگی پڑی ہو، لے جانا صحیح نہیں، البتہ جیب میں رکھ لئے جائیں تو جائز ہے، مگر پھر بھی خلافِ اولیٰ ہے، کوشش کر کے ایسی چیزیں بیت الخلا سے باہر کسی محفوظ اور پاکیزہ جگہ پر رکھ دی جائیں، ورنہ بصورتِ مجبوری بلاکراہت مرخص ہے۔

لماقال العلامة الكاشغریؒ:''ويكره دخول المخرج لمن فی أصبعه خاتم فيه شیء من القرآن ومن أسماء اللّٰه تعالٰی لما فيه من ترک التعظيم''.

وقال العلامة إبرهيم الحلبیؒ فی شرح المنية:''وقيل:لايكره إن جعل فصه إلٰی باطن الكف ولو كان مافيه شیء من القرآن أو من أسماء اللّٰه تعالٰی فی جيبه لابأس به وكذا لوكان ملفوفاً بشیء والتحرزأولٰی''. (كبيری:ص۵۸)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ۶۲۶)

لما قال الشیخ وھبة الزحیلیؒ: "أن یلبس نعلیه ویستر رأسه ویأخذ أحجار الاستنجاء أو یھیئ و یعد المزیل للنجاسة من ماء ونحوه". (الفقه الإسلامی وأدلته، باب خامساً، آداب قضاء الحاجة: ج۱ص۲۰۳) (فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، صفحہ۶۰۲ و۶۰۳)

بیت الخلا میں ننگے پاؤں، ننگے سر جانے کا کیا حکم:

سوال: بیت الخلا میں ننگے پاؤں، ننگے سر جانا کیسا ہے؟

الجواب

خلاف ادب ہے۔(۱)

ولا یدخل الخلاء إلا مستور الرأس. (نفع المفتی والسائل: ص۵۵)

وفی الشامی: ج۱ص۲۳۰: إذا أراد أن یدخل الخلاء (إلیٰ أن قال) ولا حاسر الرأس. (۲)

وفی البحر: ج۱ص۲۵۲: ومن آدابھا أی آداب الخلاء أن لایدخل فی الخلاء مکشوف الرأس و لاحافیاً، روی ذلک مرسلاً ومسندًا. فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ قاسمی (حبیب الفتاویٰ:۲/۲۸۔۲۹)

استنجا کے وقت سر پر ٹوپی رکھنا کیسا ہے:

سوال: کیا استنجا کے وقت سر پر ٹوپی رکھنا بھی لازم ہے؟

ھو المصوب

لازم نہیں ہے۔(۳)

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۹۵)

بیت الخلا اور حمام ایک ساتھ ہوں، تو سر ڈھانپنے کا کیا حکم ہے:

سوال: آج کل بیت الخلا اور حمام ایک ہی ہوتے ہیں، تو کیا بیت الخلا میں جائیں، تو سر کو ڈھانپ کر جائیں؟ اگر نہانے کے لئے جائیں، تو کیا حکم ہوگا؟

---

(۱) جب قضاء حاجت کا احساس ہو، تو بیت الخلا جانے کا ادب یہ ہے کہ کھلا سر نہ ہو اور نہ ننگے پاؤں ہو۔ (معارف السنن:۱/۷۷) اور نہ اس طرح کا لباس ہو، جس پر چھینٹیں پڑنے کا اندیشہ ہو۔ (مراقی الفلاح: ص۲۸)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ۲۱۲، انیس)

(۲) فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء الخ، تتمة، انیس

(۳) البتہ ادب ہے۔ (ومن آدابھا) أی آداب الخلاء أن لایدخل فی الخلاء مکشوف الرأس ولاحافیاً، روی ذلک مرسلاً ومسندًا. (البحر الرائق: ج۱ص۲۵۲، انیس)

الجواب

سر ڈھانپنا بیت الخلا میں داخل ہونے کے آداب میں سے نہیں ہے، بلکہ قضاء حاجت کے آداب میں سے ہے، اگر بیت الخلا میں حمام تک جانے کے لئے داخل ہو، یا کسی اور ضرورت سے داخل ہو، تو سر ڈھانپنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(کتاب الفتاویٰ:۲؍۶۷)

قضاء حاجت کے وقت سر کھلا رکھنا مکروہ ہے:

سوال: قضاء حاجت کے وقت، اسی طرح کھاتے پیتے وقت، سر کھلا رکھنا کیسا ہے؟

الجواب

پیشاب پاخانہ اور کھانے پینے کے وقت سر کھلا رہنا درست تو ہے، مگر پیشاب پاخانہ ننگے سر مکروہ ہے۔

"ویدخل مستور الرأس". (عالمگیری:۱؍۵۰)

مکتوبات:۴؍۷۸۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ص۱۷)

پیشاب اور پاخانہ کے وقت کن امور سے بچنا چاہئے:

سوال: جناب مفتی صاحب! ایک مسئلہ کے حل کی تکلیف دینے پر معذرت خواہ ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ قضائے حاجت (پیشاب اور پاخانہ) کے وقت کن امور سے بچنا ضروری ہے؟

الجواب

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس نے ہر عمل کے لئے کچھ آداب اور کچھ امور سے بچنے کو بیان کیا ہے، یہاں تک کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت بعض امور سے بچنے کی تعلیم دی ہے، مثلاً بلاضرورت باتیں کرنا، کھانسنا، قرآن کریم کی کوئی آیت، حدیث یا کوئی دوسرے متبرک کلمات پڑھنا، کوئی ایسی چیز جس پر خدا، رسول یا فرشتے کا نام ہو، کوئی آیت یا حدیث لکھی ہوئی ہو، یا کوئی دعا تحریر ہو، ساتھ لیجانا، بلا عذر شرعی کھڑے ہوکر یا لیٹ کر پیشاب اور پاخانہ کرنا، تمام کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہوکر قضاء حاجت کرنا، قبلہ رخ بیٹھنا، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا، کھانے پینے کی اشیا سے استنجا کرنا، جانوروں کے چارے سے استنجا کرنا وغیرہ، ان امور سے دوران قضاء حاجت بچنا چاہئے۔ (هكذا في الكبيری: ص۳۹، وبہشتی زیور: حصہ ۱۱ ص۱۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۲۷)

مغربی طرز کے بیت الخلا میں پیشاب کرنے کا حکم:

سوال: آج کل بعض مقامات پر مغربی طرز کے بیت الخلا بنائے جاتے ہیں، جن میں کھڑے ہوکر پیشاب

کرنا پڑتا ہے، کیا اس قسم کے بیت الخلا میں پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا اگر چہ بوقتِ ضرورت جائز ہے، لیکن بلاضرورت کھڑے ہوکر پیشاب کرنا خلافِ سنت ہے۔(۱) البتہ آج کل مغربی تہذیب کے مطابق بنائے گئے بیت الخلا کے استعمال میں ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، اور دوسرے کفار کے ساتھ تشبہ کا لزوم، اس لئے مغربی طرز کے مطابق بنائے گئے بیت الخلا میں اسی تہذیب کے مطابق کھڑے ہوکر پیشاب وغیرہ کرنا مناسب نہیں۔

لما قال الحصکفیؒ: ''(کما کره) تحریماً (استقبال قبلة و استدبارها) الخ (وأن يبول قائماً أو مضطجعاً أو مجردًا من ثوبه بلاعذر)''. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار: ج۱ص۳۴۱و۳۴۴، فصل الاستنجاء)(۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۳)

استنجا کے لیے ڈبلیوسی یا کموڈ کے استعمال کا حکم:

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت میرا سوال یہ ہے کہ اجابت سے فارغ ہونے کے لیے کون سا طریقہ قرآن وسنت کے مطابق ہے، کموڈ یا ڈبلیوسی، براہ کرم احادیث کی روشنی میں جواب عطا کریں، تاکہ ایک الجھن دور ہو سکے کہ ڈبلیوسی استعمال کرنا ٹھیک ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

ان دونوں میں سے کوئی بھی سنت یا مستحب نہیں، البتہ ایسی جگہ پیشاب وغیرہ کرنا جو نرم ہو اور چھینٹیں وغیرہ کم سے کم اڑیں اور بدن یا لباس کے بھی ناپاک ہونے کا اندیشہ نہ ہو، وہ مطلوب شریعت اور مستحب ہے، پھر ان امور کے

---

(۱) **کھڑے ہوکر پیشاب یا پاخانہ کرنا:**

۱۔ بلاعذر کھڑے ہوکر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے، یہ طریقہ شریف لوگوں کا نہیں ہے اور اس طرح پیشاب کرنے سے اس کے چھینٹوں سے بچنا مشکل ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ اگر کہیں بیٹھ کر پیشاب کرنا مشکل ہو، جیسے پاؤں میں تکلیف ہو، یا انگریزی طرز کے پیشاب خانے ہوں، تو مجبوری کی صورت میں اس طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی اجازت ہے، جس میں بدن یا کپڑے پر چھینٹیں نہ پڑیں۔

۳۔ بلاعذر لیٹ کر یا بالکل ننگے ہوکر پیشاب کرنا منع ہے، کیوں کہ یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے اور خلاف سنت ہے۔ (رد المحتار: ۱/۳۴۴)

۴۔ اسی طرح کموڈ والے سیٹ پر بیت الخلا میں بلاعذر پاخانہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔
(طہارت کے احکام ومسائل: صفحہ ۲۲۷۔ انیس)

(۲) وفي الهندية: ''يكره أن يبول قائماً أو مضطجعاً''. (الهندية: ج۱ص۵۰و۵۱، باب الاستنجاء)

عن عائشةؓ قالت: من حدثكم أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبول قائماً فلاتصدقوه، ماكان يبول إلاقاعداً. (سنن الترمذي، كتاب الطهارة (۱۲) وقال حديث عائشة أحسن شئي في هذا الباب وأصح، انيس)

ساتھ مناسب عام ڈبلیوسی میں بنسبت کموڈ کے زیادہ پائی جاتی ہے، اس لیے اس کا استعمال بہتر ہے، جبکہ بقدر ضرورت کموڈ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

عن المغيرة بن شعبةؓ قال: كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فأتى النبي صلى الله عليه وسلم حاجته فأبعد في المذهب. (ترمذی:۱/۵) واللہ اعلم (فتاویٰ دارالافتاء والقضاء، جامعہ بنوریہ، پاکستان، سیریل نمبر:۸۲۲۱)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا کیسا ہے:

سوال: کھڑے ہوکر پیشاب کرنا شرعاً کیسا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے کوڑے پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ اس حدیث میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ثابت ہے یا نہیں۔ اور جو حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے ممانعت کی احادیث مروی ہیں، وہ صحیح ہیں یا ضعیف؟

الجواب

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بلاعذر ممنوع ومکروہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ایک دفعہ بضرورت اور عذر کی وجہ سے ہوا ہے۔(۱)

اور بلاعذر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے۔(۲)

جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: ''مجھ کو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا:

''**يا عمر! لاتبل قائماً فما بلت قائماً بعد**''.(۳)

---

(۱) عن حذيفةؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى سباطة قوم فبال عليها قائمًا. (ترمذی، باب ما جاء من الرخصة في ذلك [في البول قائما]، ص۴، نمبر۱۳/ ابن ماجة، باب ماجاء في البول قائمًا، ص۲۶، نمبر۳۰۵، انیس)

(۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ کی حدیث کے بعد صاحب مشکوٰۃ نے صراحت کی ہے:

قيل كان ذلك لعذر. (مشكوٰة، باب آداب الخلاء: ص۴۳)

قال السيد جمال الدينؒ: قيل: فعل ذلك لأنه لم يجد مكانًا للقعود لامتلاء الموضع بالنجاسة، الخ.

روى أبو هريرةؓ كما أخرجه الحاكم والبيهقي: أن النبي صلى الله عليه وسلم بال قائمًا لحرج مأبضه الخ إذ لم يتمكن من القعود. (مرقاة، شرح مشكوٰة: ۱/۲۹۶، ظفير)

عن عائشةؓ قالت: من حدثكم أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبول قائمًا فلا تصدقوه ماكان يبول إلا قاعدًا. (ترمذی، باب ما جاء في النهي عن البول قائمًا، ص۴، نمبر۱۲/ ابن ماجة، باب في البول قاعدًا، ص۲۷، نمبر۳۰۷)

یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار عام حالات پر محمول ہے کہ عام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کرتے تھے۔ انیس

(۳) دیکھئے! مشكوٰة، باب آداب الخلاء، فصل ثاني: ص۴۳۔ ظفیر

یعنی اے عمر! کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو، تو اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا''۔فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۶۷-۳۷۷)☆

قضاءِ حاجت کو بیٹھنے کے لئے کس وقت کپڑا اٹھانا چاہئے:

سوال: جناب مفتی صاحب! جب کوئی شخص قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلا جائے، تو کس وقت اپنے کپڑے کو اٹھائے؟

☆ کھڑے ہوکر استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال:۱) کھڑے ہوکر استنجا کیا جا سکتا ہے؟

۲) میں پینٹ پہن کر سروس کرتا ہوں، سکون سے بیٹھ نہیں سکتا، اس حالت میں کیا حکم ہے؟

هو المصوب

۱) بلا عذر کھڑے ہوکر استنجا کرنا مکروہ ہے۔((قوله "وأن يبول قائماً"): لما ورد من النهى عنه، ولقول عائشةؓ رضى الله عنها: من حدثكم أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يبول قائماً فلا تصد قوه، ما كان يبول إلا قاعدًا، رواه أحمد و الترمذى والنسائى وإسناده جيد.

قال النوويؒ فى شرح مسلم: وقد روى فى النهى أحاديث لاتثبت ولكن حديث عائشةؓ ثابت فلذا قال العلماء: يكره إلا لعذر، وهى كراهة تنزيه لاتحريم. (ردالحتار ۱/۵۵۷، الفتاوىٰ الهندية ۱/۵۰)

۲) عذر شرعی نہیں ہے، پینٹ اتار کر کسی پردہ والے استنجا خانہ میں بیٹھ کر کر سکتے ہیں۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۹۴و۲۹۵)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا حکم:

سوال:۔ جہادِ افغانستان میں بعض اشخاص کے پاؤں کٹ چکے ہیں، اور بعض کو کمر میں شدید درد کی وجہ سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا پڑتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اسلام نے نجاست سے بچنے کا حکم دیا ہے، اور اس کی بہت تاکید کی ہے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں، کہ اکثر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے، اس لئے فقہاء کرامؒ نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، تاہم اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پیشاب کرنا ممکن نہ ہو، تو کھڑے ہوکر کرنا بھی جائز ہے۔

لما قال حسن بن عمارؒ: "ويكره البول قائماً لتنجسه غالباً إلا من عذر كوجع بصلبه الخ". (مراقى الفلاح علىٰ صدر حاشية الطحطاوى: ج۱ص۴۲، فصل فيما يجوز به الاستنجاء ومايكره به الخ)

(قال السيد يوسف البنوريؒ: "إن البول قائماً وإن كانت فيه رخصة والمنع للتأديب لا للتحريم، كما قاله الترمذيؒ، ولكن اليوم الفتوىٰ علىٰ تحريمه أولىٰ حيث أصبح شعار غير المسلمين من الكفار وأهل الأديان الباطلة". (معارف السنن: ج۱ص۱۰۶، باب النهى عن البول قائماً) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۳)

الجواب

قضائے حاجت کے لئے بیٹھتے وقت، اپنے کپڑے کوتب اٹھائے جب وہ زمین کے قریب ہوجائے۔(۱)

لما قال الشيخ وهبة الزحيليؒ: ”يستحب أن لايرفع ثوبه حتى يدنومن الأرض لأن ذلك أسترله“. ولماروىٰ أبوداؤدؒ عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه كان إذا أراد الحاجة لايرفع ثوبه حتى يدنومن الأرض“. (الفقه الإسلامي وأدلته، خامساً، آداب قضاء الحاجة: ج۱ص۲۰۴)(۲)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۶۰۰ و ۶۰۱)

اپنے بول وبراز کو دیکھنے کا کیا حکم ہے:

سوال: اپنے پیشاب پاخانہ کو دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب

اپنے بول وبراز کو دیکھنا ناپسندیدہ اور خلاف ادب ہے۔

---

(۱) **بیٹھنے کے آداب:**

جب بیت الخلا میں پہنچ جائے، تو قضاء حاجت کے لیے بیٹھتے وقت جب زمین سے قریب ہو، تو کپڑا ہٹائے، کھڑا ہونے کی حالت میں کپڑا ہٹانا منع ہے، کیوں کہ بلاضرورت ستر کھولنا ممنوع ہے۔(ردالمحتار: ۱/۳۴۵)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب قضاء حاجت کے لیے جاتے، تو زمین پر بیٹھنے سے قریب ہوتے تو اپنا کپڑا اٹھاتے“۔(ابوداؤد: ۱/۳)

بیٹھنے میں اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی جگہ کو وسیع رکھے، یعنی پھیل کر بیٹھے اور بدن کو ڈھیلا رکھے اور اپنے بائیں پاؤں کی طرف جھکاؤ رکھے اور دائیں پاؤں کو سیدھا رکھے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔

بیٹھنے کے بعد اپنی شرم گاہ یا پیشاب، پاخانہ کی طرف نگاہ نہ ڈالے نہ اپنے بدن سے کھیلے نہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے نہ ادھر ادھر التفاف کرے بلکہ اپنا سر حیا کی بنا پر جھکا کر رکھے۔

بیٹھنے کے دوران نہ پیشاب میں تھوکے، نہ ایسے تھوکے نہ رینٹ جھاڑے اور نہ ہی بلاضرورت تنحنح کرے، نہ کسی علمی مسئلہ یا آخرت کے بارے میں غور وفکر کرے، بیٹھنے کے دوران اللہ کا ذکر نہ کرے، کیوں کہ یہ حالت طبعی طور پر شرمندگی کی ہے، اور اللہ جل جلالہ کی عظمت وکبریائی کے لائق نہیں ہے۔ البتہ اگر چھینک آئے، تو دل میں الحمدللہ کہے، لیکن کسی چھینکنے والے کی چھینک کا جواب نہ دے۔

اسی طرح سلام یا اذان کا جواب بھی ایسی حالت میں نہ دے، نہ کسی طرح کا کلام کرے، کیوں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۱)(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴، انیس)

(۲) **عن ابن عمرؓ: ”أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد الحاجة لايرفع ثوبه حتىٰ يدنومن الأرض“.**

قال الشيخ خليل أحمد السهارنفوريؒ، تحت هذا الحديث: وهذا لأن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن التعرى فى الخلوة أيضاً، وقال: فالله أحق أن يستحى منه من الناس وهذا يدل علىٰ أن جوازالتعرى فى الخلوة للضرورة فلا ينبغى أن يرفع ثوبه قبل الضرورة“. (بذل المجهود، باب كيف التكشف عند الحاجة: ج۱ص۱۰)

ملاحظہ ہو۔ البحر الرائق میں ہے:

ولاینظر لعورته إلا لحاجة ولاینظر إلیٰ مایخرج منه ولایبزق. (۱/۲۴۳)

حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح میں ہے:

ولا إلیٰ الخارج فإنه یورث النسیان وهو مستقذر شرعًا و لا داعیة له. (۱/۳۱) واللہ اعلم

(فتاویٰ دار العلوم زکریا، جلد اول، ص ۶۰۶ ـ ۶۰۷)

قضاء حاجت کے وقت ذکر کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا قضاء حاجت کے وقت مطلقاً ذکر ممنوع ہے؟

الجواب

پاخانہ اور پیشاب کے وقت صرف ذکر لسانی ممنوع ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک وہ بھی ممنوع نہیں، لہٰذا سانس کا ذکر یا قلب یا روح یا سر یا خفی یا اخفی کا کسی طرح نہ ممنوع ہے اور نہ مکروہ، یہ آپ کا توہم ہے، شریعت سے اس کو تعلق نہیں۔

" لأنه صلی اللّٰه علیه وسلم کان دائم الذکر لاینقطع ذکره القلبی فی یقظة ولا نوم ولا وقتٍ مّا". (بذل المجهود: ۱/۴۸) مکتوبات: ۳/۲۰۷۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ص ۱۷)

دوران قضاءِ حاجت اگر چھینک آ جائے، تو اس کا کیا حکم ہے:

سوال: اگر قضاءِ حاجت کے دوران کسی کو چھینک آ جائے، تو کیا وہ "**الحمد للّٰه**" پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

قضاءِ حاجت کے دوران باتیں کرنا یا ذکر کرنا وغیرہ مکروہ ہے، البتہ اگر کسی کو دورانِ قضاءِ حاجت چھینک آ جائے، تو اس کو دل میں "**الحمد للّٰه**" پڑھ لینا چاہئے، زبان سے اس کا ورد نہ کرے۔

لما فی الهندیة: "فإن عطس حمد اللّٰه بقلبه ولایحرک لسانه الخ". (الفتاویٰ الهندیة، فصل فی الاستنجاء: ج۱ ص۵۰) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۰۰)

استنجا کی حالت میں سلام کے جواب دینے کا حکم:

سوال: استنجا خشک کرنے کی حالت میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) لماقال الشیخ وهبة الزحیلیؒ: "وإذا عطس حمد اللّٰه بقلبه ویقول بعد الاستنجاء "اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ" الخ. (الفقه الإسلامی وأدلته، خامساً آداب قضاء الحاجة: ج۱ ص۲۰۶)

الجواب

جائز ہے۔(۱)

مگر استنجا ایسے موقع پر خشک کرنا کہ گزرنے والوں کا مواجہہ ہو، خلاف انسانیت ہے۔

۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ (حوادث خامس ص ۳۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۱۴۱)

استنجا کے وقت سلام وجواب کی تحقیق:

سوال: استبرا کرتے وقت سلام کا جواب دینا یا خود کرنا چاہئے یا نہیں۔ حدیث شریف میں تو "إذا يبول" کا لفظ آیا ہے، پھر لوگ استنجا کرتے وقت سلام کا جواب کیوں نہیں دیتے ہیں، آیا یہ ان کی غلط فہمی ہے، یا کچھ اصل بھی ہے۔ علاوہ بریں حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ حائضہ بھی سلام کرتیں اور سلام کا جواب دیتی تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقاطر مانع تحیہ نہیں۔

الجواب

في الدر المختار أول باب مفسد ات الصلوة: "سلامك مكروه على من ستسمع (إلیٰ قوله) فهذا ختام والزيادة تنفع". (۲)

ان ابیات میں مواضع کراہت سلام کو شمار کیا گیا ہے، مگر اس میں یہ حالت معدود نہیں، اور تامل سے اور بھی کوئی دلیل منع کی نہیں معلوم ہوتی۔ پس ظاہراً یہ بلا سند محض رسم پڑ گئی ہے۔ واللہ اعلم (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۱۴۱)

بوقت استنجا سلام سے متعلق جواب پر اعتراض وجواب:

بخدمت جناب مولانا صاحب دام شرفہ، بعد از سلام نیاز واضح آنکہ این تحریر شمارا طعن زنی می کنند می گویند گناہ است چنیں کار کردن کہ براستبرا سلام دادن، لہذا در خدمت عالی ہمت نوشتہ می آید باید کہ بدیدن نیاز نامہ ہذا جواب ایں تحریر از کتب معتبرہ فقہ وحدیث تحریر نمودہ عنایت فرمایند کہ بسی عین احسان متصور خواہد شد؟

الجواب

عن السوال الاخیر۔ در جواب من دلیل از حدیث وفقہ موجود است، اکنوں از چہ استفسار است وکدام چیز را انتظار است۔

۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۳ھ (ترجیح خامس ص ۵۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۱۴۱-۱۴۲)

---

(۱) البتہ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ عن المهاجر بن قنفذؓ أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يبول فسلم عليه فلم يرد عليه حتى توضأ ثم اعتذر إليه فقال: "إني كرهت أن أذكر الله تعالىٰ ذكره إلا علىٰ طهر أو قال علىٰ طهارة". (أبوداؤد، باب في الرجل يرد السلام وهو يبول؟ ص ۱۵، نمبر ۱۷، انیس)

(۲) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، مطلب المواضع التي يكره فيها السلام: ۱/ ۴۱۴، ۴۱۵۔

کلوخ کے وقت سلام یا جواب کا شرعی حکم:

سوال: وقت ڈھیلہ لینے کے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۷۵)

ڈھیلے سے استنجا خشک کرتے وقت سلام کرنا اور اس کا جواب دینا کیسا ہے:

سوال: استنجا، کلوخ(۲) سے کرتے وقت سلام علیک کرنا یا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اس وقت سلام کرنا، سلام کا جواب دینا جائز ہے، جیسا کہ کلام کرنا درست ہے۔

بدست خاص، سوال:۱۰۲۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۶) ☆

(۱) سلامک مکروه الخ من هوفی حال التغوط(درمختار)قوله حال التغوط: مراده ما يعم البول.(رد المحتار ،باب مايفسد الصلوٰة و ما يكره فيها،مطلب المواضع التي يكره فيها السلام:۱/۵۷۷)

اور یہ وقت پیشاب کا وقت نہیں ہے، بلکہ وہ فارغ ہو چکا ہے، صرف اطمینان قلب کے لئے ڈھیلہ استعمال کر رہا ہے، گو افضل یہ ہے کہ اس وقت نہ سلام کیا جائے اور نہ جواب دیا جائے، اس لئے کہ من وجہ یہ وقت حالت پیشاب و پاخانہ میں داخل ہے۔ چنانچہ فقہا لکھتے ہیں:

يجب الاستبراء بمشى أوتنحنح الخ. (الدر المختار علىٰ رد المحتار ،فصل فى الاستنجاء:۱/۳۱۹۔ظفیر)

والمسئلۃ کذا فی فتاویٰ مفتی محمود پاکستانی:۱/۴۱۹۔۴۲۰۔انیس

(۲) کلوخ کے معنیٰ ''مٹی کے ڈھیلے''۔انیس

☆ **استنجا کے وقت سلام کا شرعی حکم کیا ہے:**

سوال: استنجا کرتے وقت سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

فقہا نے پیشاب کرتے وقت سلام کرنے کو مکروہ لکھا ہے، استنجا کرتے وقت اگر تقاطرِ بول یعنی پیشاب کے قطرے گرتے ہوں، تو اس حکم کی رُو سے اس وقت بھی سلام مکروہ ہے، اور اگر تقاطرِ بول نہ ہو، تو پھر بھی بے ادبی سے خالی نہیں، اس لئے ایسے مواقع پر سلام کرنے سے اجتناب کیا جائے، اور اگر کوئی شخص سلام کرے، تو استنجا کے بعد جواب دے دے، کیونکہ سلام کے جواب میں تاخیر جائز ہے۔

قال ابن عابدينؒ: عبارة الغزنوية ولايتكلم فيه أى فى الخلاء: وفى الضياء عن بستان أبى الليث يكره الكلام فى الخلاء، و ظاهره أنه لايختص بحال قضاء الحاجة''.(رد المحتار على الدر المختار،فصل الاستنجاء،قبيل مطلب فى الفرق بين الاستبراء: ج۱ص۳۴۴).(وفى الهندية: ولايتكلم ولايذكر الله تعالىٰ ولايشمت عاطساً ولايرد السلام ولايجيب المؤذن''.(الهندية،الفصل الثالث فى الاستنجاء: ج۱ص۵۰) ومثله فى البحر الرائق،باب الأنجاس: ج۱ص۲۴۳) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۰،۵۹۱)

قضاءِ حاجت کے دوران برش یا مسواک کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک شخص قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلا میں بیٹھا ہوا ہے، مگر اسی دوران وہ مسواک بھی کررہا ہے، تو ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

قضاءِ حاجت کے مستحبات میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص قضاءِ حاجت کے دوران قضاءِ حاجت کے علاوہ اور کوئی عمل نہ کرے، نہ آسمان کو دیکھے اور نہ اپنی شرمگاہ پر نظر رکھے، اور نہ دائیں بائیں طرف دیکھے، اسی طرح اس دوران مسواک یا برش کرنے سے بھی اجتناب کرے۔

لما قال الشيخ وهبة الزحيليؒ: "يستحب أن لاينظر إلى السماء ولا إلىٰ فرجه ولا إلىٰ مايخرج منه ولايعبث بيده ولايلتفت يميناً ولاشمالاً ولايستاك لأن ذلک كله لايليق بحاله". (الفقه الإسلامي وأدلته، آداب قضاء الحاجة: ج١ص٢٠٦)(١) (فتاویٰ حقانیہ جلد۲صفحہ۶۰۲)

پیشاب کے قطرات گرنے پر کیا حکم ہے:

سوال: اگر پیشاب کے باریک باریک قطرے بدن پر یا کپڑے پر گر جائیں، تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

باریک قطرے معاف ہیں۔ بخاری کی شروح میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شدت احتیاط کی وجہ سے شیشی کے اندر پیشاب کیا کرتے تھے، تاکہ اس کی چھینٹوں سے محفوظ رہیں، یہ دیکھ کر حضرت حذیفہؓ نے ابوموسیٰ پر انکار فرمایا، اور کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا، اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں چھینٹوں کے آنے کا امکان ہے۔(۲) (مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:ص۱۸۹)

قطرات پیشاب کا خشک کرنا:

سوال: استبرا یعنی قطرات پیشاب کے انقطاع کو معلوم کرنے کے لیے چند قدم چلنا، بہ آواز بلند کھانسنا، یا اپنے

---

(١) **لما فی الهندية: ولاينظر لعورته إلا لحاجة ولاينظر إلىٰ مايخرج منه ولايبزق ولايمتخط ولايتنحنح ولايكثر الالتفات ولا يعبث ببدنه ولايرفع بصره إلى السماء" الخ. (الفتاویٰ الهندية، فصل فی الاستنجاء: ج١ص٥٠)**

(٢) **"عن أبي وائلؓ قال: كان أبوموسىٰ الأشعريؓ يشدد في البول ويقول: إن بني إسرائيل كان إذا أصاب ثوب أحدهم قرضه"، فقال حذيفةؓ: "ليته أمسک أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم سباطة قوم فبال قائمًا". (الصحيح للبخاري، باب البول عند سباطة قوم:١/٣٦، انیس)**

عضو کو پکڑنا، اور تین مرتبہ جذب کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اولیٰ اور مستحب ہے، بلکہ بعض فقہا نے واجب کہہ دیا ہے۔ لوگوں کی طبائع مختلف ہوتی ہیں، اکثر لوگ انقطاع قطرات سے اطمینان قلب حاصل ہو جانے کے بعد استنجا کر لیتے ہیں، البتہ وہمی آدمی کو اعتماد نہیں ہوتا۔ شرح منیہ میں ہے:

" وینبغي أن یستنجي بعد ما خطا خطوات وهو الذی یسمی استبراءً". انتهٰی.

اور درر شرح غرر میں ہے:

" یجب الاستبراء بالمشی أو التنحنح أو النوم أو الاضطجاع علٰی شقه الأیسر حتی یستقر قلبه علی انقطاع العود"، کذا فی الظهیریة." وقیل: یکتفی بمسح الذکر واجتذابه ثلاث مرات، والصحیح أن طباع الناس وعاداتهم مختلفة فمن وقع فی قلبه أنه صار طاهرًا اجازله أن یستنجي لأن کل أحد أعلم بحاله"، کذا فی التاتار خانیة، انتهٰی. (مجموعۂ فتاویٰ عبدالحیٔ اردو: ص ۱۸۷، ۱۸۸)

استبرا کا کیا حکم ہے:

سوال: استبرا یعنی پیشاب سے بچنے کے احکام بیان فرمائیے؟

الجواب

استبرا کا بیان:

فقہاء کرامؒ نے استبرا کے بارے میں نہایت تاکید فرمائی ہے، اور فقہاء کرامؒ کا یہ عمل حدیث سے ماخوذ ہے، جو کہ عذاب قبر کے بیان میں وارد ہوا ہے:

" أما أحدهما فکان لایستتر من بوله". (۱)

ترجمہ: یعنی ان دونوں شخصوں میں سے ایک کہ وہ اپنے پیشاب سے بخوبی پرہیز نہ کرتا تھا۔

استبرا کے معنی ہیں، کسی چیز سے پرہیز، براءت چاہنا اور پیشاب سے براءت چاہنا فرض ہے، یعنی یہ چاہنا فرض ہے کہ پیشاب بدن میں نہ لگا رہے، اس واسطے کہ فرض اور واجب کے سوا کسی دوسرے امر کے چھوڑنے پر عذاب نہیں۔ (۲)

---

(۱) بخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر أن لایستتر من بوله، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر من النمیمة والبول.
وفی الصحیح لمسلم: "وأما الأٰخر فکان لایستتر من بوله". (باب الدلیل علٰی نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، انیس)

(۲) پاخانہ یا پیشاب کے لیے بیٹھنے کے بعد کوشش کرنی چاہیے کہ تمام فضلات جو نکلنے والے ہیں، وہ ٹھیک سے نکل جائیں۔ پیشاب کرنے کے بعد آلۂ تناسل پر نیچے سے اوپر ہاتھ پھیرے، تا کہ پیشاب ٹھیک سے نکل جائے۔ پیشاب کے قطرات ٹھیک سے نکلنا ضروری و واجب ہے، کبھی تنحنح یا اٹھ کر چلنے سے بھی قطرات پورے طور پر نکل آتے ہیں۔ (رد المحتار: ۱/ ۳۴۵)
پیشاب کے قطرات کا نکالنا اس طرح کہ دل مطمئن ہو جائے کہ اب قطرات نہیں آئیں گے، واجب ہے۔ (طہارت کے احکام و مسائل: ۲۱۵، انیس)

اور ہر شخص کے لیے استبرا کے بارے میں اس شخص کے مناسب حال حکم ہے، ایسا ہی ہر وقت کے لیے استبرا کے بارے میں اس وقت کا مناسب حکم ہے۔

اسی وجہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

''لایسئل عن حال الصحابة وإنهم كانوا يكتفون في الاستنجاء عن البراز بالأحجار إنهم كانوا يبعرون بعرًا وأنتم تثلطون ثلطاً''. (۱)

ترجمہ: چاہیے کہ استنجا کے بارے میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال نہ پوچھا جائے، وہ لوگ پائخانہ کے بعد صرف پتھروں سے نجاست دور کر دیتے تھے اور اسی پر اکتفا کرتے تھے، اس واسطے کہ ان کا پائخانہ مینگنی کی طرح خشک ہوتا تھا، اور تم لوگوں کا پائخانہ سریش کی طرح ہوتا ہے کہ بدن کے ساتھ چسپاں ہو جاتا ہے۔ (۲)

طریقۂ مروجۂ استبرا کے تارک کو جو لوگ بدعتی کہتے ہیں، تو صرف یہ اس فرقہ ظاہر بین کے مبالغات سے ہے اور یہ قابل اعتبار نہیں۔

بخاری شریف اور اس کی شروح میں مذکور ہے کہ ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عذاب قبر کی حدیث سنی، تو اس وجہ سے وہ پیشاب سے نہایت احتیاط کرتے تھے، حتی کہ جب پیشاب کی حاجت ہوتی تھی، تو وہ پیشاب کا مقام شیشی کے اندر داخل کرتے تھے اور اس کے اندر پیشاب کرتے تھے، اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں بدن یا کپڑے پر چھینٹ پڑ جائے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بطور انکار کے ان سے کہا کہ ''میں نے دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی سباطہ یعنی کوڑا پھینکنے کی جگہ میں گئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور اس میں شبہ نہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں چھینٹ پڑنے کا گمان ہے''۔ (۳)

تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب استبرا کرنے میں مبالغہ کیا جاتا ہے، تو مثانہ سے پیشاب ٹپکتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ دودھ جب دوہا جاتا ہے، تو دودھ جانور کے تھن میں آ جاتا ہے اور جب دوہنا موقوف کر دیا جاتا ہے، تو دودھ بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ۴۶۲-۴۶۳)

---

(۱) قال علیؓ بن أبي طالب: ''إنهم كانوا يبعرون بعرًا وأنتم تثلطون ثلطًا فأتبعوا الحجارة الماء''. (سنن للبيهقي، باب الجمع في الاستنجاء بين المسح بالأحجار والغسل بالماء، ج اول، ص ۱۷۲، نمبر ۵۱۷، انیس)

(۲) مطلب یہ ہے کہ تم پتھر وغیرہ سے استنجا کے بعد پانی سے بھی دھولیا کرو۔ انیس

(۳) كان أبو موسى الأشعريؓ يشدد في البول (أي كان يحتاط عظيمًا في الاحتراز عن رشاشته حتى كان يبول في القارورة. ک) ويقول: '' إن بني إسرائيل كان أصاب ثوب أحدهم قرضه'' فقال حذيفةؓ: '' ليته أمسك أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم سباطة قوم فبال قائمًا''. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب البول عند سباطة قوم. انيس)

استبرا کے معہود طریقہ کا شرعی حکم:

سوال: ڈھیلے سے پیشاب کے قطرات خشک کرنے کا معہود طریقہ جو آج کل مروج ہے، کیا یہ ضروری ہے، اگر اس طریقے سے قطرات کو خشک نہ کیا گیا، تو کیا نماز صحیح نہ ہوگی۔ اگر یہ طریقہ شرط ہے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تعلیم کیوں نہیں دی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ طریقہ کیوں اختیار نہیں فرمایا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

حضرات فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ نے پیشاب کے قطرات خشک کرنے کے لئے یہ معہود طریقہ بیان فرمایا ہے، جس کی وجہ بعض علما یہ بیان فرماتے ہیں کہ پہلے زمانے میں مثانے قوی تھے، اس لئے قطرات آنے کا احتمال نہ تھا، اس دور میں مثانے میں وہ قوت نہیں رہی، اس لئے اس طریق سے قطرات کی صفائی کی ضرورت پیش آئی، لہٰذا فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان کردہ یہ طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول وعمل پر زیادتی نہیں کہ اس کو بدعت کہا جائے۔ بلکہ تغیر زمان کی بنا پر موجودہ زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے تنظیف وتطہیر کا ایک طریقہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی عمل بالحدیث ہی شمار ہوگا۔

وجہ مذکور پر یہ اشکال ہے کہ پیشاب کے بعد قطرات کا آنا ضعف مثانہ کی بنا پر نہیں ہوتا۔ ضعف مثانہ کی وجہ سے جو عارضہ لاحق ہوتا ہے، اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کھانسنے، چھینکنے اور کودنے وغیرہ سے قطرہ خارج ہوتا ہے، اور جسے یہ مرض لاحق ہوتا ہے، اسے استبرا کا معہود طریقہ بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ پیشاب کے بعد رطوبت نظر آنے کا باعث ضعف مثانہ نہیں، بلکہ پیشاب کی نالی کا طول اور اس میں پیچ وخم اس کا باعث بنتے ہیں۔

طبی نقطۂ نگاہ سے یہ امر مسلم ہونے کے علاوہ اس پر یہ دلیل بھی ہے کہ حضرات فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے استبرا کا یہ طریقہ تحریر نہیں فرمایا، بلکہ اسے مردوں کے لیے مخصوص رکھا ہے۔

قال ابن عابدين رحمه الله تحت (قوله يجب الاستبراء الخ): "وفيها (أي الغزنوية): أن المرأة كالرجل إلا في الاستبراء فإنه لا استبراء عليها، بل كما فرغت تصبر ساعة لطيفة ثم تستنجي، ومثله في الإمداد". (الشامية: ۱/۳۱۹، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنجاء و الإنقاء، انيس)

اس سے ثابت ہوا کہ استبرا کے اس معہود طریقہ کی علت ضعف مثانہ نہیں، اس لیے کہ اگر یہ علت ہوتی، تو یہ حکم عورتوں کے لیے بھی ہوتا، عورتوں میں چونکہ پیشاب کی نالی طویل اور خمدار نہیں، اس لیے ان کو مستثنیٰ کیا گیا۔

جب استبرا کی علت یہ ٹھہری، تو معہود طریقہ کے بجائے ایک اور آسان اور مختصر طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ پیشاب سے فراغت کے بعد پہلے پاخانہ کے مقام سے خصیتین کی طرف رگوں کو سونتا جائے، اس کے بعد پیشاب کی نالی کو سونت دیا جائے، تو راستہ میں جو رطوبت ہوگی وہ خارج ہو جائے گی، اس کے بعد قطرہ آنے کا کوئی احتمال نہیں

رہتا، بندہ نے متعدد بار اس کا تجربہ کیا کہ اس طریقہ سے استبرا کے بعد کئی سوقدم بہت تیزی سے چلا۔ کھانسا، کودا، بھاگا، کئی بیٹھکیں لگائیں، اس کے باوجود کوئی رطوبت نظر نہیں آئی۔

اس تحقیق کے بعد اصل اشکال پھر عود کرآتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہ علت موجود تھی، تو آپ نے اس قسم کے استبرا کا حکم کیوں نہیں دیا، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کا اہتمام کیوں نہیں فرمایا۔

غور کرنے کے بعد اس کا جواب یہ سمجھ میں آیا کہ شریعت نے ابتلاء عام کے مواقع پر نجاست قلیلہ کو معاف قرار دیا ہے، جیسے کہ ''رشاش البول کرؤوس الإبرة'' اور ''بیت الخلا میں مکھیوں وغیرہ کا غلاظت پر بیٹھنے کے بعد جسم اور کپڑوں پر بیٹھنا'' اور ''طین شارع'' وغیرہ۔

اس قانون کا تقاضہ یہ ہے کہ استبرا کا کوئی بھی طریقہ استعمال کرنا ضروری نہیں، بلکہ وقت پر نجاست مرئیہ کو ڈھیلے یا پانی سے صاف کردینا کافی ہے، اس کے بعد اگر غیر محسوس طور پر کچھ رطوبت رستی ہے، تو وہ شرعاً معاف ہے۔

مع ہذا چونکہ احادیث میں استبرا کی بہت تاکید اور عدم اجتناب من البول پر وعید شدید وارد ہوئی ہے، اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ استبرا کا اہتمام کیا جائے، یعنی پیشاب کی نالی کو سونت کر رطوبت خارج کردی جائے، اس کے بعد ڈھیلے یا پانی سے استنجا کرلیا جائے، افضل یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے نجاست زائل کی جائے اور اس کے بعد پانی استعمال کیا جائے، البتہ آج کل شہروں میں گٹر سسٹم کی وجہ سے ڈھیلے کا استعمال بہت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے، ڈھیلے پھینکنے سے پانی کا راستہ بند ہوجاتا ہے، جو بہت سخت تعفن اور ایذا کا باعث بنتا ہے، پھر ان کی صفائی میں بھی بہت دقت پیش آتی ہے، لہذا ایسے مواقع میں ڈھیلے کا استعمال ہرگز نہیں کرنا چاہیے، ڈھیلے کا استعمال مستحب ہے، اور اپنے نفس کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالنا حرام ہے۔ کسی مستحب کام کی خاطر حرام کا ارتکاب جائز نہیں، البتہ صفائی کی غرض سے جو جاذب کاغذ بازار میں ملتا ہے، اس کا استعمال جائز ہے۔

پیشاب سے احتراز کا اہتمام کرنا بلاشبہ مؤکد ہے، مگر اس میں زیادہ غلو کرنا شرعاً درست نہیں۔ صحیح بخاریؒ میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشاب کے بارے میں بہت شدت سے کام لیتے تھے۔

حافظ بدرالدین عینیؒ رحمہ اللہ عنہ نے اس کی شرح میں نقل فرمایا ہے کہ ''ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی غرض سے بوتل میں پیشاب کیا کرتے تھے''۔

مگر آپ کی یہ شدت دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ناپسند تھی۔ چنانچہ صحیح بخاریؒ میں اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراض منقول ہے:

''کان أبو موسیٰ الأشعری رضی اللّٰہ عنہ یشدد فی البول ویقول: إن بنی إسرائیل کان إذا أصاب ثوب أحدھم قرضہ،فقال حذیفة رضی اللّٰہ عنہ:'' لیتہ أمسک أتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

عليه وسلم سباطة قوم فبال قائمًا ". (بخاری، کتاب الوضوء، باب البول عند سباطة قوم:۱/۳۶)

وقال الحافظ العينی رحمه الله تعالیٰ: (قوله يشدد) جملة فی محل النصب علیٰ أنه خبر كان ومعناه كان يحتاط عظيمًا فی الاحترازعن رشاشته حتی يبول فی القارورة خوفًا أن يصيب من رشاشته شیء. (عمدة القاری:۳/۱۳۸)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

طریقہ مروجہ استبراء کے تارک کو جولوگ بدعتی کہتے ہیں تو یہ صرف اس فرقہ ظاہر بین کے مبالغات سے ہے یہ قابل اعتبار نہیں، بخاری اوراس کی شروح میں مذکور ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذاب قبر کی حدیث سنی تو اس وجہ سے وہ پیشاب سے نہایت احتیاط کرتے تھے حتیٰ کہ جب پیشاب کی حاجت ہوتی تھی تو پیشاب کا مقام شیشی کے اندر داخل کرتے تھے اوراس کے اندر پیشاب کرتے تھے اس خوف سے کہ ایسا نہ ہووے کہ کہیں بدن یا کپڑے پر چھینٹ پڑ جائے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بطور انکار کے ان سے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی سباطہ پر یعنی کوڑا پھینکنے کی جگہ میں گئے اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا اوراس میں شبہ نہیں کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں گمان چھینٹیں پڑنے کا ہے اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب استبراء کرنے میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو مثانہ سے پیشاب ٹپکتا ہے اوراس کی مثال یہ ہے کہ دودھ جب دوہا جاتا ہے تو دودھ جانور کے تھن میں آتا ہے اور جب دوہنا موقوف کردیا جاتا ہے تو دودھ بھی موقوف ہوجاتا ہے۔(فتاوی عزیزی:۲/۱۴۰)

ملفوظ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ:

حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ ''مجھے استنجا میں بڑے وسوسے آتے ہیں، بہت دیر بمشکل تمام خشک ہوتا ہے، ملنے سے کچھ نہ کچھ نکلتا ہی رہتا ہے''۔فرمایا:''ایسا ہرگز نہ کیجئے، معمولی طور سے استنجا کر کے دھولینا چاہیے۔عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ ''اس کا حال تھن کا سا ہے کہ جب تک ملتے رہیں کچھ نہ کچھ نکلتا رہتا ہے،اور یوں ہی چھوڑ دیں،تو کچھ بھی نہیں''۔حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ:''بعد کو قطرہ نکل آتا ہے''۔

فرمایا کہ:''کچھ خیال نہ کیجئے، چاہے بعد کو نماز کا اعادہ کر لیجئے گا،لیکن جب تک بتکلف جبر کر کے وسوسہ کے خلاف نہ کیجئے، یہ مرض نہ جائے گا،اس کی وجہ سے تو آپ بڑی تکلیف میں ہیں''۔

خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ:''رطوبت کی وجہ سے ایک وقت کے وضو میں دوسرے وقت کے وضو کے لیے شک پڑ جاتا ہے،اوراس کی وجہ سے رومال بھی دھونا پڑتا ہے''۔

فرمایا کہ:''نہ وضو کیجئے نہ رومال دھویا کیجئے۔چندروز بتکلف بےالتفاتی کرنے سے وسوسے جاتے رہیں گے''۔

(ملفوظات کمالات اشرفیہ:ص ۱۹۸،ملفوظ نمبر:۸۰۷)

اس سے ثابت ہوا کہ استبرا میں زیادہ غلو اور شدت شرعاً مذموم ہونے کے علاوہ صحت کے لیے بھی مضر ہے، اور ذہنی انتشار اور دماغی پریشانیوں کا باعث بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

۲۹ / جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۱۰۴ تا ۱۰۷)

استبراءِ معروف کی شرعی حیثیت:

سوال: پانی کی موجودگی میں بلا عذر تیمّم جائز نہیں، مگر پھر کیا وجہ ہے کہ پانی کی موجودگی میں پیشاب کرنے کے بعد پہلے مٹی کے ڈھیلے سے استنجا خشک کرتے ہیں، اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے والے بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ پاجامہ میں ہاتھ ڈال کر مسجد کے صحن میں، سڑکوں، گلیوں، عورتوں اور غیر مسلموں کے سامنے ٹہلتے پھرتے ہیں۔ عضو کو ہاتھ میں پکڑ کر بار بار ہلاتے ہیں۔ پاؤں کی قینچی بنا کر کبھی اس ران سے دباتے ہیں اور کبھی اس ران سے دباتے ہیں۔ مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامیؒ نے بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ اس بیہودہ رسم کو بند کرنے پر زور دیا ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ زمانۂ رسالت میں تو نہیں تھا۔ اور نہ ہی خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں تھا، تو اب اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب

شریعت میں اصل حکم استبرا کا ہے، یعنی جسم کی قطرات سے مکمل حفاظت کی جائے، اور اس سے احتیاط نہ کرنے کی صورت میں عذابِ قبر کی شدید وعید سنائی گئی ہے۔ آج کل کمزوری مثانہ کی وجہ سے قطرہ وغیرہ ضرور ہی آتا ہے۔ لہٰذا اس سے بچنے کے لئے ڈھیلا استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی حکم شرع کی تعمیل ہے، خلافِ شرع نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کے لئے ایسی جگہ منتخب کی جائے، جیسے استنجاء بالماء کے لئے ہوتی ہے۔ یعنی ذرا اُوٹ میں کرے۔

”یجب الاستبراء بمشی أو تنحنح أو نوم علٰی شقہ الأیسر، ویختلف بطباع الناس“اھـ. (درمختار) ”(قولہ یجب الاستبراء): ھو طلب البراءۃ من الخارج بشیء مما ذکرہ الشارح حتی یستیقن بزوال الأثر الخ (قولہ ویختلف) ھذا ھو الصحیح، فمن وقع فی قلبہ أنہ صار طاھرًا جاز لہ أن یستنجی لأن کل أحد أعلم بحالہ“. (شامیۃ: ج۱ص۳۱۹)(۱) فقط واللہ أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ ۲۶/ ۱۲/ ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/ ۱۷۳، ۱۷۴)

(۱) فصل الاستنجاء، فروع، مطلب فی الفرق بین الاستبراء والاستنجاء الخ، انیس

اطراف مقعد کی نجاست کے ازالہ کا حکم:

سوال: اگر بول و براز کے بعد کچھ نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے، تو کیا پانی سے دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر متجاوز نجاست کی مقرر مقدار قدر درہم سے زائد ہے، تو ازالہ ڈھیلا سے کافی نہ ہوگا، بلکہ پانی سے دھونا فرض ہے، اور اس کے بغیر نماز جائز نہ ہوگی، کیوں کہ یہ مقدار مانع صلوٰۃ ہے، اور اگر اس کی مقدار درہم سے کم ہو، تو پانی سے دھونا سنت ہے، لیکن پانی سے دھوئے بغیر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور وقت باقی رہنے کی صورت میں اس کا اعادہ لازمی ہے۔ رسائل الارکان میں ہے:

"الحاصل أنه إن لم يجاوز المخرج فالماء بعد الحجر سنة مندوبة وإن جاوز وكان أقل من قدر الدرهم فالماء بعد الحجر سنة واجبة لكن لو لم يتبع الماء يجوز الصلاة معه ويعاد إن بقى الوقت كما هو الحكم فى النجاسة القليلة من المقدار الدرهم وإن جاوز البول والغائط أكثر من قدر الدرهم فلا تجزى الأحجار بل لابد من الغسل فلا يجوز الصلاة بدونه". انتهىٰ. (۱)

اور دوسری جگہ ہے:

"وإذا جاوز البول والبراز المخرج ولم يجاوز الدرهم يسن استعمال الماء بعد الحجر ثم الظاهر عند هذ العبد أن مرادهم بالسنة الطريقة المسلوكة الواجبة لما قد عرفوا أن النجاسة إن كانت أقل من قدر الدرهم يكره الصلاة معها ويجب الإعادة فى الوقت وهذا يؤذن بأن الكراهة كراهة التحريم فإن النجاسة القليلة يجب إزالتها". انتهىٰ. (۲)

اور البحر الرائق میں ہے:

"ويجب غسل المحل بالماء إن تعدت النجاسة المخرج لأن للبدن حرارة جاذبة لأجزاء النجاسة فلا يزيلها المسح بالحجر وهو القياس فى محل الاستنجاء إلا أنه ترك فيه لورود النص علىٰ خلاف القياس فلا يتعداه وأراد بالمجاوز أن يكون أكثر من قدر الدرهم وحينئذٍ فالمراد بالوجوب الفرض". انتهىٰ. (۳) (مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۱۸۸۔۱۸۹)

---

(۱) رسائل الارکان، ص: ۵۱، فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی لکھنؤ، انیس

(۲) رسائل الارکان، ص: ۵۰، فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی لکھنؤ، انیس

(۳) البحر الرائق: ۱/۲۵۵، فی تفسیر "ويجب ان جاوز النجس المخرج" دار الکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس

پیشاب کے بعد استنجا کرنے کا حکم:

سوال: پیشاب کے بعد اگر کوئی شخص استنجا پاک نہیں کرتا، اور نماز پڑھنے کو کہو، تو یہ عذر کرتا ہے کہ میں ناپاک ہوں، کیا یہ ناپاکی ہے؟ پیشاب کر کے استنجا کرنا بھول گیا، تو کیا ایسے شخص کو اگر نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے کہ تم اسی حالت میں نماز پڑھنا، تو درست ہے؟ اور بغیر استنجا کے وہ روز پیشاب کرے اور اس کو روز نماز پڑھنے کو کہا جائے اور پڑھائی جائے، تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

ایسا شخص نجس (جنب) نہیں، نماز کے وقت وضو سے پہلے استنجا پاک کر لے، بس کافی ہے۔ البتہ اگر کپڑا ناپاک ہو تو نماز کیلئے دوسرا کپڑا پہن لے، یا اسی کو پاک کر کے، جس قدر ناپاک ہو، اسی کو پاک کر لینا کافی ہے، تمام کا دھونا ضروری نہیں۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

ماہنامہ نظام کانپور، بابت ماہ: مارچ ۱۹۶۵ء۔ (فتاویٰ محمودیہ:۲۹۸/۵)

پیشاب کے بعد استنجا نہ کرنے کا حکم:

سوال: پیشاب کر کے پانی نہ لینا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

پیشاب کر کے پانی نہ لینا عذاب قبر کو مستلزم اور گناہ ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ:۸۲/۲)

---

(۱) ’’ومن آدابه أن يغسل مخرج النجاسة بعد الأحجار إذا لم يتجاوز النجاسة مخرجها، أما إذا جاوزت مخرجها والحال أنها لم تكن قدر الدرهم، فغسله سنة، وإن كان قدر الدرهم، فغسله واجب‘‘. (الحلبی الكبير، ص:۲۸، آداب الوضوء، سهيل اكيڈمی لاهور. وكذا فی ردالمحتار: ۳۳۹/۱، فصل الاستنجاء، سعيد. وكذا فی فتاویٰ عالمگيريه: ۵۰/۱، الفصل الثالث فی الاستنجاء، رشيديه)

(۲) بشرطیکہ ڈھیلے وغیرہ کا استعمال بھی نہ ہو۔ مجاہد۔

’’عن ابن عباس رضی الله عنهما أن النبی صلی الله عليه وسلم مرعلیٰ قبرين فقال:’’ إنهما يعذبان ومايعذبان فی كبير، أما هذا فكان لايستترمن بوله وأما هذا فكان يمشی بالنميمة‘‘. (جامع الترمذی، باب التشديد فی البول: ۱۱/۱)

تفصیل کے لیے دیکھئے: بخاری، باب من الكبائر أن لايستترمن بوله ص۴۱، نمبر ۲۱۶/ مسلم، باب الدليل علیٰ نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه ص ۱۳۵، نمبر ۶۷۷/۲۹۲۔ انیس

کشفِ عورت کی صورت میں استنجا کا حکم:

سوال: جب استنجا کے لئے باپردہ جگہ نہ ہو، تو کیا ایسی جگہ پر بیٹھ کر استنجا کرنا جائز ہے، جہاں کشفِ عورت کا امکان ہو؟

الجواب

استنجا کرنے میں جب کشفِ عورت کا خطرہ ہو، تو استنجا چھوڑ کر وضو کرنا جائز ہے۔(۱)

قال الحصكفيؒ: ’’(بلا كشف عورة) عند أحد،أما معه فيتركه كما مر،فلو كشف له صار فاسقاً ‘‘.قال ابن عابدينؒ: (قوله فلو كشف له)أى للاستنجاء بالماء،قال نوح آفنديؒ:’’لأن كشف العورة حرام، ومرتكب الحرام فاسق سواء تجاوزالنجس المخرج أولا،وسواء كان المجاوزأكثرمن الدرهم أوأقل‘‘. (الدرالمختارمع ردالمحتار،فصل الاستنجاء: ج۱ص ۳۳۸)(۲)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم،صفحہ ۵۸۹)

مسلمان عورت کا دوسری مسلمان عورت کے سامنے ستر کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک مسلمان عورت کا دوسری مسلمان عورت کے سامنے کتنا ستر ہے؟

الجواب

مسلمان عورت سوائے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ کے دوسری مسلمان عورت کا تمام بدن دیکھ سکتی ہے، بشرطیکہ خوف فتنہ اور شہوت نہ ہو، اور چونکہ آج فتنہ وفساد کا زمانہ ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ بقدر ضرورت بدن کھولا جائے، اور ویسے بھی زیادہ کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے:

وتنظرالمرأة المسلمة من المرأة كالرجل من الرجل.(۳)

(قوله كالرجل من الرجل):لوجود المجانسة وانعدام الشهوة غالباً لأن المرأة لاتشتهى المرأةكمالايشتهى الرجل الرجل ولأن الضرورة داعية إلى الانكشاف بينهما ولا يجوزللمرأة أن تنظرإلٰى بطن امرأة بشهوة‘‘.سراجية. (طحطاوى: ۱۸۵/۴) واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد اول:۶۱۰)

---

(۱) پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد پانی یا ڈھیلا وغیرہ سے پاکی حاصل کرنے کو استنجا کہا جاتا ہے اور پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔اس لیے افضل کو بے پردہ ہوکر حاصل کرنا گناہ ہیا وراس فتوے کا مطلب یہی ہے۔انیس

(۲) وفى الهندية:’’والاستنجاء بالماء أفضل إن أمكنه ذلك من غير كشف العورة وإن احتاج إلىٰ كشف العورة يستنجى بالحجرولايستنجى بالماء‘‘.(الهندية،الفصل الثالث فى الاستنجاء: جلد۱ص ۴۸/ومثله فى خلاصة الفتاوىٰ،الاستنجاء: جلد۱ص۳۵)

(۳) الدرالمختاركتاب الحظر والإباحة،فصل فى النظر والمس.انيس

استنجا کے بعد پاک ہونے میں شک ہو، تو کیا حکم ہے:

سوال: جب بھی میں استنجا کرنے جاتا ہوں، اور کبھی کبھی ایسے بھی استنجے کے بعد ایک دو قطرے پیشاب کے نکل جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مجھے یہ لگتا ہے کہ میں ناپاک ہو گیا ہوں، اور ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھتا ہوں، جب تک غسل نہ کرلوں، اس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں، کافی علاج کرا چکا ہوں، ناپاکی کی حالت میں کہیں بیٹھتا ہوں، تو لگتا ہے کہ وہ جگہ بھی ناپاک ہوگئی ہے، اور پھر پاک ہونے پر وہاں نہیں بیٹھتا۔ اسی وجہ سے میں ہر وقت پاک نہیں رہ پاتا، اور میری نمازیں چھوٹ جاتی ہیں، کبھی کبھی تو دو تین بار نہانا پڑتا ہے، مگر پھر بھی نماز چھوٹ ہی جاتی ہے۔ لہذا آپ مجھے شرعی رہنمائی فرمائیں؟

هو المصوب

اگر ناپاکی نکلنے کا ظن غالب ہو، تو دھولیں اور اگر شبہ ہو، تو ازار یا پائجامہ پر پانی کی کچھ چھینٹیں ماردیں، پھر نماز ادا کرتے رہیں، نہ غسل کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی اور الجھن میں پڑنے کی ضرورت ہے، حدیث سے صراحۃً یہی رہنمائی ملتی ہے۔(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۹۶)

استنجا کے بعد تری اور اس کی ترکیب:

سوال: زید کو بسبب کثرت مباشرت کے پیشاب کے بعد تری آدھ گھنٹہ ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ ڈھیلا لینے اور دھو لینے کے بعد دوبارہ ڈھیلا لینا پڑتا ہے، لہٰذا اس کے لئے وضو کر کے اس حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن أبی هريرةؓ أن النبی صلی الله عليه وسلم قال: جاء نی جبر ئيل فقال: يامحمد! إذا توضأت فانتضح. (جامع الترمذی، أبواب الطهارة، باب فی النضح بعدالوضوء، حديث نمبر: ۵۰)

وسوسہ آنا:

استنجا کے بعد بعض افراد کو یہ وسوسہ اور شک ہوتا ہے کہ، پیشاب کے قطرات پھر نکل گئے ہیں، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ:

۱۔ پہلے پیشاب کے قطرات پوری طرح نکالنے کا طریقہ اپنائیں، جیسے کھانسنا، چند قدم چلنا، کھڑا ہونا۔ فوطے کے نیچے سے عضو تک رگ پر ہاتھ پھیرنا۔ (ردالمحتار: ۱/۳۴۰)

۲۔ لیکن بعض افراد جو یہ طریقہ اپناتے ہیں کہ استنجا خانہ سے باہر آتے ہوئے ڈھیلا عضو سے لگائے لوگوں کے سامنے ٹہلتے ہیں، یہ خلاف ادب ہے اور برا ہے، اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ (الاتحاف علی الاحیاء: ۲/۵۴۴)

۳۔ اگر کسی کو وسوسہ بار بار آتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ استنجا کرنے کے بعد ہاتھ میں پانی لے کر اس جگہ کے کپڑے پر چھڑک لے، تا کہ یہ وسوسہ نہ ہو کہ وہ پیشاب کے قطرات سے بھیگا ہوا ہے۔ (ردالمحتار: ۱/۲۳۸)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۲۳، انیس)

الجواب

ایسی صورت میں ڈھیلے سے اور پانی سے استنجا کر کے سوراخ ذکر میں روئی وغیرہ رکھ لے، تا کہ تری کے خروج کا شبہ نہ رہے۔ درمختار میں ہے:

"یستحب للرجل أن یحتشی إن رابه الشیطان ویجب إن کان لاینقطع إلابه قدرما صلی". (۱)

پس روئی رکھنے کے بعد وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۷۸)

بعد استنجا چند قدم چلنے سے قطرہ کا آنا:

سوال: بعد فراغت استنجا آٹھ دس قدم چلنے پر پیشاب کے قطرے نکل کر پائجامے کو لگ جاویں، تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا، تراویح پڑھانا جائز ہے؟

الجواب

بفضل اللہ تعالیٰ جب قطرے گرنے کا مرض دائمی نہیں، عارضی طور پر ہے تو (اس کے ازالہ کی تدبیر یہ ہے کہ) بعد قضائے حاجت مٹی یا پکی اینٹ کے ڈھیلے کے ساتھ ٹہلے یعنی چند قدم چلے اور داہنا پاؤں بائیں پاؤں پر چڑھا کر دبائے، اس تدبیر سے جو قطرے اندر ہونگے، وہ نکل جاویں گے، جب اطمینان ہو جاوے، تب پانی سے استنجا کرے اور وضو کر کے نماز پڑھے، اور پڑھا بھی سکتا ہے۔

اگر مذکورہ تدبیر اختیار کرنے سے قطرہ آنے کی شکایت دور نہ ہو، بلکہ قطرے آتے ہی رہیں، اور نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہے، تو ایسی حالت میں بھی بدن پاک کرے اور وضو کر کے پاک کپڑے پہنے، پھر نماز پڑھے، نماز قضا نہ ہونے دے، لیکن امامت کی اجازت نہیں۔ (ہاں اپنے جیسے معذورین یعنی جن کو سلس البول کا مرض ہو، ان کی امامت کر سکتا ہے)۔

((ولایصلی الطاهر خلف من هو فی معنی المستحاضة) کمن به سلس البول(إلیٰ قوله)ویجوز اقتداء معذور بمثله إذا اتحد عذرهما، لا إن اختلف. (فتح القدیر: ۱/۲۵۹و۲۶۰)

ایسی حالت ہمیشہ رہتی ہو، تو تفصیل معلوم کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ اس کے احکام الگ ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ۸/۹۵، ۹۶)

استنجے کے کچھ دیر بعد قطرات کا آنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد پیشاب کرتا ہے، تو جب پیشاب کو خشک کیا جاتا ہے تو

(۱) الدر المختار علیٰ رد المحتار، کتاب الطهارة، نواقض الوضوء، فروع، قبیل أبحاث الغسل: ۱/۱۳۹۔ ظفیر

تقریباً آدھ گھنٹہ یا بیس منٹ بلکہ کبھی کبھی گھنٹہ تک یہ پیشاب آلۂ تناسل سے خشک ہوتا ہے،اوراس کے بعدبھی رطوبت نکل جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔اس لیے وہ آدمی رأس ذکر میں کپاس رکھے،تا کہ رطوبت اس میں جذب ہو باہر نہ آئے۔تو کیااس کپاس میں رطوبت جذب ہونے پر وضوٹوٹ جاتا ہے یانہیں؟

الجواب

اس صورت میں جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کر کے باہرآ جاوے،اس وقت وضوٹوٹے گا،صرف کرسف میں قطرہ جذب ہونے سے وضونہیں ٹوٹتا،جبکہ کپاس حشفہ میں غائب ہو،باہر سے نظر نہ آوے۔(۱)

’’(لوحشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر)هذا لو القطنة عاليةً أومحاذيةً لرأس الإحليل و إن متسفلةً عنه لاينقض‘‘.(الدرالمختارمع شرحه رد المحتار:ج۱ص۱۰۹)(۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمدانورشاہ غفرلہ،نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم،ملتان،۷؍صفر۱۳۹۸ھ،الجواب صحیح:بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ، نائب مفتی قاسم العلوم،ملتان،۸؍صفر۱۳۹۸ھ(فتاویٰ مفتی محمود جلداول:ص۴۳۳۔۴۳۴)

پیشاب کے بعددس منٹ تک قطرات گریں تو کیاحکم ہے:

سوال: طہارت کے بعددس پندرہ منٹ تک پیشاب کےقطرات آتے رہتے ہیں،تواس حالت میں وضوکا کیا حکم ہے؟نمازکس طرح ادا کی جائے؟(مستفتی محمد راشد،پونہ)

الجواب

طہارت کے بعدصرف دس پندرہ منٹ تک پیشاب کےقطرات آتے رہتے ہیں،اوراس کے بعدمکمل بندہوتے ہیں،تواستنجا کر کےاورازار کےآلودہ حصہ کودھوکرنماز پڑھیں۔واللہ اعلم وعلمہ اتم

مفتی محمد شاکرخان،پونہ۔(فتاویٰ شاکرخان:۲؍۶۸۔۶۹)

وضوکے بعداستنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: استنجا کرنے سے پہلے اگروضوکرلیاجائے،بعدمیں یادآنے پراستنجا کرلیا،تو یہ وضودرست ہے،یا نہیں؟بینواتوجروا۔

---

(۱) لما فی الحلبی الکبیر:’’وإن احتشی الرجل...ولاینتقض وضوءه مالم یظهرالبول علٰی ظاهرالقطنة...(إلیٰ أن)...إن نفذ البلل إلیٰ خارجه،أی خارج الحشوانتقض الوضوء‘‘.(فصل فی نواقض الوضوء،ص۱۳۶،مکتبه سعیدی کتب خانه کوئٹه)

(۲) کتاب الطهارة،فصل فی نواقض الوضوء،قبل أبحاث الغسل،انیس

الجواب ـــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

پہلا وضو درست ہے، دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

۵/ربیع الآخر۱۳۹۲ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۱۰۸)

استنجا کن چیزوں سے کیا جائے:

سوال: پانی میسر نہ ہو، تو کن چیزوں سے طہارت لینا درست ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــ

استنجا ہر ایسی چیز سے درست ہے، جو نجاست کو دور کرنے یا جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، بہتر ہے کہ پتھر، مٹی کے ڈھیلے، اینٹ کے ٹکڑے، ریت، لکڑی کے ایسے ٹکڑے جن سے مضرت کا اندیشہ نہ ہو، اس سے استنجا کیا جائے، حسب موقع وضرورت کپڑا اور روئی سے بھی استنجا کرنے میں مضائقہ نہیں، کھانے کی چیز، لید، ہڈی، (۱) جانوروں کے چارے، کوئلہ، چونا، شیشہ اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے، جس سے زخمی ہونے کا اندیشہ ہو، اگر کوئی ایسی چیزوں سے استنجا کر ہی لے، تو پاکی حاصل ہوجاتی ہے، لیکن یہ فعل مکروہ ہے۔

"لو استنجی بهذه الأشياء يكره ولكن يجزيه لأن المعتبر الإنقاء وقد حصل". (۲)

ایسا کاغذ جو لکھنے پڑھنے میں استعمال ہوتا ہے، چاہے سادہ ہو یا لکھا ہوا، اس سے بھی استنجا کرنا مکروہ ہے۔

"وكذا ورق الكتابة لصقالته و تقومه، وله احترام أيضاً لكونه آلة لكتابة العلم". (۳)

---

(۱) "عن سلمانؓ قال: قيل له: قد علمكم نبيكم صلى الله عليه وسلم كل شيء حتى الخرائة ؟ قال: فقال: أجل، لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أو بول أو أن نستنجي باليمين أو أن نستنجي بأقل من ثلثة أحجار أو أن نستنجي برجيع أو بعظم". (مسلم، باب الاستطابة، ص۱۳۰، نمبر۲۶۲/۶۰۶/ ترمذی، باب الاستنجاء بالحجارة، ص۱۰، نمبر۱۶)

اس حدیث میں ہے ہڈی اور گوبر سے استنجا جائز نہیں ہے۔

"عن أبي هريرةؓ قال: اتبعت النبي صلى الله عليه وسلم وخرج لحاجته فكان لايلتفت، فدنوت منه فقال: "ابغني أحجارًا أستنفض بها، أو نحوه، ولا تأتيني بعظم ولا روث". (بخاری، باب الاستنجاء بالحجارة، ص۲۷، نمبر۱۵۵/ مسلم، باب الاستطابة، ص۱۳۰ نمبر۲۶۲، ۶۰۷/ سنن البیهقی:۱/۱۰۷ (۵۲۴))

لید اور ہڈی نہ لانے کی وجہ اس سے استنجا کرنے کی ممانعت کا ثبوت ہے۔

"عن عبد الله بن مسعودؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لاتستنجوا بالروث ولا بالعظام فإنه زاد أخوانكم من الجن". (ترمذی، باب ما جاء في كراهية ما يستنجى به، ص۱۱، نمبر۱۸/ بخاری، باب ذكر الجن، ص۶۴۷، نمبر۳۸۶۰/ نحوه صحيح بن خزيمة:۱/۴۴ (۸۲) صحيح ابن حبان:۴/۲۸۱ (۱۴۳۲) شرح معانی الآثار:۱/۱۲۴۔ انیس)

(۲) کبیری: ص۳۹۔

(۳) رد المحتار، کتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ:۱/۵۵۲، محشی کتاب الفتاویٰ۔

لیکن آج کل خاص استنجا اور صفائی ستھرائی ہی کی غرض سے ٹشو پیپر بنائے جاتے ہیں، ان سے استنجا کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔(۱) (کتاب الفتاویٰ:۲/۲۷)

پیشاب کے بعد صرف پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: پیشاب کرنے کے بعد اگر کسی نے ڈھیلہ استعمال کئے بغیر صرف پانی سے استنجا کرلیا، تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی؟

---

(۱) **طہارت کن چیزوں سے:**

۱۔ پاخانہ و پیشاب کی جگہ کی صفائی کے لیے شریعت نے کافی سہولت رکھی ہے، یعنی یہ کہ اس جگہ کو پانی سے دھوکر صاف کرلیا جائے، یا صرف ڈھیلا وغیرہ سے ٹھیک سے پوچھ لیا جائے، مگر تاکید اس بات کی ہے کہ:

۲۔ جہاں پانی میسر ہو، وہاں پانی سے دھوکر صاف کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا جاتے، تو میں (جو چھوٹا تھا) یا میری طرح کا کوئی لڑکا پانی اور عنزہ لے کر جاتا، اور آپ پانی سے طہارت کرتے۔'' (سنن ترمذی مع معارف السنن:۱/۱۲۹)

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے کہا کہ: ''تم اپنے شوہروں کو اس کا حکم دو کہ وہ پانی کے ذریعہ طہارت حاصل کریں، (مجھے ان کو کہتے ہوئے شرم آتی ہے) کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے طہارت حاصل کرتے تھے۔

۳۔ پانی کے علاوہ جن چیزوں سے طہارت حاصل کرنا صحیح ہے، وہ یہ ہیں:۔ پتھر، ڈھیلا، مٹی، یا جن میں یہ شرائط پائی جائیں، جو ضروری ہیں۔

۱۔ وہ خشک و جامد ہو۔ ۲۔ پاک ہو۔
۳۔ صاف کرنے والا ہو۔ ۴۔ موذی نہ ہو۔
۵۔ قابل احترام نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ جن میں یہ شرائط نہ ہوں، بلکہ ان کے خلاف ہوں، ان سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں ہے، یعنی:

۱۔ وہ خشک نہ ہو۔ ۲۔ ناپاک ہو۔
۳۔ یا اس میں صاف کرنے کی خوبی نہ ہو، جیسے بانس کا چکنا حصہ۔ ۴۔ یا وہ موذی ہو، جیسے چاقو۔
۵۔ یا وہ قابل احترام ہو، جیسے کھانے کے قسم سے ہو، یا کسی دوسرے کا حق اس میں ہو، یا بذات خود محترم و مکرم ہو۔ (رد المحتار:۱/۳۳۹،۳۴۰)

۴......اس لیے مندرجہ ذیل چیزوں کا استعمال طہارت کے لیے مکروہ تحریمی ہے، گرچہ ان کے ذریعہ گندگی دور ہو جاتی ہو، جیسے:

۱۔ کوئلہ۔
۲۔ شیشہ۔
۳۔ چھوٹے کنکر۔
۴۔ پکی ہوئی اینٹ یا کھپڑہ۔
۵۔ بانس۔
۶۔ لکڑی۔
۷۔ درختوں یا پودوں کے پتے۔
۸۔ بال۔
۹۔ سوکھا گوبر یا انسانی گندگی۔ ==

الجواب

پیشاب کے بعد ڈھیلہ سے استنجا کرنا نہ فرض ہے، اور نہ واجب، بلکہ سنت ہے۔ رسائل الارکان میں ہے:

" ویسن أن یستنجی البول والغائط بالحجر" انتھی. (۱)

البتہ ڈھیلہ کے استعمال کے بعد پانی سے استنجا کرنا افضل واولیٰ ہے۔ لہٰذا اگر کسی کو محض پانی سے استنجا کر لینے کے بعد اطمینان قلب حاصل ہو جائے، تو طہارت حاصل ہو جائے گی۔ فإن الماء قالع للنجاسة. جیسا کہ البحر الرائق میں مذکور ہے۔ لہٰذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو، ص:۱۸۴)

قضاء حاجت کے بعد صرف پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: اگر کسی نے پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد ڈھیلوں سے استنجا کئے بغیر صرف پانی پر اکتفا کیا، تو اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

==۱۰۔ انسانوں کے کھانے کی چیزیں، جیسے گیہوں، جو، روٹی۔

۱۱۔ جانوروں کے کھانے کی چیزیں، جیسے گھاس۔

۱۲۔ مسجد کو جھاڑو دینے کے بعد نکلی ہوئی چیزیں، چاہے مٹی ہو۔

۱۳۔ مسجد کی دیوار یا کسی وقف کی دیوار۔

۱۴۔ کسی کی ملکیت کا پانی یا دیوار وغیرہ، جب کہ اس کی اجازت کے بغیر ہو۔

۱۵۔ قیمتی روئی۔

۱۶۔ چونا۔

۱۷۔ قیمتی کپڑا، جیسے دیباج وغیرہ

(الف) نئے کپڑے سے اگر استنجا کرنے کے بعد اس کو دھو دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

(ب) پرانے کپڑے یا ایسے کترن جو پھینک دیا جاتا ہو، اس سے استنجا کرنے میں حرج نہیں ہے۔

۱۸۔ کاغذ جو قابل تحریر ہو۔

(الف) اس میں کسی زبان میں لکھی ہوئی تحریر بھی داخل ہے، جو قابل احترام ہے، گرچہ بعض فقہا نے فلسفہ وغیرہ لکھے ہوئے کاغذ سے استنجا کو جائز قرار دیا ہے۔ (ان مسائل کے لیے دیکھئے: الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۳۳۹-۳۴۰۔ الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۱۱۰۔ مراقی الفلاح: ۲۷-۲۸۔ البحر الرائق: ۱/۲۵۵)

(ب) موجودہ زمانہ میں استنجا کے لیے جو کاغذ بنائے جاتے ہیں، یا ہاتھ منھ کو صاف کرنے کے لیے جو کاغذی رومال استعمال ہوتے ہیں، وہ ڈھیلے کے حکم میں ہیں، ان سے استنجا بلا کراہت درست ہے۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۲۳)

۱۹۔ ہڈی چاہے جانوروں کی ہو، یا انسانوں کی۔

۲۰۔ زمزم کا پانی۔

۲۱۔ ہر طرح کی قابل احترام وقیمتی اشیا۔ (رد المحتار: ۱/۳۴۰)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۹، انیس)

(۱) رسائل الارکان، ص:۵۰، فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی، لکھنؤ، انیس

الجواب

اس کی نماز صحیح ہے۔کفایہ میں ہے:

" ثم الاستنجاء بالأحجار سنة مؤكدة عندنا،حتى لوتركه وصلى بغير استنجاء أجزأته صلاته. وقال الشافعي بأنها فريضة لوترك بالأحجار وبمايقوم لم تجز صلاته، والمسألة فرع لمسألة أخرىٰ،وهوأن النجاسة إذاكانت علىٰ قدرالدرهم أوأقل هل تفرض إزالتها لجوازالصلوة أولا ؟فعندنا لا تفرض،وعنده تفرض،كما لوكانت هذه النجاسة علىٰ موضع آخر،إلاأن فى هذا الموضع يطهربالحجروالمدروفى سائرالمواضع لايطهرإلا بالماء" انتهٰى.

اور ردالمحتار میں ہے:

" ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجرأفضل،ويليه فى الفضل الاقتصار على الماء،يليه الاقتصارعلى الحجروتحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل،كماأفاده فى الإمداد وغيره"،انتهٰى. (۱)(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو،ص:۱۸۴۔۱۸۵)

بغیر ڈھیلوں کے صرف پانی سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: بلاکلوخ محض استنجے سے کامل طہارت ہوتی ہے یانہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

ہوجاتی ہے،بشرطیکہ قطرہ آنے کا مرض نہ ہو،اوراگر یہ مرض ہو،توکلوخ لیناچاہئے،یاکوئی اورتدبیر مثل تحریک وغیرہ کے ایسی کرنی چاہئے جس سے قطرہ آنے کا احتمال نہ رہے۔واللہ اعلم

۲۵/شعبان ۱۳۴۲ھ (امدادالاحکام جلداول ص۴۰۰)

صرف پانی بہالینے سے استنجا ہوگا یانہیں:

سوال: میرابایاں ہاتھ کٹاہواہے،میں استنجاکے وقت پانی ڈال لیتاہوں اورکبھی کلوخ نہیں لیتاہوں،میرے بارے میں شریعت کا کیاحکم ہے؟

الجواب و باللّٰه التوفيق

اللہ پاک نے آدمی کواس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔اس لیے بقدروسعت طہارت واستنجا میں کوشش کیا کیجئے۔(۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۲۲/۱۲/۱۳۵۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۷)

---

(۱) فصل الاستنجاء،مطلب إذا دخل المستنجى فى ماء قليل:۱/۳۳۸،انیس

(۲) لقوله تعالىٰ:" لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلاَّ وُسْعَهَا ".(سورةالبقرة:۲۸۶)

موضع نجاست کو کتنی بار دھونا چاہئے:

سوال: پیشاب و پاخانہ کے بعد موضع نجاست کو دھونے کے لیے کوئی تعداد مسنون ہے یا نہیں؟

الجواب

کوئی عدد مسنون نہیں ہے، استنجا کرنے والے کو پورا اختیار ہے، اس قدر دھونا ضروری ہے کہ زوال نجاست کا اطمینان ہوجائے، بشرطیکہ وہمی نہ ہو، کیوں کہ وہمی کے لیے تین بار دھونا ضروری ہے۔ علامہ حلبی شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

"ولیس فیہ أی فی الغسل عدد مسنون من الثلٰث أو السبع أو غیر ذلک، ومنہم من شرط الثلاث ومنہم من شرط السبع ومنہم من شرط العشر ومنہم من عین فی الإحلیل الثلاث وفی المقعد الخمس والصحیح أنہ مفوض إلٰی رأیہ فیغسلہ حتی یقع فی قلبہ أنہ قد طہر إلا أن یکون موسوسًا فیقدر فی حقہ بالثلاث کما فی کل نجاسۃ غیر مرئیۃ وقیل بسبع" انتہٰی۔ (۱) فقط

(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ص ۱۸۷)

بڑا استنجا کرتے وقت اگر ہوا خارج ہو، تو کیا کرنا چاہئے:

سوال: پانی سے بڑا استنجا کرنے کے وقت اگر بائے سرے (یعنی ریح خارج ہوجاوے) تو طہارت دوبارہ کرے یا نہیں؟

الجواب

استنجا پانی سے کرتے (وقت) اگر بائے نکل جاوے دوبارہ استنجا (کرنے) کی ضرورت نہیں، کیوں کہ بائے نجس نہیں اور بائے کے ساتھ جو کچھ پانی نکلے گا، اس میں نجاست مخلوط نہیں ہوئی، جو کچھ ہوئی ہوگی، تو وہ بہت قلیل غیر معتبر ہووے گی، مگر ایک بار پانی ڈال دینا بہتر ہے۔ فقط

مجموعہ خاص، سوال: ۷۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۶)

آبِ دست کی مدت کب تک ہے:

سوال: آبِ دست کب تک لینا چاہئے؟

الجواب

استنجا کے بارہ میں طریق سنت یہ ہے کہ پہلے ڈھیلوں سے استنجا کرے، اور پھر پانی سے طہارت کرے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۷۵، ۳۷۶)

---

(۱) شرح منیۃ المصلی، ص: ۳۰، مطلب آداب الوضوء، مکتبہ سعیدی کتب خانہ کانسی روڈ، کوئٹہ، انیس

(۲) ثم یمسح بثلاثۃ أحجار ثم یستر عورتہ قبل أن یستوی قائمًا ثم یخرج الخ ثم تستبرئ فإذا استیقن بانقطاع أثر البول یقعد للاستنجاء بالما موضعًا آخر الخ. (رد المحتار، فصل فی الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء والاستنجاء: ۱/۲۳۰۔ ظفیر)

استنجا کے لئے پانی کی مقدار کیا ہے:

سوال: استنجا کے لئے پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر ہے یا نہیں؟ اگر ایک شخص زیادہ پانی استعمال کرے، تو اسراف کے حکم میں داخل ہو کر وہ شخص گنہگار رہوگا یا نہیں؟

الجواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے استعمال میں اعتدال اور میانہ روی کی ترغیب دی ہے، لیکن استنجا کی حالت میں خاص مقدار کی تعیین نہیں، یہ نجاست کی کمی اور زیادتی یا اشخاص کے اعتبار سے متفاوت ہے، جب تک ازالۂ نجاست کے بارے میں غالب ظن نہ ہو، تو پانی کا استعمال جائز ہے۔

قال الحصكفيؒ: ''(والغسل) بالماء إلٰى أن يقع في قلبه أنه طهر ما لم يكن موسوساً فيقدر بثلاث''. قال ابن عابدينؒ: ''(قوله فيقدر بثلاث) وقيل بسبع للحديث الوارد في ولوغ الكلب''. معراج عن المبسوط. (الدر المختار مع رد المحتار، فصل الاستنجاء: ج۱ص ۳۳۷و۳۳۸) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ۵۹۲)

پیشاب کے بعد قطرہ آنے کا یقین ہو، تو ڈھیلہ سے استنجا ضروری ہے:

سوال: پیشاب کے بعد استنجا کے لئے ڈھیلہ نہ لیا جائے، تو کپڑے پاک رہیں گے یا ناپاک؟ اسی طرح اس کی نماز اور وضو درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

پیشاب کا قطرہ آنے کا یقین ہونے کے باوجود ڈھیلہ نہ لیوے، تو ایسی صورت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کر کے اطمینان حاصل ہو جانے کے بعد وضو کر کے نماز پڑھے۔ (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ۲۵۵/۴، ۲۵۶)

پیشاب کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: مذہب اہل تسنن میں چھوٹے اور بڑے استنجے کی صفائی اول ڈلوں سے کیوں ہوتی ہے، آیا یہ طریقہ

(۱) قال برهان الدينؒ: '' ويستعمل الماء إلٰى أن يقع في غالب ظنه أنه قد طهر ولا يقدر المرات إلا إذا كان موسوسًا فيقدر بثلاث في حقه وقيل السبع''. (الهداية، فصل في الاستنجاء: ج۱ص ۵۷، ومثله في مراقي الفلاح، فصل في الاستنجاء: ص۲۷)

'' عن عائشةؓ أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يغسل مقعدته ثلاثاً، قال ابن عمرؓ: فعلناه فوجدناه دواءً وطهورًا''. (ابن ماجه، باب الاستنجاء بالماء، ص۵۳، نمبر ۳۵۶، انیس)

(۲) (والغسل) بالماء إلٰى أن يقع في قلبه أنه طهر ما لم يكن موسوسًا فيقدر بثلاث كما مر (بعده) أي الحجر. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل الخ: ۳۳۷/۱، ۳۳۸، انیس)

معمولی ہے، یا کسی حدیث کے موافق ہے، مہربانی فرما کر اس کے متعلق جو آپ کی رائے ہو، اس سے مطلع فرمائیے؟

الجواب

فی نیل الأوطار، باب وجوب الاستنجاء بالحجر أو الماء (ج۱ص۸۸):

"عن عائشةؓ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:" إذا ذهب أحدکم إلی الغائط فلیستطب بثلٰثة أحجار فإنها تجزئی عنه". رواه أحمد والنسائی وأبوداؤد والدارقطنی، وقال: إسناد صحیح حسن. قال المصنف: وهو دلیل لمن قال بکفایة الأحجار وعدم وجوب الاستنجاء بالماء.

اس حدیث سے جب بعض احوال میں صرف کلوخ لینے پر اکتفا کرنے کا جواز ثابت ہوا، اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں کہ جب پانی نہ لیا اور موضع پیشاب کا بھی نجس ہوا ہی تھا، جس کا پاک کرنا دلائل شرعیہ سے واجب ہے، کقوله علیه السلام:" استنزهوا من البول" تو بجز کلوخ اس کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے، اس سے چھوٹا استنجا کلوخ سے ثابت ہوا اور بڑا استنجا تو اصل غرض ہی ہے، کلوخ لینے سے۔ پس دونوں مدعا ثابت ہوگئے، اور اس کے بعد پانی لینے کی اولویت دوسری احادیث میں منصوص ہے۔

۲۷ر رمضان ۱۳۳۲ھ۔ تتمہ ثانیہ ص:۱۷۱۔ (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۴۲)

ڈھیلے سے استنجا کے بارے میں صریح حدیث:

سوال: بعد بول ڈھیلا لینے کے متعلق حدیث سے حضرت والا نے استنباط فرمایا ہے، وہ کون حدیث ہے، دریافت کرنے کو جی چاہتا ہے، اگرچہ بعد قضائے حاجت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باہر تشریف لا کر استنجا کرنا، اس سے تو ڈھیلا لینے کا استنباط ہوسکتا ہے، مگر اس سے اصرح مطلوب ہے۔

ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

أبوبکر عن یسار بن نمیر کان عمرؓ إذا بال مسح ذکره بحائط أو بحجر ولم یمسه ماء، قلت: أجمع علیٰ ذلک علماء أهل السنة، ولیس فیه حدیث مرفوع، وإنما هو مذهب عمرؓ قیاسًا علی الاستنجاء من الغائط، أطبق علیٰ تقلیده العلماء.

الجواب

مجھ کو یاد نہیں، استنباط کے متعلق میں نے کسی جگہ لکھا ہے، (۱) شاید اس مقام کی عبارت سے زیادہ یاد آجاتا، بعض اوقات "استنزهوا من البول" سے تقریر کیا کرتا ہوں کہ استنزاہ کی یہ بھی ایک صورت ہے۔

وصحح الحدیث ابن خزیمة وغیره، کذا فی فتح الباری.

(۱) حضرت کا اشارہ "استنجا بعد البول بکلوخ" کے جواب کی طرف ہے، جو اس سے پہلے گذرا ہے۔ سعید احمد پالنپوری

اس عموم کے اعتبار سے اس کو مرفوع کہہ سکتے ہیں اور مرفوعیہ میں اس سے اصرح مجمع الزوائد(۱) میں یہ حدیث ہے:
عن عمرؓ بن الخطاب أنه بال فمسح ذكره بالتراب،ثم التفت إلينا فقال :هكذا علمنا.رواه الطبراني في الأوسط،وفيه روح بن الجناح وهو ضعيف،آه.

علمنا رفع میں صریح ہے، رہا روح بن الجناح کا ضعف، سو بعض نے اس کی توثیق بھی کی ہے، **كما في التهذيب والميزان.** تو حدیث حسن ہوئی، تو ممکن ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی نظر سے یہ عبارت نہ گذری ہو، یا ضعف کے سبب اس کا اعتبار نہ کیا ہو، مگر اس ضعف کا درجہ معلوم ہو گیا، اس لئے **صالح للاحتجاج** ہے، خصوص بلا تعارض دوسری مؤیدات کے ہوتے ہوئے۔ **والله أعلم،والروايات كلها من إحياء السنن واستدراكه.**

۱۶/جمادی الاخریٰ ۱۳۵۳ھ (النور صفحہ: ۱۰، جمادیٰ الاخری ۱۳۵۴ھ)۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۲-۱۴۳)

استنجا میں ڈھیلا کا استعمال کیسا ہے:

سوال: پیشاب کرتے وقت پانی کے بجائے ڈھیلا کا استعمال کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

پیشاب کے بعد پانی کے بجائے ڈھیلا کا استعمال جائز ہے۔ لیکن پانی کا استعمال بہتر ہے، اور دونوں کا استعمال بہتر پر بہتر ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نعمت اللہ قاسمی۔ ۱۶/۶/۱۴۰۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۹۸)

ڈھیلے سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید، عمرو بکر وغیرہ بیت الخلا میں بلا ڈھیلے کے پانی سے استنجا کرتے ہیں، آیا ان کا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز، اور اس میں کسی شخص کی تخصیص ہے، یا نہیں؟ امید ہے کہ صاف صاف تحریر فرمائیں گے۔ فقط والسلام (محمد احمد سہارنپوری، ۷/رجب/۱۳۵۷ھ)

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجا کیا جائے، اس کے بعد پانی سے، لیکن اگر کوئی شخص بڑا استنجا ڈھیلے

---

(۱) جلد اول ص ۲۱۲، مطبوعہ بیروت۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) **يجوز الاستنجاء بنحو حجر منق كالمدر والتراب والعود والخرقة والجلد وما أشبهها... و الاستنجاء بالماء أفضل إن أمكنه ذلک من غير كشف العورة...والأفضل أن يجمع بينهما،كذا في التبيين.(الفتاویٰ الهندية، الفصل الثالث في الاستنجاء:۱/۴۸)**

سے نہ کرے، بلکہ پانی ہی سے کرے اور صفائی کامل ہو جائے، یہ بھی جائز ہے۔(۱)

آج کل اہلِ تجربہ کی رائے ہے کہ پیشاب کے بعد قطرہ اکثر آدمیوں کو آتا ہے، اور شاذ و نادر ہی کوئی شخص اس سے مستثنیٰ ہوگا، اس لئے چھوٹا استنجا پانی سے کرنے سے پہلے ڈھیلے سے کرنے کی تاکید کرتے ہیں، کیونکہ اگر بعد میں قطرہ آیا، تو اس سے کپڑا بھی ناپاک ہوگا اور پہلا استنجا بھی بیکار ہو جائے گا، اور جو وضو کے بعد آیا تو ناقض ہوگا، اس لئے پہلے ڈھیلے سے اطمینان کر لینا چاہئے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۷/۱۳۵۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۸۹-۲۹۰)

صرف ڈھیلے سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک آدمی کو نماز کی نیت باندھنے کے بعد یاد آتا ہے کہ میں نے چھوٹا استنجا نہیں کیا، وہ یہ جان کر کہ استنجا مٹی سے سکھانے کے بعد طہارت کرنا مستحب ہے، نیت نہیں توڑتا اور نماز پوری کر لیتا ہے، آیا اس کی نماز ہوگی یا کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

نماز صحیح ہوگی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(والغسل) بالماء (بعده) أی الحجر ...... (سنة) مطلقاً، به یفتیٰ. (درمختار) ثم اعلم أن الجمع بین الماء والحجر أفضل، ویلیه فی الفضل الاقتصار علی الماء، و یلیه الاقتصار علی الحجر، وتحصل السنة بالکل وإن تفاوت الفضل. (رد المحتار، فصل الاستنجاء ج۱ ص ۲۴۸) (۳) واللّٰہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ، نائب مفتی، مدرسہ قاسم العلوم، ملتان، ۲۲/ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: محمود عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ مفتی محمود جلد اول: ص ۴۲۰)

---

(۱) "الأفضل فی کل زمان الجمع بین استعمال الماء والحجر مرتبًا، فیمسح الخارج، ثم یغسل المخرج، لأن اللّٰه -تبارک و تعالیٰ- أثنیٰ علیٰ أهل القباء بإتباعهم الأحجار الماء، فکان الجمع سنةً علی الإطلاق فی کل زمان، وهو الصحیح، وعلیه الفتویٰ، ویجوز أی یصح أن یقتصر علی الماء فقط .....أو المائع الخ". (مراقی الفلاح، فصل فی الاستنجاء، ص: ۴۵، قدیمی / و کذا فی الحلبی الکبیر: ص ۲۸، سہیل اکیڈمی، لاہور)

(۲) عن معاذ عن عائشةؓ قالت: "مرن أزواجکن أن یغسلوا أثر الغائط والبول فإن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یفعله، و أنا أستحییهم". (مصنف ابن أبی شیبة، باب من کان یقول إذا خرج من الغائط فلیستنج بالماء، ج اول، ص ۱۴۰، نمبر ۱۶۱۸، انیس)

(۳) کتاب الطهارة، مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قلیل، ج۱ ص ۶۰۲، ۶۰۳، طبع مکتبه رشیدیه جدید کوئٹه / و کذا فی الهندیة، کتاب الطهارة، الباب السابع فی النجاسة الخ الفصل الثالث فی الاستنجاء، ج۱ ص ۴۸، طبع مکتبه علوم اسلامیه چمن)

پانی سے استنجا کرتے وقت قطرہ آتا ہے، تو کیا کرے:

سوال: اگر کسی شخص کو ایسا عارضہ ہے کہ جب پیشاب کر کے ڈھیلے سے استنجا سکھاتا ہے، تو پانی سے استنجا کرنے پر قطرہ آجاتا ہے، تو وہ ڈھیلے سے استنجا کرے، یا صرف پانی سے؟

الجواب

استنجے کے بارے میں افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجا کر کے پھر پانی سے استنجا کرے، اور اگر صرف ڈھیلے سے یا صرف پانی سے استنجا کرے، تو یہ بھی کافی ہے، اور سنت استنجا ادا ہوجاتی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۷۸، ۳۷۹)

پانی کے استنجے سے قطرات کا آنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو ایک بیماری ہے کہ جب یہ استنجا کرتا ہے، تو بعد میں اس کا پیشاب تھوڑا تھوڑا ضرور نکلتا ہے، چاہے وہ جتنی دفعہ بھی استنجا کرے، پیشاب ضرور نکلے گا، اب وہ کیا نماز اس حالت میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر نجاست اپنے مخرج تک محدود ہے اور ادھر ادھر مائل نہ ہوتی ہو، تو صرف ڈھیلے کو استعمال کریں اور پانی کو ترک کردیں، ڈھیلا استعمال کرنے سے بھی سنت ادا ہوجاتی ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان (فتاویٰ مفتی محمود جلد اول: ص ۴۳۳)

ڈھیلے سے استنجا کے بعد پانی ملے، تو کیا حکم ہے:

سوال: بعض اوقات استنجا کے لئے پانی نہیں ملتا، ڈھیلے سے استنجا کرلیا جاتا ہے، بعد میں پانی میسر آتا ہے، ایسی

---

(۱) ”ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل، ويليه في الفضل الاقتصار على الماء، ويليه الاقتصار على الحجر، وتحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل“. (رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قوله سنة مطلقاً الخ، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل: ۱/۳۱۳)

ایسے شخص پر ضروری ہے کہ چل کر، کھانس کر، یا دبا کر اطمینان کرلے۔

”ويجب الاستبراء بمشي أو تنحنح أو نوم على شقه الأيسر ويختلف بطباع الناس“. (در مختار) أما نفس الاستبراء حتى يطمئن قلبه بزوال الرشح فهو فرض وهو المراد بالوجوب، ولذا قال الشرنبلالي: يلزم الرجل الاستبراء حتى يزول أثر البول ويطمئن قلبه الخ فلا يصح له الشروع في الوضوء حتى يطمئن بزوال الرشح. (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء الخ: ۱/۳۱۹، ظفیر)

(۲) ”ثم الاستنجاء بالأحجار إنما يجوز إذا اقتصر النجاسة على موضع الحدث“. (الهندية، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء ج ۱ ص ۴۸، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، هكذا في الحلبي الكبير، آداب الوضوء، ص ۲۹، مکتبہ سعیدی کتب خانہ کانسی روڈ، کوئٹہ)

صورت میں کیا پانی ملنے کے بعد پانی سے استنجا کر لینا ضروری ہے، یا ڈھیلے سے حاصل کی ہوئی طہارت ہی کافی ہے؟

الجواب

شریعت نے پانی ہی کی طرح ڈھیلے سے بھی استنجا کو کافی قرار دیا ہے، بلکہ ظاہری نجاست کسی بھی چیز سے دور کر دی جائے، تو یہ پاک ہونے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے پانی ملنے کے بعد بھی وہی استنجا کافی ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر پانی سے استنجا کرنے کے بعد کوئی شخص چھوٹے گڑھے میں کمر تک اتر جائے، تو پانی ناپاک نہیں ہوتا اور ڈھیلا استعمال کرنے کے بعد ایسا کرے، تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اگر کچھ نجاست جسم پر باقی ہو۔

اسی طرح اگر پائخانہ ایک درہم کی مقدار یعنی ہتھیلی کی گہرائی کے برابر پھیل گیا ہو، تو پانی کے استعمال سے تو پاکی حاصل ہو جانے پر اتفاق ہے، لیکن کیا پتھر کا استعمال بھی اس کے لئے کافی ہو جائے گا؟ اس میں مشائخ احناف کا اختلاف ہے، فقیہ ابو اللیثؒ کی رائے ہے کہ کافی ہو جائے گا اور علامہ کاسانیؒ نے اسی کو ترجیح دیا ہے۔

إذا كانت النجاسة التي على المخرج قدر الدرهم أو أقل منه فإن كانت أكثر من قدر الدرهم لم يذكر في ظاهر الرواية، واختلف المشايخ فيه، فقال بعضهم: لايزول إلا بالغسل، وقال بعضهم: يزول بأحجار، وبه أخذ الفقيه أبو الليث وهو الصحيح، لأن الشرع ورد بالاستنجاء بالأحجار مطلقًا من غير فصل، وهذا كله لم يتعد النجس المخرج فإن تعداه ينظر إن كان المتعدي أكثر من قدر الدرهم يجب غسله بالإجماع. (۱)

کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر وغیرہ سے استنجا کو مطلقاً کافی قرار دیا ہے۔ (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۶۷-۶۸)

ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی لینا بھول گیا، تو نماز ہوئی یا نہیں:

سوال (۱): ایک ڈھیلے سے استنجا کر چکا تھا، بڑا استنجا کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا، تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۲) چھوٹا استنجا پانی سے کرنا بھول کر نماز پڑھی، تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب

اول اور دوسری صورت میں نماز صحیح ہو گئی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۸۲)

---

(۱) بدائع الصنائع: ۱/ ۱۰۴۔

(۲) عن عائشةؓ قالت: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليذهب معه بثلثة أحجار يستطيب بهن فإنها تجزئ عنه". (أبو داود، باب الاستنجاء بالأحجار: ص ۷ نمبر ۴۰، انیس)

(۳) (والغسل) بالماء الخ (بعده) أي بالحجر الخ (سنة) مطلقًا، به يفتى. (درمختار) " ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل، ويليه في الفضل الاقتصار على الماء، ويليه الاقتصار على الحجر و تحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل. (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل: ۱/ ۳۱۲، ۳۱۳، ظفیر)

پانی سے استنجا کئے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: اگر کسی نے مٹی کے ڈلے سے استنجا خشک کرنے کے بعد بھول کر یا عجلت کی وجہ سے بغیر پانی سے دھوئے، وضو کر کے نماز پڑھ لی، تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب ______________________

اگر نجاست نے مخرج سے تجاوز نہیں کیا، تو نماز صحیح، مگر مکروہ تنزیہی ہوگی، اور اگر مخرج سے تجاوز کر گئی ہو، تو قول مفتی بہ کے موافق بغیر دھوئے مطلقاً نماز نہ ہوگی۔

وفی الدرالمختار: "(والغسل) بالماء الخ (بعده) أی الحجر (إلٰی قوله) (سنة) مطلقًا، به یفتٰی. سراج. (ویجب) أی یفرض غسله (إن جاوز المخرج نجس)". (۱)

وفی الشامی: " إذا تجاوزت مخرجها یجب (یعنی الاستنجاء بالماء) عند محمد قل أو کثر و هو الأحوط". (۲) ومثله صرح فی الهندیة، وصرح الشامی: " بأن ترک السنة مکروه".

(امداد المفتین: ص ۲۶۳، ۲۶۴)

بغیر پانی سے استنجا کئے نماز کا حکم کیا ہے:

سوال: (۱) اگر جماعت نہ ملنے کا اندیشہ ہو، اور استنجا چھوٹا یا بڑا نہ کیا ہو، تو آیا بغیر استنجا کے نماز میں شریک ہو جائے یا نہیں؟

سوال: (۲) اگر بڑا استنجا کرنے کے لئے پردہ کی جگہ نہ ہو، تو استنجا کئے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ______________________ حامدًا ومصلیاً

(۱) اگر ڈھیلے سے استنجا کر چکا ہے، اور بقدرِ درہم یا اس سے زائد اس کے بدن پر نجاست نہیں لگی، تو ایسی حالت میں جماعت میں شریک ہو جائے، ورنہ استنجا کر کے نماز پڑھے۔ **کذا فی الطحطاوی: ص ۹۰۔** (۳)

(۲) اگر استنجا کرنے کے لئے پردہ کی جگہ موجود نہیں، اور بلا کشفِ عورت استنجا نہیں کر سکتا، تو بلا استنجا کئے نماز پڑھ سکتا ہے:
" من لایجد سترةً، ترکه یعنی الاستنجاء ولو علٰی شطّ نهر". (کبیری: ص ۳۷) (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ ۱۱/ ۱۳۵۴ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ
صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۲۹۵)

---

(۱) الدرالمختار علٰی صدر ردالمحتار، فصل الاستنجاء: ۱/ ۳۳۷، ۳۳۸، بیروت، انیس

(۲) فصل الاستنجاء، قبیل مطلب إذا دخل المستنجی الخ: ج ۱ ص ۳۳۶۔ انیس

(۳) "إن تجاوز المخرج وکان المتجاوز قدر درهم، وجب إزالته بالماء أو المائع، لأنه من باب إزالة النجاسة، فلا یکفی الحجر بمسحه، وإن زاد المتجاوز علٰی قدر درهم المثقالی، افترض غسله". (مراقی الفلاح، فصل فی الاستنجاء، ص: ۴۴، قدیمی)

(۴) غنیة المستملی لإبراهیم الحلبی الکبیر، مطلب استقبال القبلة: ص ۳۹، سهیل أکیڈمی، لاهور

نماز میں یاد آیا کہ استنجا ڈھیلے سے کیا پانی سے نہیں تو کیا کرے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام کو اندر نماز بعد تکبیر تحریمہ، یاد آیا کہ استنجا ڈھیلے سے کیا، پانی نہیں لیا تھا، تو اب کیا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

اگر نجاست مخرج سے متجاوز نہیں ہوئی، تو استنجا پانی سے سنت ہے اور اگر متجاوز ہوگئی، تو اگر قدر درھم سے زائد نہیں ہوئی، تو دھونا واجب ہے، اور اگر زائد ہوگئی، تو دھونا فرض ہے، اور اگر نماز میں یاد آیا، تو صورت اخیرہ میں نماز باطل ہو جائے گی، اور دوسری صورت میں مکروہ ہوگی، اور پہلی میں مکروہ تنزیہی۔(۱)

"(والغسل) الخ (سنة)... (ويجب)... (إن جاوز المخرج نجس)". (درمختار: ۱/۲۴۸)(۲)

وفي موضع، باب الأنجاس (۱/۳۱۶) اٰخر منه: "(وعفا)....(عن قدر درهم) وإن كره تحريمًا فيجب غسله، وما دونه تنزيهًا فيسن، وفوقه مبطل فيفرض" اه. والله أعلم

امداد: ۱/۱۴۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۳۹)

پیشاب کے بعد ڈھیلا کا استعمال مسنون، اور صرف پانی کا استعمال بھی کافی ہے:

سوال: پیشاب کے بعد استعمال کے لئے ڈھیلا اگر میسر نہ آئے، تو کیا صورت اختیار کرنی چاہئے؟ جب کہ دیوار بھی سنگ مرمر کی ہو، اور ڈھیلا اور پانی کے استعمال کے بعد بھی کسی شخص کو قطرہ نکل آتا ہے، تو اس کیلئے پاکی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

پیشاب کے بعد ڈھیلا استعمال کرنا مسنون ہے، تاہم اگر ڈھیلا میسر نہ آئے، تو صرف پانی بھی کافی ہے، لیکن صرف ڈھیلے پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے، (۳) ڈھیلے اور پانی دونوں کے استعمال کے بعد بھی اگر قطرہ آئے، تو استنجا اور وضو دوبارہ کرلینا چاہئے، اور کپڑا پاک کرلینا چاہئے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۵/۲/۱۳۹۱ھ (فتویٰ نمبر ۲۲/۲۹۳، الف) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۶۷)

---

(۱) پس صورت اخیرہ میں نماز توڑ دے، اور دوسری میں پوری کر کے اعادہ کرے اور پہلی میں اعادہ بھی ضروری نہیں۔ سعید پالنپوری

(۲) تنوير الأبصار متن الدر على صدر الرد، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجي الخ: ۳۳۷، ۳۳۸، انیس

(۳) **طہارت کا طریقہ:**

۱۔ پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد جب اس کا اطمینان ہوجائے کہ فضلہ پوری طرح نکل گیا ہے، تو مخرج پر لگی ہوئی گندگی کو ٹھیک سے صاف کرنا چاہیے۔ ==

قضاء حاجت کے بعد ڈھیلا اور پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: قضاء حاجت کے بعد ڈھیلہ سے استنجا کرنے کے بعد پانی استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

فراغت کے بعد ڈھیلہ یا ایسی چیز سے استنجا کرنا جو نجاست کو جذب کرے، سنت موکدہ ہے۔(۱)

== ۲۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت الخلا جانے کے ساتھ ہی تین عدد پاک وصاف پتھر یا ڈھیلا اور پانی لے جایا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ بیت الخلا جاتے، تو ساتھ میں تین پتھر یا دو پتھر اور پانی لے جاتے۔(ردالمحتار:۱/۳۴۱)

پوچھنے والا کاغذ بھی ڈھیلے کے حکم میں ہے، جو خاص اسی کام میں آتا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:۱/۲۸۸)

۳۔ پہلے بائیں ہاتھ سے پیشاب کی جگہ کو پھر پاخانہ کی جگہ کو ان پتھروں یا ڈھیلے یا صفائی والے کاغذ سے پوچھے پھر پانی کا استعمال کرے۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۲۳)

۴۔ پوچھنے میں آگے سے پیچھے کی طرف پتھر، یا ڈھیلا، یا کاغذ لے جائے اور بیٹھنے میں اپنے دونوں پاؤں پھیلائے رکھے اور بدن کو ڈھیلا رکھے۔(ردالمحتار)

فائدہ: پانی کے ذریعہ دھونے سے پہلے پتھر یا ڈھیلا یا کاغذ استعمال کرنے کے دو فائدے ہیں:

اول: یہ کہ پتھر یا ڈھیلا وغیرہ کے استعمال سے مخرج کی گندگی کم ہوجاتی ہے اور ہاتھ زیادہ آلودہ نہیں ہوتا ہے۔

دوسرا: یہ ہے کہ پیشاب کے قطرات آنے کا اندیشہ دور ہوجاتا ہے۔

۵۔ ڈھیلے، پتھر یا کاغذ کے استعمال میں عورت ومرد دونوں برابر ہیں اور یہ مسنون طریقہ ہے۔(ردالمحتار)(طہارت کے احکام ومسائل، انیس)

(۱) **طہارت :**

۱۔ پاخانہ پیشاب کرنے کے بعد بدن کے حصے کو جہاں سے پاخانہ، پیشاب ہوتا ہے، صاف کرنا سنت مؤکدہ ہے، اگر کوئی شخص اس کو پاک نہ کرے، تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔(اصل میں تو نجاست کا دھونا فرض ہے، مگر پاخانہ وپیشاب کی ضرورت کی وجہ سے اس میں تخفیف ہے۔

۲۔ پاخانہ وپیشاب کی جگہ کے علاوہ اگر نجاست پھیلی ہوئی ہے اور ایک درہم سے زیادہ حصہ میں ہے، تو اس کا دھونا فرض ہے، اگر کوئی نہ دھوئے، تو گنہ گار ہوگا۔

۳۔ اسی طرح اگر حیض یا نفاس کا خون، نکلنے کی جگہ پر لگا ہوا ہے، مذی یا ودی لگی ہوئی ہے، تو اس کا دھونا بھی فرض ہے۔(ردالمحتار:۱/۳۳۵،۳۳۶)

۴۔ اور اگر صرف پیشاب کیا اور پیشاب صرف قلفہ کے نچلے حصہ پر لگا اور اس کو نہ دھویا، تو گنہ گار نہ ہوگا، اور اگر زیادہ لگا ہوا ہو، تو گنہ گار ہوگا۔(ردالمحتار:۱/۳۳۹)(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ:۲۱۵،۲۱۶، انیس)

نجاست نکلنے کی نئی جگہ کا دھونا:

۱۔ اگر پیشاب و پاخانہ نکلنے کا جو مخرج ہے، جیسے مقعد اور آلۂ تناسل، اس کے علاوہ اگر کوئی دوسرا مخرج آپریشن وغیرہ سے بن جائے، اور اس سے پیشاب یا پاخانہ نکلنے لگے، تو اس کی دو صورتیں ہوں گی:۔

(الف) اگر اس سے ہر وقت پیشاب یا پاخانہ نکلتا رہتا ہے، تو وہ شخص سلس بول کے مریض کے حکم میں ہوگا، اور ایک بار نماز کے لیے وضو کرنے سے پہلے دھونا ضروری ہوگا۔

(ب) اور اگر متعین وقت پر پیشاب یا پاخانہ نکلتا ہے، تو اس کو ہر بار پانی سے دھونا ضروری ہوگا، نیز صرف پوچھنا (ڈھیلے وغیرہ سے) کافی نہ ہوگا۔(الموسوعۃ الفقھیۃ:۴/۱۱۷۔ بحوالہ الذخیرہ:۱/۲۰۳، المغنی:۱/۱۱۸۔ یہ امام احمدؒ کے مسلک پر ہے، احناف کے یہاں یہ مسئلہ مذکور نہیں) ==

نقایہ میں ہے:

"الاستنجاء من كل حدث غير النوم والريح بنحو حجر حتى ينقيه سنة" انتهى.

اوراس کے بعد پانی کا استعمال کرنا بعض کے نزدیک تو سنت ہے، لیکن قول اصح یہ ہے کہ مستحب ہے، اوراہل مسجد قبا کی یہی عادت تھی، جو باری تعالیٰ کو پسند آئی اوراس نے تعریف فرمائی:

﴿فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا﴾(۱)

اوران حضرات کے بارے میں پیشاب کے بعد استنجا کی کیفیت کا صحیح علم نہ ہوسکا، جیسا کہ روایت سے واضح ہوجائے گا۔ تفسیر احمدی میں ہے:

" لما أنزل اللّٰه هذه الآية وبالغ في وصفهم بالطهارة بصيغة المبالغة مشى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ومعه المهاجرون حتى وقفوا علىٰ باب مسجد قباء، فإذا الأنصار جلوس، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:" أمؤمنون أنتم؟ فسكت القوم، ثم أعادها ثانيًا، فقال عمرؓ: إنهم لمؤمنون وأنامعهم، فقال عليه السلام:" أترضون بالقضاء"؟ فقالوا: نعم، فقال عليه السلام:" أتصبرون على البلاء"؟ قالوا: نعم، قال عليه السلام:"أتشكرون على الرضاء"؟ قالوا: نعم، قال عليه السلام:" أنتم مؤمنون ورب الكعبة"؟ فجلس، ثم قال: يا معشر الأنصار! إن اللّٰه تعالىٰ قد أثنىٰ عليكم فما الذى تصنعون عند الوضوء وعند الغائط، فقالوا: يارسول اللّٰه! نتبع الغائط الأحجار الثلٰث ثم نتبع الأحجار، فتلا النبى صلى اللّٰه عليه وسلم" فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا، هكذا ذكر المفسرون. انتهىٰ.

اورتفسیر قاضی بیضاوی میں ہے:

"وروى ابن ماجة والدارمى عن أبى هريرةؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:" إنما أنا لكم مثل الوالد أعلمكم إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها" وأمر بثلٰثة أحجار، انتهىٰ.

ابوداؤد اور نسائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

"قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:" إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليذهب معه بثلاثة أحجار" انتهىٰ. (۲)

== ۲۔ اگر نلکی کے ذریعہ پیشاب یا پاخانہ نکلتا رہتا ہے، اور وہ نجاست کسی تھیلے میں جمع ہوتی رہتی ہے، تو چوں کہ ان پر وہ نجاست نہیں لگتی ہے، اس لیے اس کا دھونا ضروری نہ ہوگا۔

مذی نکلنے سے استنجا:

اگر کسی شخص کے آگے کی راہ سے مذی یا ودی یا عورت کو لیکوریا کا پانی نکلتا ہے، تو اس کے لیے مخرج کا دھونا سنت ہے، اور اگر صرف پوچھنے پر اکتفا کرے گا، تو بھی استنجا ادا ہوجائے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۱۰۵) (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶، انیس)

(۱) سورة التوبة: ۱۰۸۔ "یعنی اس مسجد قبا میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو"

(۲) أبو داؤد، باب الاستنجاء بالأحجار، ص ۷، نمبر ۴۰۔ انیس

ہدایہ میں ہے:

" والاستنجاء سنة لأن النبي صلى الله عليه وسلم واظب عليه،ويجوز فيه الحجر وماقام مقامه وغسله بالماء أفضل،لقوله تعالىٰ:"فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا"وأنزلت فى أقوام يتبعون الحجارة الماء ثم هو أدب،وقيل: هو سنة فى زماننا،انتهىٰ.

اور کفایہ میں ہے:

" والاستنجاء بالماء أدب لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يستنجي بالماء مرة وبتركه أخرىٰ وهذا هو الأدب، انتهىٰ.

اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

" والاستنجاء بالماء بعد الاستنجاء بالحجر أدب عندنا" انتهىٰ. (۱)(مجموعۂ فتاویٰ عبدالحیٰ اردو:۱۸۵۔۱۸۶)

استنجا میں ڈھیلا اور پانی دونوں کا استعمال افضل ہے:

سوال: پیشاب کی پاکی کے لئے کلوخ کا لینا سنت ہے، یا پانی کا لینا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

کلوخ لینا اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ہے،اور اگر صرف پانی سے استنجا کرلے،تو یہ بھی جائز ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۹ رجنوری ۱۹۳۷ء)(کفایت المفتی:۲/۲۵۲)

ڈھیلے سے استنجا کے بعد پانی سے دھونا:

سوال: اگر کوئی امام ڈھیلے سے استنجا کرتا ہو، پانی ہوتے ہوئے بھی پانی استعمال نہیں کرتا، باوجود کہنے کے نہیں مانتا،تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

اگر نجاست اپنے مخرج سے تجاوز کرکے پھیل کر مقدار درہم تک پہنچ جائے،تو بدن کو پانی سے پاک کرنا ضروری ہوتا ہے۔(۳)

---

(۱) فتاویٰ قاضی خان علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية:۱/۳۳،مطبوعہ دیوبند۔انیس

(۲) "والاستنجاء سنة لأن النبي صلى الله عليه وسلم واظب عليه، ويجوز فيه الحجر وماقام مقامه وغسله بالماء أفضل، لقوله تعالىٰ: " فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا "،وأنزلت فى أقوام يتبعون الحجارة الماء، ثم هو أدب،وقيل هو سنة فى زماننا". (الهداية فصل فى الاستنجاء. انیس)

(۳) "إن تجاوز المخرج وكان المتجاوز قدر الدرهم،وجب إزالته بالماء أو المائع،فلا يكفى الحجر بمسحه،وإن زاد المتجاوز علىٰ قدر الدرهم،افترض غسله بالماء أو المائع...وإن كان مافى المخرج قليلاً يسن أن يستنجى بحجر منق بأن لايكون خشنًا ونحوه من كل طاهر مزيل بلاضرر، والغسل بالماء أحب والأفضل فى كل زمان،والجمع بين استعمال الماء والحجر مرتبًا،فيمسح الخارج ثم يغسل المخرج الخ. (حاشية الطحطاوى علىٰ مراقى الفلاح،فصل فى الاستنجاء:ص۴۳ تا ۴۵،قديمى)

==

ایسی حالت میں جو امام پانی سے استنجا نہ کرے، اس کو امام نہ بنایا جائے، اگر اس سے کم نجاست ہو، تو بھی پانی سے استنجا کرنا چاہئے، ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۲/۵)

عورتوں کے لئے ڈھیلے سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: عورتوں کو ڈھیلے سے استنجا کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بارہ میں عورتوں کا حکم مثل مردوں کے ہے۔

کما فی الشامی: ”قلت: بل صرح فی الغزنویة بأنها تفعل کما یفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء علیها، الخ“. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۵/۳۷)

مٹی کے ڈھیلے سے عورت کے لئے استنجا کا حکم:

سوال: مرد پانی نہ رہنے پر مٹی یا پتھر وغیرہ سے استنجا کر لیتے ہیں، لیکن عورتوں کے لئے ایسے موقع پر کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

عورت بھی مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کر سکتی ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۱۲/۳/ ۱۳۷۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۵۶، ۵۷)

== ”قال علی بن أبی طالب أنهم کانوا یبعرون بعرًا وأنتم تثلطون ثلطًا فاتبعوا الحجارة الماء. (سنن البیهقی، باب الجمع فی الاستنجاء بین المسح بالأحجار والغسل بالماء: ج اول، ص ۱۷۲، نمبر ۵۱۷، انیس)

(۱) واضح رہے کہ ڈھیلا اور پانی دونوں کو جمع کرنا زیادہ بہتر ہے۔

عن أبی هریرةؓ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: ”نزلت هذه الآیة فی أهل قباء ﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ أَنْ یَّتَطَهَّرُوْا﴾ (سورة التوبة: ۱۰۸) قال: کانوا یستنجون بالماء فنزلت فیهم هذه الآیة“. (أبو داؤد، باب فی الاستنجاء بالماء، ص ۷، نمبر ۴۴/ سنن البیهقی، باب الاستنجاء بالماء، ج اول، ص ۱۷۰، نمبر ۵۱۱)

عن عائشةؓ قالت: ”ما رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خرج من غائط قط إلا مس ماءً“. (ابن ماجه، باب الاستنجاء بالماء، ص ۵۳، نمبر ۳۵۴، انیس)

(۲) رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قلیل: ۳۱۹/۱ ـ ظفیر/ کما فی الغزنویة وفیها: ”أن المرأة کالرجل إلا فی الاستبراء فإنه لا استبراء علیها بل کما فرغت تصبر ساعة لطیفة ثم تستنجی“.

(۳) قال فی شرح المنیة: ”ولم أر لمشائخنا فی حق القبل للمرأة کیفیة معینة فی الاستنجاء بالأحجار“ آه. قلت: ”بل صرح فی الغزنویة: بأنها تفعل کما یفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء علیها، بل کما فرغت من البول والغائط تصبر ساعةً لطیفةً ثم تمسح قبلها ودبرها بالأحجار ثم تستنجی بالماء“ آه. (رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۵۴۸/۱، ۵۴۹)

مرد اور عورت کے استنجا میں فرق ہے یا نہیں:

سوال: مرد اور عورت کے استنجا میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب

مرد اور عورت کے استنجا میں کوئی فرق نہیں، یعنی جس طرح پانی اور ڈھیلے دونوں، مرد استعمال کرسکتا ہے، عورت کے لئے بھی جائز ہے، البتہ مرد کے لئے استبرا (یعنی پیشاب کے بعد اتنی دیر تک انتظار کرنا کہ پیشاب کے قطرات بند ہوجائیں) ضروری ہے، عورت پر اس قسم کا استبرا لازم نہیں۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: " قلت: بل صرح فی الغزنویة: بأنها تفعل كما يفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء عليها، بل كما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطيفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالأحجار ثم تستنجی بالماء". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قليل: ج۱ ص۳۳۷) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۷) ☆

چھوٹے ڈھیلوں سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص جو کہ استنجا کی پاکی، پانی سے حاصل کرنے سے معذور ہے، اور وہ مٹی کے ڈھیلوں سے کرتا ہے، بعض اوقات ڈھیلے چھوٹے ہوتے ہیں، یعنی ہر طرف تو خشک ہوجاتا ہے، لیکن کنارے پر نمی رہ جاتی ہے، اور دوسرا

---

(۱) **قال حسن بن عمارؒ: "يلزم الرجل الاستبراء والمراد طلب براءة المخرج عن أثر الرشح حتى يزول أثر البول ولا تحتاج المرأة إلى ذلك بل تصبر قليلاً ثم تستنجی". (مراقی الفلاح، فصل فی الاستنجاء: ص ۶۴/ ومثله فی البحر الرائق، باب الأنجاس: ج۱ ص۲۴۰)**

☆ **کلوخ عورتوں کیلئے کیا ضروری ہے:**

سوال: کلوخ سے استنجا، پیشاب و پاخانہ کی جگہ پر جس طرح مردوں کو ضروری ہے، اسی طرح سے عورتوں کو بھی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

کلوخ وغیرہ کے ساتھ استنجا کرنا عورتوں کو بھی ایسا ہی مستحب ہے، جیسا کہ مردوں کو۔ شامی میں ہے:

" قلت بل صرح فی الغزنوية: بأنها تفعل كما يفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء عليها، بل كما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطيفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالأحجار ثم تستنجی بالماء". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی الخ: ۳۱۹/۱ ظفیر)

اور شامی میں "**بنحو حجر**" کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ کپڑا ہو یا ڈھیلہ سب برابر ہیں۔ اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجا کیا جاوے، تو سنت ادا ہوجاوے گی، مگر افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے، یعنی ڈھیلے یا کپڑے وغیرہ سے استنجا کر کے پانی سے کرے۔

"ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل الخ". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قليل: ۳۲۰/۱ ظفیر) فقط۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ (فتاویٰ دار العلوم: ۳۷۴/۱)

==

ڈھیلا چھوٹا ہوتا ہے، تو وہ اس چھوٹے ڈھیلے سے کنارے کی نمی کو خشک کر لیتا ہے، آیا یہ درست ہے، یعنی دو چھوٹے ڈھیلوں سے ایک استنجا کی پاکی حاصل کر سکتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر عضو پر جو نمی ہے، وہ ایک ڈھیلے سے پوری خشک نہ ہو، بلکہ کنارے پر کچھ باقی رہے، اور دوسرے ڈھیلے سے اس باقی کو خشک کر لیا جائے، تو یہ درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۶/۵)

ایک ڈھیلے سے دو بار استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: کوئی شخص کسی ڈھیلے سے چھوٹا استنجا خشک کر کے، دوبارہ اسی ڈھیلے سے استنجا کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جس ڈھیلے سے ایک دفعہ استنجا کیا گیا ہو، اس سے دوبارہ استنجا کرنا مکروہ ہے۔ **کذا فی الدر المختار:**

"(وکرہ) تحریمًا (بعظم و طعام وروث) کعذرة یابسة (وحجر استنجٰی به إلا بحرف آخر". (درمختار) أی لم تصبه النجاسة. (۲)

کیا عورتوں کے لئے بھی ڈھیلے کا استعمال ضروری ہے:

سوال: مرد کے لئے تو پیشاب و پاخانہ کے بعد ڈھیلے سے استنجا ضروری ہے، تو کیا عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ڈھیلے کے ساتھ استنجا کرنا جس طرح مردوں کے لئے مستحب ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مستحب ہے، ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے مزید پاکی حاصل کرنا زیادہ اولیٰ ہے، البتہ مردوں پر استبرا ضروری ہے، عورتوں پر نہیں۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: " قلت: بل صرح فی الغزنویة: بأنها تفعل کما یفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء علیها، بل کما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطیفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالأحجار ثم تستنجی بالماء". (ردالمحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قلیل: ج۱ص ۳۳۷)

(وفی الهندیة: "والمرأة تفعل فی جمیع الأوقات مثل مایفعل الرجل فی الشتاء". (الفتاویٰ الهندیة، الفصل الثالث فی الاستنجاء: ج۱ص ۴۸) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۵)

(۱) **" لأن الإنقاء هو المقصود من الاستنجاء، کما فی الهدایة، ولیس العدد ثلاثاً بمسنون فیه، بل مستحب".** (رد المحتار، فصل الاستنجاء :۱/۳۳۷، سعید) وکذا فی تبیین الحقائق، فی الاستنجاء:۱/۲۰۹، دار الکتب العلمیة، بیروت. وکذا فی حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، فصل فی الاستنجاء، ص:۴۵ قدیمی)

(۲) رد المحتار، فصل الاستنجاء:۱/۳۱۴، ظفیر

" عن الحسن أنه کان یکره أن یستنجی بالحجر الذی قد استنجٰی به الرجل أو بروث أو رجیع دابة أو بعظم". (مصنف ابن أبی شیبة، باب ما کره أن یستنجی به ولم یرخص فیه، ج اول، ص ۱۴۳، نمبر ۱۶۵۳)

اس اثر میں ہے کہ جس پتھر سے استنجا کر چکا ہو، اس سے دوبارہ استنجا کرنا مکروہ ہے۔ انیس

لیکن اگر ضرورت ہو سفر وغیرہ کی وجہ سے، تو خشک ہونے کے بعد اس کو گھس کر دوبارہ اور سہ بارہ یا زیادہ دفعہ اس سے استنجا کرلیا جاوے، تو مضائقہ نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۵ ۳۷-۳۷۶)

استعمال کیا ہوا کلوخ دوبارہ استعمال نہیں کیا جا سکتا:

سوال: پیشاب میں جو کلوخ استعمال کیا ہے، اس کو دھوپ میں خشک کر کے پھر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

نہیں (یعنی استعمال نہیں کر سکتے)۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۳۳-۳۳۴)

ایک ڈھیلہ دو دفعہ استعمال کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک ڈھیلہ کو دوبارہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جس ڈھیلے سے ایک مرتبہ استنجا کرلیا ہے، وہ ناپاک ہوگیا، اسکو دوبارہ استعمال کرنا منع ہے، البتہ اگر اس کی دوسری جانب استعمال نہ کی ہو، تو اس کو استعمال کرنا درست ہے، اسی طرح اس کو گھس کر کہ نجس حصہ گھس دیا جائے، استعمال کرنا درست ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۱۶/۳/۱۳۵۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۹۳-۲۹۴)

استنجا کا ڈھیلہ سوکھنے سے پاک نہیں ہوتا:

سوال: استنجا کے مستعملہ ڈھیلے سوکھنے کے بعد پاک ہیں یا ناپاک، پاک ہونے کی صورت میں دوسری دفعہ استعمال کرنا کراہت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

زمین سوکھنے سے پاک ہوجاتی ہے۔ ڈھیلے پاک نہیں ہوتے، لہذا اس سے استنجا مکروہ ہے۔

---

(۱) وتطهر أرض بخلاف نحو بساط بيبسها أي جفا فها ولو بريح الخ(درمختار)أي حصيروثوب وبدن مما ليس أرضًا ولا متصلاً بها اتصال قرار.(رد المحتار، باب الأنجاس:۱/۲۸۶-ظفير)

(۲) ''(وكره)تحريماً(بعظم وطعام وروث يابس) كعذرة يابسة(وحجراستنجىٰ به إلا بحرف آخر''.درمختار.قال ابن عابدينؒ:''(قوله:إلا بحرف آخر)أي لم تصبه النجاسة''.شامي. (رد المحتار، فصل الاستنجاء:۱/۳۴۰،سعيد)

'' وكذا لايستنجي بحجر استنجىٰ به مرةً هوأوغيره، إلا إذا كان حجرًا له أحرف،له أن يستنجي كل مرة بطرف لم يستنج به،فيجوزمن غير كراهة،كذا في المحيط''.(الفتاوىٰ العالمكيرية،الفصل الثالث في الاستنجاء:۱/۵۰،رشيديه)

قال في العلائية:" (و) حكم (آجر) ونحوه كلبن (مفروش وخص)..... (وشجر وكلأ قائمين في أرض كذلك) أي كأرض، فيطهر بجفاف وكذا كل ما كان ثابتًا فيها لأخذه حكمها باتصاله بها فالمنفصل يغسل لاغير، إلا حجرًا خشنًا كرحى فكأرض". (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰/محرم ۱۳۸۹ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۹۳)

استنجا میں عدد طاق کا کیا حکم ہے:

سوال: پاخانے کے بارہ میں حدیث شریف میں جو وتر عدد ڈھیلہ لینے کی بابت آیا ہے، وہ وتر عدد پیشاب کیلئے بھی ہے، یا پیشاب کیلئے علاحدہ ڈھیلا ہونا چاہئے۔ یعنی پیشاب پاخانہ دونوں کیلئے تین ڈھیلے ہونے چاہئیں یا چار۔ حدیث شریف میں جو وتر عدد ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

الجواب

وہ وتر ڈھیلے پاخانہ کیلئے ہیں، پیشاب کے لئے علاحدہ ڈھیلا چوتھا ہونا چاہئے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۸۰)

ڈھیلا استعمال نہ کرنا کیسا ہے:

سوال: بول و براز کے وقت ڈھیلا کو چھوڑ کر صرف پانی پر اکتفا روافض کا خاصہ ہے۔ اگر مسلمان ایسا کرے، تو ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے، تو مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟

---

(۱) وكيفية الاستنجاء أن يجلس معتمدًا علىٰ يساره منحرفًا عن القبلة والريح والشمس والقمر ومعه ثلاثة أحجار يدبر بأحدها يقبل بالثاني ويدبر بالثالث، وفي الدراية: ولنا كيفية الاستنجاء هو أن يأخذ الذكر بشماله ويمره علىٰ حجر أومدر. (العيني شرح الهداية، باب الاستنجاء: ۱/۴۶۹، ظفیر)

پیشاب وپائخانہ کے لیے تین ڈھیلا لینا ضروری نہیں ہے، یہ تو صرف مستحب ہے، ورنہ اگر تطہیر کا عمل ایک سے مکمل ہوجائے، تو دوسرے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ایک سے زائد اطمینان قلب کے لیے ہے۔

"عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:"... ومن استجمر فليوتر من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج". (أبو داؤد، باب الاستتار في الخلاء، ص ۷۱، نمبر ۳۵)

اس حدیث میں ہے کہ تین پتھر استعمال کرو، تب بھی ٹھیک ہے، اور نہ کرو تب بھی ٹھیک ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ صحابہ خشک پیخانہ کرتے تھے، اس لئے تین میں صفائی ہوجاتی تھی، اس لئے تین پتھر کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ تین پتھر مستحب ہے، اور اس حدیث سے اس کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ تین پتھر سے عموماً پاکی بہتر طور پر حاصل ہوجاتی ہے۔

" عن عائشة قالت: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:" إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليذهب معه بثلثة أحجار يستطيب بهن فإنها تجزئ عنه ". (أبو داؤد، باب الاستنجاء بالأحجار ص ۷، نمبر ۴۰، انیس)

الجواب

کسی فعل مذموم میں مخالف دین کے ساتھ مشابہت کا پایا جانا یا بالقصد مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو، تو حرج نہیں۔ علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں:

" قال فی البحر: اعلم أن التشبه بأهل الکتاب لایکره فی کل شیء فإنا نأکل ونشرب کما یفعلون فالحرام التشبه فیما کان مذمومًا وفیما یقصد به التشبه". (۱) (مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو: ص ۱۸۵)

کلوخ کی مٹی لگا ہوا ہاتھ پاجامہ پر پڑنے سے پاجامہ ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: آبِ دست لینے کے بعد ہاتھ کو مٹی سے صاف کرنے کے قبل پاجامہ باندھنے میں ہاتھ اس پر لگتا ہے، تو پاجامہ ناپاک ہوتا ہے یا نہ؟

الجواب

ناپاک نہیں ہوتا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۷۶/۱)

استنجے کا ڈھیلا چھونے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈالا، تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہوگیا:

سوال: ایک شخص نے پیشاب کے بعد مٹی کے ڈھیلے سے استنجا سکھایا، ہاتھ کو نجاست بالکل نہیں لگی، اس نے آبخورہ سے مٹکے سے پانی لیا، اگر ہاتھ مٹکے میں پڑ جاوے، تو پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہوجائے گا؟

الجواب

جب کہ اس کا ہاتھ نجاست کو نہیں لگا، تو پانی مٹکے کا پاک ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۵۶/۱)

میت کا استنجا پانی اور ڈھیلے دونوں سے کیا جائے، یا کیا حکم ہے:

سوال: میت کا استنجا ڈھیلے اور پانی دونوں سے کیا جائے، یا کیا؟ میں نے کتاب جواہر نفیس میں دیکھا ہے کہ استنجا کرنا میت کا ڈھیلے سے مکروہ ہے، اور میت کا استنجا پانی سے کرنے میں بھی خلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک استنجا میت کا خواہ ڈھیلے سے ہو خواہ پانی سے مکروہ ہے، اور طرفینؒ کے نزدیک استنجا میت کا پانی سے جائز ہے۔ اس سلسلہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱) الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الحظر والاباحة، کتاب البیع/الدر المختار کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة: ۹۰/۱، مطبع مجتبائی دہلی، انیس

(۲) وتطهر الید مع طهارة موضع الاستنجاء، کذا فی السراجیة. ویغسل یده بعد الاستنجاء کما یکون یغسلها قبله لیکون أنقٰی وأنظف. (عالمگیری، الفصل الثالث فی کیفیة الاستنجاء: ۴۸/۱، ظفیر)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

کتب فقہ میں تصریح ہے کہ استنجا میں جمع کرنا ڈھیلے اور پانی کا سنت ہے، اور یہی افضل ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے:
" فکان الجمع سنة علی الإطلاق فی کل زمان، وهو الصحیح وعلیه الفتویٰ".
پھر آگے لکھا ہے: " ثم اعلم أن الجمع بین الماء والحجر أفضل، ویلیه فی الفضل الاقتصار علی الماء، ویلیه الاقتصار علی الحجر وتحصل السنة بالکل" الخ. شامی، فصل الاستنجاء. (۲)

پس جبکہ طرفین کے نزدیک استنجا میت کا سنت ہے، تو حسب تصریح شامی مطلقاً جمع کرنا پانی اور ڈھیلے کا افضل ہے، اور سنت ہے علی الاطلاق۔ لہٰذا مکروہ کہنا استنجا میت کا ڈھیلے سے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۸۱)

میت کے لئے کلوخ کا استعمال کرنا کیسا ہے:

سوال: تختہ وغیرہ کو بعد طاق خوشبو دے کر مردہ کو تختہ پر لٹا دیا جاتا ہے، اور دستانہ ہاتھ میں لپیٹ کر پہلے بعدد طاق مٹی کے ڈھیلوں سے پائخانہ و پیشاب کے مقام کو صاف کر کے تب پانی سے دھوتے ہیں اور صاف کرتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ مٹی کے ڈھیلوں سے بعدد طاق ہر دو مقام کو پہلے صاف کرنا سنت ہے۔

دریافت طلب امور یہ ہے کہ مٹی کے ڈھیلوں سے بعدد طاق پہلے ہر دو مقام کو صاف کرنا سنت ہے، یا کیا حکم شرع شریف ہے؟ اور اگر پہلے ہر دو مقام کو ڈھیلوں سے صاف نہ کر کے صرف پانی سے صاف کرنے پر اکتفا کریں، تو سنت کے خلاف ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

باوجود تتبع کثیر کے ڈھیلے سے استنجا کسی عبارت میں نہیں مل سکا، البتہ اتنا ضرور ملتا ہے کہ وضو کرایا جائے اور اگر نجاست نکل جائے، تو اس کو دھویا جائے۔ (۲) بلکہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ کلوخ (ڈھیلے) کا مسنون ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۱۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ جلد سوم، ص: ۴۳ و ۴۴)

منی وغیرہ کو ڈھیلے سے پاک کرنے کا کیا حکم ہے:

سوال: پیشاب میں دھات یا بعد پیشاب کے منی کے قطرہ کا خروج ہونا بسبب قبض کی بیماری کے، اس حالت میں بھی کیا استنجا مٹی کے ڈھیلے سے کافی ہو جائے گا؟

---

(۱) مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قلیل: ۱/ ۳۱۳، ظفیر

(۲) "یمسح بطنه رفیقاً وماخرج منه یغسله". (تنویر الأبصار متن الدر المختار علی رد المحتار، باب الجنائز، مطلب فی حدیث الخ: ۲/ ۱۹۷)

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

جب نجاست کا اثر نہیں رہا، تو جس طرح پیشاب پاخانہ کے بعد ڈھیلے سے استنجا کا حکم ہے، اسی طرح اس کا بھی ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱۰/۱۳۸۵ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۸/۵)

استنجا کے ضروری متعلقات ومسائل:

سوال: استنجا کی سنیت پتھر اور ڈھیلا کے ساتھ مخصوص ہے، یا پانی کے استعمال سے بھی ادا ہوجاتی ہے، نیز استنجا میں عدد اور استبراء کا کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

(۱) استبرا کے لیے چند قدم چلنا، کھانسنا، یا عضو کو پکڑنا یا تین مرتبہ جذب کرنا اولیٰ ومستحب ہے۔(۲)

اور بعض فقہا نے واجب قرار دیا ہے، لیکن مدار طبائع پر ہے، جس وقت انقطاعی قطرات کا علم اور اطمینان قلب ہوجائے، تو استنجا کر لینا چاہیے، مگر وہمی آدمی کو اپنے نفس پر اعتماد ہی نہیں ہوتا۔ شرح منیہ میں ہے:

" وینبغي أن یستنجي بعد ما خطا خطوات وھو الذی یسمی استبراءً "انتھٰی.

اور درر شرح غرر میں ہے:

یجب الاستبراء بالمشي أو التنحنح أو النوم أو الاضطجاع علٰی شقه الأیسر حتی یستقر قلبه علی انقطاع العود، کذا فی الظھیریة. وقیل: یکتفی بمسح الذکر واجتذابه ثلاث مرات، والصحیح أن طباع الناس وعاداتھم مختلفة فمن وقع فی قلبه أنه صار طاھرًا جازله أن یستنجي لأن کل أحد أعلم بحاله، کذا فی التاتارخانیة، انتھٰی.(۳)

اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: " وینبغي أن یمشي خطوات ثم یستنجي". انتھٰی.(۴)

---

(۱) قال ابن عابدینؒ: "(قوله ونجس خارج الخ) ولو غیر معتاد کدم أو قیح خرج من أحد السبیلین فیطھر بالحجارة علی الصحیح، زیلعي". (رد المحتار ،فصل الاستنجاء :۳۳۶/۱،سعید. وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة:۴۸/۱،الفصل الثالث فی الاستنجاء،رشیدیة)

(۲) حدثنا عیسٰی بن یزداد عن أبیه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان إذا بال نتر ذکره ثلاث نترات. (سنن البیھقی،باب الاستبراء عن البول، ج اول ص ۱۸۳، نمبر ۵۵۲) اس حدیث میں ہے کہ پیشاب کے بعد عضو تناسل کو تین مرتبہ نچوڑے۔

" کان إبراھیم إذا بال أدخل یدہ تحت إزارہ فمسح ذکرہ فذکرت ذلک لطلحة فأعجبه ". (مصنف ابن أبی شیبة ، باب من کان یحب أن یغسل ذکرہ ویغسل أثر البول: ۵۷/۱، نمبر ۵۹۹) یعنی پیشاب کے بعد عضو تناسل کو پونچھے تاکہ پورا پیشاب نکل جائے۔ انیس

(۳) درر الحکام شرح غرر الأحکام: ۵۰/۱، کتاب الطہارۃ، باب تطہیر الانجاس، فصل الاستنجاء استقبال القبلۃ فی البول والغائط، انیس

(۴) فتاویٰ قاضی خان علٰی ھامش الفتاویٰ الھندیة: ۳۳/۱، مطبوعہ دیوبند۔ انیس

اور بعض فقہا کا مسلک ہے کہ جب تک زوال تقاطر کا یقین نہ ہو جائے، نفس استبرا فرض ہے، لیکن کھانسے یا چلنے کے ساتھ استبرا کرنے میں اختلاف ہے، وجوب اور استحباب کے اعتبار سے۔ درمختار میں ہے:

”یجب الاستبراء بمشی أوتنحنح أونوم علیٰ شقه الأیسر،ویختلف بطباع الناس“انتھیٰ.

اور ردالمحتار میں ہے:

”(قوله یختلف الخ)ھذا ھوالصحیح،فمن وقع فی قلبه أنه صارطاھرًا جازله أن یستنجی لأن کل أحد أعلم بحاله“انتھیٰ.(۱)

(۲) پتھر یا ڈھیلا اور ہر ایسی چیز سے استنجا کرنا جو جاذب ہو اور تنقیہ کر دے، سنت مؤکدہ ہے۔ کنز میں ہے:

”وسن الاستنجاء بنحو حجر منق“.انتھیٰ.(۲)

نقایہ میں ہے:

” الاستنجاء من کل حدث غیرالنوم والریح بنحو حجر حتی ینقیه سنة “.انتھیٰ.

علامہ ابن نجیم البحر الرائق میں فرماتے ہیں:

” وأراد المصنف بالسنة السنة المؤکدة کما ھومذکورفی الأصل“.انتھیٰ.(۳)

درمختار میں ہے:

وھوسنة مؤکدة مطلقًا،(قوله مطلقًا)...أی سواء کان بالماء أوبالحجر“کذافی رد المحتار.(۴)

اور کتب فقہ کے بعض متون میں قضاء حاجت کے بعد ڈھیلا سے استنجا کرنے کی تمام تفصیل حتی کہ موسم گرما و سرما کا فرق بھی مذکور ہے، لیکن پیشاب کے بعد استنجا کے طریقہ سے سکوت و اغماض برتا گیا، جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ ڈھیلا کا استعمال صرف قضاء حاجت کی صورت میں ہے، لیکن فقہ اور اصول فقہ کی کتابوں کے مطالعہ سے اس کے برخلاف ثابت ہوتا ہے، یعنی استنجا بالاحجار کا حکم عام معلوم ہوتا ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے:

”ما ذکرأھل الأصول یدل علیٰ أنه یعم التطھیرالذی بعد البول وتطھیر الذی بعدالغائط،والحق أن مراد الفقھاء أیضًا أعم،کما یدل علیه قولھم:”والاستنجاء من کل حدث أی خارج من السبیلین سنة“.

غایة ما فی الباب أن الاستنجاء بعد الغائط لما احتاج إلیٰ زیادة تفصیل عقبوہ بقولھم یدبر بالحجرالأول ویقبل بالثانی من غیرإظھارأن ھذا طریق الاستنجاء المخصوص“.انتھیٰ.

---

(۱) ردالمحتار،فصل الاستنجاء،فروع،مطلب فی الفرق بین الاستنجاء والاستبراء الخ:۱/۳۴۵،بیروت۔انیس
(۲) کنز الدقائق علیٰ صدر البحر الرائق،کتاب الطھارة،باب الانجاس:۱/۲۵۳،دارالکتاب الاسلامی قاہرہ،انیس
(۳) البحر الرائق،کتاب الطھارة،باب الانجاس:۱/۲۵۳۔دارالکتاب الاسلامی قاہرہ،انیس
(۴) ردالمحتار علی الدر المختار،باب الانجاس،فصل الاستنجاء:۱/۳۳۵،بیروت۔انیس

ملاعلی قاریؔ کی شرؔح نقایہ میں ہے:

’’من كل حدث أى خارج من السبيلين كالبول و الغائط‘‘انتهٰى.

فى رسائل الأركان:’’ويسن أن يستنجي للبول و الغائط بالحجر‘‘. انتهٰى.(۱)

قضائے حاجت کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنا، صحاح میں مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی، اوراس پرآپ نے مواظبت فرمائی، لیکن پیشاب کے بعد پتھر سے استنجا کرنا یہ ثابت نہیں، لیکن بیہقیؔ نے روایت کی کہ خلیفہ ثانی حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھیلا یا اس کے مانند پتھر وغیرہ سے استنجا کرتے تھے۔ لہذا قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم ’’عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين‘‘. (۲) کے بموجب اس کی سنیت بھی ثابت ہوگئی۔ ملاعلی قاریؔ کی شرؔح نقایہ میں بیہقیؔ کی روایت ہے:

’’ وقال:إنه أصح ما فى الباب وأعلاه أى سندًا عن مولٰى عمرؓ قال:كان عمرؓ إذا بال قال:’’ناولنى شيئًا أستنجي به‘‘ فأناوله العود أو الحجر أويأتى حائطاً يتمسح به أويمسه الأرض‘‘انتهٰى.(۳)

اور رسائلؔ الارکان میں ہے:

’’ وفى البول احتمال الخروج فلابد من الاستنجاء بالحجر إلى أن يغلب علٰى ظن المستنجى انقطاع ذلك الاحتمال،ففى البول الاستنجاء بالحجر ألزم.

وقد روى البيهقى عن مولٰى أمير المؤمنين عمرؓ قال: كان عمرؓ إذا بال،قال:’’ ناولنى شيئًا أستنجى به‘‘ فأناوله العود أو الحجر أويأتى حائطاً يمسح به أويمسه الأرض‘‘.قال البيهقى: هذا أصح ما فى الباب،انتهٰى.(۴)

اور طبؔرانی نے اوسؔط میں، ابوؔنعیم نے حلیؔہ میں بھی اسی قسم کی روایات نقل کی ہیں اور شیؔخ عبدالحق محدث دہلوؔی کی کتاب ’’فتح المناؔن فی تائید مذہب النعمان‘‘ میں ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے دھونا افضل ومستحب ہے۔(۵)

دؔرر شرح غرر میں ہے:

’’ والغسل بعده أى الحجر،أولٰى‘‘. انتهٰى.(۶)

---

(۱) رسائل الأركان، ص:۵۰،فصل فى الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی لکھنؤ، انیس

(۲) السنن لابن ماجة:ص۵، دیوبند/ابو داؤد:۴۶۰۷،عن عرباض بن سارية رضى الله عنه، انیس

(۳) شرح النقاية للقارى، بحواله رسائل الاركان،ص:۵۰،فصل فى الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی لکھنؤ، انیس

(۴) رسائل الأركان، ص:۵۰،فصل فى الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی لکھنؤ، انیس

(۵) رسائل الأركان، ص:۵۱،فصل فى الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی لکھنؤ، انیس

(۶) درر الحكام شرح غرر الأحكام:۱/۵۰، كتاب الطهارة، باب تطهير الانجاس، فصل الاستنجاء استقبال القبلة فى البول والغائط، انیس

فتاویٰ قاضی خان میں ہے: "والاستنجاء بالماء بعد الاستنجاء بالحجر أدب عندنا انتهى.(۱)

(۳) اور موضع استنجا کو دھونے میں کوئی عدد مسنون نہیں ہے، بلکہ اس شخص کو اختیار ہے، اس قدر دھونا چاہیے کہ کمال طہارت کا یقین ہو جائے، اور اطمینان قلب حاصل ہو جائے، البتہ وہمی کے لیے تین مرتبہ دھونا ضروری ہے۔

علامہ حلبی شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

"وليس فيه أى فى الغسل عدد مسنون من ثلٰث أوسبع أوغير ذلك، ومنهم من شرط الثلٰث ومنهم من شرط السبع ومنهم من شرط العشر، ومنهم من عين فى الإحليل الثلاث وفى المقعد الخمس، والصحيح أنه مفوض إلٰى رأيه فيغسله حتى يقع فى قلبه أنه قد طهر إلا أن يكون موسوسًا فيقدر فى حقه بالثلٰث كما فى كل نجاسة غير مرئية وقيل بسبع "انتهٰى.(۲)

اور البحر الرائق میں ہے:

"والمراد بالاشتراط الاشتراط فى حصول السنة وإلا فترك الكل لايضره عندهم".(۳)

(۴) اور جو شخص ڈھیلا سے استنجا پر اکتفا کر کے پانی استعمال نہ کرے جائز ہے، مگر یہ تارک ادب اور تارک مستحب کہلائے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أكثر أهل العلم من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ومن بعدهم رأوا: أن الاستنجاء بالحجارة يجزئ وإن لم يستنج بالماء إذا انقى أثر الغائط والبول"انتهٰى.(۴)

اور البحر الرائق میں ہے:

"ويجب غسل المحل بالماء إن تعددت النجاسة المخرج لأن للبدن حرارة جاذبة أجزاء النجاسة فلايزيلها المسح بالحجر وهو القياس فى محل الاستنجاء إلا أنه ترك فيه للنص علٰى خلاف القياس فلايتعداه". انتهٰى.(۵)

اور اگر ڈھیلوں سے استنجا نہ کرے، محض پانی پر اکتفا کرے، تو سنت ادا ہو جائے گی۔

علامہ حلبی شرح منیہ میں آداب وضو کے تحت بیان فرماتے ہیں:

"وأن يغسل مخرج النجاسة بعد الأحجار أو دونها مبالغة فى التنظيف والغسل بالماء وإن كان أدبًا لكن قد أديت به سنة الاستنجاء" انتهٰى.(۶)

---

(۱) فتاویٰ قاضی خان علٰی هامش الفتاویٰ الهندية: ۱/۳۲۔ مطبوعہ دیوبند، انیس
(۲) شرح منية المصلى، ص: ۳۰، مطلب آداب الوضوء۔ انیس
(۳) البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الانجاس: ۱/۲۵۵۔ دار الکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس
(۴) سنن الترمذى: ۱/۴، مطبوعہ دیوبند۔ انیس
(۵) البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الانجاس: ۱/۲۵۵۔ دار الکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس
(۶) شرح منية المصلى: ۲۸، ۲۹، مطلب آداب الوضوء۔ مطبوعہ لاہور پاکستان، انیس

اور بعض محققین صرف ڈھیلا پر اکتفا کے مقابلہ میں محض پانی کے استعمال پر اکتفا کرنے کو افضل قرار دیتے ہیں اور دونوں کو جمع کرنا تو متفق طور پر ہر صورت میں افضل ہے۔ کنز الدقائق میں ہے:

" وغسله بالماء أحب". انتهٰى.

(اسی کے ذیل میں) البحر الرائق میں ہے:

" أى غسل المحل بالماء أفضل، لأنه قالع للنجاسة والحجر مخفف لها فكان الماء أولٰى، كذا ذكره الشارح الزيلعى، وظاهر ما فى ا لكتاب يدل علٰى أن الماء مندوب سواء كان قبله الحجر أم لا، فالحاصل أنه إذا اقتصر على الحجر كان مقيمًا للسنة وإذا اقتصر على الماء كان مقيمًا لها أيضًا وهو أفضل من الأول وإذا جمع بينهما كان أفضل من الكل". انتهٰى ملخصًا. (۱)

وفى رد المحتار: " ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل، ويليه فى الفضل الاقتصار على الماء ويليه الاقتصار على الحجر، وتحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل، كما أفاده فى الإمداد وغيره، انتهٰى. (۲)

اور چونکہ پیشاب کے بعد ڈھیلا سے استنجا کا ترک کرنا روافض کا خاصہ ہے، اس لیے اگر اہل سنت والجماعت بھی ترک کرنے لگیں، تو ان کے ساتھ مشابہت تامہ لازم آتی ہے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من تشبه بقوم فهو منهم". (۳)

تو اس اشکال کا دفعیہ ایسے طریقہ پر کیا جائے گا کہ آپ نے مطلق مشابہت کو ممنوع قرار نہیں دیا، بلکہ مخالف دین کے ساتھ کسی فعل مذموم میں مشابہ بن جانا یا کسی چیز میں قصداً مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے، ورنہ اس کے بغیر کوئی مضائقہ نہیں۔ طحطاوی فرماتے ہیں:

" قال فى البحر: اعلم أن التشبه بأهل الكتاب لايكره فى كل شىء فإنا نأكل ونشرب كما يفعلون إنما الحرام التشبه فيما كان مذمومًا أو فيما يقصد به التشبه" انتهٰى. (۴)

پس جب نفس استنجا سنت مؤکدہ، اور اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ومستحب، اور کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز ہے، پس جو شخص کسی ایک پر اکتفا کرلے، تو اس کی نماز جائز ہے اور امامت بھی، بلکہ اگر کوئی شخص بالکل استنجا نہ کرے، اور موضع حدث کے اطراف میں مانع صلوٰۃ نجاست بھی لگی ہوئی نہ ہو، تو اس کی بھی نماز جائز ہوجائے گی، اگرچہ ترک

---

(۱) البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الانجاس: ۱/۲۵۵۔ دار الکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس

(۲) ردالمحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجى الخ: ۱/۳۳۸، بيروت، انيس

(۳) ابو داؤد كتاب اللباس، باب فى لبس الشهرة: ۱/۴۰۳۱۔ مطبوعہ دیوبند، انیس

(۴) الطحطاوى على الدر المختار كتاب الحظر والاباحة، كتاب البيع / الدر المختار كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة: ۱/۹۰، مطبع مجتبائى دهلى، انيس

سنت کی وجہ سے ملامت کا مستحق ہوگا۔اور فقہا نے اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ اگر موضع حدث پر نجاست قلیل ہے،تو بغیر زائل کئے نماز بلا کراہت جائز ہے۔

" فإن ما على المخرج ساقط وإن كثر فلايكره تركه"كذا قال الچلپی فی حاشیة شرح الوقایة.

اور اگر وہ نجاست قلیلہ موضع حدث کے علاوہ ہے،تو اس کو زائل نہ کرنے سے نماز میں کراہت آجائے گی۔

البحر الرائق میں ہے:

" لو تركه صحت صلا ته،قال فی الخلاصة: بناءً علىٰ أن النجاسة القليلة عفو عندنا وعلمائنا فصلوا بين النجاسة التی علىٰ موضع الحدث والتی علىٰ غير موضع الحدث إذا تركها يكره وفی موضعها إذا تركها لايكره" انتهىٰ.(۱)

یہ تفصیل مذکور اس وقت تھی جب کہ نجاست اپنے مخرج سے پھیل کر اطراف میں تجاوز نہ کرے اور اگر وہ متجاوز ہو جائے،تو پھر مقدار کو دیکھا جائے گا،اگر مقدار درہم سے زائد ہے،تو صرف ڈھیلا کافی نہ ہوگا، بلکہ پانی سے دھونا ضروری ہے،ورنہ بقاء نجاست کی وجہ نماز جائز نہ ہوگی اور اگر وہ مقدار درہم سے کم ہے،تو ڈھیلا سے صاف کرنے کے بعد پانی سے دھونا سنت ہے،اور اس کے بغیر نماز جائز ہوجائے گی،مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے،اور اگر وقت باقی ہے،تو اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔رسائل الارکان میں ہے:

" والحاصل أنه إن لم يجاوز المخرج فالماء بعد الحجر سنة مندوبة وإن جاوز أقل من قدر الدرهم فالماء بعد الحجر سنة واجبة لكن لو لم يتبع الماء يجوز الصلاة معها و يعاد إن بقی الوقت كما هو الحكم فی النجاسة القليلة من مقدار الدرهم وإن جاوز البول والغائط أكثر من قدر الدرهم فلاتجزی الأحجار بل لابد من الغسل فلايجوز الصلاة بدونه،انتهىٰ.

وفی موضع آخر:" وإذا جاوز البول والبراز المخرج ولم يجاوز الدرهم يسن استعمال الماء بعد الحجر،ثم الظاهر عند هذا العبد أن مرادهم بالسنة الطريقة المسلوكة الواجبة لما قد عرفوا أن النجاسة إن كانت أقل من الدرهم يكره الصلاة معها ويجب الإعادة فی الوقت،هذا يوذن بأن الكراهة كراهة التحريم فإن النجاسة القليلة يجب إزالتها" انتهىٰ.(۲)

اور البحر الرائق میں ہے:

" ويجب غسل المحل بالماء إن تعدت النجاسة المخرج لأن للبدن حرارة جاذبة لأجزاء النجاسة فلايزيلها المسح بالحجر وهو القياس فی محل الاستنجاء إلا أنه ترك فيه للنص علىٰ

(۱) البحر الرائق، كتاب الطهارة،باب الانجاس:۱/۲۵۳۔دار الکتاب الاسلامی قاہرہ،انیس

(۲) رسائل الأركان،ص:۵۰۔۵۱،فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات،المطبع العلوی لکھنؤ،انیس

خلاف القياس فلايتعداه وأراد بالمجاوزأن يكون أكثرمن قدر الدرهم وحينئذ فالمراد بالوجوب الفرض" انتهٰى ملخصًا.(۱)

اورخلاصہ میں ہے:

"ولوأصاب طرف الإحليل من البول أكثرمن قدرالدرهم لاتجوزالصلاة،هوالصحيح" انتهٰى(۲)

درمختار میں ہے:

"(ويجب)أى يفرض غسله (إن جاوزالمخرج نجس)مانع ويعتبر القدرالمانع لصلاة(فيما وراء موضع الاستنجاء)لأن ماعلى المخرج ساقط شرعًا وإن كثر،ولهذا لاتكره الصلاة معه"انتهٰى.(۳)

اورذخیرہ میں ہے:

" ثم الاستنجاء بالأحجارإنما يجوزإذا اقتصرت النجاسة علىٰ موضع الحدث وأما إذا تعدت عن موضعها بأن جاوزت المخرج أجمعوا علىٰ أن ماجاوزالمخرج من النجاسة إذا كان أكثرمن قدرالدرهم أنه يفرض غسلها بالماء فلايكفيه الإزالة بالأحجاروكذا إذا أصاب طرف الإحليل من البول أكثرمن قدرالدرهم يجب غسله وإن كان ما جاوزموضع الشرج أقل من قدرالدرهم أوقدرالدرهم لأنه إذا ضم ما فى موضع الشيرج كان أكثرمن قدرها فأزالها بالحجرولم يغسلها،فعلىٰ قول أبى حنيفة وأبى يوسف يجوزولايكره،وعلىٰ قول محمد لايجوز إلا أن يغسله بالماء،وهكذاروى عن أبى يوسف أيضًا وإذاكانت النجاسة علىٰ موضع الاستنجاء أكثرمن قدرالدرهم واستنجىٰ بثلٰثة أحجاروأنقاها ولم يغسلها بالماء كان الفقيه أبوبكريقول لايجوز،وعن أبى شجاع أنه يجوز،وهكذا حكى عن الطحاوى،قال الفقيه فى الفتاوىٰ: وبه نأخذ" انتهٰى

(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۱۸۹تا۱۹۳)

قیمتی چیز سے استنجا کرنا مکروہ ہے:

سوال مجھے پیشاب کے قطرات تقریباً کوئی دس منٹ تک آتے رہتے ہیں۔گھرمیں تو خیر بڑی سہولت ہے، لیکن سفرمیں بڑی دقت رہتی ہے،نماز کے لئے کپڑوں کا پاک رکھنا بڑا مشکل ہے۔الحمدللہ نماز بڑی مدت سے قضا نہیں ہوئی۔گھرمیں ایک لنگی پہن کر پیشاب کرتا ہوں،اس کے بعد باقاعدگی سے مسواک کرتا ہوں،بعدازاں لنگی اتار کرطہارت حاصل کرتا ہوں۔پھروضوکرکے باقاعدگی سے باجماعت نمازادا کرنے کے لئے مسجد جاتا ہوں۔قطرات آنے کے وقت کومیں مسواک کے لئے استعمال کرتا ہوں،تاکہ وقت بچ جائے،کیامیرایہ فعل درست ہے،یانہیں؟

(۱) البحرالرائق،كتاب الطهارة،باب الانجاس:۱/۲۵۵۔دارالکتاب الاسلامی قاہرہ،انیس

(۲) خلاصةالفتاوىٰ/كذافى ردالمحتارنقلاًعن التاتارخانية،فصل الاستنجاء،باب الانجاس،دارالکتب العلمیۃ:۱/۳۳۹،انیس

(۳) الدرالمختار،باب الانجاس،فصل الاستنجاء:۱/۲۲۶۔بیروت،انیس

الجواب

ڈھیلا استعمال کرنا چاہئے، قیمتی چیز سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ یہ بھی استنجا کے حکم میں معلوم ہوتا ہے۔(۱)

مراقی الفلاح میں ہے:

”ویکره الاستنجاء بعظم(إلٰی أن قال) وشيء محترم لتقومه كخرقة ديباج وقطن لإتلاف المالية، والاستنجاء بها يورث الفقر“.(۲)

مسواک بھی وضو کے ساتھ ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ وضو کی سنتوں میں سے ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء

(خیر الفتاویٰ:۲/۱۷۸)

وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: وضو کے پانی سے استنجا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامدًا ومصلیاً

وہ پانی جو وضو کے بعد لوٹے میں بچ گیا ہے، ناپاک نہیں، اس کو ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، اس سے وضو یا استنجا سب درست ہے۔(۳) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۸۹)

وضو کے بقیہ پانی سے استنجا کا حکم:

سوال: وضو کے بقیہ پانی سے استنجا، اور استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب

درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۷۵)

(۱) اگر یہ لنگی دھو کر بار بار استعمال کرتے رہتے ہوں، یعنی ضائع نہ کرتے ہوں، تو ذیل کے جزئیہ سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

”ينبغي تقييد الكراهة فيما له قيمة بما إذا أدى إلٰی إتلافه، أما لو استنجى به من بول أومني مثلاً وكان يغسل بعده فلا كراهة إلا إذا كان شيئًا ثمينًا تنقص قيمته بغسله كما يفعل في زماننا بخرقة المني ليلة العرس، تأمل“.(شامی، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ، تنبیہ: ج۱ص۳۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

(۲) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص:۲۸. انیس

(۳) ”وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً“. المياه المطلقة مثله مطهرة مالم يعرض لها عارض يزيل ذلك الحكم عنها“. (الحلبي الكبير، فصل في بيان أحكام المياه، ص:۸۸، سہیل اکیڈمی لاہور)

جوٹھے پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: جھوٹے پانی سے استنجا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

جوٹھے پانی سے استنجا جائز و درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۱۲/۳/ ۱۳۷۴ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/ ۵۶۔۵۷)

دھوپ میں گرم کئے ہوئے پانی سے استنجا کا حکم:

سوال: ایسا پانی جو دھوپ میں رکھنے کی وجہ سے گرم ہو گیا ہو، اس سے استنجا کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ایسا پانی جو دھوپ میں رکھنے کی وجہ سے گرم ہو گیا ہو، اس سے استنجا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ چونکہ گرم پانی سے برص کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

”وقال فی معراج الدراية وفی القنية: وتكره الطهارة بالمشمس (إلٰى أن قال) والظاهر أنها تنزيهية عندنا “ الخ. (شامی:۱/ ۱۲۱)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ جلد سوم، صفحہ:۴۵)

کاغذ سے استنجا کا کیا حکم ہے:

سوال: کیا پانی کی عدم موجودگی میں استنجا کے لئے ایسا کاغذ استعمال کر سکتے ہیں، جو رطوبت کو جذب کر لے، اور جو خاص اسی کام کے لئے بنایا گیا ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ہر ایسی چیز سے استنجا کیا جا سکتا ہے جو پاک ہو، اور نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، نیز شرعاً اس کا احترام واجب نہ ہو۔

”يكون الاستنجاء بالماء أو بالحجر ونحوه من كل جامد طاهر قالع غير محترم“.(۳)

(۱) اس لیے کہ انسان کا جوٹھا پاک بھی ہے، اور پاک کرنے والا بھی۔ مجاہد

(فسؤر آدمی مطلقًا) ولو جنبًا أو كافرًا أو امرأةً... (طاهر الفم)... (طاهر) طهور بلا كراهة (الدر المختار)... (قوله طاهر) أی فی ذاته طهور أی مطهر لغيره من الأحداث والأخباث. (رد المحتار، مطلب فی السؤر:۱/ ۳۸۲)

(۲) باب المياه، تحت قول الدر: وبماء قصد تشميسه الخ:۱/ ۱۸۰. بيروت، انيس

(۳) الفقه الإسلامی وأدلته:۱/ ۱۹۵۔

اس مقصد کے لئے تیار کئے گئے کاغذ میں نجاست کو دور اور جذب کرنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے، اور یہ پاک بھی ہوتے ہیں، اس لئے ان سے استنجا کرنے میں کوئی حرج نہیں، فقہانے دووجوہ سے کاغذ سے استنجا کو منع کیا ہے، اول یہ کہ کاغذ نوشت وخواند کا آلہ اور علم کی حفاظت کا سامان ہے، اس لئے قابل احترام ہے، دوسرے کاغذ کی چکنائی کی وجہ سے اس لائق نہیں ہوتا کہ اس سے آلائش کو دور کیا جاسکے، (۱) لیکن یہ دونوں باتیں خاص اس مقصد کے لئے تیار کئے گئے کاغذ میں نہیں پائی جاتیں، یہ چکنا ہونے کے بجائے کھردرا ہوتا ہے، اور اس میں جذب کرنے کی خصوصی صلاحیت ہوتی ہے، اور یہ اس لائق بھی نہیں ہوتا کہ اس پر کچھ لکھا جاسکے، پس کراہت کا ان دونوں میں سے کوئی سبب اس نوع کے کاغذ میں نہیں پایا جاتا، اس لئے استنجا کے لئے ایسے کاغذ کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۶۹)

اوراق منطق سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: مقولہ مشہور ہے۔ "یجوز الاستنجاء بأوراق المنطق" (۲) بظاہر یہ فقہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے، کیونکہ مطلق کاغذ سے استنجا کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔ نیز اوراقِ منطق سے استنجا کرنے میں سوءِ ادب بھی ہے۔

دوسرا مقولہ یہ بھی سنا گیا ہے کہ "من لم یعرف المنطق فلا ثقة له فی العلوم أصلاً" (۳) ان دونوں میں کیا تطبیق ہے؟

۲: آج کل بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کاغذ سے استنجا کرتے ہیں، جو کہ مخصوص ہوتا ہے استنجا کے لئے، یہ ازوروئے فقہ کیسا ہے؟

الجواب

"ونقل القهستانی الجواز بکتب الحکمیات عن الأسنوی من الشافعیة وأقره، قلت: لکن نقلوا عندنا أن للحروف حرمة ولو مقطعة الخ ومفاده الحرمة بالمکتوب مطلقًا، اهـ. (شامی: ج۱/۳۱۵) (۴)

عبارتِ ہٰذا سے معلوم ہوا کہ لکھے ہوئے کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے، اگرچہ اس میں فلسفہ وحکمت ہی تحریر ہو۔ تو اوراقِ منطق کا بھی یہی حکم ہے۔ ان سے استنجا نہ کرے۔

---

(۱) "وکذا ورق الکتابة لصقالته وتقومه، وله احترام أیضاً لکونه آلةً لکتابة العلم". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشیء محترم الخ: ۱/۳۴۰، انیس)

(۲) شافعیہ میں سے عبدالرحیم بن الحسین الاسنوی (م: ۷۷۲ھ) کا قول ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: ردالمحتار علی الدر المختار: ۱/۳۴۰، دارالکتب العلمیة، انیس

(۳) یہ امام غزالی رحمہ اللہ کا مقولہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: مقدمة المستصفیٰ فی الأصول۔ انیس

(۴) فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشیء محترم الخ: ۱/۳۴۰، انیس

مقولہ ۲: بالتعیین معلوم نہیں کس کا ہے۔ ہاں درست نہیں، لہٰذا ترجیح و تطبیق کی ضرورت نہیں۔

۲: یہ کاغذ اگر لکھنے کے قابل نہیں، صرف استنجا کے لئے بنائے جاتے ہیں، تو ان سے استنجا جائز ہونا چاہئے۔ کیونکہ کاغذ کا احترام آلۂ علم ہونے کی وجہ سے ہے۔

”وله احترام أيضًا لكونه آلةً لكتابة العلم“ اھ (شامی: ج ۱ ص ۲۳۷) (۱) فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ تعالیٰ عنہ، رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ ۳۰/۱۲/۱۳۹۵ھ (خیر الفتاویٰ: ۲/ ۱۷۵، ۱۷۶)

کاغذ اور کپڑے سے استنجا کا حکم:

سوال: اگر ڈھیلا ایک ہے، تو کیا پہلے کاغذ یا کپڑے سے خشک کر کے پھر ڈھیلے سے خشک کر لیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

یہ بھی درست ہے، مگر کاغذ پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو، اور سادہ کاغذ بھی نہ ہو، بلکہ وہ کاغذ ایسا ہو جو مخصوص طور پر استنجا کرنے کے ہی کام آتا ہے، لکھنے کے کام میں نہیں آتا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۲۹۶۔ ۲۹۷)

جذب کرنے والے کاغذ سے استنجا جائز ہے یا نہیں:

سوال: جاذب کاغذ سے روشنائی خشک کی جاتی ہے، یہی کام اب تک خشک مٹی سے بھی لیا جاتا ہے۔ خشک مٹی سے استنجا جائز ہے۔ کیا جاذب کاغذ سے بھی استنجا جائز ہے؟ سفر میں بھی آرام دے سکتا ہے، کاغذ اس کو برائے نام کہتے ہیں، وہ لکھنے کے کام میں نہیں لایا جاتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

في الدر المختار: ” (وكره) تحريمًا (إلٰى قوله) وشيء محترم“.

في رد المحتار: ” وأما الشيء المحترم فلما ثبت في الصحيحين من النهي عن إضاعة المال (قوله وشيء محترم): أي ما له احترام واعتبار شرعًا، فيدخل فيه كل متقوم إلا الماء كما قدمناه، والظاهر أنه يصدق بما يساوي فلسًا لكراهة إتلافه كما مر، ثم قال: ويدخل أيضًا الورق، قال في

(۱) فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ: ۱/ ۳۴۰، انیس

(۲) ”وكذا ورق الكتابة لصقالته وتقوّمه، وله احترام أيضاً، لكونه آلة لكتابة العلم، ولذا علّله في التاتارخانية: بأن تعظيمه من آداب الدين، ومفاده الحرمة بالمكتوب مطلقاً الخ“. (رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ: ۱/ ۳۴۰، سعيد/ وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الثالث في الاستنجاء: ۱/ ۵۰، رشيديه/ وكذا في التاتارخانية: ۱/ ۱۰۳، باب الوضوء، إدارة القرآن، كراچی)

السراج: قیل: إنه ورق الکتابة، وقیل: ورق الشجر وأیهما کان فإنه مکروه،آه. وأقره فی البحر وغیره،وانظر ما العلة فی ورق الشجر،ولعلها کونه علفًا للدواب الخ،ثم قال: وإذا کانت العلة فی الأبیض کونه آلةً للکتابة کما ذکرناه،یؤخذ منها عدم الکراهة فیما لایصلح لها إذا کان قالعًا للنجاسة غیر متقوم کما قدمناه من جوازه بالخرق البوالی،وهل إذا کان متقومًا ثم قطع منه قطعة لا قیمة لها بعد القطع یکره الاستنجاء بها أم لا ؟ الظاهر الثانی لأنه لم یستنج بمتقوم،نعم قطعه لذلک الظاهر کراهته لوبلا عذربأن وجد غیره لأن نفس القطع إتلاف. (جلد ا صفحہ ۳۵۱و۳۵۲)(۱)

ان روایات سے معلوم و مفہوم ہوا کہ بعض کاغذات سے بوجہ آلۂ علم و کتابت ہونے کے،اور بعض سے بوجہ ان کے قیمتی چیز ہونے کے، کہ ادنیٰ اس کا ایک پیسہ ہے،استنجا کرنا جہاں کلوخ وغیرہ میسر ہوں،مکروہ تحریمی ہے بوجہ اضاعت مال کے،اور اگر چہ وہ ٹکڑا اتنی قیمت کا نہ ہو،مگر اتنی قیمت والی چیز میں سے کسی حصہ کا قطع کرنا اس کا اتلاف ہے،اس لئے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ بہرحال صورت مسئولہ نادرست ہے،اور مٹی پر قیاس اس لئے جائز نہیں کہ نہ وہ آلات علم سے ہے اور نہ وہ متقوم ہے۔(۲)

۶ / جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ۔حوادث ثالث،ص:۱۳۶۔(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۳۹۔۱۴۰)

بلاٹنگ پیپر سے کلوخ لینا جائز ہے یا نہیں:

سوال: کیا جاذب (Blotting paper) کاغذ سے کلوخ لینا جائز ہے؟ جہاں پانی یا مٹی میسر نہ ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

طہارت ہو جائے گی، مگر کاغذ کے احترام کے خلاف ہے۔اس لئے اس سے کلوخ نہیں لینا چاہئے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد عثمان غنی۔۲۳/۸/۱۳۵۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۵)

---

(۱) رد المحتار،فصل الاستنجاء،تحت قول الدر :وشیء محترم الخ:۱/۳۴۰،انیس

(۲) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ جاذب کاغذ سے استنجا کا عدم جواز اس صورت میں ہے، جبکہ وہ آلات علم و کتابت میں سے ہو، یا معتد بہ قیمت رکھتا ہو، اس سے معلوم ہوا کہ وہ کاغذ جو آجکل خاص استنجا ہی کے لئے بنایا جاتا ہے،اور ایک مرتبہ کے استعمال میں جتنا خرچ ہوتا ہے،اس کی کوئی معتد بہ قیمت بھی نہیں ہوتی،اس سے استنجا میں مضائقہ نہیں،البتہ مٹی سے استنجا بوجہ سنت ہونے کے افضل ہے۔بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔۱۶/صفر ۱۳۸۲ھ

(۳) بلاٹنگ پیپر (Blotting paper) جسے جاذب یا سوختہ بھی کہتے ہیں، پہلے اس کا رواج بہت تھا۔کسی بھی نمی کو یہ کاغذ جذب کر لیتا ہے۔آج خصوصیت کے ساتھ یورپ میں اور ہندوستان اور دیگر ملکوں میں بھی ٹوائلیٹ پیپر (Toilet paper) کا رواج عام ہے۔بسا اوقات بیت الخلا میں پانی ہوتا ہی نہیں،صرف وہ مخصوص قسم کا کاغذ رہتا ہے، جو استنجا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ اگر پانی موجود ہو،تو بہرحال اس سے استنجا کیا جانا چاہئے، کہ ازالۂ نجاست کا سب سے بہتر ذریعہ ہے،لیکن اگر کسی نے کاغذ کا استعمال کیا،تو بھی طہارت ہو جائے گی،البتہ اب اسی کام کے لئے جو کاغذ تیار ہوتا ہے، لکھنے پڑھنے اور علمی کاموں کے لئے نہیں، ==

ٹوائلیٹ پیپر سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: آج کل خاص قسم کا کاغذ ملتا ہے، جو لکھنے کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا، صرف استنجا کے لئے بنایا گیا ہے، کیا اس پر کاغذ کے نام کی وجہ سے استنجا جائز ہے؟

الجواب

کاغذ سے استنجا کے عدمِ جواز کی علت، عظمت اور تقدس ہے، کیونکہ کاغذ عموماً لکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ٹوائلیٹ پیپر چونکہ خصوصی طور پر استنجا کے لئے تیار کیا گیا ہے، اس لئے مروّجہ ٹوائلیٹ پیپر میں کاغذ کی خصوصیات نہ ہونے کی وجہ سے اس سے استنجا جائز اور مشروع ہے۔

قال ابن عابدینؒ: " وإذا كانت العلة فى الأبيض كونه آلةً للكتابة كماذكرناه،يؤخذ منها عدم الكراهة فيمالايصلح لها إذاكان قالعاً للنجاسة غير متقوم، كما قدمناه من جوازه بالخرق البوالى وهل إذا كان متقوماً ثم قطع منه قطعة لاقيمة لها بعد القطع، يكره الاستنجاء بها أم لا ؟ الظاهر الثانى". (ردالمحتار،فصل الاستنجاء،تحت قول الدر: وشيء محترم: ج۱ص۳۴۰)(۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۰)

چاک پیس سے استنجا کرنا جائز ہے یا نہیں:

سوال: کیا چاک پیس سے استنجا کیا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

الجواب

استنجا میں جو چیز استعمال کی جاتی ہے، وہ نجاست میں آلودہ ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ وہ اس شئ کی بے حرمتی ہے، اور جو شئ شریعت کی نگاہ میں قابل احترام ہو، اس کی بے احترامی روا نہیں ہوسکتی، شریعت میں کسی شئ کے قابل احترام ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ قابل قیمت ہو، ہر وہ چیز جس کی قیمت لی جاسکتی ہے، وہ محترم ہے، اور اس سے استنجا مکروہ ہے، اس سے صرف پانی مستثنیٰ ہے کیوں کہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے جن مقاصد کے لیے پیدا فرمایا ہے، ان میں سے ایک ناپاک چیز کو پاک کرنا بھی ہے۔(۲)

==، ان کے اس مقصد کے لئے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ان مخصوص کاغذوں کے علاوہ سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ (مجاہد)

(وكره) تحريمًا(بعظم)...(و)شيء محترم (الدرالمختار).(قوله وشيء محترم):....ويدخل أيضًا الورق، قال فى السراج: قيل:إنه ورق الكتابة،وقيل:ورق الشجر، وأيهماكان فإنه مكروه...وكذا ورق الكتابة لصقالته وتقومه،وله احترام أيضًا لكونه آلةً لكتابة العلم. (رد المحتار،فصل الاستنجاء:۱/۵۵۲)

(۱) قال العلامة محمد يوسف البنوريؒ: " المراد من الحجرفى الحديث كل شيء طاهرغيرمحترم قالع للنجاسة سواء كان حجرًا أومدرًا أوغيرهما ".(معارف السنن،باب الاستنجاء بالحجارة: ج۱ص۱۱۷)

(۲) ولايجوزبماكتب عليه شيء من العلم المحترم كالحديث والفقه وماكان آلة كذلك. (ردالمحتار:۱/۵۵۲)

اب سوال یہ ہے کہ کیا چاک پیس قابل احترام اشیا میں ہے؟ فقہا کے یہاں اس کی نظیر وہ کاغذ ہے، جو کتابت کیے جانے کے لائق ہو، چونکہ کہ یہ حصول علم کا ذریعہ ہے، اس لیے فقہا نے اس کو قابل احترام قرار دیا ہے، اور اس سے استنجا کرنے کو مکروہ کہا ہے۔(۱)

چاک پیس بھی تعلیم و تعلم کا ذریعہ ہے، اس لیے اس سے بھی استنجا کرنا مکروہ ہوگا، البتہ اگر استنجا کر ہی لیا جائے، تو پاکی حاصل ہو جائے گی، کیوں کہ اس میں نجاست کو جذب کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۷۳)

کاغذ پر بول و براز کرنا کیسا ہے:

سوال: بمبئی میں عام رواج ہے کہ والدہ چھوٹے بچوں کو کاغذ بچھا کر پیشاب پائخانہ کے لئے بٹھاتی ہیں، تو اس پر پیشاب پائخانہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ سادہ کاغذ پر بول و براز کرانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

مذکورہ رواج غلط ہے۔ اس کا ترک ضروری ہے، کاغذ لکھا ہوا ہو یا کورا، بہر صورت اس پر پیشاب وغیرہ ممنوع ہے۔ کہ کاغذ حصول علم کا ذریعہ ہے، اس بنا پر قابل احترام ہے۔(۲)

وكذا ورق الكتابة لصقالته وتقومه، وله احترام أيضًا لكونه آلة لكتابة العلم ولذا علله في التتارخانية بأن تعظيمه من آداب الدين الخ. (شامی ۱/۳۱۵)(۳)

ترجمہ: یعنی جو حال درخت کے پتوں کا ہے، وہی حال کاغذ کا ہے۔ یعنی کاغذ بھی پتوں کی طرح چکنا ہے۔ (نجاست دور نہ کرے گا، بلکہ اور بھی پھیلا دے گا) اور قیمتی بھی ہے اور شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے، اس لئے کہ وہ علم کا آلہ ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ:۳/۱۳)

---

(۱) **ولايجوز بماكتب عليه شيء من العلم المحترم كالحديث والفقه وما كان آلة كذلك.** (ردالمحتار:۱/۵۵۲)

(۲) **کاغذ پر پاخانہ پیشاب کرنا:**

۱۔ بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ چھوٹے بچوں کو پاخانہ پیشاب کاغذ پر بٹھا کر کرایا جاتا ہے۔ ایسا رواج غلط ہے، کیوں کہ کاغذ حصول علم کا ذریعہ ہے، اور قابل احترام ہے، اس لیے اس پر پاخانہ پیشاب کرنا، یا اس سے صاف کرنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار:۱/۳۴۰)

۲۔ البتہ اگر ایسا کاغذ ہو جو پاخانہ پیشاب صاف کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے، اور لکھنے پڑھنے کے لیے استعمال نہیں ہوتا ہے، تو اس پر پاخانہ پیشاب کرانا مکروہ نہ ہوگا۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۲۳) ایسے کاغذ سے استنجا کرنے کو ڈھیلے کے حکم میں قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ گھروں میں بنے بیت الخلا میں بچوں کو پاخانہ پیشاب کرایا جائے، یا اسی کام کے لیے برتن رکھا جائے، یا ایسے پلاسٹک کو بچھا کر کرایا جائے جن کو دھو دیا جاتا ہے۔ (طہارت کے احکام و مسائل۔ انیس)

(۳) **رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: و شيء محترم الخ:۱/۳۴۰، انیس**

مجبوری میں دائیں ہاتھ، خاص طرح کے کاغذ سے استنجا اور کلوخ پر اکتفا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص بوجہ مرض فالج بایاں ہاتھ کسی کام میں نہیں لاسکتا، تو وہ داہنے ہاتھ سے استنجا وطہارت کرسکتا ہے یا نہیں، اور جب یہ ممکن نہ ہو، تو کیا محض کلوخ پر اکتفا کرسکتا ہے، اور کلوخ کے استعمال کے بعد مزید صفائی اور کپڑوں کو دھبہ سے بچانے کیلئے کسی کپڑے یا اور شئے سے طہارت کرنا ضروری یا مناسب ہے یا نہیں۔ اگر سفر میں کلوخ دستیاب نہ ہو، تو ایک خاص قسم کا کاغذ جو انگریز اس کام میں لاتے ہیں اور ڈاکٹری اجزا سے بنا ہے، اس کا استعمال بدرجہ اشد مجبوری کرنا کیسا ہے؟

الجواب

وہ شخص داہنے ہاتھ سے طہارت کرسکتا ہے، اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے، تو کلوخ پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے، اور کپڑے سے بھی صاف کرسکتا ہے، اور بدرجۂ مجبوری وسفر وغیرہ کاغذ مذکور سے بھی صفائی کرنا درست ہے۔ درمختار میں ہے:

"(وکرہ) تحریمًا (بعظم) الخ ویمین ولاعذر بیسر، آہ، فلو مشلولة ولم یجد ماءً جاریاً ولا صابًا ترک الماء". (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۹، ۳۷۹، ۳۸۰)

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

دائیں ہاتھ کی شرافت کی وجہ سے استنجا یا پاکی جیسے امور میں اس کا استعمال مکروہ ہے۔ (۲)

---

(۱) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۱/۳۱۴، ۳۱۵، ظفیر

(۲) عبداللّٰہ بن أبی قتادة عن أبیه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "إذا شرب أحدکم فلایتنفس فی الإناء وإذا أتی الخلاء فلایمس ذکره بیمینه ولایتمسح بیمینه". (بخاری، کتاب الوضوء، باب النهی عن الاستنجاء بالیمین، باب نمبر: ۱۸، حدیث نمبر ۱۵۳)

عن سلمانؓ قال: قیل له: قد علمکم نبیکم صلی الله علیه وسلم کل شیء حتی الخرائة ؟ قال: فقال: أجل، لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أوبول أوأن نستنجی بالیمین أوأن نستنجی بأقل من ثلٰثة أحجار أوأن نستنجی برجیع أوبعظم". (مسلم، باب الاستطابة: ص ۱۳۰ نمبر ۲۶۲-۶۰۶/ ترمذی، باب الاستنجاء بالحجارة ص ۱۰، نمبر ۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے، تو اپنے داہنے ہاتھ سے عضو کو نہ چھوئے اور جب بیت الخلا جائے، تو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پوچھے"۔ (رواہ اصحاب السنہ۔ سنن ابوداؤد: ۱/۲)

اس حدیث کی بنا پر داہنے ہاتھ سے پاخانہ وپیشاب صاف کرنا مکروہ تحریمی قرار دیا گیا ہے اور بائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ردالمحتار: ۱/۳۴۰)

==

البتہ بوجہ عذر مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں۔(۱)

لما قال العلامة الشرنبلالیؒ:"یکره الاستنجاء بالید الیمنیٰ إلا من عذر".قال أحمد الطحطاویؒ تحته:"فإنه یفید عدم الکراهة بالیمین حال العذر وهو کذلک". (الطحطاوی حاشیة مراقی الفلاح،فصل فیمایجوز به الاستنجاء ومایکره:ج۱ص۳۹)(۲)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ:۵۹۲)

دوسرے سے استنجا کرانا کیسا ہے:

سوال: اگر کوئی بیمار ایسا لاغر ہو جاوے کہ اپنے ہاتھ سے استنجاء،وضو وغیرہ نہیں کرسکتا،تو نماز کس طرح ادا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

اگر کسی دوسرے ذریعہ سے طہارت حاصل کرسکتا ہے،تو طہارت یعنی استنجا و وضو سے نماز پڑھے،ورنہ ویسے ہی پڑھے،لیکن استنجا بیوی کے علاوہ کوئی اور کرائے،تو اس (موضع استنجا) کو ہاتھ لگانا اور دیکھنا درست نہیں۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ،معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور،۱۶/۳/۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ،صحیح: عبد اللطیف،مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور،۱۶/۳/۱۳۵۵ھ (فتاویٰ محمودیہ:۲۹۹/۵)

= = ،لیکن اگر بائیں ہاتھ میں زخم ہو یا کٹا ہوا ہو اور اس سے استنجا نہیں کرسکتا ہو،یا تکلیف ہوتی ہو،تو اس حالت میں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱۰۴/۱۔الدرالمختار:۳۴۱/۱)۔(طہارت کے احکام و مسائل،صفحہ ۲۲۳،۲۲۴،انیس)

(۱) ۱۔ اور اگر بایاں ہاتھ بالکل کٹا ہوا ہو اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا ممکن نہ ہو،بایں طور کہ داہنا ہاتھ زخمی ہو،یا پوچھنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو اور نہ نلکی کا پانی ہو،نہ جاری پانی ہو جس سے وہ صفائی کرسکے،اور نہ ہی کوئی پانی بہانے والا ہو،تو اس حالت میں استنجا نہیں کرے گا۔

۲۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ زخمی ہوں،یا کٹے ہوئے ہوں،اور اس کی بیوی نہ ہو،یا عورت کا شوہر نہ ہو جو استنجا کرائے،تو ایسی حالت میں استنجا ساقط ہو جائے گا۔

۳۔ یہی حکم اس مریض یا مریضہ کا ہے جس کے لیے خود سے پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد دھونا،یا پوچھنا ممکن نہ ہو،اور نہ عورت کے لیے شوہر موجود ہو،یا شوہر کے لیے بیوی موجود ہو جو استنجا کرائے،تو ایسے شخص سے استنجا ساقط ہو جائے گا۔

۴۔ اگر کوئی مریض ہو یا اس کے دونوں ہاتھ یا ایک ہاتھ کٹا ہوا ہو،تو اس صورت میں شرمگاہ کو ان کے عزیز و اقارب لڑکے یا لڑکیاں وغیرہ یا کسی دوسرے کا دھونا ممنوع ہے،صرف شوہر بیوی کا یا بیوی اپنے شوہر کا استنجا کرا سکتی ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱۰۴/۱۔الدرالمختار:۳۴۱/۱)
(طہارت کے احکام و مسائل،صفحہ ۲۲۴،انیس)

(۲) **وفی الهندیة:"ویکره الاستنجاء بالعظم والروث والرجیع والطعام واللحم والزجاج وکذا بالیمین".هکذا فی التبیین وإذاکان بالیسریٰ عذر یمنع الاستنجاء بها جاز أن یستنجی بیمینه من غیر کراهة".(الهندیة،الفصل الثالث فی الاستنجاء:ج۱ص۵۰)**

(۳) **"شلّت یده الیسریٰ فلا یقدر أن یستنجی بها،إن لم یجد من یصبّ علیه الماء،لایستنجی بالماء،إلا أن یقدر علی الماء الجاری،وإن شلّت کلتا الیدین یمسح ذراعیه علی الأرض ووجهه علی الحائط،ولایدع الصلوٰة وکذا المریض إذا کان له ابن أو أخ،ولیس له امرأة أوجاریة وعجز عن الوضوء،یوضئه الابن أوالأخ،إلا أنه لایمسّ فرجه إلا من یحل له وطئها ویسقط عنه الاستنجاء الخ". (الحلبی الکبیر،مطلب الطهارة الکبریٰ،ص:۴۰،سهیل اکیڈمی،لاهور.وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة:۴۹/۱الفصل الثالث فی الاستنجاء،رشیدیةوکذافی فتاویٰ قاضی خان،فی صفة الوضوء:ص۳۳۱،رشیدیه)**

استنجا سے عاجز شخص کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک مریضہ ہے جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے، وضو کرتے وقت پانی کسی دوسرے انسان سے ڈلواتی ہے، البتہ اعضاء وضو کو اپنے ہاتھوں سے دھوسکتی ہے، مگر استنجا کرتے وقت بہت تکلیف برداشت کرتی ہے، باقاعدہ دوسرا انسان اس کو اپنی جگہ سے اٹھا کر لے جاتا ہے، پھر تکلیف کے ساتھ مریضہ خود استنجا کرتی ہے، یا چارپائی کے نیچے کوئی برتن رکھ کر استنجا کرتی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسی مریضہ کے لیے استنجا معاف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگرچہ مندرجہ ذیل عبارات سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے، مگر پھر بھی آپ حضرات کی فہم وفراست اور چیز ہے۔

وفي الشامية: (كمريض الخ) في التاتارخانية: الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن أوأخ وهو لايقدرعلى الوضوء، قال: يوضئه ابنه أوأخوه غير الاستنجاء فإنه لايمس فرجه و يسقط عنه، والمرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج وهي لاتقدرعلى الوضوء ولها بنت أوأخت توضئها ويسقط عنها الاستنجاء، آه. ولايخفى أن هذا التفصيل يجري فيمن شلت يداه لأنه في حكم المريض". (شامية، فصل الاستنجاء: ۱/۲۵۰)

وفي العالمغيرية: لوشلت يده اليسرىٰ ولايقدرأن يستنجي بها إن لم يجد من يصب الماء لايستنجي وإن قدرعلى الماء الجاري يستنجي بيمينه". كذا في الخلاصة. (عالمگيرية، باب الاستنجاء: ۱/۳۹)

گذارش یہ ہے کہ مذکورہ عبارات سے استنجا کا معاف ہونا اس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ قدرت علی الاستنجا نہ ہو اور ہاتھ شل ہو، نیز کوئی غیر بھی نہ ہو جس سے پانی ڈلوائے، مگر ہمارا کیا فہم ہے، اس لیے اپنی رائے گرامی سے واضح طور پر مطلع فرما کر مسئلہ کا صحیح حکم تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

آپ کا خیال صحیح ہے، اس صورت میں استنجا معاف نہیں، البتہ اگر دونوں ہاتھ شل ہوں، یا ایک ہاتھ شل ہے، مگر کوئی پانی ڈالنے والا نہیں، اور جاری پانی بھی نہیں جس میں بیٹھ کر صحیح ہاتھ سے استنجا کر سکے، اور عورت کا شوہر یا مرد کی بیوی بھی نہیں کہ استنجا کرائے، تو استنجا معاف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۵/صفر ۹۸ ۱۳ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۰۸-۱۰۹)

استنجا سے عاجز شخص کے لئے استنجا کا حکم:

سوال: میرے ایک رشتہ دار کے دونوں ہاتھ روس کے ساتھ جہاد میں کٹ گئے ہیں، اور وہ غیر شادی شدہ ہے، تو کیا اس کو استنجا کروانا ضروری ہے؟

الجواب ________________

جو شخص بذاتِ خود استنجا سے عاجز ہو، چاہے بیماری کی وجہ سے ہو، یا ہاتھ کٹ گئے ہوں، اور اس کی بیوی یا باندی بھی نہ ہو، اور خود کسی بھی صورت میں استنجا کرنے پر قادر نہ ہو، تو ایسے شخص کے لئے استنجا کرنا معاف ہے، البتہ اگر صرف ایک ہاتھ سے عاجز ہو، تو جہاں تک ہو سکے استنجا کرے، ورنہ بصورتِ مجبوری معاف ہے۔

قال العلامة عالم بن العلاء الأنصاریؒ: ''الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن و أخ وهو لايقدرعلى الوضوء، قال: يوضئه ابنه أو أخوه غير الاستنجاء فإنه لايمس فرجه ويسقط عنه، والمرأة المريضة إذا لم يكن لهازوج وهى لاتقدرعلى الوضوء ولها بنت أوأخت توضئها و يسقط عنها الاستنجاء آه، ولايخفىٰ أن هذا التفصيل يجرى فيمن شلت يداه لأنه فى حكم المريض''. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطهارة: ج۱ص۱۰۴، رد المحتار، فصل الاستنجاء، قبيل مطلب القول المرجح على الفعل: ۳۴۱/۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۷) ☆

پاکی سے پاکی حاصل کرنا کیسا ہے:

سوال: آج کل استنجا کے لیے ایک مخصوص قسم کا جاذب کاغذ پاکی کے نام سے ملتا ہے، یہ دیا سلائی کے سائز کا ہوتا ہے، اور ایک پاکٹ میں اس کی دس سلائیاں ہوتی ہیں، وہ کاغذ جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اسی طرح

☆ **مقطوع الیدین کے لئے استنجا کا طریقہ:**

سوال: زید کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں، اس کے لئے استنجا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ________________ حامدًا و مصلياً

جس شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں، اس کے لئے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی بیوی یا باندی استنجا کرا دے، اگر بیوی یا باندی نہ ہو، تو ایسے شخص سے استنجا ساقط ہو جائے گا۔

'' ولوشلتا سقط أصلاً كمريض و مريضة لم يجدا من يحل جماعه ''. (درمختار)

وفى الشامية عن التاتارخانية: الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن أوأخ وهو لايقدرعلى الوضوء، قال: يوضئه ابنه أوأخوه غير الاستنجاء فإنه لايمس فرجه ويسقط عنه. (شامي: ج۱ص۲۲۷، فصل الاستنجاء، قبيل مطلب القول المرجح على الفعل) (حبیب الفتاویٰ جلد سوم صفحہ ۴۴ و ۴۵)

بعض حضرات سگریٹ کی ڈبی سے بھی استنجا کرتے ہیں، کیوں کہ اس میں بھی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، کیا ایسے کاغذ سے استنجا کرنا درست ہے؟

الجواب

استنجا ہر ایسی چیز سے درست ہے، جس میں نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت بھی ہو، اور وہ قابل احترام بھی نہ ہو، پھر نجاست کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک یہ کہ نجاست کو بہالے جائے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ نجاست کو جذب کرلے، پانی نجاست کو بہادیتا ہے، اور مٹی نجاست کو جذب کرلیتی ہے، اسی لیے دونوں چیزوں سے استنجا کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، کاغذ اگر خاص اسی مقصد کے لیے تیار کیا گیا ہو، اور اس پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو، تو استنجا کے لیے اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ علامہ شامیؒ نے اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

”وإذا كانت العلة في الأبيض كونه آلة الكتابة كما ذكرناه يؤخذ منها عدم الكراهة فيما لا يصلح لها إذا كان قالعًا للنجاسة غير متقوم“. (۱) فقط (کتاب الفتاویٰ:۲/۵۷)

جن مواقع میں ڈھیلا استعمال کرنا متعذر رہو، وہاں کیا کرے:

سوال: مدارس دینیہ میں جو سینڑی پاخانے ہوتے ہیں، اگر ان میں مٹی کے ڈھیلے استعمال کئے جائیں، تو خطرہ و اندیشہ ہے کہ بعضوں کی بے احتیاطی سے وہ اندر گھس جائیں، اور ٹنکی بھر کے پاخانے خراب ہوجائیں، ایسے خطرہ و اندیشہ کی بنا پر اگر ان کو ممنوع الاستعمال قرار دیتے ہوئے، ٹوائلیٹ پیپر کی اجازت دی جائے، تو کیا رفع سنت کے وبال کا مورد بنے گا، یا ٹوائیلٹ پیپر کے استعمال سے استنجا بالحجر کی سنت ادا ہوجائے گی؟ بینوا توجروا۔

(عبدالحق غفرلہٗ۔ خادم مدرسہ نصیرالاسلام، ناظر ہاٹ، چاٹگام)

الجواب وباللّٰہ التوفیق

جن مواقع میں کلوخ استعمال کرنا متعذر رہو، ان مواقع میں ٹوائیلٹ پیپر سے کلوخ کی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے، جیسے ہوائی جہاز کے سفر میں، باقی اپنے مکانات میں انسان ٹوائیلٹ پیپر استعمال کرنے کے لئے مجبور نہیں ہوتا، عموماً کلوخ میسر ہوتا ہے، اور اگر اس کو استعمال کرنے کے بعد رکھنے کے لئے کوئی ٹن (برتن) متعین کرکے رکھ لیا جائے کہ استعمال شدہ کلوخ اس میں رکھے جائیں جس کو بھنگی پھینک دیا کرے گا، تو ایسی صورت میں ٹوائیلٹ پیپر، کلوخ کی قائم مقامی نہیں کرسکتا۔

---

(۱) رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ:۱/۵۵۲

ہاں جہاں کلوخ میسر نہ آئیں، جیسے بحالت سیلاب یا ایسے ممالک میں جہاں کلوخ نہیں ملتے، وہاں ہوائی جہاز والے استعمال کی طرح گنجائش نکل سکتی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ڈھیلے (کلوخ) ٹنکی خراب کردیں گے اور ٹوائیلٹ پیپر سے ٹنکی خراب نہیں ہوگی، صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ مٹی کے ڈھیلے جلد گل کر تہ نشین ہوجائیں گے، بخلاف ٹوائیلٹ پیپر کے کہ وہ نہ جلدی گلیں گے، نہ سڑیں گے، نہ تہ نشیں ہوں گے، نہ مٹی بنیں گے، بلکہ پانی پر دیر تک تیرتے رہ کر ٹنکی کو جلد خراب کریں گے۔(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۳۲،۱۳۳)

گھاس یا درخت کے پتوں سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: اگر کسی کھیت میں قضاءِ حاجت کے لئے بیٹھیں، تو گھاس یا کپاس وغیرہ کے پتے ڈھیلے کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجرو۔ صوفی محمد اکبر، فوجی شاہ، جمال ٹاؤن، لاہور۔

الجواب

درختوں کے پتوں اور گھاس سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

"والورق قيل: إنه ورق الكتابة، وقيل: إنه ورق الشجر، وأى ذلك كان، فإنه مكروه، اھ. (البحر الرائق: ج۱ص۲۵۵) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء

(خیر الفتاویٰ:۲/۱۸۰)

گھاس وغیرہ سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: گھاس اور درخت کے پتوں یا ہڈی سے استنجا کرنا کیسا ہے؟

الجواب

ہر ذی شرف، حیوان، جن یا انسان کے ماکولات سے شریعتِ مقدسہ نے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

چونکہ گھاس اور درختوں کے پتے مویشیوں کی خوراک ہے اور ہڈی میں جنات کے لئے خوراک ہے، اس لئے ان

(۱) حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے ٹوائلیٹ پیپر جلدی نہ گلنے کی جو بات لکھی ہے، وہ پرانی بات ہے، ورنہ اب تو ٹوائلیٹ اور ٹی سو پیپر پانی کے ساتھ ہی گل کر پانی بن جاتے ہیں اور پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں، اس کے برخلاف مٹی تہہ میں جم جاتی ہے، نیز یہ کہ شہروں میں مٹی کے ڈھیلے تو درکنار پتھر بھی میسر نہیں ہوتے، مرتب کے خیال میں ٹوائلیٹ پیپر سے کلوخ والی سنت ادا ہوجانی چاہئے۔ مرتب منتخبات نظام الفتاویٰ

کے ساتھ استنجا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

لما قال الحصکفیؒ: ”(و کره) تحریماً (بعظم وطعام وروث یابس) کعذرة یابسة ......(وفحم وعلف حیوان)“. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء : ج۱ص ۳۳۹، ۳۴۱)(۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ۵۹۴)

استنجا کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم:

سوال (۱): استنجا کر لینے کے بعد ہاتھوں کو دوبارہ دھونا چاہئے یا نہ، اگر نہ دھویا جائے، تو کیا حرج ہے؟

۲: زیر ناف بالوں کی صفائی کس طرح کرے، یعنی اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر، یا دائیں سے بائیں وغیرہ ، اور کتنے دنوں کے بعد کر لینی چاہئے؟

۳: بیت الخلا میں جانے کے لئے مجھے سگریٹ ساتھ لے جانا پڑتا ہے، کیونکہ مجھے اکثر قبض رہتی ہے، کیا یہ گناہ تو نہیں ہے؟

الجواب

۱: اگر غلبۂ ظن ہو کہ ہاتھ بھی صاف ہو گئے ہیں، اور بدبو وغیرہ بھی ختم ہو گئی ہے، تو دھونا مزید نظافت کے لئے مسنون ہے، ورنہ ضروری نہیں۔

” ومع طهارة المغسول تطهر الید ویشترط إزالة الرائحة عنها وعن المخرج“ اهـ. (الدر المختار علیٰ صدر الشامی، فصل الاستنجاء، فروع: ج۱/ ۲۳۰)

” ویغسل یده بعد الاستنجاء کما یکون یغسلها قبله لیکون أنقیٰ وأنظف، وقد روی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أنه غسل یده بعد الاستنجاء ودلک یده علی الحائط“. کذا فی التجنیس، اهـ. (عالمگیری: ج۱ص ۲۵)

۲: اوپر سے نیچے کی طرف صفائی کرے، اور افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دفعہ صفائی کرے، اسی طرح ناخن کاٹنے اور دوسری صفائی کا حکم ہے، اگر کسی وجہ سے نہ ہو سکے، تو پندرہ دن میں ایک دفعہ کرے، اگر ایسا بھی نہ ہو سکے، تو چالیس دنوں میں کر لے، بعد اس کے وہ گناہ گار ہوگا۔

---

(۱) وفی الهندیة: ”ویکره الاستنجاء بالعظم والروث والرجیع والطعام واللحم والزجاج والخزف وورق الشجر والشعر“. (الهندیة، الفصل الثالث فی الاستنجاء: ج۱ص۵۰/ ومثله فی البحر الرائق، فصل فی الاستنجاء: ج۱ص ۲۴۲، ۲۴۳) رجیع سے استنجاء کی ممانعت کی حدیث ابوداؤد: ۷، میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انیس

" الأفضل أن يقلم أظافره ويحفى شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالاغتسال فى كل أسبوع مرةً فإن لم يفعل ففى كل خمسة عشر يومًا ولايعذر فى تركه وراء الأربعين فالأسبوع هو الأفضل والخمسة عشر الأوسط والأربعون الأبعد ولاعذر فيما وراء الأربعين ويستحق الوعيد. كذا فى القنية. ويبتدأ فى حلق العانة من تحت السرة ". اهـ. (عالمگیری: ج۴ص۱۱۳)

۳: گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء

(خیر الفتاویٰ: ۲/۱۷۹، ۱۸۰)

استنجے کے بعد ہاتھ کہاں تک دھوئے جائیں:

سوال: استنجا کرنے کے بعد کہاں تک ہاتھ دھونا سنت ہے؟ نیز چھوٹے بڑے استنجا کا ایک حکم ہے، یا الگ الگ؟ مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا کے بعد مٹی سے ہاتھ صاف کیا کرتے تھے۔(۱)

کیا پیشاب کے بعد بھی یہی معمول تھا، یا صرف پانی پر اکتفا فرماتے تھے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

استنجا کر کے چھوٹا ہو یا بڑا، گٹوں تک ہاتھ دھوئیں۔(۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۹۷-۲۹۸)

استنجا کے بعد انگلیوں میں بدبو کا رہنا:

سوال: اگر استنجا کرنے کے بعد انگلیوں میں بدبو باقی ہو، تو کیا اس کا بدن پاک ہوگا یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

عین نجاست کے زائل ہوجانے سے بدن پاک ہوجاتا ہے، اگر اس کا رنگ یا بدبو باقی رہ گئی، تو پانی سے دھولینا چاہیے، اور اسی وجہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کے بعد دست مبارک دھوتے اور دیوار پر ملتے، تاکہ اثر باقی نہ

---

(۱) عن أبى هريرة رضى اللّٰه تعالىٰ عنه قال: "كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أتى الخلاء أتيتُه بماء فى تور أو ركوة فاستنجى، ثم مسح يده على الأرض، ثم أتيتُه بإناء آخر فتوضأ". رواه أبو داؤد وروى الدارمى والنسائى معناه. (مشكوٰة المصابيح، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء، الفصل الثانى: ۱/۴۳، قديمى)

(۲) "وسننه ... البداءة (بغسل اليدين) الطاهرتين ثلاثاً قبل الاستنجاء وبعده، الخ". (الدرالمختار، سنن الوضوء، قبيل مطلب فى دلالة المفهوم: ۱/۱۱۰، سعيد)

رہے، اور اگر اس کا ازالہ دشوار ہو، تو اس کے باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔

شرح نقایہ میں ابوالمکارمؒ فرماتے ہیں:

”یطهرالشیء بدنًا كان أوثوبًا أومكانًا أوغیرهما عن نجس بالفتح مرئی وهوماله جرم وغیره بزوال عینه وإن بقی أثریشق زواله یدل علٰی أن الأثرإن لم یشق زواله یزال“ انتهٰی

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”وفسرالآخرباللون والريح والمشقة بالاحتیاج إلٰی شیء آخر كالصابون“. انتهٰی

(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ اردو: ص ۱۸۹)

استنجا کرکے ہاتھ دھونے کے باوجود بدبو محسوس کرنے کا حکم:

سوال: پانی سے استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں پر کبھی کبھی بدبو محسوس ہوتی ہے، جبکہ ہاتھوں پر نجاست کا کوئی وجود نہیں ہوتا، کیا اس طرح بدبو کی موجودگی میں ہاتھ پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

پانی سے استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں پر بدبو رہ جائے، تو بدبو کی موجودگی میں ہاتھ پاک ہیں۔

جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

”وتطهرالید مع طهارة موضع الاستنجاء“ (الهندیة: ج۱ ص۴۹)

لیکن بہتر یہ ہے کہ استنجا کے بعد دوبارہ بھی ہاتھوں کو دھویا جائے، تاکہ خوب تنقیہ ونظافت حاصل ہوجائے۔

جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

”ویغسل یده كما یكون یغسلها قبله لیكون أنقٰی وأنظف، وقدروی أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم غسل یده بعد الاستنجاء ودلک یده علی الحائط“. كذا فی التجنیس. (الهندیة، الفصل الثالث فی الاستنجاء: ج۱ ص۴۹)

قال الشیخ عبد الحی اللكهنویؒ:

”بزوال عین نجاست وجرمش طہارتِ بدن می شود، واما اثر نجاست یعنی رنگ وبوئی، پس باید کہ بآب شستہ ایں رازائل نماید، وازہمیں جاست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دستِ مبارک خود را بعد استنجا میشوئید وبر دیوارے می

مالید تا اثر باقی نماند واگر ازالہ آں دشوار بود یعنی محتاج صابون وغیرہ باشد، بقاء آں لاباس بہ است، الخ‘‘۔(مجموعۃ الفتاویٰ، فارسی، فصل فی الاستنجاء: ج ۳ ص ۳۳، ۳۴)(۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۵)

استنجا پاک کرنے میں بہت دیر لگے، تو کیا کیا جائے:

سوال: دماغی ڈاکٹر نے مجھ کو کہا کہ میں دماغی مریض ہوں، پانی سے استنجا کرنے میں دوسروں کے مقابلے میں وقت بہت زیادہ لگتا ہے، تو ایسا آدمی کیا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

ایک کپڑا موٹا سا رکھ لیا جائے، تاکہ پیشاب کے قطرات اگر آئیں، تو اس میں ہی رہیں، پھر نماز کے وقت اس کو الگ کر دیا جائے۔(۲) خدائے پاک آپ کو شفا دے اور آپ کی حفاظت فرمائے، آمین۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۹/۱/۱۳۹۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۹۹، ۳۰۰)

آب دست کے پانی کا چھینٹ اڑ کر اگر جسم پر پڑ جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: آب دست کے پانی کی چھینٹ اڑ کر دو ایک قطرے اگر جسم یا کپڑے پر پڑ جائے، تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــ

آب دست کرتے وقت پانی کے قطرے کپڑوں پر گرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک وہ پانی جو نجاست دھلنے اور نجس ہونے کے بعد گرتا ہے، وہ تو ناپاک ہے۔

دوسرا وہ پانی جو لوٹے یا ہاتھ پر سے گر جاتا ہے، قبل اس کے کہ نجاست سے مخلوط ہو، وہ پاک ہے، پہلی صورت

---

(۱) ترجمہ: عین نجاست کے زائل ہوجانے سے بدن پاک ہوجاتا ہے، اگر اس کا رنگ یا بدبو باقی رہ گئی، تو پانی سے دھولینا چاہیے، اور اسی وجہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کے بعد دست مبارک دھوتے اور دیوار پر ملتے، تاکہ اثر باقی نہ رہے، اور اگر اس کا ازالہ دشوار ہو، صابون وغیرہ کی ضرورت ہو تو اس کے باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ انیس

(۲) وإذا كان الرجل يخاف خروج بقية البول بعد الوضوء، ويبطىء عنه انقطاع البلة، ينبغي إذا فرغ من الاستنجاء أن يربط علٰى ذكره خرقةً طاهرةً في حالة يكون ذكره ساكناً فاترًا، فإن فعل ذلك لا يخرج منه شيء ويكون وضوءه كاملاً وهذا خير من أن يحشو إحليله بقطنة، لأن القطنة ربما سقطت. (التاتارخانية، باب الوضوء: ۱/۱۰۲، إدارة القرآن، کراچی/ كذا في الدر المختار، نواقض الوضوء، قبل مطلب في أبحاث الغسل، فروع: ۱/۱۵۰، سعيد. وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الخامس في نواقض الوضوء: ۱/۱۰، رشيديه)

میں ایک درہم کی مقدار تک عفو اور اس سے زیادہ واجب الغسل ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔(کفایت المفتی:۲/۲۵۴)

استنجے کی چھینٹ کا حکم کیا ہے:

سوال: بدن کا کوئی عضو پاک کرنے میں کسی دوسرے عضو کی طرف پانی کی چھینٹیں چلے جانے سے کیا دوسرا عضو بھی پاک کرنا ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

اگر نجاست سے مخلوط ہو کر چھینٹیں دوسرے عضو پر جائیں، تو اس کو بھی پاک کرنا ہوگا، ورنہ نہیں۔(۲) فقط واللہ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۱/۹/۱۳۸۵ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح: محمد جمیل الرحمٰن، نائب مفتی۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۳۸)

---

(۱) (قوله عفى قدر الدرهم)أى عفى الشارع عن ذلک والمراد عفا عن الفساد به وإلا فكراهة التحريم باقية إجماعًا إن بلغت الدرهم وتنزيهًا إن لم تبلغ وفرعوا علىٰ ذلک مالوعلم قليل نجاسة عليه وهوفى الصلوٰة ففى الدرهم يجب قطع الصلوٰة وغسلها". (حاشية الطحطاوى علىٰ مراقى الفلاح:ص۸۴،انیس)

(۲) " قال محمدؒ: وهوطاهر،فإن أصاب ذلک الماء ثوبًا، إن كان ماء الاستنجاء وأصابه أكثرمن قدرالدرهم،لاتجوزفى الصلوٰة". (فتاوىٰ قاضى خان علىٰ هامش الهندية،فصل فى الاستنجاء :۱/۱۵،رشيدية،وكذا فى التاتارخانية،المياه:۱/۱۷۱،إدارة القرآن، كراچى)

اردو کتب فتاویٰ

نمبر شمار	کتب فتاویٰ	مفتیان کرام	مطبع
(۱)	فتاویٰ عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	ایم ایچ سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی
(۲)	فتاویٰ رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	محمد اسحاق صدیقی اینڈ سنز، تاجران کتب، و مالکان کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، سہارنپور، انڈیا
(۳)	تالیفات رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	مکتبہ الحق ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲
(۴)	باقیات فتاویٰ رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ ضلع پر بدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا
(۵)	عزیز الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۶)	فتاویٰ دار العلوم دیوبند	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۷)	امداد الفتاویٰ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۸)	الحیلۃ الناجزۃ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	مکتبہ رضی دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۹)	امداد الاحکام	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ / مولانا عبدالکریم گمتھلویؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۰)	آلات جدیدہ کے شرعی احکام	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یوپی
(۱۱)	جواہر الفقہ	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یوپی
(۱۲)	امداد المفتیین	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۳)	مجموعۂ فتاویٰ عبدالحئی	مولانا ابوالحسنات عبدالحئی لکھنویؒ	مکتبہ تھانوی، دیوبند، یوپی، انڈیا
(۱۴)	فتاویٰ مظاہر علوم	مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ	شعبۂ نشر و اشاعت مظاہر علوم سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۵)	فتاویٰ محمودیہ	مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ	مکتبہ شیخ الاسلام دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۶)	فتاویٰ امارت شرعیہ	مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد وغیرہ رحمہم اللہ	شعبۂ نشر و اشاعت امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ
(۱۷)	کفایت المفتی	مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ	حفیظ الرحمٰن واصف، کوہ نور پریس، دہلی، انڈیا
(۱۸)	فتاویٰ باقیات صالحات	مولانا شاہ عبدالوہاب قادری ویلوریؒ	جامعہ باقیات صالحات، ویلور، بنگلور، انڈیا
(۱۹)	فتاویٰ احیاء العلوم	مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوریؒ	جامعہ احیاء العلوم، مبارکپور، یوپی، انڈیا

(۲۰) منتخبات نظام الفتاویٰ	مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ	ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۱) نظام الفتاویٰ	مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ	ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۲) خیر الفتاویٰ	مولانا خیر محمد جالندھریؒ	مکتبہ الحق ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲
(۲۳) فتاویٰ شیخ الاسلام	حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ	مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند، یوپی، انڈیا
(۲۴) فتاویٰ حقانیہ	مولانا عبدالحق صاحبؒ پاکستانی	دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلیشر ز، نزد واٹر ٹینک مغل پورہ، حیدرآباد
(۲۵) احسن الفتاویٰ	مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ پاکستانی	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۲۶) فتاویٰ عثمانی	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب پاکستانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی، اندیا
(۲۷) فتاویٰ قاضی	مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ	ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۸) فتاویٰ رحیمیہ	مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ	مکتبہ رحیمیہ منشی اسٹریٹ راندیر، سورت گجرات
(۲۹) کتاب الفتاویٰ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی، اندیا
(۳۰) محمود الفتاویٰ	مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب	مکتبہ نور، محمودنگر، متصل جامعہ، ڈابھیل
(۳۱) حبیب الفتاویٰ	مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب	سمیع پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹیڈ، دریا گنج نئی دہلی
(۳۲) فتاویٰ فرنگی محل	مولانا محمد عبدالقادر صاحب فرنگی محلیؒ	مطبع نامی نخاس لکھنؤ، یوپی، انڈیا
(۳۳) فتاویٰ ندوۃ العلماء	مولانا مفتی محمد ظہور ندوی صاحب	مجلس صحافت ونشریات، ندوۃ العلماء مارگ، پوسٹ باکس نمبر ۹۳ لکھنؤ، انڈیا
(۳۴) فتاویٰ بینات	مفتیان جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، پاکستان	مکتبہ بینات، جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی، پاکستان
(۳۵) فتاویٰ فریدیہ	مولانا مفتی محمد فرید صاحب پاکستانیؒ	مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی، پاکستان
(۳۶) فتاویٰ مفتی محمود	مولانا مفتی محمود صاحب پاکستانیؒ	جمعیت پبلیکیشنز وحدت روڈ، لاہور، پاکستان
(۳۷) آپ کے مسائل اوران کا حل	مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ	مکتبہ لدھیانوی ایم اے جناح روڈ، کراچی، پاکستان
(۳۸) مرغوب الفتاویٰ	مولانا مفتی مرغوب الرحمٰن صاحب لاجپوریؒ	جامعۃ القرأت کفلیتہ، مولانا عبدالحئی نگر، سورت، گجرات
(۳۹) فتاویٰ دارالعلوم زکریا	مولانا مفتی رضاء الحق صاحب، افریقہ	ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی۔۶، انڈیا
(۴۰) فتاویٰ شاکرخان	مولانا مفتی شاکر خان صاحب پونہ، انڈیا	مدرسہ بیت العلوم کونڈوا، خردسروے نمبر۱۴۲، شوکا میوز کے پیچھے، پونہ ۴۸، انڈیا

مصادر ومراجع

نمبرشمار	اسمائے کتب	مصنف،مؤلف	تاریخ وفات
	علوم قرآن		
(۱)	القرآن الکریم	کتاب اللہ	--
(۲)	تفسیر کبیر	ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسین بن حسن فخرالدین الرازی	۶۰۶ھ
(۳)	الجامع لأحکام القرآن (تفسیر قرطبی)	ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی	۶۷۱ھ
(۴)	کتاب انوارالتنزیل واسرارالتاویل (تفسیر بیضاوی)	ناصرالدین عبداللہ بن ابوالقاسم بیضاوی شیرازی شافعی	۶۸۲ھ
(۵)	تفسیر الجلالین	جلال الدین محلی ابوعبداللہ محمد بن شہاب الدین العباسی الانصاری	۸۶۴ھ
		جلال الدین سیوطی عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابوبکر بن محمد الحضیر ی	۹۱۱ھ
(۶)	تفسیر احمدی	شیخ احمد ملاجیون	۱۱۳۰ھ
(۷)	تفسیر الجمل (الفتوحات الإلٰھیۃ)	سلیمان بن عمر العجیلی الشافعی	۱۲۰۴ھ
(۸)	فتح القدیر	محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی	۱۲۵۰ھ
(۹)	روح المعانی	محمود بن عبداللہ شہاب الدین ابوالثناء الحسینی الآلوسی	۱۲۷۰ھ
(۱۰)	بیان القرآن	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
	علوم حدیث وسیرت		
(۱۱)	موطأ امام مالک	امام دارالہجرہ مالک بن انس بن مالک بن عمر	۱۷۹ھ
(۱۲)	کتاب الآثار بروایۃ امام محمدؒ	محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۱۳)	مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی	۲۱۱ھ
(۱۴)	مصنف ابن ابوشیبہ	حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان بن خورستی	۲۳۵ھ
(۱۵)	مسند امام احمد	ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذھلی	۲۴۱ھ

(۱۶) صحیح البخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم الجعفی البخاری	۲۵۶ھ
(۱۷) صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیر ی	۲۶۱ھ
(۱۸) سنن ابن ماجہ	حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی، ابن ماجہ	۲۷۳ھ
(۱۹) سنن ابوداؤد	امام حافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی الأزدی	۲۷۵ھ
(۲۰) سنن الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	۲۷۹ھ
(۲۱) شمائل الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	۲۷۹ھ
(۲۲) سنن النسائی	احمد بن علی بن شعیب النسائی	۳۰۳ھ
(۲۳) المسند	حافظ ابویعلی احمد بن علی الموصلی	۳۰۷ھ
(۲۴) المنتقی	ابن الجارود ابومحمد عبداللہ بن علی النیشاپوری	۳۰۷ھ
(۲۵) صحیح ابن خزیمۃ	محمد بن اسحٰق بن المغیر ۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسا فوری الشافعی	۳۱۱ھ
(۲۶) شرح معانی الآثار	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۲۷) صحیح ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ التمیمی الدارمی البستی	۳۵۴ھ
(۲۸) المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر ابوالقاسم الطبرانی	۳۶۰ھ
(۲۹) المعجم الأوسط	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر ابوالقاسم الطبرانی	۳۶۰ھ
(۳۰) سنن الدارقطنی	ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود البغدادی الدارقطنی	۳۸۵ھ
(۳۱) المستدرک علی الصحیحین	محمد بن عبداللہ بن حمدویہ الحاکم النیسا فوری	۴۰۵ھ
(۳۲) حلیۃ الأولیاء	ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی	۴۳۰ھ
(۳۳) سنن البیہقی	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	۴۵۸ھ
(۳۴) المنتقٰی شرح الموطأ	ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد الباجی الاندلسی	۴۷۴ھ
(۳۵) سنن الدارمی	عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہزام التمیمی السمرقندی الدارمی	۵۵۲ھ
(۳۶) کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی	۵۷۹ھ
(۳۷) الروض الأنف	ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد السہیلی	۵۸۱ھ
(۳۸) مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی	۷۲۰ھ

(۳۹)	الترغیب والترہیب	ابو محمد زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری الشامی الشافعی	۶۴۲ھ
(۴۰)	شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح	شرف الدین حسین بن عبد اللہ بن محمد الحسن الطیبی	۷۴۳ھ
(۴۱)	جامع المسانید والسنن الھادی لأقوم السنن	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی	۷۷۴ھ
(۴۲)	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	نورالدین محمد بن ابوبکر بن سلیمان الہیثمی	۸۰۷ھ
(۴۳)	فتح الباری شرح صحیح البخاری	احمد بن علی بن محمد، ابن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۴۴)	بلوغ المرام	احمد بن علی بن محمد، ابن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۴۵)	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۴۶)	المقاصد الحسنۃ	محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی	۹۰۲ھ
(۴۷)	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
(۴۸)	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
(۴۹)	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح	حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
(۵۰)	جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد	العلامۃ محمد بن محمد سلیمان المغربی	۱۰۹۴ھ
(۵۱)	نیل الأوطار	محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی	۱۲۵۰ھ
(۵۲)	التعلیق الصبیح علیٰ مشکوٰۃ المصابیح	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۱۳۹۴ھ
(۵۳)	کشف الخفاء ومزیل الإلباس عما اشتہر من الأحادیث علی ألسنۃ الناس	اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی العجلونی الدمشقی الشافعی	۱۱۶۲ھ
(۵۴)	بذل المجہود فی حل أبی داؤد	المحدث خلیل احمد السہارنفوری	۱۲۹۷ھ
(۵۵)	آثار السنن	محمد بن علی الشہیر بظہیر احسن النیموی البہاری الحنفی	۱۳۲۲ھ
(۵۶)	إحیاء السنن	مولانا سید احمد حسن سنبھلی خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	--
(۵۷)	إعلاء السنن	ظفر احمد بن محمد لطیف العثمانی التھانوی	۱۳۹۴ھ
(۵۸)	معارف السنن شرح جامع الترمذی	محمد یوسف بن سید زکریا الحسینی البنوری	۱۳۹۷ھ
(۵۹)	أوجز المسالک إلی موطا امام مالک	الشیخ محمد زکریا بن محمد یحییٰ الکاندھلوی	۱۴۰۲ھ

کتب فقہ احناف

(۶۰) مختصر الطحاوی	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۶۱) مختصر القدوری	محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان القدوری	۴۲۸ھ
(۶۲) النتف فی الفتاوی	ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد السغدی الحنفی	۴۶۱ھ
(۶۳) المبسوط	شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابوسہل السرخسی	۴۸۳ھ
(۶۴) تحفۃ الفقہاء	علاء الدین محمد بن احمد بن ابواحمد السمرقندی الحنفی	۵۳۹ھ
(۶۵) خلاصۃ الفتاویٰ	طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری	۵۴۲ھ
(۶۶) مجموع الفتاویٰ	طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری	۵۴۲ھ
(۶۷) المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی	ابوالمعالی محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن مازہ البخاری	۵۷۰ھ
(۶۸) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی	۵۸۷ھ
(۶۹) فتاویٰ قاضی خان	محمود اوزجندی قاضی خان حسن بن منصور	۵۹۲ھ
(۷۰) بدایۃ المبتدی	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی	۵۹۳ھ
(۷۱) الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی	۵۹۳ھ
(۷۲) مجمع البرکات	ابوالبرکات بن حسام الدین الدمنوی/المداینی	۶۶۷ھ
(۷۳) الوقایۃ (وقایۃ الروایۃ)	صدر الشریعہ محمود بن عبداللہ بن ابراہیم المحبوبی الحنفی	۶۷۳ھ
(۷۴) فتح القدیر علی الھدایۃ	ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید الحنفی	۶۸۱ھ
(۷۵) الاِختیار لتعلیل المختار	عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمود ابوالفضل مجد الدین الموصلی	۶۸۳ھ
(۷۶) قنیۃ المنیۃ	ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد الزاہدی الغزمینی	۶۵۸ھ
(۷۷) منیۃ المصلی وغنیۃ المبتدی	سدید الدین محمد بن محمد بن الرشید بن علی الکاشغری	۷۰۵ھ
(۷۸) کنز الدقائق	حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی	۷۰۱،۷۱۰ھ
(۷۹) الفتاویٰ الولوالجیۃ	ابوالحسن علی بن عیسیٰ الولوالجی	۷۱۰ھ
(۸۰) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق	فخر الدین عثمان بن علی بن محجن الزیلعی	۷۴۳ھ
(۸۱) شرح مختصر الوقایۃ (شرح وقایۃ الروایۃ)	صدر الشریعہ الصغیر، عبیداللہ بن مسعود بن محمود بن احمد المحبوبی الحنفی	۷۴۷ھ

(۸۲) النقایۃ مختصر الوقایۃ	صدر الشریعہ الصغیر، عبید اللہ بن مسعود بن محمود بن احمد المحبوبی الحنفی	۷۴۷ھ
(۸۳) الکفایۃ شرح الہدایۃ (متداولہ)	جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرمانی	۷۶۷ھ
(۸۴) الفتاویٰ السراجیۃ	سراج الدین عمر بن اسحٰق الغزنوی	۷۷۳ھ
(۸۵) شرح العنایۃ علی الہدایۃ	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود البابرتی	۷۸۶ھ
(۸۶) الفتاویٰ التاتارخانیۃ	علامہ عالم بن العلاء الأنصاری الدہلوی	۷۸۶ھ
(۸۷) السراج الوہاج فی شرح مختصر القدوری	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی	۸۰۰ھ
(۸۸) الجوہرۃ النیرۃ فی شرح مختصر القدوری	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی	۸۰۰ھ
(۸۹) خزانۃ الروایات	حسن بن نصوح الشہیر قاضی جگن گجراتی حنفی	۸۴۲ھ
(۹۰) حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی	ابن امیر الحاج، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الحلبی الحنفی	۸۷۹ھ
(۹۱) البنایۃ شرح الہدایۃ	بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۹۲) ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی	یوسف بن جنید التوقانی الرومی المعروف بہ اخی چلپی	۹۰۲ھ
(۹۳) شرح النقایۃ	ابوالمکارم عبدالعلی بن محمد بن حسین البرجندی	۹۳۲ھ
(۹۴) حاشیۃ علی العنایۃ شرح الہدایۃ	سعداللہ بن عیسیٰ بن امیر خان الرومی الحنفی الشہیر بسعدی چلپی وبسعدی آفندی	۹۴۵ھ
(۹۵) ملتقی الأبحر	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلپی حنفی المعروف بالحلبی الکبیر	۹۵۶ھ
(۹۶) غنیۃ المستملی المعروف بالکبیری	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلپی حنفی المعروف بالحلبی الکبیر	۹۵۶ھ
(۹۷) الصغیری شرح منیۃ المصلی	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلپی حنفی المعروف بالحلبی الکبیر	۹۵۶ھ
(۹۸) جامع الرموز شرح مختصر الوقایۃ المسمیٰ بالنقایۃ	شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی	۹۶۲ھ
(۹۹) البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق	ابن نجیم زین العابدین بن ابراہیم المصری الحنفی	۹۷۰ھ
(۱۰۰) تنویر الأبصار وجامع البحار	شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشی	۱۰۰۴ھ
(۱۰۱) النہر الفائق شرح کنز الدقائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم المصری الحنفی	۱۰۰۵ھ
(۱۰۲) شرح فقہ أکبر	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملاعلی قاری	۱۰۱۴ھ
(۱۰۳) شرح النقایۃ فی مسائل الہدایۃ	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملاعلی قاری	۱۰۱۴ھ
(۱۰۴) نور الایضاح ونجاۃ الارواح	ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۱۰۵) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح معہ امداد الفتاح شرح نور الایضاح	ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ

(۱۰۶)	فتح المنان فی تائید مذہب النعمان	حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
(۱۰۷)	غنیۃ ذوی الأحکام فی بغیۃ درر الحکام	ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۱۰۸)	درر الحکام شرح غرر الأحکام	العلامۃ نوح آفندی	۱۰۷۰ھ
(۱۰۹)	مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر	عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان المدعو بشیخی زادہ، المعروف بداماد آفندی	۱۰۷۸ھ
(۱۱۰)	الفتاویٰ الخیریۃ لنفع البریۃ	خیرالدین بن احمد بن نورالدین علی ایوبی علیمی فاروقی الرملی	۱۰۸۱ھ
(۱۱۱)	الدر المختار شرح تنویر الأبصار	علامہ محمد بن علی بن محمد بن عبدالرحمٰن علاءالدین الحصکفی	۱۰۸۸ھ
(۱۱۲)	الفتاویٰ الھندیۃ (عالمگیریہ)	شیخ نظام الدین برہان پوری گجراتی (وجماعۃ من اعلام فقہاء الھند)	۱۱۶۱ھ
(۱۱۳)	موسوعۃ فقہ عمر بن الخطاب	شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم ابوعبدالعزیز وابوعبداللہ	۱۱۷۶ھ
(۱۱۴)	حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح	علامہ السید احمد بن محمد الطحطاوی	۱۲۲۱ھ
(۱۱۵)	حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار	علامہ السید احمد بن محمد الطحطاوی	۱۲۲۱ھ
(۱۱۶)	مالابد منہ (فارسی)	قاضی ثناء اللہ الہندی پانی پتی	۱۲۲۵ھ
(۱۱۷)	ردالمحتار حاشیۃ الدر المختار (شامی)	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۱۱۸)	منحۃ الخالق حاشیۃ البحر الرائق	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۱۱۹)	غایۃ الاوطار ترجمہ اردو الدر المختار	مترجم اول: مولانا خرم علی ملہوری	۱۲۷۱ھ
		مترجم دوم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی	--
(۱۲۰)	التحریر المختار حاشیۃ ردالمحتار	عبدالقادر الرافعی الفاروقی	۱۲۸۳ھ
(۱۲۱)	السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ	ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۱۲۲)	عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ	ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۱۲۳)	حاشیہ علی الہدایہ	ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۱۲۴)	نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل	ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۱۲۵)	مجموعۃ الفتاویٰ (فارسی)	ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۱۲۶)	مواھب الرحمٰن	ابراہیم بن سید علی الطرابلسی	۱۳۰۸ھ
(۱۲۷)	رسائل الارکان	عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد انصاری لکھنوی	۱۲۳۵ھ
(۱۲۸)	بہشتی زیور (اردو)	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۱۲۹)	بہشتی ثمر (اردو)	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ

(۱۳۰) بہشتی گوہر (اردو)	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۱۳۱) خیر الکلام فی حوض الحمام	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی	۱۳۹۶ھ
(۱۳۲) بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	مدظلہ
(۱۳۳) طہارت کے احکام ومسائل	مولانا انیس الرحمٰن قاسمی	مدظلہ

دیگر مسالک کی کتب فقہ

(۱۳۴) بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد	محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد	۵۹۵ھ
(۱۳۵) المغنی	ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی	۶۲۰ھ
(۱۳۶) منہاج الطالبین	محی الدین ابوزکریا یحی بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	۶۷۶ھ
(۱۳۷) المجموع	محی الدین ابوزکریا یحی بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	۶۷۶ھ
(۱۳۸) إعلام الساجد بأحکام المساجد	امام زرکشی محمد بن عبداللہ شافعی	۷۹۴ھ
(۱۳۹) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ	ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیۃ	۸۲۸ھ
(۱۴۰) التلخیص الحبیر	احمد بن علی بن محمد ابن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۱۴۱) الإنصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف عند الإمام احمد بن حنبل	علاء الدین ابوالحسن علی بن سلطان المرداوی	۸۸۵ھ
(۱۴۲) دقائق اولی النہی شرح منتھی الارادات	منصور بن یونس بن صلاح الدین البھوتی الحنبلی المصری	۱۰۵۱ھ
(۱۴۳) رحمۃ الأمۃ فی اختلاف الأئمۃ	ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن الدمشقی العثمانی الشافعی	--

فقہ مقارن

(۱۴۴) الموسوعۃ الفقہیۃ	وزارت اوقاف کویت	--
(۱۴۵) الفقہ الإسلامی وأدلتہ	ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	مدظلہ

اصول فقہ

(۱۴۶) المستصفی فی الاصول	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالیؒ	۵۰۵ھ
(۱۴۷) الأشباہ والنظائر	زین الدین بن ابراہیم بن محمد، ابن نجیم المصری	۹۷۰ھ
(۱۴۸) غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر	احمد بن محمد المکی ابوالعباس شہاب الدین الحسینی الحموی الحنفی	۱۰۹۸ھ
(۱۴۹) مجموعۃ قواعد الفقہ	مولانا مفتی سید عمیم الاحسان برکتی مجددی	۱۳۹۵ھ

تصوف

(۱۵۰) اکسیر ہدایت	حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالیؒ	۵۰۵ھ
(۱۵۱) عوارف المعارف	شیخ عبد القادر الشہر وردیؒ	۶۳۲ھ
(۱۵۲) الطریقۃ المحمدیۃ والسیرۃ الاحمدیۃ	محمد آفندی الرومی البرکلی مولیٰ محمد بن پیر علی	۹۸۱ھ
(۱۵۳) الاتحاف بحب الاشراف	ابو محمد جمال الدین عبد اللہ بن محمد الشبراوی الشافعی	۱۱۷۱ھ

لغت

(۱۵۴) القاموس المحیط	مجد الدین ابو طاہر محمد بن محمد بن عمر الشیرازی الفیروزآبادی	۸۱۷ھ
(۱۵۵) حیوٰۃ الحیوان	کمال الدین بن محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی الدمیری	۸۰۸ھ
(۱۵۶) فیروز اللغات	الحاج مولوی فیروز الدینؒ	--
(۱۵۷) غیاث اللغات	محمد غیاث الدین بن بن جلال الدین رامپوری	--
(۱۵۸) منتھی الأرب	محمد محی الدین عبد الحمید	۱۳۹۳ھ
(۱۵۹) نور اللغات	نور الحسن نیر کاکوروی	۱۹۳۶ء
(۱۶۰) المعجم الوسیط	مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ، دمشق، شام	--
(۱۶۱) اردو لغت	مرتبہ اردو لغت بورڈ حکومت پاکستان	--

متفرقات

(۱۶۲) حجۃ اللہ البالغۃ	شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم ابو عبد العزیز وابو عبد اللہ	۱۱۷۶ھ
(۱۶۳) القول الجمیل	شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم ابو عبد العزیز وابو عبد اللہ	۱۱۷۶ھ
(۱۶۴) ازالۃ الخفاء	شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم ابو عبد العزیز وابو عبد اللہ	۱۱۷۶ھ
(۱۶۵) ملفوظات کمالات اشرفیہ	مولانا محمد اشرف علی بن عبد الحق التھانوی	۱۳۶۲ھ

نوٹ: فتاویٰ علماء ہند جلد سوم کے متن وحاشیہ میں ان کتابوں سے استفادہ ہوا ہے اور متعلقہ جگہ ان کے مطبوعات ومکتبات کی تفصیل درج ہے۔ انیس الرحمٰن قاسمی